خطباتِ صابریہ
سید محمد محفوظ الحق شاہ صابری

Date:

سید محمد محفوظ الحق شاہ

نمبر	عنوان	صفحہ
1	معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	1
2	″ ″	5
3	″ ″	9
4	″ ″	12
5	″ ″	14
6	″ ″	16
7	″ ″	20
8	″ ″	25
9	″ ″	30
10	″ ″	36
11	″ ″	43
12	شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ″	51
13	معراج النبی ″ ″	57
14	شان اولیاء ″	68
15	شان رسالت ″ ″	76
16	رمضان شریف کی برکت ″	80
17	شان رسالت ﷺ و اولیاء ″	90
18	نماز کی شان ″	95
19	شان رسالت	101
20	″ ″ ″	110
21	شفاعت حضور ﷺ کی ″	117
22	شان رسالت ″	124
23	″ ″ ″	130

Date:

نمبر	عنوان		صفحہ
24	شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		139
25	خصائص شمائل نبوی ۲	" Dahhas	149
26	سیدہ دو عالم کی تین دعائیں	۲۸-۱-۲۰۱۵	160
27	اللہ کا ذکر	۱۴-۱-۱۴۳۷	179
28	شان رسالت ۳	(AM) بروز بدھ ۴-۴۵ — ۱۲	187
29	مریض کی عیادت		200
30	شہید کی حیات		208
31	حضرت فاروق اعظم رضؓ		213
32	سیدہ فاطمۃ الزہراء رضؓ		217
33	سنتوں کا فیضان		220
34	جعفر طیار رضؓ ترجمان رسالت ۳		224
35	شایان شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		226
36	سیدنا صدیق اکبر رضؓ		228
37	شان اولیاء		231
38	شب براءت		234
39	حضرت ابراہیم ؑ		237
40	قرب خداوندی درود سلام		240
41	اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		244
42	عظمت رسول	(۱)	246
43	" "	(۲)	249
44	" "	(۳)	252
45	اللہ کا نور اور تاریکیاں		258
46	قرآن اور صاحب قرآن نور ہیں۔		264
47	سیدنا غوث اعظم رضؓ		271

Date:

275	شان اولیاء	48
281	شان رسالت و عمر فاروق	49
286	غوث اعظم اور شان رسالت ؐ ۲۵-۱۰-۲۰۱۵	50
291	دین اسلام اللہ کا انعام ۱۰-۱-۱۴۳۷	51
296	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳-۳۳ pm	52
304	غوث اعظم رض	53
311	شب برأت کے فضائل ۔	54
317	رمضان صبر کا مقام ہے ۔	55
325	استقبال رمضان	56
333	برکتوں کا ماہ صیام	57
333	برکتوں کا ماہ صیام	58
339	قرآن کی برکت رمضان	59
344	شان رسالت ؐ	60
351	سرکار دو عالم ؐ کی غلامی	61
357	شان رسالت ؐ	62
365	" " "	63
371	" " "	64
378	" " "	65
385	" " "	66
393	میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	67
402	شان رسالت "	68
408	" " "	69
414	حضور علیہ السلام کی عظمت	70
418	شان رسالت ؐ	71

Abbas

Date:

نمبر شمار	عنوان		صفحہ
72	فتح مکہ	[signature]	424
73	شان رسالت	۲۸-۰۳-۲۰۱۶	432
74	جشن جمال کیا ہے	۱۹-۰۶-۱۴۳۶	439
75	شان رسالت ؐ	۱۰-۴۰ PM	445
76	شان حسین ؓ	دوپہر	454
77	شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم . I		465
78	"	" II	470
79	شان رسالت "	"	472
80	عظمت مصطفےٰ ؐ		479
81	شان رسالت		492
82	حضرت سیدنا بلال ؓ		503
83	شان رسالت ؐ (۱) I	جمعرات	511
84	" " (۲) II	[signature]	520
85	" "	۳۵۳ ۲۱-۰۴-۲۰۱۶	529
86	" "	۱۳-۰۷-۱۴۳۷ ۱-۱۵-PM	531
87	خلق عظیم عارف والا		536
88	میلاد شریف صابر کون ہے		540
89	جشن میلاد سمہ پورہ I (۱)		544
90	" " II (۲)		552
91	ایصال ثواب		555
92	شان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم		566
93	بندگان خدا		570
94	" "		570
95	معراج شریف		572

Date:

96	فقیہ الملت ؒ	586
	غلام رسول سعیدی کا وصال 4-2-2016	
131 ~~181~~	عبدالغفار پاشا کی توبہ	(463)
66	محبوب کا حسن بے مثال آرسی میں صاف	

جس کے پیچھے چلنا ہے وہ گزر گیا ہے — پیشیعون - پیچھے چلتے رہو۔ پیچھے جب چلو گے جب آگے چلنے
والا نظر آتا رہے گا۔ نبی حاضر و ناظر ہیں ہاں کہ ہمیں رب نے رسول دے دیا جو ختم ہی نہیں ہوتا -
جب قرآن کے اندر اطاعت کا لفظ آتا ہے تب بار بار لگتا ہے سرکار کو۔ صرف رب نے فرمایا ہو کہ میری
اطاعت کرو - یہ کہیں نہیں ہو۔ ویطیعون اللہ ورسولہ - قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول - ومن یطع اللہ ورسولہ
فاولئک مع الذین — فقد فاز فوزاً عظیما - اسلیے اپنی اطاعت - جہاں معبود کی اطاعت کا نام آ
لیا اپنی اطاعت - واقیموا الصلوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون — بالکل نماز زکوٰۃ - جب کبھی حکم فیصلہ
کرنے جا رہے نماز وہی زکوٰۃ ہے کہ پیروں میں اپنا نام ہی نہیں — سب ان کی برکت آگے چلنے والے کی
ہے - علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں کہ حضور کی شریعت اتنی عظیم ہے کہ جنت میں بھی کبھی کسی کا سہارا
لینا پڑے گا۔ جنت دار العمل نہیں ہے - دار الجزاء ہے
امام ابن حجر مکی - جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں - اگر جنتی غیر اخلاقی جرم کرنا چاہیں - لھم ما یشاءون - جو
چاہیں گے وہ ملے گا۔ جب جنتی غلط چیز مانگے تو ملے گا - نہیں ملے گی تو لھم ما یشاءون کا مطلب کیا ہے۔ رب تعالیٰ
ان کے دلوں پر تصرف فرمائے گا اور حضور کی شریعت کے خلاف سوچنے کی طاقت نہیں رہے گا - یہ سوچ نہیں ہو گا کہ
جنتی کر دیں کہ ہمیں طاقت دے کہ کافروں کو جی بھر کے گالیاں دیں - بلکہ یہ ہو گا جی بھر کے مصطفیٰ پر درود سلام
پڑھو — مثال جیسے دنیا میں شراب پیتے ہیں - کیا جنت میں شراب پئیں گے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ جب یہ وہ جنت میں قدم رکھیں گے - ہم ان کے سینوں سے ہر قسم کی گندگی کھینچ کے باہر پھینکیں گے
ان کو پاک کر دیں گے۔ کہ ان کی سوچ گھٹیا ہو ہی نہیں سکتی —
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حور مقصورات فی الخیام - حور اللہ کی مخلوق — نورانی مخلوق ہے مقصورات خیموں
میں بند اسم مفعول ہے قصر یقصر - سے محبوس ہونا - پابند ہونا - میں یہ کام کرنے سے قاصر ہوں - میں اس حد
سے آگے نہیں گزر سکتا۔ اللہ کہہ رہا ہے جو خیمے بنائے ہیں حوریں ایک قدم باہر نہ رکھیں گی۔ مقصورات سے
آپ یہ نہ سمجھیں - کہ وہ کوئی قید خانہ ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے - ان خیموں کی وسعت کتنی ہیں - ایک ایک خیمہ شاید ساری
دنیا کی سات زمینوں سے بھی بڑا ہے — غلاموں کے لئے بنائے ہیں - وہ بند ہوں کہ ہر کسی کو ملتے ہوئے نظر ہوں
آئیں - جنتی حور جس کے لئے ہے اس پہ کسی غیر کی نظر نہیں پڑ پائے گی - پردے بڑے مضبوط ہوں گے - جنتی تو ہر
ان نگاہوں سے مصطفیٰ کو دیکھیں گے - اللہ فرماتا ہے وجوہ یومئذ ناضرہ - الیٰ ربھا ناظرہ جب پیارا اللہ کو دیکھیں تو
رونق آ جاتی ہے ان بندوں کے چہروں پر تازگی ہو گی جو جی بھر کر دیکھا کریں گے — جنتی لوگوں کی نگاہیں پاکیزہ ہوں
گے - کیونکہ پردے میں ہوں گے سڑکوں پہ گھوم پھر کر حقوق نسواں کی باتیں کرنا والی ابو جہل کی بیٹیاں ہیں محروم رہ جائیں
بیٹیاں جیسی ہیں - نبی پاک کی بیٹی والی ہوتے - بیٹیاں بڑی ہو گئیں - کیا ایسا ہوا کہ سڑکوں پہ آ گئی -
شہزادی تو بیٹا ہوتی ہے ہیں محبوب کی کتنی مصروفیات ہیں اگر وہ باہر قدم رکھتیں تو جھنڈے تو گڑ جاتے۔ نبی کی بیٹی کے

DATE: ________

سے بیٹے حسن حسین جن سے جنت اور پورے اسلام کی خوشبو آتی ہے۔ تیسرے بیٹے جن سے صرف مسلمان کی
خوشبو نہیں آتی ——— فرمایا یہ حور ہیں ——— خصوصاً یہ ہیں۔ آپ علیہ السلام فرمایا۔ بہجۃ الصدور میں
جنتی ایک دوسرے کی ملاقات کو بھی جایا کریں گے جنتی ایک دوسرے کی دعوتیں بھی کریں گے بلکہ بیگمات کے ہمراہ نہیں
جلال الدین سیوطی قاضی ثناء اللہ لکھتے ہیں علامہ مناوی شرح جامع صغیر لکھتا ہے۔ کہ جنتی مردوں کی بیگمات ساتھ
نہیں ہوں گی۔ اگر وہ جائیں گی تو معاشرہ پلید ہو نہیں۔ بے ننگاپن کا تصور نہیں۔ لیکن اللہ فرماتا ہے محبوب کی شریعت
کا وہ رنگ یہاں بھی قائم رہے گا۔ یہ میرے مصطفیٰ کی شریعت ہے ——— خود اکیلے آؤ اور بیگم کا جنازہ ساتھ لاؤ کر
جنتی آئیں گے ایک دوسرے کی زیارت کیلئے۔ مولائے کائنات کی دعوت کریں گے صدیق اکبر وغیرہ صحابہ کرام کا ذکر
اولیاء کرام ایک دوسرے کی ——— لیکن مولائے کائنات اکیلے جائیں گے ساتھ رسول کی بیٹی نہیں ہوگی۔ جب قیامت میں ننگاپن
کا کوئی تصور نہیں ہوگا قیامت کے دن جب شہزادی رسول کی سواری آئے سب کو نگاہ جھکا لینے کا حکم ہوگا سب کو حکم
ہوگا۔ پردے کا معاشرہ شریعت ہے یہ جنت میں بھی ہوگی۔ وہاں عورتوں کا مینا بازار نہیں ہوگا۔ ننگا سا ذہن
یہودی وغیرہ کا سازشی ذہن۔ معاشرے کو خراب کرنا۔ کہ پیدا ہونے والا یہودیوں کو دیکھتا ہے رسول اللہ کی طرف
تک جاتی نہیں۔ الذین یتبعون الرسول ——— میں ان کو نکال کر دوں گا ——— جلال الدین سیوطی نے
شرح الصدور میں لکھا۔ شیخ علی کا واقعہ ہے کہ میں ان کا ایک بندہ میری خانقاہ میں جوان آیا۔ جوانی کا رنگ چڑھا
تھا۔ رسول اللہ کے عشق کا رنگ زیادہ ہر ادا میں سنت ہے۔ فوت ہوا۔ اتنا پیار تھا کہ میرا بیٹا فوت ہو جاتا۔
اس کے ہر ادا میں سنتیں ادا کرتا۔ غسل و تجہیز کا کام کیا ——— یہ حکم ہے کہ وضو کراؤ ——— غسل کے وقت
بائیں ہاتھ دھونا چاہا اس نے ہاتھ۔ باپ کی نسبت توڑ سکتا ہے نبی کی سنت نہیں توڑ سکتا۔ دیکھنے میں مردے
نبی کی سنت میں زندہ ——— زندہ ہیں۔ محبت کا سفر ——— ہم مرتے ہیں ——— مولانا سردار احمد فیصل آبادی کا
عشق محبوب کا گواہ ——— رفیق خاص صوفی اللہ رکھا نے بتایا۔ بیمار ہوئے ایک ڈاکٹر نے چیک کیا۔ معائنہ کیا۔
فرمایا مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے ——— معشوق کی کتاب بعض اولیاء ایسے ہیں کہ ساری دنیا کا معاملہ اپنا سمجھتے ہیں
کسی نے گدھے کو ڈنڈا مارا ——— کہ ڈنڈا مارنے والے کو ڈراسو۔ یہ شیر سامنے نہیں بول سکتا۔ خدا کے سامنے بولے گا کہ
شیخ اچھلے مار دیا۔ مجھے مار دیا۔ اٹھا کے دیکھا۔ تو ان کی کمر پہ ڈنڈے ——— سرکار کی بیماری سمجھ نہیں آئی ——— اسی
طرح کوئی تکلیف نہیں ——— صوفی صاحب کو کہا ڈاکٹر نے یہ مریض تو بولتا نہیں ہے۔ صوفی اللہ رکھا نے
جوتی پہنانا چاہا۔ الٹا طرف سے۔ فرمایا سردار احمد کا جسم بیمار ہے ایمان بیمار نہیں ہے۔ سرکار کو لگا
ہنر دکھاتے کہ ساری عمر حدیث پڑھائی لہٰذا جوتا پہلے بائیں میں پہنا ——— الذین یتبعون الرسول ———
جو پیچھے چلے۔ پتا دیتا ہے کہ حضور آج بھی عقیدتوں کے اندر موجود ہیں۔ ان کے نشان کرم۔ نور۔ عظمت بھی ہیں۔

(دستخط) ۲۰۱۴-۳-۲۵
۱۴۳۵-۵-۲۳

۱۲ — ۱ — ۱
pm
منگل

DATE:

حق ہے۔ محبوب معراج پہ آگے نہیں لے جائے گئے۔ میں لے گیا ہوں۔ کوئی اعتراض کریں گے کہ ایک رات میں کیسے گئے ہیں
سب کچھ ملا۔ جو سن رہا ہوں۔ جو دیکھ رہا ہوں ___ انکار کرنے والو۔ تم محبوب کا انکار نہیں کر سکتے۔ میرا انکار کر رہے ہو۔
محبوب نے یہ کب کہا ہے کہ میں معراج پہ گیا ہوں۔ بخاری مسلم دیگر احادیث میں یہ ہے کہ مجھے سیر کرائی گئی ہے ___ سبحٰن الذی
اس نے کرائی ہے۔ میں دکھا رہا ہوں کہ کہنے والا کون ہے۔ یہ تو ہے ترجمہ اس طرح جیسے ہو کا مرجع ضمیر کو قرار دیں۔
امام رازی۔ امام اسماعیل۔ فرماتے ہیں ہو کا مرجع بعبدہ ہے کہ لنریہ تاکہ ہم محبوب کو دکھائیں سوال ہوتا تھا۔ کہ کوئی ___
مثال جو کسی ملک کے راز نہیں دکھائے جا سکتے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے محبوب کو سارے راز دکھائے جو کسی کو نہیں دکھائے
تھے۔ محبوب دیکھتا ہی رہا۔ اور سنتا ہی رہا ہے۔ معراج معراج امت کے دکھانے کے قابل نہ تھا۔ اس لئے فرمایا محبوب چلیے۔
یہ جہان امکان ہے۔ یہ جہاں ہر ذات کی تجلی امکان نہیں کر سکتی۔ محبوب کے لئے ایک مقام ہونا چاہیے۔ آج تک تو میری مخلوق
کو دیکھا ہے۔ اب ذرا بھیجنے والے خدا کی بھی زیارت کر لے۔ محبوب کو بلایا ہے اپنی زیارت کے لئے۔
اعلیٰ حضرت نے فرمایا

~~[illegible]~~ شاہ صاحب بشارت اللہ ہے۔ جس کو دیا ہے یہ بخاری کیا وہ بخشش لن ترانی نہیں تقاضہ وصال کے لئے۔
یہ معجزہ معراج امت کو دکھانا مقصود ہی نہیں۔ یہ تو مسلک ہے محدثین کا مفسرین کا اللہ کو دیکھا۔
صرف فرماتے ہیں ___ کہ معراج محبوب کو دیکھنے کے لئے ہے، اسی خلوت میں

وہیں ہیں اصل وہیں ہیں آخر وہیں ہیں جا ملیں یہیں ہیں ظاہر اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسی کی طرف گئے تھے۔
واقعہ معراج کے رات دلیل ہے۔ موسیٰ کو راستے میں کھڑا کر دیا۔ کس لئے کو نہیں ___ جن کی ریلیوں میں ہیں لیے
رسول ریلیوں میں کھڑے ہیں مہ کون ہے دس تو جیک کے سسٹم کرد ___ کھڑے کئے گئے ہیں ___ امت کے لئے کیا ملا۔ سوال ہوا
شفا کے شارحین نے فرمایا جتنی مرتبہ گئے اتنی مرتبہ زیارت ہوگی ___ نمازیں کم ہو رہی ___ پوچھا موسیٰ نے
اللہ فرمایا محبوب چلو کم دیتے ہیں ___ اس میں کیا راز ہے ___ دوسری بھی کہہ دیتے۔ یا اللہ خود فرما دیتا۔ اور یہی طالب ہے
مشکل کلیم ہے۔ اور یہ بھی طالب ہے مشغول ہیں ہیں۔ اے موسیٰ یہ ہی طرف آنے تو تو دکھتا ہے کی طرف آکے اب میں دیکھا۔ یہاں
نماز کا ہے ___ بجائی لینا ہی کو بہانہ تھا۔ اس لئے موسیٰ کو کھڑا کر دیا۔ اس لئے موسیٰ نے طلب کی تھی ___

طلب بڑی عظیم ہے۔ کس عظیم کے وسیلے سے پوری۔ اے موسیٰ اگر میں تم کو دکھاتا تو محبوب کے حسن کے پردے میں تو آواز تک۔
اس صورت زن میں جال آگیا ___ اس لئے واقعہ معراج کسی امت کو نہیں دکھایا۔ ہم محبوب کو کہیں
جو یہاں تھا وہیں رہ گیا ___ دنیا فتنی تھا قاب اوادنیٰ کے لئے قرب عطا فرمایا۔ قدس جگہ جگہ سے جبرائیل ہمراہ تھے
صف بنانے فرمایا۔ بیت المعمور سے گزرے خانہ کعبہ فرشتوں ___ جبرائیل نے عرض کیا۔ یہاں دو رکعت نماز پڑھیں۔ اندر تشریف
لے گئے جبرائیل اذان دی ___ سرکار نے نماز پڑھائی بساتوں آسمانوں کے فرشتوں نے نماز پڑھی ___ یہاں نماز اب کائنات کو
معراج ہو رہی ہے ___ کوئی دعا تو کر دیں۔ کہ میری امت اسی طرح جمع ہوا کرے۔ جیسے سرکار نے فرشتوں کے جمع ہونے کو۔

DATE:

معراج تو سرکار کی ہے لیکن جیوں غلاموں کے لیے پیغام ہے ۔ امام اہل سنت ۔

۱۔ جو نہ بھولا ہم غلاموں کو رہنا یاد اس پیارے کی عادت کیجیے ۔

اگر کوئی کہے کہ محبوب کو یاد کرتے ہو ۔ امام اہل سنت فرماتے ہیں تو دیکھو محبوب غلاموں کو ہر وقت یاد کرتے ہیں ۔

۲۔ روز گرمی شب تیرہ و تار میں ۔ یادگار امت پہ لاکھوں سلام ۔

آج جس طرح فرشتے جمع ہیں مولا ہر امت کو بھی یہ دن نصیب ہو جائے ۔ ابھی جا رہے ہیں لیکن درخواستیں پہلے ہی سوچی ہیں ۔ جا کر تو پتہ نہیں کیا کیا ہوگا ۔ ہم بھی سرکار کو یاد کر لیں ۔

Rabbani

۲۵ — ۳ — ۲۰۱۴
۲۳ — ۵ — ۱۴۳۵

۴ ۲ ۰ ۵ — ..
PM
منگل

---

۵ معراج النبیؐ ۔

(۲۰۰۰ — ۱۰ — ۱۳)

(اور حضور نے دو یتیم بچوں سے پلاٹ خریدا)

الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبۃ الامور ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذمہ داریاں عطا فرمائی ہیں ۔ اللہ ان کی حدود بتاتا ہے کہ نماز کو قائم کرتے ہیں ۔ یہ چار یہ دو بنیادی کام کرتے ہیں ۔ حبیبِ پاک ہیں یہ مکہ میں مسجد حرام تو پہلے موجود ہے ۔ جب پاک نے وہاں مذکرہ کی کو ملتفین کرنے کا — کفار نے بت لگائے ہوئے ہیں ۔ بالکل گنجائش نہیں تھی ۔ میلاد کی برکت سے بت ٹوٹ گئے — لیکن کتنا رہنا ہے کہ مکہ دیکھ ۔ دوسرا مکہ کو دوسرے کے فتح مکہ کے دن گیا — بیت اللہ شریف میں میلاد جھوم رہا تھا پہلے کام نماز کا نہیں ۔ بت توڑے — ہاتھ مبارک میں چھڑی جاء الحق وزھق الباطل — چھڑی سے بت تو نہیں توڑتے ۔ یہ محبوب کی چھڑی ہے ۔ ضرب کلیم کو دنیا جانتی ہے ۔ رسالتوں کے ڈنڈے بے مثل ہوتے ہیں ۔ موسیٰ علیہ السلام نے پتھر میں ڈنڈا مارا، پتھر دو ٹکڑے ۔ نبی پاک نے ڈنڈا مارا نہیں ۔ صرف ساتھ لگا رہے ہیں بت بے دار کیا ۔ ڈنڈے کے اندر طاقت تھی جو ۔ مستی ادائی کریم کی — اصل ڈنڈا لگا رہے ہیں ۔ اعلیٰ تلاوت کرتے ہیں — دوبارہ ذکر کی تو ثواب مکرر ہوگا ۔ تکرار والا ثواب ۔ بار بار والا ثواب ۔ جتنی مرتبہ نام لوگے اتنی مرتبہ ثواب دلائے گا ۔

مثال ۔ ایک ہے ساری دکان کا سامان نہیں خریدا جا سکتا ۔ محبوب کے ایک نام پہ ساری خدائی کا سودا ہو سکتا ہے کہ ہم پڑھتے جائیں اور عطا کرتا جاؤں گا ۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔ ویسے تو بیسیوں اللہ کے بندوں سے پیار ہے ۔ لیکن ہمارے رب کو پیارا ہے ۔ شیخ فتح محمد جو مجدد ہے ۔ مفسر ۔ فقیہ مورخ ۔ حوصلے کا

DATE:

بیٹی لسان العلماء کا استاد - اب صاحب فضیلت ہے کہ جو قلم کو جنبش دیتے ہیں - یہی ملکہ نہیں پہنچتی - پھول ہی پھول نظر آتے ہیں - یہ آبرو والا قلم ہے کہ جو لکھتا ہے بابا کی محبت لکھتا ہے - ایک جگہ حضور کی سخاوت کا بیان کرتے ہوئے جوش میں آ کے میں نے حضور کی سلام لکھ دی - یہ پڑھ کر کسی بدبخت کا دل جلے تو جلے میں کیا کروں - ہم تو حضور کا ذکر کیے بغیر رہ نہیں سکتے -

جب بابا پاک نے چھتری لگائی - سے تھا قوت عشق

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے . دہر میں اسم محمد سے اجالا کر دے -

پاکستان میں جتنا جو چاہو گے اتنا نور پھیلے گا - جن کی چھتری سے بت گر جائے ہاں کا استاد کیوں نہیں کرتے - کیونکہ ہم اتنا طاقت ور ہے - کہ جیسے آسمان پر چاند ہے - ایک ہزار سال کی راہ دور ہے - زمین سے - جبل ابوقبیس پر اشارہ کرتے ہیں - اور مہر دل شق نہیں کر سکتا - اور ٹوٹ جاتا ہے جو خدا کا بنایا ہوا چاند توڑ دیں اشارے سے - یہ دنیا کو فریب کا بت نہیں توڑ سکتے - کیوں نہیں لگتا - فرمایا اس لیے نہیں لگایا کہ خدا کو دنیا کا قانون بدلنا پڑتا تھا - اسے کا زمین شق ہو جاتی ہیں سب چیزیں بن جاتی ہیں - اگر سرکار ربے کو پاؤں لگا دیں گے تو آسمانی تو آگ اثر نہیں کر سکتی تھی - خدا کا قانون ہی بدل جاتا - اس لیے فرمایا محبوب بنایا ہی نہ لگا - کیونکہ تو پاؤں لگاتے تو پہر چلے - تو محبوب کہلانا بے ادبی ہے - اگر نہ چلے تو بت کی عزت ہے - اس کی بھی تو عزت نہیں کرنا - تو پاؤں ہی نہ لگا - بت صاف گرائے - حضرت مولائے کائنات سے فرمایا اتار دو - کندھوں پہ کھڑا کیا - تو کر دیتے جھنڈا لگ گیا - جوش نہ آتے مسکرائے - اگر سرکار پوچھتے علی نہ فرماتے تو سرکار کا راز نہ معلوم ہوتا - اتنی دور سے جھنڈا آسمانوں سے لگا دیں - دیکھیے تو معلوم ہوگا کندھوں پہ کھڑے - آسمان - یہ تو کندھے کی بات ہے سراپا نبوت کی حقیقت اللہ جانے - اصل حضرت سے علی اولاد ما را [illegible] - سب رسولوں سے اونچا سمجھیے جب - ہے اس کا ذہن اونچی شان سارا اعلیٰ قدسیاں آسمان سے اونچی - سب آسمانوں سے اونچے -

(نوٹ) یہ بیان پہلے موجود ہے - ص ۱۲۹ خطبات نظامیہ

[signature] ۱۴-۲-۲۶ ۲۵-۱۴-۵-۲۳ ۴۴-۳۹-۳ ۵۲ (PM)

٦۔ معراج النبیؐ۔ چک ۲۹۹ مدینہ مسجد بورے والا (۱-۲-۱۱-۹)

عرب کے سارے لوگ ان پڑھ تھے۔ نبی الامین کا لفظ بتا رہا ہے۔ جب نبی پاک تشریف لائے۔
اگر کوئی کہے کہ نبی کو کامیابی ہوئی کیونکہ لوگ پڑھے ہوئے تھے۔ ایسا قول مسترد ہو گیا۔ میرے آقا دی نگاہ
کرم نے سنوار دیا۔ نبی پاک نے تمام کو کامیاب کر دیا۔ جو بچے ان میں رہ گئے جو ان پڑھ ہیں۔ جو باہر
نہ جائے۔ جو باہر جائے وہ پڑھے گا۔ وہاں کوئی ادارہ نہیں۔ ان کے سامنے رہا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یتلو علیہم۔ آئے ان کے سامنے کتاب تلاوت فرمائی۔ محبوب نے نری ا-ب-ت
نہیں پڑھی بلکہ ان کو قرآن پڑھ کے سنایا۔ تمام گمراہی میں تھے۔ انسانیت نہ تھا۔ خزاں تھا۔
انسان بھیڑیے تھے۔ نہ شرم و حیا۔ میرے آقا تشریف لائے رحمت کی ٹھنڈی ہوائیں آنے لگی۔ میرے
آقا محسن کائنات بن کے آئے۔ وغیرہ شامل۔ میرے آقا نے آ کر ان سے کچھ نہ لیا بلکہ آ کر ان کو رحمت
کے خزانے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلنک شاہدا و مبشرا۔ منیرا۔ ایک
آیت میں نبی پاک کی صفتیں سات ہیں۔ مثال کوئی ڈاکٹر آ جائے تو ممکن کبھی فوت نہیں کوئی کہ گا وہ ڈاکٹر
ہو گا کہ ڈاکٹر سپیشلسٹ ہے۔ سرجن ہے وغیرہ وغیرہ۔ ڈاکٹر آ کے آپ بتاتے ہیں کہ میں فلاں فلاں ہوں کہ
بورڈ لگا ہوا ہے وغیرہ۔ حضور تشریف لائے تو رب نے فرمایا محبوب آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑی
سے تاں ہی بیان کر دیا گا۔ دلائل نبوت سنا رہا ہے۔ جتنے بھی انبیاء آئے ہیں نبی پاک کی نعلین کی نوک کے برابر بس
کیونکہ اور سارے انبیاء پڑھے ہوئے ہیں۔ نبی اللہ کی بارگاہ سے پڑھ کر آتا ہے۔ اپنا کیسا کا شاگرد ہے مسلمان
اللہ کا شاگرد ہے بندے کو پڑھانے والا نہیں۔ اللہ پڑھانے والا ہی نا حق۔ کوئی استاد نہ ازلی نہ ہیر۔ کوئی پڑھاتا
والد الف اے۔ بی اے۔ ایم اے۔ پی ایچ ڈی۔ سے ڈگریاں۔ اس لئے کہ جو پڑھانے والا ہے پہلا سے بڑا کر
کوئی اچھا تو نہیں ہوگا۔ اللہ پڑھانے والا اتنا اونچا ہے تو پڑھنے والا کتنا اونچا ہوگا۔
یا ایہا النبی۔ اگر کسی کو کوئی ڈاکٹر کہہ دے کہ تو بیمار ہو جائے گا ہسپتال میں داخل ہو جا۔
نہیں کہہ سکتا۔ ہم مستقبل کا پتہ نہیں لگا سکتے۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے رسول۔ نبی ہوتا جو
جو غیب بتائے۔ اللہ نے انبیاء کو حال بعد استقبال کا علم عطا فرمایا ہے۔ تمام زمانوں کے حالات بتا
نہیں خطاب انکی رسول عطا فرمایا ہے۔ سورۃ احزاب میں فرمایا۔ یا النبی۔ انا ارسلنک
شاہدا و مبشرا و نذیرا۔ اللہ نے کسی بعد نبی کو ذاتی نام سے نہ بلایا۔ جب نبی پاک کو بلایا ہے)
کسی کا ہے کام نہیں کہ پیارے کا نام لے کر پکارے مثلاً اے مصطفیٰ مرحبا۔ بیٹھے۔ نام لے کر پکارے۔ بڑی کمی
صفت سے پکارا ہے۔ رب کعبہ نے قرآن کریم میں نبی پاک کا نام لے کر نہیں پکارا۔ اگر فرمایا تو حق تھا۔

معبود بڑا ہے۔ نام لے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آدم — نوح کو خطاب۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ داؤد۔ زکریا یحییٰ۔
عیسیٰ۔ رب ہے نام لے سکتا ہے۔ جب محبوب کی باری آئی نام کے ساتھ بھی صفت کے ساتھ پکارا۔
یاایہاالنبی۔ یاایہاالرسول۔ سبحان اللہ کیسے پتہ چلتا ہے کہ موجود ہو۔ ہوتے نہیں۔ یہاں ہی بیٹھے ہو۔
یہاں بیٹھ کر یہاں نہ بیٹھا ہو اس کے بیٹھنے کا فائدہ کیا۔ یہاں حاضر بیٹھا ہے غائب نہیں۔
اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی تعظیم فرما رہا ہے۔ بندہ کیوں نہ کرے تعظیم —
؟ اسم احمد کی تعظیم کے منکرو۔ ان کی عظمت قرآن میں دیکھ لو۔
ان کا نام مبارک لے کر معبود نے پکارا نہیں۔
اس لئے چھوٹا بڑے کا نام نہیں لیتا۔ بیٹا باپ — شاگرد — مرید — یہ چھوٹے ہیں وہ بڑے ہیں۔
لیکن رب حضور کا نام نہیں لیتا۔ یہ نہیں ہے کہ رب چھوٹا ہے۔ بڑا ہے۔ میں بڑا ہو کے تعظیم کرتا ہوں۔
تم ادنیٰ ہو کر تعظیم کیوں نہیں کرتے۔ یاایہاالرسول۔ چار مرتبہ نبی کا نام آیا ہے لیکن خطاب
نہیں۔ مثلاً جیسے کوئی کہ نام لیا ہے۔ بتانے کے لئے [illegible] کا نام چھوٹا [illegible]۔ رب نے بھی محبوب
کا نام بتانے کے لئے نام لیا ہے۔ (موسیٰ پر ہو [illegible] رسالت تورات انجیل قرآن اشارہ ہے تو محمد پر ہے
جن کو نبی پاک کی شان کے مسائل جتنے یاد ہوں گے رب اس پر مہربان ہوگا۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا بما نزل علی محمد بڑے خوش ہیں وہ انسان اس قرآن کو مانتے ہیں جو محمد عربی پر نازل
ہوا ہے — ہر ایک بچے کو تعلیم دین کی دیتو پر قرآن کتاب ہے جو — ہر مسلمان کو پتا ہو
کہ قرآن کیا۔ کس پر نازل ہوئی ہے — جو مسلمان ہو کے یہ نہیں جانتا کہ قرآن کیا کس پر نازل ہوا وہ مسلمان
نہیں — ہر مسلمان کا حق ہے کہ پڑھے ہو۔ ۲۶ پارہ سورۃ محمد ہے۔ اللہ فرمایا ما کان محمد کرتا۔
احزاب میں فرمایا — اللہ فرمایا وما محمد الا رسول — چھوٹی آیت۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار۔
یہاں خطاب نہیں۔ قرآن [illegible] نہ مصلیٰ ان کا نام لے سکتا ہے
یہاں محمد آیا ہے فرمایا یا محمد نہیں ہے — جبکہ فرمایا یاایہاالنبی یاایہاالرسول۔ یاایہاالمدثر۔ یاایہاالمزمل — [illegible]
[illegible] — کا شف [illegible] حضور [illegible] ارشاد فرمایا۔

صلح حدیبیہ کا ذکر بخاری شریف۔ عمرہ کرنے کا ارادہ — عروہ بن مسعود [illegible]
کا ذکر کی طرف سے آئے — مقام تنعیم پر رکے ہیں۔ عمرہ کی موجود نماز کا وقت نماز کی باری [illegible]
جو بیٹا باپ کے دروازے پر [illegible] جو بندہ مسجد میں آئے وہ بندہ کہاں ہے۔ بندے بلاد دین
سے [illegible] ہوتے ہیں۔ تو [illegible] گھر آنا — انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ — تم ہر گھر میں داخل ہو جاؤ
میں تمہیں ایمان کی سند دے دوں گا۔ مسجد [illegible] آنا مسلمان کا کام نہیں۔ ہندوؤں کا کام نہیں۔ جو [illegible]

DATE:

ہم مر سکتے ہیں ختم ہو سکتے ہیں۔ لیکن نبی پاک کے پاؤں کی گرد سے بے وفائی نہیں کر سکتے۔
جب خدا محبوب کی تعظیم کرتا۔ نماز روزہ ۲۰۰ بندے کی شان ___ ۔ حج کی باری سبحان نہیں
کہتے۔ جی سوا لاکھ لگتا ہے۔ ہم نے آمین کہی تو مولوی صاحب کا کیا نقصان ہے ___
لطیفہ۔ پیارے محبت ___ فوت ہو گئے کہنے لگے ہمارے پیچھے آخری جمعہ پڑھا گئے۔ بارش کا مانگا گیا۔
گرمی لگی ہے پیاس روزہ لگا ہے تیس جون جولائی کا مہینہ ہے ___ میں نے کہا یا اللہ میری ایک ناخن
سے آدھی داڑھی گل جائے یا ___ پہلے دعا سے پوچھ لیتا ہوں۔ جو قبول کرے گا وہ کر ادا ہی
دے گا ___ معمولی پانی کے قطرہ کا معمولی قطرہ ہے ___ ذرہ بھی نیچے نہیں گرتا۔ حالانکہ
حضور کا فرمان نہیں ہے۔ کہ میرا پانی کا قطرہ مکروہ ہے ___ وضو کے قطرہ مسجد میں نہ گرنا ___
مکروہ نہیں سمجھا ہے یا متبرک سمجھا۔ جب معیار بدلتا ہے۔ اسی معیار ___ جب پانی سفید
تھا۔ لیکن تیرے پاؤں کو صاف کر کے خود میلا ہو گیا ___ تیرے پاؤں کی میل لے گیا ہے اس لئے میلا ہو گیا ہے
وضو کی برکت سے گناہ پانی کے ساتھ اتر جاتے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوری کتاب کا مسئلہ لیا
ہے۔ کلمہ پڑھیں تو لوگ کہتے ہیں کہ ایمان کہاں سے کیا کلمے کی دلیل دیں۔ دلیل تو تب دی جاتی ہے جب
شک ہو ___ درود شریف پڑھیں تو دلیل مانگتے ہیں
جب نبی پاک نے نہیں فرمایا وضو کے پانی کے بارے میں۔ تو صحابہ کرام نے ایمان سے دلیل لی۔ پتہ چلا
جن کے دل میں نبی پاک کی محبت کا قبضہ ہو وہ دلیل نہیں مانگتے ___ وہ محبت کی وارداتی
ہوتی۔ تم اپنے بچوں کو اٹھاتے ہو۔ چومتے ہو۔ ایمان کہاں ہے ___

۲۸-۳-۲۰۱۴
۲۶-۵-۱۴۳۵

۴-۱۸-۴۰
pm
جمعہ مبارک

DATE:

4 — 10 — 2002

معراج النبی ﷺ ۷

سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا ــــــــ البصیر ہ بنی اسرائیل ۔ ترجمہ وتفسیر
الی ۔ لفظ حد بیان کرتا ہے ۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ ــــــ مسجد کے ارد گرد برکتیں ۔
حضور کی آمد سے پہلے اس جگہ کو برکتوں سے سجا دیا ــــ اپنی نشانیاں دکھائیں ــــ اپنی طرف اضافت
کیا سر کار نے کچھ سنا یا دیکھا ــــــ حبیب اللہ لے جانے والا ہے ــــ پہلے دیکھنے والے تھے بے ہوش ہو گئے ۔
یہاں تو ہوش ہے کہ محبوب کان لگا کے سنتا رہا ۔ دیکھتا رہا ۔ انہ ھو السمیع البصیر ــ ضمیر کا
مرجع ۔ لعبدہ ہے ــ دوسرا ترجمہ ــ سبحان کی طرف اضافت ہے ۔ اللہ تعالیٰ محبوب کو دکھاتا
رہا ۔ اور جو کچھ محبوب کہتا رہا سنتا رہا ۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کے ساتھ نوازا ہے ۔ صرف نشانیاں ہی نہیں دکھائیں ۔
کوئی ایک لفظ ڈسٹرب نہیں ہونے دیا ۔ خدا سنتا رہا ۔ اور سناتا بھی رہا ۔ جہاں سے گزرا محبوب رب
تعالیٰ کی قدرت دیکھتا رہا ــــ یہاں بہت بڑا اشارہ ہے ــــــ
سبحان الذی اسری بعبدہ جو لے گیا اپنے بندے کو جس کو لے گیا ۔ اس کا نام نہیں بلکہ نام اپنا ۔
میرے آقا کو نام سبحان ۔ جب دوسرے انبیاء کی معراج کا ذکر ہے تو نام ان کا لیا ۔ جب محبوب کی باری آئی تو
محبوب کا نام نہیں ــــ دیکھئے موسیٰ کا ذکر آیا تو وہ کہتا جا رہا ہوتا ــــــــ جب موسیٰ آئے
ایک فرق یہاں آنے والا آیا ہے ــ وہاں لے جانے والا لے گیا ہے ۔ آنے میں اور لے جانے میں بڑا فرق ہے ۔
آنے والا اپنی صلاحیتوں سے آتا ہے ــــ لے جانے والا اپنی طاقت سے لے جاتا ہے ۔ آنے والا اپنے
انتظام کے ساتھ آتا ہے لے جانے والا ــــــ اگر موسیٰ علیہ السلام آئے تو کوئی سواری کا انتظام نہیں ہے
نہ کوئی سواری دی گئی ــــــــ یہاں نوایا سبحان فرما کر ہا انتظام کی طرف اشارہ کیا
طرف دیکھنا ــ سبحان کی طرف دیکھو ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی شان کے ساتھ ۔ اور لے جانے والا
اپنی شان کے ساتھ انتظام کرتا ہے ــــــ

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پہ جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے ۔

آنے والا اپنے انتظام کے ساتھ (۲) جو آتا ہے ۔ کہ ضروری نہیں کہ ملاقات ہو جائے ۔ جو لے گیا
وہ ایک لمحے کے لئے اس سے جدا نہیں ہوتا ۔ ــ نئے نرالے طرب کے ــــــــــــ
(۳) شرافت ۔ طور پہ 70 بندے گئے ۔ تجلی ربانی تو سارے مر گئے ۔ موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے لیکن
حضرت طاری نہیں ہوئی صفاتی تجلی ہوئی تھی ــــــ پتا چلا ۔ لوگوں کا جسم اور ہے ۔ نبی کا جسم اور ہے ۔

رعایا بھی ان کی ہے ——— ابوبکر عمر کی عظمت یہ دو اسی صوبے کے وزیر۔ اور جبرائیل میکائیل عرشی صوبے کے وزیر۔
وزارت اپنے محکمے میں ہوتی ہے ——— سفارت کا دفتر دوسرے میں ہوتا ہے۔ لیکن وزارت کا فرض اپنے محکمے میں ہوتا
ہے۔ دو وزیر یہاں ہیں دو وہاں معلوم ہوا۔ وہ علاقہ میں اپنا ہے، علاقہ منزہ نہیں ہے۔
دو قسم ہیں وزیر ——— عرشی وزیر کے کوئی عیب ——— بے وفائی ——— الف من الملائکۃ مردفین۔
رب نے بھیجا ہے تو صحیح بھیجا ہے۔ ایسا اہل سے وفادار ہے۔ ان تنصروہ فقد نصرہ اللہ ——— فی الغار۔
آپ سب والو اگر تم مدد نہیں کرو گے۔ میں نے محبوب کو ثانی اثنین پر چھوڑا ہے۔ اللہ کریم ان کی مدد فرماتا تھا ——— محبوب
اکیلے نہیں دوسرا ابھی ساتھ ہے ——— بدر میں فرشتے آئیں تو ہزار۔ ہجرت میں چلیں تو اکیلے صدیق اکبر ———
وہاں جبرائیل کی صورت میں مدد ہے یہاں ابوبکر صدیق کی مدد ہے۔ سواری بھی۔ سکاف بھی ہے سب کچھ حضور
کا ہے۔ شکل براق کی جداگانہ ہے۔ وہ صوبہ بھی جداگانہ ہے ———

(B) تمام فرشتوں کا آنا ——— ثابت ہے۔ یقین لے جانا نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے ——— اگر سرکار ان کا نام نہ
لیتے ——— تو قرآن نے ان کو بیان ہی نہ کیا۔ قرآن بتاتا ہے سبحان لے گئے۔ ان کو تو نام ہی نہیں ہے۔ میرا تو جواب ہے
فرشتوں نے درخواست کی ہوگی۔ یہ یا رسول اللہ ہمارا ذکر کر دینا۔ اس لیے ہمارا بھی نام آ جائے گا۔ تاکہ آپ کی زبانی سے
قیامت تک چرچا رہے ——— یہ جبرائیل سے تو میکائیل سے تو ہے معراج کی خلوتوں میں ——— جب معراج کا ذکر ہوگا تو ساتھ
ان کا بھی ذکر ہوگا ——— جب وادی بطحا میں آئے تو جبرائیل ساتھ تھے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب معراج کا بیان ہو جائے۔
قوم کے سامنے۔ جبرائیل کی درخواست ہے کہ جب معراج کا ذکر ہوگا تو رکاب جبرائیل کے ہاتھ میں تھی ——— میں معراج
بیان کروں۔ من یصدقنی۔ تصدیق کون کرے گا ——— جب یہ حکم آیا تھا۔ یہ اعلان فرمایا کہ اللہ ایک ہے [illegible]
اس وقت سرکار نے عرض کی میں جب یہ بات بھی کہہ دوں گا۔ میری تصدیق کون کرے گا۔ حالانکہ جس شہر میں اعلان ہو رہا ہے۔
گھر گھر میں سینکڑوں بت پڑے تھے ——— خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بتوں کی گندگی رہی ہے ——— بازاروں میں بت۔ دکانوں میں
بت ——— چوکوں میں بت ——— جب معراج کی بات ہوئی تو عرض کی میری تصدیق کون کرے گا۔ قیامت ہو جائے گی
ہے۔ مکہ سے چاند تک میں ہو۔ عقل رہ جائے گی۔ سوچ رہ جائے گی ——— میری تصدیق کون کرے گا۔
عرض کی ابوبکر صدیق ——— ایک وقت میں دونوں سرفراز نوازے جا رہے ہیں ——— جبرائیل کا نام آیا تو بھی
نوازے گئے۔ ابوبکر کا نام آیا ——— نہ جبرائیل کی وفا میں شک ہے ——— نہ صدیق اکبر کی وفا ——— وہ عرش
کے نیچے رہتے ہیں ——— ابوبکر صدیق یہ قدموں میں رہتے ہیں ——— سبحان الذی ——— آنے لوٹ جانے میں فرق ہے۔
جبرائیل امین نے بتا دیا یہ معراج کے راز دالان میں کون ہوگا۔ ہم تو اس کے دروازے سے آئے ہیں۔ اب نے ساری کائنات
کو معجزہ کے عشق و مستی میں لگا دیا ہے ———

اسرٰی بعبدہ ——— میرے آقا رسول بھی تو ہیں ——— رسولوں کے رسول ہیں۔ رسول ان کی رعایا ہیں۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی

DATE: ____________

جب معراج پہ گئے — الا کافۃ — وما ارسلنک — انا ارسلنک — محمد رسول اللہ — وکفی باللہ شہیدا —

تو عبدہٗ — رسول بن کر تشریف لائے ہیں۔ اور عبد کامل بن کر بلائے گئے بارگاہ خداوندی میں —

اِن یہاں آنا اور ہے وہاں جانا اور ہے — یہاں عنوانِ رسالت کے ساتھ آئے۔ وہاں تاجِ عبدیت کے ساتھ گئے۔

رسول تو رسول اور بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن عبدِ کامل محمد عربی کے سوا کوئی نہیں — سارے رسل کرام ہیں پھر کر دیکھا سلام۔

اللہ کے بندوں پر سلام۔ ملائکہ بھی اللہ کے بندے ہیں — لیکن اللہ کا بندہ صرف محمد کو کہا ہے —

مثال۔ بھری محفل میں ایک بندہ کہتا ہے کہ یہ میرا دوست ہے۔ کیا باقی دشمن ہیں — بتانا یہ چاہتا ہے جتنا مجھے اس سے پیار ہے

مجھے جو محبت قرب ہے وہ اسی سے ہے — میرے دوست ہیں یہ معلوم ہے۔ میرا دوست یہ میں خصوصی ہے۔ جو میرا دوست ہے

جو خصوصیت کا سلوک ہے وہ ایک ہے — یوں تو ساری کائنات میرے بندے ہیں۔ لیکن ان کو جزوی فضیلت ہیں —

اور میری ساری شانِ عبدیت کا مظہر محمد عربی کی ذات ہے —

اللہ معبود ہے ساری کائنات عبد ہے — اور عبد وہ ہے جو بندگی کرتا ہے — یوں تو سارے بندگی کرتے ہیں۔

کہ رب کے لیے میرے لیے — فرشتے والو عزت والو — جن انسانوں کے لیے — کہا وما خلقت الجن — میری بندگی کروگا

میرے بندے ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہو — ورنہ میں عرش سے مسترد کر دوں گا — جو کرے گا عبد کہلا سکتا ہے۔ اگر کوئی بندگی

کرنے والا ہے تو میرا مصطفیٰ ہے — جس کی بندگی کی حد نہیں اس کی محبوبیت کی حد کیا ہوگی —

رسول اللہ کی طرف نہیں آتا۔ بلکہ رسول اللہ کی طرف سے آتا ہے — ظاہر ہے یہ بندوں کی طرف آئے گا۔ ارسلت الی الخلق۔

سرکار کا رخ رسالت۔ امت کی طرف ہے —

یہاں وجہ ہے سرکار علیہ السلام کو جو منصب رب ذوالجلال نے عطا کیے — وہ تمام آقا نے امت کو تقسیم فرما دیے — رسالت کا

رخ امت کی طرف ہوتا ہے — اور بندے کا رخ رب کی طرف ہوتا ہے — جیسے مریض کا رخ ڈاکٹر حکیم کی طرف

ہوتا ہے — شاگرد کا رخ — محتاج کا رخ حاجت روا کی طرف — ننگے کا رخ۔ عبد۔ عبدیت محمد کا رخ

اللہ تعالیٰ کی طرف ہے — اس وقت جب ساری کائنات سو رہی تھی — وہ عطا فرمانے والا یہ لینے والا نہ جانے کیا لیا ہے۔

کیا دیا ہے — مسعود رب کی طرف شانِ عبدیت کے ساتھ گئے — پتا چلا۔ اگر تم ان کا ذکر کیا کرو تو شانِ رسالت

سے کیا کرو۔ بندگی کی بات کرو تو یہی کرو جس نے شانِ عبدیت سے نوازا ہے — تم نے کلمہ پڑھا ہے جب تک رسالت

کا حوالہ نہیں دیا گیا کلمہ مکمل نہیں ہوا۔ فرمایا تم رک جاؤ واشہد ان محمدا عبدہٗ ۔ نہیں بن سکتا مسلمان۔

فرمایا عبدہٗ اس لیے کہا ہے کہ اس رسول کے اتنے معجزات کا ظہور ہوگا۔ کہ تم شک کرو گے خدا نہ ہو۔ فرمایا پہلے

عبد تسلیم کر لو۔ کہیں بھٹک نہ جاؤ — حضرت عیسیٰ نے مردے زندہ — پرندہ — چار معجزے — عیسیٰ کو

اللہ کہہ دیا — فرمایا وہ دو چار نشانیاں دیکھیں۔ اللہ کہہ بیٹھے۔ میرے محبوب کا تو رواں رواں نشان والا ہے —

ان کا چلنا بھی شان والا — بیٹھنا — مسکرانا۔ جلال — سجدہ۔ رکوع۔ سونا۔ خواب۔ استراحت۔ جانا بھی

آنا۔ کہنا۔ بولنا۔ ادا۔ کہیں تم بہک نہ جانا۔ یہ عبدہ ہے کہ اعلان معبود کر لو۔ پھر دوسرا کہ ہند ۔

شیخ عبدالحق فرماتے ہیں۔ ؎

ہر نعمت کہ داشت خدا شد برو تمام

اللہ تعالیٰ جو نعمت بھی اپنے خزانہ میں رکھتا تھا۔ محبوب کے آنے تک جتنی نعمتیں تھیں۔ وہ ساری نعمتیں محبوب کو عطا کر دیں۔
اب اگر محبوب کے پاس نہیں تو الوہیت نہیں ہے۔ تو خدا نہیں ہیں مگر آقا۔ خدا کے بیٹے نہیں ہیں باقی سب کچھ ہیں۔
مولانا حسن رضا بریلوی۔ ؎

خدا گر نہ ہوتا جو تحتِ مشیت — اگر خدا چاہتا کہ کوئی اور خدا ہی ہو۔
خدا ہو کے آتا وہ بندہ خدا کا۔ ہمیں معلوم نہ طلسمی دائرے میں شکنجے میں کسے ہوئے ہیں۔
عجب تڑپتے ہیں لیکن بات پھر بھی سرک جاتی ہے۔ دوسرے مقام پر مرضی کرتے ہیں۔

؎ تم ذات خدا سے جدا ہو نہ خدا ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کیا جانیے کیا ہو۔

ابوبکر نے دیکھا۔ کہ بکریاں سجدہ کر رہی ہیں۔ بکریوں کی قسمت باغ سے نکلیں۔ تو حضور زندگی آگئے۔ بکری حضور کے قدموں پر سجدہ۔ یہ کسی بریلوی نے بنائی ہے۔ ان کو جلوہ زلفی آ رہا ہے۔ عرفان کی انتہا جانور بھی سمجھ گئے۔ ابوبکر کھڑا ہے۔ ہم محبوب سہارا نہ دیتے تو نہ جانے ابوبکر کیا کر گزرتے۔ اصل میں حسن رضا کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ ؎ تم ذات خدا سے جدا ہو — امام بوصیری کہتے ہیں —

دعِ ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیہم — واحکم بما شئت مدحاً فیہ واحتکم ۞

جو نصاریٰ نے نبی میں کہتے ہیں۔ تو وہ نہ کہہ جس قدر چاہے آپ کی مدح میں کہہ اور دستک۔ ص ۹۵
حضرت امام بوصیری نے فرمایا ابوبکر صدیق محبوب کا حسن دیکھ کر قابو نہ پا سکے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ محبوب کو سب کچھ ہے۔ لیکن نصاریٰ کی طرح خدا نہ کہو — باقی جو کچھ ہے وہ محبوب کے قدم کو نیچے ہیں۔
سبحان الذی اسریٰ — اپنے بندے کو سیر کرائی معبود وصف السابقین جو ذات حق میں نہیں۔
اور عبدیت کا کوئی کمال نہیں۔ جو ہم آنا میں نہیں۔ کیونکہ معراج کی رات معبود دیرحق تو ابدا ابد ہے۔ اور عبد خاص عبد مقرب بنا کر سکے۔ حضور کو عبدہٗ کہا۔ عبد ہے جو خدا کی بندگی کرے۔ بندگی تب ہے جب اس کے دربار میں حاضری ہے۔
تو یہاں کی مسجد میں کھڑے ہو کر کہتا۔ میں خدا کی بندگی کے لئے کھڑا ہوں۔ اور جو قرب خاص کی بندگی میں کھڑا ہے۔ اس کو کس لفظ سے بیان کرے گا۔ کہاں زمین کہاں آسمان۔ آسمانوں چڑھا کی کیا کیفیت ہو گی دیکھتا رہ گیا۔ پھر — ساتوں سے عرش پہ — ؎ اعلیٰ حضرت۔ عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے۔
عرش دور سے کہتا ہے۔ جانے مراد اب کدھر ہائے مرا مکان ہے۔
خوشی بھی کا آرام۔ عرش سے آگے کہاں ہے۔ جبرائیل کا قدم نیچے۔ صدیق اکبر کا قدم نیچے۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر۔ وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسی کی طرف گئے تھے۔
ابوبکر تو ناز کر اس کا خادم ہے۔ جبرائیل امین ناز کر تو اس کا خادم ہے۔ عرش تو ناز کر کہ تیری چوٹی پر اس کے قدم آ گئے۔ ورنہ یہ بشر نہیں ہے یہ میرا ہے۔ سبحٰن الذی اسریٰ۔

Abbas
۱۴-۲-۳
۱۴۳۵-۵-۲۹
۲۷

۵۹ — ۷ ۔ — ۱
pm لطفیؒ

---

۸ معراج النبیؐ خواجہ معین الدین رحؒ ۲ ۵ — ۱۵ — ۲۵

اللہ نے کسی کو بتایا ہی نہیں۔ جس گھر میں تھے ان کو نہ پتا چلا۔ نہ کوئی ساتھی تھے۔ کس طرح ہمیں معراج پر لے جایا گیا ہمیں لے جایا گیا۔ فرشتے تو آتے جاتے ہیں۔ پتا چلا کہ آج جبرائیل لعین کو سفر سدرہ کی طرف نہیں صرف رب کے معراج کی بدولت۔ آج جبرائیل کو بلند پروازی میں لمحہ بلمحہ معراج کرائی جا رہی ہے۔
مثال ہے پتھر تو وہاں ہوتے ہیں۔ لیکن جب بارات کے ساتھ نکلے۔ تو اب ان پر پھولوں کی پتیاں نچھاور ہوتی ہیں۔ اب ان سے بھی حجرہ تو وہی ہے جو آتا جاتا رہتا ہے۔ جسے پھولوں کی بارش ہے۔ اس لیے آج دولہا کے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ آج عزت اس کی نہیں ہے دولہا کی عزت ہو رہی ہے۔ آج جبرائیل کی عزت نہیں بلکہ محمد عربی کی عزت ہو رہی ہے۔
(۱) پہلے آسمان پر پہنچے تو جبرائیل نے دستک دی۔ جبرائیل وہی تو ہیں جو روز آتے ہیں۔ جب سرکار کی بارگاہ میں آتے ہیں تو دروازہ بند نہیں ہے۔ کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جتنے فرشتے ڈیوٹی پر کھڑے ہیں وہ جبرائیل کو جانتے ہیں۔ وہ سید الملائکہ ہیں۔ پہلے تو کوئی ثبوت نہیں ہے کہ دروازہ پر دستک دی ہے یا نہیں۔ جب آج کھڑے کر گئے تو دستک۔ معلوم ہوا کوئی گیٹ ہے۔ گیٹ کیپر کہتا ہے من۔ فرمایا جبرائیل۔ پوچھا کیوں۔ کیا وہ جبرائیل کو نہیں جانتا۔ چھوٹے کا کیا کام بڑے کو کہتے ہیں۔ حضور کے پاس جبرائیل ۲۴ ہزار مرتبہ آئے۔ سدرہ سے آئے۔ پہلے تو کبھی سوال نہیں ہوا اب کیوں ہوا۔ اس کا جواب شارحین شرح میں۔ جب حضور چلے ملائکہ ساتھ ہیں۔ سب آسمانی سلسلہ کی گزرگاہ عام نہیں تھی۔ جہاں سے جبرائیل گزرا کرتے ہیں۔ آج کوئی خاص محراب بنائی گئی ہے۔ جب جبرائیل نے نام بتا دیا تو دروازہ پھر بھی نہ کھلا۔ من معک۔ آپ کے ساتھ کون ہے۔ پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک ۵۰۰ سو سال کی راہ ہے۔ گیٹ پر کھڑے ہوئے والا فرشتہ کیسے پتہ چل گیا کہ ساتھ کوئی ہے

DATE:

کیونکہ درمیان نہیں پردے حائل ہیں۔ لیکن پوچھا کہ آپ کی معیت میں کون ہے۔ شاید اس لئے پوچھا گیا ہے کہ وہ فرشتہ
عالم دھول میں نہیں گیا۔ عالم انوار میں گیا ہے۔ اسے یہ معلوم ہوا۔ وہ فرشتہ رہنے والا تھا پہلے
آسمان کا۔ اس نے معلوم کر لیا کہ پہلے سے انوار تجلیات کا ہجوم زیادہ ہے کہ اس نے دیکھا کہ نور اوپر سے نہیں
نیچے سے آرہا ہے۔ اس نے معلوم کر لیا کہ کوئی ہے جس کے انوار رخ نے آسمانی دنیا کو روشن کر دیا ہے۔
ماہ و انجم بھی مدہم پڑ رہے ہیں۔ نقاب رخ اٹھایا جا رہا ہے۔ ؟
حسن کے انوار پہلے آسمان کو چیر کر اوپر جا رہے تھے۔ ہر فرشتے کے ہاتھ دو دو قندیلیں ہیں عرش کے نوری
فرشتوں کا نور، ستاروں کا نور، جبرائیل کا نور، سارے انوار رو رہے لگتا کہ جھک رہے ہیں۔ کہ محبوب کے حسن کے جلوے
کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔
اسی لیے پوچھا آپ کے ساتھ کون ہے۔ محمد رسول اللہ۔ سرکار کا نام لیا دروازہ کھول دیا۔ آج جبرائیل اوپر ہو جاتے
اگر سرکار نہ ہوتے۔ دروازہ تو ضرور کھلتے مگر۔ مثلاً جیسے دروازہ خاص بنایا جاتا ہے۔ فیشے کے ساتھ بڑے بڑے
مہمان آتے ہیں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ خاص مہمان آئیں گے۔ جبرائیل جو شہباز سدرہ میں ان کا مقام ہے وہ پیچھے رہ گئے
آقا کے محتاج بنے کھڑے ہیں۔ آقا آج کہہ رہے ہیں کہ تو رعایا کا داخلہ ہوگا۔
صرف مسجد حرام سے لے جائے گئے الی المسجد الاقصیٰ۔ مسجد اقصیٰ تک۔ زمینی سفر کی حد مسجد اقصیٰ ہے۔
یہاں بھی اپنا گھر۔ وہاں بھی اپنا گھر۔ محبوب کو یہاں سے اپنے ہی گھر میں لے گیا۔ دنیا والا میزبان جانتا ہے کہ کہاں لے گا۔
بلکہ کوئی چیز مطلب نہ کی۔ الی المسجد الاقصیٰ۔ یہ غایت کا بیان ہے۔
اس کا دوسرا ترجمہ ہے۔ الیٰ جہاں بیان غایت کے لئے ہوتا ہے۔ بیان جہت کے لئے بھی ہوتا ہے۔ مسجد اقصیٰ کی طرف
مسجد اقصیٰ راستے میں ایک سٹاپ ہے۔ منزل نہیں ہے۔ اور جو سٹاپ ہے وہ ان کی طلب نہیں ہے ان کی
طلب یہ ہے جو وہاں جمع ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں پہلے جو ہے معراج یعنی اسرای ہے۔ اس کے بعد
معراج ہے۔ فرشتے ساتھ ہیں۔ ہر آسمان کا دروازہ۔ جس کو ظاہری باطنی مراتب ہیں
ب مصطفیٰ کا لشکر ہے۔ یہ ہے مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف چلنا۔ تمام فرشتے ساتھ ہیں۔
سے تو آسمانوں پر انبیاء استقبال کے لئے تشریف فرما ہیں۔ اور استقبال کے صدر نشین [illegible] علیہ السلام۔ یعنی آدم
موسیٰ۔ ابراہیم۔ بیت المعمور کی دیوار کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ یہ فرشتوں کا کعبہ ہے۔
عبادت پشت لگانے کے لئے تکیہ۔ حضرت ابراہیم کو تکیہ گاہ۔ سرکار قدسیوں پر [illegible] سلم۔ ان کا جو سایہ
مشترک نہیں ہیں۔ جتنی ابراہیم کی پشت ہے۔ وہ نورانی ہیں۔ وہ سب تو دیکھ رہے ہیں۔ وہ منزل کے
نماز پڑھتے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام۔ سوال یہ ہے کہ سرکار رسل عظیم ہیں فائق ہیں امت کے ولی افضل ہیں
بخاری کی شرح کی حدیث ہے کہ ہے۔ مرد مومن کی عزت۔ غوث پاک کا مرتبہ اللہ کا عزت کے لئے کو [illegible] دکھا

لیکن جب ولی کو اپنا بناتا ہے ۔ پڑھاتا مرید ہے کینسل نہیں کرتا ہے ۔ بیت اللہ صدیوں رہا ۔ خدا کی معرفت کسی کو نہ
ہوئی ۔ کعبہ ہے لیکن خدا کا پتہ نہ دیا سکا ۔ لیکن فرید پاک جب بیٹھا ہے کروڑوں کو اللہ کا پتہ دے دیا ہے ۔
کعبہ اللہ سے انسان کے اندر کا چراغ روشن نہ ہوا ۔ جو بھولوں کو راستہ دکھا دے ۔ اللہ کا ولی جہاں بیٹھتا ہے ۔
آنے والوں کو خدا کا پتہ دیتا ہے ۔ اللہ کے ولی کے مسجود باوجود وجود سے اللہ تعالیٰ کی عرفانی ملتی ہے ۔
الاحمد المحسن کا قول سنایا تھا ۔ طبقات کبریٰ میں امام شعرانی فرماتے ہیں ۔ لو تنفس عارف لوکید
اگر اللہ کا کوئی عارف کسی شہر میں سانس لے لثبت ایمان کل من فیھا اس عارف کے سانس کی برکت سے
جہاں جتنے بھی مسلمان رہتے ہیں ۔ سب کا ایمان پکا ہو جاتا ہے ۔ جہاں ولی نے ساری عمر گزاری ہو ۔ کعبہ اپنا
موجود ہے لیکن بت نہ نکل سکے ۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کی عرفان کی برکت ہے ۔ یہ حضرت خواجہ اجمیر اگر کفرستان
اجمیر میں قدم رکھتے ہیں ۔ تو جب سے بیدار سانس لیا ۔ 90 لاکھ کو ایمان عطا کر دیا ۔ تو یہ کعبہ سے افضل
کیوں نہیں ہوں گے ۔

امام محشی درمختار ۔ علامہ ابن عابدین ۔ جن کے حاشیہ ابن عابدین کو فتاویٰ شامی کہتے ہیں ۔ وہاں ایک باب ہے ۔
ہم جب نماز پڑھتے ہیں تو منہ طرف خانہ کعبہ کے ۔ فقہاء کا موضوع جو ہے ۔ وہ اولیاء کی کرامت بیان کرنا نہیں ہوتا ۔
ان کا موضوع ہے شریعت کو بیان کرنا ۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ ۔ فرائض واجبات مستحبات سنن
مکروہ ۔ سنن زوائد ۔ تقویٰ ، طہارت ۔ بیع پیر گاروں جزیات و فرمات ۔ ان کا بیان موضوع ہے ۔
اور کرامات جو بیان کرتے ہیں ۔ ضمناً بیان کرتے ہیں ۔ لیکن خدا جانے ولی کی شان میں کتنا زور ہے ۔ لیکن آپ نے
ولیوں کی کرامت بیان کر دی ہے ۔ کہتے ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم طرف کعبہ شریف کے نماز پڑھیں گے ۔ تو فرمایا
اسے ثابت ہے ۔ کہ کبھی کبھی خانہ کعبہ ولیوں کی زیارت کے لئے بھی چلا جاتا ہے ۔

سارے اقطاب جہاں کرتے کعبہ کا طواف ۔ کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا ۔

رابعہ بصریہ تابعیہ ۔ حسن بصری نے قدم قدم پر سجدہ کرتے ہوئے ۔ جب بیت کو نظر نہ آیا ۔ اس کو اللہ والے
دیکھتے ۔ میری بندی کے استقبال کے لئے آگیا ہے ۔ کیا شور ڈال ۔ دو دو قدم پر سجدہ پہ ریاکاری
نہیں ہے ۔ تو کیا میرا استقبال کو آجاتے تو یہ بھی ریاکاری نہیں ہے ۔ میں ہوا اس کی ۔ لو بھی اس کا ۔
اس سے بڑا فائدہ اور کیا ہوگا ولی کے پڑوس میں ۔ سونا بھی اچھا ۔ مٹی بھی اچھی ۔ ولیوں کا قرب ہر جگہ
فائدہ دیتا ہے ۔ ہر لمحہ فائدہ دیتا ہے ۔ ابراہیم بہشت لگائے بیٹھے ہیں ۔ کھڑے ہو کر استقبال
کیا ۔ مرحبا بالنبی الصالح ۔ باقی رسول نے کہا مرحبا بالاخ الصالح ۔ صالح بیٹے کی خوش طرح کہا ۔
اسلئے کہ ان کے وجود نبی کا نور رہا ۔ آپ ٹیک اس لئے لگا کے بیٹھے ہیں ۔ کہ اس بہشت میں محبوب کا نور جلوہ گر رہا ۔
مسجد اقصیٰ سے سدرہ کی بلندیوں تک بلایا یہ ہے معراج ۔ مسلم کی حدیث میں ۔ ایک مقام ایسا آیا جہاں جبرائیل

کا نام نہیں ہے۔ عروج بلی۔ ابتداء میں ہی عروج بنا — جب سدرہ پیچھے رہ گیا تو فرمایا عروج بلی۔ مجھے لے جایا گیا۔
سب پیچھے رہ گئے — والنجم سے شان المعراج کا بیان ہے — والنجم اذا ھوی —— وما غوی۔
کیا ترجمہ امام اہلسنت کا ہے — علم محبت کے بغیر نہیں چلتا۔ لوگ ترجمہ کرتے ہیں ستارے کی قسم جب گرے۔ ستارہ
کا ٹوٹنا — احمد رضا نے فرمایا بس کر او — فرمایا پیارے تارے محمد کی قسم ہے۔ اذا ھوی وایک ہے ھَوی یَھوی
ایک ہے ھُوِی یَھوِی۔ دونوں میں معنوی فرق ہے۔ ھَوی یَھوی اس کا معنی ہے کسی چیز کا اوپر سے نیچے گرنا۔
توجہ اس پہ لاش کی کہ تو محبت کی دنیا میں انوکھا ترجمہ ہے۔ لوگوں نے کشش ثقل کا نظریہ پیش کیا ہے۔ کشش
ثقل کا معنی یہ ہے۔ کہ اگر کسی شئے کو اوپر اچھالو۔ تو وہ اسی طرح زمین پر آتی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں چونکہ بوجھل ہے لیکن آ رہی
ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں۔ زمین میں کشش ہے۔ زمین اس کو نیچے کھینچتی ہے۔ لہذا وہ شئے نیچے آجاتی ہے۔ رب بتانا
یہ چاہتا ہے۔ محبوب معراج کی رات کتنے اونچے چلے گئے۔ زمین تو کیا عرش بھی دیکھتا رہ گیا کھینچنے والا کون تھا۔

تم زمین کی کشش کی بات کرتے ہو۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت ——
؎ خرد سے کہہ دو کہ سر جھکا لے گمان سے گزرنے والے — ولیوں کی فردیں انبیاء و رسل
کی فردیں ساری کائنات کی فرد دیکھتی رہ گئی —
پڑے ہیں یاں جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے —

جب آپ معراج کی بلندیوں پہ پہنچے۔ چلتے چلتے عرش آگیا۔ عروج بلی ہے۔ بتانے والے ساتھی رہ
گئے۔ سب فرشتے رہ گئے — لے جانے والا راستے میں چھوڑ کر چلا جائے۔ جانے والا مسافر کہتا ہے اب میں
کدھر جاؤں میں تو کبھی آیا ہی نہیں — سواری بھی ختم ساتھی بھی ختم۔ میں کدھر جاؤں۔ راستہ بتانے والے رہ گئے۔
سرکار نے نہیں فرمایا میں کدھر جاؤں۔ جبریل لے جانے والا نہیں چھوڑ جانے والا ہے سکتا ہے۔ چلتے چلتے
یہاں تک کہاں پہنچے —

؎ جھلک سی اک قدسیوں نے پائی سوا بھی دلھن کی پھر نہ پائی —
مثال بارش کا گرج چمکی ہے پھر نہیں پتہ کہاں ہے — امام اہلسنت فرماتے ہیں — جھلک سی اک
؎ سواری دولہا کی دور پہنچی بارات میں ہوش ہی گئے تھے —
بس جھلک پائی سب پیچھے رہ گئے۔ کسی کو ہوش ہو تو بتائے سرکار کدھر گئے تھے —

؎ تھکے تھے روح الامین کے بازو — حضور علیہ السلام نے پوچھا اے جبریل کبھی تھکے بھی ہو۔
ہم جیسے آکی چار مرتبہ ڈیوٹی پر پہنچا ہوں — پوچھنا اس لیے ہے تاکہ غلاموں کو پتہ چلے کہ کون ہیں۔ تو پھر نبی الہی سے
پوچھا۔ یوسف کے بھائی — درمیان سارا سفر کاٹ دیا — 30 فٹ کا راستہ وزنی چکی
گھنٹوں میں طے کر دیا — میں سدرہ پہ درود و سلام پڑھنے میں مشغول تھا۔ اتنے پر پہنچا دیا۔ کتنا تیز ہی

DATE:

ہائے ۔ فرشتے کے پر جلتے ہیں ۔ جبرائیل پیچھے پہنچ گئے ۔ ایک وقت اس سے بھی زیادہ ۔ منتہیٰ کے پہاڑوں نے دیکھا ۔ دنیا نے دیکھا ۔ چھری کا چلنا ــــ وہاں تو چھ ہزار فرشتے تھے ۔ یہاں تو چھری حلق کے قریب ــ بابا جی حیدر ؒ کہا ہے میں نے اثر نہیں ہونے دیا ۔ یہ سات ہزار سال کا فاصلہ سفر ہے ۔ چھری چلی نہیں پہلے کہہ

؟ ستاں خدا نے سر تو دے ان کے خرام کا وہ باز

جھکے کے روح الامین کے بازو   چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو

رکاب چھوٹی امید ٹوٹی   نگاہ حسرت کے ولولے تھے ۔

دیکھتے رہ گئے جبرائیل ــ

(خرامیدن کا معنیٰ ہے)

ستاں خدا نے سر تو دے ان کے خرام کا وہ باز

محبوب خرام ناز فرما رہے ہیں ــ

سدرہ سے تا زمین جسے نرم سی اک اڑان ہے

جو نرم سی اڑان کر رہا تو سدرہ سے زمین تک آ جاتی ہے ۔ میرے آقا کی خرام کا جواب نہ دیا سکیں ۔ والنجم اذا ھوی ۔ پیارے ستارے محمد کی قسم تو یہ بات تو یہی تھی ۔ کہ جو ٹوٹ کے نیچے آ جائے ستارہ ۔ وہ قسم کے لائق کیسے ہوا ۔ ٹوٹے نہیں ہیں ۔ ان کا نیچے آنا ۔ ان کی معاذ اللہ کمزوری نہیں ہے ۔ فرمایا میرا کرم سمجھو ۔ کہ تم کہتے ہو کہ کشش ثقل ہو تو زمین کھینچ لیتی ہے ۔ اور جو کشش ثقل کی حد سے آگے نکل جائے انہیں کون کھینچ سکتا ہے ۔ زمین زمین رہ گئی ۔ آسمان بھی رہ گئے عرش بھی رہ گیا ۔ فرش بھی رہ گیا ۔ کشش ثقل نہیں تھی کشش نہیں تھی ۔ یہ مصطفیٰ کا کرم تھا ۔ کہ ہم مجبوروں میں تشریف لائے اس لئے فرمایا ۔ پیارے ستارے محمد کی قسم ۔ جو کہ معراج کی رات نیچے اترا ۔ ان کا اترنا بڑا کرم ہے ۔ نہ اترتے تو ہم کدھر جاتے ۔ ہمارا کیا بنتا ۔ ان کا کرم ہے ۔ تمام کشش فیل ہو گئی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے سارے تصورات بڑی ساری کششیں میرے آقا کے نعلین پاک کی نوک تک رسائی حاصل نہیں کر سکتیں ۔ محبوب جو ہے وہ خدا کا ہی ہے ۔ محبوب کا جسم اقدس پر خدائی تصرف ہے ۔ باقی عناصر اثر کریں ۔ کہ موسم اثر کریں ۔ نہ عمر اثر کرے ۔ نہ بڑھاپا اثر کرے ۔ نہ جوانی اثر کرے ۔ نہ حالات اثر کریں ۔ ساری دنیا کے اسباب دیکھتے رہ جائیں ۔ محبوب کی گرد راہ کو نہیں پا سکے ۔

سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ ــــ والنجم اذا ھوٰی ۔

۲۰۱۴   ۸ : ۰۸ ــ ۴۲

۲۹ ـ ۳ ـ ۱۴۳۵   pm   ہفتہ

۲۸ ـ ۵

۹۔ معراج النبی ﷺ

سبحن الذی اسری بعبدہ ـــــ البصیر ۞ بنی اسرائیل

اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں آیا۔ دو صیغے ارشاد فرمائے اپنی صفات کے بارے میں (۱) پہلا صیغہ
اپنی شان ـــ جو شروع قرآن کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر خوبی کا جامع ہے۔ قرآن پاک پڑھنے والا اس آیت
کے بعد ہی آدمی قرآن میں داخل ہو سکتا ہے، بسم اللہ شریف تو ہر سورۃ کے پہلے پڑھی ـــ امام اعظم کی تحقیق
کے مطابق سورۃ فاتحہ الحمد سے شروع ـــ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ـــ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ
بے شمار ـــ صوفیاء کے نزدیک باقی جتنے نام ہیں اسمائے حسنیٰ اس میں اسم کی تجلی کام کرتی ہے۔ اللہ یہ تمام کی
روح۔ ان سے اول اللہ پہلے ان کے اندر معنٰی اسم جلالت ہے ـــ اللہ تعالیٰ نے یہ جملہ جو قاری کے لئے
ارشاد فرمایا۔ ہر ایک کو سمجھ آ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اندر ہر خوبی ہے ـــ جو خوب ہے اللہ تعالیٰ ہے۔ بات کا
معیار نہ رہا یہ خوبی نہیں ہے ـــ ارشاد فرمایا لیکن حقیقت کی ترجمان نہ ہو سکی۔ یہ بندوں کے لئے تو ہو سکتا۔ لیکن ـــ
اللہ تعالیٰ جو فرماتا ہے وہ حقیقت ہے۔ وَاَنَّ اللّٰہَ ھو الحق المبین۔ فتعالی اللہ الملک الحق لا الہ الا ھو رب العرش الکریم۔
رب تعالیٰ جس کی تعریف فرمائے وہ حقیقتاً تعریف کے قابل ہوتا ہے۔ جس کو اللہ اچھا کہے اس کی کوئی برائی ثابت نہیں۔
جو کرے گا وہ اللہ کو اللہ نہیں مانتا ـــ اس کا کوئی قول سچا نہیں ہے۔ ومن اصدق من اللہ قیلا۔ ومن اصدق
من اللہ حدیثا۔ اس کے قول سے زیادہ کوئی سچا ہو نہیں سکتا۔ جس کی تعریف فرمائے وہ قابل تحسین ہے۔
اس کے اندر تمام خوبیاں ہیں وہ اسی کو خوب کہتا ہے جسے خوب بنایا ہے یا جسے خوبی عطا فرمائی ہے کہ جب اللہ
تعالیٰ خوبی عطا فرماتا ہے تو چار دانگ عالم اس کی خوبیاں سنتے اور بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جس کو خوب بناتا ہے اس کی دھوم زمین والوں کو بعد میں پتہ چلتی ہے۔ لیکن آسمانوں میں پہلے ـــ اچھائی
کے تذکرے۔ حدیث بخاری ـــ جسے اللہ تعالیٰ اچھا فرمائے وہ اچھا ـــ اللہ تعالیٰ نے قول فعل میں کوئی کمی نہیں۔ کوئی
معیار سے گری ہوئی شے نہیں ہے۔ جو فرماتا ہے معیار کے مطابق ہوتا ہے کہ وہ ہر خوبی سے موصوف ہے۔ ہر عیب
اس کے لئے ہر خوبی ہونے کے لئے حمد کا صیغہ ہے۔ ہر عیب سے پاک ہونے کے لئے سبحان کا صیغہ ہے۔ اسی طرح بعض
اسباب نے سبحان کا صیغہ اسم ذات میں لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کا آغاز اس حقیقت سے کیا الحمد للہ
ـــ وہ پالنے والا ہے۔ تو پھر کون ہے پہلے پیدا اس کے ٹکڑوں پہ اور عیب بھی نکالے۔ کیونکہ اللہ رب العالمین
ہے۔ لہٰذا وہ بولو۔ کہ اگر کافر کوئی انکار کرے تو جب بازار میں جوتے پڑیں پاگل بنیں گے پھر گنہگار بھی مانتا ہے۔
پھر کہتا ہے اس میں عیب ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ یا تو وہ کہے کہ مجھے کوئی پالتا ہے۔

اس لئے فرمایا میں ہر خوبی سے موصوف ہوں۔ کہ میں ساری کائنات کو پالتا ہوں ـــ یہ ایک انداز کے بعد قرآن کریم
میں الحمد کے دلائل اور بھی ہیں ـــ مثلاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ـ
ولم یجعل لہ عوجا۔ پہنچا پانے کیسے شروع۔ تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں بے نیاز ہے تو نے پہلے ہی بیان فرمایا

DATE: ______

فرمایا وہاں انداز اور تھا۔ یہاں انداز اور ہے ـــ وہ انداز تو تم نے خوب دیکھ لیا پہلے پارے سے چودہ مکمل ہو گئے۔
پندرہ شروع ہو گیا۔ وہاں فرمایا تھا کہ ساری خوبیاں اس کے لیے کیونکہ رب العالمین ہوا۔ اور یہاں کچھ اور
ہے۔ الحمد للہ الذی انزل ـــــ وہاں نام کسی کا نہیں لیا۔ یہاں حمد کی دلیل کے لئے اپنے عبد کا نام
لیا ہے۔ انزل علی عبدہ۔ ساری خوبیاں اس کے لیے ہیں جس نے اپنے عبد پر اتارا۔ وہاں ساری
کائنات یہاں تیرا عبد۔ کوئی پتا چلا۔ ایک پلڑے میں ساری کائنات۔ میں ان کا رب ہوں لہذا
ساری خوبیاں مجھ میں ہیں۔ اور دوسری طرف فرمایا۔ انزل علی عبدہ۔ ساری خوبیاں اللہ کے
لئے ہیں جس نے عبد پر اتاری۔ ایک طرف ساری کائنات ایک طرف عبد۔ معلوم ہوتا ہے کہ رب العالمین
کہلانے کے لئے ایسی حسین ذات۔ اتنا واضح نہیں ہوا۔ جتنا محمد عربی کا عبد بن کے تجلیات سے ظاہر فرما دیا
ہے۔ وہاں ساری کائنات کا رزق ـــ ساری تعریف ـــ یہاں فرمایا الحمد ـــ اسم
موصول ہے۔ اور اس کے ساتھ جو بیان کیا جائے اسے تخصیص کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ وہاں الحمد
الذی رب العالمین۔ نہیں فرمایا۔ کہ ساری خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے سارے جہانوں کو پالا
وہاں الذی نہیں ہے۔ عمومی صفت ہے رب العالمین۔ وہ ساری کائنات کا رب ہے لیکن یہاں اپنی حمد
مصطفیٰ کے لئے۔ فرمایا الذی معلوم ہوتا ہے یہ خصوصی تعارف ہے۔ وہ عمومی ہے۔ اور خصوصی تعارف ہمیشہ بالاتر
ہوتا ہے۔ سب سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ سب سے برتر ہوتا ہے۔ عموم میں سارے ہیں۔ خصوص میں ایک ہے۔ رب العالمین
میں ساری کائنات ہے۔ اس حمد میں محمد عربی کے سوا اور کوئی نہیں۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ الحمد للہ الذی ـــــ الکتٰب۔ حالانکہ متعلق فعل بعد ہوتا ہے۔ فعل کا مفعول پہلے
ہوتا ہے۔ کیا اتارا فرمایا چپ۔ یہ پہلے پوچھا کیا اتارا ہے۔ کہ ساری خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے اتارا۔ سوال اور
کیا پوچھیں۔ پہلے یہ پوچھیں کس پر اتارا۔ یا اللہ یہی بتا دے۔ کس پر اتارا۔ معلوم ہوتا ہے رب کریم جانتا تھا کہ جس
پر میں نے یہ نعمت اتاری ہے پہلے اسے پہچان تو کہ کون ہے۔ تاکہ جب تک تم اسے نہیں پہچانو گے اتاری
ہوئی نعمت سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ملے گا۔ رب کریم ارشاد فرماتا ہے جس پر تو نے نعمت اتاری۔ فرمایا عبدہ
جس نے اتاری عظیم نعمت۔ اپنے بندے پر ـــ وہ بندہ تھا عظیم ہے جس کو رب ساری کائنات سے جدا کر کے
علیحدہ کر کے دکھا رہا ہے۔ یہ میرا بندہ ہے۔ ساری کائنات سے منفرد کر کے اقبال نے کیا ہی نکتہ نکالا۔

عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر ـــ عبد اور ہے عبدہ اور ہے ـــ عبد غلام بندہ کو
نہیں پتا چلا کہ کس کا ـ عبدہ عبد ہے جس کو اپنی طرف مضاف کر کے فرماتا ہے میرا بندہ۔ پتا چلا باقی عبد اور ہیں۔
انزل علی عبدہ اور ہے ـــ ہمارا رب ساری خوبیوں سے موصوف تھا۔ کیونکہ اس نے عظیم نعمت اتاری۔ اپنے بندے پر۔
اتارنے والا ساری خوبیوں والا۔ الحمد میں اس کا نام استغراقی ہے۔ استغراق کا لفظی معنی ہے۔ یانی احاطہ
میں

جو ڈوب جاتا ہے۔ کہتے ہیں مستغرق ہو گیا۔ ادھر پانی نیچے پانی۔ دائیں پانی بائیں پانی۔ یہ ہے استغراق۔ اللہ فرماتا ہے الحمد للہ
الحمد آگے پیچھے اوپر نیچے۔ مقصد یہ ہے کہ حمد کا کوئی فرد ایسا نہیں ہے۔ جو ذات حق میں نہیں پایا جاتا۔ ذات حق
میں سارے افراد پائے جاتے ہیں۔ یہ ہے استغراق یعنی افراد حمد سارے ہی ذات حق میں جمع ہیں۔ کوئی حمد باہر نہیں۔
ادھر وہ ذات جو ساری خوبیوں سے موصوف ہے۔ ادھر ادھر عبدہ۔ اب یہ مشکل پڑے گا ان کو جو نبی
رحمت علیہ السلام کی صفات میں ذرا بچ بچ کے چلتے ہیں۔ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے ہیں۔ حالانکہ محبت یہ کہتی
ہے پاگلو۔ جب محبت آ جائے تو پھونک پھونک کر قدم نہ رکھا کرو۔ آنکھیں بند کر کے رکھا کرو۔ لیکن ابھی تک موصوف نہیں
ہوئے۔ محبت کی عزت نہیں ملی۔ لہذا ابھی بھی پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔ الحمد ساری خوبیاں اللہ کے لیے
ہے۔ جس ذات کے لیے ساری خوبیاں ہیں۔ وہ فرماتا ہے عبدہ اپنا بندہ۔ اب اس عبد میں کوئی عیب
رہ گیا نا۔ تو الحمد کی دلیل نہیں بن سکتا۔ ساری خوبیاں کدھر سے آ گئیں۔ بندہ تو ناقص ہے۔ ہم بھی ناقص
ہیں۔ پورا قرآن پڑھ لو۔ مفرد کے صیغے میں جہاں بھی ذکر آیا ہے۔ محمد عربی کا آیا ہے۔
ہمارے لیے جمع کا صیغہ ہے کیونکہ ہم ہیں درجہ۔ اللہ فرماتا ہے یا عبادی فاتقون۔ اے میرے بندو مجھ سے ڈرو۔
یہ درجہ ہوئے نا سارے۔ اللہ تعالیٰ سے اولیاء بھی ڈرتے ہیں۔ صلحاء۔ اتقیاء۔ اصفیاء۔ اغواث اقطاب
صحابہ۔ جتنے مسلمان ہیں چاہے جس درجے کا ہیں سارے ہی ڈرتے ہیں گنہگار بھی ڈرتے ہیں۔ خطاکار بھی ڈرتے ہیں
فاسق۔ فاجر سارے ڈرتے ہیں۔ اے میرے بندو تم جس درجے میں ہو مجھ سے ڈرو۔ صیغہ جمع کا ہے بات نہیں۔
عباد الرحمن یمشون ــــــ سلما۔ عباد سب آ گئے۔ تقوے کے جس درجے پر ہیں ــــــ سب آ گئے
زمین پر نرمی سے چلتے ہیں یہ جمع کا صیغہ ہے۔ کسی ایک کا نام نہیں لیا۔
لیکن دوستو۔ نہ جانے سرکار کی عبدیت میں حسن کتنا زبردست ہے۔ کہ محبوب کو باقی عبدوں میں ملا کر نہیں
نام لیا۔ محبوب کو جدا کر کے عبد کا صیغہ واحد بولتا ہے۔ الحمد للہ الذی انزل ــــــ علی عبدہ
دوسری آیت۔ وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا۔ جب اللہ کا بندہ میرے دربار میں
میری عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ تو قریب ہے کہ ان جنات کے ہجوم در ہجوم ٹھٹ کے ٹھٹ لگ جاتے۔
اکیلا حضور کو ذکر کیا۔ تیسری آیت۔ الذی ینھی عبدا اذا صلی۔ حالانکہ اللہ کی عبادت سارے ہی
کرتے ہیں۔ یہ ملعون ابن المعبود۔ کیسی پیاری فرمایا ابو جہل نے یہ غیرت ہے کہ کس قدر تاکید ہے۔ دیکھی
عبدا۔ میرے عظیم بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ عبدا سے مراد حضور ہیں۔ قام عبد اللہ سے مراد حضور
ہیں۔ انزل علی عبدہ سے مراد حضور ہیں۔ صیغہ واحد کا۔ عبدا صیغہ واحد۔ عبداللہ صیغہ واحد علی عبدہ
چوتھی آیت۔ سبحان الذی اسری بعبدہ۔ بار ہم بے شک ہیں مگر نہ تھیں خدا کی قسم ہے کہ ہمارا پیارا ایک ہی
ایسی جب اس کی مخلوق میں نظر نہیں آتا ــــــ ورنہ جمع کر دیں۔ سب کا سب جمع نہ کر دیں۔ علیحدہ عنوان

عبد بھی سے کرتا ہے ۔ تو محبوب کا اکیلا ہی نام لیتا ہے ۔ پتا یہ چلا ۔ کہ نبی پاک علیہ السلام وہ عبد ہیں ۔ کہ ساری کائنات
میں بس ایک ہی ہیں ۔ خدا کے خزانے میں ایک ہی ہیں ۔ یہ ایک ہی عبد ہے ۔ معبود بھی ایک ہی ہے ، عبد بھی ایک ہے ۔
باقی ہم تو سارے کچرا مچرا ہیں ۔ اللہ والوں کی بات نہیں کرتا ۔ اللہ ایک ہے ۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ محمد ﷺ
ایک ہے ۔ ان کے سوا اور کوئی محمد ہے ہی نہیں ۔ عبد محبوب ہے ہی نہیں ۔ جیسا کہ حضور کوئی ہے ہی نہیں ۔

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِيكٍ فِي مَحَاسِنِہٖ ۔ فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِيہِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ ۔

ساری خوبیاں ان کے لیے ہیں ۔ جس نے اتاری زبردست نعمت ۔ یا اللہ کن پہ ۔ فرمایا کن کیوں کہتا ہے ۔ علی عبدہٖ ۔
اپنے بندے پر ۔ وقت بھی آقا کا غلام ہے ۔ وقت مخلوق ہے ۔ وقت کیا ہے ۔ فجر ، ظہر ، عصر ، مغرب ، عشاء ۔
آخر شب ۔ نصف شب ۔ اول شب ۔ اشراق ۔ چاشت ۔ زوال ۔ وقت کب سے بنا ہے ۔ ہم اکابر نے
بتایا ۔ وقت اس وقت بنا جب سورج بنا ۔ جب سورج نہیں تو ظہر کیا ۔ عشاء کیا ۔ یہ اوقات
سورج چاند نے بنائے ہیں ۔ جب سورج چاند نہیں ہیں میرے مصطفیٰ اس وقت بھی ہیں ۔ سرکار فرماتے ہیں ۔
وقت سورج چاند سے ہے ۔ پتا چلا ۔ سورج پیدا کیا گیا ۔ چاند پیدا ہوا ۔ وقت پیدا ہوا ۔ میرے آقا کا
فتویٰ ہے ۔ ارسلت الی الخلق کافۃ ۔ جس جس کو رب نے پیدا کیا ہے ۔ وہ میری امت ہے ۔
کسی کو شک ہوگا ۔ کہ اتنا لمبا سفر وقت تھوڑا ۔ نہیں ہو سکتا ۔ یہ وقوف نہیں لگے ۔ تو نے منطقی بتایا
ہے ۔ اس حوالے سے جو وقت تجھ پہ حکم چلاتا ہے ۔ وقت مجھ پہ حکم چلاتا ہے ۔ یہ وقت کی بات ہے ۔ فلاں کام کیا ۔
ساری کائنات پہ وقت حکم چلاتا ہے ۔ لیکن میرے آقا وقت پہ حکم چلاتے ہیں ۔ کیا یہ میرے آقا نے حکم نہیں چلایا ۔
جب کافروں کو سورج لوٹا کے دکھایا ۔ جو سورج وقت بناتا ہے میرے آقا ڈوبے ہوئے کو واپس بلاتے ہیں ۔
مولا کائنات سے فرمایا پڑھ لے نماز ۔ پتا چلا میرے آقا وقت پہ حکم چلاتے ہیں ۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ۔
تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا ۔

میرے آقا کا حکم وقت ۔ وقت محکوم ہے ۔ میرے آقا حاکم ہیں ۔ معراج کی رات وقت تھوڑا ہے ۔
آقا گئے لیکن سفر بڑا ہے ۔ اگرچہ وقت مختصر ہے ۔ لیکن وقت ان کے لیے مختصر ہے جو گئے آئے ہیں ۔ ورنہ
عرش تو سفر کے لیے وقت چاہیے نا ۔ انسان خطا کار ہے ۔ نماز کے اوقات میں حضور کا بیٹھا ہو پڑھی
میرے آقا کو تو بھی وقت کی ضرورت ہے ۔ یا آپ کہیں تو فکر ہوگا کہ وقت نکل جائے گا ۔ وقت نہیں نکلتا ۔
سورج نماز پڑھتے ہیں تو پھر ہی نکلتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انزل علی عبدہٖ ۔ جس نے اپنے عظیم بندے کو

کچھ بڑی نعت اتاری کر الکتاب — عظیم بندے پہ عظیم کتاب اتاری — ساری خوبیاں اس اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے اپنے
عظیم بندے پر عظیم کتاب اتاری۔ قرآن دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی دلیل۔ جس پہ اترا ہے اس کو دیکھو۔ وہ اس کی بھی عظمت کی
دلیل ہے۔ اللہ اللہ کی عظمت کی بھی دلیل ہے — قرآن با عظمت ہے۔ میرے آقا دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ عظیم ہے۔ محبوب بھی اس کا پیارا
اس کی دلیل ہے —

کتاب کس پہ اتاری الکتاب۔ اپنے عبد پر۔ اگر میں شروع کر دوں اس سمت سے آخر تک چلا جاؤں میں
خدا کی قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ سارے ہی قرآن سنا دیں گے۔ جتنے تشریف فرما ہیں سارے ہی قرآن سنا دیں گے۔
اگر کوئی سوچے مولوی صاحب تو نے قسم اٹھائی ہے۔ تجھے کیا پتا۔ کس کو قرآن شریف آتا ہے یا نہیں آتا۔ میں کہتا
ہوں میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ یہ قرآن شریف پڑھے ہوئے ہیں۔ میں نے سارا قرآن پڑھے ہوؤں کی تو بات
نہیں کی — قرآن پڑھے ہوؤں کی بات کی ہے نا۔ یار وہ اور نہیں ہے — تو بسم اللہ شریف تو
آتی ہے۔ یہ بھی تو قرآن پاک کی آیت کا حصہ ہے — یہ تو بہت نیچے ہو کے بات کی ہے۔ ورنہ سورۃ
فاتحہ تو سب کو آتی ہے — یہ سورۃ فاتحہ سورۃ ہے جس کو اللہ فرماتا ہے۔ یہ قرآن عظیم ہے۔ ولقد
آتینٰک سبعا من المثانی والقرآن العظیم — بعض اکابر کی تفسیر کے مطابق۔ یہ واؤ عطف تفسیر یہ ہے۔
اللہ فرماتا ہے محبوب مجھے قسم ہے۔ ولقد آتینٰک میرے محبوب مجھے میری قسم ہے۔ میں نے آپ کو عطا فرمائی۔ یہ کم
نہیں ہے — علیٰ عبدہٖ اپنے بندے پہ اتاری۔ میں نے تجھے عطا کی۔ کیا سبعا سات آیتیں۔ من المثانی
جو بار بار تکرار سے پڑھی جاتی ہیں — والقرآن العظیم۔ ان کو سات آیتیں نہ سمجھو وہ قرآن عظیم ہے
تفسیر عزیزی میں شاہ صاحب نے اس پر بحث کی ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ کو قرآن عظیم کیوں کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جتنے
مفاہیم۔ جتنے مطالب جتنے اسرار جتنے حقائق رب نے پورے قرآن میں فرمائے ہیں۔ وہ سارے سورۃ فاتحہ میں رکھے ہیں۔
یہ دوسری بات ہے میرے جیسے بے علم جاہل کو نا سمجھ آئیں — لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے اندر تمام حقائق رکھے ہیں۔
یہ وہ جانتے ہیں جن کے سینے میں اپنے عرفان کے دروازے کھول دئے ہیں۔ سورۃ فاتحہ تو جانتے ہی ہیں۔ کئی بزرگ
آتے ہیں مولوی صاحب ایک مسئلہ بتائیں۔ نماز میں قل شریف کتنی مرتبہ پڑھیں۔ پتا چلا قل شریف تو سب کو
آتا ہی ہے نا۔ ذرا دیکھ کے سنیوں کا یہ قل پڑھنے سے ہٹتے ہی نہیں۔ لوگ مر گئے۔ لوگ چل چل کام کرتے رہتے
ہیں۔ کہتا ہے قل پڑھ گئے۔ مارے گئے یار — جا کر دیکھو قرآن بھی ہے نا —

ادھر توحید کا ٹھیکہ اور اگر ہم قرآن شریف کے سورۃ اخلاص پڑھیں تو پھر بھی گھورتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے ضرور
کوئی اور ہے۔ میں کہتا ہوں قرآن سے کوئی بھی خالی نہیں۔ حالانکہ اللہ فرماتا ہے علیٰ عبدہٖ میں نے تو اپنے عبد
پر اتارا۔ میں نے تجھے عطا کیا ولقد آتینٰک — عطا ایک کو ہوا۔ پڑھتا سارا جہان ہے۔ جن سخی
کے دروازے سے دو منگتوں کو خیر ملے۔ دس آدمیوں کو خیر ملے۔ بیس لوگوں کو خیر ملے — 100 —

لوگ کہتے ہیں یار بڑا مشکل ہے اور اگر ساری عمر ہم لوگوں کو قرآن پڑھائے تو بھی کچھ نہیں دیتا۔ کتنا بڑا علم ہے حقائق کی دنیا میں۔ اللہ فرماتا ہے میرے محبوب میں نے تو تجھے قرآن دیا ہے۔ علی علیہ السلام اپنے بندے پر اتارا ہے۔ اور شرق غرب شمال جنوب ساری جہتیں کائنات قرآن پڑھ رہی ہے۔ بتا ؟ یہ کس کے دروازے سے ملا ہے۔ تیرے باپ پر قرآن اترا ہے۔ تیرے دادا پر قرآن اترا ہے ——— جا کر ——— یہ رسول اللہ کے قلب پر اترا ہے۔ آقا تیرا کرم ہو گیا ہم پر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نے کیا کرم فرمایا۔ ساری دنیا خیرات لے کے سیر ہو رہی ہے۔ ———

جس کو خیرات مل جائے وہ بھکاری کے آگے گر جاتا ہے۔ میرے بچے کھائیں گے۔ کسی کو آگے سے خیرات ملا ہو۔ مانگنے والا کو تو تقسیم نہیں کرتا۔ خدا کی قسم ہے۔ میرے نبی پاک علیہ السلام کے دروازہ کرم سے خیرات لینے والے جب مستور کے نکلے ہیں تب نکلے۔ جب حضور کی غلامی کا رنگ جم گیا۔ تو پھر میں نے یہ بھی دیکھا ہے۔ تاریخ اسلام بیان کر رہی ہے۔ سرکار علیہ السلام کے حلقہ مست غلاموں نے بادشاہوں کے درباروں میں مست ہو کر قرآن کا لنگر کھول دیا ہے۔ نجاشی کی کابینہ اس کے سپاہی اس کے درباری۔ اس کی اسمبلی کے ممبر۔ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت جعفر طیار قرآن پڑھ رہے ہیں۔ اور وہ سن بھی رہے ہیں اور رو بھی رہے ہیں ———

تیرے ٹکڑوں پہ ہے سب کا گزارا یا رسول اللہ ﷺ شہنشاہوں ملک جن و بشر لے کر ادب آئے

ساری کائنات اسی کے ٹکڑوں پر پلتی ہے۔ وقت کی قید نہیں جہت کی قید نہیں۔ صدی۔ مشرق مغرب۔ عرب عجم۔ یمن ہر صدی کی جہت۔ جدھر کان لگاؤ۔ لنگر میرے مصطفیٰ کا ہے۔ اللہ فرماتا ہے اپنے بندے پر اتارا ہے رب نے یہ تو دیکھو کہ اتارا ہے نا کس کا ہے۔ فرمایا میرا بندہ ہے۔ جب نسبت کے حوالے سے آگے تو پتا چلتا ہے۔ مضاف جو ہوتا ہے۔ جس کی طرف مضاف ہو۔ اس مضاف سے مضاف الیہ کا پتا چلتا ہے۔ فلاں کا بیٹا۔ چل گیا پتا کہ نہیں مضاف الیہ کا۔ حسین ابن علی۔ امام حسین کی عظمت پہ کروڑوں سلام امام حسین اتنے عظیم اتنے صابر۔ کہا جاتا ہے کہ جانتے ہو بیٹا کس کا ہے؟ علی کا ہے۔ جو علی کا ہو وہ ایسا ہی صابر ہوتا ہے۔ جو سیدہ کی گود میں پلا ہو۔ المختصر ——— کیونکہ مضاف سے مضاف الیہ کا پتا چلتا ہے مضاف الیہ سے مضاف کا پتا چلتا ہے کہ مسند الیہ سے مسند کا پتا چلتا ہے۔ میں قسم اللہ کی کھاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ عبدہٗ ۔ تو پھر مان لو۔ تو مصطفیٰ کا پتا اللہ سے چلے گا۔ اللہ فرماتا ہے مجھ سے پوچھو یہ کیا ہے۔ پاگل نہ بنو۔ عبداللہ کا بیٹا سمجھ کے موت میں گرفتار نہ ہو جانا۔ عبداللہ کا بیٹا ایک مجازی معنی ہے حقیقت میں یہ تو میرا بندہ ہے۔ پتا نہیں لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ پورے قرآن کو سمجھ لیا میں۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہیں فرمایا ہے ابن عبداللہ ——— محمد ابن عبداللہ ہیں۔ آمنا وصدقنا ——— اللہ کی قسم اس کے تمام معنی کی قسم میرے آقا ابن عبداللہ ہیں۔ اللہ نہیں ہیں۔ عبداللہ بھی ہیں۔ وہ عبداللہ بھی ہے۔ لیکن پورے قرآن شریف میں کہیں تذکرہ نہیں ہے۔ کہیں عبدہٗ کہیں عبدہٗ۔ پتا چلتا ہے

———

۳۱—۳—۲۰۱۷ = ۳۹—۵—۲۴۳۵—۱۱:۴۱—۴۰ pm

۱۰۔ معراج النبی ﷺ (۲۵ ـ ۵ ـ ۲۰۰۰)

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ ـــــ لیلًا ۝ شرح صدر کے متعلق حضرات مفسرین کرام کے ارشادات
کا تذکرہ آپ کے سامنے اب بھی اس کے متعلق کچھ معروضات ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا تھا۔ کہ شرح صدر سے
مراد۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ صلاحیتیں مراد ہیں۔ جن کی بدولت اللہ تعالیٰ کے ان جلوؤں کو نبی پاک علیہ السلام
نے پورا ضبط کے ساتھ برداشت فرمایا۔ کہ اگر وہ صلاحیتیں عطا نہ ہوتیں تو قوتِ برداشت نہ ہوتی۔ رب تعالیٰ
نے شرح صدر کی وجہ سے سرکار دوعالم ﷺ کو وہ عزم بخشا۔ وہ حوصلہ بخشا وہ استقامت کا شرف
عطا فرمایا۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ دنیا میں آپ کے سوا وہ کچھ برداشت نہیں کر سکا۔ نہ کر سکے گا۔
جو نبی پاک ﷺ نے جن کا تحمل فرمایا۔ اور اس سلسلے میں انوار و تجلیات کے اس نزول اور ورود کا ذکر تھا جن
کے ہجوم میں ہر وقت حضور علیہ السلام کا وقت گزرتا تھا۔ وہ بڑی مشہور حدیث ہے کہ کہتے ہیں۔ کہ نبی پاک ﷺ
مسکرائے اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی گم شدہ سوئی مل گئی۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے اپنی آنکھوں
سے دیکھا۔ کہ آپ متبسم ہوتے ہیں۔ آپ کلام فرماتے ہیں۔ تو آپ کے دندان ہائے مبارک کے درمیان جو تھوڑا
سا فاصلہ ہے۔ اس میں سے نور کے لچھے نکلتے ہیں۔ نور کی شعاعیں۔ اور ابوہریرہؓ فرماتے ہیں۔
کہ یہ شعاعیں اتنی عام ہوتی تھیں۔ کہ حضور کے دربار گوہر بار میں بیٹھنے والے بارہا اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ جب آپ
مسکراتے تو آپ کے منہ سے نور کی تجلیاں نکلتیں اور مدینے پاک کی دیواریں جو تھیں وہ چمک اٹھتیں۔ بلا تشبیہ جس طرح
آپ بیٹری ٹارچ اس کو آن کریں۔ اس کی شعاع سے ـــــ یہ ایک مثال ہے۔ میرے آقا و مولا علیہ السلام کے
مسکرانے سے گلیاں چمک اٹھتی تھیں۔ دیواریں چمک اٹھتی تھیں۔ امام سید محمود احمد آلوسی ـ کہ شرح صدر
کی بدولت نبی پاک علیہ السلام پہ ہر وقت تجلیات کا ورود ہوتا تھا۔ عرش کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک تو وہ انوار ہیں۔
جو عرش پر اترتے ہیں۔ اور ایک وہ انوار ہیں۔ جو عرش سے اترتے ہیں۔ وہ انوار جو عرش پر اترتے ہیں۔ ان کے اعتبار
سے عرش جو ہے۔ وہ محتاج ہے۔ اللہ نور السمٰوٰت ان انوار کے اعتبار سے جو من جانب اللہ ہیں۔ اترتے ہیں۔
عرش رب العزت کو بزرگی ملی۔ عزت ملی۔ اور یہی وہ جلوے جو عرش سے نیچے اترتے ہیں۔ ان جلوؤں کی بدولت نچلی
ساری کائنات کو عزت ملتی ہے ـــــ تو رب ذوالجلال نے نبی پاک علیہ کو تجلیات کا عرش بنا دیا ہے۔ ان پہ خدا کے جلوے
ہیں۔ خصوصی مصطفیٰ کے جلوے ہیں؟ ـــــ حضور پہ ہر وقت جلوہ ہائے رب العزت کا ورود رہتا تھا۔
اللہ نور السمٰوٰت ـــــ سورۃ نور ـــــ اس کا نور کی مثال مفسرین فرماتے ہیں۔ اللہ نور ہے آسمان اور زمین کا
گھر کی روشنی کی مثال۔ لوگ کہتے ہیں روشن گھر والے نے کیا ہے ـــــ کس چیز سے کیا ہے۔ جواب دیا جاتا ہے کہ فلاں چیز سے۔
مفسرین فرماتے ہیں اللہ نور ہے۔ یہ ان معنوں میں نہیں جیسے سورج چاند نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نقص سے پاک ہے۔ عرف
جو ہے اللہ منور السمٰوٰت ملاحظہ ہو۔ کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو روشنی عطا فرمائی ہے۔ روشنی عطا فرمانے والا ہے ـــــ

تو سوال یہ ہوا۔ کہ اس نے زمین و آسمان ۔ سورج تو چوتھے آسمان پر ہے۔ اور نور ہے سمٰوٰت کا
ہے تیسرا دوسرا پہلا۔ پانچویں کا نور کہاں سے آیا۔ چھٹے ساتویں کا کہاں سے آیا۔ اور پھر اگر سورج کا نور ہے۔
تو پہلی زمین تو چمک رہی ہے جو اس کے نیچے ہے وہ کس سے چمک رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ سورج کے نور سے منور نہیں
ہے۔ کوئی اور نور ہے جس سے فوق بھی چمکتا ہے تحت بھی چمکتا ہے۔ وہ نور کون سا تھا۔ مفسرین فرماتے ہیں۔
مثل نورہ ای مثل نور محمد ﷺ ۔ حضور علیہ السلام کے نور کی مثال یہ فرماتے ہیں۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض ای
منور السمٰوٰت والارض بنورہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ رب کریم نے نبی رحمت کے نور کو جلوہ گر کر کے عرش بھی چمکا دیا فرش
بھی چمکا دیا ۔ اللہ نور السمٰوٰت والارض ۔ نور بخشنے والا اللہ ہے آسمانوں ۔ سورج ہر وقت
روشنی نہیں دیتا۔ ایسا ہر وقت چمکتا ہے۔ لیکن ہر زمانے پر ہر ملک میں دن نہیں چڑھاتا ہے۔ کسی ملک میں دن ہوتا دوسرے میں رات
بھی ہوتی ہے۔ یہ سورج کا نور جو ہے۔ سمٰوٰت والارض کا نور ہے۔ مطلق نور نہ ہوا۔ کسی علاقے میں دن ہے کسی میں رات
اسی طرح آسمانوں کی بات ہے۔ یہ کوئی ایسا نور ہے۔ جو چمک رہا ہے۔ تو بیک وقت ساری کائنات عرش و
فرش پر چمک رہا ہے۔ وہ نبی پاک کا نور ہے ۔ امام اہلسنت نے فرمایا۔
انبیاء اجزا ہیں تو بالکل ہے کلمہ نور کا ۔ نبی رحمت شفیع امت ﷺ کو حقیقت میں رب کریم نے نور فرمایا۔
باقی جتنے انوار ہیں۔ وہ سب کا عکس جمیل ہیں۔ اس کی مثال مثل نورہ کمشکوٰۃ اس نور کی مثال جیسے طاق۔
فیہا مصباح طاق میں چراغ ۔ المصباح فی زجاجۃ ۔ چراغ فانوس میں۔ الزجاجۃ کانہا کوکب دری۔
.. زجاج گویا یہ چمکتا موتی ۔ اور آخر میں فرمایا یکاد زیتہا ۔ اس کی چمک ایسی ہے۔ اس کی چمک ایسی ہے۔ زیتون
کے تیل کی مثال آئی ہے۔ ایسا صاف شفاف ہے یہ نور کا آلہ آگ چھوئے بھی نہیں۔ تو قریب ہے کہ آگ کے چھوئے بغیر
ہی چمک اٹھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ قرآن کریم کی تفسیر میں اتھارٹی ہیں ۔ اکثر و بیشتر مفسرین کرام ابن عباس
سے سند لیتے ہیں۔ اس آیت پہ غور کیا تو سمجھ آئی۔ کعب احبار سے کہنے لگے اخبرنی ما معنیٰ ھذہ الآیۃ۔ آپ پہلی کتابوں
سے عالم ہیں خادم ہیں ۔ اور قرآن کریم کے بھی خادم ہیں مجھے یہ تو بتائیں۔ کہ اس آیت کا کیا ترجمہ ہے۔ یہ طاق کیا ہے۔ یہ مصباح کیا ہے
یہ فانوس کیا ہے۔ حضرت کعب مسکرا کے فرماتے ہیں۔ ابن عباس یہ سب حضور کا ذکر ہے۔ رب کبھی ظاہر کر کے بیان فرماتا ہے
کبھی پردے میں بیان کرتا ہے۔ اگر ان کو ظاہر میں دیکھ لو تب بھی برکت ہو گئی۔ اور اگر ان کے چھپے ہوئے اسرار کو سمجھنا چاہو تو
پھر اللہ والوں کا دامن تھامو ۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے نعلین کی زیارت کرو۔ تو کچھ نہ کچھ نظر آ جائے۔ فرمایا۔
المشکوٰۃ جوف محمد علیہ السلام ۔ المشکوٰۃ صدر محمد ۔ فرمایا طاق سے مراد حضور کا سینہ۔ مثل
نورہ کمشکوٰۃ ۔ فرمایا تم بھی چراغ رکھنے کے لیے طاق بناتے ہو۔ رب نے بھی اپنے جلوے کو چمکانے کے لیے طاق رکھا ہے۔ ایک
ہی ہے۔ اور کوئی ہے ہی نہیں۔ جناب کلیم علیہ السلام نے التجا کی تھی۔ طاق میں وہ چراغ رکھا جا سکتا ہے
تو کرن کا کروڑواں حصہ بھی برداشت نہیں کر سکے ۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ ۔ اس کے نور کی مثال جیسے طاق۔ یعنی سرکار کا

سینۂ بے کینہ مبارک۔ یہ ہے طاق — ارشاد فرمایا فیہا مصباح اس طاق میں چراغ۔ اور وہ چراغ رکھا ہوا نہیں —
المصباح فی زجاجۃ وہ چراغ پہلے فانوس میں۔ فانوس طاق میں۔ طاق میں فانوس، فانوس میں چراغ۔ حضرت جی
ہو گیا ہے — فرمایا طاق سے مراد سرکار کا سینہ — فانوس سے مراد مصطفیٰ کا دل مقدس۔ الزجاجۃ
قلبہ۔ ؟

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاج نور کا — شرح صورت کے لئے آیا ہے سورۃ نور کا

المصباح فی زجاجۃ۔ وہ مصباح زجاجہ میں ہے۔ چراغ سے مراد نورِ نبوت ہے جو آپ کی عظیم نبوت کا نور ہے
وہ قلب پاک میں۔ اللہ تعالیٰ کا سینہ پاک میں۔ جس کو اللہ چراغ کہتا ہے۔ وہ بجھا ہوا نہیں ہے۔ وہ روشن ہے۔ کیونکہ بجھے
ہوئے کو چراغ کون کہتا ہے — وہ تو چراغ ہوگا جو بجھا ہوا ہے — خدا بجھنے والے کو چراغ نہیں کہتا۔ میں پوچھتا ہوں
اللہ کریم نے جسے سورج کہا ہے۔ وہ تاریک ہے یا روشن ہے — جس کو چاند کہا ہے وہ تاریک ہے یا روشن ہے۔ جس کو
ستارہ فرمایا ہے۔ وہ تاریک ہے یا روشن ہے۔ تو پھر مان جس کو چراغ فرمائے وہ بھی چمک رہا ہے —
ایک سینہ ہے۔ سینے میں دل ہے۔ دل میں چراغ ہے۔ چراغ نورِ نبوت مصطفیٰ ہے۔ یہاں سے بڑا نقطہ نکلتا ہے
چاہے اظہار کبھی بھی ہو۔ چراغ شروع سے جل رہا ہے — غارِ حرا میں ہو۔ چالیس برس کے بعد ہو۔ اظہار
جب بھی ہو۔ لیکن چراغ شروع سے جل رہا ہے — اسی لئے فرمایا ہے — ولو لم تمسسہ النار — زیتونہا یضیء
اتنا روشن — صاف شفاف میل کچیل سے مبرا ہوتا ہے — قریب ہے کہ آگ لگائے بغیر ہی جل اٹھے۔
آپ نے پٹرول دیکھا ہے — جو ریفائنڈ ہوتا ہے پٹرول کا۔ اس کے قریب سگریٹ پینے کی اجازت نہیں ہوتی۔
کیونکہ پٹرول ایسی شئے ہے — اس کے قریب سے بھی آگ گزار دو تو جل اٹھے — کیونکہ بہت صاف ہے۔
فرمایا ہے۔ محبوب کے قلب اقدس میں میں نے جو نبوت کا نور رکھا تھا۔ قریب ہے کہ وہ اعلان کئے بغیر ہی چمک
اٹھے — ویسے یہ چمکتا رہا ہے۔ آیا نظر کسی کسی کو ہے۔ بغیر جلائے چمکتا رہا ہے۔ غیروں کو نہیں اپنوں کو
نظر آتا رہا ہے — قاضی ثناء اللہ مظہری — پیر مرشد والا ہونا اسی لئے مفید ہے کہ ایسی باتیں سمجھائی
دیتی ہیں۔ جو کسی کو تحقیق کرنے سے بھی نہیں آتی — قاضی صاحب فرماتے ہیں — کہ یہ صرف بروز دعوتِ بعثت
نہیں فی الحقیقت رب کریم نے جو نبی رحمت ﷺ کے قلب مبارک میں نورِ نبوت کا چراغ روشن کیا۔ کئی مرتبہ کئی مواقع
آئے۔ کہ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ یہ کوئی خاص شئے ہے — لیکن پتا نہیں چلا — مثلاً نبی پاک علیہ السلام کے چچا حضرت
عباس ؓ — عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ۔ آپ تھوڑی عمر کے تھے۔ جھولے میں تھے — فرمایا چچا پھر کیا ہوا — میں نے دیکھا
کہ آپ کی انگلی کے اردگرد چاند پھرا کرتا ہے — کبھی دائیں۔ کبھی بائیں — کبھی ادھر آتا ہے کبھی ادھر جاتا ہے —
رأیتک تناغی القمر — حضور جیسے تو یوں معلوم ہوتا تھا — چاند کبھی اس کان میں بات کرتا تھا۔ کبھی
اس کان میں بات کرتا تھا — حضرت عباس نے دیکھا ہے — لیکن پتا نہیں چلا کہ کون ہے — پھر؟ اس دن چلا جس دن

DATE:

معمہ فتح ہوگیا ___ (نقطہ) دیکھنے والوں کو بڑی دیر کے بعد پتہ چلا۔ ان بچوؤں کو کیسے پتہ چل جائے گا۔
جو دیکھنے والوں کو بعد میں پتہ چلا ___ کہ یہ تو وہ تھے ___ جو کہ اگر پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے ہیں۔ پنگھوڑے
میں لیٹنے والا محتاج ہوتا ہے۔ اور رو کے ماں کو بلاتا ہے پھر بھی نہیں آتی ___ پھر رکھا ہے کھانا تیار کرنا کام کرتا ہے دیکھو
تو پنگھوڑے میں بے بس پڑا ہے ___ اور رو کے ہلاک ہوگیا۔ ماں پھر نہیں آتی۔ یہ بھی سب جیسا ہے۔ جو پنگھوڑے
میں انگلی اٹھائے تو چاند گردش میں آجاتا ہے ___ تو پنگھوڑے میں ہو تو بے قرار ہے ___ یہ پنگھوڑے میں ہو کر بلکہ
مختار ہے ___ ۔ چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے ہیں ___

تو بشر محض ہے پنگھوڑے میں اگر یار رگڑ رہا ہے مجھے کوئی پوچھتا نہیں ___ یہ لیٹے ہوئے پنگھوڑے میں ہیں۔ وہ شمس تو گردش میں آگیا۔
عرشوں پہ بھی فرمانروائی ہے ___ آیا چاند کہ نہیں آیا ___ نہ جانے کس کی ہر سو کچھ پتہ چلے ___

حضرت قاضی ثناءاللہ مظہری۔ پہلی مرتبہ یہ شمل چھائے تو باہر جھکا۔ ابھی جبرائیل نے آکے نہیں کہا اقراء باسم ربک۔
تو سمجھ نہیں لیتے چھپائی ہوئی ہے کہ کبھی ہوا سے پردہ اٹھ جائے گو ___ (B)

حضرت عبدالمطلب نے اپنے وصال کے وقت اپنے خاندان کے سارے لوگوں کو بلوایا اور فرمایا۔ بنی ہاشم کے متعلق یہ تاج
رکھا گیا ابوطالب کے سر پر ہم آپ کے پاس رہے گا ___ حضرت سید عالم ﷺ جب وہاں تشریف لائے۔ تو آپ کی چچی حضرت فاطمہ
بنت اسد رضی اللہ عنہا ہیں۔ اتنا پیار کرتیں۔ اتنی شفقت کرتیں حضور کے ساتھ کہ اپنے بچوں کو حضور سے پہلے کھانا نہیں
دیتی تھیں ___ کہتے۔ بھائی جان کو آنے دو محمد کو ___ پھر کھانا ملے گا ___ اور بچے بلکتے بھی ہیں۔ آپ نے دیکھا
نہیں۔ غیر حقیقی ہونے کے ناطے گھروں میں کتنا فساد ہوتا ہے ___ کہتے ہیں ماں سوتیلی ہے۔ فرق آ ہی جاتا ہے۔
لیکن یہاں سوتیلے کا ذکر ہی نہیں۔ یہاں تو ماں بھی اور باپ بھی اور ___ لیکن پیار اتنا۔ بھائی بچوں ٹھہرو۔ کھانا
نہیں ملے گا جب تک محمد نہیں آئے گا۔ بچے ضدی بھی ہوتے ہیں ___ ایک مرتبہ جناب ابوطالب کے بچے ضد میں
آگئے۔ اماں بھوک کے مر گئے روٹی دے ___ روٹی کھا لیں گے۔ بچوں نے مجبور کیا ماں نے روٹی دے دی ___ روٹی کھا کے بیٹھے اور
دے۔ ماں نے کہا جو پکایا وہ کھا لیا۔ اور کہاں سے دوں ___ یہ ہنڈیا دیکھ لو۔ برتن دیکھ لو ___ سب کھا گئے ابھی
بھوک ختم نہ ہوئی ___ ابوطالب نے فائنل دے دیا بچوں ___ اگر بھوکا مرنا ہے تو محمد سے جدا کھایا کرو۔ اور اگر
سیر ہو کے کھانا ہے تو جب تک وہ نہ کھائے نہ کھایا کرو۔ آنے دو اُن کو ___ میرا وجدان یہ کہتا ہے،
وہ یہاں پلنے نہیں آئے ہیں۔ پالنے کے لئے آئے ہیں ___

سرکار بھوکے جاتے کبھی تنگ کم نہیں ہوا تھا ___ میں کہتا ہوں بچے تو وہ ہیں پیٹ بھر کے تو یہ ہیں۔ وہ بھی کھاتے
ہیں۔ یہ بھی کھاتے ہیں۔ وہ کھائیں تو ختم ہو جائے۔ یہ بیٹھیں تو ختم ہی نہیں ہوتا ___ کیا اب بھی یہ بچوں جیسا سا
پردہ اٹھتا ہے یا نہیں ___ ابوطالب کے زمانے میں قحط سالی ہوگئی۔ اور قحط سالی اتنی زور کی کہ ربیع سے والوں نے کہا ابوطالب
پہلے بڑا ابا ہوا کرتا تھا۔ جو دعا کرتا تھا۔ اب تو کر ___ مر گئے بھوکے بارش نہیں ہوئی۔ ہم تو پیاسے ریگستان میں بیٹھے ہیں

ہیں ۔ دعا کریں بارش ہو جائے۔ ابو طالب نے کہا ابھی کرتے ہیں ۔ دعا کے لیے چلے ۔ کہاں دعا کریں گے بیت اللہ شریف میں
حرم پاک میں جو دعا کرو قبول ہوتی ہے ۔ حجر اسود ۔ مقام ملتزم ۔ مقام ابراہیم —— [illegible]
نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا ۔ میں نے دیکھا ۔ رکن یمانی سے لے کر رکن اسود تک ستر ہزار فرشتہ ہر وقت کھڑا ہے
اور تمہاری دعا پر آمین کہتا ہے ۔
جناب ابو طالب آگئے ۔ اور اکیلے نہیں آئے ۔ حدیث پاک میں آتا ہے ۔ فَأَخَذَتْ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ ۔ مثل شمس دجن
کی مثال —— یہ بچپن کی عمر ہے —— ابو طالب نے کہا بیٹے میرے ساتھ چلو ۔ میں دعا کروں گا تیرے وسیلے سے ۔
ابو طالب نے سرکار کو کھڑا کر دیا ۔ ابو طالب نے نبی پاک کی پشت مبارک کعبے کی دیوار سے لگا دیا —— محبوب کی
پشت کا ذکر قرآن میں ہے —— الم نشرح لک صدرک الذی انقض ظہرک —— مسلمانوں کو قرآن اور ذکر محبوب کی
پشت کا —— اور جانور نہیں کرے ۔ پیٹ کو پوچھتے کا بھی ذکر نہیں ہے کسی میں ——
ابو طالب نے پشت سرکار دیوار کعبہ سے لگا دی —— ہاتھ اٹھا کے عرض کی مولا ۔ اس کا صدقہ بارش دے دے خدا کا
گھر بھی تو اسی کا ہے —— مولا تیرے گھر میں آگیا ہوں ۔ یہ نہیں کہا ۔ اشارہ حضور کی طرف —— اس لیے کہتا ہے کہ
گھر والا تو اسی کا اشارہ مانتا ہے —— اپنی انگلی سے اشارہ کیا ۔ بارش مانگی —— حدیث پاک میں آتا ہے کہ آسمان
پر بادل کا ٹکڑا نہیں ہے ۔ جو روایت کرنے والے ہیں وہ بھی عشق والے ہیں ۔ کہ ہم نے دیکھا —— عرب کے ہاتھ اٹھے
جناب ابو طالب کے ہاتھ اٹھے ۔ ایک ہاتھ دعا کے لیے ۔ دوسرا ہاتھ حضور کی طرف اشارہ —— کیا خدا کو اشارہ دینے
کی ضرورت ہے —— کوئی بادل کا ٹکڑا ادھر سے آرہا ہے —— کوئی ادھر سے —— کہ گھٹا ٹوپ بادل گھر کے
آگئے —— گھٹائیں آگئیں —— پتہ جب چلا ۔ جب بادل برسنے لگ گیا ۔ میزاب رحمت بہنے لگ گیا ۔
اور بعض محدثین کے بقول قاضی مظہری نے بھی اس کی تائید کی ہے —— کہ سرکار کے اس حسن
کے جلوے کو دیکھ کر جناب ابو طالب نے ایک نعت پڑھی ۔

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا اے پیارے ہمیں درکار ہے ۔
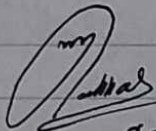
میرے آقا علیہ کا وسیلہ آیا —— بارش ہونے لگی —— اور کائنات قدرت والے ہاں سرکار کا اشارہ ادب سے مانتے
ہیں ۔ کوئی مانے یا نہ مانے جہنم میں جائے ۔ ہمیں کسی بے جا کو منوانے کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ ہمیں اپنے ماننے
کی ضرورت ہے —— گلاب کا پھول ہر جگہ خوشبو دار رکھا جاتا ہے ۔ محبوب کا پیار ہر دل میں تو نہیں رکھا جاتا ۔ کوئی خاص
دل ہوتے ہیں ۔ —— سید دو عالم کو وصال فرمائے کچھ وقت گزر چکا ہے ۔ ام المومنین کے گھر جلوہ گر ہیں ۔
صحابہ کرام نے درخواست دی —— بارش کے لیے دعا کریں —— مدینہ میں پریشانی ہوئی ۔ بارش نہیں آتی ۔ مزار شریف کی
کھڑکی اوپر سے کھول دو —— چھت کو کھول دیا ۔ یہ صحابی ہیں ۔ عقل کے اندھے ایمان والے نہیں ہیں —— کسی نے نہیں کہا

DATE:

ام المومنین یہ کیا تماشا ہے۔ ہم دعا کیلئے آئے ہیں — آپ نے حکم دیا ہے چھت میں سوراخ کر دو۔ ام المومنین کے
حکم کو پورا کرنے کے لئے صحابہ نے تاخیر نہیں کی — سوراخ کرنا ہی دیر تھا۔ بارش آ گئی ابھی وہ اترے نہ
تھے۔ میرے دوستو محبت کی دنیا میں دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی ضرورت پڑ جائے تو اللہ والوں کے قدم
چوم لیتے ہیں۔ کوئی گوہر ملتا تو ہے ای —

کسی عالم ربانی کی خدمت میں یہ مسئلہ پیش کر دیا حضرت دربار پر انوار چھت کے سامنے سوراخ کرنے کی
وجہ فرمایا لمبی باتیں کیا کرتے ہو۔ کہا کہ نانی مدینہ محبوب کی مزار مقدس کی زیارت چاہتی تھی۔ سوراخ ہو گیا
زیارت ہو گئی۔ انہوں نے سمجھا وسیلہ دعا کر دی —

جناب ابو طالب نے دعا کی۔ ابھی صحابی کوئی نہیں۔ جن کو دیکھ کر صحابی بنتے ہیں ابھی تک پردے میں ہیں۔
دعا مانگی — بارش ہو گئی۔ ابو طالب نے ایک نعت پڑھی — ایک شعر کافی ہے ساری نعت نہیں۔

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

فرمایا۔ میرے شہزادے کا چہرہ کتنا حسین ہے اگر اللہ سے بارش والا بادل مانگنا ہو تو اس کے چہرے کا
وسیلہ پیش کر دو۔ یتیموں کے پالنے والے ہیں۔ اور بے نواؤں کی عزتوں کے رکھوالے ہیں — جن کو کوئی نہ
پوچھے ان کی یہاں شنوائی ہے — جن کو کوئی خیرات نہ دے یہ یہاں سے خیرات پاتے ہیں بادشاہ یہاں لیتے ہیں۔
یا تو حسن سمٹ کے آ گیا تم ہی کر دیا   سورج جو سماعت بنا کر سلیم۔

ابھی اعلان نبوت نہیں ہے۔ ابھی عرش کے رب کے کرم سے یہ اعلان نہیں آیا۔ محبوب کہہ دو کہ میں اللہ
کا رسول ہوں۔ لیکن نبوت کی جھلکیاں۔ سورۃ نور کی آیت اللہ نور السموت کے آخر کے الفاظ —
بڑا بے نیاز ہے۔ اپنی مخلوق کو الجھن میں ڈالتا ہے۔ محبوب کی ٹھوکر کے بغیر حل ہی نہیں ہوتی — جب محبوب
کا نام اونچا کرے تو دبانے والا کون ہے جہاں ہے —

نبی پاک کی عمر پاک ۳۵ سال کی ہے۔ قریش نے نئے سرے سے تعمیر کعبہ کی — حجر اسود کو لگانے میں جھگڑا
ہو گیا۔ کہ کون لگائے — قریش کہتے کہ ہم — ہاشمی۔ مطلبی۔ بنو زہرہ کہتے ہیں ہم۔ جناب میں تلواریں لٹک ہونے کے
قریب ہو گئے — کیونکہ ان قوموں میں کئی صدیوں سے رقابت چلی آ رہی تھی۔ کچھ سیانے سر جوڑ کے بیٹھ گئے
بات سنو۔ ہماری نسلیں پہلے ہی برباد ہو چکی ہیں۔ بڑھو۔ کچھ کوشش کرو۔ اگر حل نہ نکلا تو تمہارے جوان
بچوں کے خون — مکے کی گلیاں نالیاں خون سے بہیں گی۔ سوچا کرو۔ اپنی نسل کو خراب نہ کرو۔ ان کا کہنا
بہتر ہے۔ بیٹھ کر تحمل سے سنو۔ دلوں میں ایک بات بھی ڈال دی۔ اختلاف کم ہو گیا۔ تمام قبائل جمع ہو گئے۔
کعبہ سے بیت شریف کے سائے تلے کر شام ہوا کر مشورہ کرنا — فیصلہ یہ ہوا کہ صبح پہلی رات جو شخص
حرم میں سب سے پہلے آئے اس کا فیصلہ مان لو — کوئی مقرر کیا۔ بنی ہاشم سے نہ جس طرح کے بڑھو وسیلہ

کرنا نہیں آتا ۔ کون آجائے اپنا آجائے ۔ بیگانہ آجائے ۔ بوڑھا ہے ۔ بچہ ہے ۔ جوان ۔ سب کو حوصلہ ہو گیا کہ
چلو جی ٹھیک ہے ۔ یہ ہے میرے رب کریم کا تصرف لکھ دو کہ ہمیں منظور ہے ۔ فیصلہ ہو گیا ۔ اعلان نہیں ہوا ۔ کعبہ
کی دیوار کو ہاتھ لگا کے قسمیں اٹھائی ہیں ۔ اور جو سارا کمیٹی کے افراد ۔۔ دائیں بائیں گھات لگا کے بیٹھ گئے ۔ کہ کسی مسلک
میں کوئی دھاندلی نہ ہو ۔ ایسا نہ ہو کہ فلاں آ گیا اس نے اپنا حمایتی پہلے مقرر کر رکھا ہو ۔ وہ گئے میں نہیں کسی وہیں رہے
اندر بھی نہیں گیا ۔ تنہا یا بھی نہیں ۔ اندگھات میں بیٹھ گئے ۔ جو بھیجا ہے مانگوں ۔ میں صرف اپنی قدرت کا اظہار
نہیں کرتا ۔ ورنہ کون ہے جو محبوب سے ہٹ جائے ۔ میں چاہوں تو انہیں ساری رات کھڑا رکھوں ۔ محبوب کی انتظار
میں ساری رات کھڑے رہے ۔ پچھلی رات ہوئی ایک متحرک سایہ باب بنی شیبہ سے داخل ہوئے ۔ جس
کو آج باب السلام کہتے ہیں ۔ اس کا پہلا نام ہے باب بنی شیبہ ۔ اور بنی شیبہ نبی اکرم ﷺ قبیلے ہی کا نام ہے ۔ جیسے ہی
یہ سایہ اندر آیا سارے الرٹ ہو گئے ہوشیار ہو گئے ۔ تقدیر کا فیصلہ ہونے والا ہے ۔ ہوشیار ہو جاؤ ۔ جیسے
جیسے سایہ اندر آتا رہا ۔ یہ بھی گھات سے نکل کر پیچھے آتے رہے آہستہ آہستہ ۔ کعبہ شریف کے قریب
آ کر جب ملاقات ہوئی ۔ دیکھا تو محمد ﷺ ہے ۔

خدا بتانا چاہتا ہے ۔ مانگو ۔ ابھی تو میں نے اس سے پردہ نہیں اٹھایا ۔ یہ مشکل کشا ہے ۔ جب اٹھا دوں گا
پھر کتنا مشکل کشا ہو گا ۔ اگر محبوب مشکل کشائی نہ فرماتا ۔ تو خدا جانتا ہے کتنا خون خرابا ہوتا ۔
سرکار آگئے ۔ ۳۵ سالہ بڈھا ۔ کتنا بڑی ٹھیک ہے ۔ کوئی ۷۰ سالہ ۔ جتنے بھی ہیں ۔ جس پر متفق ہو رہے
یہ ۷۰ ۸۰ سال کے ہیں ۔ کچھ تو کہتے نہیں بچے ہوں ہوں ۔ منہ بنا کے ۔ فیصلہ ٹھیک نہیں ہوا ۔ یہ ۱۵
۲۰ سال کا چھوکرا کیا فیصلہ کر سکتا ہے ۔ خدا کی قسم ایک ساتھ سب نے کہا ۔ ٹھیک فیصلہ ہو گیا ۔ کہ
محمد سچا ہے ۔ اے بے نیاز تیرے کیسے بازار رچا کر محبوب کے حسن کے جلوے دکھا بھی لئے دکھاتا بھی رہا ۔
کہنے لگے منظور ہے ۔ سارے ہی بول ۔ سرکار فرماتے کیا ہو گیا ۔ کہنے لگے محمد علیہ السلام ہمارا یہ جھگڑا ہے ۔
اور بات آ گئی مجھ پر ۔ فرمایا ۔ تم لوگ میرے شہر کے ہو ۔ میری قوم ہو ۔ میں فیصلہ کروں تم بگڑ جاؤ ۔
میں نہیں فیصلہ کرتا تمہارا اعتبار ہے ۔ ابھی کچھ کہو گے پھر کچھ کہہ دو گے ۔ کیسے فیصلہ کروں ۔ انہوں نے کہا جیسے تو
چاہے ۔ اعتماد دے لے ۔ کعبہ کو منہ کر کے کہو ۔ مانو گے جی مانیں گے ۔ سب کو فرداً فرداً پوچھ لیا ۔ ایک ایک کرتا ہے
مدد سامنے ہیں ۔ سب سے سنوایا ۔ کعبہ کہلوایا ۔ اتنے میں مکے شریف کا ہجوم آ گیا ۔ کیونکہ اعلان ہو گیا کہ فیصل
آنے والا ہے ۔ مشکل کشا آ گیا ہے ۔ حاجت روا آ گیا ہے ۔ آ گئے گروہ در گروہ ۔ مانتے ہو ۔ مانتے ہیں ۔ حدیث پاک
میں آیا ۔ میرے آقا علیہ السلام نے ۔ اپنے مبارک کندھوں سے چادر اتاری ۔ بڑا بے نیاز ہے ۔ کالوں کی چادر میں اکٹھا بھی
برداشت نہیں فرمایا ۔ محبوب تو ہیں دل ربا ہے اشکار ۔ چاہے اعلان نہیں ہوا یہ چادر سر کی ہے ۔ یعنی سر کی چادر
کے سائے میں امت کو آرام آئے گا ۔ چادر اتاری اور کالوں سے ہی نہیں فرمایا ۔ یہ چادر بچھا دو ۔ بچھانے کے بعد

DATE: ____________

اپنے دستِ کرم سے حجرِ اسود اٹھا کے اس میں رکھا۔ بعد میں فرمایا جتنے قبائل ہیں۔ ان کا ایک ایک ممبر لے لو۔
ہر گروہ کا۔ ہر قوم کا۔ ہر قبیلے کا۔ ہر پارٹی کا ایک ایک معتمد علیہ ممبر ـــ ہوں بڑی مکے والو۔ میں کہتا
ہوں اہلِ ایمان سے کہتا۔ سرکار کی عظمت کا ڈنکا بج نہیں رہا ـــ ابھی اعلان تو نہیں ہوا تھا۔ اپنے بیگانے
چھوٹے بڑے اگلے پچھلے

۸ : ۵۵ — ۳۰ (PM) جمعرات

۲۰۱۴ — ۴ — ۳
۱۴۳۵ — ۶ — ۳

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ ـــــ البصیر ـــــ

۱۱- معراج النبی ﷺ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیبی یا سیدی یا رسول اللہ ﷺ۔

صاحبِ خانہ - اور مالک بلائے ہوئے مہمانوں کیلئے ان کی خدمت گزاری ان کے کھانے کے لئے جیسے انتظام کرتا
ہے۔ اسے اسی قدر بجٹ دیتا ہے۔ کہ وہ سارے مہمانوں کو کھانا کھلانے پر جو اخراجات ہوں وہ پورا ہو سکے۔ کیونکہ
یہ معقولیت ہے۔ کہ جب کسی کو کسی امر پر ڈیوٹی لگائی جائے۔ اس ڈیوٹی کی ادائیگی کے لیے کہ اس کے پاس مطلوبہ
سامان صلاحیت ہونی چاہیئے ـــ اور آپ پورے قرآن کریم کی زیارت اور تلاوت کے بعد اس حقیقت سے شناسا ہو
جاتا ہے ـــ کہ رب کریم نے حضور ﷺ کو مبشِّر اور مبشَّر دونوں ساہین کے طور پر بھیجا ہے۔ مبشَّر کا
معنیٰ ہے۔ جس کی بشارت دی جائے۔ آپ مبشَّر ہیں۔ کیونکہ آپ کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے
بلکہ ہر رسول علیہ السلام نے دی ہے ـــ یا نبی ـــ لہٰذا آپ مبشَّر ہیں۔ اور مبشِّر بھی ہیں۔ لیکن آپ
کی شانِ مبشَّر جو ہے اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آپ منتخب ہیں۔ منفرد ہیں۔ ممتاز ہیں۔
متمیز ہیں۔ کہ جناب سرکار عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ حضور ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ مشہور
واقعہ ہے۔ مبشرًا برسولٍ ـــ احمد: یعنی نبی پاک نے کسی آنے والے رسول کی بشارت نہیں دی ہے
کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ـــ تو بشارت کس کی دیں گے ـــ اور جب اپنے اساتذہ
اور اپنے مرشد شیخ کی عظمت سے میرا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ایسے نکات ارشاد فرمائے ہیں
جن سے ہم توشہ ہوئے۔ الحمد للہ ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔ اس قدر پکا ہوتا ہے جس قدر رب کریم چاہتا ہے۔ حضرت
استاذ العلماء۔ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی ـــ جو فیض ملت اپنے دور کی حسن اللہ ہیں
فی الحقیقت ـــ حکیم الامت ہیں۔ اور قرآن کریم کی تفسیر اور وضاحت کا جو حق ہے کوئی نہیں کر سکتا کوئی ادا کر
کیونکہ کلام الٰہی ہے۔ اس کا حق کون ادا کر سکتا ہے۔ بہر حال عالم خلق میں آپ نے اپنے دور میں حق ادا

گیا ہے۔ آپ اس پر وضاحت فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو رب کریم نے مُصَدِّق فرمایا مُبشِّر
نہیں فرمایا ___ انشاءاللہ میں عرض کروں گا۔ کہ حضور مبشّر بھی ہیں۔ لیکن قرآن شریف میں
اللہ کریم نے جو آپ کو مبشر فرمایا ہے۔ اس کا انداز اور ہے۔ آپ اس طرح مبشر نہیں ہیں۔ جس طرح
کہ عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ جب اللہ کریم نے انبیاء علیہم السلام سے یہ میثاق لیا۔ تو
پھر یہ فرمایا کہ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم ___ کہ تمام انبیاء رسل کرام علیہم السلام۔ جب تم دنیا میں میرے
حکم کے مطابق پہنچ جاؤ۔ تمہاری نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری ہو۔ تمہارا کلمہ شریف پڑھا جارہا ہو۔ تمہاری
شریعت نافذ ہو اور ثم جاءکم رسول آنے میں میرا شان والا رسول اگر تشریف لے آئے۔ اور وہ کس شان سے
آئیں گے۔ مُصَدِّق۔ وہ تصدیق فرمانے والے ہوں گے۔ لما معکم۔ تمہارے پاس نبوت رسالت شریعت
حقائق۔ خزائن۔ انعامات خداوندی۔ خداداد کمالات حسن۔ تمہارے پاس جتنی بھی ہوں گی۔ میرا رسول علیہ السلام
تشریف لاکر اس پر مہر تصدیق لگادیں گے۔ تو جو تصدیق کردے گا یہ محسن نہیں ہوتا۔ جس نے آپ کی دولت
اٹیسٹ کی۔ آپ اس سے راضی ہوتے ہیں۔ کہ آپ نے میری مدد کی ہے۔ لہذا اللہ فرماتا ہے رسول مصدق آئے
میرے رسل۔ میں جو رسول بھیج دوں جو تم سب کی تصدیق کرے۔ پتہ چلا۔ اور تو اور رہ گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام
تو نبیوں کے بھی مددگار رہے ہیں۔ وہ صرف محسنِ امت نہیں ہیں۔ محسنِ عالم نبوت و رسالت بھی ہیں۔
کیونکہ آپ مصدق ہیں۔ اور یہ صرف اس موجودات میں نہیں کہ قیامت میں بھی حضور کی تصدیق ہی کام
چلے گا ___ تو گویا کاروبار نبوت پر مہر ہی حضور کی ہے۔ باقی جتنے بھی رسل کرام ہیں وہ سب حضور
کے دروازے کے دریوزہ گر ہیں۔ ثم جاءکم ___ معکم۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں تک علیہ السلام کی تصدیق کی
وضاحت فرمادی۔ اور تصدیق کرنا اس بات کو لازم ہے۔ کہ جس کی تصدیق کررہا ہے۔ اس کو وہ پہلے جانتا
ہے ___ نہیں جانتا تو تصدیق کیسی ___ آپ مثال کے طور پر کلاس ون کے آفیسر ہیں۔ ایک طالب علم آپ
کے پاس درخواست لاتا ہے۔ کہ جناب اس کو اٹیسٹ کردیں۔ آپ تصدیق کردیں۔ آپ کردیں گے آنکھیں بند
کرکے۔ آپ کہیں گے اس میں لکھا کیا ہے ___ معلوم ہوا کہ جس کی تصدیق کی جائے۔ اس کے متعلق تصدیق
کرنے والے کو پہلے علم ہوگا تو تصدیق کرے گا۔ ایسا بھی نہ ہوا۔ کہ پھر نگاہ ہی نہ پڑی۔ پھر تو لگ گئی اٹیسٹ
ہوگئی۔ اچھا پڑھ تو لوں کہ تصدیق کیسے۔ کیا ایسا ہوتا ہے ___ اللہ فرماتا ہے آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام
تک جو آئے سب سارے نبیوں کی تصدیق فرمانے والا ہے ___ تو کیا یہ بات ثابت نہیں ہوگی۔ کہ پوری کائنات
کے تمام علوم ہیں۔ وہ ہر ایک کے معاملات کے شاہد ہیں ___ جبھی تو تصدیق ہوگی ورنہ تصدیق کا تو سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا ___ جلوہ رب کو تو ان کے علم پر اعتبار ہے ___ کسی بے وقوف کو نہ ہو تو نہ ہو ___ ہم کو تو ہوا کرے
ہیں الحمدللہ ___ کیونکہ ہمارے رب کو جس حقیقت کا علم ہے اس کو جہلا کے تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ کریم فرماتا

ہے اسی لئے تو محبوب کو مصدق فرمایا ہے۔ بلکہ سرکار مصدق ہیں۔ مبشر بھی ہیں۔ جیسے مفتی
صاحب کا وہ نکتہ تفسیر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ نبی پاک علیہ السلام بھی مبشر ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام
بھی مبشر ہیں۔ لیکن امتیاز سے فرق ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بتا رہے ہیں کہ میں آسمانوں پہ چلا
جاؤں گا۔ میرے بعد رسول کریم تشریف لائیں گے۔ آنے والے رسول علیہ السلام کی بشارت دے رہے ہیں۔
مبشرا ــــــــ احمد = فرمایا میں بشارت دینے والا ہوں۔ اور بشارت اس کی ہوتی ہے، جو کام ہونے والا
ہے۔ یا ہو گیا ہے۔ جس کو بشارت مل رہی ہے۔ اسے علم نہیں ہے۔ بچہ جماعت میں پاس ہو گیا ہے۔ اسے
ابھی تک نتیجہ نہیں پہنچا۔ لیکن اوپر سے آپ کو پہنچ چکا ہے۔ تو آپ اس سے کہتے ہیں کہ تمہیں بشارت ہو۔ تم
کامیاب ہو۔ مدینے عالیہ کی حاضری کا منظور ہو چکی ہے۔ محکمے کی طرف سے ثبوت کے طور پر چٹھی نہیں
آئی۔ ابھی تک والوں نے اطلاع نہیں دی۔ اسے پتہ نہیں۔ لیکن جو اس دفتر میں کام کرتا ہے
اس کے سامنے درخواست نکلی ہے۔ وہ بتاتا ہے۔ کہ وہ مٹھائی کھلاؤ کہ تمہاری درخواست منظور ہے۔ اگرچہ
روٹین کے مطابق اطلاع نہیں آئی لیکن اس کو بشارت دے دی۔ ــــــــ اسی لیے فرمایا مبشرا۔ عیسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا میں تمہیں بشارت دینے والا ہوں۔ رسول پاک کی جو میرے بعد آئیں گے۔ اب یہی کہ حضور بھی مبشر ہیں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا۔ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا۔ مگر بشارت دینے والا
بنا کر۔ اور منکروں کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ــــــــ تو آپ بھی مبشر ہیں۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ یہاں مفتی صاحب نے ایک نفیس بات کہی ہے۔ وہ یہ کہ حضور اس
معنی میں مبشر نہیں ہیں۔ جو عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ کیوں وہ مبشر ہیں۔ کہ جو رسول پاک ابھی نہیں
آئے۔ وہ آ رہے ہیں۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ابھی گیپ ہے۔ ابھی ضرورت ہے کائنات کو کہ کوئی
راہنما آئے جو رشد و ہدایت کے سارے تقاضوں کو پورا کر جائے۔ اسی لئے وہ مبشرا۔ لیکن نبی پاک علیہ السلام کے
تشریف لانے کے بعد کسی اور کی انتظار ہی نہیں۔ تو صرف جناب عیسیٰ علیہ السلام آنے والے کی بشارت دے
رہے ہیں۔ لیکن میرے آقا علیہ السلام اس حوالے سے مبشر نہیں ہیں۔ اس حوالے سے آپ مصدق ہیں۔
یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سارے برحق ہیں۔ سرکار نے تصدیق فرما دی ہے۔ آدم
علیہ السلام کو میرے آقا کتنے پیارے ہیں۔ جن کی مقدس نبوت کے کیس پر مقدس مہر ختم المرسلین نے تصدیق کر دی ہے
جناب ابراہیم علیہ السلام کو میرے آقا کس قدر پیارے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شب معراج سرکار تشریف فرما ہوئے۔
تو نبی کھڑے ہو کر سلام کرتے ہیں۔ کیونکہ حضور محسن ہیں۔ حضور ان پہ کرم فرمانے والے ان کے حبیب ہیں۔
ان کے مصدق ہیں۔ ان کے محافظ ہیں۔ ان کو تحفظ بخشنے والے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام مبشر ہیں۔ کیونکہ
خاتم النبیین نہیں تھے۔ اور میرے آقا علیہ السلام مصدق ہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی پیدا ہو گا نہ

واولئک ھم المھتدون - حضور بشارت دیتے ہیں - اللہ تعالیٰ کے انعامات کی - اولئک علیہم صلوٰت من ربھم ورحمۃ -
یہ انعام ہیں - یہ غائب کی خبر ہے - انعام کا اعلان ان سے کروا رہا ہے - اور چاہا تمہیں بشارتوں کا اعلان کرتا ہو۔ حضور سے
نہیں فرماتا - وہ خود اعلان کرتا ہے جیسا کہ اس آیت کے پہلے الفاظ - ولنبلونکم بشیء ـــــ وبشر الصابرین -
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں قسم اللہ کی کھا کر کہتا ہوں - ہم تمہیں آزمائیں گے - آزمائش کا اعلان خود - ولنبلونکم ہم تم کو
آزمائیں گے بشیء کسی شے سے آزمانے والوں میں ہم ہیں - میں کوئی ماہر ہوں تمہارا - کسی شے سے بھی آزما سکتا
ہوں - مثلاً کچھ تو ہیں جیسے - فرمایا من الخوف - کبھی دشمن کا خوف مسلط کرکے آزماؤں گا - والجوع - کبھی بھوک سے
ونقص من الاموال - کبھی نقصان کے ساتھ آزماؤں گا کسی کا نقصان - مال کا - جان کا - بیٹوں کا - کسی شے
سے بھی آزما سکتا ہوں - محبوب کو تکلیف نہیں دیا - محبوب آپ اعلان کریں - کیونکہ صدمے کی بات
ہے کہ محبوب آپ صدمے کا اعلان نہ فرمائیں یہ میں کرتا ہوں - اور جب اللہ کے بندے اس کی توفیق سے صبر کرکے
برداشت کریں - تو اسے فرماتا ہے - وبشر اے محبوب خوشخبری کا نام آگیا ہے - یہ آپ سنا دیں -
یہ اہل سنت کی چوٹی کا ہو گا یا تو نہیں بتا - یہ رب ذوالجلال کا قرآن کریم ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -
وبشر الصابرین ـــــ مصیبۃ ہ کوئی مصیبت آجائے - تو صبر کرنے والوں کے لیے حضور کی زبان میں
فرمایا - اولئک علیہم صلوٰت - یہ سچے ہ - ان پر بے شمار رحمتیں - نوازشات انعامات - پتہ چلا حضور
انعامات الٰہیہ کا مبشر ہیں - کسی آنے والے رسول کے مبشر نہیں ہیں ـــ (B) ـــ
یہ قطعہ زمین میں مرتا [illegible] ختم النبوت کا حقیقی قانون ہے - اور سنیے - ایک اور مقام پر
اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے کہ وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا - اے محبوب ایمان والوں کو خوشخبری
سنا دو - جو آپ نے خوشخبری سنائی جسے سنائے - آنے والے کی آمد پر خوش ہوگا یا ناراض - کیونکہ آنے
والے نے اسے اگر خوشخبری سنائی ہے - تو کہتا ہے تیرا آنا مبارک ہو - خوش آمدید - تیرے آنے میں میرے
غم غلط ہوگئے - اللہ تعالیٰ خوشخبری دینے والا - جو خوشخبری دے - اس کی آمد پر خوش ہوتا ہے - اللہ فرماتا
ہے وبشر المومنین ـــ یہاں بشر الخلق نہیں - وبشر الناس نہیں - وبشر العباد نہیں - وبشر بنی
آدم نہیں - بشر المومنین ـــ اے محبوب ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو - تو پتہ چلا کہ آنے والا
جسے خوشخبری سنائے - وہ سن کر آنے والے کی خوشی مناتا ہے - اسی لیے محمد مصطفیٰ کا جشن میلاد ہم مناتے
ہیں - ـــ اسی لیے مناتے ہیں - کیونکہ سرکار نے خود بشارتوں کا ہمیں دیا ہے
اور ایک مسئلہ بھی واضح ہوگیا - میلاد کی خوشیوں سے ہمارا مسلمان ہونا ثابت ہوگیا - کیونکہ اللہ
فرماتا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - کافروں کو نہیں - بے ایمانوں کو نہیں خوشخبری سنانی - نہ ابوجہل کو نہ ابولہب کو
کسی بے ایمان کو خوشخبری نہیں سنانا - ابوبکر صدیق کو - وبشر المومنین - اے محبوب ایمان والوں کو خوشخبری

اس کی برائی کی گواہی نہ دینا ۔ وہ یہ بھی فرماتے کہ ہم جھوٹ موٹ نیکیاں بیان کریں ۔ ہنس اگر کوئی برائی تمہیں
یاد ہے ۔ تو زبان بند کر لو ۔ لیکن اگر کوئی نیکی دیکھی سنی ہو تو ضرور بیان کرو ۔ کیا اس میں یہ اشارہ
نہیں ہے کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے بھائیوں بہنوں دوستوں بزرگوں کی نیکیاں ہی دیکھیں ۔ برائیوں پہ ہماری
نظر ہی نہ ہو ۔ کیونکہ جس واقعے کی گواہی نہیں دے سکتے ۔ اس کو زبان سے تعبیر کرنے کی ضرورت ہی
نہیں ہے

پچھلے دنوں ہمارے ایک بڑے پرانے مہربان فوت ہو گئے ۔ میاں محمد یوسف کے والد صاحب ۔ حدیث میں احباب
میں باتیں ہو جاتی ہیں ۔ لیکن مجھے تو ان کی ایک نیکی یاد ہے ۔ ایک مسئلہ بیان کیا ہے لیکن یقین جانیں مجھے
کتاب ڈھونڈنے سے نہیں ملا ۔ وہ اللہ کا بندہ کوئی درس نہیں پڑھا ہوا تھا ۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ اللہ کے ولیوں کے پاس
بیٹھنے والا ضرور تھا ۔ آپ اپنے بزرگوں کی نیکیاں بیان کیا کریں ۔ محفل میں بیٹھ کر ۔ میرے ابا جی نے یہ اچھی بات کہی ۔
جب میرے بابا جی نیکی بیان کی ۔ یہ ساری گواہی مقبول ہو جائے ۔ اور قبر والوں کا بیڑا پار ہو جائے گا
کسی العطایا [illegible] کی محفل تھی ۔ بیٹھے بیٹھے مسئلہ چل نکلا ۔ والدین کی فضیلت کا ۔ کہ والدین جو ہیں وہ اللہ
تعالیٰ کی نعمت ہیں ۔ ہم نے تو جو اللہ تعالیٰ نے [illegible] والدین کی [illegible] میں بیان کیا ۔ اور مرحوم اپنی زبان میں
بڑی کمال بات کرتے تھے ۔ مجھے کہنے لگے پیر جی ۔ آپاں تاں اک گل جاننے آں ۔ کتاباں نہیں پڑھیاں اک گل
دا سانوں پتہ اے ۔ آ ہنڑ اس حال ہو اپنی ذات [illegible] اہو اولاد [illegible] ولی ہو [illegible] ۔ معلوم ہوا ۔
اولاد کو یہی والدین کی برائیوں پر تشہیر نہیں کرنی چاہیے ۔ بلکہ اپنے والدین کی اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے ادب کرنا
چاہیئے ۔ میں تو اس کو دعا ہی دیتا ہوں کہ بڑی پتے کی بات کی ہے ۔ حضور فرماتے ہیں حکمت کی بات مسلمان
کی گم شدہ شے ہے ۔ جہاں سے مل جائے لے لو ۔

مختصر ۔ [illegible] میں [illegible] دیکھنے کی عادت ڈالیں ۔ دعا کیا کریں کہ کچھ نہ تھے ۔ یہ [illegible] جاننے
والے تھے ۔ جب کبھی کسی [illegible] اس کے مرنے کے بعد تعریف کرو ۔ تو یوں کہو کہ داتا جانے والا تھا ۔ [illegible]
رضی اللہ [illegible] کا نام لینے والا تھا ۔ اچھی گواہی سے اس کا بیڑا پار ہو جائے گا ۔
میری درخواست ہے کہ ہم مرنے کے بعد بھی نیکیاں بیان کریں ۔ مرنے والوں کے بارے میں ۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فضل کبیر ۔ کہ محبوب آپ ہی فضل کبیر ہیں ۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا طرف حضور کے
اللہ کی بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ فضل کبیر اپنے حبیب کو دیا ہے یا منگتوں کو بھی کچھ ملتا ہے ۔ مسلمانو رب
نے کھول کر بیان کر دیا ۔ اللہ تعالیٰ [illegible] وبشر المؤمنین ۔ اے محبوب ایمان والوں کو بشارت دے دیں کس بات کی
بان لہم من اللہ فضلاً کبیرا ۔ کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے فضل کبیر ہے ۔ حضور نے فرمایا ۔ [illegible]
اس کا فضل [illegible] میرے [illegible] ہے ۔ ہر [illegible] ہو رہا ہے ؟

DATE:

(۱) اُن کو تملیک ملکیت الملک ہے ۔ کہ میں نے نبی پاک علیہ السلام کو ۔ اللہ تعالیٰ جو سب جہانوں کی ذات کا
مالک ہے ۔ اس کے مالک بنانے سے یہ کہہ دیا ہے کہ بادشاہت کی پاسداری ہے ۔
(۲) مالکِ عالم کہتا ہے مجھ کو کیا
اللہ تعالیٰ کہتا ہے قل ھو الذی انشاکم وجعل لکم السمع ـــ تشکرون ـــ شان اپنی ہے جو سب سے نرالی
ہے قل ۔ آپ بیان کریں ۔ اپنی نہ لوں گا ۔ خود بیان کرتا ہے ۔ آزمائش کرے گا ۔ خود بیان کرتا ہے ۔ بعد
جب اپنی شان کی باری آتی ہے ۔ اے محبوب قل ـــ قل ھو اللہ احد ۔ قل ھو الذی انشاکم ـــ
وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ۔ اس نے تمہارے لئے کان بھی بنا دئے ۔ اور آنکھیں بھی ۔ دل بھی بنا دئے ـــ
لیکن فرماتا ہے قلیلاً ما تشکرون ـــ تم شکر بہت تھوڑا کرتے ہو ۔ نعمتیں میں نے بڑی دی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ
نے محبوب سے فرمایا ہوتا ہے ۔ جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ۔ کان آنکھیں ۔ حضرت قتادہ رض ۔ حضرت علی کی
آنکھ مبارک نکل گئی ۔ دشمن کا تیر لگا ۔ آنکھیں دینے والا اللہ ہے ـــ سرکار کی بارگاہ میں ۔ لیکن سرکار نے یوں
نہیں فرمایا ۔ کہ آنکھیں دینے والا اللہ ہے کہ جا کے اس کی دعا کر ۔ کیونکہ جب کوئی نماز کے مصلے پر کھڑا ہو کر
پھر اس کی نماز درست نہیں ہو سکتی ۔ نبی نے ڈھیلا پکڑا ۔ منہ مبارک سے لعاب شریف لگا کر آنکھ کے حلقے میں
رکھ کر وہاں فٹ کر دیا ۔ قرآن کہتا ہے ھو الذی کا ـــ کس نے آنکھیں دی ہیں کہ اس قوت والا خود دیکھ سکتا
ہے شرط نہیں ـــ

[signature]

۲۰۱۴ — ۴ — ۵
۱۴۳۵ — ۶ — ۵

۵ . ۰ — ۴۸ — ۸
(PM)
بروز ہفتہ

نوٹ یہ بیان نامعلوم تاریخ کو مولانا صاحب ... بوریوالا ضلع وہاڑی پنجاب پاکستان ۔

DATE:

تین انمازنا بسر ملکم - غلہ منڈی بورے والا — (۲۵ — ۱ — ۲۰۰۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - سلسلہ گفتگو اس نقطے پر ہے - کہ خدا کرے قرآنِ کریم کا اثر ہر مومن کے دل پر
ہو جائے - تو پھر اسے وہ بامقصد زندگی نصیب ہوتی ہے - جیسے رب کریم نے فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ فرمایا
ہے کہ ہم اسے خود پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں - اصل جو زنگ ہے وہ دل کا ہے کہ
جب دل پہ زنگ دیکھ ہے - تو پھر جس جابت کا یہ بادشاہ ہے اس سارا ریاست پھی - حضور نبی اکرم
ارشاد فرمایا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے - اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست
ہو جاتا ہے اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ والوں کی تلوار ہوتی ہے - دنیا دار کی تلوار ہوتی ہے،
دنیا دار ایسے بھی ہوتے ہیں - جن کی تلوار زنگ جائے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے - اور کہتے ہیں کہ ایسے تلوار
زنگ گئی - تو اگر دنیا دار کی تلوار لگ جاتی ہے - تو نقصان دیتی ہے، لیکن اگر اللہ والوں کی تلوار کسی کو لگ جائے -
تو برا ہے تو اچھا ہو جاتا ہے - اگر وہ غافل ہے، تو شاغل بن جاتا ہے - اگر وہ بے گانہ ہے، تو یگانہ
بن جاتا ہے - اگر وہ برا ہے تو اچھا بن جاتا ہے، تلوار میں فرق ہے - اس لئے کہ دل دل میں فرق ہے
جس کے دل پر غفلت کا اثر ہے - اس کی نگاہ غیر کی نگاہ ہے - اور جس کا دل پر یاد مولا کا رنگ ہے اس کی
نگاہ میں برکت ہی برکت ہے - رحمت ہی رحمت ہے - اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک الحمد للہ رب العالمین -
کہ دل پر جو اثر ہوتا ہے، جیسا ہوگا - انسان کا سراپا ویسے ہی ہوگا - اور قرآن شریف جو ہے یہ اللہ کریم
نے تحدیث نعمت کے لئے، نبی پاک کے قلب پاک پر نازل ہوا - اور جس رب کریم نے ایسے دل عطا فرمائے - وہ دل
جب سنور گئے - تو جس سینے میں وہ دل دھڑکتے ہیں - وہ سینے بھی سنور گئے - اور وہ سینے جس جسم میں قدرت رکھتے
ہیں - وہ جسم بھی سنور گئے - اور ان کو رب تعالیٰ نے الوہی اور مقصود زندگی عطا فرماتا ہے - اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا - واذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا — ایمان والوں خوش قسمتوں نسبت والوں
کے لئے ارشاد فرمایا - کہ یہ وہ لوگ ہیں - کہ جب ان پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیات کی تلاوت ہوتی ہے - تو ان
کا ایمان اللہ زیادہ پکا ہو جاتا ہے - زادتہم ایمانا — اسی لئے حکم ہے - کہ قرآن شریف کو توجہ سے
سنو - ترجمہ کا مطلب نہ سہی، کان سے سنو - کیونکہ کان سے تو انسان سنتا ہی ہے - کوئی بھی
بات کرے - لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فاستمعوا لہ کہ سنو - اور توجہ سے سنا جب ہی متحقق
ہوگا - جب کان آواز کو سنے - اور دل اثر قبول کرے - قرآن کریم کے الفاظ کان میں آئیں - اور دل اثر قبول
کرے - تو معلوم یہ ہوتا ہے - کہ قرآن شریف کی برکت ہے - جن پر براہ راست جلوے پڑتے ہیں - اور
ان جلوؤں کی برکت ہوتی ہے - جب دل پکا ہوا تو ایمان پکا ہو گیا - کیونکہ مرکز ایمان جو ہے وہ دل ہے -
اولئک کتب فی قلوبہم الایمان — یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں رب کریم نے ایمان لکھ دیا ہے - لکھا ویا ہے

DATE:

کہ جن کی زبانوں تک ایمان رہ گیا۔ اللہ کریم نے ان کو مسلمان ہونے کی سند عطا فرما دی۔ مولا کریم کلمہ تو پڑھتے ہیں۔ ایمان کی سند بھی ان کو دی۔ یقولون بالسنتھم۔ یہ اپنی زبانوں سے کچھ کہتے ہیں۔ ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ پتہ چلا۔ معلوم ہوا کہ کوئی خود بھی قرآن شریف پڑھے۔ کلمہ شریف پڑھے۔ لیکن دل پر اثر نہیں ہوتا۔ تو صرف خالی بات رہ جاتی ہے۔ اور اگر کوئی اور قرآن شریف پڑھے۔ اور اس کا دل قبول کرلے۔ تو بیڑا پار ہوگا ــــ جہاں اثر ہونا چاہیے تھا۔ وہاں ہو گیا جس کو سنبھالنا چاہیے تھا۔ وہ سنبھل گیا ــــ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے قرآن کریم کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ کیونکہ دل جو ہے یہ رسول پاک نبی محترم علیہ السلام۔ جو حضرات بانٹتا ہے وہ بیکار بھی تو برتنوں میں ہی کرتا ہے۔ مثلاً دودھ مٹھائی ہے وغیرہ وغیرہ ــــ جو تیار کرتے ہیں۔ وہ برتنوں میں جو لیتے ہیں۔ وہ بھی برتنوں میں۔ جیسا بھی برتن ہے۔ ہاتھ بھی برتن ہے ــــ

نبی پاک نے قرآن پاک اپنے قلب مبارک کے ظرف اقدس سے نکال کر اپنے غلاموں کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ اب اس دل کے برتن میں اثر کرے گا۔ تو بات ہوگی۔ ورنہ نہیں ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک دل پر اثر نہیں ہوتا۔ اس وقت تک قرآن شریف سے انسان کو فیض نہیں ملتا۔ لوگ غلط کر جاتے ہیں۔ لوگ پھسل جاتے ہیں۔ مثلاً ایک مسئلہ میں عرض کرتا ہوں۔ اس سے یہ دلیل ملے گی کہ قرآن پاک نے دل پر اثر نہیں کیا۔ حقیقت حال کا پتہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ــــ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو دنیائے اسلام میں گونج رہے ہیں۔ جن کے دلوں پر اثر ہوا۔ وہاں عشق محبوب علیہ السلام کی بہاریں ہیں۔ اور جہاں دل پر اثر نہیں ہوا۔ وہاں خزاں رسیدہ دل ہیں۔ وہ کل بھی جلے ہوئے ہیں آج بھی جلے ہوئے ہیں۔ کوئی نسخے نصیب نہیں ہوگی۔ اللہ نے فرمایا ہے قل انما انا ــــ یوحی الی ــــ اے محبوب آپ فرما دیں۔ کہ میں بظاہر دیکھنے میں۔ تمہاری طرح کا ہی انسان ہوں۔ یہ خدا نے کہنا ہے مجھے ضرورت ہے کہ میں آپ کو کہوں۔ کہ میں انسان ہی ہوں۔ آپ کہہ رہے ہیں۔ کہ انسان ہیں تو ہے۔ مجھے وضاحت کی کیا ضرورت ہے۔ اور آپ کو کیا ضرورت ہے کہ کہنے کی کہ نعوذ باللہ و نعکار خدا کی قسم ہم انسان ہیں۔

جب انسان انسان ہے۔ تو پھر اس کو انسان ہونے کا اعلان کرنے کی ضرورت کیا ہے مجھے تو نہیں آتا کہ آپ انسان ہیں۔ کیا آپ کو تو نظر نہیں آتا کہ میں انسان ہوں۔ جب ہم انسان ہیں۔ تو پھر اعلان کروانے کی ضرورت کیا ہے۔ اس میں راز ہے۔ جو حرف ترجمے سے سمجھ نہیں آتا۔ کسی سمجھانے والے کی برکت سے سمجھ آتا ہے۔ یہ ہے قرآن کا دل پر اثر۔ وہ یہ ہے۔ کہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ ــــ وقالت الیہود عزیر ابن اللہ ــــ یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے نصاریٰ

DATE:

کہتے تھے کہ عیسیٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ اللہ ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔
وہ کافر ہو گئے جو کہتے ہیں۔ کہ اللہ ان میں سے تیسرا ہے۔ دو اور ہیں تیسرا خدا ہے۔ یہ انہوں نے کیوں
کہا۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں وہ کام ہو رہے ہیں۔ جو خدا کے کام ہیں۔
ایسے ہی شک ہو گیا۔ یہ وہ کام کرتے ہیں جو انسان نہیں کر سکتے۔ خدا ہی کر سکتا ہے۔ جیسے پھونک
مار کر مٹی کی مورتی میں جان پڑ گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعویٰ کیا۔ انہوں نے کہا یہ تو اللہ ہے
بعد میں کہا۔ کہ وہ ہاتھ پھیرتا ہے، مادر زاد اندھوں کو بینائی مل جاتی ہے۔ آج تک اندھوں کو آپریشن
نے کیا۔ کسی نے علاج نہ کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ پھیر کر شفا دیتے ہیں یہی الٰہ ہے۔ چند معجزے
دیکھے اللہ کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکمت کی وجہ سے فرمایا۔ اے محبوب۔ وہ تو دو تین معجزے رکھتے تھے۔ یہ تو آپ
کہنے لگے اللہ ہے۔ تو تو سراپا معجزہ ہے۔ مجھے کہیں خدا ہی نہ کہہ دیں۔ یا ایہا الناس قد جاءکم برھان۔
اے لوگو تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے سراپا اعجاز آیا۔ ان کے ہونٹ میں معجزہ۔ ان کے ہاتھ
میں معجزہ۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں معجزہ۔ داؤد علیہ السلام کے لحن میں معجزہ۔ مگر محبوب علیہ السلام
وہ ہیں جن کے زلف عنبریں کے ایک بال کے سر سے لیکر۔ پاؤں کے انگوٹھے کے ناخن تک سراپا معجزہ ہیں
محبوب کی کون سی ادا معجزہ نہیں ہے۔ ان کی کون سی ادا ہے مگر معجزہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں فلاں
کہ اس کی صحت بہت اچھی ہے۔ خوب کھاتا ہے اچھا کھانے کو ملتا ہے۔ یہ فروٹ کھاتا ہے۔ لہٰذا اس کی
صحت اچھی ہے۔ ان کا کھانا ہی دیکھ لو۔ لوگ اچھی سے اچھی چیز کھاتے ہیں۔ چہرے بگڑے ہوئے جن کو
کو دل نہیں کرتا۔ یہ کبھی کبھی جو کی روٹی پر کرم کرتے تھے۔ جو دیکھتا ہے وہ دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔ یہ حسن
کہاں سے آ گیا ہے۔ یہ سراپا معجزہ ہیں۔ چاہے دوسروں میں عیب پیدا ہوتا ہے، یہ سراپا حسن بن کے
چمکتے ہیں۔ اور مولانا روم فرماتے ہیں

ایں خورد گردد پلیدی زیں جدا — او خورد گردد ہمہ نور خدا۔

یہ ہیں پیر بزرگ۔ جن کے قدموں میں بیٹھنے سے حضور کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ اگر کھانا عام
آدمی کھائے تو نجاست بنتا ہے۔ اگر حضور تناول فرمائیں تو اللہ تعالیٰ کا نور بنتا ہے۔
معدہ بڑا اہم ہے۔ معدہ سرکار مدینہ کا بھی ہے۔ پیٹ بڑا اہم ہوتا ہے۔ جو کچھ ہضم ہے۔ جو آنتیں اس کو
ہضم کر جاتا ہے۔ اور پیٹ میرے آقا علیہ السلام کا ہوتا ہے۔ کھانے پینے میں تو اچھی غذا استعمال کرے۔ اور
آتا۔ جو کی روٹی پر کرم فرمائیں۔ ہم جو کھائیں تو غلاظت بنے۔ اور میرا آقا جو کرم کرے۔
صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم بیٹھے تھے سرکار مسکرائے۔ حضور تشریف فرما ہیں۔ آپ نے اوپر دیکھا
یہ تو کوئی حدیث پیش آئی۔ کہ حضور بیٹھے ہوں۔ اور وضو ٹوٹ گیا ہو۔ یہ کوئی ایک حدیث دکھا دے۔

وضو میرا اور آپ کا ٹوٹتا ہے۔ محمد کا سراپا نور ہے یہاں وضو ٹوٹتا کہاں ہے۔ حضرت شیخ محقق
فرماتے ہیں سراپا پیکر ابھی ہے۔ سراپا اُن کا بنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ محبوب جلدی میں
اعلان کر دو۔ میں بھی فرماتا ہوں بڑا بے نیاز ہے۔ وہ کریم مطلق ہے۔ وہ قوی مطلق ہے۔ وہ قادر
مطلق ہے۔ میرے جیسا ایک بے مقدار ذرہ۔ ایک حقیر ذلیل ــــ ان کے سامنے جرأت کس کی
بے نیاز ان سے کہہ سکتا ہے تو کیوں نہیں کہتا۔ قل۔ میں کہوں تو شرک ہو جائے کہ من اللہ نور کو مانو
کہہ دے۔ نبی پاک علیہ السلام سے کہلوایا۔ انما انا بشر ــــ الی۔ میں تمہارے جیسا۔
پھول کے گلاب اور بوٹے کی مثال۔ کیا ایک جیسے ہیں ــــ محبوب بھی بشر ہیں کہ فرق نہیں کرتا۔
تو وہ بشر ہے کہ جس کے دل میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے۔ اور میں وہ بشر مقدس ہوں۔ جس پر خدا کا نور اترتا
ہے۔ یوحیٰ الیّ ــــ علماء نے فرمایا۔ یہ اس لیے کہلوایا ــــ تاکہ عرب کے لوگ حضور کو
کہیں خدا نہ کہہ دیں۔ کیونکہ وہ تو دو ایک معجزے دیکھ کر الٹ گئے۔ اور یہاں تو ہر بات معجزہ،
ہر حرکت معجزہ ہے۔ ہر قول ــ ادا۔ لمحہ۔ بال بال ــــ ان کے جسد اطہر کا جزو جزو
معجزہ ــــ شیخ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ سورۃ مرسلات کے بارے میں فرمایا۔ یہ
سورۃ نبی پاک علیہ السلام پر اس غار میں اتری۔ جو منیٰ کی مسجد خیف کے قریب ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے جبرائیل امین سے فرمایا۔ میرا محبوب معاشرہ سے الگ تھلگ غار میں بیٹھ کر میرا یاد کر رہا ہے۔
تو میری طرف سے قرآن مجید کا تحفہ لے جا۔ تاکہ محبوب کا دل بھی اشادہ ہو جائے ــــ محبوب تو مجھے یاد کرتا
ہے۔ میں تجھے یاد کرتا ہوں ــــ کہتا ہے آپ نے مجھے یاد فرمایا۔ بہت شکریہ۔ اس ذات کا
کتنا مقام ہے۔ جن کو خدا جانتا ہے۔ والمرسلات ــــ ذرا۔ میرے ساتھ سوچئے
کر غار میں آئے۔ اب پوچھو جبرائیل امین سے کہاں سدرہ کے انوار کہاں منیٰ کی غار۔ کیوں یہاں
وہ پہنچا ہے جس کے قدموں کی دھول کے انوار سدرہ سے بلند جاتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بڑے
ناز سے کہا ــــ ؟

محبوب رب عرش ہیں۔ اس سبز قبہ میں   پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے۔

اس غار کا نام ہی پڑ گیا۔ غار مرسلات۔

(B) امام اسماعیل حقی فرماتے ہیں جب میں اس غار میں پہنچا۔ اور دل میں خیال آیا۔ کہ اسماعیل یہی تو
وہ غار ہے۔ جہاں حضور جلوہ گر ہوئے۔ عزیزو! جب بھی ماہ مبارک آئے تو پھول کی شان
خیال کرتا ہوں۔ لیکن جب محبوب غار میں تو رب نے قرآن نازل کیا ــــ نبی پاک تشریف فرما ہیں
رب نے فرمایا جبرائیل جاؤ۔ مرسلات لے جاؤ۔ سر مبارک پتھر کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ در دیں

محسوس ہوتا ہے۔ لیکن اس بستر میں بھی حضور کے سر مبارک کا نشان تھا۔ اور جبین احمد میں بھی
حضور کی پیشانی کا اثر تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آمنہ کے حبیب آپ کا سراپا اعجاز ہیں۔ کہیں ایسا
نہ ہو کہ غلام پھسل جائیں۔ جلدی میں فرما دیں۔ انما انا بشر مثلکم ـــ مجھ پر اللہ کا نور اترتا ہے
میری طرف وحی آتی ہے ـــ انما الٰھکم الٰہ واحد : ترجمہ اعلیٰ حضرت کا پڑھو۔ اور تفسیر
احمد یار خان گجراتی کی پڑھو۔ کون سی وحی اترتی ہے ـــ ان بندوں کو سکھا دیں۔ کہ مجھ پر وحی نازل
ہوتی ہے۔ عرب والو۔ عجم والو۔ مشرق والو۔ مغرب والو۔ شمال والو جنوب والو۔ انما الٰھکم ـــ
تمہارا معبود صرف ایک ہی ہے۔ یہاں مسئلہ کیوں نہ بیان ہوا۔ نماز وحی کے ساتھ نہ اتری کہ یہ نماز
کا آڈر ہوتا۔ مجھ پر وحی آتی ہے کہ حج کرو۔ زکوٰۃ دو۔ روزے رکھو۔ نیک بن جاؤ۔ مجھ پر
وحی کی ہے کہ معبود دو نہیں ایک ہی ہے۔ یہ بشر مثلکم کی تفسیر ہے۔ یعنی میں بشر ہوں۔
اللہ ایک ہے۔ وحدہ لا شریک ہے۔ یعنی میں بشر تمہارے جیسا ہوں کس بات میں۔ کہ نہ تم خدا
ہو۔ نہ میں خدا ہوں۔ معبود نہ ہونے میں تمہارے جیسا ہوں۔ خالق نہ ہونے میں تمہارے جیسا ہوں۔
انما الٰھکم ـــ واحد۔ محبوب یہ تو خدا ہے نہ یہ خدا ہیں۔ ہر بات میں تو ان جیسا
نہیں ہے۔ ہر امر میں تو ان جیسا نہیں ہے۔ میری طرف آتی ہے ـــ میں بشر ہوں جیسے ہوا۔
بالکل نہیں گے۔ یا تو یہ کہو کہ مجھ پر وحی آتی ہے۔ یا پھر یہ نہ کہو ان پر وحی نہیں آتی تھی۔ جو کہے گا ہم
دونوں طرح بے ایمان۔ نہ بچ جائے کسی پیر کے پاؤں پکڑ لے۔ فرماتے ہیں یہ بشر ہوں۔ یہ مشابہت
ظاہرہ جو ہے۔ یہ عدم الوہیت میں ہے۔ کائنات کے سلطان ـــ میں تمہارے جیسا بشر ہوں نہ تم
الٰہ ہو نہ میں الٰہ ہوں ـــ معبود الٰہ نہ ہونے میں تمہارا مثل ہوں۔ ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ
باقی حضور میری بشری طرح کس طرح ہیں۔ اعلیٰ حضرت تو پہلے ہی فرما گئے۔ مدینے والے کی نعت بن ہو گئی۔
گیارھویں والے کی پیدائش بن ہو گئی۔ ؟ ۔

الوہیت ہی احمد نے نہ پائی — نبی پاک کے پاس الوہیت نہیں ہے باقی سب (نقل)

کو تمام لینا۔ سب کے خزانے اسی کے پاس ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی یہ تجلیات اگر دل پر اثر کریں۔
تو پھر انسان کو سچائی سے تعلق اور شناسائی ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ رب کائنات نے نبی پاک
کے لیے کھلوا دیا ہے۔ سوالی کا کائنات کی گواہی ـــ

مانگیں گے مانگیں گے مانگے جائیں گے — منہ مانگی پائیں گے

نبی پاک نے دیا ہے۔ اور شہنشاہ ـــ رب نے بخشا ہے مجھے دینے والا ـــ جس کے پاس چاہا ہوا کھول
سکتا ہے ـــ اعتبار ہے تو جا کے دیکھ۔ صحابہ کرام۔ مانگتے۔ جب چاہتے۔

۱۳ - معراج شریف ۱۸ — ۱۰ — ۰۲

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بھی بیان فرمایا۔ اور اس سورۃ کے دوسرے مقام میں۔ آیت کریمہ میں۔ ذکر ہوا
اور ۲۷ پارے کی سورۃ النجم میں۔ میں بھی اللہ تعالیٰ - جدا جدا انداز ہے۔ یہ حقیقت واضح
ہو گئی - اللہ تعالیٰ نے آپ کی شان کے مطابق معراج شریف کو بیان فرمایا۔ مختلف انداز میں اور منفرد
انداز میں عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لنریہ من آیاتنا — وہ ذات پاک ہے جس نے
رات کے بعض حصے میں سیر کرائی اپنے بندہ خاص کو ۔ تاکہ ہم اسے یعنی عبد محبوب کو اپنی نشانیاں
دکھائیں - ان کا مشاہدہ کرائیں — بیان کی محتاج نہیں ہر مسلمان کے سامنے ہیں۔ اور نبی پاک علیہ
السلام کی محبوبیت کا یہ ایک منفرد اور ایک مخصوص انداز ہے۔ کہ رب تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کی طلب
پر جو کچھ عطا فرماتا ہے، وہ نبی رحمت ﷺ کو طلب کیے بغیر عطا فرماتا ہے۔ اس میں ایک دلیل کے طور پر
معراج شریف بھی ہے۔ کیونکہ یہ بات آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ رب
ارنی انظر الیک — اے مولا کریم - مجھے دکھا - تاکہ میں تیری زیارت کروں۔ تیرے حسن کے جلوے دیکھوں۔
چونکہ آپ کلام سن رہے تھے۔ متکلم کو نہیں دیکھ رہے تھے - کلام آپ کے کانوں میں آ رہی تھی۔ لیکن متکلم
کون ہے۔ یہ آپ کی نگاہ سے مخفی تھا۔ تو کلام کی کشش نے یہاں تک آپ کو کھینچ لیا۔ کہ درخواست کر دی
کہ - کلام کرنے والے اپنی زیارت بھی کرائیں - اور اللہ تعالیٰ نے ۔ اس مقام پر۔ جو جواب دیا ہے۔ وہ بتاتا ہے
کہ اللہ کریم کی زیارت ہو سکتی ہے۔ جس کو قدرت نے یہ منصب دیا۔ کیونکہ اگر یہ مطالبہ صحیح نہ ہوتا۔
تو اللہ تعالیٰ جناب موسیٰ علیہ السلام کو اس دعا سے روک دیتا۔ صرف یہ فرمایا کہ آپ نہیں دیکھ سکتے۔
اس نے ایک دروازہ کھولے رکھا - کہ آپ نہیں دیکھ سکتے۔ کوئی اور آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ ورنہ اگر مطلقاً نہیں
دیکھا جا سکتا - تو پھر یہ جواب ہوتا۔ اے موسیٰ علیہ السلام یہ مطالبہ نہ کریں۔ کیونکہ میں دیکھا ہی نہیں جا سکتا۔
میرے جمال جہاں آرا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا - یہ انداز نہیں ہے۔ تو جناب کلیم عرض کرتے ہیں۔ ارنی۔
لیکن اللہ تعالیٰ حضور کے لیے ارشاد فرماتا ہے لنریہ ۔ عرض کی یا اللہ مجھے دکھا۔ اور نبی پاک علیہ السلام کے لیے فرمایا
تاکہ ہم انہیں دکھائیں — وہاں طلب ہے۔ یہاں طلب کے بغیر رب کریم نے اپنے ارادے کا اظہار فرما دیا
کہ معراج ہوئی۔ کرائی ہی اس لیے ہے، تاکہ ہم اپنے محبوب ﷺ کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔ تو میں عرض کروں۔
نگاہ رحمت نبی علیہ السلام جس طرح کی ہے۔ آسمان کی زینت یا دیکھنے کی طلب پیدا کر سکے؟
— سے تو ان۔ ان میں تو کوئی اتنی جاذبیت نہیں کہ سرکار اس کی طرف دیکھیں۔ یہ میں اپنی دیکھو
لنریہ من آیاتنا - انہ ھو السمیع — البصیر — تاکہ ہم اسے اپنی آیات دکھائیں۔ اور جن
کا نشان ہوتی ہے۔ وہ نشانی میں نظر آتا ہے۔ یہ نشانی فلاں کی نشانی ہے — جس کی نشانی ہے وہ

DATE:

تو نظر آتا ہے۔ وہ دیکھا ہوگا تو نشانی کا پتہ چلے گا۔ لنریہ من آیاتنا۔ اور یقیناً حضور علیہ السلام کو شرح صدر رب
تعالیٰ نے ایسے فرمایا کہ جیسے کہ ان کے قلب اقدس کو کھولا گیا ہو، کو تیار کیا جا رہا ہے تاکہ حسن ذات کا مطالعہ کرے۔
چنانچہ۔ قرآن اس کو ایک مشہور آیت ہے۔ الم نشرح لک صدرک۔ اے محبوب کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کے
سینے کو کھولا نہیں۔ یعنی نفی پر استفہام انکاری داخل کر دیا۔ تو نفی ضرب نفی۔ یہ جمع ہوتی ہے، آپ
کا سینہ پاک کھولا۔ تو کھولنے کی ایک وضاحت تو عرض کر چکا ہوں۔ کہ سرکار کے سینے کو وسیع فرما دیا۔ تاکہ
نبوت کے جتنے بھی ذمہ داریاں ہیں جس قدر بھی۔ اور جتنی کائنات کے متعلق ذمہ داریاں ہیں سب کو آپ خندہ
مسکرا کے ادا کریں۔ آپ کو دل کی تنگی محسوس نہ ہو۔ کیونکہ بعض مرتبہ ڈیوٹی بڑھ جائے۔ تو آدمی دل تنگ
ہو جاتا ہے۔ اور مطالبے والے اپنے مطالبے کریں تو چڑچڑا ہو جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ یار دو۔ ایک کام تو ہو جائے
پھر دوسرا بھی کریں گے۔ کبھی ڈونٹ ڈسٹرب بھی کرتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ حضور کے دربار میں کسی کو
جھڑکی نہیں ملتی۔ اگر کسی سائل کو جھڑکا ہو تو بتا دیں۔ میں نے آج تک حدیث کی کتب میں نہیں پڑھا۔
کسی کو مانگنے والے کو ڈانٹا ہو۔ ____ کسی کو دھکے دیئے ہوں۔ اگرچہ سائلوں میں کائنات بھی ہو کہ
کائنات میں داخل ہے۔ اور سارے ہی حضور کے دروازہ کرم کے منگتے ہیں۔ اور رب کریم نے جگہ جگہ اشارہ
فرمائے۔ کہ جس نے کائنات کو ان کے دامن کرم سے باندھا ہے۔ وسعتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔ لسان القرآن
____ المستقیم۔ ہم شرح صدر کے بات میں۔ یہ خطاب رب کریم نے نبی پاک کے سوا کسی سے فرمایا ہی
نہیں۔ نہ کسی رسول۔ نہ رسل نہ فرشتے کو۔ اگر خطاب فرمایا ہے تو ناموں سے فرمایا ہے۔ مشہور آیات
ہیں۔ جس میں جگہ جگہ رب کریم کے خطابات آئے ہیں۔ اپنے رسولوں کے نام۔ اپنے نبیوں کے نام۔ اور ان کے
نام لے کر خطاب فرمائے۔ یا آدم اسکن ____ یا نوح اھبط بسلام۔ یا ابراہیم قد صدقت
یا زکریا انا نبشرک۔ یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ۔ یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ۔ یا عیسیٰ انی متوفیک
و رافعک الی۔ انبیاء کے ناموں سے خطاب ہیں۔ اس کا حق بنتا ہے رب رب ہے، وہ اپنے بندوں
کا نام لے۔ مرید کردن بہت سی چیزیں کی بات کی ____ اگر استاد کریں۔ شاگرد کو نام لے کر پکارے تو فخر
محسوس کرتا ہے۔ نام لے کر پکارا ہے استاد نے تو نفسی شفقت کی دلیل ہے۔ تو رب کریم کا حالانکہ یہ نام
رکھے ہیں۔ ان رسول کرام کے والدین نے۔ آدم علیہ السلام کا نام تو اللہ تعالیٰ نے رکھا۔ کیونکہ وہ والدین سے پاک
ہیں۔ اور جناب یحییٰ علیہ السلام کا نام بھی رب تعالیٰ نے رکھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ ہم
آپ کو صاحبزادے کی بشارت دیتے ہیں۔ اسمہ یحییٰ ____ باقی رسل کے جو نام ہیں۔ وہ والدین نے
رکھے ہیں۔ ____ اور اللہ تعالیٰ انہی ناموں سے پکارتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نام اللہ کریم کو پیارے لگے ہیں۔
اسی لیے ان ناموں سے پکار رہا ہے۔ جو رکھے ان کے والدین نے ہیں۔ لیکن اللہ نے بھی نام لے کر بلا دیا۔

DATE:

کہ تمہارا نام جو تمہارے والدین نے رکھے بالکل صحیح ہیں۔ یہیں سے ہم دلیل لیتے ہیں۔ کہ کسی رسول کسی نبی
علیہ السلام اُن کا باپ یا ان کی والدہ کافر نہیں ہیں۔ مشرک نہیں ہوں۔ کیونکہ گلاب کے پھول گندی
جگہ نہیں جاتے۔ اللہ تعالیٰ جہاں اپنے نبی پاک کو جلوہ گر کیا۔ وہ والدین ناپاک نہیں ہو سکتے۔
جو ہمارا شعور کہتا ہے۔ ہمارا وجدان کہتا ہے۔ دلائل اس کے علاوہ بھی ہیں۔ عزیزان گرامی یار رحمت
اگر بعض روایات میں کوئی ایسی بات آجائے۔ تو ہم روایت کو ٹھکرا دیں گے۔ نبوت کی عظمت کو سلام
کریں گے۔ ہمیں روایات سے مقام نبوت پیارا ہے۔ نبی علیہ السلام عظیم ہیں اور پاک ہیں۔ لیکن جب
آقا علیہ السلام کا رب کریم نے نام بھی خود رکھا ہے۔ لیکن پھر بھی اس نام سے خطاب نہیں فرماتا۔
یہاں فرمایا یٰسین۔ اے سید۔ اور سردار کے لیے کوئی رعایا ہوتی ہے تو سردار ہے۔ اگر
کوئی اس کے دامن سے وابستہ نہیں ہے۔ کسی قوم کا بڑا نہیں ہے۔ کوئی قوم اس کی محتاج نہیں ہے تو
سرداری کیسی۔ اور نبی پاک علیہ السلام نے رب قادر نے یا سید الخلق علی الاطلاق۔ اے میرے سارے
کائنات کے مطلق سردار۔ تیری سرداری میں کوئی شریک نہیں ہے۔ کوئی قسیم نہیں ہے۔ کوئی
حصہ لینے والا ہی نہیں۔ جو سعادت میں نے تیرے لیے رکھی ہے وہ تیرے لیے ہے ___
ہمارے عرف میں سید آل رسول کو کہتے ہیں۔ لیکن عربی لغت میں سید سردار کو کہتے ہیں۔ کیونکہ
آل رسول جو ہے وہ حضور کی آل اولاد ہیں نا۔ آقا تو ان سے بہت افضل ہیں۔ یعنی حضور سارے
سے افضل ہیں۔ ان کی وجہ سے نبی کو عزت نہیں ملی ہے۔ حضور کے صدقے آل رسول کو عزت ملی ہے۔
ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ معاذ اللہ کہ نبی رحمت کو علی سے عزت ملی ہے۔ یا امام حسن حسین سے عزت
ملی ہے۔ کریم علیہ السلام ان کی عظمت پر۔ علی ہو یا حسنین ہوں۔ سب حضور کے صدقے کے محتاج ہیں ـــ
نبی پاک کی نسبت سے ہی ان کو عظمت ملی ہے۔ سرکار کے صدقے ان کو عزتیں ملی ہوں۔ چاہے نبی ہوں
رسول ہوں۔ ولی ہوں۔ آل۔ اصحاب ہوں۔ جس کو جو ملا ہے ان کے صدقے ملا ہے۔ جب تک یہ لفظ
ملحوظ خاطر نہیں رہے گا۔ ایمان نہیں ملے گا۔ ایمان بھی ان کے صدقے ملتا ہے۔ عزیزان گرامی حضور ہیں
سارے کائنات کے سردار۔ یہی وجہ ہے کہ معراج کی رات سارے انبیاء علیہم السلام۔ راہیں روک
کر کھڑے ہیں۔ آخر مسجد اقصیٰ حضور کی گزرگاہ ہی ہے نا۔ حضور نے یہیں سے گزرنا ہے۔ تو رب
ذوالجلال نے انبیاء کو رسل کرام کو آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے رسل کرام کو اجازت
عطا فرمادی۔ اور وہ حضور کی راہ میں کھڑے ہیں۔ ہمارے سردار آرہے ہیں۔ اور سید کسے کہتے ہیں
امام نووی شارح مسلم۔ ملا علی قاری شارح شفا۔ اور سب اکابر فرماتے ہیں السید ھو
الذی یفوق قومہ۔ سید وہ ہوتا ہے۔ جو ساری قوم سے اونچا ہوتا ہے۔ قدر میں شان میں۔

اور سرکار تو قد میں بھی اونچے ہی ہیں۔ دیکھنے کو قد مبارک معتدل ہے۔ لیکن اگر کوئی لمبے سے لمبا انسان
بھی آ جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونچے ہی لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام نے یہ بتا دیا۔ کہ حضور کیسے
سانس لے کر پانی پیتے تھے۔ اور یہ بھی فرما دیا۔ کہ نبی پاک کس طرح بات کرتے تھے۔ یعنی ٹھہر ٹھہر کر اس طرح
بات کرتے کہ کوئی چاہتا تو لفظ گن سکتا تھا۔ یعنی جیسے موتی پروئے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی بیان کرتے
ہیں۔ کہ سید عالم کی دستار مبارک۔ یہ کس قدر لمبی ہے۔ اور حضور کے دستار کے شملے ہیں۔ یہ کہاں
لٹکتے۔ یہاں تک تو کہہ دیا۔ اور یہ بھی بتا دیا۔ کہ حضور چلتے تو معتدل قدموں کے ساتھ نہ لمبے نہ بالکل
چھوٹے۔ معتدل انداز میں چلتے۔ لیکن اللہ جانتا ہے۔ حضور معتدل طریقے سے چلتے۔ ہم بھاگ بھاگ کر تھک
جاتے لیکن ساتھ نہیں مل سکتے تھے۔ جب سرکار معتدل طریقے سے چلتے۔ مجھے کہنے دیں کیا حرج ہے۔
یار — جن کی چال کی حد نہیں ان کے حال کی حد کیا ہوگی۔
ان کی چال کی حد نہیں ہے۔ چلتے ہیں تو معتدل ہیں۔ لیکن کوئی تیز رفتار ساتھ نہیں ملتا۔ اور حضور کے
ایک صحابی ہیں جن کا نام ہے سلمہ ابن الاکوع۔ انہیں کہا کرتے تھے۔ یہ حضور کا پیادہ سپاہی ہے۔
اور پیادہ بھی ایسا کہ سلمہ۔ جب دوڑتے تھے تو حدیث شریف میں آتا ہے۔ گھوڑے پیچھے رہ
جاتے تھے۔ یہ آگے نکل جاتے تھے۔ یہ کہاں سے عزتیں ملی ہیں۔ سلمہ وہی تو ہے جو پہلے تھا۔ پہلے
اتنا نہیں تھا۔ یوں نہیں تھا۔ جیسے نہ تھا۔ چال نہ تھا۔ سرکار کی غلامی آ گئی۔ اللہ اکبر۔ ایک
دن اتفاق کی بات ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے صدقے کے اونٹ چر رہے تھے۔ مدینہ عالم کے گرد نواح
میں۔ کافروں کے ٹکڑے چور آئے انہوں نے لوٹ لیے کہ آپ کے چرواہے کو شہید کر دیا۔ اور اونٹ لے کے
چلے گئے۔ تو شور ہو گیا۔ مدینہ عالیہ میں۔ سلمہ بن الاکوع۔ آپ کو پتہ چلا اکیلے ہی بھاگ گئے فرماتے
ہیں میں نے راستے میں ہی جا پکڑا۔ حالانکہ وہ گھوڑوں پر آئے تھے۔ میں نے جو حملہ کیا۔ ان پہ وار کیا۔ ان
کو ڈھیر کر دیا۔ جو سامان تھا میں نے اس سے چھین لیا۔ اور ایک طرف رکھ دیا۔ کہ پیچھے سے مجاہدین آئیں
اور اٹھا لیں۔ پھر میں پیچھے والے کو جا لیا اس نے جان بچانے کے لیے سامان سارا نیچے پھینک دیا
وہ سامان بھی لے لیا۔ جب وہ جان چھڑا کے بھاگے میں پیچھے۔ فرماتے ہیں میں نے سارے چوروں کا سارا سامان
چھین لیا۔ وہ بھاگتے ہیں۔ تو میں جا لیتا ہوں۔ جب وہ تھک کے گھوڑے دوڑاتے تو میں بھاگ کے آتا —
جب دن چڑھتا ہے۔ صحابہ کرام ان کو پہنچتے ہیں۔ تو مال سارے کا سارا ہی پکڑ لیا ہے۔ یہ
سلمہ ہیں جو رجال رسول اللہ ہیں۔ حضور علیہ السلام کے پیادے ہیں۔
حضور علیہ السلام تو کائنات کے سردار ہیں۔ آپ سب سے اونچے ہیں۔ اب صحابہ کرام حضور کی باقی
چیزوں کا دامان کرم چومے ہیں۔ یہ کرتا مبارک یہ ٹخنے سے اونچا ہوتا تھا۔ حضور علیہ السلام کا کرتا

مبارک دامن۔ گھٹنے سے نیچے ہوتا تھا۔ اب مجھ سے پوچھنا ہو پوچھو۔ کہ جن کی پشت بھی ننگی ہوتی ہے۔
اپنے بچوں سے حیرت ہوگی کہ ایسا لباس پہن کر مسجد میں نہ آیا کرو۔ ایسا ناپاک کھلا لباس
اب بات کرتے بھی شرم آتی ہے۔ دور سے پتہ بھی جائزہ نہیں ہوتا۔ یہ کوئی چھوکرا یا چھوکری ہے
ایسا لباس پہن کر مسجد میں آؤ۔ عاجزی سے آؤ۔ سادگی کے ساتھ آؤ۔ سب بیان کر دیا۔
لیکن نبی پاک کا قد مبارک کتنا ہے۔ کوئی بیان نہیں کرتا۔ کوئی صحابی بیان نہیں کرتا۔ کہ قد مبارک
کتنا ہے۔ اور سنیئے بات چل ہی نکلی ہے۔ تو میں عرض کر دوں۔ ہمیں تاریخ اسلام میں۔ یہ ملتا ہے
کہ امہات المومنین کا شعور کتنا ہے علم و دم جناب سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ رض کی رات میں مصروفیت تلاوت
قرآن ہوتی ہے، ہمیں یہ پتہ چلتا ہے۔ رابعہ بصریہ کا آپ کی رات کیسے بسر ہوتی ہے۔ ایک رات
آتی ہے تو کہتی ہے۔ کہ قیام کی رات ہے۔ ساری رات کھڑی رہتی ہے۔ دوسری رات کہتی ہے شاید
زندگی کی آخری رات ہے سجدہ کی رات ہے ساری رات ——— تیسری رات رکوع ———
یہ تو ملتا ہے۔ لیکن واللہ۔ آج تک کسی حدیث پاک میں اور کسی تاریخ اسلام میں کسی خاتون کا
قد نہیں بیان ہوا ——— اگر ہو تو میرے علم میں اضافہ کرو۔ یہ تو ملتا ہے کہ والی بغداد کی امی
جان نے فرمایا کہ بیٹے سچ بولنا ہے۔ لیکن یہ کون بیان کرے۔ کہ غوث پاک کی امی جان کا قد
مبارک کتنا ہے۔ کیا خواتین اسلام کا رنگ کیسا ہے۔ نقش و نگار کیسے ہیں۔ یہ تاریخ میں
چھوڑو کوئی تو بیان نہ کرے۔ حضرات حسنین کریمین تو بیان کرتے کہ ہماری امی جان کا قد مبارک اتنا تھا
نقوش مبارک ایسے تھے۔ نہیں کہتے۔ رنگ مبارک کیسا ہے نہیں کہے۔ مولائے کائنات فرماتے شہزادی کا
کا قد اتنا ہے۔ نہیں کہتے۔ امہات المومنین کے متعلق ان کے والدین کچھ دیں یا ان کا رنگ ... حاشا وکلا
نہیں۔ کیونکہ عورتوں کے جسموں کی بات کرنا یہ غیرت کے خلاف ہے۔
عورت کا رنگ ایسا ہے۔ یہ عورت کی غیرت کے خلاف ہے۔ سرکار کو غیرت کتنی پیاری ہے
نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا خبردار۔ کوئی خاتون اپنے شوہر کے سامنے۔ کسی دوسری عورت کے حسن
و جمال کی بات نہ کرے۔ کیونکہ خواتین تو ایک دوسرے کو دیکھتی رہتی ہیں نا ——— فرمایا یہ بدترین خیانت
ہے۔ یہ بدترین غدر اور غلطی ہے۔ کہ کسی خاتون کے متعلق کوئی عورت اپنے شوہر سے یوں بیان کرے کیونکہ
یہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے خود دیکھ لیا ہے۔ اور فرمایا میں اجازت نہیں دیتا کہ کوئی خاتون کسی
دوسری عورت کے متعلق اپنے شوہر سے بات کرے۔ کیونکہ تصور میں رنگ بھی آئے گا۔ قد بھی آئے گا تصور اس کی
شکل بھی آئے گی۔ یعنی سرکار کو کسی غیر محرم کے تصور کا ذہن میں لانا یہ پسند نہیں۔ ہمارے رسول
غیرت والے ہیں۔ سب رسل کرام بڑے غیرت مند ہیں۔ لیکن میرے آقا فرماتے ہیں۔ کہ اللہ اغیر منی وانا
(اغیر منکم)

مجھ سے زیادہ غیرت والی ذات رب کریم کی ہے۔ اور میں پوری کائنات سے زیادہ غیرت والا ہوں۔ اور
میرے آقا علیہ السلام کی غیرت اجازت نہیں دیتی۔ کہ کسی خاتون کے خد و خال کو کوئی عورت اپنے شوہر سے
میں اتنی بات آپ سے ڈرتے ڈرتے پوچھتا ہوں۔ کہ اب جو خواتین بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں۔ کیا وہ
اس غیرت کی ترجمانی ہے۔ یہاں تو تصور کی اجازت نہیں ہے۔ یہاں تو بیان کی اجازت نہیں ہے۔
میرے آقا علیہ السلام اجازت نہیں دیتے۔ پھر جائیکہ کہ معاشرے میں اس قدر آوارگی ہو جائے کہ جس
قدر مرد بے تکلف بازاروں میں آتے ہیں۔ عورتیں بھی ایسے ہی آئیں۔ کیا یہ جائز ہو گا۔

میں یہی سوچوں آپ بھی سوچیں کہ ہماری بہو بیٹیاں بازار میں تو نہیں نکلتی۔ آپ سے
درخواست ہے۔ آپ مجھ پر سوال کریں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا ہماری بچیاں [illegible]
نہیں۔ ہماری بیٹیاں ہمارے اہل خانہ۔ بازار میں تو نہیں آتیں۔ اگر معاذ اللہ آتی ہیں۔ تو پھر کوشش
کرو۔ رسول اللہ کے دربار میں کس منہ سے حاضری ہو گی۔ حضور علیہ السلام کو ہم کیا منہ دکھائیں گے۔
میرے آقا تو اتنی پابندی لگاتے ہیں۔ کہ کوئی عورت بھی کسی عورت کے متعلق اپنے شوہر سے بیان نہ کرے۔
اور جب وہ عورت ہی غیروں کے سامنے آ جائے۔ تو بتاؤ ان مرنے والے کی غیرت کو کس نے ٹھکرایا
اور کیسے ٹھکرایا۔ (B)

وہ خدا کی بارگاہ میں کیا جواب دے گا۔ چلیے ایک بات عرض کروں۔ والدین بار [illegible]
زینتیں ہیں۔ اللہ کریم کو ایمان والوں کی غیرت کس قدر پسند ہے۔ یہ دکھ کی بات ہے کہ
میرے معاشرے میں تو عورتیں گھر گھر جو ریشن مانگتی پھرتی ہیں ——— ان عورتوں کے باپ بھائی
خدا را کہاں گئے۔ غیر عورت کا مرد کے سامنے آنا۔ حضور فرماتے ہیں شیطانی ہے۔ مطلب
یہ نکلا کہ خواتین کا گھر گھر جا کر دھکے کھانا یہ کام بھی شیطانی ہے۔ تو جس کام کی بنیاد ہی شیطانی
ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہو گا ——— رب فرماتا ہے الرجال قوامون علی النساء۔ کہ عورتوں کی
ضروریات کا انتظام مرد کریں گے۔ اور یہ عورتیں مردوں کی ضروریات کا کام کرنے کے لیے بازار آئی ہیں۔
اصل میں یہ تو یہودی معاشرے کی گندگی ہے۔ نجاست ہے۔ اللہ والو میں نے سنا ہے
میں نے دیکھا ہے۔ بعض بعض حضرات بھائی بھائی کو لڑائی کرتے ہیں۔ اس لیے تڑپ کو بیٹے کا پانی ہے مگر
میں سے ہوں نکلتا ہے۔ میں نہیں برداشت کرتا۔ اس بارش کا پانی ہے ناپاک نہیں ہے پھر بھی برداشت
نہیں کرتا۔ کہ حقیقی بھائی کا پانی تڑپا صحن میں سے نکلے۔ یہ کیسے برداشت کر لیا گیا ہے یہودیوں کی گندگی گھر
گھروں سے نکلے ——— تیرے معاشرے میں سے پھوٹ نکلے ——— اللہ والوں یہ محمد عربی علیہ السلام کی غیرت کا خون
ہے۔ یہ جو بے حسی اتنا دین کا خلاف ہے ——— یہ شریعت رسول اللہ کا بالکل مذاق ہے۔ اور [illegible]

کہتے ہیں کہ یہ اصلاحی جماعت بنا رہے ہیں ۔ چلہ میں کسی بلخ وادی میں آگیا ۔ یہ شرم کی بات ہے ۔ اگر شرم ہوگی تو اس مسئلے کا احساس ہوگا ۔ اور اگر غیرت ہی ختم ہوگئی تو بات کرنے کا فائدہ بھی کوئی نہ ہوگا ۔ —— میرے آقا علیہ السلام کے قد مبارک کے متعلق کسی نے بھی بیان نہیں فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔ یٰسین ۔ سید وہ ہوتا ہے جو اپنی ساری قوم میں اونچا ہو ۔ مرتبے میں دولت میں ۔ جائیداد میں ۔ جس کے پاس خزانہ بھی زیادہ ہو ۔ سردار وہ ہوتا ہے ۔ رب کریم نے محبوب کو سردار کہا ۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ساری کائنات کا خالق میں ہوں ۔ سردار تو ہے ۔ بات تو صاف سی ہے ۔ اللہ کریم نے مخلوق پیدا کر کے ۔ کسی کو صدر کوئی وزیر اعظم ۔ کوئی وزیر داخلہ ۔ کوئی وزیر خارجہ ۔ کوئی وزیر اعلیٰ ۔ وغیرہ ذالک ۔ کسی خالق تو اللہ ہے ۔ اور میرے آقا علیہ السلام کے لئے رب فرماتا ہے ۔ یا سید یا سین ۔ اے میری ساری کائنات کے سردار ۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا ۔ کہ فرشتوں سے لے کے فرش تک شمال سے لے کے جنوب تک ۔ پوری کائنات کی ساری چیزیں جو ہیں ۔ وہ رسول اللہ کے دروازے سے پوری ہوتی ہیں ۔ کیونکہ آپ سردار ہیں ۔ آپ انبیاء علیہم السلام ۔ مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہیں ۔ سرکار کی راہ میں کھڑے ہیں ۔ اور میں نے بڑی ذمہ داری سے پڑھا ہے جب سرکار آئے ۔ تو انبیاء بیٹھے نہیں بلکہ مسجد مبارک میں انتظار ہو رہی تھی سید عالم علیہ السلام ۔ رب نے شروع سے ہی محبوب کو شاد فرمایا تھا ۔ اے محبوب آپ کو وہاں تک لے جاؤں گا ۔ اور وہ کچھ دکھاؤں گا ۔ جو کسی نے دیکھا نہ سنا ہوگا ۔ اس لئے نبی پاک علیہ السلام کو رب کریم نے شروع سے خوب نوازا ۔

بنو سعد کا قبیلہ ہے ۔ حضور علیہ السلام کی عمر مبارک تین سال کی ہوگی ۔ کہ سرکار اپنے بھائی کے ساتھ بکریاں چرانے چلے گئے ۔ تھوڑا سا ٹائم گزرا ۔ کہ آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا روتا ہوا آیا ۔ آ کے اپنے والدین سے کہنے لگا ۔ میرے قریشی بھائی کی خبر لو ۔ تمہارے جانے تک پتہ نہیں کیا ہو چکا ہوگا ۔ حلیمہ سعدیہ بھی بھاگیں ۔ ان کے شوہر نامدار بھی بھاگے ۔ دیکھا تو سرکار بیٹھے ہیں ایک چٹان پر آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائے ہوئے ہیں ۔ اور چہرہ مبارک جو ہے اس سے شعاعیں نکل رہی تھیں ۔ حلیمہ سعدیہ نے سینے سے لگا لیا ۔ اور پوچھا بیٹے کیا ہوا ۔ فرمایا دو اللہ کے بندے آئے جنہوں نے مجھے لٹا لیا ۔ اور سینے کے اوپر کے حصے سے لے کر ناف تک میرا سینہ کھول دیا ۔ اور میرا دل بھی نکالا ۔ میرا دل بھی چیرا ۔ میرے دل کو زم زم شریف سے دھویا ۔ اور پھر اس میں علم و حکمت ڈال کر سینے میں رکھا ۔ سینے میں رکھ کر اسے سی دیا ۔ اور فرمایا کہ آنکھیں میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں ۔ چلے مان لیا ۔ جدید دنیا نے آپریشن جاری کیا ہے ۔ اور دلوں کے آپریشن ہوتے

DATE:

ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کرم کرے۔ لیکن جب آپریشن ہوتا ہے تو مریض بے ہوش ہوتا ہے۔ میرے آقا فرماتے ہیں کہ کوئی
کہا ہے میں دیکھ رہا ہوں ۔ سرجن بھی عظیم ہے۔ لیکن سرجن کی عظمت سے زیادہ محبوب کی عظمت
عظیم ہے۔ سینہ پاک کھولا۔ قلب اقدس میں علم و حکمت بھرا۔ تو کتابیں پڑھ کے بھی علم و حکمت
نہیں آتا۔ میرے آقا کے پاک دل میں اللہ کے فرشتوں نے معرفت الٰہی حکمت ڈالی۔ ایک بار
دوسری مرتبہ ۔ نبی پاک کی مبارک جوانی کا ذکر ہے۔ جن کا بچپن اتنا پیارا ہے۔ جوانی کا
فرماتی ہیں حلیمہ سعدیہ کہ سرکار ایک دن میں اتنی نشوونما پاتے۔ جتنا دوسرے بچے ایک
مہینے میں اور ایک مہینے میں سرکار کے جسم شریف کا نشوونما اس طرح ہوتا۔ جو دوسرے بچوں کا
نشوونما ایک سال میں۔ جب جوانی کا وقت قریب آیا۔ سینہ پاک کو پھر کھولا۔ پھر اسی طرح
آپریشن مبارک ہوا ۔ شق ہوا سینہ مبارک۔ دل کو کھولا گیا علم و حکمت رکھی گئی۔ پھر
سی دیا گیا ۔ اور تیسری بار میرے آقا غار حرا میں جلوہ گر ہیں۔ اور چوتھی مرتبہ معراج
کی رات حضرت جبریل امین نے بار بار خدمت کی یہ چار اوقات میں شق صدر
ہوا۔ یہ کیوں ہوا۔ فرماتے ہیں: بچپن میں تو اس لئے۔ اگرچہ جسم بے مثل بے مثال تھا۔ لیکن
قلب مبارک کو کھول کر دھو کر حرص دنیا کی شے کہ ناپاک کو دھویا جاتا ہے۔ پھر پاک کو بھی
دھوتے ہیں۔ تاکہ برکت ہو جائے۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے۔ اور الحمدللہ رب العالمین ۔ کہ مسلمان
جو ہیں ۔ وہ اپنے موت کے دن کو یاد کر کے اپنا کفن زم زم شریف سے دھوتے ہیں پہلے
تو نہیں ہے نا ۔ زم زم سے دھو کر اس کی پاکیزگی میں اور برکتیں رکھتے ہیں ۔ اللہ والو۔ رب کریم
نے اپنی بارگاہ سے علم و حکمت کے حوض و کوثر کو ان برتنوں میں رکھ کر محبوب کے پاس بھیجا
کہ جبرائیل جاؤ۔ مصطفیٰ کا سینہ صاف کرو۔ یعنی وہ ناپاک نہیں ہے جسے دھویا جا رہا ہے
بلکہ رب تعالیٰ کی طرف سے اس کو پاک تر سے پاک ترین کیا جا رہا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ میرے آقا
کے بچپن میں کوئی بچپن کی عادت نہیں ہے ۔ کوئی ثابت کرے ۔ کہ میرے آقا نے کبھی بستر پر پیشاب
کی حاجت فرمائی ہو ۔ یا بیماری ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی عزت و عظمت میں برکتیں عطا فرمائے۔
کوئی ماں کسی کا اکبر ہے تو نے کبھی بستر پر پیشاب نہیں کیا ۔ یہ ہو سکتی ہے ۔ بہت پیار آ جائے
تو کہتی ہے میرے بچے نے پیشاب کر دیا ۔ میں نے کہا کوئی بات نہیں۔ بستر بدل لیتے ہیں۔ بیٹے
کے منہ پر تھپڑ نہیں مارا ۔ ایک ہی تو ہے اکلوتا ہی تو ہے۔ میرے وہ ہیں ۔ کہ ہم بچپن کی عادت پر
کھڑے ہو رہے ہیں ۔ جس سے خدا جس میں غلطیاں ہیں۔ لیکن کبھی غلطی کیا نہیں جا۔ لیکن حضرت
حلیمہ فرماتی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ واللہ حضور نے کبھی بستر پر پیشاب نہیں کیا۔ اور میں پھر کہتی

DATE:

ہوں۔ حاجت ہوگی تو وہ ناپاک تو نہ تھی۔ تو پوری کائنات کے پاک پانیوں سے بھی زیادہ پاک تھی۔ کیونکہ ہمارے فضلات حاجت سے بدبو آتی ہے۔ حضور علیہ السلام کی حاجت ہو۔ تو پیالیوں مہکتا ہے کہ کستوری میں بھی اتنی خوشبو نہیں آتی۔ لیکن آپ نے کبھی بستر پر حاجت پیشاب نہیں فرمائی۔ اسی طرح نبی الملت علیہ السلام۔ آپ بچپن میں شرارت نام کی ہر شئے سے مبرہ تھے۔ بلکہ بچوں کو شرارتوں سے روکا کرتے تھے۔ کبھی بھی آپ کی زبان پر غلط لفظ نہیں آیا۔ جب بھی بولتے یوں لگتا پھول جھڑتے۔ آپ کے ہم عمر آپ جب بات فرماتے اتنی توجہ سے سنتے۔ کہ بچوں کی توجہ کا کیا سوال ہے۔ آپ کے جب آئے بازاروں۔ جلسوں میں جاتے ہیں وعظ کرتے ہیں بچے نہیں سنتے۔ کوئی بچہ آپ کی آواز سنتے اور اونچی آواز نہ نکلتی بچوں کی۔ لفظوں میں ایسی گہرائی تھی۔ اور لہجے میں اتنا اثر تھا۔ کہ کوئی بچہ آپ کی بات سننے سے انحراف نہیں کرتا تھا۔ جب بات کرتے تو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے۔ آپ کے عشق صدر کی بدولت آپ کے جسم پاک پر کوئی بچوں کی سی بے اعتدالی نہ تھی۔ نہ بولنے میں نہ چلنے میں۔ نہ لیٹنے میں نہ بیٹھنے میں۔ پاکیزہ ہی پاکیزہ۔ شستہ ہی شستہ۔ اچھا ہی اچھا۔ کیونکہ محبوب کے جسم پاک میں برائی کا تو تصور بھی کوئی نہیں۔ چلتے چلتے جوانی کا آغاز شروع ہو گیا۔ اور یہ بڑا سنبھالے کا وقت ہوتا ہے۔ ماؤں کو باپوں کو فرض ہے کہ اپنے بچے کی جوانی پہ نظر رکھیں۔ کہیں بہک نہ جائے۔ کہیں بگڑ نہ جائے۔ اللہ ہماری نسل کو سلامت رکھے۔ اللہ ہماری نسل کو محفوظ رکھے اسی لئے میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ سات سال کی عمر میں نماز کا حکم ——— دس سال تک ایک آدھا تھپڑ بھی لگ جائے تو جائز ہے۔ اتنا پیار بھی نہ کرو کہ محبوب کی شریعت کا گستاخ ہو جائے۔ جب سرکار کی جوانی کا آغاز ہوا تو دنیا آپ کی نشست و برخاست کی حیا کا درس لیتی تھی۔ اور جب بھرپور جوانی آئی ——— رنگ بھی جاذب۔ اور نقش و نگار بھی پرکشش، اعلیٰ حضرت نے سلام پڑھا ہے

بیچی نظروں کی شرم و حیا پر درود اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام۔

حضور کی طرف صحابہ آنکھ بھر کر نہ دیکھتے تھے اتنی جرأت نہ تھی۔ عمر بن العاص رضی اللہ عنہ یہ وہی صحابی ہیں جو کہ حضرت جعفر طیار کے مقابلہ میں نجاشی کے سامنے کافروں کے وفد کے ممبر بن کے گئے۔ اور جب حضور کے غلام ہو گئے۔ تو فرماتے اگر کوئی شخص مجھ سے یہ کہے کہ حضور کا حلیہ بیان کرو۔ فرماتے میں خدا کی قسم میں نہیں بیان کر سکتا۔ حضرت دیکھا نہیں۔ زیارت نہیں کی۔ فرمایا ٹکرا کبھی حضور کے رخ انور کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی ہمت ہی نہیں پڑی۔ تھوڑا سا تھوڑا اٹھا کر پھر دیکھا۔ جھک گئی نظر۔ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا نگاہ کی بات ہی بات صحابہ کرام حضور کے سامنے بول

نہیں بیٹھتے تھے۔ نگاہیں جھکا کر۔ سر جھکا کر۔ کیونکہ ان کے حسن کو دیکھنے کی مسلسل تاب نہ تھی۔
عمر بن عاص فرماتے ہیں۔ میں نہیں بیان کر سکتا۔ لیکن ہر حال کتابوں میں ہے۔ امام شافعی
نے زیارت کی۔ صحابہ کرام نے بھی زیارت کی۔ ناک مبارک ذرا اونچی تھی۔ ناک کی نوک
سے نور کا شعلہ اٹھتا ہوا نکلتا۔ حسن اب ہر کوئی قربان ہو رہا ہے۔ خوبیاں ایسی کہ
خوبیاں بھی قربان ہو رہی ہیں۔ رنگ بھی پیارا۔ شکل بھی پیاری۔ ادا بھی پیاری۔ بار بار کہو
بندوں کو تو پیاری لگتی ہے۔ خدا کو بھی پیاری لگتی ہے کہ ادائیں ایسی پیاری ———
نبی پاک کا جب شباب مبارک تھا۔ جب آپ گھر سے گلی کوچوں میں نکلے۔ مجال ہے
کوئی خاتون راستے میں رک جائے۔ یہ بھی محبوب کی بشریت کا ایک اعجاز ہے۔ ورنہ یہ دور
بے اعتدالی کا دور ہوتا ہے۔ اتنا حسن، اور کا تصور نہیں۔ گلیاں صاف۔ راستے
صاف۔ کیونکہ محبوب گزرنے والے ہیں۔ یہ سب خدائی انتظام ہوتا تھا۔ اس لئے رب کریم
نے جوانی کے آغاز میں پھر شق صدر فرمائی۔ تاکہ محبوب کی جوانی بھی رحمت کی آغوش میں رہے۔
کا ذکر کرنے لگے حضور علیہ السلام ہیں۔ مشتبہ لکھا تھا۔ حضور کا نام لے کر کہ آپ نے کسی کا
نہیں چھوڑا۔ آپ ہمارے خداؤں کو برا کہتے ہیں۔ آپ ہمارا رد کرتے ہیں۔ لوگوں کو ہم منہ
دکھانے کے نہیں رہے۔ آپ اگر سرداری چاہتے ہیں۔ تو ہم آپ کو رہنما بنا دیں۔ اگر دولت چاہئے
میں جو سارا خزانہ آپ کے قدموں پر۔ اور شہری اس نے کچھ بات نہیں کہ اگر کوئی رشتہ
مطلوب ہو تو آپ جتنے چاہیں۔ جہاں جہاں سے چاہیں۔ ہم حاضر کرتے ہیں۔ یہ لفظان میں
کوئی بھی گنجائش کی بات ہو گئی کہ چھوٹا۔ یہ اس لئے بیٹھا۔ کہ حسن سرکار کی اٹھتی زندگی کا
تھا۔ کہ کہنے والے نے حسن کا نشہ کیا۔ کہ لوگ مجھے طعنے دیں گے۔ تو نے کیا پیشکش کی ہے کہ وہ
تو اس بات کا اعلان کر رہا ہے۔ کہ یا رسول اللہ میں لٹا ہوں۔ حضور کا نام لے گیا ہے۔ مگر
منظر نہیں ہوا۔ یہ ساری خبر۔ جب حسن تو نظر نہیں آتا۔ اگر کوئی طلب ہو تو کہے۔
سرکار نے سب رد کر دیا۔ ہاں میں کو ٹھوکر سے ٹھکرا دیا۔ حضرات گرامی ضرور عرض ہو
کہ آقا علیہ السلام کی جوانی بھی پاک۔ بچپن بھی پاک۔ اور جب بعثت شریفہ کا وقت آیا۔
تو دل مبارک سے پھر کھولا گیا۔ یوں کھولا۔ اس لئے کہ اب قرآن کے جلووں کا تسلسل
ہونے والا ہے۔ قرآن شریف کی تجلیات۔ رنگ ہونے والا ہے۔ وہ قرآن کا جو آنے علم
ہیں۔ پہاڑ بھی نہیں برداشت کر سکتا۔ لو انزلنا ھذا القرآن ——— اللہ تعالیٰ نے
صاحب سید کو بھی دھلوایا۔ تو ایک ایک تجلیات پہاڑ پر اترتے۔ تو سکے گا پھٹ سرکار

DATE:

کہ قلب اقدس نے ایک چودہ سورتوں کے جلوے برداشت کیے۔ اللہ والوں! قرآن شریف میرے محبوب کے دل پر اترا ہے۔ اور پھر دل پر اترنے کے بعد زبان مبارک سے ظاہر ہوا۔ آپ کا پورا دل سارا کائنات کا دل اور ہے۔ سرکار کا دل اور ہے۔ کیوں اور جب آپ کو قرآن مجید پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ نماز میں کھڑے ہیں۔ سورۃ فاتحہ پڑھی۔ یاد ہے تو پڑھی۔ سورۃ یٰسین پڑھی، یاد ہے تو پڑھی۔ سورۃ رحمٰن پڑھی یاد ہے تو پڑھی۔ حافظ صاحب پڑھتے ہیں۔ لیے پڑھ لیا کرتے ہیں طوطے ہیں۔ میرے آقا کے دل میں سارا جبکہ دل میں اس کا کیا مطلب نکلا۔ اشارہ کیا ہے۔ ہم نے شعور زبان پر تکرار کیا۔ تو دل میں اترا۔ اور میرے آقا کے دل سے قرآن نکلا تو زبان پر آیا ـــــ مصطفیٰ کا دل قرآن ہے۔ آپ کا دل قرآن کا خزینہ ہے۔ اللہ والوں وہ قلب شریف عظیم ہے جس قلب کی گہرائی سے کائنات کے دل جھک رہے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف اترا۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ کبھی کبھی وحی کا بوجھ اتنا ہوتا سرکار کے جسم پاک پر۔ سردیوں کے دن ہوتے۔ نازل ہوتی۔ اور جب وحی پاک اترنے سے فارغ ہوتے۔ تو پیشانی پاک پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح بکھرے ہوتے تھے۔ اتنا وزن ہوتا تھا۔ لیکن قلب دھڑکتا نہیں تھا۔ اختلاج قلب نہیں تھا۔ کسی رسول کو دل کی اٹیک کی بیماری نہیں ہوتی تھی۔ ان کے دل کائنات میں عظیم ہوتے ہیں۔ اور میرے مصطفیٰ کا دل تو قلب الغنی بہ ہے۔ تو پھر وحی شروع ہو گی۔ چوتھا نمبر ہے شب معراج کا۔ اس رات کی کیفیت کیونکہ اب وہ کچھ ملنے والا ہے۔ جو کسی کو نہیں ملا۔ تورات تو ملی موسیٰ علیہ السلام کو۔ انجیل تو ملی عیسیٰ کو۔ زبور تو ملی داؤد علیہ السلام کو۔ صحیفے تو ملے جناب ابراہیم علیہ السلام کو۔ اور قرآن میرے آقا علیہ السلام کو۔ لیکن اب جو نعمت حضور کو ملنے والا ہے۔ یہ تو ان کے سوا کسی کو ملی ہی نہیں۔ من آیتنا۔ تاکہ ہم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آیات دکھائیں۔ جبرائیل کا پیچھے رہ جانا۔ اور قدسیوں کا رہ جانا۔ اور سواری کا رہ جانا۔ اللہ تعالیٰ جو دکھانا تھا وہ محبوب کو دکھانا تھا ـــــ

Dabbah

~~۲۰۲۲~~ ۲۰۱۴

۱۸ — ۴ — ۱۴۳۵

۱۲ — ۶ — ۱۱

۵ — ۴۴

جمعرات کے

AM

شانِ اولیاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ان اولیاءہ الا المتقون

شیطان کا یہ دعوا بڑا ہے۔ رب تعالیٰ نے شیطان کو چھٹی دے دی۔ فرمایا میں تجھے چھٹی دیتا ہوں اپنی آواز سے جس کو گمراہ کر دے۔ وہ کون سی آواز ہے جو شیطانی آواز ہے کہ جس سے انسان گمراہ ہوتا ہے، ابن جریر کہتے ہیں فرماتے ہیں۔ اور مفسرین اپنی تفسیروں میں فرماتے ہیں۔ وہ گانے ناچ کی آواز ہے۔ ناپاک گفتگو بے ہودہ باتیں پر مبنی۔ سریلی آواز۔ یہ شیطان کی آواز ہے تو اپنی آواز سے گمراہ کر۔ پیادے اور سوار سے گمراہ کر جیسے تو ہو سکے کر۔ لیکن رب تعالیٰ نے ایک اعلان کر دیا۔ إن عبادي ليس لك عليهم سلطان ___ وكيلا۔ ادھر چھٹی دے دی آواز سے گمراہ کر۔ سواروں کے ساتھ حملہ کر۔ ان کی اولادوں میں حصہ ناجائز ڈال دے۔

جو تو جو سب دعویٰ کا سکتا ہے کر لے۔ کون گمراہ ہوں گے۔ وہی گمراہ ہوں گے جو تیرے بندے جو تیرے بن گئے ہیں۔ تو ان پر غالب نہیں آ سکتا - ان عبادی ___ وکیلا ___ میرے بندوں پر تیرا کوئی چلنا نہیں ___ آپ غور فرمائیں۔ کہ بندے تو سبھی بنتے ہیں۔ جس کو پوچھو کہتا ہے جی اللہ کے بندے ہیں۔ اور اللہ کے بندے ہیں تو خدا فرماتا ہے فرق تو بتاؤ۔ اگر تو اللہ کا بندہ ہے تو دیکھو تیرا عمل قرآن کے مطابق ہے یا رحمان کے مطابق ___ تیرا کام اگر مصروفیتیں شیطان کے مطابق تو ہیں۔ اگر شیطانی ہیں تو تیرا دعویٰ جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کا اعلان ہے ان عبادی ___ گھر والا گھر بنا کے میں گیٹ لگا کے باہر لکھ دیتا ہے۔ بغیر اجازت اندر آنا منع ہے ___ رب رحیم نے اپنی قدرت کی عمارت کھڑی کر کے ایمان والوں کو اندر داخل کر کے ادخلوا فی السلم کافۃ - کا اعلان کر فرمایا ایمان والو آ جاؤ۔ جتنے حرم ہیں میں نے تمہارے لئے بنا رکھے ہیں۔ یہ گھر میں نے تمہارے لئے بنایا ہے۔ یہ حویلی تمہارے لئے بنا دی ہے۔ اور مکمل داخل ہو جاؤ۔ اور باہر رب تعالیٰ نے بورڈ لگا دیا۔ ان عبادی لیس ___ سلطان ہے ایمان اندر ہے [illegible] ہیں۔ تو سبھی ہی ان کے بندوں پر غالب آ ہی نہیں سکتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ خدا کا بندہ وہ ہے۔ جو شیطان کے غلبے سے بچا۔ اب ہم دیکھیں۔ کیا یہ ہے کہ گھروں میں شیطان کا کام تو نہیں ہے۔ گانا۔ فحش جھوٹ۔ بے حیائی۔ گالی گلوچ وغیرہ وغیرہ۔ تو سب کی آوازیں شیطانی ہیں۔

اگر یہ تو ثابت کر دیا کہ سب کی آوازیں شیطانی ہیں۔ یہاں خدا کا بندہ تو ہے [illegible] پر نہ غالب نہیں آ سکتا فرمایا ولیکن ... وکیلا۔ اس لئے تو ان پر حملہ کرنے والے رب اللہ ہی ان کی حفاظت کرنے والا ہو۔ اب خدا کی حفاظت کو شیطان کیونکر توڑ سکتا ہے

DATE:

فرمایا میری طاقت میری قوت اور میری قدرت کو شیطان چیلنج نہیں کر سکتا۔ لہٰذا جو میرے بندے میری طاعت
میں رہتے ہیں۔ شیطان ان پر کبھی کنٹرول نہیں کر سکتا۔ اللہ کریم نے اس دن سے ہی شیطان کو ولیوں سے
ناامید کر دیا ہے ـــــ اور مجھے تو وہ لفظ یاد آتے ہیں۔ جو مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد
عمر اچھروی رحمۃ اللہ نے سپین میں یورپ والوں کو خطاب فرمایا۔ اپنے مخصوص لب لہجے میں خطاب فرماتے ہوئے آپ
نے ارشاد فرمایا۔ کہ مسجد میں شیطان آتا ہوا میں دکھا دیتا ہوں۔ اور ولی کے آستانے پر شیطان
آتا ہوا شیطان تو دکھا دیں۔ کیوں رب تعالیٰ فرماتا ان عبادی لیس لک ـــــ سلطان ـــــ
لیکن اس کا راز ایک اور بھی ہے۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ـــــ اللہ والوں کی زیارت کے لئے فرشتے
آتے ہیں۔ اور تتنزل مضارع کا صیغہ ہے۔ مضارع میں ہمیشگی ہے۔ وہ ایک ہی وقت آ کے
بس نہیں کرتے۔ ولیوں کے آستانے پر آتے ہی رہتے ہیں۔ تتنزل میں استمرار ہے۔ اللہ والوں کے
پاس فرشتوں کا آنا ہمیشہ رہتا ہے۔ اور جہاں فرشتہ ہو وہاں شیطان نہیں آ سکتا۔ یہی
تو قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ جب حضور آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دشمن مکے کے بدمعاشوں نے وادی بدر
میں آنے لگا۔ تو ان کے سپاہیوں نے کہا۔ کہ ہم چلے تو ہیں۔ لیکن قریب ہی فلاں قبیلہ رہتا ہے کہیں
اگر ہم ایک بڑے جو الفاظ کا لشکر لے کر چلے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کا نبی کے مقابلہ کے لئے۔ تو وہ قبیلہ ہمارا
پرانا دشمن ہے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ مکہ شہر خالی ہو گیا ہے۔ تو کہیں ایسا نہ ہو۔ وہ ہمارے
پیچھے ہمارے شہر پر قبضہ کر لیں ـــــ اب بڑی پریشانی تھی۔ ان کو کیا کریں۔ مدینہ شریف
چڑھائی کرنے سے وہ نہیں رک سکتے۔ اور مکہ شریف کو وہ چھوڑ نہیں سکتے۔ اب یہ کیا ہوا۔
سراقہ بن مالک آ گیا ـــــ جو اس قوم کا سردار تھا۔ جس قوم سے انہیں حملے کا خطرہ تھا کہنے لگا کیا
کیا بات ہے۔ کہنے لگے کہ بات تو یہ ہے۔ اگرچہ تم میں اور ہم میں لڑائی تو ہمیشہ سے ہے۔ لیکن
مسلمانوں کا نبی تو ہمارا مشترکہ دشمن ہے۔ کہنے لگے اگر وہاں جاتے ہیں۔ تو کہیں تو ہمارے
شہر پر قبضہ تو نہیں ہو جائے گا۔ کہنے لگا بے وقوف کیوں بنتے ہو۔ بے شک تمہارا ہمارا جھگڑا
ہے لیکن ہم بھی بھائی ہیں۔ جس طرح تم اس کے دشمن ہو میں بھی دشمن ہوں۔ تم بڑی قوت کے ساتھ
اس پر حملہ کرو۔ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں۔ کہ ہم تمہارے شہر پر قبضہ نہیں کریں گے۔ بلکہ میں
تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اور جب میں تمہارے ساتھ ہوں گا تو میری قوم کس طرح قبضہ کر سکتی ہے۔
اور حدیث پاک میں آتا ہے۔ وہ سراقہ بن مالک نہیں تھا۔ وہ شیطان تھا۔ جو سراقہ کی شکل میں
آیا تھا۔ جو اس قوم کا بڑا تھا۔ اس نے کہا میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ابو جہل کے ساتھ ہو گیا اس کا پکا
ہے۔ اور جاتے ہیں۔ جس میں تنزل ملائکہ کا نزول ـــــ حتیٰ کہ وادی بدر آ گئی۔ اعلان ہوا کہ

DATE:

فلما ترآءت ــــ نکص علی عقبیہ ــــ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ تو شیطان
جو سراقہ کی شکل میں تھا ــ اس نے بڑے کافر کا ہاتھ جھٹک کر چھڑا لیا۔ اور پیچھے کو بھاگا۔
اس نے کہا بڑا مزہ آ رہا ہو۔ ٹھیک موقع پر آ کے دھوکہ دیتا ہے ــ اب دشمن سامنے آ گیا۔ اب تو
امداد کرنے کا وقت تھا۔ لیکن اب تو جان بچا کے بھاگ رہا ہے ــ ایسے بھائی نہ کرے۔ اب تو امداد
کا وقت ہے ــ اب ہم دشمن کے سامنے آ گئے نہ بھاگنے کا وقت ہے۔ تو چھوڑ کے پیچھے بھاگ رہا
ہے۔ ایسے وقت میں تو بھائی مدد کیا کرتے ہیں۔ کہتا ہے میں تمہاری بڑی مدد کرتا۔ لیکن میری بھی
مجبوری ہے۔ پر چونکہ شیطان تھا نہ ــ سراقہ نہیں تھا۔ انہوں نے کہا تو ہمارے ساتھ کیوں
نہیں چلتا۔ کہتا ہے انی اری ما لا ترون ــ جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تمہیں نظر نہیں آتا
تو کیا دیکھ رہا ہے کہ بے سرو سامان چند مسلمان ہیں تو ــ تھوڑے لوگوں کا لشکر ہے۔ مجھے تو
سات لشکر ہے۔ یہ تو پہلے حملے کی مار ہے۔ کہنے لگا یہ تو تمہیں ابو بکر نظر آ رہا ہے۔ مجھے جبرئیل
نظر آ رہا ہے۔ تم رسول اللہ کے مدنی غلاموں کو دیکھ رہے ہو۔ میں تو اس لشکر کو بھی دیکھ رہا ہوں۔
جو آسمانوں سے اترا ہوا ہے۔ وہ دیکھو سب نے کمر کسے فرشتے۔ میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تمہیں
نظر نہیں آتا ــ اور جہاں فرشتے آ جائیں۔ وہاں میری کوئی مجال نہیں۔ میں یہ ہاتھ جھٹک
کے چھڑا لیا۔ معلوم ہوا۔ جہاں رحمت کے فرشتے ہوں۔ وہاں شیطان نہیں آ سکتا۔ اور
رب فرماتا ہے تتنزل علیہم الملائکۃ۔ اللہ والوں کے پاس ہر وقت فرشتوں کا تانتا بندھا رہتا
ہے۔ بتاؤ شیطان کیسے آ سکتا ہے۔ اور وہاں ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے۔ رحمت کے فرشتوں
کا آنا جانا رہتا ہے ــ اللہ والوں کے آستانوں پر جس طرح انسان آتے ہیں۔ اسی طرح ملائکہ بھی
آتے ہیں۔ اور وہاں شیطان کا کوئی قبضہ نہیں ــ وہ وہاں مایوس ہے ــ وہاں وار
نہیں کر سکتا۔ وہاں تو فرشتے جلوہ گر ہیں ــ اور یہی وجہ ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا
جب دجال ظاہر ہو گا ــ اس کی پیشانی پہ دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا۔ کافر۔
جدا جدا حروف ہوں گے۔ اور وہ پوری دنیا پہ چکر لگائے گا ــ دنیا کو گمراہ کرے گا۔ جنت
اور جہنم کو اپنے ساتھ دکھائے گا اور اس کی جو جنت نظر آتی ہو گی۔ اصل میں وہ جہنم ہو گی۔
اور جسے جہنم دکھا رہا ہے اصل میں وہ جنت ہو گی ــ سب روئے زمین کا چکر لگائے گا۔ پر مکہ میں نہ جائے
گا۔ پر مدینے میں نہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ دجال کے فتنے سے محفوظ فرمائے۔ اور بزرگ فرماتے ہیں
جو جمعے کے روز سورۃ الکہف کی تلاوت کرے۔ اللہ دجال کے فتنے سے بچا لے گا۔
فرمایا وہ پوری دنیا پہ چکر لگائے گا۔ حتیٰ کہ چلتے چلتے مکہ شریف بھی پہنچے گا۔ لیکن

جب وہ مدینے شریف کے پاس پہنچ آئے گا۔ تو مدینے شریف کے اردگرد فرشتوں کا پہرہ ہوگا۔ اور
وہ آگے بڑھنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ جہاں فرشتے ہوں وہاں شیطان دجال کا داخلہ
ممنوع ہے۔ وہ جہاں سے ہوکر مدینہ عالیہ جائے گا۔ تو اس کے پہنچنے سے پہلے وہاں بھی
فرشتوں کا پہرہ لگے ہوں گے۔ اور پھر میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ مدینے شریف میں زلزلہ
آئے گا۔ اور دجال کے خطرے سے منافق جو وہاں رہتے ہیں۔ وہ سارے زلزلہ دیکھ کر مدینہ شریف
سے باہر نکل جائیں گے۔ وہ دراصل زلزلہ نہیں ہوگا۔ جس طرح چھاج میں رکھ کر جنس
کو اچھالا جاتا ہے۔ تاکہ دانے علیحدہ ہو جائیں۔ اندر کے جو دانے غیر مفید ہیں۔ وہ جدا
ہو جائیں۔ اصل میں وہ چھاج اسی لیے ہلائی جاتی ہے۔ غیر مفید اور مفید دانوں کے اندر اشتراک
ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مدینہ پاک کو زلزلہ دے گا۔ سچے ایمان والے رہ جائیں گے۔ منافق سارے
ہی باہر نکل جائیں گے۔ جیسے ہی باہر نکلیں گے دجال کے قبضے میں آ جائیں گے ــــ معلوم ہوتا
ہے۔ مدینے میں دجال کے آنے تک منافق رہیں گے۔

یہ مسئلہ غلط ہے کہ وہاں بے ایمان کا داخلہ نہیں ہو سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں
رہے۔ اگر ہو نہیں سکتا تو وہاں سے نکلے گا کون۔ زلزلہ کیوں آئے گا۔ جہاں فرشتہ رحمت ہو۔
وہاں شیطان نہیں آ سکتا۔ جہاں فرشتہ رحمت ہو۔ وہاں دجال نہیں آ سکتا۔ اسی لیے رب تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا۔ کونوا مع الصادقین ــ نیک لوگوں۔ اللہ والوں کے ساتھ مل جاؤ۔ اس
لیے کہ ان پر شیطان کا غلبہ نہیں ہو سکتا۔ وہاں شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔ جہاں دل کے
میاں شیطان نہ داخل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہاں جو بھی حاضر ہوگا۔ اس بیچارے کا ایمان شیطان کے
حملے سے بچ جائے گا۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ شیطان نے بڑا ناپاک۔ وسوسہ ضرور
ڈالتا ہے۔ اللہ والوں کے پاس جانے والے کے دلوں میں۔ دنیادار ہے۔ کیا کرے گا۔ شعبدہ باز ہے
بچ جاؤ۔ عام کی بات عام رہ گئی۔ اچھے اچھے متقی تو اس بدبخت نے چکر دینا چاہا
لیکن چونکہ وہ اللہ والوں کی حمایت میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا بچ نکلے۔ شیخ شہاب الدین
فرماتے ہیں۔ کہ بصرہ میں ایک شیخ تھے۔ ابو محمد القاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ اور غوث پاک کے نیاز مندوں
میں سے تھے۔ شیخ شہاب الدین فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خیال کیا۔ میں نے چاہا میں نے قصد
کیا۔ کہ میں ان کی زیارت کروں۔ آپ پرانے لوگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا
کہ ان لوگوں نے یہاں نماز روزہ زکوٰۃ حج تقویٰ۔ طہارت خدا خوفی اور دیگر امور شرعیہ امور

DATE:

فخر کو پہنچانے میں پوری کوشش کی۔ وہاں انہوں نے چل پھر کر اللہ والوں کی زیارت کی۔ حضرت
شیخ سعدی رحؒ - بڑے عظیم بزرگ گزرے ہیں۔ آپ نے تیس سال تک سیاحت کی ہے۔
اور فرمایا میرا مقصد یہ تھا کہ اللہ والوں کی زیارت کروں۔ جہاں بھی کسی شیخ کامل کا پتہ چلتا
میں وہاں پہنچ کر ان کی زیارت کرتا۔ حضور داتا ہجویری کے قدموں میں خواجہ اجمیری نے
اعتکاف کیا۔ وہ زیارت کے لئے تو آئے تھے نا ـــ جہاں مسجد ہاں میں لاہور کی۔ اس کے ساتھ
متصل وہ مقام بھی ہے۔ جو حضور فرید الدین مسعود الگنج شکر کا آستانہ ہے۔ اور میں نے بزرگوں
سے سنا ہے۔ اور صوفیائے کرام بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رضی اس
مقام سے داتا ہجویری کے دربار تک گھٹنوں کے بل چل کر آیا کرتے تھے۔ اگر ان کے پاس آنے سے
کچھ نہیں ملتا تو یہ اکابرین کیوں آتے رہے۔
داتا ہجویری کے آستانہ پر خواجہ اجمیری کا جلوہ گر رہنا۔ یہ جیسا کہ تاریخوں میں لکھا ہے۔ وہاں
آج بھی ان کا حجرہ ہے جو اس حقیقت کا پتہ دیتا ہے۔ اور اقبال نے جو تعبیر کی ہے وہ خداداد
ہے۔ اس نے تو ایسی بات کہی ہے۔ جو کہ بڑے مرتبے کے صوفیا ہی کہہ سکتے ہیں۔ اقبال
کہتے ہیں۔ کہ ــ داتا ہجویری کے آستانہ کو دیکھتا خواجہ اجمیری کا سجدہ کر آئے۔ ــ
سید ہجویر مخدوم امم ـــ فرماتے ہیں داتا ہجویری جانتے ہو کون
ہیں۔ یہ صرف رسول پاک علیہ السلام ہی کی امت کے مخدوم اور شیخ نہیں ہیں۔ مخدوم امم
ہیں۔ پہلی امتوں میں بھی ان کا جواب کوئی نہیں۔
مرقد او پیر سنجر را حرم = حرم تو آپ سمجھتے ہیں۔ حرم مکہ ـــ
حرم مدینہ ـــ کعبۃ اللہ کے شہر کو حرم کہتے ہیں۔ رسول ﷺ کے مدینہ کو حرم کہتے ہیں۔ اقبال
کہتا ہے۔ مرقد ـــ داتا ہجویری کا مزار جو ہے۔ وہ حضرت معین الدین چشتی کے لئے
حرم کا درجہ رکھتا ہے ـــ یعنی جو کسر ملک کو جو مکے شریف جانے سے ملتا تھا۔ خواجہ
اجمیری کو داتا ہجویری کے آستانے سے مل گیا ـــ یہ اقبال کے لفظوں میں بتے تو کوئی
ڈر رہا ہے ـــ میں تو اقبال کا حوالہ دے کے پیچھے ہٹ گیا۔ اقبال جانے اور تو۔
بادشاہی مسجد کے قدموں سے سوال ہے اس سے جا کر پوچھو ـــ
کہ اللہ والوں کے پاس آنا جانا ہمیشہ رہا ہے۔ بزرگان دین کی حیات طیبہ کا
مطالعہ کرو۔ وہ نمازوں کی پابندی فرماتے تھے۔ روزے کی پابندی فرماتے تھے۔ قرآن کی تلاوت ۔
وہاں وہ چل پھر کے سفر کر کے ولیوں کی زیارت بھی کرتے تھے۔ ـــ شیخ شہاب الدین

شہر ورود کا۔ آپ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں حضرت شیخ ابو محمد القاسم رح تشریف فرما تھے۔ جو
غوث پاک کے قریبی نیاز مند تھے۔ میں نے چاہا کہ زیارت کروں۔ میں اپنے علاقے شہر ورود سے
چلا۔ چلتے چلتے سفر طے کر کے بصرہ میں پہنچا۔ اور ان کا پتہ کرایا تو مجھے بتایا گیا کہ فلاں محلے میں
وہ رہتے ہیں۔ جب میں اس علاقے کی طرف بڑھا۔ یہ حویلیاں یہ جانور سبزے یہ کس کے ہیں۔ یہ
شیخ ابو القاسم کے ہیں۔ یہ حویلیاں۔ یہ ساری ان کی ہیں۔ یہ علاقہ یہ فصلیں۔ سب ان کی
ہیں۔ میں نے کہا۔ یہ بھی دنیا دار کے پاس ہی آگیا ہوں۔ دل میں اللہ والوں کو سمجھنا خدا جانتا
ہے۔ توفیق خداوندی کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ ورنہ انسان ٹھوکر کھاتا ہے کہ دنیا دار کے پاس
آگیا۔ ٹھیک ہے وہ نمازی ہیں۔ پرہیزگار رہیں متقی ہیں۔ شارع علیہ السلام کے دین کے علمبردار
ہیں۔ لیکن دنیا ــــ یہ مویشی یہ حویلیاں ــــ یہ بلند محلیں یہ جاگیریں۔ یہ تو دنیا کا کام
ہے۔ یہ تو دنیا کی باتیں ہیں۔ پھر میرے دل میں یہ بات آگئی۔ لیکن میں نے سمجھا۔ شیطانی
وسوسہ ہے۔ میں نے نظر انداز کر دیا۔ آخر میں تو شہاب الدین سہروردی ہوں نا۔ میں نے اس
خطرے کو دھوکہ دیا ــــ اس کو ٹھوکر مار کر نکال دیا۔ شیطان نے کوشش تو کی۔ لیکن وہاں
کامیاب نہ ہو سکا۔ میرے رب کا کرم ــــ میں نے یہ وسوسہ نکال کر باہر کر دیا۔

(B) آگے چلا۔ اب میرے دل نے کیا محسوس کیا۔ فرماتے ہیں۔ میں نے قرآن شریف کی تلاوت شروع
کر دی۔ دنیا دار کے دروازے پہ جب ہم جائیں۔ تحفہ لے کے جاؤ۔ اور اللہ والوں کے
آستانوں پہ جانے والے۔ قرآن شریف کی تلاوت کا تحفہ لے کر جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں
نے قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ اور فیصلہ کیا تھا کہ ان کے دروازے پہ جب میرا قدم پہنچے
گا۔ اس وقت جو آیت پڑھ میں پہنچوں گا۔ اس آیت سے فال لوں گا۔ کہ یہ اللہ کا بندہ ہے تو
اللہ والوں کو ولیوں کو سمجھنے میں بڑی دقتیں ہیں۔ آپ لوگ ہم کیا سمجھ سکتے ہیں۔ اپنی بات کرتا
ہوں۔ آپ تو بصیرت والے ہیں۔ لیکن میرا رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعلمہم
غیری اولیاء۔ جو میری کبریائی کی چادر کے پردے میں رکھے ہوئے ہیں۔ جس طرح غیر محرم کو تو نہیں
دیکھ سکتا۔ اسی طرح کسی غیر کو اپنے ولی کا پتہ ہی نہیں دیتا ــــ کیوں غیر محرم جھانکی نہیں
ڈال سکتا۔ صرف وہ گھر میں جاتے گھر والا ڈالے گا۔ فرمایا میرے دل میں اسرار ہے ہیں۔ حجرے
خاص میں میرے سوا۔ میرے بندوں کے سوا۔ میرے مخلصین کے سوا۔ میرے اپنوں کے سوا۔ اس حرم
میں جھانکی کوئی نہیں ڈال سکتا ــــ فرماتے ہیں میں نے فیصلہ کر لیا۔ جو آیت اس وقت
میری زبان پہ ہو گی نا۔ تب میرا قدم دروازے پر پہنچے گا۔ تو میں اس آیت سے سند لوں گا۔ فال لوں گا

DATE:

کر دیا ہیں۔ فرماتے ہیں میں قرآن پاک پڑھتا پڑھتا۔ جب حضرت کی مقدس خانقاہ کے
دروازے پر پہنچا۔ میرا دایاں قدم اندر ہے۔ اور اس آیت پر میں پہنچ گیا۔ رب تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے۔ اولٰئک الذین ھدی اللہ —— یہ آیت میری زبان پر تھی۔ اس کا ترجمہ کیا ہے
کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہیں رب تعالیٰ نے ہدایت کا شاہکار یعنی بنا دیا ہے۔ ——
اے شہاب الدین آپ نے جو موتی دیکھے۔ وہ کہاں دیکھے۔ عمر حویلی میں۔ آپ
نے جو باغ دیکھے۔ وہاں کہاں دیکھے جو فلاں زمین میں۔ آپ نے جو بلند تک دیکھی۔ وہ کہاں
دیکھی جو فلاں محلے میں۔ فرمایا میں سوچ میں کیوں پڑ گئے۔ شاید میں غلطی ہو گئی۔ فرمایا
میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ جو دل میں خیال آیا۔ وہ موتی کہاں تھے۔ حویلی میں۔
فرمایا وہ حویلی میرا دل تو نہیں ہے۔ وہ موتی تو حویلی میں تھے۔ ابو محمد قاسم کے دل میں تو نہیں تھے
ہیں —— وہ باغ اس زمین میں تھا۔ میرے دل میں تو نہیں ہے۔ وہ جائیدادیں زمین میں ہیں
میرے دل میں تو نہیں ہیں —— اے شہاب الدین واللہ العظیم۔ میرے دل میں اللہ کے سوا کچھ نہیں
ہے ——

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بزرگان دین کے پاس جائیدادیں آتی ہیں —— بعض وقت یہ لوگ حیران ہو
کر جاتے ہیں۔ فرمایا۔ وہ جائیدادیں تو زمین میں ہیں ہمارا دل تو ہمارے سینے میں ہے کہ جب دنیا
میں اس وقت تک ہمیں کوئی خطرہ نہیں۔

دنیا دار وہ ہے جو خدا سے غافل ہے۔ جو مزدوری بھی کرتا ہے تو خدا کو یاد کرتا ہے۔
نماز کا وقت آتا ہے تو بھول گئے۔ مولانا روم فرماتے ہیں کام سے رہا کر خدا کو یاد
انبیاء و مرسلین نے کام کیے —— ان کے سر پر رسالت کا تاج رہا۔ حلال طریقے سے
کمانا یہ دنیا نہیں ہے —— کشتی کے لئے پانی ضروری ہے —— مثال کشتی ——
جہاں کشتی ہے وہاں کشتہ جہاں ہو کہ جہاں پانی نہیں —— کیا کرتے ——۔ مولانا روم نے فرمایا
ہے بھلا۔ حیرت ہے۔ اگر یہ محبت چڑے جوتے کے نیچے ہے تو کر طلب کی ہے اور اگر اعلیٰ کو دل
میں رکھ لو تو۔ جیسے کہ کشتی میں پانی آ جائے کشتی ڈوب جائے گی۔ مال کی محبت آ جائے
دل ڈوب گیا —— شیخ ابو محمد القاسم نے فرمایا۔ کے وہ موتی وہ حویلی میں تھے دل میں نہیں تھے
اللہ والوں کو سمجھنے کے لئے توفیق الٰہی لازم ہے۔ جب تک اللہ کا کرم نہ ہو اللہ والے سمجھ —
بعض صوفیا فرماتے ہیں کہ خدا کو پہچاننا آسان ہے مگر خدا کے بندے —— خدا کی شان
وہ قدوس ہے۔ سمیع ہے۔ بصیر ہے۔ لیکن بندہ ہے کہ سمجھ نہیں آتا۔ ہر طرح کا نقص

DATE:

بشر ہی تو ہے۔ انسان جا ہی تو ہے ۔۔۔ جو مشیت کا بھوت جب سوار ہو جاتا ہے آنکھوں کو
اندھا کر دیتا ہے ۔۔۔ بندے کو پہچاننا مشکل ہے ۔۔۔ بندہ اس وقت پہچانا جائے گا جب
کوئی اللہ کا بندہ پردے کو اٹھا دے گا ۔۔۔ خدا کو پہچاننا آسان ہے مگر ۔۔۔ یہی وجہ
ہے کہ سب بغیر پیغمبروں کو آج تک خدا کے بندوں کی سمجھ نہیں آئی ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے [illegible]
بعض بدبختوں کی جنگ کے حال کی جائیداد کی نہ ہو ۔۔۔ کہ ہم [illegible] والے نہیں۔ اعوان ہیں۔
برصغیر میں ملا ۔۔۔ کسی بادشاہ سے نہیں ملا ۔ ہمیں داتا ہجویری کے آستانے سے ملا ۔
خواجہ اجمیری سے ملا ۔۔۔ جنہوں نے ۹۰ لاکھ بت پرستوں کو بلکہ ولی بنا دیا ۔۔۔ اور اقبال کو تسلیم
کرنا پڑا ہے ۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا۔
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا۔

دین اللہ والوں کی نظر سے پیدا ۔۔۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ محمود غزنوی نے ہندوستان
پر ۱۷ حملے کیے ۔ انہوں نے سومنات کا مندر توڑا ۔ ہندوؤں کا زور توڑا ۔ وہ ہندوؤں کو
شکست تو دے چکے ۔ لیکن اسلام کا جھنڈا نہ لہرا سکے ۔ اسلام کا جھنڈا یا تو داتا ہجویری
نے لہرایا ۔ یا خواجہ اجمیری نے لہرایا ۔۔۔ ہمیں کلمہ اولیاء نے پڑھایا ۔۔۔ جو نیل دریا کے آر
پار لوگوں کو ہم بہت سے ملے ہیں ۔ لیکن جو لوکل لوگ ہیں ان سے پوچھو ۔ ان کے آباؤ اجداد
بے ایمان تھے ۔ اگر آج ان کے گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے ۔ تو یہ فرید کا لنگر ہے ۔
کلمہ پڑھانے والا فرید الدین ۔۔۔ ہمیں جن کے دروازے سے ایمان ملا ہے ۔ ان کی عظمت
کے خلاف ہم برداشت نہیں کر سکتے ۔

[illegible]

خطاب مسجد [illegible]
[illegible]

۱۹ — ۴ — ۲۰۱۴
۱۸ — ۶ — ۱۴۳۵
۵ — ۴۲ — ۲۷

[illegible]

DATE: 10-1-97

شان رسالت

کفارہ سیئات کے بارے میں ملاء اعلیٰ کے مقربین فرشتے تذکرہ کر رہے تھے۔ نبی پاک علیہ السلام نے اپنے تمام نبیوں
کے ساتھ بیان فرمایا۔ یہ معراج کی سوغات ہے۔ جو نبی پاک علیہ السلام نے اپنے قریشی غلاموں کو عطا فرمائی۔
جس امر سے جس عمل سے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ وہ بیان ہو چکے۔ اب دوسرا عمل جو ہے معاف
کرنے کے لئے۔ پیش کیا جا رہا ہے ـــــ یعنی جس عمل کی بدولت گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اس کا تذکرہ
تھا۔ کہ اتنے میں وہ ماہ سعید آ پہنچا جس میں گناہ کرانے والا شیطان قید میں ڈال دیا جاتا ہے۔ تو اس
کے بیان میں۔ ماہ رمضان کا ہر لمحہ ہمارے لئے سعادت کا باعث ہے۔ ہر ساعت ہماری خوش قسمتی پر
خدا کی مہر ہے۔ جس کا ہر سکینہ اور جس میں لیا جانے والا ہر سانس ایمان والوں کے لئے پروانہ بخشش کا
ہوتا ہے ـــــ جس پاک مہینے میں بندوں کو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ وہ جو پہلے نہیں ہو سکا۔ لیکن
اس کے سبب تو ایک اور عظیم سعادت ہے۔ وہ یہ کہ حدیث پاک میں الحمد للہ رب العالمین مجھے حدیث
شریف۔ ملی اور زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جس میں سید عالم ﷺ کا خطبہ ہے۔ جو آپ نے آج کے دن
ارشاد فرمایا۔ شعبان کا آخری دن تھا۔ یہ حدیث شریف حضرت سلمان فارسی سے مروی ہے۔
مدینہ شریف کا شہر آیا اور یہ جو روزے ہیں یہ مدینہ عالیہ کی سوغات ہیں۔ کیونکہ مدینہ عالیہ میں فرض
ہوئے۔ اور شعبان کا آخری دن ہے۔ آخری دن خطبہ ارشاد۔ شام کو چاند ہونے والا رمضان کا۔
رمضان کے احترام میں خطبہ دیا ـــــ ایک مسئلہ معلوم ہوا۔ اوقات کی مناسبت سے خطبہ دینا
سنت ہے ـــــ جیسا موقع ہو ویسا خطبہ ـــــ اور آج ہمیں حضور کی اس سنت کا شرف
حاصل ہو رہا ہے ـــــ آخری دن میں خطبہ ـــــ اس لئے بیان فرمایا کہ تیار ہو جاؤ۔ رمضان المبارک
کی عزت و برکت کا تعارف ہو جائے ـــــ ہر مسلمان کوشش کرے ـــــ اس رحمت کے سمندر سے
[illegible] ـــــ سب کچھ بدل گیا اگر دل بدل گیا ـــــ نبی پاک کا فرمان ہے تو وہ ـــــ
ہمارے سر وہ ہی رحمت کا سایہ ہو گئے مظہر میں آگیا ہے ـــــ مثال بادل کی طرح دیکھتا ہے۔
بارش برساتا ہوا آتا ہے ـــــ بادلوں کی بارش جسموں پر ـــــ رمضان کی بارش دلوں پر ـــــ بادل کی
بارش سے جسم پاک۔ رمضان کی دل پاک ـــــ روزہ تقویٰ ہے ـــــ جب دل پاک ہو اس وقت تقویٰ
ہوتا ہے۔ محبوب کے پاکیزہ خزانے ہیں۔ وہ رب جس نے محبوب کو عطا فرمائے ـــــ صحابہ کی توجہ
سے ہی سرکار کی طرف ہوئی ـــــ مرحوم تقی وہ بیان کرتے ہیں ـــــ حدیبیہ میں آئے۔ صحابہ کرام
کو دیکھا محبوب کا ادب ـــــ سر دل ہے ہر غزوں صحابہ کی مثال۔ [illegible] تو آتا جاتا
ہے۔ [illegible] آواز کوئی ـــــ صحابہ کرام کو وضو کے دوران کھانسی بھی نہ آتی ـــــ ہر آنکھ رہتی
حضور کو دیکھ رہی ہے ـــــ ادب تھا ہیں کا ادب وہ نہیں کرتے تھے صحابہ کرام ـــــ شہر عظیم آگیا۔

۹ - ۹ -
DATE: ۱۵ - ۱۱ - ۰۲

رمضان شریف کی برکت ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ اشتی تشریف مالک کی نیسہ مالی کا ہوتا ہے ۔ اسلام سے اونچا کوئی قلعہ نہیں ہے ۔ اسلام سے اونچا کوئی محل نہیں ہے ۔ کیونکہ ہم نے سوچا ہے کہ اس میں جو مسئلہ پر استعمال ہوا ہے وہ سنا علم ہے ۔ کلمہ لا کو اس کار ابو جہل ابو لہب سے پاک رکھ ملک کون ہیں ۔ پتا آپ کو سو جاتا ہے ۔ آج رمضان کا نواں روزہ ہے ۔ حضور خدا کے گھر کو پاک کرنے کے لیے ۱۰ رمضان کو فتح مکہ کے لیے تشریف ۔ نہ جانے رب تعالیٰ کو کسی قدر محبوب علیہ السلام پیارا ہے ۔ کہ اپنے گھر میں کافروں کی رکھی ہوئی آلودگیوں کو اس لیے برداشت نہیں کیا کہ اچھی لگتی ہیں (معاذ اللہ) صرف اس لیے مہلت دے دی ۔ کہ رب اکبر ہی ان نبی علیہ السلام کی ٹھوکر سے دور کرنا چاہتا ہے ۔ اور بتانا چاہتا ہے ۔ کہ ایمان والو ۔ دنیا کے مسلمانوں ۔ ہوش کرو ۔ ان کے بغیر تم کچھ نہیں ہو ۔ ان کے بغیر میرا گھر ہی پاک نہیں ہوا ۔ تم کیسے پاک ہو سکتے ہو ۔

معاہدہ صلح حدیبیہ کا واقعہ گزر گیا ۔ نبی رحمت علیہ السلام ۔ حدیبیہ کا معاہدہ کر کے جہاں آپ چھوٹے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں ۔ تنعیم سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر بالکل قریب ہی وہ مقام ہے ۔ جسے حدیبیہ کہتے ہیں ۔ اب جانے اس کو کیا کہتے ہیں ۔ یہاں پہنچ کر ۔ عمرہ نہیں ہوا ۔ نبی پاک اپنے غلاموں سمیت عمرہ نہیں کر سکے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی حکمت نبی پاک کا فیصلہ ۔ کہ معاہدہ کر کے کہ ہم اس سال عمرہ نہیں کریں گے ۔ اگلے سال آئیں گے ۔ اور یہی شرائط ہیں ۔ وہ بھی پوری نہیں ہو سکیں ۔ جب واپس مڑے تو میں تو یہ نہیں کہتا ۔ کہ صحابہ کرام کو شکوہ تھا معاذ اللہ ۔ شکوہ کوئی نہیں تھا ۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں نبی پاک علیہ السلام کے اشاروں پر چلنا ہے ۔ لے جانے کا کہیں تو چلیں گے ۔ واپس مڑنے کا کہیں گے تو مڑیں گے ۔ ہمیں اس سے کیا غرض ہے ۔ کہ پہنچے ہیں یا نہیں پہنچے ۔ حضور نے احرام باندھا ۔ ہم نے باندھ لیا ہے ۔ اور جب حضور نے عمرے کا احرام کھولنے کا حکم دیا ہے تو صحابہ کرام پر ایک سناٹا طاری تھا ۔ کہ لب دریا پر آئے ہیں ۔ اگر سرکار اجازت دے دیں ۔ تو ہم دیکھیں گے ۔ کہ یہ مکے والے ہمیں روکنے والے ہیں ۔ اگر حضور اجازت دے دیں ۔ اگرچہ آئے تو عمرہ کرنے کے لیے ہیں ۔ لیکن نہتے ہیں معلوم ۔ بڑے بڑے بد بختوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ۔ اس کے صدقے سے کافی ہیں ۔ لیکن اجازت نہیں ہے ۔ دلوں پر وزنی ہے بوجھ ہے ۔ یعنی بہت بڑا وزن ہے ۔ فاروق اعظم دلگرفتہ ہیں ۔ لیکن چونکہ سرکار کا حکم تھا ۔ واپس ۔ اور اللہ کریم تو حضور کے غلاموں کے رنجیدہ دلوں کے دل میلے کرنا، وہ برداشت نہیں کرتا ۔ تھوڑا سا پیچھے ہٹے تو جبرائیل امین آ گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا ۰ ۔

DATE:

اے محبوب علیک السلام۔ ہم نے آپ کو خاطر مکہ شریف فتح کر دیا ہے۔ یہ ایک خدا جانتا ہے۔ اگر مسلمان کو اللہ والوں پر قبضہ کرنا جائز ہوتا۔ تو یہ بڑا موقعہ تھا۔ لیکن یہ اتنے عظیم لوگ ہیں۔ کہ شیطان تو ان کی گلی میں بھی نہیں آتا۔ یہ ایسے پاکیزہ لوگ ہیں جن کے شریف میں حضرت صہیب رومی کا ذکر آتا ہے۔ اقبال نے فرمایا

کشش زِ بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابو جہل۔

این چہ بلبل العجب

بصرہ میں حسن آئے۔ پھولیاں بکھر گئے حبش سے بلال آئے۔ اسلام اور مسلمانوں کے سر دار بن گئے۔ اور روم سے صہیب آئے۔ نبی پاک کا لاڈلا اور پیارا بن گیا۔ وہاں ز خاک مکہ ابو جہل۔ مکے کی سرزمین پر پیدا ہونے والا ابوجہل این چہ بوالعجبیست۔ یہ عجیب قدرت کے فیصلے ہیں۔ اور بتایا جا رہا ہے۔ کہ ان طاقتوں جب تک کوئی نہ چڑے جاہے مکہ شریف میں ہی رہتا ہوا ملتا ہوں سب کچھ کرتا ہوا۔ جو ان کا نصیب ہے اس سے کچھ نہیں ہے۔ مکے میں کچھ نہیں ہے ان کا حصہ سوا۔ خانہ کعبہ میں کچھ نہ تھا ان کا سوا۔ بیت اللہ شریف جو ہوا ہے تو ان کے طفیل سے سر آنکھ کا صدقہ ہوا ہے۔

جب واپس ہوئے۔ تو جبرائیل امین نے یہ آیت ——— فتحا مبینا۔ ہم نے مکہ شریف تو آپ کی خاطر اس انداز میں فتح کر دیا ہے۔ کہ ساری دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ فتحا مبینا ——— قسم بخدا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان۔ جن کی تعداد 1500 کے قریب ہے۔ سب ایک کا دل جو ہے۔ اس میں یہ بات نہیں آئی ہے۔ کہ واپس ہو رہا ہیں۔ عمرہ کرنے ہی نہیں دیا۔ یہ فرما رہے ہیں فتحا لک ——— آپ کے لئے مکہ فتح ہو گیا ہے اللہ نے فتح کر دیا ہے۔ تو صحابہ کرام کے چہرے پر جو اداسیاں تھیں وہ دور ہو گئیں۔ رونق آ گئی۔ اور ایک دوسرے کو مبارک کہہ رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھ سکے کہ مکہ شریف فتح نہیں ہو جائے گا ——— اللہ برداشت نہیں کرتا کہ محبوب کے غلام غمگین ہوں۔ جو کچھ کر دیا۔ راضی کر دیا کیونکہ میرے محبوب کی حکم کی تعمیل میں مرے جا رہے ہیں۔ عمرہ کرنا میری حکمت پوری کا کر رہا ہوں۔ ورنہ میرا محبوب کو روکنے والا کون ہے۔

اس وقت ایک طے یہ ہوا تھا۔ ایک قبیلہ تھا۔ جو مکہ کے مضافات میں رہتے تھے اور ایک تھے بنو خزاعہ۔ بنو بکر جو تھے۔ وہ قریش مکہ کے حلیف تھے۔ اور بنو خزاعہ جو تھے۔ اور مسلمانوں کے حلیف تھے۔ ان کا حضور سے معاہدہ تھا کیا۔ قریش مکہ کے

DATE:

سے نبی پاک کا معاہدہ ہو گیا۔ کہ جو قبیلے تمہارے ساتھ معاہدہ کریں ہم ان کو کچھ نہیں کہیں گے
جو تمہارے ساتھی ہوں گے۔ ان پر ہم وار نہیں کریں گے۔ اور جو ہمارے ساتھ ہوں گے انہیں تم
نہیں ستاؤ گے ۔۔۔ اس پر فیصلہ ہو گیا۔ اتفاق ایسا ہوا ۔۔۔ کافر ہمیشہ دھوکے باز ہیں۔
مسلمان دھوکہ نہیں دیتا۔ دھوکہ کھا ضرور لیتا ہے ۔۔۔ یہ طے ہو گیا ۔۔۔ بنو خزاعہ کا
ایک آدمی تھا۔ اور ایک تھا بنو بکر کا ۔۔۔ دونوں بیٹھے ہوئے۔ اس بنو بکر کے آدمی کی شقاوت۔
جوش میں آ چکی ۔۔۔ تو اس نے بنو خزاعہ کے اس فرد کے سامنے۔ حضور کی شان میں غلط
لفظ بولا ۔۔۔ یہ میں عرض کر دوں۔ کہ بنو خزاعہ والے ہنوز مسلمان نہیں ہوئے۔ لیکن حضور
کا حلیف ہے ۔۔۔ نبی پاک کی پناہ میں ضرور ہے۔ اس نے کہا زبان سنبھالو ۔۔۔ معاہدہ ہو گیا
ہے۔ اس لیے تم ایسی بات نہیں کر سکتے ۔۔۔ وہ بڑا جب زبان کھولنے لگا۔ اس کے پاس ڈنڈا تھا۔
ایک ڈنڈا اس پر دے مارا۔ سر کھول دیا۔ جب اس کا سر پھٹ گیا ۔۔۔ اس نے اپنی قوم
کو بلایا۔ بنو خزاعہ نے اپنی قوم کو بلایا۔ انہوں نے اپنی قبائل کو بلایا ۔۔۔ چونکہ ان کی کثرت تھی
اور قریش کی کمک ساتھ تھی یہ سیاسی طور پر ان کا غلبہ تھا ۔۔۔ لہٰذا انہوں نے بنو خزاعہ کو پریشان
کیا۔ یہ واقعہ ہوا مکہ معظمہ میں ۔۔۔ صلح حدیبیہ کے واپسی کے بعد۔ پچھلی رات کا وقت ہے۔
ام المومنین ۔۔۔ حضرت میمونہ کا گھر ہے ۔۔۔ جو کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خالہ ہوتی
ہے۔ پچھلی رات ہے ۔۔۔ میرے آقا علیہ السلام استراحت میں جلوہ گر ہیں۔ جب انسان حوائج
ضروریہ کیلئے داخل ہو۔ اور فارغ ہو کر وضو کے لئے اہتمام کیا جاتا ہے ۔۔۔ ام المومنین فرماتی
ہیں ۔۔۔ کہ حضور کی آواز سنائی دی ۔۔۔ نبی پاک علیہ السلام کا مبارک یہ دستور
تھا ۔۔۔ کہ سرکار استراحت میں بات نہیں کرتے تھے ۔۔۔ اور اجازت بھی نہیں ہے ۔۔۔ ہمیں
نبی کا حکم ہے ۔۔۔ کہ جب تم لوگ غسل خانے میں ہو ۔۔۔ تو باہر کسی کو آواز نہیں دو۔ اگر کوئی
آواز دے تو جواب نہ دو خاموش رہو ۔۔۔ لیکن ام المومنین حیران ہیں کہ یہ سرکار بات
کر رہے ہیں۔ کان لگا دیئے ۔۔۔ تو نبی پاک نے اپنی مبارک زبان سے فرمایا ہے لبیک
تین بار ۔۔۔ گھبرا نہیں میں تیری مدد کو آگیا ہوں ۔۔۔ اس کو محدثین نے نصرت بھی لکھا
ہے ۔۔۔ لیکن اس کو نصرت بھی پڑھ لیں ۔۔۔ تو حرج نہیں ہے ۔۔۔ نصرت کے ذو معنی ہے
میں نے تمہاری مدد کر دی ۔۔۔ اور نصرت جو ہے۔ وہ مجہول کا صیغہ ہے لہٰذا تیری مدد کی گئی۔
یقین ہو گیا۔ نبی کو حیرت ہے کہ نہ دیکھا ۔۔۔ تیری مدد ہو گئی ۔۔۔ جب باہر نکلے۔ ام المومنین نے
عرض کی یا رسول اللہ۔ میرے ماں باپ قربان ۔۔۔ آقا استراحت میں تو آپ [illegible]

تھا۔ کہ محبوب دور تو دیکھتے ہی ہیں۔ اور سنتے بھی ہیں۔ اور امام اہل سنت فرمایا

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوا سے جواب دیا۔ سرکار نے فرمایا اے عائشہ میرے لیے میرا سامان تیار کرو۔ اور بتانا کسی کو نہیں ہے۔ اور وہ تو ام المومنین ہیں۔ مزاج شناس ہیں میرے آقا کی۔ عرض کی یا رسول اللہ۔ یہ مکے والوں کا ہی تو مسئلہ نہیں ہے۔ فرمایا یہی متعلق لوگ ہوتے ہیں۔ اکثر ہوتا بھی ایسا ہے۔ پرانے لوگ جو تھے وہ گھر میں رہنا راز نہیں رکھتے تھے۔ کیونکہ ان سے راز کھل ہی جاتا ہے۔ دوسری سے بیتی ہے تجھ سے سیکھتی ہو آگے نہ کہنا۔ اس کو آگے سے کہا۔ کیسی بد تو نیری خاتون تو نہیں ہیں۔ بنت صدیق بھی یہی ہیں۔ ام المومنین بھی یہی ہیں۔ اور وہ عظیم خاتون جن کے محلے میں رب نے قرآن کی ۱۸ آیتیں کا نزول نازل فرمایا ہے۔ یہ تو وہ ہیں۔ یہ تو وہ خاتون ہیں کہ جن کے بستر پہ حضور پر قرآن نازل ہوتا تھا۔ میرے آقا نے فرمایا امہات المومنین سے۔ یہی عائشہ تو عائشہ ہیں۔ فرمایا ان میں کوئی ایسی ہے کہ جس کا باپ ابوبکر ہے۔ بڑے خصائص کی مالک ہیں۔ اور خدا کی قسم ہے۔ حضور کا راز ہضم کرتی ہیں۔ اور رب کریم نے دکھا دیا۔ سامان باندھ رہی تھیں۔ اسی اثنے میں اباجی آ گئے۔ صدیق اکبر آ گئے۔ فرمایا بیٹی یہ کیا ہے۔ عرض کی ابوجی یہ سرکار کا۔ گھر میں سامان باندھ رہی ہوں۔ کیا حضور کہیں جا رہے ہیں کوئی تیاری ہے۔ فرمایا مجھے پتہ نہیں۔ نہ میں بتا سکتی ہوں۔ (یعنی دانستہ کو ہیں) یہ جھوٹ نہیں ہے۔ نہیں جانتی کا مطلب ہے کہ یہ جو حکمت کا پتہ نہیں ہے۔ محبوب کی کیا حکمت ہے۔ ورنہ ابوبکر سے تو بچ کے نہیں بتا سکتی تو باپ چھپا سکتی نہیں۔

(B) ورنہ رب کریم کو یوں نہ عرض کرتی۔ مجھے چھپا کے رکھنا۔ یہ رب نے ڈائریکٹ آرڈر دیا ہوتا نہ۔ کہ چھپ کر آنا۔ چھپانے کا ذمہ دار اللہ خود تھا نہ۔ آپ چھپ کر آئیں بتانا نہیں بتائیں کسی کو۔ وہ خود انتظام کرتا۔ حضور کا فیصلہ تھا۔ حکمت خداوندی تھی۔ عرض کی مولا میرا یہ فیصلہ ہے کہ میرا بتانا تب تک جب میں مکہ معظمہ کے اوپر پہنچ جاؤں۔ تیاری ہو رہی ہے اور میرے آقا علیہ السلام دلیں پائیں۔ جتنے قبائل تھے۔ حضور کے جو حلیف تھے۔ ان میں مسلمان بھی تھے۔ ان کو پیغام بھیجا۔ کہ میں مکہ معظمہ جا رہا ہوں۔ چلنے والوں جلدی کرو تیاری کرو۔ میرے ساتھ چلو۔ اور ساتھ حکم ہے کہ بتانا کسی کو نہیں ہے۔ کوئی ہزار کی تعداد میں قبیلہ آیا۔ کوئی پانچ سو کی تعداد میں قبیلہ آیا۔

کوئی ڈیڑھ ہزار کی تعداد میں آیا۔ کسی میں مجال ہے کہ اندر سے باہر بات نکل جائے ہو۔ جاتی بھی کیسے رب اکبر نے
نے جو پردہ پوشی کر رکھا کر دیئے۔ محبوب نے جو کہہ دیا تھا۔ کہ مولا مجھے چھپائے رکھنا۔
تیاری ہو گئی۔ نبی پاک نے ایک غلام سے کہا اعتدالی ہو گئی۔ اس کو بھی کنٹرول کر لو پاک سرکار
علیہ السلام نے۔ وہ راز بھیج رہا ہے مدینہ عالیہ سے مکہ شریف۔ نبی پاک نے مولا علی کو ساتھیوں
سے فرمایا۔ ایک دو سے تین بھاگ جاؤ۔ روضہ خاخ میں ایک عورت جا رہی ہے اس کے
پاس رقعہ ہے اسکو بھی پکڑ لاؤ۔ رقعہ بھی لے جاؤ ــــــ ہزار تعریف ہو ان سپاہیوں
پہ جو پتے پوچھے بنا جانتا جو نہیں۔ پاگلو یہ تو ہر حرکت جانتے ہیں۔ بخاری شریف
کی حدیث پاک ہے۔ اور جو بخاری کو نہ مانے اسکو تو سب شک ہی آتا ہے جو ابھی تک نہیں ہے۔
مولا علی کو ساتھیوں ساتھ چلے گئے۔ جو حضور نے فرمایا تھا عورت کو وہیں پایا۔ فرمایا جلدی کرو۔ رقعہ
کونسا رقعہ فرمایا جو تیرے پاس ہے نہیں ہے۔ فرمایا جلدی کر۔ زیادہ باتیں نہیں بناؤ کر رقعہ
پیش کرو۔ عورت تھی۔ اس کو پکڑ تو سکتے نہیں تھے۔ بیگانی عورت ہے۔ مسلمانوں علی کی
غیرت کے خلاف ہے۔ کہ عورت کو ہاتھ لگائے۔ صحابہ کرام کی غیرت کے خلاف تھا۔
عورت نے کہا میرے پاس کوئی نہیں ہے۔ فرمایا تیرے پاس ہے فرمایا بات سن ہمیں اس نے بھیجا ہے۔ جس
کی زبان سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا۔ جب اس نے سوچا۔ یہ ہاتھ تو لگا نہیں سکتے ہیں۔ اس نے
کہا میرے پاس نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اب میں تجھے وارننگ دیتا ہوں۔ کہ مجھے جو جواب دینا تھا
وہ ہو گئی ہے اب حکم ہے حضور شریف سے تیرا نکالو اسکو چوٹی سے پکڑ لو۔ معاف نہیں کرنا جب
وہ نہ مانی تو آپ نے جب کھینچنا چاہا تھا ــــ تو اس نے اپنے سر کی چوٹی کے اندر لپٹا ہوا
رقعہ نکال کے دیا۔ غیب دانی نبی پاک کے علم پر کروڑوں سلام۔ خبر آ گئی۔ میں پیچھے
جا رہا ہوں۔ کہ صحابی رسول سے غلطی ہو گئی معافی بھی مانگ لی۔ حضور نے بھی معافی دے دی۔ تیاری
کرو۔ یہ مبارک لشکر۔ ہزار یا بارہ ہزار کی تعداد میں تھا۔ حضور علیہ السلام۔ فتح
مکہ کے لئے نکلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو رہا ہے۔ انا فتحنا لک ــــ جیسا ہم نے آپ کو
مکہ شریف فتح روشن کر دیا ہے۔ ایک قول کے مطابق کہ فتح مکہ کے لئے ہے۔ دوسرا قول یہ
فتح خیبر کے لئے جو ہے۔ ہم نے میں سبھی کے لئے ہے۔ قرآن کے دامن میں سب کچھ ہے۔ یہ مبارک
جماعت چلی۔ اور ام سلمہ۔ ام المومنین نے حضور کی خدمت کے لئے ساتھ ہیں۔ سرکار کا وطیرہ تھا
کہ جب کسی سفر پہ جہاد پہ بھی جاتے۔ تو امہات المومنین میں سے کسی ایک خاتون کو ساتھ لے جاتے۔ ام
سلمہ کو اپنے ساتھ رکھا۔ اور حضور علیہ السلام صحابہ کرام بیٹھے تیاری کر رہے ہیں۔ فرمایا میں دیکھ رہا ہوں۔

ٹھکرا دیے۔ بستر سمیٹ لیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ اس نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا۔
ورنہ بعد میں تو صحابی ہو گئے۔ ابوسفیان اس وقت کافر تھا۔ ابوسفیان بڑے مضبوط
اعصاب کا مالک تھا۔ جسے ڈھیٹ کہتے ہیں۔ اس نے ضمیر پر جو چوٹ پڑی تھی نا۔
کہ دنیا تو کیسا ہے کہ بیٹیاں اپنے باپ سے بے رخی نہیں کرتیں۔ یہ کیا تماشا ہوا
سالوں کے بعد آیا ہوں۔ میری بیٹی نے بستر ہی اٹھا کر دیا۔ شاید حضرت کیا ہوگا یہ
تجھے حقیر جانا ہے۔ فوراً بولے شاید اچھا۔ یہ بستر پیغمبر کا ہے تو مشرکوں کے لائق
نہیں ہے۔ اور بھاگ گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میرے باپ کو غلط فہمی ہوئی ہے تو شیخ
نے فرمایا ہے۔ ام حبیبہ نے فرمایا۔ ابوسفیان خوش کر تو اس پہ بیٹھنے والا نہیں۔
اس کے قابل نہیں ہے۔ یہ سیدہ سارے کائنات کے سردار کا ہے۔ تو پلید ہے یہ
اس کا ماتھا ٹھنکا۔ کہ بیٹی نے کہا ہے تو آگے مجھے کیا ملے گا۔ اسی وقت باہر نکل گیا۔
آواز نہیں دی ام حبیبہ نے کہ آ جاؤ بیٹھ جاؤ۔ نہ میری ماں کا کیا حال ہے۔ کیا حال
ہے۔ جوان کیسی ہے۔ بیمار ہے یا نہیں ہے۔

ابوسفیان وہاں سے نکلا۔ جناب ابوبکر یار ہے ان کا۔ صحابہ کرام کی آزمائش
دیکھیں کتنی زبردست ہیں۔ ابوبکر کے پاس چلوں۔ اس نے حامی بھر لی تو شاید کام
بن جائے۔ آخر بعثت سے پہلے صدیق اکبر حضرت اور اس کی بڑی دوستی تھی۔
جس مقام پہ جو رشتہ کوئی نہیں پوچھتا تھا۔ وہاں ابوبکر کے اشاروں پہ فیصلے ہوتے تھے۔
اتنے عظیم تھے۔ پھر کیا ہوا۔ ابوبکر صدیق کے پاس پہنچا۔ کہنے لگا کوئی جذباتی قسم کے چھوکروں نے
غلطی کر دی ہے۔ میں ذرا تجدید عہد کے لیے آیا ہوں۔ آپ میری سفارش کر دیں۔ آپ نے فرمایا ابوسفیان
زبان سنبھال۔ ابوبکر کے پاس تیرے لیے کچھ نہیں۔ ایسا رکھا پھیکا جواب دیا۔ کیونکہ تھا تو ڈھیٹ
اچھا اب عمر کے پاس چلیں۔ میں خدا کی قسم اٹھا کے کہتا ہوں یہ معاہدہ محبوب کا درمیان میں حائل تھا
ورنہ عمر اس کو چھوڑتے۔ چلو عمر کے پاس چلتا ہوں۔ عمر کے پاس آ گئے۔ جناب غلطی ہو گئی۔
بچوں سے نوجوانوں سے بس چھوکرے سے ایسے تھے۔ انہوں نے معاہدہ توڑ دیا۔ میں ذرا تجدید معاہدہ
کے لیے آیا ہوں۔ فاروق اعظم نے خون آلود نگاہوں سے دیکھ کے فرمایا۔ دفع ہو جا۔ عمر کے پاس
تیرے لیے کوئی فیصلہ نہیں ہے۔ فیصلہ وہی ہے جو در مصطفیٰ سے ہو گا۔ ہم تو غلامی کرنے والے ہیں۔
فیصلے انہی کے ہیں سارے۔ چلو علی کے پاس چلتا ہوں۔ یہ بہت ہی زیادہ قریبی ہیں رشتے میں بھی۔
ڈھیٹ نہیں تو اور کیا ہے۔ رشتے میں تو بہن قریب ہے۔ اگر حقیقت ٹھیک ہوتی نا۔ تو کچھ جاتا کہ

بڑا قریبی رشتہ ہے۔ سسر اور باپ برابر ہوتے ہیں ۔ مجھے یاد آیا ایک نکاح ہیں۔ جن نکاح کے لیے گیا۔
واقعہ ہے ـــــ علی شیر خدا تو چچا زاد بھائی ـــــ اور ان کے گھر بھی آقا علیہ السلام کی شہزادی صاحبہ
ان کے پاس چلی گئیں۔ آ علی غلطی ہو گئی چھوکروں سے ذرا کہو آپ سفارش کریں۔ آپ شہزادی بات سنی۔
مجھ سے بات دوبارہ نہ کرنا۔ فیصلہ حضور کا ہے وہ جانیں ان کا رب جانے۔ ہم تو ان کے حکم پر پہرہ دینے
والے ہیں۔ ہر صحابی کا جذبہ یہ رہا تھا۔ ہم صرف مجبوری معاہدہ کی ہے۔ ورنہ ہم دیکھتے کہ ابوسفیان
یہاں سے بچ کے کیسے نکلتا ہے ـــــ تو وہی تو ہے جو حضور کی گستاخیاں کر رہا ہے۔ سفارت
والا ہے۔ ہر طرف سے منہ کی کھائی ـــــ ابوسفیان خاسر نامراد ناکام واپس ہوا۔ پھر
آقا کی شادی ہو گئی ـــ رمضان پاک کی دس تاریخ ہے۔ اب درمیان میں ایک مسئلہ اور آ جاتا ہے
وہ حوصلے سے سنیے گا۔

جب ایک شام کا پہر پہنچے یہ سارا لشکر روزے سے ہے۔ سارے غلام تشنہ لب ہیں۔ دن ہے رات نہیں۔
فرمایا روزہ کھول دو۔ ادھر فیصلہ یہ ہے کہ جو روزہ جان بوجھ کے توڑ دے اس کی سزا سخت
ہے۔ حضور پاک اس کا روزہ کھلوا رہے ہیں۔ یہاں دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت یہ ہے۔ کہ جو چاہے
چھوڑ دے۔ جو چاہے رکھے ـــ جبکہ دوسری روایت یہ ہے۔ کہ جس نے روزہ نہ کھولا۔ وہ گنہگار ہے۔ اللہ
کو روزے کی عزت نہیں ہے۔ مصطفیٰ کی زبان کی عزت ہے ـــــ ان کی زبان سے جو نکلا رب کو ہر
عبادت سے زیادہ پیارا ہے ـــــ اب یہ میدان وسیع ہے گفتگو کے لیے اور یہ اس لیے
روزے کھلوا دیئے۔ کہ غلاموں کے کندھوں کے اوپر بوجھ بڑا زبردست ہے۔ کیونکہ مکہ میں تلوار نیزوں
[illegible] ہے۔ کافروں کے دروازوں پر مسلمانوں کی ہجرت جناب عالی دستک دے رہی ہے
کہ اب تیاری کرو۔ جن کو مجبور کر کے تم نے نکالا ہے۔ آج وہ آ رہے ہیں۔ فرمایا ایمان والو ـــ
بڑی ڈیوٹی دینے چلے ہو۔ ہو سکے تو چھوڑ دو بعد کو لینا۔ ذرا خانہ کعبہ کو تو پاک کر دیں ۔
آج بھی مسلمانوں سے کہ جس نے روزہ رکھ کے سفر نہیں کر سکتا۔ وہ روزہ نہ رکھے ۔ دیکھو رکھا ہوا روزہ
چھوڑ نہیں سکتے ـــ یہ نہیں ہو سکتا۔ روزہ رکھ لیا۔ بائی چانس جانا پڑا۔ تو روزہ بھی چھوڑ دو۔
یہ تمہارا فیصلہ نہیں ہے ۔ یہ وہ کرے جو شریعت کا مالک ہے۔ حضور کے اختیار کی بات آپ
کو سنا دی ـــ

نوٹ یہ منبر میں قالین بچھا دو تاکہ جتنے پھول بچھیں گے ـــ
میرے آقا علیہ السلام کا سفر مبارک جا رہا ہے۔ اور مرحبا کی مولوی جی چھپا کے رکھنا۔ کسی کو پتہ نہ چلے۔

DATE:

اور بنی بکر کی اب آمد کا کھٹکا لگا ہوا ہے ۔ کافروں کو ۔ اندر اندر سازشیں ہو رہی ہیں ۔ انہوں نے
ہتھیار بنانے شروع کر دیئے ۔ یہ واقعہ جو میں نے بیان کیا ہے ۔ یہ مدارج سے ہے ۔ اب میں
پہنچ گیا سیرت حلبیہ میں ۔ ایک تھا بڑھئی ۔ لوہار ۔ لوگوں نے اس سے بھالے برچھے بنوانے شروع کر دیئے ،
اس کی تو دکان چمک اٹھی ۔ اس کا تو سیزن لگ گیا ۔ برچھیاں بھالے تلواریں ۔ بناؤ ۔ صبح
شام وہ کام کرتا ۔ ایک دن آ کے کہنے لگا ۔ اپنی بیوی کو بندی اللہ کی میرے ساتھ میرا ہاتھ بٹایا کر ۔
اس نے کہا کیوں ۔ شرم نہیں آتی ۔ عورت ذات تیرے ساتھ لوہا کوٹے ۔ صبر شکر ۔ کہتا ہے نہیں
ایسے بہت کام کرتا ہوں تجھے مزدوری دوں گا ۔ کہنے لگی کون سی مزدوری ۔ کہتا ہے مزدوری یہ ہو گی ۔
کہ مسلمان سنا ہے کہ آ رہے ہیں حملے کے لئے ۔ اس لئے ہم ہتھیار بنا رہے ہیں ۔ بس جب ہم ان پر
حملہ کریں گے ۔ ان کو بھاگتے بنے گی ۔ ہم پکڑ کے غلام بنائیں گے ۔ اور ایک غلام میں تجھے دوں گا ۔ اور
خدا کی قدرت وہ مسلمان تھی ۔ وہ قلبی طور پہ حضور کی غلام تھی ۔ جب اس نے یہ بات کہی تو
اس سے برداشت نہ ہو سکا ۔ پہلے تو چھپائے رکھا اس نے لیکن اب جو اس نے کہا نا ۔ کہ میں
غلام پکڑ کے تجھے دوں گا ۔ کہنے لگی سن لے ۔ تم تباہ کرنے والے غلام بنانے والے ۔ فرمایا میں دیکھ
رہی ہوں ۔ جب محبوب علیہ السلام کے غلام ۔ شہر مکہ میں آ گئے پھر سب جو یہ دشمنوں کو بھاگتے ہوئے
جگہ نہیں ملے گی ۔ پھر تو بھاگتا ہے جب پاس آئے تو تو مجھے کہے گا اللہ کی بندی مجھے چھپا لے میں مارا گیا ۔
بڑا آیا حملہ کرنے والا ۔ غلام بنانے والا ۔ تجھے جان کے لالے پڑ جائیں گے ۔ کہتا ہے میں پکڑوں گا ۔
فیصلہ ذرا ہوش سے بات کر ۔ کہنے لگی ۔ تو بھی ہوش کر ۔ خدا کی قدرت
جب میرے آقا مکہ مکرمہ کے گرد اور آ پہنچے نا ۔ تو حضور علیہ السلام نے غلاموں کی ڈیوٹیاں
لگائیں ۔ فرمایا خالد ۔ مکہ مکرمہ کی اس سمت سے تم داخل ہونا ۔ سعد بن عبادہ اس
سمت سے آپ آؤ ۔ ادھر سے فاروق اعظم کو آگے کر دیا ۔ ادھر سے آپ آگئے ۔ اور
ایک راستہ وہ تھا ۔ جہاں سے میری سرکار آئے ۔ حضور داخل ہوئے ۔ اور خدا کی قدرت
کہ جس راستے سے حضور نے فرمایا ۔ تمہیں غلاموں تلوار نہیں اٹھانا ۔ تلوار بھی نیام میں رکھو ۔
اور حیرت کی بات ہے ۔ —

PM
۷ — ۸ — ۵۴

۲۰۱۴ — ۶ — ۱۱
۱۴۳۵ — ۸ — ۱۲
بدھ ۔

DATE: 13-9-02

17 شانِ رسالت و اولیاء سورج ایک ہے ۔

الرحمٰن علم القرآن ۔ ساری دانش ساری عقل ساری فراست سارا شعور ساری دانائی ۔ سب قرآن شریف میں ہے ۔ اور اس کو قرآن پاک کی مدد کر کے ثابت پاک کے سلسلہ میں عرض کر دوں تو مسئلہ زیادہ واضح ہو جائے گا ۔ تعقلون ۔ یہاں لعلکم تعقلون نہیں ۔ تعقلون یہ عقل سے ہے ۔ معلوم ہوا ۔ کہ قرآن مجید کے بغیر عقل آتی ہی نہیں ۔ عقل ہی قرآن کریم ہے کہ ساری دانیاں قرآن کریم میں ہیں ۔ ساری حکمتیں قرآن پاک میں ہیں ۔ لعلکم تعقلون ۔ دوسرے مقام پہ فرمایا ۔ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات ۔ لا یعقلون ۔ یا رسول اللہ علیہ السلام ۔ یہ جاہل یہ عرب کے بدو ۔ جو آپ کے آستانِ کرم سے باہر کھڑے ہو کر گلی میں آپ کو آوازیں دے رہے ہیں ۔ اکثرھم لا یعقلون ۔ بڑے بے وقوف ہیں ۔ حالانکہ وہ اپنی قوم کے سردار تھے ۔ قوم کے نمائندے تھے ۔ قوم نے بھیجا تھا ۔ کہ جاؤ مسلمانوں کے نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر باتیں کرو ۔ اسے کچھ سناؤ ۔ اس کی سنو ۔ اور پھر ججمنٹ کرو ۔ کہ وہ کیسا ہے ۔ رب کریم نے پکڑ کر بیوقوف خاک نشین کر دیئے ۔ فرمایا بڑے آئے میرے محبوب علیہ السلام سے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب • اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے ۔
ذکر ان کا چھیڑیئے ہر بات میں   چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے ۔

قرآن شریف ساری عقل ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وہاں تو جس زمان میں سب سے شان والا رسول بھیج دیا ۔ حالات نامناسب تھے نا ۔ حتیٰ کہ شہر مکہ جو تھا ۔ وہ گمراہی کا مرکز تھا ۔ اتنے بگڑے ہوئے معاشرے میں اللہ کریم فرماتا ہے میں نے سب سے زیادہ پڑھا ہوا محبوب بھیج دیا ۔ اس میں حکمت ہے علاقہ ایسا ۔ محبوب ایسا ۔ شہر ایسا ۔ محبوب ایسا ۔ شہر وہ ہے اس دور میں جہاں انسانیت دم توڑ چکی تھی ۔ اور بھیجا اس رسول پاک کو جن کی ہر عادت میں انسانیت کو حسن ہے ۔ الرحمٰن ـــــ خلق الانسان ۔ اگرچہ سارے انسانوں کا خالق ہے ۔ لیکن فرمایا خلق الانسان میں نے ایک انسان پیدا کیا ہے ۔ ساری کائنات میں ابنائے آدم سارے انسان ہی تو ہیں ۔ لیکن اللہ فرماتا ہے خلق الانسان پیدا کرنے والا بھی ایک ہے جسے پیدا کیا ہے وہ بھی ایک ہے ۔ خلق الانسان ۔ رحمان نے ایک انسان پیدا فرمایا ۔ بے نیاز ہوں تو تونے سارے انسان بنائے ہیں ۔ لیکن یہ ایک انسان ہے ۔ فرمایا فرق یہ ہے ۔ امتیاز یہ ہے ۔ کہ علمہ البیان ۔ اس انسان کو میں نے پڑھا

DATE:

یہ تمہیں پڑھائے گا ۔ ویعلمہم الکتب والحکمۃ ۔ مبین کا ۔ سارے ہی گمراہ ہیں ۔
اور خدا کے پڑھائے ہوئے نے سب کو پڑھا دیا ۔ ربنا رحمٰن نے اسے پڑھایا ۔ اور اس
نے یعلمہم الکتب سب کو پڑھا دیا ۔ میرے آقا علیہ السلام پڑھاتے ہوئے موسم میں تشریف
لائے ۔ انسانیت میں غیر انسانی ناسور نے اس کو لب جاں کر دیا تھا ۔ بلکہ انسان
نام کی کوئی شئے نہیں نظر نہیں آتی تھی ۔ سب بھیڑیئے تھے ۔ اللہ نے سینکڑوں کو
ہزاروں کو لاکھوں کو کروڑوں کو پڑھانے کے لئے ایک کو بھیجا ۔ اور میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں
سچی بات ہے ۔ اللہ نے محبوب کو پڑھایا ہے ۔ رب پڑھانے میں فائق و غالب ہے ۔
اور میرا آقا پڑھنے میں کامیاب ہیں ۔ اللہ تعالیٰ پڑھانے میں عزیز ہے ۔ قدیر ہے قادر
مقتدر ہے ۔ وہ فعال لما یرید ہے ۔ اس نے خوب پڑھایا ۔ اور میں اپنی بات
بنا کے نہیں کہتا ۔ ہماری بات تو حضور نے بنا دی ہے ۔ مجھے کسی غیر نے نہیں پڑھایا
مجھے میرے رب نے پڑھایا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کا پڑھانا ہی بڑا ہے ۔ میرے آقا فرماتے ہیں فاحسن
تادیبی ۔ خوب خوب کر کے پڑھایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ پڑھانے میں غالب ہے ۔ میرے آقا —
اور ایسے رب کا شاگرد رشید پڑھانے میں جب آیا ۔ آپ پڑھانے میں کامیاب ہیں ابوبکر
صدیق پڑھنے میں کامیاب ہے ۔ فاروق اعظم — سب کامیاب ہیں شاگرد وہ کامیاب
ہوتا ہے ۔ کہ جب کوئی امتحان لینے والا سوال کرے جواب فوراً — پاکستان کے
بنا — سوال کرنے والے مختلف ہوتے — کامیاب ہونے کی علامت ہے اور
غیر تو الو کا ہی شاگرد ہے میرے آقا کا ۔ اپنی سوچ کے ساتھ جو مسئلہ بیان کر دیں ۔
رب اس کی تائید میں فوری سند بنا اتار دیتا ہے ۔ باقی شاگرد استاد کے سوال کا
جواب دیں تو کامیاب ہے ۔ اور میرے آقا علیہ السلام کا تو کہنا شاگرد جو بات کر لیتا ہے ۔
اسے کو سارا [illegible] محبوب شہنشاہ شاگرد نے جو کہا ہے میرا ہی اعلان یہی ہے ۔
ہے فارق حق و باطل امام العسکری ۲ شاگرد عدالت پہ لگ کر تو اسلام .
اللہ تعالیٰ نے محبوب کو پڑھایا ۔ تو سرکار نے کائنات خلق کو پڑھایا ۔ اور پہلے پہلے شاگرد
جو مکہ مکرمہ شریف کی سرزمین کے عرب ہیں ۔ اسلام آیا ہے خلق الانسان علمہ البیان
کیا اس شہر میں دن ہے — تمام شہروں کا نام — دن بھی میں تو کم سورج
سے بڑے بڑے [illegible] — سورج ایک ہی ہے ۔ ایک سورج نے ہزاروں شہروں پہ
دن چڑھا رکھا ہے ۔ ایک محمد کے جلوے نے ساری کائنات کو بنا رکھا ہے ۔
ایک محمد علیہ السلام کا حسن تھا ۔ جدھر دیکھو دن چڑھا ہوا ہے —

اور اگر چمکتا دن دیکھنا ہو تو داتا ہجویری کا دربار دیکھ لو۔ فرید الدین کا۔ غوث کا
شاہ اجمیر کا اجمیر دیکھ لو ۔ ایسا دن چڑھا کہ یہ مسلمان بن رہا ہے۔ ایسا دن
چڑھا دیا ہے کہ رب العالمین کو ماننا پڑ گیا ہے ۔ کہ خواجہ نواز ای اسے

السلام اے والی ہر دو جہان　　السلام اے خواجہ اے بندہ دستگیر

دوستو۔ اپنوں میں تو سب چمکتے ہیں۔ غیروں میں چمکنا تو محمد مصطفیٰ کے شہزادوں کا کام
ہے۔ رب تعالیٰ کے محبوب پاک آ گئے ۔ تو عرب تاریک تھا۔ اس کو چمکا دیا۔ میرے دوستو،
داتا ہجویری انہی کے شہزادے ہیں۔ لاہور تشریف لائے۔ تو یہ ظلمت کدہ تھا۔ آپ
نے دن چڑھا دیا۔ بابا فرید ۔ خواجہ اجمیر ۔ سید زادے نے قدم رکھا دن
چڑھ گیا ۔ یہ کوئی دستور قدرت ہے ۔ محبوب رب کو بھیجا تاریک شہر میں روشنی
پھیل گئی۔ میرے آقا کے ولیوں کو بھیجا تاریک علاقوں میں دن چڑھا دیا ۔ حضرت
جعفر طیار کو کفرستان نصاریٰ میں بھیجا حضور کے غلام نے دن چڑھا دیا ۔ خواجہ
خواجگان ۔ سنجری۔ علاقے کا نام سنجار تھا۔ اس حوالے سے آپ کو سنجری
بھی کہتے ہیں۔ اجمیری اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں دن چڑھا دیا ہے کہ آج تک کوشش کر کے
مر گئے۔ لیکن اجمیر کے شہنشاہ کا چراغ نہ بجھ سکا۔

یہ معین الدین کا چراغ تو نہیں ہے یہ تو فانوس ہے۔ چراغ تو مدینے والے کا ہے نا۔ جسم
معین الدین کا ہے چراغ مصطفیٰ کا ہے ۔ یہ سینہ جو فانوس ہے اس میں جو چراغ روشن
ہے۔ وہ مصطفیٰ کے حسن کا ہے۔

یہ دستور پرانا ہے یہ وہاں آتے ہیں جہاں تاریکیاں ہوتی ہیں۔ حضرت بابا فرید جہاں تشریف
لائے ہیں۔ یہ کفرستان تھا۔ تاریکیاں ظلمتیں۔ ڈکیتیاں۔ بے حیائیاں کوئی شرافت کا نام
ونشان تک نہ تھا۔ امد بابا جی نے ڈیرہ کیا لگایا۔ سارا کا سارا کائنات سمٹ آ گئی۔ جو قدموں میں بیٹھ
گیا۔ صرف اسے پاک نہیں کر دیا۔ پاک کرنے والا بنا دیا۔

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا۔

حضرت خواجہ اجمیری حضور کے حکم پر۔ اجمیر شریف جا پہنچے۔ ڈیوٹی میرے آقا علیہ السلام نے لگائی۔
اور غوث پاک کے ساتھ آپ کے قریبی نسبی تعلقات ہیں۔ آپ دونوں خالہ زاد ہیں۔ وہ غوث
پاک حضور کے ماموں لگتے ہیں۔ یا بھتیجے لگتے ہیں ۔ مدینے سے چلے۔ خواجہ عثمان ہارونی سے
حضرت معین الدین کو حضور کے سامنے کر دیا گیا۔ یا رسول اللہ یہ میرے مصطفیٰ کے۔ آپ نے عرض کیا السلام

DATE:

علیک یا رسول اللہ ۔ جو سلام کے وقت حاضر تھے ۔ انہوں نے کانوں سے مزار سے جواب سنا ۔
غوث پاک سلام کریں ۔ میرے آقا جواب دیں ۔ سب سنیں ۔ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سلام
عرض کریں ۔ سلام کا جواب سنیں تمام لوگ ۔ اگر اعظم اللہ سلام عرض کریں ۔ سنیں ۔
خواجہ معین نے سلام عرض کیا ۔ تو حضور نے جواب دیا ۔ میں ذمہ داری سے عرض کر تا
ہوں کہ اس لیے جواب سنا ۔ پیر کا ہاتھ پشت پر ہے ۔ نوٹ جو لوگ الصلاۃ والسلام
کے منکر ہیں ۔ وہ علماء پڑھتے ہوئے سنا کر دیتے ہیں ۔ لیکن میرے نزدیک علماء کا لباس فاسق
ہے ۔ اس لیے فائدہ تب ہوتا ہے جب پشت پہ پیر کا ہاتھ ہو ۔ بے پیروں کو پڑھنے
کا کیا فائدہ ہے ۔ دو یا تین بار کر دو کسی پیر کے دامن سے لگ جاؤ ۔ کیونکہ یہ
جتنے مشائخ ہیں یہ میرے آقا کے اہلکار ہیں ۔ ان سے دستخط کرا لو ۔ وہ بات
والا قبول کرے گا ۔ کیونکہ محکمے کا قانون یہی ایسا ہے ۔
جب سلام عرض کیا ۔ السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ میرے آقا علیہ السلام مزار سے
جواب دیتے ہیں ۔ وعلیک السلام یا قطب المشائخ میرے آقا علیہ السلام مزار میں جلوہ
ہوئے ہیں تو ہمدم تقسیم کر رہے ہیں ۔
ہزار دھتکار ہو ان بے حیاؤں کی تحقیق پر جو بکتے ہیں کہ پہلے پڑے ہاتھ ہو ۔ دربار آج
بھی سجا ہوا ہے ۔ احکامات آج بھی جاری ہو رہے ہیں ۔ اور آپ جانتے ہیں قطب کا
معنی ہوتا ہے ۔ وہ سلاخ لوہے کی ۔ جو گھرگٹ ہوتے ہیں نچلے پاٹ میں ۔ بعد اوپر والا پاٹ
اس کے سہارے گھومتا ہے ۔ میرے آقا بتاتے ہیں ۔ میرے آقا نے فرمایا معین الدین اب تو ولایت
کے پاٹ کا قطب ہے ۔ ولیوں کی چکی تیرے ارد گرد گھومے گی ۔
(B) قطب الدین کے در کی چکی بھی چلتی ہے ۔ تو خواجہ غریب نواز کا فیض ہے ۔ یا قطب المشائخ
میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا ۔ حضرت خواجہ بغداد چلے ۔ اپنے پیر و مرشد سے اجازت لی
کہاں جانا ہے فرمایا تمہاری عمل داری کا اجمیر ہے ۔ کونسا روٹ ہے ۔ کونسا علاقہ ہے کونسا
شہر ہے کہاں جاؤں ۔ وہاں کیسے پہنچے ۔ کون راہنما چاہئے ۔ خواجہ عثمان ہارونی نے
فرمایا ، میرے قریب ہو جاؤ ۔ اپنے مرید کو پاس بٹھایا ۔ اور توجہ دل پہ ڈالی ۔ اجمیر سارا اسی
دکھا دیا ۔ یہ تو بس آقا کی اپنی مرضی سے اجمیر تک کس سے پوچھا ہو ۔ سو اجمیر
کدھر ہے مجھے کون سے راستے سے جانا چاہئے ۔ بلکہ جہاں جانا ہے وہاں پہنچ گئے ہیں ۔
چلتے چلتے مدینہ عالیہ سے چلے ۔ تو پہلی منزل بغداد شریف تھا ۔ بغداد شریف بار بار بھی

DATE: ۲۰-۱۱-۹۱

۱۸ نماز کی شان

بحیثیتِ مسلمان - ہر شخص اس حقیقت سے بے خبر نہیں رہ سکتا کہ حقیقتِ اسلام اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے - اور معرفتِ خداوندی کا سب سے بڑا ذریعہ راستہ اور موجب حضور نبی کریم علیہ السلام کی عظمت کا عرفان ہے - جس نے نبی پاک علیہ السلام کو جان لیا - مان لیا - اسے عرفانِ خداوندی نصیب ہو گیا - اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے - اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں - یہ وہ صفت ہے - جو کلمہ طیبہ میں ذکر کی گئی - لا الہ اللہ کلمہ طیبہ - الوہیتِ ذات کی دہائی دیتا ہے - کہ رب تعالیٰ معبودِ حقیقی معبودِ برحق ہے - اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں - اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی جتنی بھی عبادات ہیں - سب سے عظیم عبادت نماز ہے - اور آپ دیکھیں - اپنی زندگی کے معمولات میں آپ کو معلوم ہے - کہ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے - اور صحیح کہا جاتا ہے - جس میں کوئی مبالغہ نہیں - بلکہ حقیقت ہے - حدیث پاک میں بھی ایسا ہی ہے - کہ اسلام کے پانچ بنا ہیں - بنیادیں ہیں - کلمہ طیبہ - نماز روزہ - حج زکوٰۃ - لیکن کلمہ طیبہ جو ہے - وہ تو اصل میں معرفتِ خداوندی کا ایک سرٹیفکیٹ اور سند ہے - جو شخص دل سے کلمہ شریف پڑھ لیتا ہے - پتہ چل گیا کہ اس نے رب تعالیٰ کو بھی مان لیا - اور حضور علیہ السلام کو بھی مان لیا - اب جب ماننے والے ماننے والوں کی صف میں داخل ہو گئے - تو پہرا دینوں کی ڈیوٹیاں لگتی ہیں - اس کو آپ یوں سمجھ لیں - کہ جس وقت کسی کی وفاداری غیر مشکوک ہو جائے - یعنی اس میں کوئی شک نہ رہے - اس کی وفاداری پکی ہو جائے - جس پر اعتماد درست ہو جائے - حکومت کو جس پر اعتماد ہو - ایک وقت آتا ہے کہ اسے ملک کے پہرے کے لیے سرحدوں پر متعین کیا جاتا ہے - یوں تو سارے ملک میں لوگ بستے ہیں - لیکن ہر کسی کی ڈیوٹی جغرافیائی حدود پر نہیں لگتی - جن کا اعتماد بے غبار ہو - جن کی وفا لاریب ہو - اس کو حکم ہوتا ہے - کہ ملک کی سرحدوں پر پہرہ دو - یوں تو رب تعالیٰ کو ماننے کا دعویٰ ساری قوموں نے کیا ہے - لیکن رب تعالیٰ نے کسی غیر قوم کی ڈیوٹی نہیں لگائی - جس نے دل سے کلمہ پڑھ کے خدا تعالیٰ اور رسول علیہ السلام کو مان لیا ہے - تو گویا رب تعالیٰ فرماتا ہے - محبوب اب یہ بڑے معتبر وفادار بندے بن گئے ہیں - لہٰذا ان کی کچھ ڈیوٹیاں لگا دو - غیروں کی نہیں ایمان والوں کی - نماز روزہ حج زکوٰۃ - ڈیوٹی ایمان والوں کا نام لے کر لگائی گئی ہیں - تاکہ پتہ چل جائے - کہ یہ کام کافروں کے بس کا نہیں - نماز پڑھنا - روزہ رکھنا - حج کرنا - زکوٰۃ دینا - یہ کافروں کا کام نہیں ہے - یہ مسلمانوں کا کام ہے - اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر تو یہاں تک ارشاد فرمایا - کہ ایمان کا دعویٰ کرنے والو - اگر تم نماز ادا نہیں کرتے - تو پھر یہ بتاؤ - کہ تم نماز سے ہٹ کر تم اگر اپنے ایمان کی دلیل کیا پیش

کرو گے۔ اگر تم مسلمان ہونے کے بعد نماز ادا نہیں کرتے۔ واذا قیل لھم ارکعوا لا یرکعون — ملتزمین۔
— یومئذن — یہ لوگ عجیب ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھو۔ تو نماز پڑھتے ہی نہیں۔
محبوب ان سے یہ بات پوچھی جا سکتی ہے۔ کہ اگر تم رب تعالیٰ کے حضور جھکتے نہیں ہو۔ پھر کونسی بات
پر ایمان لائے تھے۔ ایمان تو یہی تھا۔ لیکن تم نماز کے قریب نہیں آتے ہو۔ اب بتاؤ؟ تم ایمان کی دلیل
کیا ہے — اور یہی حدیث شریف آپ کو یاد ہوگی۔ کہ مسلمان اور کافر میں نماز کا فرق ہے۔۔ ہی
دیکھیے الحمد للہ ایک بج کر سترہ منٹ ہو چلے ہیں۔ جہاں جہاں بھی مسلمان رہتے ہیں۔ جہاں جہاں بھی بلادیں
ہیں۔ اذانیں ہو چکی ہیں۔ خطبات شروع ہیں۔ اسلامی معاشرے ہیں۔ ایک اب مہمی اشتیاق ہے۔
ہر بندہ کام چھوڑ کے آ رہا ہے۔ پتہ چلا یہ کوئی ایسا وقت ہے۔ قوم کے لیے بہت ہی اہم وقت ہے۔ جبکہ کافروں
کے گروں میں اس وقت کوئی مصروفیت نہیں — اس لیے یہ مسلمانوں کا خانہ خدا میں حاضر ہو کر سجدہ
عبدیت ادا کرنے کا وقت ہے۔ یہ کافر اور مسلمان کے درمیان فرق ٹھہرا ہے اگر کوئی شخص نماز چھوڑتا ہے۔
تو رب فرماتا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون — قرآن کریم نے دوسرے مقام پر بیان فرمایا۔ فی جنت یتسائلون
— عن المجرمین — یقیناً — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ جب جن لوگوں کے اعمال نامے
دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ وہ جب جنت میں جائیں گے۔ تو جھانکیں گے۔ تو وہاں جہنمی نظر آئیں گے۔ تو وہ جہنمیوں
کو آواز دے کر پوچھیں گے تو جہنمیو۔ تمہیں جہنم میں کون سی شے لے آئی۔ کیا ہو گیا۔ جو رسول کا کلمہ
ہمیں جنت ملی۔ جس رب کریم نے ہمیں بخشا۔۔ جو رسول ہمارے پاس آئے جو تمہارے بھی رسول تھے۔ اور رب کریم تمہارا
بھی رب ہے۔ لیکن یہ کیا بنا۔ بتائیے یہ گفتگو ہوئی ہے یا ہوگی — اور اس گفتگو کا ابھی ٹائم نہیں ہوا۔
کب ہوگی قیامت کے دن — اور قیامت کے ابتدا میں نہیں ہوگی — اس وقت ہوگی جب جنتیوں اور جہنمیوں
کے فیصلے ہو جائیں گے — تو جنتی پوچھیں گے۔ جہنم میں جلنے والو تمہیں جہنم میں کون سی شے لے آئی۔ ہے
ابھی یہ بیان نہیں ہوا ہے پہلے کیوں بیان کر دیا — اب بیان کرنے کا فائدہ کیا ہے، کہ جنتی پوچھیں گے جہنمی
جواب دیں گے۔ شکر تو یہ کرو کہ رب بخش دے۔ خدا ہماری نجات فرمائے۔ لیکن گفتگو ذکر کرنے کا کیا فائدہ
اصل میں خدا چاہتا ہے۔ کہ میں تمہیں بتا دوں۔ کہ جہنمی اپنے جہنم میں جو جانے کا ذریعہ سبب بیان کریں گے۔
محبوب کے عاشقو — تم آج سمجھ جاؤ۔ اس سبب سے بچ جاؤ۔ تاکہ وہ تو جہنم کی طرف جائیں اور تم ان شاء اللہ
جنت کی طرف ہو۔ قبل از وقت بیان کیا جا رہا ہے — کیونکہ مشرکین اور کافر کہیں گے شکایت کے دن کہ ہم
سے یہ غلطی ہو گئی ہم جہنم میں گئے۔ تو رب کریم نے یہ راز پہلے ہی بتا دیا — تاکہ مسلمان برائی اور بیماری سے بچ
جائیں۔ بطور لطیفہ لطیفہ نہیں ایک علمی باریکی جو علماء نے بیان فرمائی ہیں۔

بعض اکابرین نے یہ لکھا ہے، کہ قیامت کے دن ساری امتیں — سارے انبیاء علیہم السلام کے دروازوں
پر جائیں گے۔ کہ ہماری شفاعت کریں۔ لیکن انبیاء فرمائیں گے۔ نفسی نفسی — اذہبوا الی غیری کا ...

DATE:

عیسیٰ کی طرف جاؤ۔ اور سرکار فرماتے ہیں جب آدمؑ سے عیسیٰ علیہ السلام تک چیدہ چیدہ رسل علیہم السلام
کے دروازوں سے ہوتے ہوئے۔ جب سب سے یہی جواب ملے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں
گے کہ تم آگے جاؤ۔ میرے آستانِ کرم کے سوا کوئی دروازہ باقی نہیں رہ جائے گا۔ وہ میرے دروازہ پر آجائیں
گے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں ان سے فرماؤں گا۔ اَنَا لَهَا ـــــ نفسی نفسی اذهبوا الی غیری کے آوازے سن سن کر
دنیا کے کان تھک چکے ہوں گے۔ وہ متلاشی منتظر شش و پنج ہوں گے۔ کہ کوئی ایک دروازہ تو ایسا ہو۔
جہاں سے کم از کم یہ آواز تو ہو۔ کہ اچھا ٹھہر جاؤ کہ کوشش کرتے ہیں کہ شاید یہ کام بن جائے۔ نہیں
بس ان کو انبیاء و رسل علیہم السلام دیکھیں گے۔ نفسی نفسی اذهبوا الی غیری فرمائیں گے۔ لیکن میرے آقا علیہ السلام
فرماتے ہیں۔ کہ جب وہ میرے آستانِ کرم پر آئیں گے۔ یہ نہیں فرمائیں گے کہ آؤ کوشش کرتے ہیں۔ کہ شاید
تمہارا کام بن جائے۔ فرماتے ہیں فرماؤں گا۔ اَنَا لَهَا آ جاؤ کہ ٹھیک آئے ہو۔ یہ کام میرے کرنے کا ہے
اَنَا لَهَا اس کام کے لیے رب نے مجھے ہی پیدا فرمایا ہے۔ یہ کام میرے سوا کوئی کر نہیں سکتا۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گر ان کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے۔

میرے آقا علیہ السلام فرمائیں گے۔ یہ کام میرا ہے۔ ـــــ اب یہاں بحث کی ہے محدثین نے کہ جو اتنا
تو یہ ساری داستان تو قیامت میں ہوگی نا ـــ سرکار پہلے سے بیان کر رہے ہیں۔ فرمایا پہلے اس
لئے بیان فرما دی۔ [illegible]۔ یہ مسئلہ یہاں انسانوں کو تو آتا نہیں۔ کہ ایسا ہوگا۔ کہیں سے خیر نہیں ملے گی
حضور کے دروازے کے سوا۔ اور حضور نے اپنے غلاموں پر شفقت کرتے ہوئے کہ ذرا پہلے ہی بتا دیا۔ کہ کہیں
دروازے کے سوا خیر کہیں نہیں ملے گی۔ پہلے ہی قیامت کی ہولناکیاں بتا دی ہوں گی۔ وہ جلے نہ کہاں تک پھرنا۔
سیدھے ہی میرے پاس آ جانا کام بن جائے گا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ـــ

خلیل و نجی۔ مسیح و صفی سبھی سے کہی کہیں بھی نہ بنی
کہ یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

یہ بے خبری تھی جو بھاگتے پھر رہے تھے۔ آقا آپ نے پہلے ہی خبر دے رکھی ہے نہیں بھاگنے کی ضرورت ہی نہیں ہے
اعمال نامے دائیں ہاتھ میں۔ جنتیوں سے پوچھیں گے۔ کون سی چیز ـــ وہ اپنے جرم گن کر بتائیں گے
پہلا جرم۔ یہ کافر ہیں۔ وہ اپنا پہلا جرم کیا بتائیں گے۔ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۔ دوسرا جرم۔ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ
الْمِسْكِينَ ـــ بِيَوْمِ الدِّينِ ـــ (۱) نمازی نہ تھے ـــ بے نمازی کتنا بڑا جرم ہے کہ نمازی
نہ تھے کہ سجدہ میں آجاتا ـــ رب کریم جہنم کے دروازے کے قریب بھی نہیں آنے دیتا۔ نہ ہی مسکین کو
روٹی کا ٹکڑا ملتا تھا ـــ نہ خدا کے حضور سجدہ کرتے تھے۔ نہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کچھ خیرات کرتے تھے۔
اور ہم دین کا مذاق اڑانے والے مشغول بکواس کرتے تھے۔ دین کی بات نہ ہمیں پسند تھی۔ نہ اپنے متعلق
سنتے تھے۔ اور ہم قیامت کا انکار کرتے تھے۔ اگر کوئی ہمیں ڈراتا کہ قیامت آنے والی ہے ـــ ہم سنتے تھے

تم جھوٹ بولتے ہو۔ کتنے گناہ چار۔ پہلا گناہ کون سا ہمارا پہلا جرم یہ ہے کہ ہم نمازی نہ بنے۔
نماز کے سجدے میں جھکنے والو۔ یہ خاک جو پیشانی کو لگتی ہے۔ واللہ یہ خاک نہیں ہے یہ بخشش
کا نور ہے۔ یہ قسمت کا سرور ہے۔ یہ خدائے پاک کی بندہ پروری کا نشان ہے۔ وہ کہیں گے کہ
ہم تو سجدہ نہیں کرتے تھے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ ہم مسکین کو کھانا دینا ہمارے خیال میں نہیں تھا کہ تو کس
کو دو۔ کہ یہ رسول پاک علیہ السلام کی سنت ہے۔ کہ اگر کوئی مانگ لے تو اس کو کھانا دے دو۔ بلکہ میں
نے تو یہاں تک حدیث پاک پڑھی ہے۔ آپ کی بارگاہ میں کافر جو آتے ان کو بھی کھانا مل جاتا تھا۔
جو نبوت کے در سے تیرا کھانا اسی کھا کے نہیں جاتا تھا۔ بلکہ ایمان بھی لے کے جاتا تھا۔ ~~[illegible]~~ کہیں گے
کہ ہمارے گھر سے خدا کرے کوئی بھوکا نہ جائے۔

عبادت خداوندی نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ جتنی بھی عبادتیں ہیں۔ یہ عبادتیں ساری اتنی قریب نہیں
جتنی نماز قریب ہے۔ کیونکہ روزے سال میں۔ عمر میں حج۔ زکوٰۃ سال میں۔ وہ بھی اگر ہمت
ہو تو اگر صاحب نصاب ہے تو زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر استطاعت ہے تو حج کرے۔ اور اگر صحت ہے۔
کمزوری نہیں اتنا بھی شیخ فانی نہیں۔ نماز ہر روز ہے — معلوم ہوا کہ باقی عبادتیں اتنی اہم
نہیں۔ جتنی نماز اہم ہے۔ نماز کے لیے رب نے نہیں فرمایا۔ استطعتم کہ اگر ہو سکے تو نماز پڑھ
لو۔ سال میں دو چار مرتبہ نماز پڑھو۔ نہ ساری زندگی میں ایک بار نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پڑھنا
نماز ہے ہر روز نماز پڑھیں۔ (B)

ابن مسعود اس حدیث کے راوی ہیں۔ نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص یہ
چاہتا ہے کہ قیامت کے دن خدا کے حضور آئے تو وہ مسلمان ہو کر آئے۔ ابو جہل ابو لہب
کیسے حاضر ہوگا۔ کافر ہو کر — وغیرہ —— اور جب رسول ﷺ کے غلام آئیں تو تو ان کے اسلام
ہی اسلام کا پرچم لہرا رہا ہو۔ اب جو چاہتا ہے کہ خدا کرے کہ ہم قیامت کے دن حاضر ہوں۔
تو ہمیں اسلام کی برکت نصیب ہو۔ سرکار فرماتے ہیں۔ میں تمہیں علاج بتا دیتا ہوں۔ آج
جب قیامت میں تم اٹھو گے تو رب تمہاری طرف فرمائے کہ میرے نبی کے اس غلام کو اسلام کی اس
شان کے ساتھ کھڑا کر کے لاؤ — تاکہ پوری دنیا قیامت کو پتہ چلے کہ ایک مسلمان آرہا ہے۔
کون چاہتے ہیں کہ ہم قیامت کے دن مسلمان اٹھیں۔ رب قد آتیتنی من الملک وعلمتنی
من تاویل الاحادیث — اے میرے پروردگار تو نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بہت بڑی بادشاہی بھی عطا
فرما دی۔ اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم بھی فاطر السموٰت انت ولی فی الدنیا —— آسمانوں
کو پیدا کرنے والے —— دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا مددگار ہے۔ میرے کارنامے کے اعمال تھے۔ مجھے بچایا
ہی نہیں بلکہ بادشاہ بنا دیا۔ کہاں جنگل کا اندھا کنواں۔ جس کے پانی میں بچھو اور سانپ۔ اور

کہاں تختِ مصر جس پر تیرے ابا کا حصول ۔ کنویں کے اندر پھینکنا بھائیوں کا کام تھا۔ لیکن مصر کے تخت
پر بٹھا دینا تیرا اکرام تھا۔ انت ولی فی الدنیا والآخرۃ ۔ دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا اکرام ہے۔
تو ہی میرا مددگار ہے ۔ شانِ قدرت نے فرمایا۔ اے میرے رسول۔ دل کی کہہ تو چاہتا کیا ہے۔ جانتا
ہے مالک رب کریم۔ میری تعریف کر رہا ہے میری حمد کر رہا ہے بڑی بات ہے۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔ جب دعا
کرنا چاہو تو شروع سے ہی دعا نہ کر دو پہلے حمد کر لو۔ حمد و ثنا پڑھو درود و سلام پڑھو۔ جب اللہ کی رحمت
متوجہ ہو جائے تو پھر اپنی درخواست پیش کر دو۔ رب قد آتیتنی من الملک ۔ جب حمد بیان کر دی تو
فرمایا پیارے رسول اب دعا بھی مانگ کیوں دنیا پوچھتی ہے کہ جس کو اتنی عزتیں مل گئیں وہ اب اور کیا
مانگتا ہے۔ عرض کی توفنی مسلما ۔ مولا کریم میں دعائیں بڑی نہیں مانگتا ایک دعا تو یہ ہے
توفنی ۔ اور دوسری دعا یہ ہے۔ والحقنی بالصالحین۔ مولا کریم میری ایک التجا تو یہ ہے۔ تو نے
مجھے مصر کا تخت بخشا تیرا اکرم ہے۔ تو نے تختِ مصر پر آنے سے پہلے میری عزت و شرافت پر آنے
والے دھبے کو دور کرنے کا انتظام تو نے کیا۔ یہ تیرا اکرم ہے مجھ پر ظلم کرنے والے میرے بھائیوں کو منگتے بنا
کر میرے دروازے پہ لانا یہ تیرا فضل و کرم ہے میرے بچھڑے ہوئے ابا جی کو ملانا یہ تیرا فضل و کرم ہے
اور سارے ملک مصر کا واحد مالک بنانا یہ تیرا فضل و کرم ہے۔ دو فیصلے یہ فرما دے توفنی مسلما ۔ ایک
تو یہ ہے کہ میرا خاتمہ اسلام پر ہو۔ مجھے جب تو اپنی بارگاہ میں بلائے۔ تو اسلام کی دستار
میرے سر پر سجا دینا ۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ والحقنی بالصالحین۔ جب مجھے شہادت کے دن اٹھائے
جو تیرے بندے تجھے بڑے پیارے لگتے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ شامل کر کے اٹھانا۔ الہی نا۔ مولا میں تیرے
نیک بندوں کے ساتھ حل کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ تیرے مقربوں پر جو تیرا کرم ہو۔ ان کے صدقے میری
معافی ہو جائے۔

عزیزانِ گرامی۔ کیا تاجدارِ مدینہ کے لنگر کا ابھی پتہ نہیں چلا۔ یوسف علیہ السلام نے تو اپنے لیے
دعا کی تھی۔ توفنی مسلما ۔ مولا مجھے مسلمان کر کے بلانا۔ اور میں ساری امت کو لنگر دیتا
ہوں۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔ خدا تمہیں رسول کی سنت کے طور پر اسلام کی سند دے کر بلائے گا۔
ہمیں دعا نہ کرنا پڑی۔ قربان اس مدینے کے تاجدار کے جنہوں نے ہمارے مانگے بغیر ہمارے لئے انتظام
فرما دیا۔ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا ۔ یوسف علیہ السلام کی ہے دعا۔
اور نبی پاک کی دعا منظور ہے۔ شک نہیں۔ بلکہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ جب دعا کرنے والا اپنے
رسول کا نام لے کر دعا کرے تو رب اس کی دعا رد نہیں کرتا۔ حکم ہوتا ہے فرشتو۔ میرا بندہ
تو اس قابل نہیں ہے پر نام میرے پاکیزہ نبی کا لے رہا ہے۔ اس کے لفظوں کو کیوں موڑوں دعا
میں تو میرے رسول کا نام ہے۔ اس کے نام کے صدقے دعا قبول کر لینا۔ میں قسم اٹھا کے

DATE:

کہتا ہوں۔ کہ یوسف علیہ السلام کو اپنے اسلام کا خطرہ نہ تھا۔ لیکن مسلمان ہو کر فوت ہونے کی دعا آپ نے
اس لیئے کی۔ تا کہ مسلمان کو پتہ چل جائے جو مسلمان ہو کے فوت ہوتا ہے۔ یوں سمجھ لو اللہ تعالیٰ
اس کو نبیوں کی ضرورت عطا فرماتا ہے۔ یہ نبیوں کی صفت ہے۔ ۱۰۰ اسلام کی برکتیں لے کر جاتے ہیں۔
انہوں نے تو دعا کی تھی۔ ہم نے دعا تو نہیں کی۔ اللہ سرکار نے دعا نہیں کی کہ یا اللہ مجھے اٹھا تو مسلمان
کر کے اٹھانا۔ یہ دعا نہیں کی۔ فرمایا میں [illegible] کہ دیتا ہوں۔ اللہ [illegible] کہ میرے آقا نے اس زبان
سے وعدہ کر لیا۔ جس زبان سے قرآن نکلتا ہے۔ کہ میرے غلاموں [illegible] استعمال کرو میں [illegible] خوش
خبری دیتا ہوں۔ کہ جب قیامت کے دن آؤ گے تو اسلام کا پھریرا تمہارے سروں پر لہرا رہا ہوگا۔ وہاں
دعائیں ہو رہی ہیں۔ اور یہاں عطائیں ہو رہی ہیں۔ اللہ کا جمال [illegible] اور میرے آقا کی [illegible]
فرمایا کون ہے جس کو اس بات پر خوشی نہ ہو۔ کہ قیامت کے دن جب وہ حضور خدا کے پاس آئے
تو مسلمان ہو کر آئے۔ [illegible] بات کرو۔ فَلْيُحَافِظُوا عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوٰةِ۔ بس چاہیے کہ
کہ وہ ان نمازوں پر نگاہ ڈالے۔ حفظ کہتے ہیں کسی کو یاد کرنا۔ حَفِظَ يَحْفَظُ حِفْظًا فَهُوَ حَافِظٌ
حفظ کا معنی ہے یاد رکھنا۔ یاد کرنا۔ بتاؤ۔ جو دکان پر بیٹھا ہے۔ جو گھر میں بیٹھا ہے۔ جو
مدرسہ میں بیٹھا ہے۔ جو بازار میں بیٹھا ہے۔ اذانیں ہو رہی ہیں نمازیں ہو رہی ہیں [illegible]
آیا۔ بعد میں آ کے وہ ٹکریں مارتا ہے۔ کیا اس نے نماز کو یاد رکھا۔
حدیث شریف [illegible]۔ سرکار فرماتے ہیں۔ جب ہی نماز کی اذان ہو جائے ثواب فرض ہو گیا۔ [illegible]
چھوڑ دو۔ نماز کی حفاظت کرو۔ پتا چلا کہ اذان سنتے ہی ہر کاروبار چھوڑ دینا فرض ہے۔ جمعہ [illegible]
کی بات نہ پوچھیں۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ جب اذان شروع ہو گئی۔ اور ادھر احباب کی آمد
شروع ہو گئی۔ گاہکوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اب یہ ایمان اور شیطان کا امتحان شروع
ہو گیا۔ خدا دیکھتا ہے کہ تیرا رخ شیطان کی طرف ہے یا ایمان کی طرف ہے۔ اذان کیا ہے رب تعالیٰ کا
نام ہے یا مصطفیٰ کا نام ہے۔ خدا اور نبی کے نام سے بڑی اور کوئی دولت ہے۔ صوفیا فرماتے ہیں۔
جو لقمہ خدا اور رسول کو پشت کر کے کمایا جائے نرا حرام ہے۔ یہ فتویٰ نہ سمجھیں تقویٰ کا سمجھیں۔
اس قدر اس کا خیال کریں۔ تو بتاؤ؟ یہ چار پیسے اللہ رسول کے نام کی قیمت ہے۔ چھوڑ دو
نماز کی حفاظت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کے لیئے ہماری راہنمائی کی خاطر ہدایت کے سارے
راستے کھول دیئے۔ پتہ چلا نماز چھوڑ کر کوئی ہدایت نہیں۔

[signature]
18-7-2014
20-9-1435

PM جمعہ المبارک

(۸-۳۲-۱۹)

DATE: ۲۷-۹-۰۲

۱۹ - شانِ رسالتؐ

یریدون لیطفئوا نوراللہ ——— الکافرون - ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ کفار ارادہ کرتے ہیں۔
یریدون میں ہمیشگی ہے - کافر ہمیشہ اسی شش و پنج میں اسی سوچ میں رہتے ہیں کہ
کسی طور نبی پاک کے حسن کا نور بجھا دیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ام ابرموا امرا فانا مبرمون -
——— ان کافروں نے آپ کے خلاف پکا پروگرام بنا لیا ہے - لہٰذا ہم نے بھی آپ کی حفاظت کا
پکا پروگرام بنایا ہوا ہے - اذا جاء نصراللہ والفتح ——— تو آیا ——— اذا جاء - یارسول
اللہ علیک السلام - ہے تو ماضی کا صیغہ لیکن بمعنی مضارع ہے - اور مضارع بمعنی مستقبل
کیونکہ مضارع میں دونوں معنی ہوتے ہیں۔ یعنی حال بھی مستقبل - اگر مضارع بغیر کسی
علامت کے آئے تو تو اس میں حال بھی آجاتا ہے - اور مستقبل بھی آجاتا ہے - اور اگر مضارع
پر لام داخل ہو تو وہ ہر ایک شخص کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے - اور اگر سین یا
سوف داخل ہو جائے تو اگر لام داخل ہو جائے تو حال کے لئے متعین ہے - اور سین
یا سوف داخل ہو جائے - تو مستقبل کے لئے متعین ہے - اور یہ ماضی ہے - اور ماضی بمعنی
مضارع ہے - اور چونکہ ماضی گذشتہ کو کہتے ہیں - حضور کے لئے رب نے ماضی کا صیغہ یہاں
اس لئے بول دیا - کہ جیسے ماضی یقینی ہے - ایسے ہی یارسول اللہ تیری کامیابی کا مستقبل
بھی یقینی ہے - اذا جاء نصراللہ ——— جب اللہ تعالیٰ کی مدد آگئی اور مکہ شریف
فتح ہو جائے گا - ورایت الناس یدخلون - اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے - لوگ اللہ
کے دین میں فوجوں کی فوجیں داخل ہوں گے -

یہاں فقیر حقیر کے ذہن کے مطابق عظیم اشارہ ہے جو رب کریم نے فرمایا اور سرکار کے قلب مقدس نے
اخذ کیا - محبوب کا دشمن بچ جائے - اللہ کی قدرت سے ممکن ہو سکتا ہے یعنی دوست
کے دشمن کو اگر کوئی اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا - تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے - کہ محب کمزور ہے
اس لئے اپنے محبوب کے دشمن کا بگاڑ کچھ سکتا نہیں - وہ چاہتا ہے کہ کسی طریقہ سے میرا محبوب بچ
جائے - لیکن یہاں محب جو ہے رسول علیہ السلام کا وہ تو سب سے زیادہ طاقتور ہے
پھر کفار مکہ بچ گئے - پھر عمر بن عاص جو نجاشی کے دربار میں - نبی پاک کے خلاف بولا
تھا - وہ بچ گیا - ابو سفیان کیوں بچ گئے - جو عیسائیوں کے دربار میں حضور کے خلاف
بات کرنے کیلئے گئے - خالد بن ولید کیوں بچ گیا - جس نے سرزمین احد میں صحابہ کرام کو نہایت
پریشان کیا - یہ لوگ کیوں بچ گئے - یہ نبی کریم کی محبت کی طاقت سے باہر تھے - اللہ کریم
فرماتا ہے - ظلم کرنا ان کی داستان ہے - اور اے میرے محبوب آپ کو حوصلہ دینا میری شان ہے -
میں نے آپ کو حوصلہ دیا - اور حوصلے کی دو قسمیں ہیں - نہ تو آپ نے انہیں ان کے خلاف ان کی

DATE:

بربادی کی میری بارگاہ میں دعا فرمائی۔ اور نہ ہی آپ نے ان سے پریشان ہو کر میری بارگاہ میں عرض کی مولا۔ ان کو تہس نہس کر دے۔ آپ کو میں نے حوصلہ دیا۔ کیا ہوا میرا ارادہ یہ تھا اور ظاہر ہو کے رہا۔ کہ یہی جو آپ کے پیچھے تلواریں لے کر بھاگتے ہیں۔ اور آپ کے خلاف دنیا کے درباروں میں جا رہے ہیں۔ محبوب پیارے وقت قریب آ رہا ہے کہ یہ فوج کی فوج تیرا کلمہ پڑھیں گی۔ ورایت الناس ــــــ چنانچہ وقت آیا۔ حضور تشریف فرما ہیں۔ اور اہل سعادت نبی رحمت علیہ السلام کا کلمہ شریف پڑھ کے ایمان میں داخل ہو رہے ہیں۔ کہ ایک پرانا مجرم سامنے آ گیا۔ نگاہ اٹھی۔ مجرم کا چہرہ دیکھا۔ نگاہ کرم اٹھی زیادتی اور ظلم کرنے والے کا چہرہ دیکھا۔ واللہ حضور کا قلب مبارک غیض و غضب کا کوہ آتش فشاں نہیں بنا۔ اس کو تحمل سے دیکھا۔ اس کو حوصلے سے دیکھا۔ اور وہ قریب آ کے پھڑ کے کہنے لگا۔ حضرت جی آج وار کرنے کے لیئے نہیں آیا ہوں۔ آج کلمہ پڑھنے کے لیئے آیا ہوں۔

یہ پڑھے بغیر ہی ہو گیا یہ حضور کے حسن کی کتاب پڑھ پڑھ کے آ رہے ہیں۔ یہ حسن کی میں کلمہ شریف پڑھنے کے لیئے آیا ہوں۔ مجھے غلام بنا لیں۔ جس دین کے پرستاروں نے نجاشی کے دربار میں خطبہ پڑھا۔ اور غیروں کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ حق یہی ہے۔ جو اس کی زبان سے نکل رہا ہے ــ آقا جب تو پتہ نہیں تھا۔ وہی عمرو العاص مجرم آپ کے سامنے حاضر ہے۔ میں وہی ہوں۔ جو جعفر طیار کے خلاف مقابلے میں کھڑا ہو کے آپ کے خلاف میں بھر رہا تھا۔ لیکن جعفر طیار نے کیسی بولی بولی کہ ہمیں اس کے دربار سے دھکے دے کر نکال دیا گیا۔ جب سے میرے دل میں بات تھی۔ عمر۔ وقت بسر نہ کرو۔ تم اتنے آئے ہو۔ تو تحفے لے کر آئے ہو۔ یہ دو ہیں۔ یا چند ایک ہیں۔ تم قتنے بھی ہو۔ تم دولت لے کر انعام لے کر آئے ہو۔ اور یہ خالی ہاتھ۔ بات ان کی مانی گئی۔ تمہاری مانی نہیں گئی۔ کہیں بات ایسی نہ ہو۔ سچے یہی ہوں۔ جب سے میرے دل میں یہ ادھیڑبن سی جا رہی رہتا۔ تو عمر ابن العاص کہتا ہے۔ ابا میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ واللہ متم نورہ ــــــ الکفرون ــ اللہ فرماتا ہے میں اپنے نور کو پورا کر کے رہوں گا ــ اگرچہ کافر جل کے مر جائیں۔ کافروں کو برا ہی لگے ــ معلوم ہوا کافروں کو جلانا رب کریم کی سنت ہے۔ اگرچہ کافروں کو برا ہی لگے۔ اے میرے محبوب علیہ السلام دین بشری خدمت کے چرچے ضرور فرماؤں گا ــ عمر ابن العاص کہتے ہیں حضور کلمہ پڑھایئے۔ مجھے بیعت میں لیں۔ جن ہاتھوں میں جعفر کو بیعت میں لیا۔ اور اس کے ساتھیوں نے جن ہاتھوں نے بیعت لی۔ وہی دست کرم مجھے مل جائے۔ سرکار نے دست کرم آگے بڑھایا۔ کبھی آپ نے دیکھا کہ عطا کرنے والا۔ عطا کرنے کو ہاتھ بڑھائے۔ اور منگتا اور سائل جھولی پھیلا

DATE:

کر والیس ہو جائے۔ سرکار نے دست کرم بڑھایا۔ عمر ابن العاص نے ہاتھ کھینچ لیا۔ فرمایا خود ہی تو
طلب کی ہے۔ کہ مجھے ایمان مل جائے۔ اور آب ہاتھ کھینچ رہا ہے؟ کہتا ہے کہ پہلے مجھے وضاحت کریں
جب تک وہ وضاحت نہ ہوگی میں کلمہ نہیں پڑھ سکتا۔ مجرم بھی خود ہے خطا کار بھی خود ہے
گنہگار بھی خود ہے۔ مجبور بھی اب خود ہے۔ بھاگ بھی نہیں سکتا۔ کہ اب زمین میں کوئی
خطہ میری پناہ گاہ نہیں بن سکتا۔ لیکن کہتا ہے جی پہلے مجھے مطمئن کریں۔ پھر کلمہ پڑھوں
گا۔ فرمایا تو کون سے اطمینان چاہتا ہے۔ یوں تو نہیں فرمایا پکڑو اس کو سر قلم کر دو۔
پکڑو اس کو زمین پر پٹخو۔ جیسے میرے بلال کو پچھاڑا گیا۔ جیسے عمار بن یاسر کو پریشان
کیا گیا۔ اس کو بھی پکڑو نا۔ دروازے پر آئے ہوئے مجرم کو میرے مصطفیٰ نے للکارا بھی نہیں۔
میرے آقا علیہ السلام نے ان کو دبایا بھی نہیں۔ جھڑکا بھی نہیں۔ ہاتھ کھینچ لیا ہے

اور ایک واقعہ میں نے سیر الاولیاء میں پڑھا ہے۔ اور ملفوظات حضور گنج شکر میں بھی دیکھا
ہے۔ اور اس واقعے کے راوی حضرت نظام الدین محبوب الٰہی ہیں۔ اور اپنے پیر کا ملفوظ خود بیان
فرماتے ہیں۔ وہ کتنے عظیم لوگ تھے۔ وہ اپنے پیروں کے ملفوظات یاد بھی کرتے تھے اور عمل بھی کرتے تھے
فرید پاک نے ملفوظات نقل کیے۔ حضور قطب الدین بختیار کاکی کے۔ حضور قطب الدین نے ملفوظات
نقل کیے۔ حضور خواجہ خواجگان معین الدین چشتی رحمۃ اللہ کے۔ حضرت خواجہ نے ملفوظات نقل کیے حضرت
خواجہ عثمان ہارونی کے۔ اور اگر یہ نظارہ دیکھنا چاہو تو ہشت بہشت کا مطالعہ کرو۔
اس میں یہ واقعہ لکھا ہے۔ کہ فاروق اعظم کے دور میں۔ عراق کے ساتھ جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام
کی۔ اور عراق کا بادشاہ پکڑا گیا۔ بڑا فرعون صفت تھا۔ بڑا ظالم تھا۔ اور بڑا طاقت ور تھا۔
لیکن شکست کھا گیا۔ نبی پاک علیہ السلام کے غلاموں کے ہاتھوں۔ اور اللہ فرماتا ہے یدخلون فی دین
اللہ افواجا۔ قرآن پاک کا اعجاز لمحہ بلمحہ ظاہر ہو رہا ہے۔ جب وہ پکڑا گیا گرفتار
ہو گیا۔ اور اس کو بارگاہ خلافت میں پہنچا دیا۔ فاروق اعظم کے پاس۔ آپ نے عراق کے
بادشاہ سے فرمایا۔ کہ ہمیں ہمارے آقا و مولا علیہ السلام کا حکم ہے۔ اذا اتاکم کریم قوم۔
کسی قوم کا معزز اگر ملنے کے لیے آئے تو اس کو تم اس کے معیار کا احترام پروٹوکول ضرور
دے دو۔ اگرچہ تو مخالف ہے دشمن ہے۔ لیکن تو اپنے ملک کا سربراہ ہے۔ میں تجھے جوتا
نہیں لگاتا۔ میں تجھے یہاں ذلیل و رسوا نہیں کرتا۔ میں تجھے عزت کا تاج دیتا ہوں۔ کہ میں تجھے
یہ کہتا ہوں کہ کلمہ شریف پڑھ لے۔ پکڑ لے دامن میرے مصطفیٰ علیہ السلام کا۔ تمہیں اس کا جواب
مل جائے گا۔ کھٹکا جو تیرے دل میں ہے۔ کہ یہ عرب کے بدو تھے کہ صاحب آ گئے۔ ہم نہیں
آگے حسن محبوب غالب آیا ہے۔ یہ سرکار کا غلبہ ہے۔ اور اگر تو یہ جہاں جیت دیکھنا چاہتا ہے

DATE:

تو کلمہ پڑھ لے۔ آنکھوں سے نظر آئے گا۔ کہ یہ ساری برکتیں حضور علیہ السلام کے قدم قدم سے ہیں۔
لیکن وہ چونکہ پرانا کافر تھا۔ کہنے لگا میں کلمہ تو نہیں پڑھتا۔ کہ لوگ کہنے لگیں گے مرنے کے ڈر سے
کلمہ پڑھ گیا۔ فرمایا اس کس غلطی میں نہ رہنا۔ اما شاکراً و اما کفوراً سمجھی۔ یا کلمہ
یا تلوار۔ تیرا حل اس کے سوا کوئی نہیں۔ یا مسلمان ہو جاؤ کامیاب ہو جاؤ۔ اگر نہیں پڑھتا
تو تلوار تیری گردن پر کا فیصلہ کرے گی۔ جانے دل کتنا سیاہ تھا۔ کہنے لگا ہوا ہے مشہور کا ہے۔
کہتا ہے قتل ہو سکتا ہوں۔ کلمہ نہیں پڑھ سکتا۔ آپ نے اس کی طرف سے توجہ ہٹا لی۔
دیگر جو اسلامی لشکر کے مسائل تھے۔ اس میں مصروف ہو گئے۔ اور ایک صحابی سے
فرمایا اس کو اپنی تحویل میں رکھو۔ جب میں بلاؤں تو پھر اس کو لے کر آنا۔ اور اس میں راز یہ
تھا۔ کہ فاروق اعظم چاہتے تھے کہ ذرا اس کو اسلامی معاشرے میں بٹھائیں۔ اس کا وقت گزرے
یہ اپنی آنکھوں سے محمد عربی علیہ السلام کے غلاموں کی نشست و برخاست دیکھیں۔ تو اسے پتہ چلے
کہ اسلام کی برکتیں ہوتی کیا ہیں۔ عرب کے جٹ لوجٹ بدو اب بدو نہیں رہے۔ اب
یہ قدسیوں سے اونچے عارف باللہ بن گئے۔ آپ نے فرمایا اس کو اپنے پاس رکھو۔ مسائل سے
فارغ ہو کر پھر اس سے بات کروں گا۔ چنانچہ یہ مجھے یاد نہیں کتاب میں مجھے نظر نہیں آیا کہ کتنے
دن گزر گئے۔ ~~ایک دن حضرت نے اسے بلایا~~ وہ بادشاہ اس صحابی سے کہنے لگا۔ دیکھتا رہا
اس صحابی کو اس کے بچوں کو اس کے احباب کو آتے جاتے اٹھتے بیٹھتے بولتے مطالعہ کرتا رہا۔
اور چند دن کی برکت سے دل پاک ہو گیا۔ اور یہی راز ہے کہ اللہ فرماتا ہے کونوا مع الصادقین۔
اللہ والوں کے پاس بیٹھا کرو۔ اگر تم اللہ والے نہیں ہو۔ تو ان کی نگاہ کرم سے دھو کر سارے
دھل جائیں گے۔ دل پاک ہو جائیں گے۔ اور ان شاء اللہ تمہیں بارگاہ خداوندی سے رابطہ ہو
جائے گا۔ بقول جلال الدین رومی ــــ

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ــــ گو نشیند در میان اولیاء۔

جو بارگاہ خداوندی میں بیٹھنا چاہے۔ اسے چاہیے کہ فرید کے دربار میں بیٹھ جائے۔
فاروق اعظم نے بٹھایا تھا صحابی کے پاس کہ نشست و برخاست کے مراحل میں اسے زیارت کا
ہو صحابی اسلام کا حسن کہ وہ کتنا با ہے۔ جب پڑھنے والا کلمہ پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔
صحابی سے کہنے لگا بھائی جان میری بات سنیں۔ فرمایا زبان سنبھال کہ تو میرا بھائی نہیں ہے۔ ہمارے
معاشرے میں بھائی وہی ہوتا ہے۔ جو مصطفیٰ کا کلمہ پڑھتا ہو۔ تو میرا بھائی نہیں ہے مجھ سے
بات کر جو کرنا چاہتا ہے۔ حضرت نے اخلاقی طور پر اتنی اس کی خدمت کی تھی۔ کہ بادشاہ
احساس سے بالکل ہی بے گمانہ ہو گیا۔ کہ میں قیدی ہوں۔ وہ سمجھتا تھا کہ میں معزز مہمان ہوں

DATE:

جو ہر لمحہ میں میری خدمت میں کوئی کسر باقی نہیں کرتا۔ کہنے لگا اچھا مجھے اپنے خلیفہ صاحب کے
پاس لے چلو۔ کہنے لگے نہیں۔ جب تک وہ نہیں بلائیں گے میں نہیں لے جا سکتا۔ تو ابھی
اس قابل نہیں ہوا ہے۔ کہ تو ان کے سامنے جا سکے۔ کہنے لگا میں دل کی بات کہتا ہوں۔
کہ سچ کہتا ہوں۔ اب میں کچھ نہیں لینا چاہتا۔ میں تو صرف کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں۔
چنانچہ صحابی بڑی خوشی کے ساتھ اس کو لے کر چلے گئے۔ فاروق اعظم کے پاس پہنچے۔
اب چہرہ بدلا ہوا ہے۔ چہرہ بتا رہا تھا کہ کفر کی سیاہی دھل گئی ہے۔ دل نور ایمانی
سے چمک رہا ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا عمر فاروق رض جب آپ کی خدمت عالیہ میں وہ شخص
پہنچا۔ تو کہنے لگا جناب مجھے کلمہ پڑھا دیں۔ فاروق اعظم نے بڑی محبت کے ساتھ اسے ایمان کا
شرف بخشا۔ اور فرمانے لگے اب میں چاہتا ہوں کہ تیری حکومت تجھے واپس کر دوں۔
ہم تو وسیع مفادانہ طرز اہتمام نہیں رکھتے۔ ہم ملکوں کی بادشاہیوں پر قبضہ جما کے اپنی دنیوی
جو ہر راحت کو جانا نہیں چاہتے۔ ہمارا مقصد ہے اسلام پھیلانا۔ اور جب تو مسلمان ہو گیا
ہے۔ تو ہمارا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ جا ملک تیرا ہی ہے۔ ہمیں تو تیرے ملک کی ضرورت نہیں
ہے۔ جب حضرت نے یہ فرمایا۔ اس نے کچھ دیکھ کر ہی کلمہ پڑھا تھا۔ تو حضرت عمر سے
رو رو کہنے لگا حضرت جی جو حکومت مل گئی ہے اب اس کے مقابلے میں عراق کی حکومت
کا کوئی مقام نہیں ہے۔ مجھے اور کوئی حکومت کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے آپ صرف وقت
بسر کرنے کے لیے کوئی علاقے میں بٹھا دیں میں وہاں اپنی عمر باقی جو ہے۔ وہ ایمان کی بہار میں
میں زندگی بسر کروں۔ آپ شاہی یا جہاں بستی کا حکم ہے ہم وہاں تجھے بٹھا دیتے ہیں۔ کہنے
لگا جو میرا ملک ہے میں نہ سہی مجھے کوئی ایسا علاقہ مل جائے۔ جہاں کھیتی باڑی نہ ہوتی
ہو۔ جنگل ہو۔ اجاڑ ہو۔ بیابان ہو۔ تنہائی بھی ہو گی۔ ٹکڑا مجھے ملے گا۔ میں اس کو
آباد کرنے میں وقت بسر کروں گا۔ اللہ اللہ بھی ہو گی اور میں اس سرزمین کو
آباد بھی کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضور نے حکم دیا سالار عراق سے اور فرمایا دیکھو
بھی عراق میں اگر کوئی علاقہ ایسا ہو تو بتانا۔ تاکہ ہم اس کو وہاں بٹھائیں۔ انہوں نے کوشش
کیا۔ کتنے دنوں کے بعد عرض کرتے ہیں۔ حضرت جی سارا عراق دیکھ لیا ہے۔ کوئی بے آباد علاقہ
نظر نہیں آیا۔ ایسے کہو اپنا نظریہ بدل لے۔ کسی آباد علاقے میں بٹھا دیں اسے۔ فاروق اعظم
نے فرمایا اللہ کے بندے ایسا کوئی علاقہ نظر نہیں آیا جہاں ہم تجھے بٹھا سکیں جو غیر آباد ہو۔ اور
تنگ کیا کہتا ہے مولا۔ عمر میری گواہی دے رہا ہے۔ کہ عراق کو میں نے غیر آباد نہیں چھوڑا تھا۔
کر کے چھوڑا ہے کہ عرض کی امیر المومنین۔ آپ نے زبان سے مان لیا۔ کہ عراق کا کوئی علاقہ غیر آباد!

DATE:

نہیں۔ اب میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے کوئی حکومت نہیں چاہیے۔ محبوب کی گدائی کافی ہے۔ میں نہیں
چاہتا۔ لیکن یہ یاد رکھیں کہ آپ نے مان لیا کہ پورا عراق آباد ہے۔ اب اگر کوئی علاقہ اجڑ گیا تو اس
کا جواب عمر دے گا۔ میں نہیں دوں گا۔ کسی علاقے کے لوگ پریشان نہیں ہیں۔ بلکہ آباد نہیں ہیں۔
بے آباد نہیں ہیں۔ فصلیں لہلہا رہی ہیں۔ لوگ بھوکے نہیں مرتے۔ خوشحال ہیں۔ اور میں نے اللہ
کی مخلوق کی خدمت کی ہے۔ اگر اب کوئی علاقہ اجڑ گیا تو جواب آپ دیں گے۔ میں نہیں دوں
گا۔ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں۔ فاروق اعظم کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔
عرض کی مولا عمر کمزور ہے۔ بشری مدد کے بغیر میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ عمر ابن العاص کہتے ہیں جی میں
بھی شرفاء اسلام فرمائیں۔ دست کرم بڑھایا تو اس نے کھینچ لیا۔ بندہ خدا طلب بھی کرتے
ہیں۔ کس لئے کھینچا ہے جی پہلے شرط پوری کریں کیا شرط ہے۔ کہنے لگا عمر کہتا ہے۔ میرے آقا میں کھلی
زندگی دیکھتا ہوں۔ تو میرا جگر پھٹتا ہے۔ میں نے آپ کے خلاف بہت کچھ بکواس کی ہے۔ کفر کی زندگی میں
میں نے عیسائیوں کے دربار میں آپ کے خلاف بہت کچھ کہا۔ جھوٹ بولا۔ آپ ایسے نہیں تھے
جیسے میں نے کہا۔ آپ وہ تھے جو آپ کے بھائی جعفر طیار نے بیان کیا۔ اب میں درخواست کرتا ہوں
کہ مجھے ایک ضمانت چاہیے کہ جو ہو چکا ہے۔ حضور کلمہ تو میں پڑھ لوں گا۔ لیکن آپ مجھے پہلے ضمانت
دیں۔ کہ میری گزشتہ زندگی کی غلطیاں میری معاف ہو جائیں۔ مجھے معافی کا سرٹیفکیٹ مل جائے۔
اگر میرے آقا مختار نہ ہوتے تو ضمانت کیسے دیتے۔ اگر صاحب اختیار نہیں ہیں۔ تو آپ فرماتے
اے اللہ کے بندے۔ کلمہ پڑھ لے۔ میں بھی دعا کروں گا۔ اللہ تجھے معافی دے گا۔ ضمانت نہیں ہو سکتی۔
یقینی طور پر نہیں کر سکتا۔ یہ نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جو شخص
میرا کلمہ پڑھ لیتا ہے۔ رب اس کی کفر کی ساری زندگی کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ حضور علیہ السلام
نے فرمایا۔ اسلام سے پہلے جو غلطیاں ہوئی ہیں جب تو کلمہ پڑھے گا وہ ساری معاف ہو جائیں
گی۔ اور ایک انعام ہے۔ وہ کیا ہے کہ کافر نے اگر کفر کی زندگی میں کوئی ظلم کیا ہے وہ بھی معاف

B —— کوئی زیادتی کی ہے تو وہ معاف۔ کوئی گناہ کیا ہے تو معاف۔ لیکن اگر کوئی ایسی
نیکی کی ہو تو۔ تو مسئلہ یہ ہے۔ کہ کافر نے کفر کی زندگی میں جو گناہ کئے۔ جب وہ کلمہ پڑھتا
ہے تو سارے کے سارے معاف۔ اور جو اس نے کفر کی زندگی میں۔ نیکیاں کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان
سے فرماتا ہے۔ تازہ کر کے لکھ لو۔ وہ ساری بحال کر دو۔ بتاؤ یہ رسول کریم کی امت پہ کرم
نہیں ہے۔ جو غیر ہیں۔ ان کی نیکیاں زائل نہیں فرماتا۔ یہ بھی فضل ہے۔ بڑے جرم معاف
کر دیتا ہے۔ یہ بھی کرم ہے۔ حضور علیہ السلام نے جب ضمانت دے دی۔ تو عمر ابن العاص نے دیکھ
کرم کو بڑا بھی ہے چھوٹا بھی ہے۔ جس کا رسول علیہ السلام کا کلمہ شریف پڑھا۔ جناب [illegible]

DATE:

یہ عالم ہے کہ اور مکہ معظمہ کی سرزمین ہے۔ جو بھی صحابہ کرام کافروں سے ظلم سے عاجز ہو کر جہاں بھی گئے جس ملک میں بھی گئے۔ اسلامی ملک نہیں تھا۔ نجاشی کا دربار بھی مسلمان نہیں تھا۔ اسی طرح دوسرے۔ لیکن صحابہ کرام جہاں بھی گئے۔ ملک غیروں کا تھا۔ لیکن وہاں پہنچ کر ذلیل نہیں ہوئے۔ بلکہ رب نے عزت بخشی علاقے فاتح ہیں۔ اور کیوں علاقے فاتح ہیں۔ کہ حضور کی تبلیغ کی ہوئی رسالت کا مشن پورا کیا۔

حضرت جعفر طیار رضہ۔ سنا شہزادوں ابھی ٹیکیل کر ظاہر ہوا۔ جعفر طیار آج ظاہر ہوئے ہیں۔ محبوب کا طیار بہت پہلے ہے کہ جعفر طیار۔ ان کو طیار کیوں کہتے ہیں۔ حضرت جعفر شہادت کے بعد فرشتوں کے ساتھ پرواز کیا کرتے تھے۔ حضرت جعفر طیار رضہ آپ کے رفقا رہنما اسوہ ایک وقت تک سرزمین حبشہ میں رہے۔ اور آزاد مرضی کا سلسلہ رہا۔ جس پہ کوئی پابندی نہ تھی۔ وہ کھل کر نعرہ حضور کا ذکر کرتے تھے۔ اور اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ ملک حبشہ ہی کو تبلیغ اسلام کی۔

حضرت جعفر طیار۔ خیبر فتح ہو چکا۔ فتح کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں۔ مولا علی شیر خدا کے ہاتھ میں جھنڈا ہے۔ جن کے دست کرم سے سرکار نے غزوہ خیبر کی فتح کا اعلان کیا۔ اور یہ جملہ رہتی دنیا تک مولا علی کی عظمت کا ضامن ہے کہ خدا کی قسم قدسیوں کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ حضور فرماتے ہیں۔ کل کو میں اس کو جھنڈا دوں گا۔ یفتح اللہ علی یدیہ۔ وہ خالی نہیں مڑے گا خیبر توڑ کر مڑے گا۔

مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

اور دوسرا انعام یہ ہے۔ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔ وہ اللہ رسول سے پیار کرتا ہے اللہ رسول اس کے ساتھ پیار کرتے ہیں۔ جو کوئی کہہ دے کہ چھا زار ہیں بابا جی کے گاؤں میں۔ اس لیے رسول پیار کرتے ہیں نانا۔ جس سے اللہ بھی پیار کرتا ہے۔ پتہ چلا یہ رشتہ داری کی بنا پر نہیں۔ ان کی وفاداری اللہ تعالیٰ کے صدقے میں ہے۔ چنانچہ حضرت علی شیر خدا تشریف لائے۔ میرے آقا تشریف لائے۔ اور یہ سارا کرم حضور کا۔ آپ کی دعاؤں کا آپ کی نسبت کا مولائے کائنات کی عظمت یہ کروڑوں سلام۔ فاتح خیبر شکن ایک ہے۔ لیکن یہ یاد رہے یہ سارا زور مصطفیٰ کریم کی نگاہ کرم کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے جس کی ڈیوٹی لگا دیتے ہیں۔ کام لے لیتے ہیں۔ اور میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ اگر میرے آقا علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی۔ خیبر فتح نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ تو مولائے کائنات کی عظمت ہے۔ یہ انتخاب میرے نبی نے ان کا فرما دیا کہ خیبر فتح ہو گیا۔ جس کا وعدہ رب کریم نے قرآن شریف میں کیا ہے کہ انا فتحنا لک

DATE:

اے میرے محبوب ہم نے آپ کے صدقے روشن فتح عطا فرمادی۔ یہ روشن فتح۔ فتح مکہ بھی ہے اور فتح خیبر بھی۔ دونوں فتوحات مراد ہیں۔ تفاسیر میں یوں ہی لکھا ہے۔ جب دوسرے خیبر فتح ہو گیا۔ سید عالم ﷺ واپس تشریف لائے۔ جزیرہ نمائے عرب مکہ معظمہ حرم کعبہ حرم مدینہ کی سرزمین سے یہودی سارے دفع ہو گئے۔ یہ کتنی بری بات ہے کہ آج کے ان کتوں کو پھر بٹھا رکھا ہے۔ ایسی عیار قوم۔ ایسی ناپاک قوم۔ جدھر دیکھتے ہیں بے غیرت کتے کی طرح کاٹنے کو بھاگتے ہیں۔ اور ہم ایسے سدھائے ہوئے کتے ہیں۔ مسلمانوں کو کاٹتے ہیں باقی کسی کو نہیں کاٹتے۔

حضور واپس مدینہ عالیہ آئے۔ ایک دن تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام کا اجتماع مبارک ہے۔ حضور کے غلام بیٹھے ہیں آفتاب نبوت ہے۔ ماہتاب نبوت ہے۔ اور صحابہ کرام ہدایت کی روشنی کے ستارے بن کر حضور کے اردگرد ہالہ بنا کے بیٹھے ہیں۔ بعض بزرگان گرامی قدر۔ مسجد نبوی شریف کا ماحول ہے۔ حضور جلوہ گر ہیں۔ صدیق اکبر بیٹھے ہیں۔ فاروق علی شیر خدا ہے عثمان غنی۔ صحابہ کرام بیٹھے ہیں۔ یہ ایک دم محفل میں جوش پیدا ہوا۔ دیکھا کہ حضرت جعفر طیار آ گئے۔ اور حبشہ سے آ رہے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی قوم کے صحابہ کرام بھی ساتھ ہیں۔ یہ جب مسجد نبوی شریف میں سامنے آئے۔ سرکار تشریف فرما ہیں۔ جیسے ہی نگاہ کرم پڑی۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ قام رسول اللہ ﷺ۔ سرکار اپنے مصلے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ چچا کا بیٹا ہنستا آ رہا ہے۔ اسلام کا مجاہد آ رہا ہے۔ اسلام کا نقیب آ رہا ہے، اسلام کا مبلغ آ رہا ہے جس نے زندگی تو اگرچہ جلاوطنی کی گزاری۔ لیکن جو وقت گزارا ایمان کے جھنڈے کو بلند کرتے ہیں۔ سرکار علیہ السلام اٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ یہاں میرے اکابر نے نکتہ بیان کیا ہے۔ اکابر اسلام۔ اکابر اہلسنت مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ فرمایا معلوم ہوا کہ دینی روحانی شخصیت کو دیکھ کر اٹھ کر کھڑے ہو کر تعظیم کرنا رسول اللہ کی سنت ہے۔ حالانکہ جو آتا ہے تو کوئی محترم [illegible]۔

بقول امام اہلسنت ——

رسل و ملک پہ درود ہو وہی جانیں ان کے شمار کو
مگر ایک ایسا دکھا تو دو جو شفیع روز شمار ہے
وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ آ گئے۔ حضور اٹھ کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت جعفر طیار کی آمد کو حضور

DATE:

نے وہ پردہ لوگوں کو عطا فرمایا ہے۔ جو کسی کو نصیب نہیں ہو سکا۔ سرکار مسکرا کر کھڑے ہو گئے
آپ بتانا یہ چاہتے ہیں۔ آ میرے اسلام کے جھنڈے اونچا کرنے والا میں شرم سے کھڑا ہو کر
تعظیم کرتا ہوں۔ تو نے غیروں کے ملک میں میرے دین کا جھنڈا بلند کیا ہے۔ اگرچہ یہ کمزور
گئے تھے۔ اگر یہ حالات کے ستائے ہوئے گئے تھے۔ یہ تو پناہ طلب کرنے چھپنے بھی گئے تھے؟
غیروں کی نظر میں نظر ڈال رسول اللہ کے دین کا چرچا کر کے آئے ہیں۔ یہ جان بچانے نہیں گئے تھے
اسلام پھیلانے کے لئے گئے تھے۔ ایک وہ مبلغ جو کافروں کو مسلمان کرتے۔ اور ایک یہ
مبلغ جو مسلمانوں کو کلمہ پڑھاتے ہیں۔ یہ مبلغ ہیں اسلام کا جھنڈا لہرا کے آئے ہیں
مسلمان کر کے آئے ہیں۔ اسلام کی خوشبو پھیلا کے آئے ہیں۔ سرکار کھڑے ہو گئے۔
اور معانقہ کیا۔ اور خوش آمدید کہا۔ میرے آقا فرماتے ہیں مجھے اتنی خوشی ہے میں بیان نہیں
کر سکتا۔ کہ جعفر کے آنے سے خوشی زیادہ ہے یا فتح خیبر سے زیادہ خوشی ہے۔
میرے آقا نے سارا میرے خاندان کا تذکرہ ہے وہاں جعفر ہے یہاں علی ہے۔ اور صحابہ کرام
ساتھ ہیں۔ میرے دل کو تو معلوم ہوا یہ سنی رات نے گلے لگا کر بتا دیا۔ یہ جعفر ہجرت کا گواہ
خدا کی بارگاہ میں بڑی عظیم ہے۔ مکہ معظمہ سے صحابہ کرام کا ہجرت کرنا۔ وقت ایسا
تھا۔ سرکار اپنے غلاموں کو ہٹا کر کے غیروں کے سامنے بھیج رہے ہیں۔ اس کا
رد عمل یہ تھا کہ کافر پیچھے جائیں گے۔ اور وہاں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ
جس محبوب کے غلاموں کو پوری دنیا میں اتنی عزت ملی ہے۔ کلمہ والو بڑے خوش نصیب
ہو۔ ان کے رسول علیہ السلام کا صحیح ادب نہیں کر سکے۔ یہ ہماری محرومی ہے
اس محبوب کو ہمارا کوئی ضرورت نہیں۔ جس نے خاک کے ذروں کو اتنا اونچا مقام
دے دیا۔ وہ شہر مکہ ہے ۲۷ رجب ہے۔ ابھی ہجرت نہیں ہوئی۔ غلام ہجرت کر چکے
ہیں حضور کی اجازت سے۔ میرے آقا ابھی مکہ معظمہ میں ہیں۔ اللہ فرماتا ہے سبحان الذی
یہ بیان معراج ہے۔ آج کی گفتگو میں۔ اگرچہ میں اس پہ تو نہیں کر سکتا۔ اپنا ارادہ صرف
یہی تھا۔ کہ میں ذرا معراج شریف کا بیک گراؤنڈ عرض کر دوں۔ سرکار مدینہ عالم میں قدم
کو پہنچا کر معراج نہیں کرائی۔ بلکہ اسی سرزمین مکہ میں۔ یہاں سے غلام ہجرت کر کے
مختلف علاقوں میں گئے اور بڑی عزتیں پائیں۔ اب اللہ تعالیٰ بتانا یہ چاہتا ہے۔ محبوب کتنا
معزز ہے۔ سبحان الذی ——— اللہ تعالیٰ ان اکابرین اسلام پر کرم رحمتیں
فرمائے۔

۲۴-۷-۲۰۲۴ ۱۱—۱۹—۰۵
۲۶-۹-۱۴۴۵ pm جمعرات

شانِ رسالت ﷺ

DATE: ۵-۱۰-۲۰۰۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ قرآن کریم کی تلاوت کے بعد یہ مسئلہ بھی ہر مسلمان پر روز
روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ آپ کا ذکر خیر اللہ کریم نے نبی پاک علیہ السلام کا اس طور
اذکار منفرد حسن مولا کریم نے اپنے ترجمان کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ آپ کی تشریف آوری بھیجنے
والے کے ترجمان کی حیثیت سے ہے۔ اور مزید کا یہ ہے کہ ہر بھیجا ہوا ترجمان ہو۔ کیونکہ آپ
جسے بھیجتے ہیں۔ وہ بھیجنے والے کا پیغام اپنے ہاتھ میں ایک خط کی شکل میں لے جاتا ہے۔
اس میں جو کچھ ہے۔ بھیجنے والا جانے یا جس کی طرف بھیجا ہے۔ درمیان میں اس کا کوئی اپنا کردار
نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ ایک ڈیوٹی ادا کرتا ہے۔ جبکہ رب ذوالجلال نے حضور علیہ السلام
کو محض قاصد نہیں بنایا۔ بلکہ ترجمان بنایا ہے۔ کیونکہ آپ کو وہ خوبیاں دے کر بھیجا وہ اصل ہیں۔ سب
دے کر بھیجا جن کی برکت سے زمین والوں میں حسن کا وہ رنگ پیدا ہو جائے۔ جو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں
پسندیدہ ہے۔ ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ اسلام کو سب دینوں پر غالب
کر دیا جائے۔ اگرچہ مشرکین کو بُرا لگے۔ تو نبی پاک علیہ السلام منشاء قدرت کو دنیا کے سامنے
ظاہر کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اور اس میں آپ کامیاب ہوئے۔ اور پھر آپ قرآن پاک کو پڑھیں تو پتا
چلتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کا ذکر ایسے صفحوں کے ساتھ فرمایا ہے۔ جن سے پتا چلتا ہے۔ آپ بگاڑنے
نہیں آئے۔ بنانے آئے ہیں۔ سنوارنے کے لئے آئے ہیں۔ دنیا میں نکھار پیدا کرنے کے لئے آئے ہیں۔
ان کی دھول کو ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق ـــــ اپنے رسول پاک علیہ السلام کو۔ ارسل رسول۔
ارسل رسولکم۔ نہیں ارسل رسولہ یعنی تم میں نبی پاک علیہ السلام [illegible] اللہ کے رسول کے
انداز میں تشریف لائے۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور بھیجا بھی ایسے
انداز میں کہ اگر کائنات ناپاک تھی۔ تو اسے پاک کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اگر کائنات میں تاریکیاں
ہیں۔ تو وہاں روشنی بکھیرنے کے لئے تشریف لائے۔ اور اگر دنیا میں گمراہی ہے۔ تو وہاں ہدایت کا [illegible]
کرم ابر بننے اور برسانے کے لئے تشریف لائے۔ چنانچہ آپ کو رب کریم نے ایسے ناموں سے یاد کیا ہے
جس میں روشنی ہی روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔
یھدی بہ اللہ ـــــ سبل السلام ـــــ الی النور۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے
پاس روشنی آئی۔ اور کتاب۔ جو روشن ہے۔ آپ بھی روشن ہیں۔ کتاب بھی روشن ہے۔ کائنات
کو روشنی بخشنے کے لئے آئے۔ رسول پاک علیہ السلام قرآن پاک کو دنیا میں ظاہر کرتے۔ اللہ کریم
ان لوگوں کو سعادت کی راہوں تک پہنچا دیتا ہے۔ جو اس رسول پاک کے حکم پر رب کریم کی
رضا کے مطابق کام کریں۔ اسی کی وجہ سے اللہ ہدایت دیتا ہے۔ بہ کی ضمیر کس کی طرف

DATE:

نوشتی ہے۔ تو اس کے متعلق غور کریں۔ تو اس سے پتا چلتا ہے۔ کہ اس سے مراد قرآن پاک ہے۔ کیونکہ کتاب مبین کا ذکر جو ہے وہ نور کے بعد ہے۔ تاکہ قرآن کی وجہ سے ہدایت دے۔ رب کریم اسے جو اس کی پیروی کرے سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دے دے۔ تو قرآن شریف کی بدولت رب کریم ہدایت دینے کے اعلان فرماتا ہے۔ لیکن پہلے حضور کا نور موجود ہے۔ اب ظاہر ہے کہ کتاب سے ہدایت تبھی ملے گی۔ جب کوئی کتاب کو پڑھے گا۔ تبھی جب کتاب کو اس طرح پڑھے ——— آپ جتنی کتابیں پڑھتے ہیں سب روشنی میں پڑھتے ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کوئی کتاب پڑھیں۔ اگر دن ہے۔ تو سورج کی روشنی میں۔ اگر کمرہ ہے تو آپ کی لائٹ ہے۔ لائٹ کے بغیر کتاب نہیں پڑھی جا سکتی ـــ رسول پاک علیہ السلام کے نور کا ذکر پہلے کر کے بتا دیا کہ محبوب کے نور کی روشنی کے بغیر قرآن شریف نہیں پڑھا جا سکتا۔

قد جاءکم من اللہ نور ——— ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ———

ہدایت بھی نور ہے۔ دین حق بھی نور ہے۔ قرآن پاک بھی نور ہے۔ محمد عربی بھی نور ہے۔ یعنی جہان انوار کے ہجوم گنہگاروں کی بگڑی بن گئی۔ انوار آسمانوں پر بھی ہیں۔ وہ جہان انوار ہیں۔ جتنے آسمان ہیں سب نور کے بنے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہر لفظوں کے اعتبار سے کسی پر چاندی کا لفظ بولا گیا ہے۔ کسی پر سونے کا لفظ بولا گیا ہے۔ کسی پر کسی دھات کا لفظ بولا گیا ہے۔ لیکن وہ چاندی سونا وہ نہیں۔ جو آپ کے معدنیات کی شکل میں آپ کے پہاڑوں سے نکلتا ہے۔ بلکہ وہ سونا چاندی ہے جو نور ہی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ اہل جنت کے بارے میں فرمایا کہ ان کو پاکیزہ بیویاں عطا فرماتا ہے۔ اب بیوی کا اطلاق جو ہے۔ جو حوریں بہشتی ہیں ان پر ہے۔ لیکن یہ حوران بہشتی جن پہ زوجہ کا اطلاق ہے۔ وہ یوں نہیں جس طرح دنیا میں خواتین ہیں۔ وہ تمام نور کی تخلیق ہیں۔ تو آسمان نور کا۔ پہلا دوسرا ——— سب جہان انوار وہاں کوئی غبار نہیں ہے۔ وہاں کوئی حیض نہیں ہے۔ سب نور ہی نور ہے۔ اللہ اللہ۔ وہ قدسیوں کا ماحول۔ یہاں ہر طرف نور ہی نور ہے۔ رب کریم نے حضور علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا۔ خدا جانتا ہے اس جہان انوار سے بہتر جہان نور یہاں بکھیر دیا ہے۔ رسول پاک بھی نور ہیں۔ قرآن پاک بھی نور ہے۔ دین اسلام بھی نور ہے۔ اور حضور کو مہر آنا علیہ السلام کا ہر اعجاز نور ہے۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ نے دیا جلایا۔ آپ نے بلب روشن کیا۔ ہے تو چھوٹا سا۔ لیکن دور دور تک نور پھیلا ہوا ——— اور جو نور نہیں ہے۔ وہ مقدار کے حساب سے پھیلتا ہے۔ مثلاً۔ آپ اللہ کے فضل و کرم سے کھانا کھا کر تشریف لائے۔ یا جا کر کھائیں گے۔ آپ نے چاول

DATE:

آپ نے دودھ پیا۔ دودھ کا ایک گلاس پی لیا۔ جب پینے لگے تھے۔ تو اس کی لمیٹ ہے۔ چنانچہ دودھ
جو نامہ ختم بھی ہو گیا۔ یہ دودھ آپ کی بکری جانوروں کا ہے اور یہ محدود ہے۔ آپ کو ملا بھی ہاں
کر۔ آپ نے پیا بھی اسی طریقہ سے۔ اور شروع سے آخر تک ختم ہو گیا۔ آپ سیر ہو گئے نہیں ہوئے۔
دودھ ختم ہو گیا ــــ اب اس کی تعبیر ہم کیا کریں۔ کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ پیالہ آقا
ایک ہی حضور نے دیا ہے۔ لیکن صحابہ کرام ستر کی تعداد میں ان سے سیر ہو گئے پیالہ نہیں ختم ہوتا۔
اب بتائیے کہ یہ دودھ کیا ہے۔ اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ حضرت نبی کی آستانہ کرم کی بکری سے نکالا
گیا ہے۔ کہ صحابہ نے حضور کی بارگاہ میں نذر پیش کی ہے۔ تو جب انہوں نے بھیجا تھا۔ تو محدود
تھا۔ وہ محدود تھا۔ جب خدا کے نور کے گھر میں آگیا وہ بلا محدود ہو گیا۔ اب پیالہ وہی ہے جو دیکھنے میں
محدود سا ظرف ہے۔ لیکن حضرت آقا علیہ السلام کے حرم پاک میں داخل ہوا۔ تو اب یہ بھی نور بن گیا۔
پینے والے سیر ہو گئے۔ لیکن حضرت آقا کا پیالہ ختم نہیں ہوتا ــــ
کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
پیالے میں۔ برتن میں حضرت آقا علیہ السلام دست کرم ڈالتے ہیں۔ کہ جلوہ تو پانی کے فوارے نکلتے ہیں۔
تو دودھ میں تو پنجہ بھی نہیں رکھا۔ وہاں تو کوئی کہہ سکتا ہے۔ جس دست کرم نے انگلیوں سے
رحمت کی نہریں جاری ہو گئیں۔ انکا رنگ ہے ــــ اس پیالے میں تو حضرت آقا علیہ السلام نے دست کرم
نہیں رکھا۔ یہ تو حضور کے آستانے میں رکھا ہوا ہے۔ وہاں سے اٹھا پیش کر دیا اب یہ دودھ
دودھ نہیں رہا۔ نور ہے۔ جس طرح شہر کی چھوٹی سی لالٹین کی کوئی حد نہیں چھلکتا پیالہ
کمی بیشی کوئی حد نہیں۔ ــ کیوں جناب ابو ہریرہ ــــ
کتنا عظیم مہمان ہے بریلی شریف کا ایک باشندہ۔ چودھویں صدی کے آغاز میں جس کا وجود ہے
جس میں خالی موجود ہے۔ وہ تیرہ سو سال کی مسافت سے پوچھتا ہے کہ حضرت ذرا بتانا؟ پیالہ کیسا
میں تو اس پیالے کی بات کرتا ہوں جو نظر آتا ہے لیکن اس کی حقیقت کا پتہ نہیں ہے
بہتر ہے کہ سیدنا محمود آلوسی بغدادی کا کلام سنیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا المدثر ــــ فاجر۔
اے چادر اوڑھ کر لیٹنے والے محبوب ہاں ۴ ـ اب چادر جو ہے وہ کپاس کی بنی ہوئی ہے۔ کوئی شک نہیں ہے
کہ وہ ہے کہ کسی خاتون نے اس کو اس کا دھاگہ بنایا ہے۔ تو وہ اس سے بنا کسی کاریگر نے اس کا کپڑا
بنایا ہے جب رنگ دار سر کا رنگ نہیں آیا۔ وہ خاکی ہی ہے۔ لیکن جب حضرت آقا نے اوڑھ لیا ہے۔ تو اوڑھنے
والا بھی نور ہے چادر بھی نور ہے۔ یا ایھا المدثر ــــ چیزیں حضرت آقا علیہ السلام تک پہنچنے سے پہلے پہلے
تک چیزوں جیسی چیزیں ہیں۔ لیکن جب حضرت آقا کے قدموں سے لگ جاتی ہیں۔ پھر خدا کی خدائی میں ان
کی مثال نظر نہیں آتی ــ چیزیں وہ ہیں آپ کو بے مثل نہیں بنایا جس کا رسول کے قدموں نے کائنات کو

DATE:

بے مثل بنایا ہے۔ یہی چادر پاک۔ یہی لباس مبارک۔ یہی چادر جو اوڑھی ہوئی ہے۔ اسی کی بات
کرتا ہوں۔ اور وہی پیراہن اقدس جو میرے آقا کے جسد انور سے لگ گیا۔ میں ذمہ داری سے کہتا
ہوں۔ جب تک سرکار کے پاس نہیں آیا۔ وہ کپڑا کپڑا ہی ہے۔ جب کپاس تھی۔ تو کپاس جب
روئی بنی۔ تو روئی۔ جب روئی کا دھاگہ بنا تو جب دھاگے کا کپڑا بنا تو۔ جب سوئی نے سیا
لیکن پھر دنیا نے دیکھا۔ اتنی منزلیں سائے میں گزارنے کے بعد جیسے ہی سرکار نے زیب تن کیا
نہ مصطفیٰ کا سایہ نہ لباس کا سایہ۔ ——— مجھے کہتے دو میرے آقا علیہ السلام کے نعلین
شریفین۔ جب تک در سرکار تک نہیں آئے چمڑے کا بھی سایہ ہے۔ ڈیزائن کا بھی
سایہ ہے۔ بنانے والے کا بھی سایہ ہے۔ دھاگے کا بھی سایہ ہے جب جوتا بن رہا ہے تو سایہ
ہے۔ جب بازار سے چلا تو سایہ ہو۔ جب سرکار کی بارگاہ میں آگیا۔ محبوب نے پاؤں اندر
رکھ دیا سایہ غائب ہو گیا ——— کیونکہ یہ نور ہیں۔ نرے نور نہیں ہیں منوِّر
بھی ہیں۔ ایک ہوتا ہے مُنَوَّر۔ ایک ہوتا ہے مُنَوِّر۔ مُنَوِّر اسم فاعل ہے۔ مُنَوَّر
اسم مفعول ہے۔ تنویر مصدر ہے۔ نور اس کا ثلاثی مجرد ہے۔ میرے آقا علیہ السلام نرے
نور نہیں ہیں۔ نور گر بھی ہیں۔ جو آتا ہے اس کو نور بنا دیتے ہیں۔ میرے آقا کی شان اور
دَرِ خلیل ہے۔ حضرت سرکار جناب ابراہیم علیہ السلام کا آستانہ کرم ہے۔ خوبرو نوجوان
حسن کے پیکر مہمان آگئے۔ اور بڑا حسن کا ایک جہان انوار ہے۔ وہ نوجوان وہ خوبرو۔
آئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما لبث ان جاء ——— وہ آئے اور ابراہیم علیہ السلام
فوراً گھر چلے گئے۔ اور بچھڑا ذبح کیا۔ اس کے ٹکڑے کر کے نہیں پکایا۔ بلکہ مسلّم ہی بھون کر لے
آئے۔ کھاؤ۔ وہ بیٹھی فون رکھے نہیں آئے تھے۔ وہ آئے تو حضرت میرے خلیل نے فوراً کھانا
تیار کیا۔ سارہ بھی کام کر رہی ہیں۔ دست ہائے خلیل پاک خود مصروف ہیں۔ پھر
مہمان آگئے۔ جب دیکھا آگے رکھ دیا۔ فلما رأی ——— مصروفیات رسول کی ہیں۔ اور
بیان رب کائنات فرماتا ہے۔ ڈر گئے حوالہ یہ کھانا نہیں کھاتے۔ یہ کسی قوم کی تباہی ہے
انہوں نے عرض کی حضرت انا رسل ربک ——— جھگڑا کیا قوم لوط کے بارے میں۔ کیا خدا
کے بھیجے ہوئے سے کوئی جھگڑا کر سکتا۔ خلیل کر سکتا ہے۔ یہ ناراضگی کے اظہار کے لیے نہیں
بلکہ ——— لوط اور ماننے والوں کو بچا لیں گے ——— اپنے بچے کے گلے پر چھری رکھ دی۔ جبرائیل کی
کوئی اولاد نہیں۔ جتنا درجہ خلیل کا ہے اتنا جبرائیل کا نہیں ہے ———

(B) = جب جبرائیل امین علیہ السلام انسانی شکل میں آتے ہیں نا کھا سکتے ہیں نا پی سکتے ہیں۔
حقیقت میں نور ہیں۔ ظاہر میں بشر ——— فرشتے لوط کے پاس ——— قوم نے دیکھا ———

DATE:

لوٹ کے سمجھایا ـــ تو آپ نے جھگڑا کیا ـــ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا علیہ السلام کی ذات پر۔ ہے ادھر بھی نور ـ ہے وہاں بھی نور ـ پردہ یہاں بھی لگا ہے ـ پردہ وہاں بھی لگا ہے۔ جبرائیل کھا نہیں سکتے ـ میرے آقا غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں ۔

با غلام خویش بر یک کھا نشست

ایک دسترخوان ہے انس ابن مالک بھی بیٹھے ہیں ـ عمار بن یاسر بھی بیٹھے ہوئے ہیں ـ سرکار بلال بھی بیٹھے ہیں ـ صدیق اکبر بھی بیٹھے ہیں ـ میرے آقا بھی بیٹھے ہیں ـ حضور شوق فرماتے ہیں ـ یہاں بھی پردہ ہے وہاں بھی پردہ ہے کہ یہاں بھی نور ہے وہاں بھی نور ہے ـ یہاں بھی بشریت طاہرہ ـ وہاں بھی بشریت طاہرہ ـ لیکن جبرائیل امین کی بشریت ان کی نورانیت کے انوار کو من کل الوجوہ نہ چھپا سکی ـ اسی لیے کھانا نہیں کھا سکتے ـ لیکن میرے آقا کی نورانیت بھی کامل ہے ـ بشریت بھی کامل ـ یہ بیٹھ سکتے ہیں بیٹھ کر کھاتے ہیں کیوں نہ کھائیں ـ اگر نہیں کھاتے تو امت کو سنت کیسے نصیب ہو جاتی ـ یہی وجہ ہے کہ جبرائیل امین کی بشریت سے میرے آقا کی بشریت افضل ہے ـ جبرائیل امین کے نور سے محمد کا ایک جلوہ ہی افضل ہے ـ "بشراً سویا" ـ بشر سوی بن کے آتے ہیں ـ لیکن کھا نہیں سکتے ـ پی نہیں سکتے ـ میرے آقا بڑے کرم سے غلاموں میں بیٹھ جاتے آؤ مل کے کھائیں ـــ اپنی پاک زندگی کا آئینہ غلاموں کے سامنے رکھا ـ آؤ کھائیں ـ وہ غلام میرے آقا کے کھانے پینے کو دیکھتے ہیں ـ نوالہ کیسے توڑتے ہیں ـ نوالہ کیسے اٹھاتے ہیں کس ہاتھ سے اٹھاتے ہیں ـ کس طرح منہ میں ڈالتے ہیں ـ کھانا کھانے سے غلاموں کی وحشت بھی دور ہو گئی ـ اور شریعت کے مسائل بھی ظاہر ہو رہے ہیں ـ شریعت بھی بن رہی ہے ـ جبرائیل شریعت نہیں دے سکا ـ شریعت میرے مصطفیٰ کی ہے ـ جبرائیل امین کا فعل ہمارے لیے شریعت نہیں ہے ـ ہمارا کلمہ ہے الافعل الاقوال الشریعت ہے بالعموم ـــ آپ چادر اوڑھنے والے محبوب علیہ السلام

حضرت شیخ السید محمود آلوسی ؒ فرماتے ہیں قال بعض السادات ایہا الصادر للحقیقۃ المحمدیۃ ـــ اس کا ترجمہ دیتے ہیں ـ اللہ فرماتا ہے اے حقیقتِ محمدی پر اسمائی تصویر کا پردہ ڈال کر آنے والے ـــ ایہا الخائف ان انزال المخلعۃ وسامعنوی کی نگاہوں سے چھپنے والے ـ فلا یعرفک سوی اللہ بالحقیقۃ یا رسول اللہ حقیقت میں تیرے رب کے سوا کوئی تجھے پہچان سکتا ہی نہیں ہے۔

لاؤڈ سپیکر چل رہا ہے ـ یہ پنکھے چل رہے ہیں ـ اور رات ہو تو بلب روشن ہیں ـ آپ کا فلیکٹ یہاں چل رہی ہیں ـ اصل میں یہ خود نہیں چل رہے ـ ان کے اندر کوئی طاقت ہے وہ انہیں چلا رہی ہے ـ آپ اسے کرنٹ کہتے ہیں ـ ہم اسے اللہ کی قدرت کی حکمت کہتے ہیں ـ

DATE:

زیادہ کر

ظالم شریف بھی ہے۔ اور اگر خادم شریف بنی ہے۔ پریزیڈنٹ ظالم پر آئے تو خانہ خراب کر دے۔ خدمت پہ آئے تو بیچیشوں غم پیروں کے ٹکڑوں کو رکشن کر دیا۔ ہے اتنی طاقتور نہ بادشاہ کو معاف کرے۔ اور خدمت پہ آئے چھوٹا سا بچہ سوئچ آن کرتا ہے۔ پنکھے کو گھمانے لگتی ہے کر بچے کو ہوا لگے۔ —— اور بھی بڑی بڑی خدمات ہیں —— میرے دوستو معراج کی رات ہے۔ درمیان ہے۔ میرے آقا کا استقبال کرا ہے۔ اور حدیث پاک کے مطابق لاکھوں فرشتے نبی پاک کے دروازہ پر شب معراج حاضر ہیں۔ صلوٰۃ والسلام پڑھ رہے ہیں۔ ان اللہ و ملئکتہ ——

تجلی حق کا سہرہ سر پر صلوٰۃ تسلیم کی نچھاور

تم پھولوں کی پتیاں نچھاور کرتے ہو —— فرشتے سلام پڑھ رہے ہیں میرے آقا کا دربار ہے —— بڑے حسین و جمیل انتظام ہیں۔ بڑے جلیل بڑے عظیم۔ بڑے جمیل۔ بڑے بڑے انتظامات ہیں۔ بندہ انتظام پہ آئے کمی نہیں چھوڑتا وہ تو رب ہے۔ ذات ایک ہے۔ اور ساری دنیا سدرہ کا سارا سب کچھ کیا ہے۔ کیوں سرکار کی سواری آ رہی ہے۔

نبی رحمت کا در اقدس ہے۔ ایک ذات ہے۔ اور پوری کائنات عرش فرش میں خدمت میں حاضر ہے۔ فرماتے ہیں۔

فلک پہ کیوں سجایا جا رہا ہے۔ کوئی مہمان بنایا جا رہا ہے۔

ماہ و انجم بھی مدہم پڑ رہے ہیں

بقول مولانا محمد عمر اچھروی = فرماتے ہیں۔ چاند کو ویسے ہی نادم ہو کر چھپ گیا محبوب پر مشہوروں کے سامنے میری کالیاں و پلیو ہے۔ سنا سویں کا چاند ہوتا نہیں۔ اگر وہ چاہتا تو ظاہر کر دیتا۔ لیکن چھپا دیا ہے۔ ایک طرف ہو جا تیرا کوئی قیمت نہیں۔

ماہ و انجم بھی مدہم پڑ رہے ہیں۔ نقاب رخ اٹھایا جا رہا ہے۔
ماہ و انجم کشتی ہو رہے ہیں۔ انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے
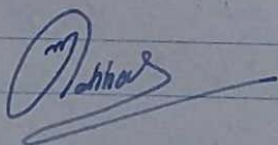
حضرات گرامی یوں تو رب نے فرمایا سبحن الذی اسریٰ —— معمولی شے کو تو آپ دیکھ کر سبحان اللہ نہیں کہتے۔ آپ بھی اسی وقت کہتے ہیں۔ جب شے کے حسن کا عشق پہ قبضہ ہو جائے تو پھر آپ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ سبحان اللہ جھولا کھایا۔ انہیں دولہا بنایا جا رہا ہے

رب کریم نے محبوب کی تین طرف کے حوالے سے بات کی ہے۔ والیل اذا سجیٰ۔ مجھے رات کی قسم ہے۔ جب چھا جائے۔ بے نیاز ا —— رات کی تاریکی بھی قسم کے قابل ہے۔ رات کی تاریکی میں تو چور کام کرتے ہیں۔ اور تو رات کی قسم اٹھاتا ہے۔ رات کی تاریکیاں ظلمتیں رات کے اندھیرے قسم کے قابل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قل اعوذ برب الفلق —— لوگ کہہ دو باہر تاریک

میں باراللہ تیری پناہ لیتا ہوں۔ جب تاریکی پھیلا دے۔ ایک یہ رات ہے کہ اور ادھر فرماتا ہے واللیل اذا
سجیٰ۔ مجھے رات کی قسم ——— بے نیاز۔ چودھویں کا چاند ہوتا تو پھر بھلا کوئی بات تھی۔ جس
رات کی تاریکی سے پناہ مانگی جا رہی ہے کہ پیدا کی وہ رات اچھی ہے ——— اور جس رات کی قسم خود
فرماتا ہے وہ ——— فرمایا رفوفوا۔ کہ عقل عقل نارسا ہے جو رسول اللہ کے در پہ قبضہ نہ جمائے۔
عقل تو میرے آقا کی لونڈی ہے۔ عقل میرے آقا پہ حکم نہیں چلا سکتی۔ میرے مصطفیٰ کے قدم چومے تو محبت چومے۔
کیسی رات کی قسم ہے۔ اور کیسی رات سے پناہ ——— وہاں بھی تاریکی یہاں بھی تاریکی سے شاید
ہم الجھے رہتے۔ بریلی کے تاجدار نے ہمیں آواز دی ——— جس رات کی پناہ مانگی گئی ہے وہ اور رات ہے
اور جس کی قسم فرمائی ہے وہ یا رسول اللہ۔ اللہ فرماتا ہے واللیل اذا سجیٰ ——— یہ کون سی رات ہے کہ حضرت
اعلیٰ حضرت بریلوی اس کا ترجمہ کرتے ہیں۔ ؎

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم۔

عرف والے کہتے ہیں محبوب کی زلف کیا پھیلی رات آگئی۔ اللہ فرماتا ہے محبوب ان کی رات آئے تو
جہاں میں تاریکی ہو جائے۔ محبوب جب آپ کی پاک زلفیں جب چھائیں۔ تو تیرا سارا کائنات =
روشن چہرہ زلفوں کے اندر چھپ جائے۔ مجھے تیرے رخ روشن کی بھی قسم ہے تیری زلف عنبریں کی
بھی قسم۔ سبھی سرکار کی عظمت بیان کرنے کے لیے۔ عرف کو بھی استعمال کیا جاتا ہے تو شب معراج
جبریل امین آئے فرشتے ساتھ لے کر آئے۔ خالی نہیں ساتھ براق لے کر آئے۔ جنتی پھولوں کے
ہار لے آئے۔ اللہ فرماتا ہے میری جنت کے پھول ختم تو نہیں ہوئے۔ نہ ہار ہیں۔ نہ نچھاور کے لیے تھیلیاں ہیں۔ کیا میں
لوٹے ہیں تو براق لائے ہیں۔ اصل میں اس کا راز یہ ہے کہ محبوب کیا کہ جنتی پھول بھیجوں۔ ہار لے کر آئیں۔
تیرے پاک گلے میں ڈالیں۔ محبوب تیرے پسینے کا قطرہ بھی جنت کے پھولوں سے حسین ہے کہ جب جا رہے
کیا حسن دیا سکتے ہیں۔ تجھے تو وہ حسن دیا ہے جو میں نے دیا ہے تجھے۔ تو پھر براق کیوں بھیجا۔ فرمایا اس لیے
بھیجا ہوں۔ کہ کائنات کو پتہ چلے۔ کہ خدا کی بارگاہ میں منگتا نہیں جا رہا دولہا جا رہا ہے۔
میرے آقا ہم سب خدا کے محتاج ہیں یہ ہمارا انکار نہیں ہے ——— باقی ساری کائنات ان کا
محتاج ہے۔ ایسے محتاج ہے۔ ایک وہ محتاج ہے جو تیرے دروازے پر آئے۔ معراج ہے ———

Nahhas

منگل PM ۶ — ۵۹ — ۲۸
۲۹ — ۷ — ۲۰۱۴
۱ — ۱۰ — ۱۴۳۵

DATE: ۱۸-۱-۲۰۰۲

۲۱ - شفاعت حضور کی ۲

سراپاءِ انسانی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حسنِ تخلیق کا نشانِ اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کے بعد حسن کا قول جو ہے اسی کے لیئے کیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ هو الذی خلقکم فمنکم کافر و منکم مومن واللہ بما تعملون بصیر ۰ ——— صورکم۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا۔ اور اس سے تو آپ باخبر ہیں۔ کہ آسمان سے بلند کوئی شئے نہیں ہے۔ اور زمین سے وسیع کوئی شئے نہیں ہے۔ چنانچہ دنیا میں اس کی مثالیں ہیں۔ کوئی کتنا ہی اونچا ہو۔ آسمان سے بہر حال نیچا ہے۔ اور اس سے بھی آپ کبھی انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ہم سب کا مشاہدہ ہے پہاڑ ہیں تو مبالغے کے ساتھ فلک بوس کہہ دیتے ہیں۔ فلک کو چومنے والی۔ حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ فلک بہت اونچا ہے۔ صرف پہاڑوں کی بلندی اور بہت اونچے ہونے کے اظہار کے لیے آسمان کا نام لے دیتے ہیں۔ تو بہت اونچے سے اونچا۔ آسمان سے نیچے ہے۔ حتی کہ پرواز کرنے والے طیارے وہ بھی ارض کے حدود کے اندر ہی پرواز کرتے ہیں۔ اور زمین جو کچھ ہے۔ زمین کے اندر ہے۔ ایسی کوئی جگہ نہیں ہے۔ کہ جہاں کا کوئی شہر اور زمین نہ ہو۔ ایسی نہیں ہے۔ اگر کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے پوچھے گا۔ کہ بتاؤ زمین سے باہر کونسی شئے ہے۔ نہ کوئی دیکھ سکے نہ کو دکھا سکے۔ زمین وسیع ہے۔ ارفع الخلق آسمان ہے اور اوسع الخلق زمین ہے۔ سب سے اونچا آسمان سب سے وسیع زمین۔ اتنی اونچی اور اتنی وسیع خلق کو پیدا فرمانے کے بعد فوراً متصل فرمایا صورکم اللہ تعالیٰ نے ہے۔ جس نے زمین آسمان کو پیدا فرمایا اور اسی نے تمہاری شکل بنائی۔ کہاں اونچا آسمان کہاں وسیع زمین۔ اور کہاں مختصر سا انسانی چہرہ۔ اب بتائیے ان کا مقابل کیا ہے ۱۹ ۔ ۲۰ کا فرق ہو۔ تو بات ہے۔ یہ چہرہ زیادہ سے زیادہ بہت لمبا قد ہوگا تو چھ فٹ کے قد کے اوپر لگا ہوا ہوگا۔ سر سے چھ فٹ ہوگا۔ لیکن آسمان کی بلندی کے سامنے اس کا کیا مقام ہے۔ زمین کی وسعتوں کے سامنے اس کا کیا مقام ہے۔ لیکن رب کریم نے بیلنس برابر رکھو کہ فرمایا کہ اللہ وہ ہے۔ جس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا اور اس نے تمہاری صورت بنائی۔ اور تمہاری صورت کو خوبصورت بنایا ——— یہ بھی یاد رہے۔ آسمان کی رفعت کا ذکر ہے۔ رفعنا سمکھا۔ حسن آسمان کا حسن آسمان میں نہیں ہے۔ بلکہ ستاروں میں ہے ولقد زینا السماء الدنیا آسمان رفیع ہے۔ حسن کے لیے ستارے، روشنی کے لیے سورج اور چاند بنا دیئے۔ آسمان میں رفعت ہے۔ بلندی ہے حسن کا قول نہیں فرمایا اسی طرح زمین۔ انا جعلنا ما علی الارض ——— احسن عملا ۰ جو کچھ زمین کے اوپر ہے ہم نے اسے زمین کی زیبائش بنا دیا ہے۔ زمین بھلا حسن میں ما علی الارض کی محتاج ہے۔ آسمان حسن میں ستاروں

DATE:

کا محتاج ہے کہ ستارے نہ ہوتے آسمان کی ڈیکوریشن نصیب نہ ہوتی ـــــ اور زمین ماعلی الارض نہ ہوتا۔
ماعلی الارض کیا ہے۔ مخملیں۔ آبشاریں۔ بل کھاتی ہوئی نہریں۔ اور دریا۔ لق و دق صحرا۔ نکتہ گوں
پہاڑ ان سے چلتے بہنے والے چشمے اور ان سے نکلنے والے دریا۔ پہاڑوں کے اوپر لہلہاتے ہوئے سبزہ زار اور
درخت اور السلسلہ بازہ ہے۔ اور زمین پر جو درخت اُگتے ہیں۔ ان کی لکڑیاں اتنی قیمتی ہیں۔ جتنی پہاڑوں
والے درخت قیمتی ہیں۔ ہم نے جو کچھ زمین کے اوپر ہے زمین کا حسن بنایا ہے۔ انا جعلنا ـــــ علاء
ہم نے ستاروں کو چراغوں کی آسمان کی زینت بنایا۔ پھر پتہ چلا۔ آپ کنگھی کو کرتے۔ تو ہو سکتا لگتے جو کچھ
نہ لگتے۔ آپ جیسا کہ حروف نہ لگا کر کھڑے ہو دھوتے۔ تو اتنے جاذب نہ ہوتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر شکل بھی
زینت میں غیر کا محتاج ہے۔ یہ بال بھی اپنی طرز آرائش میں کسی انداز فکر کے محتاج ہیں۔ زمین بھی اپنے
حسن و زینت میں۔ زمین کے اوپر جو کچھ ہے اس کا محتاج ہے اور آسمان بھی اپنی زیبائش میں
ستاروں کی محتاج ہے۔ اب دیکھئے کہ چہرے کو ہمارے رب نے کیا کیا۔ وصورکم۔ اور ایسی کر کے
بنا دی۔ کہ اس چہرے کو سنوارنے کے لئے کوئی خاص فلسفہ لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اس چہرے
کو بنایا ہی ایسا ہے۔ کسی خارجی حسن کی ضرورت نہیں ہے۔ آسمان بنائے۔ وہ چاہتا
تو ستارے وہیں سے حسن رکھ دیتا۔ لیکن بنا کر پھر ستارے پیدا کئے۔ زمین بنا دی۔ چاہتا تو سر سبز
لیکن زمین بنانے کے بعد ماعلی الارض پیدا کر کے حسن بنایا۔ تو چہرے کے لئے بھی یہ ہو سکتا تھا۔
اس کو بنا لیتا تو جب اچھا نہ لگتا۔ فرمایا فاحسن صورکم۔ تو میرے خلیفے کی تصویر دیکھ میں
نے بنیادی طور پر ہر شے چہرے کو بنایا ہی خوبصورت ہے۔ پتہ چلا ــ اور یہ بھی مجھے بتا دیں۔ کام آ جا سکتا
ہے۔ ــــــ انسان کا سر ایک ہی چہرے کے ساتھ سجا دیا ہے۔ ایسا حسین ہے بلکہ
چہرہ گھوڑے کا بھی ہے۔ بیل ــ بھیڑ بکریوں ــ لیکن ان کے جسم حسین نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے
کسی نے منہ میں لگام دی۔ کسی کے گلے میں چھری کسی کی ناک میں نکیل ــ لیکن میرا اس سر اتنا پیارا
ہے۔ رب نے پورے جسم پر اس کو مسلط کیا ہی نہیں۔ کون ہے جو میرے منہ میں لگام ڈالے۔
کون ہے جو انسان کی ناک میں نکیل ڈالے۔ کون ہے جو اس کی گردن میں رسہ ڈالے کون ہے
جو اس کے کانوں میں لوہے کا کڑا ڈال کر۔ اس کی پشت پر سواری کرے۔ معلوم ہوتا ہے
اس کا سراپا بھی حسین ہے۔ سراپا حسین ہے تو چہرہ کتنا حسین ہے۔ اور یہ چہرہ جس
جسم پر سجایا ہے وہ جسم کتنا حسین ہے۔ جسم جتنی قدر عظیم ہے۔ اس لئے ہم قرآنی کہیں
سر کیا انسانی حسین بنایا۔ عظیم بنایا۔ بہت عظیم بنایا۔ اور اس چہرے کو رب کریم نے
حسن کا مرکز بنایا۔ جانور کے لئے بھی چہرہ ہے۔ انسان کے لئے بھی چہرہ ہے۔ جانور پر انسان کے
سامنے جھکتا ہے بیل۔ سواری کی گاڑی کا ــــ گدھا اس کو جمع کر کے ادھر ادھر کا کھینچے۔ گھوڑے

پڑھنے کے لئے یہ فرمایا۔ رب نے اسی علاقے کا نام لیا ہے جہاں ہم ہیں۔ ہمیں آسمان پر جانے کی اجازت کہاں رب کا نام
لہٰذا اس کا نام لینے کی اجازت کیا ہے۔ کیونکہ اس لئے ہم میں وہ آگئے۔ جن کو سلام کرنے کے لئے آسمان
والے یہاں آتے ہیں۔

کعب احبار رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ کے اجتماع میں حاضر ہیں فرمایا۔ میں نے پہلا آسمانی کتابوں میں پڑھا ہے۔ رب ابراہیم
نے ایک بہترین انتظام فرمایا ہے۔ رب ابراہیم نے جو کچھ بخشش دیا ہے وہ قدسیوں کو نہیں دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔
حضور فرماتے ہیں۔ جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا۔ اور اس سے آگے ہے بیت المعمور۔ اور زمینی
مکہ کا بیت اللہ۔ دونوں ایک ہیں۔ تو کیا یہ ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ قدسیوں کو جو کچھ ساتویں آسمان
پر دیا۔ وہ ہمیں زمین پر مل گیا۔ ہمیں کیا ضرورت ہے آسمان پر جانے کی۔ میں قسم اللہ کی کہتا ہوں یہیں کی
رہنے والے دعا نہیں کرتے۔ یا اللہ مجھے آسمان پر لے جا۔ قدسی ایسی دعائیں کرتے ہیں۔ یا اللہ اگر اجازت
ہو تو فوراً زمین پر چکر لگا آئیں۔ قدسی دعا کرتے ہیں۔ اجازت لے کر آتے ہیں۔

حضور فرماتے ہیں ساتویں آسمان پر کعبہ ہے وہ ہے فرشتوں کا کعبہ۔ اور نبی پاک علیہ السلام کی بات کہ
مکہ مکرمہ میں۔ یہ زمین پر وہ آسمان پر۔ اتنے سارے آسمان والے دور سے وہ ہمیں نزدیک ہی مل
گیا۔ پھر آگے فرماتے ہیں علیہ السلام۔ کہ اگر آسمان درمیان میں سے ہٹا دیئے جائیں۔ اور بیت المعمور
نیچے اترے تو بالکل خانہ کعبہ کے اوپر اب ہی اگر کوئی ہے کہ ان کی نظر میں کچھ نہیں آئے، پھر سمجھ لے
کہ اس جگہ کو کہہ سکتے ہیں کہ کوئی نہیں ہے۔ ساتوں آسمان سے ٹھیک اوپر ہے
(B) قبلہ ہے۔ حضور فرماتے ہیں اگر نیا دو آسمان تو بالکل خانہ کعبہ کے اوپر۔ بیت اللہ اسے بھی دیکھتے
ہیں اسے بھی دیکھتے ہیں۔ فرمایا بیت المعمور وہ ہے۔ جس میں ستر ہزار فرشتے ہر روز داخل
ہوتا ہے اور طواف کرتے ہیں۔ اور جو ایک بار آئے دوبارہ نہیں آتا۔ جیسے وہ شام بہت مشہور ہے۔ اور کعب
احبار فرماتے ہیں۔ اور یہ دیکھو تو حد نہیں ہے ذرا دیکھو۔ حضور نے فرمایا۔ وہاں بیت المعمور میں
دریعے ستر ہزار آتے ہیں۔ ؟

ستر ہزار صبح میں ستر ہزار شام اور یوں مصرع کی زلف و رخ آ نکلو۔ ہر کوئی
جو بس گئے دستک دیتے ستر ہزار فرشتوں کا ہجوم رہتا ہے۔ اور یوں بھی بس ہوتا۔ جو رات کو
ڈیوٹی والے ہیں۔ وہ سلام کرتے چلے گئے۔ اور فجر والے ابھی نہیں آئے۔ جو رات آئے تھے وہ جانے کا
نام ہی نہیں لیتے۔ اور جو صبح نے دفتا ہیں وہ کہتے ہیں جلدی کرو بھائی ہمارا نمبر لگ گیا آنا ہے۔
ادھر عصر میں ادھر فجر میں۔ ایک لاکھ چالیس ہزار کا اجتماع ہوتا ہے۔ وہ آتے ہیں تو یہ
جاتے ہیں۔ اور وہ اس لئے نہیں انتظار کرتے کہ جائیں تو آئیں۔ وہ کہتے ہیں چلو آگئے ہو پھر چلے
ہیں۔ جانے کو دل تو نہیں چاہتا۔ بہر حال یہ قدرت خدا کا فیصلہ ہے۔

اور جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے۔ رخصت ہی بارگاہ سے بس ایسی فرمائی ہے۔
اللہ فرماتا ہے یہ تو ہوا ہے۔ تجھے میں نے بارہ گھنٹے دے دیئے۔ چلو واپس آجاؤ۔ اب ان کی باری آئے گی۔
اور اعلیٰ حضرت نے جو نتیجہ نکالا ہے۔ وہ سبحان اللہ ——— فرمایا۔
ہیں کہ قدسیوں کو عمر میں بس ایک بار بار اور عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے۔
حضور کے ان غلاموں کی قسمت فرشتوں سے اونچی ہے۔
احمد رضا بریلوی الشکورات کی دنیا میں جب بلند پروازی پر آئے تو فرمایا سوچو نہیں۔ یہ سرکار
کا اجتماع کیوں ہوتا ہے۔ پتہ نہیں یہاں کون ہے۔ عرض کی حضور یہاں کون ہے۔ فرمایا۔
محبوب رب عرش ہے۔ اس سبز قبہ میں پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کا ہے۔
خدا کی قسم یہ بڑا اکرم ہم جیسوں پہ ہے اکیلا نہیں رہتا جہاں ہو غلام ساتھ رہتے ہیں ——
والذین معہ کا جلوہ یہاں بھی نظر آتا ہے۔ محبوب رب عرش ہے
اللہ تعالیٰ بار بار حاضری کا شرف عطا فرمائے ——— ریاض الجنۃ سے گھوم کر مواجہ اقدس کی
طرف آئیں۔ تو جالی مبارک کے تین پورشن ہیں —— تین حصے ہیں —— یہ یاد رہے۔ میں جب
یہاں کھڑے ہو کر کسی کو طعن تو نہیں کرتا۔ جو زائرین حرم محترم سے انصاف نہیں ہوتا۔
اس ستون پر ایک گیٹ لکھا ہے۔ وہاں کا حدیث ہے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی۔ وہ بھی جو
کہتے ہیں شفاعت کوئی نہیں کر سکتا۔ لکھوالی نا رب نے مصطفیٰ کی زبان — اس
کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ میری شفاعت میری امت میں سے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے ———
صغیرہ والے تو چھوٹے میں بخشے جائیں گے۔ جب یہ کبیرہ گناہوں والے بخشنے کے لئے آئیں
گے تو وہاں میں آگے ہو جاؤں گا۔ (مواجہ شریف کا زیارت)
جتنے انبیاء ہیں ان کے مزار الگ ہیں۔ امتیں اپنے اپنے مقام پر۔ اپنے رسول
پاک کے ساتھ ان کے مزار نہیں ہیں۔ ابوبکر عمر کا مرتبہ کتنا اونچا ہے۔ جو مصطفیٰ کے ساتھ یوں
بیٹھے ہیں۔ خدا کی خدائی میں رسول بھی منفرد ہیں تو یار بھی منفرد ہیں — جلوہ گاہ عتیق و عمر
فرشتے کیوں نہ آئیں۔ سائلوں کے فرشتوں کی قسمت اچھی کرلو۔ صدیق اکبر کی قسمت
کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کہاں وہ جو ایک دن کے لئے آئے — اور کہاں وہ جو بیٹھا ہے تو بیٹھا ہی
ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا ویزہ ختم ہو گیا ہے واپس آجاؤ۔ ان کا ویزہ ختم نہیں ہوگا۔ کہ رب
نے ایسے ویزہ دیا ہے۔ والذین معہ ——— یہ میرے نبی کے ساتھ ہیں — یوں خدا کرے گا یہ
کیا کرم ہے۔ محبوب کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ انہیں محبوب کے ساتھ ملا دیا گیا۔ محبوب
خدا نہیں بیٹے۔ محبوب اللہ کے ساتھ ہے۔ رب نے محبوب کو اپنے ساتھ رکھا ہے۔ تو یہ جو

کر دے گا — جو جدا کر دے گا وہ ایمان سے جدا۔ رب کریم نے محبوب کو اپنے ساتھ رکھا ہے اللہ
تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ محبوب طرف سے تو ہٹا دیں رکھا۔ بلکہ فرق کچھ اور ہے۔ آپ محبوب کا ساتھ
ہے۔ کہو کہ دم بتہ تو بہ ہے —— وہ بھی ٹھیک ہے، یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں محبت کی
جلوہ فرمائی زیادہ ہے۔ محبوب کو ساتھ رکھا ہے۔ یہ ہے رب جس مقام پہ ہے اس مقام سے بھی
پاک مرتبے سے پاک درجے سے پاک منزل سے پاک تخیل سے پاک مکان سے پاک
زمانیت سے پاک لیکن یہ تو اگر کوئی ہے۔ کہ رب نے محبوب کو اپنے ساتھ کر لیا۔ تو بالکل ٹھیک
ہے۔ کہ محبوب باہر تھا نہیں۔ محبوب کو بلا لیا۔ لیکن اس میں اور زیادہ پیار آ گیا۔ محبوب تو جہاں
ہے رہ میں میرے ساتھ ہوں —— یہ کہاں قرآن میں لکھا ہے۔ اذ یقول لصاحبہ ——
لا تحزن ان اللہ معنا —— دیکھو وہ وقت کیسا حسین ہوگا۔ مولا کون سا۔ اذ یقول۔
جب میرا محبوب فرما رہا تھا۔ یا اللہ اس میں لصاحبہ اپنے صحابی سے جسے رب صحابی کہے۔
اس کو کوئی نہ مانے تو اس کا کیا بنے گا۔ صدیق اکبر کی صحابیت منصوص ہے۔ نص قطعی ہے
اس طرح رسول اللہ کی رسالت نص قطعی ہے اسی طرح ابو بکر کی صحابیت نص قطعی سے ثابت
ہے جسے رسول نے کہے جسے صاحب فرمایا۔ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن فرمایا اس وقت کو یاد
کرو۔ جب میرے محبوب نے اپنے صحابی سے فرمایا۔ غار پر ابو جہل آ گیا۔ ابو لہب
آ گیا۔ سب کو دیکھا کہ اگر ہم غار کے منہ پر کھڑے ہیں۔ فرمایا ڈر گیا ہم دونوں یہاں ہیں۔
عرض کی یا رسول اللہ کیا ہے۔ ان اللہ معنا —— ارے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ محبوب ہجرت کی رات
میں۔ نہ میں اللہ کو چھوڑ کر تنہا ہوں نہ میں الغار میں تنہا ہوں۔ نہ میں اللہ کو صحابی تنہا ہوں۔ میں تو ساتھ ہوں
محبوب جہاں ہے یاد وہیں ہیں —— ! محبوب رب عرش کا ہے
حضرت اعلیٰ بریلوی ہیں تو منگتے لیکن اس دربار کے منگتے ہیں۔ جو منگتے ہیں ان سے اونچے
ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس آپ کے دروازے پر۔ جو منگتے پیسے زکوٰۃ دینے مانگنے
کے لیے آتے ہیں۔ آپ نے کبھی فون کیا ہے کہ وہ خود ہی آ جائے۔ اس کی ضرورت نے مجبور کر دیا۔ جو اس
پہ آ گیا ہے۔ منگتوں کا فخر جو ہے سوال کی خیر۔ کچھ کھانے کو کچھ پینے کو کچھ پہننے کو مل جائے۔ حضرت اعلیٰ
عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے آگے خود بلایا ہے۔ ارے جس کے منگتے آئے اونچے ہیں وہ کیسا ہوگا
ہوگا —! مجرم بلائے آئے ہیں —— رب نے فرمایا جیسا۔ مجرم مجرم میں فرق۔ مجرم
حاکم نے دروازے پہ جو مجرم بلایا جائے اسے سزا ملتی ہے۔ مصطفیٰ کے دروازے پہ جو بلایا جائے اسے
عطا ملتی ہے۔ ! مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
قربان اس منگتے پہ جو قرآن کے حوالے سے مانگ رہا ہے۔ اذان ہو رہی ہے۔ جو لوگ یہاں بیٹھے

DATE:

آ جاؤ۔ جوادِ مطلق کرم کرنے پہ آئے کہ اگرچہ اذان دینے والے مسجد کے دروازے کا منگتا ہے
لیکن وہ اپنے کرم کے سے تو بلا رہا ہے آنے والو آؤ۔ رحمت تقسیم ہو رہی کا ہے ۔ منگتا منگتوں
کو بلا رہے، تو خالی ہاتھ نہیں ہم گئے۔ تو جس کو قرآن کہنے بلا رہا ہو۔ وہ منگتے کیسے خالی ہاتھ جائیں گے۔
پھر بلانے آئے ہیں۔ جاؤ گے کہاں گواہ اور پہرہ دار ہو کب؟ شان کریموں کے در کی
اور منگتے کو جس دروازے سے خیر کبھی نہ ملے۔ شاید وہ دروازے کا خیال چھوڑ ہی دیتا
ہے۔

Qubbas

اتوار pm

٩ — ٥٥
٨ — ١٤
١٢ — ٨ — ٣٥
٢١ — ١٠ —

—o—

—o—

DATE:

۲۲ - شانِ رسالت

ھو الذی بعث فی الامیین ـــــــ زمین شناس اور ایک ماہر کاشت کار باغبان
ماہر ادویات کی محنت شبانہ روز مسلسل اور کوششوں کی بنا پر زمین سے قسم قسم
کے غلے پیدا ہوتے ہیں۔ رنگا رنگ کے پھول کھلتے ہیں۔ اور میٹھا میٹھا کشش والے پھل۔ اور
سبزے۔ زمین سے رونما ہوتے ہیں۔ جو زمین کا حسن بھی بنتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق
کا رزق بھی بنتے ہیں۔ اور جو کسی پر مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا فرمایا
ہے۔ اور یہ بات ہر شخص ہر شبہ سے بالاتر ہے۔ جو اس نے اپنی حکمتوں سے زمین میں مختلف قسم
کی فصلیں پودے پھل پھول اور گھاس جڑی بوٹیاں پیدا فرمائی ہیں۔ اس کی حکمتوں کا بہت بڑا خزانہ
ہے۔ جیسے جیسے انسان کو تحقیق کا ذوق نصیب ہو رہا ہے۔ اسی طرح اس کو ان حقیقتوں
سے شناسائی کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ فاخرجنا
بہ ازواجا من نبات شتی = اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف سے پانی اتارا۔ اور پانی
کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ العظیم کی طرف سے بندوں کیلئے نعمتوں کا خزانہ ہے۔ فاخرجنا بہ
شتی — اللہ کریم فرماتا ہے۔ تو ہم نے اس پانی کی بدولت مختلف قسم کے
سبزیوں سبزوں کی کئی قسمیں بے شمار پیدا فرما دی۔ اور ساتھ ہی اعلان فرما دیا
کلوا۔ کھاؤ۔ اور جو جانور تم اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتے اور پالتے ہو۔ ان کو بھی
چارہ ڈالو۔ اب آپ کو معلوم ہے۔ زمین مشرق سے مغرب جنوب سے شمال تک۔
اس میں قسم قسم کے رنگا رنگ کے پھول پھل رہے ہیں۔ پھل پیدا ہو رہے ہیں۔ غلوں کی پیداوار
ہو رہی ہے اور زمین کا حسن جو ہے وہ کسان کے لئے اس کی زندگی میں عجب بہار پیدا
کرتا ہے۔ یہ تو زمین وہ ہے۔ جو خاکی ہے۔ وہ زمین جو مٹی سے بنی ہے۔ یہ تو اس سے متعلق
قدرت کی گل کاریاں ہیں۔ اور اس کے حسین تخلیق کے راز ہائے قدرت کے کرشمے
ہیں۔ جو انسانوں کی نظر میں چمکتے دمکتے نظر آتے ہیں۔ ایک زمین ہے۔ دل کی بستی کی زمین
جو ہے۔ اس کو رب العزت جل جلالہ نے آباد کرنے کے لئے کاشتکار کسان ماہرین کی
ماہرین ارضیات پیدا فرمائے ہوں۔ جو دن رات محنت کر رہے ہیں۔ تحقیقات کر رہے ہیں
نئے نئے بیج نئی نئی فصلیں۔ رنگا رنگ کے پھل اور پھول پیدا فرمائے ہیں۔ عزیزان گرامی
اپنی ساری کائنات ارضی و سماوی کو پیدا کرکے رب العزت نے دل کی دنیا کو بنانے سنوارنے
اور اس کی آبیاری اور کاشت کاری کے لئے۔ اپنے جس راز دار کو دنیا میں بھیجا وہ جناب محمد رسول اللہ
ہیں۔ اور ان کے تطوع میں باقی انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں۔ وہ تشریف لائے اور انہوں نے
انسانیت کی زمین میں سے وہ گل وہ پھل۔ اور وہ روحانی غلے اور اجناس پیدا کیے۔

کسی مہکتے ہوئے پھول کا نام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۔۔۔ کسی چمکتے ہوئے روشن ستارے کا
نام ہے۔ عمر فاروق اعظمؓ۔ اور کسی جوہر تابدار کا نام ہے۔ عثمان غنیؓ اور کسی اسلام کے بہادر
جلیل اور رجل عظیم کا نام ہے حضرت علی شیر خدا ۔۔۔ اور پھر یہ سلسلہ جب چل
نکلا۔ تو آج جس چمکتے دمکتے مہکتے پھول کا ذکر ہو رہا ہے۔ وہ ہیں حضرت خواجہ خواجگان
معین الدین کے ان عطائے رسول خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز اجمیریؒ ہیں کہ جن کی حیات
طیبہ کا مطالعہ کریں۔ تو ذرہ ذرہ سے عیاں ہوتا ہے۔ کہ ان کی مقدس حیات طیبہ میں وہی
برکتیں دنیا کو نصیب ہوئیں۔ اور آپ کی نگاہ کرم کا صدقہ بر صغیر کی وادیوں میں وہ چراغ
روشن ہوئے۔ جو جب ہم قرآن شریف کی مقدس اور پاک سرزمین کی زیارت کریں۔
جو برکتیں ہمیں انبیاء کی برکتوں سے نظر آتی ہیں۔ وہی برکات معین الدین چشتی اجمیری
کی نگاہ کرم میں ہیں۔ نبی نبی ہیں۔ یہ محکمے جدا جدا ہیں۔ وہ صحابی ہیں۔
یہ ولی ہیں۔ لیکن چونکہ ایک محکمے سے وابستہ لوگ اگرچہ درجوں میں کم و بیش ہوں۔
کام تو سبھی کا ایک ہی ہوتا ہے۔ اسلام کی سرزمین کو رسول اللہ ﷺ نے رب کریم کی عطا
فرمائی ہوئی رحمتوں کی بدولت حضور نے جو حسن بخشا۔ اس کے رخ انور پر جب بھی
کبھی دھول پڑی ہے۔ کوئی نہ کوئی محبِ آقا کا نائب مزید جلوہ گر ہوا ہے۔ اور جب ہم
ان نائبینِ رسول علیہ السلام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو ہمیں ان کی مبارک زندگیوں
میں وہی جلوے نظر آتے ہیں۔ جو حسینِ رسول کی برکت بدولت صحابہ کرام کو نصیب ہوئیں۔
خواجہ غریب نواز ۔۔۔ حضرت معین الدین ۔۔۔ ساتویں صدی کے نصف
سے آخر میں ۔ دنیا میں تشریف لائے۔ سادات خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اور قدرت
نے ان کو وہ خوبیاں عطا فرمائی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے دستور کے مطابق انسانیت کی راہنمائی
کے لئے آنے والوں کو عطا فرمایا کرتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ قوم کی جہالت وہ دور کرے
گا۔ جو خود جہالت سے پاک ہوگا۔ یعنی اس عطر سے پیرے مہکیں گے۔ جو عطر کے
قطرے میں خوشبو ہو ۔۔۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ایسے ہی علماء کو اپنی قدرت سے پیدا فرماتا
ہے۔ جو کہ انسانیت کے سب عیبوں سے پاک آتے ہیں۔ بعض کو پاک ہی پیدا
فرماتا ہے۔ اور بعض کو پیدا کرنے کے بعد پاک فرما دیتا ہے۔ اولیاء اللہ صلحاء کو کیونکہ
بعض وہ اولیاء ہیں۔ جو مادر زاد ولی تھے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام بعض وہ ہیں جنہوں
نے تشریف دنیا میں لاتے ہی پیدا ہوتے ہی نبوت کا اعلان فرما دیا۔ اور بعض وہ ہیں
جنہوں نے زندگی کے وقت میں بعد اعلان فرمایا۔ لیکن فرق ہے کہ انبیاء علیہم السلام دنیا میں

DATE:

پیدا ہونے کا وقت سے لیکر۔ اپنے سفرِ آخرت تک ہر عیب سے گناہ سے خطا سے پاک ہیں۔
وہ اولیاء اللہ جو کہ مادر زاد ولی ہوتے ہیں وہ۔ تو ظاہر ہے پاک ہی آئے ہوں گے۔ بعض ایسے بھی
اولیاء ہیں۔ کہ جن کی ولایت کی زندگی سے پہلے ان میں غلطیاں۔ خطائیں۔ گناہ نظر آتے ہیں
لیکن پھر کسی مردِ کامل کی غلامی میں آگئے۔ تو پھر اس طرح پاک ہو گئے۔ کہ گویا ان کے وجود
میں کبھی کوئی عیب یا گناہ تھا ہی نہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ جنہیں کائنات غریب نواز سے جانتی اور
یاد کرتی ہے۔ کائنات سے مراد ایمان والے — اہلِ محبت — انہیں غریب نواز
کہتے ہیں۔ اور غریب نواز حضرت خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ آپ بچپن کی عمر میں تھے۔ والد صاحب
کا سایۂ کرم سر سے اٹھ گیا۔ پندرہ برس کی عمر تھی۔ ایک باغ کی رکھوالی میں بیٹھے رہتے۔
باغ میں بیٹھنا اور دیکھ بھال کا کام تھا۔ یہ قانونِ قدرت ہے کہ کبھی فیض لینے والا فیض جا کر لیتے
ہیں۔ اور کبھی فیض دینے والے آکر فیض عطا فرماتے ہیں۔ یہی دینے والوں کو جانا پڑتا ہے۔
اور خواجہ صاحب بیٹھے تھے کہ حضرت شیخ ابراہیم قندوزی رحمۃ اللہ علیہ جو وقت کے عظیم سالار
عرفاں تھے تشریف لائے۔ بیٹھ گئے۔ اور آپ کو یہ معلوم تھا کہ جن کی بچپن کی تربیت شروع
سے اچھی ہو وہ گھر میں بھی اپنے بزرگوں کا ادب کرتے ہیں۔ باہر نکلیں تب بھی بزرگوں کا ادب
کرتے ہیں۔ حضرت شیخ معین الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے سلام عرض کیا۔ اور اپنے باغ
کے انگوروں کا ایک گچھا پیش کیا۔ حضرت نے شوق فرمایا۔ اور اللہ کی رحمت بہانہ چاہتی ہے
قیمت نہیں چاہتی۔ — خدا کی رحمت کو قیمت سے نہیں خریدا جا سکتا۔ بہانہ بن گیا
خدمت کا۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہمیشہ جب شعور نصیب ہو جائے
تو ہمیں بھی زندگی بسر کرنے کا ایک طریقہ بتا دوں۔ جو رسول پاک علیہ السلام کے دربار در بار
سے اور اپنے شیخ کریم کے آستانے سے مجھے ملا ہے۔ اور وہ یہ کہ ساری زندگی اس
ذوق میں بسر کر دو کہ خدمت کر دیں گے۔ اور جس کا ذوق خدمت کرنے کا بن جائے پیر
علماء کرام فرماتے ہیں۔ ہم نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ کائنات ان کی خدمت کرتی ہے

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد   ہر کہ خود را دید او محروم شد۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم   تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد۔

جس نے خدمت کی وہ مخدوم ہوا۔ اس کو رب کریم مخدوم بنا دیتا ہے۔ خادم
ہونے کی طلب پیدا کرو۔ مخدوم ہونے کی طلب نہ مانگو۔

آپ نے انگوروں کا گچھا۔ حضرت شیخ ابراہیمؒ۔ جو قلندری کے مقام پر فائز تھے۔ ایک اور
بڑی عجیب سی بات ہے یہ لوگ ایسے ایسے مفروضے گھڑتے ہیں جن کا نہ سر ہے نہ
پاؤں ہے — جی دنیا میں صرف اڑھائی قلندر ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا ہو گا کہ یہ نبی تھے
ہیں — یعنی قلندر کا مرتبہ نبی سے اونچا ہے۔ یہ قلندری اللہ کی لغت نہیں۔ اگر ہے تو وہ
ماننا کیوں نہیں — یہ ان کے مفروضے ہیں جو دینی علم سے قطعاً نا آشنا ہیں۔
عرفاء۔ علماء۔ اولیاء کی اصطلاح میں۔ قلندر اس ولی کو کہتے ہیں — جس کے دل میں
جس کے ذوق میں مخلوق خدا پر برتری حاصل ہو ان کو مالک کی طرف راستے پر لگانے کا ذوق
ہوتا ہے۔ وہ اپنا رعب جما لیتے ہیں کہ اس لئے نہیں کہ ہمیں سلام کرو۔ اس لئے کہ
مصطفےٰ کی دہلیز کو سلام کرو۔ رسول اللہ کے دین کی خدمت کرو۔ .. فرعونوں کو اس لئے جھکاتے
ہیں۔ کہ فرعون فرعون نہ بنے بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا نوکر بن جائے۔ اس لئے وہ اپنے جلال
اور رعب کو ظاہر کرتے ہیں۔ تاکہ انسانیت کے بگڑے ہوئے عناصر وہ سنور جائیں۔ اور ان کو
اللہ والوں کی قدر و قیمت سمجھنے کا موقع نصیب ہو جائے۔
انگوروں کا گچھا دیا۔ آپ نے شوق فرمایا — اور اس کے بعد ایک چیز اپنے تھیلے سے نکالی۔
منہ میں رکھ کے چبائی — اور فرمایا قدر شناس بیٹے ہم تمہیں انعام دینا چاہتے ہیں۔ اور وہ
نکال کر حضرت خواجہ اجمیر جو ابھی حسن ہیں۔ ابھی معین الدین نہیں بنے ہیں۔ ان کے
منہ میں ڈال دیا۔ وہ ولی کے لعاب والی شیرینی کی شے حلق سے نیچے اتری مسلمانوں
حضرت سرکار خواجہ صاحب کے دل کی دنیا بدل گئی۔
ذہن بدلنا۔ سوچ بدلنا۔ آج تک جدید سائنس نے کوئی ایسا آلہ تیار نہیں کیا۔
جو کہ ذہن بدلے۔ آنکھوں کا علاج۔ دماغ کا علاج۔ دل کا علاج سب کچھ ہیں۔ لیکن سوچ
کو بدلنا — یہ ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ یہ بدلتا ہے اللہ والوں کی نظر سے۔ یہ کسی
فلسفے سے نہیں بدلتے۔ اللہ والوں کی نظر سے بدلتے ہیں۔
مقابلے کے لئے آئے ستر 72 ہزار جادوگر۔ فرعون کے پاس بیٹھا ہے۔ جو جادوگر تھے
بے ایمان ہیں — باغی ہیں مشرک ظالم — جابر۔ فاسق — فاجر۔
لیکن جیسے ہی جناب موسیٰ علیہ السلام کی نظر پڑ گئی۔ اب ظالم نہیں رہے۔ اب وہ کافر
نہیں رہے۔ دم بھر میں صحابی بن گئے — جنہیں خدا کا پتہ نہیں تھا۔ خدا کی
توحید کے خطبے دینے لگے۔ واللہ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کلمہ پڑھانے کے بعد کوئی
فریضہ کورس نہیں کرایا۔ انہیں کوئی ~~لیکچر~~ نہیں دیا۔ صرف ایک بات یہی اللہ تعالیٰ

DATE:

فرماتا ہے۔ قال لعلم موسیٰ وکلیمہ ——— لہٰذا اب جناب موسیٰ نے اتنا ہی ارشاد
فرمایا۔ تم پر افسوس ہے۔ کہ جس ارادے کے ساتھ آئے ہو جیسے ڈھانے کیلئے۔ میرا مقابلہ کرنے
کے لیے آئے ہو۔ اگر تم اپنے آپ کو کامیاب سمجھتے ہو۔ میں فرماتا ہوں خدا ایک ہے۔ اور یہ خدا
پر بہتان ہے۔ جو خدا کے اوپر بہتان باندھے وہ ہمیشہ برباد ہوتا ہے۔

اگر یہ ڈال دیا تو خواجہ غریب نواز کا کلمہ پڑھنے والوں کو بھی پتہ نہیں چلتا ——— اگر
مہربانی کرے۔ تو مسلمان تو مسلمان ہیں۔ سکھ ہندو عیسائی بھی ہیں۔ اور خواجہ حضور کو سلام
کیا کرتے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رح سیدی شہنشاہ بغداد کی بارگاہ میں عرض کرتے
ہیں آقا یہی شان

معلوم ہوا منصب الگ ہے محکمہ ایک ہے۔ وہ رسول ہیں یہ ولی ہیں۔ دشمن جب کے اندر
ہی ہیں۔ مگر آقا سرکار اجمیر معین۔ ———

خواجہ اجمیر آں ہندالولی ——— سینۂ او مخزن راز خفی

آپ پہنچے تو آگے جادوگروں سے مقابلہ ——— موسیٰ کا معجزہ میں سمجھا اور آگے جادوگر
میں معجزات سے رجوع کرتا ہوں۔ کہ جو کمال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مسند رسالت پر جلوہ
افروز ہو کر دکھایا۔ خواجہ خواجگان نے رسول ﷺ کی غلامی میں وہ طاقت اپنے اشارہ سے
دکھا دی ——— محکمہ جو ایک ہے ——— اور بڑے جو ہیں وہ اپنے بچوں کو سکھایا کرتے ہیں ———
اچھے بنو! اور اچھوں سے پیار کرو۔ ادب کرو۔ عیب کیا ہوگا۔ اچھوں کے طلب پر چلو
برے جو اچھے بن جائیں گے ——— حضرت موسیٰ نے معجزہ کا کمال دکھایا۔ جادو ختم ——
فالقی السحرة سجدا۔ حضرت موسیٰ کے اعجاز کی ایک جھلک دیکھی ستر ہزار جادوگر ایمان
دار بن گئے۔ جب کمال دیکھا تو یوں کیوں نہیں سمجھا۔ کہ ہم جھوٹے جادوگر۔ اور یہ تو بڑے ———
جب موسیٰ کی بارگاہ میں آئے۔ آپ نے محبت کی نظر ڈال دی۔ تو اب انہیں حقیقت نظر
آگئی۔ ہمارے پاس نجاست ہے ان کے پاس نور ہی نور ہے ——— اللہ والوں کے پاس آنے
والوں کو دیکھنے کی بھی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

حضرت معین الدین سے جادوگروں نے مقابلہ کیا ——— حضرت نے جوتوں سے زمین سے ان کو ہوا میں اڑا
کر دیا ——— ہوا میں پرواز کرنا ——— دنیا دار اگر مارے تو خون نکلتا ہے۔ جب انہوں نے مارا تو ولی
کامل بنا دیا۔ یہ جوتے پڑے تو لوگ ذلیل ہوں۔ رسوا ہوں ——— جن کو غریب نواز جوتا
مارے وہ عزت پا جائے ——— جن کے جوتے لاجواب ہیں۔ وہ خود کیا ہیں۔ حضرت نے خلافت
سے نوازا۔ بادشاہ کو پتہ چل گیا۔ یہ کوئی مسلمانوں کا مولوی آیا ہے۔ دالہام والا عطا ہے کیا

DATE:

ہے۔ وہ تو میری بادشاہی کو چیلنج کرنے والا ہے۔ ان کو کسی سے کوئی کام نہیں ہونا چاہیے جو
کہ سب ناری ہیں۔ نبی کی شان میں۔ جیسے ہیں سب ہی مسلمان ہیں۔ اگر ان کی کسی کے
بارے میں کوئی بات کرے تو پھر نا قابل معافی ہے۔ حکم دیا بادشاہ نے ____ یہاں سے
نکل جائے ____ تو فرمایا۔ ہم آئے نہیں ہیں۔ بھیجے گئے ہیں ____ نکالنے والا کون ہے
نبی نے بھیجا ہے ____ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے تو کچھ نہیں۔ اگر دلی کی طرف چلی آئیگا ____
شہاب الدین غوری نے خواجہ کو سلام کیا ____ رات کو سو رہا تھا۔ خراسان کے
شہر میں سوئے ہوئے بادشاہ کو خواب میں بتا دیا۔ ہندوستان میں حملہ کر دے۔ دلی کو
پہلے بھیجا ____ فوج کو بعد میں بھیجا ____ وہ لاکھوں کا سپاہی کی طاقت تلواروں میں بنی
ہے۔ جو غریب نواز کے اشارہ میں ہے۔ یا اللہ یہ کیا کر سکتا تھا۔ بادشاہ کا
پہلے بھیجا ولی کو بعد میں۔ جس نے پہلے ولی کو بھیجا۔ بادشاہ کو بعد میں بھیجا ____ بادشاہ
کے پاس فوجی طاقت۔ ولی کے پاس عشق کی طاقت ____ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ____
میں بغداد پہنچا ____ خواجہ عثمان ہارونی سے ملاقات ہے۔ مسجد جنید بغداد
نوافل پڑھے۔ سورۃ بقرہ ____ درود شریف پڑھنے کا حکم اوپر دیکھنے کا حکم۔ عرش کو
دیکھنا ____ تحت الثریٰ تک دیکھنا ____ جو عرش کو دیکھ سکتا ہے وہ ہم غلاموں کو بھی
دل اس کو کہتے ہیں یہ فرمایا کہ آنکھ ہے ____ رجب کی ۶ تاریخ کو
عرس ہوتا ہے ____

۹ — ۲۰۱۴
۳ — ۱۱ — ۱۴۳۵
۸

DM

۸ — ۸
۸ — ۱ — ۵۰

۲۳ - شانِ رسالت ﷺ

تلک الرسل فضلنا ——— آخر

اللہ تعالیٰ نے حضرت انبیاء ——— کو ایک دوسرے سے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور انہیں گوناگوں
کمالات عطا فرمائے ہیں۔ نبی علیہ السلام ہونے میں وہ برابر ہیں۔ لیکن فضائل و کمالات میں
بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی گئی۔ چنانچہ معراج کی شب حضور نبی کریم ﷺ سے انبیاء و مرسلین
کی ملاقاتیں ہوئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام مزار شریف میں کھڑے ہیں۔ اور آپ کا ان کے مزار
مقدس سے گزر ہوا۔ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ یا درود و سلام پڑھ رہے ہیں۔ اور پھر مسجد اقصیٰ
میں حاضری ہوئی۔ تو وہاں بھی تمام انبیاء اور مرسلین ﷺ کی جلوہ گری ہے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کے سلام کے مطابق
مصلیٰ امامت کے قریب وہی مرسلین علیہم السلام ہیں جو سارے انبیاء علیہم السلام سے افضل
ہیں۔ وہ مصلیٰ امامت کے قریب ہیں۔ اور اسی لئے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ تم
میں سے مجھ سے قریب وہ لوگ کھڑے ہوا کریں۔ جو کہ شعور عقل اور بصیرت کے اعتبار سے افضل ہیں۔
چنانچہ۔ اکثر و بیشتر خلفاء راشدین مسجد نبوی شریف میں۔ نبی کریم علیہ السلام کے
مصلیٰ مبارک کے اندر قریب کھڑے ہوتے تھے۔ آج بھی یہی حکم ہے۔ کہ مصلیٰ امامت کے پیچھے
اہل دانش و بینش جن کی دینی مذہبی معلومات اور شعور زیادہ ہو۔ وہ قریب کھڑے
ہوں۔ اور فقہاء نے اس کی ایک توجیہ یہ بھی بیان فرمائی ہے۔ کہ انسان میں کوتاہیاں
بھی ہیں کمزوریاں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اگر کسی مصلیٰ امامت کے خادم کو علمی
برتری تو حاصل ہے۔ قرآن کریم صحیح پڑھتا ہے۔ درست پڑھتا ہے۔ مسائل سے واقف ہے
مفسدات نماز مکملات نماز کو سمجھتا ہے۔ اور قرآن شریف کی تلاوت صحیح کرتا ہے
تو قدرت نے تو اسے کمالات دوسروں کے مقابلہ میں عطا فرمائے ہیں۔ اور پھر سید عالم ﷺ نے یہ بھی
فرمایا۔ کہ قوم کی امامت وہ کرے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو زیادہ پڑھتا ہو۔ اور زیادہ جانتا ہو۔
چونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی پاک علیہ السلام کی خدمت میں جب قرآن شریف پڑھتے
تھے۔ تو صرف الم ذلک ——— ینفقون پڑھتے نہیں جاتے تھے۔ بلکہ وہ ہر
آیت اس وقت پڑھتے تھے۔ جب پہلی آیت کے متعلق انہیں تمام مسائل حضور علیہ السلام
سے حاصل ہو جاتے۔ چنانچہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کئی سال میں سورۃ بقرہ پڑھا ۱۲ سال
میں یا اس سے کم و بیش۔ اتنے سال لگے سورہ بقرہ پڑھنے میں۔ چنانچہ جس دن سورۃ
بقرہ کی تعلیم مکمل ہو گئی۔ تو حضرت فاروق اعظم نے بہت خوشی منائی۔ اور اونٹ ذبح کر کے حضور ﷺ
صحابہ کرام کی دعوت کی۔ اور یہ اعزاز اور شرف حاصل ہوا۔ کہ آج مجھے الحمد للہ سورۃ
بقرہ کی تلاوت کا اس کی تکمیل کا شرف حاصل ہوا ہے۔ یہ تو درست ہے۔ کہ مصلیٰ امامت

DATE:

پر۔ جیسے ہم کھڑا کریں۔ اور توفیق دے۔ وہ قرآن شریف زیادہ پڑھنے والا ہو۔ اور جاننے والا ہو۔
لیکن انسانی کمزوریاں ساتھ ہیں۔ ہو سکتا ہے معاذ اللہ — دوران نماز کوئی کمزوری پیدا
ہو ایسا معاملہ بن کر وضو ٹوٹ گیا۔ تو وضو ٹوٹنے کے بعد نماز کو جاری رکھنا نادرست ہے۔ اب
اس کے پیچھے کوئی ایسے ہونے چاہییں۔ جو کہ امامت کرانے کے اہل ہوں۔ اس واسطے مصلّی
امامت کے پیچھے۔ دانستہ فہمیدہ۔ باشعور لوگ ہوں۔ سارے صحابہ کرام بڑے عظیم
تھے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں خلفاء راشدین بہت عظیم ہیں۔ اس لیے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے مصلّی مبارک کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔ اور شبِ معراج اور اولوالعزم رسول بھی پانچ
ہیں۔ خلفاء راشدین اور عمر بن عبدالعزیز بھی پانچ ہیں۔ ان میں ایک کا مصلّی برابر آگے بڑھا ہوا
ہے۔ جو افضل الرسل ہیں۔ جو اعلیٰ الرسل ہیں۔ جو اولیٰ الرسل ہیں۔ جو ہر درجہ بالا میں
افضل و اعلیٰ ہیں۔ یعنی نبی پاک علیہ السلام۔ اور باقی اولوالعزم رسول چار رہ گئے۔ وہ چاروں
ہی سرکار کے پیچھے کھڑے ہیں۔ حضرت ابراہیم۔ حضرت نوح۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ۔
چونکہ یہ اولوالعزم ہیں۔ یہی رنگ مدینہ عالیہ کی مسجد نبوی میں ہوتا ہے۔ مسجد اقصیٰ میں جو
سب انبیاء سے افضل ہیں وہ حضور کے پیچھے اور مسجد نبوی میں جو سب صحابہ کرام سے
افضل ہیں وہ حضور کے پیچھے ہیں۔ یہ معمول مبارک تھا۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ جو بیت المعمور
کے ساتھ ٹیک لگا کے آرام فرما ہیں۔ اور تمام انبیاء نے سلام پیش کیا۔ حضرت ابراہیم
نے بھی مرحبا بالابن الصالح۔ اپنے عظیم بچے کو میں مرحبا کہتا ہوں۔ کیونکہ نسبی اعتبار سے نبی کریم
حضرت ابراہیم کے پانچ کے سب سے بڑے مسلکے اور خوبصورت بیٹوں میں۔ تو انہوں نے حضور
کو مرحبا کہا۔ خوش آمدید کہا۔ اور بات یہ تھی کہ آپ بیت المعمور کو ٹیک لگا کے بیٹھے
ہوئے ہیں۔ وہ بیت المعمور جو تمام ملائکہ کا کعبہ و قبلہ ہے۔ اور وہ اس طرف منہ کر کے نماز
ادا کرتے ہیں۔ جس سے یہ معلوم ہوا۔ ابراہیم کو قدرت نے کتنی عظمت بخشی ہے۔ کہ ملائکہ
کے چہرے ادھر ہیں۔ اور آپ کی پشت ادھر ہے۔ —— اس سے معلوم ہوا یہ
پشت مبارک بڑی عظیم ہے۔ اور میں یہاں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا تھا۔ جس
میں ارشاد فرمایا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے تشریف لائے۔
تو آپ کی خوشی میں آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ — یہ منت مانی تھی کہ جب سرکار
تشریف لائیں گے۔ تو میں آپ کی نعت پڑھوں گا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ میں نے عہد کیا تھا کہ میں آپ کے سامنے حضور کی نعت خوانی کروں گا۔ تو مجھے اجازت ہو

بحر میں نعت عرض کرونا - ظاہر ہے کہ انہوں نے نعت شریف موضوع کر رکھی تھی - اصل میں غزوہ
تبوک کی فتح اتنی زبردست جنگ تھی جو کہ موسم بھی شدید تھا - اور دشمن کی فوج کی تعداد بھی بہت
زیادہ تھی - اور آپنی بڑی آزمائش تھی - کہ جو لوگ اس میں شامل ہوئے ان کا بھی تذکرہ قرآن کریم
میں ہے - اور جو رہ گئے تھے - ایک تو منافق تھے - اور تین صحابہ کرام - مخلصین - جن میں حضرت
کعب ہیں - اور دو اور - لیکن رہ گئے - اور وہ رہ گئے بغیر کسی وجہ سے - معذور بھی نہیں
تھے - تین بڑے ہیں - چنانچہ جو مردود تھے منافق ان کا تو ذکر ہی کیا ہے - وہ قابل ذکر ہیں ہی نہیں.
ان تینوں کے متعلق جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے - تو منافقین باری باری آئے
معذرت پیش کرتے رہے کہ جناب مجھے یہ کام تھا. فرمایا چلو ٹھیک ہے جاؤ. کوئی آتا جی مجھے یہ کام تھا کرنا
جاؤ. تمام منافقوں کے عذر حضور نے رد نہیں کئے - سنا اور فرمایا جاؤ. ٹھیک ہے. کعب جب
تشریف آئے - حضور علیہ السلام کے سامنے. عرض کی یا رسول اللہ علیہ السلام. خدا کی قسم نہ بیمار تھا کوئی
تکلیف اور ان دنوں جتنا آج مجھے خوشحالی ہے شاید کبھی آئی ہو - لیکن رہ گیا ہوں تو بس
شیطان کے بہکاوے [illegible] رہ گیا. میری کوتاہی ہے بس - سیدھی بات ہے. کوئی عذر نہیں - جب انہوں نے
یہ عرض کی تو سرکار نے فرمایا - اما ھذا فقد صدق. یہ ہے وہ شخص جس نے سچ بولا ہے - اب
پیارے میں جا کر [illegible] - جو تین ہو گئے ہیں وہ شرمائے. کہ نبی پاک علیہ السلام. تو پتا نہیں ہو گا.
کوئی ہے کسی کے دل کا - اس کے باوجود نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا. خبردار کوئی
اس کے ساتھ نہ بات کرے تو - ختم تینوں کا سوشل بائیکاٹ کر دو -
میں عرض کر رہا ہوں کہ اس جنگ کی حاضری کتنی اہم تھی. اور اس سے رہ جانا کس
قدر محسوس کیا گیا - اور کافی دنوں کے بعد ایک مہینے کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی. تو حضرت
عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میں نے بھی دل میں باندھا ہے - کہ حضور کی نعت پڑھوں
آپ کے سامنے - تو سرکار نے صرف یہ نہیں کہ اجازت دی بلکہ دعا دی کلمات بھی ارشاد
فرمائے حکم فرمایا قل - میری نعت پڑھیے حالانکہ آپ کے سامنے. کبھی نہ [illegible] - لا یفضض اللہ فاک
چنانچہ یہ دعا دی - کلمات طیبات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تو فضل سے [illegible] کے
حضور کی ثنا خوانی کو شامل ہے. اسی لئے درود شریف پڑھنے [illegible] اللہ کا چہرہ جو ہے [illegible] کے
بعد [illegible] رنگ کالا بھی ہو تو لیکن جو درود شریف پڑھتا ہے اس کا چہرہ
پر رونق ہو گا - یہ خدا تعالیٰ کا انعام ہے اور نبی پاک کی دعا کا اثر ہے. تو حضور
سرور عالم نے حضرت عباس سے فرمایا - فرمایا - لا یفضض اللہ فاک - صحابہ کرام فرماتے ہیں
کہ حضرت عباس [illegible] بڑھاپے کو پہنچ گئے تھے - لیکن واللہ جوانوں کے چہرے پر اتنا حسن نہیں ہوتا

قبرستان کا حصہ بن گیا تھا۔ کیونکہ نبی پاک علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ کھڑے ہو گئے۔ جہاں تفصیلات ہو سکتی ہیں۔ رب تعالیٰ نے کیا بہا عطا فرمائی ہے۔ نبی پاک فرماتے ہیں اگر آپ ایسا نوافل ادا کر دیں۔ یا روزے رکھیں۔ یا بیت اللہ شریف کا طواف کر دیں۔ نذر مانیں یا کوئی اور لہذا ایسا کیا ہوا۔ لطف کرم ہوا رب کریم کی طرف سے۔ الحمدللہ میرا کہنا ہے۔ اصل میں حضرت عباس کے عقیدے کو حضور نے قبول فرمایا ہے۔ اس کی تصدیق فرمائی۔ وہ اس طرح کہ یا رسول اللہ علیہ السلام ہم بھی عرب ہیں۔ جو منگتے تھے۔ نہ کوئی ہمارا مرتبہ۔ نہ کوئی مقام۔ نہ شرم نہ عزت۔ نہ جاہ نہ مرتبہ۔ نہ مودت نہ شان و شوکت۔ نہ جلالت نہ نجابت۔ نہ شرافت۔ کوئی شے نہیں۔ لیکن آج وہی ہیں۔ جن کو قدرت نے اتنا بڑا اعزاز بخشا۔ جس دنیا کی بہت بڑی باطل کی قوت کی کمر توڑ دی۔ اگرچہ تلواریں ہماری تھیں۔ بازو ہمارے تھے۔ لیکن کرم تو اللہ ہی کا تھا۔ مدد تو رب کریم کی طرف سے تھی۔ یہ اسی کا کرم ہے جس نے ہمیں کامیابی دی اور ہمیں کامران فرمایا۔ اور ہمیں عزت و آبرو عطا فرمائی۔ لیکن یا رسول اللہ علیہ السلام یہ تو آپ کے صدقے۔ اگر آپ کا توسل نہ ہوتا۔ تو ہمیں عزت کب ملتی۔

لہذا میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس وسیلے کی نعت پڑھ کے جس کے ذریعے ہمیں یہ عزت ملی ہے۔ تاکہ پتہ چل جائے کہ ذکرِ حبیب علیہ السلام پر بھی خدا تعالیٰ کا شکر ہی ہے۔ خدا کا شکر کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔ پڑھیے لا یفضض اللہ فاک۔ میرے ذکر کرنے والے منہ کبھی نہ بگڑے۔ آپ کا منہ سلامت رہے۔ تو آپ نے منبر پہ نعت شریف پڑھی۔ جس کا ایک شعر ہے۔

وردت نار الخلیل مستترا — فی صلبہ انت کیف یحترق

یا رسول اللہ علیہ السلام۔ اگرچہ آپ کا ظہور صدیوں بعد ہوا ہے۔ لیکن آپ کی جلوہ گری بہت پہلے سے ہے۔ حتی کہ جب خلیل علیہ السلام نارِ نمرود میں جلوہ گر ہوئے۔ تو وہ اکیلے نہیں تھے۔ بلکہ آپ بھی ساتھ تھے۔ یہ نبی پاک کے سامنے کھڑے ہو کر چچا جی نے عرض کی آپ نارِ خلیل علیہ السلام میں وارد ہوئے۔ لیکن مستترا۔ خلیل علیہ السلام کے جسم کا پردہ میں۔ دیکھنے میں وہ خلیل تھے۔ لیکن حقیقت میں جلوہ حبیب کا ہے۔ چلیے اگر کوئی کہتا ہے کہ حضرت عباس نے نعت میں مبالغہ کیا ہے۔ تو پوچھنا ہوگا۔ کہ جن کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کر رہے ہیں۔ وہ تو مبالغہ برداشت نہیں کرتے۔ وہ تو روک دیتے۔ کہ چچا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ غلط بیانی۔ آپ جانتے ہیں کہ چچا ہیں۔ میں آپ کا ربی الادب ہوں۔ میں آپ کا بھتیجا ہوں۔ اور آپ مجھ سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ میں بعد میں پیدا ہوا ہوں۔ میں آپ کے بھائی جان کا بیٹا ہوں۔

آپ جانتے ہیں اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جو کہ اردو اسلام پڑھانے والے ہیں۔ بہت سے ہو سکتا ہے
میں ایسے موقع ہوں۔ نا۔ بلکہ ایسے ہر صحیح مضمون کو سن کر نہیں سنتے پہلے ہی حضور نے دعا
دی۔ دو طرح سے تائید ہو گئی نا۔ ایک تو نعت کی تائید۔ دوسرا اس نعت میں بیان کیے گئے ہو سکے۔
مضمون کی تصدیق کر دی۔ ورنہ غلط مضمون کی تائید تو نہیں کی جا سکتی۔ آپ اہل علم ہیں آپ کو
معلوم ہوگا۔ حدیث پاک کی نو قسمیں (۹) ہیں۔ اور بھی قسمیں ہیں۔ لیکن زمانے کے اعتبار سے ۹ قسم
ہیں۔ حدیث کی۔ دو زمانے کے اعتبار سے۔ نبی پاک علیہ السلام کا قول۔ حدیث پاک ہے۔ نبی پاک
علیہ السلام کا فعل حدیث پاک ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی تقریر۔ تقریر کا مطلب وعظ نہیں
اصطلاح محدثین میں تقریر اور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ بندۂ ناچیز سے وعظ سن رہے ہیں۔ اور
آپ اس پر تحسین فرما رہے ہیں۔ سبحان اللہ کہہ رہے ہیں۔ تو آپ نے میری گفتگو کی تصدیق کر دی ہے
اب جو منصب ہے ذمہ داری۔ مذہبی اعتبار سے۔ روحانی اعتبار سے اب میری اس گفتگو کے برابر
کے ذمہ دار ہیں۔ اس لیے کہنے والا یہ ہے۔ کہ محمد مصطفیٰ کا الحق تھا۔ پھر بھی صحیح ہے۔ کہ سن رہے
رہے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ کسی کی بات سن کر چپ رہنا۔ رد نہ کرنا۔ اور کسی کا فعل دیکھ کر
خاموش رہنا۔ رد نہ کرنا۔ یہ رسول اللہ علیہ السلام کی تقریر ہے۔ لہٰذا یہ بھی حدیث کی قسم ہے۔
کیونکہ عادت کریمانہ ہوتی۔ کہ آپ کوئی غلط بات سن کر یا غلط کام دیکھ کر خاموش نہیں
رہتے تھے۔ بلکہ اس کی اصلاح فرما دیتے تھے۔ اور اگر خاموش رہیں۔ تو صحابہ کرام سمجھتے تھے کہ یہ
بالکل برحق ہے۔ اور حضور علیہ السلام ہی کی مرضی کے مطابق ہے۔ اسے کہتے ہیں تقریر رسول۔
قول رسول۔ فعل رسول۔ تقریر رسول ﷺ یہ حدیث ہے۔ اور تین قسمیں ہیں۔ قول صحابی۔ فعل
صحابی۔ تقریر صحابی ؓ یہ بھی حدیث ہے۔ صحابی فرمائیں تو حدیث۔ کام کریں تو حدیث
اور ان کے سامنے کسی نے کوئی بات کی۔ یا کام کیا۔ انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ منع نہیں کیا۔ تو یہ
بھی ان کی طرف سے تقریر ہے۔ کتنی قسمیں ہو گئیں چھ۔ تین اور ہیں۔ وہ ہے قول تابعین
فعل تابعی۔ تقریر تابعی۔ صحابی کو دیکھنے والے کا قول جو ہے یہ بھی حدیث ہے۔ فعل بھی
حدیث ہے۔ اور صحابہ کی تقریر بھی۔ حدیث کی ۹ قسمیں ہیں۔ اور ان تین زمانوں
کے لیے نبی پاک نے خصوصی دعا کی ہے۔ کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم طوبیٰ لمن رآنی ومن رآنی
مجھے دیکھنے والا بھی خوش نصیب۔ مجھے دیکھنے والے کو دیکھنے والا بھی خوش نصیب اور میرے دیکھنے والوں کو
دیکھنے والا بھی خوش نصیب۔ تو یہ تو تقریر ہے۔ تقریر رسول ﷺ۔ کہ حضرت حسان نے حضور کے
سامنے۔ نعت شریف پڑھی۔ یہ ہم موضوع حدیث شریف کے حوالے سے ہو گئی کہ یہ حدیث
پاک میں ہے۔ کیونکہ حضرت حسان نے پڑھی۔ اور حضور نے تصدیق بھی فرمائی۔ بلکہ دعا بھی دی

ہیں یعنی انعام بھی دیا۔ معلوم ہوا۔ نری سچائی نہیں۔ جس جگہ سچائی ہے کہ جس پر مبنی از وقت
انعام بھی دیا۔ پاس تو وہ بھی ہوتا ہے جو پاس مارک لے لیتا ہے۔ لیکن گولڈ میڈل اسے ملتا
ہے۔ جو بہت اعلیٰ نمبر حاصل کرے۔ تو یہاں سرکار نے جو دعائیہ کلمات دیے وہ بتا معلوم
ہوا۔ کہ عباس نے بڑے اعلیٰ درجے کی صداقت بیان کی ہے۔ غرضیکہ یا رسول اللہ۔ ورث
نارالخلیل مستطرا۔ آپ حضرت خلیل علیہ السلام کی آگ میں وارد ہوئے۔ لیکن وہاں تو
تذکرہ آپ کا نہیں کیا۔ عربی کا مستطرا آپ چھپے ہوئے تھے۔ آپ پس پردہ تھے۔ اور پردے میں
وہ نظر آتا ہے۔ جو پردے میں جھانک کر دیکھ سکے۔ جس کو پردے میں جھانکنے کی اجازت نہیں وہ
نہیں دیکھ سکتا۔ اب میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراتا حضرت کی سمجھتا ہوا۔ عباس
علمدار کے چچا ہیں۔ اور اکثر مورخین اسلام کے مطابق۔ آپ نے کلمہ شریف پڑھا لیکہ فتح مکہ کے
بعد۔ لیکن اس کی توجیہ شیخ محقق رحمۃ اللہ اکابرین نے کی ہے۔ کہ آپ فتح مکہ سے پہلے ہی مسلمان
ہو چکے تھے۔ لیکن قوم کے پریشر کی بدولت اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ کمزوری تھی۔ اور وہ کمزوری
فتح مکہ کے دن دور ہو گئی۔ لہٰذا اس دن اعلان کر دیا۔ سن ۲ ہجری غزوہ بدر۔ میں اس وقت حضرت
عباس حضرت نہیں تھے۔ عباس ہی تھے۔ کافروں کی طرف سے تماشائی بن کے آئے تھے۔ بلکہ کافروں کے
دس سردار جو تھے قریش مکہ میں ہر روز ایک سردار کے لشکر کی دعوت فرماتے تھے۔ جنگ
بدر کے دوران۔ ان دس سرداروں میں ایک عباس ہیں۔ انہوں نے بھی اس فوج کی دعوت بلائی۔
تو اس وقت جو اس طرف سے آئے تھے۔ تو یہ مسلمان نہیں ہیں۔ تو جب یہ بات کرتے
تھے تو سمجھ لیتے تھے۔ بھتیجا ہے محمد ہے۔ عبداللہ کا بیٹا ہے۔ یہی بات ہوتی تھی۔

لیکن سوال یہ ہے کہ آپ جو کہہ رہے ہیں۔ ورث نارالخلیل ——— آپ خلیل کی آگ
کی آگ میں۔ جب کہ آپ بھی جلوہ گر تھے۔ تو یہ تو تسلیم کرنا پڑے گا جو اسی حدیث سے
جو کلمہ پڑھنے کے بعد ہی منکشف ہو گئی ہے پہلے نہیں تھی۔ کیونکہ پہلے تو رسالت نہیں مانتے۔ اور جب
مان لی تو جب پڑھا اٹھ گئے۔ پھر پردے اٹھا دیے۔ معلوم ہوتا ہے۔ صحیح ایمان اس کو ملتا ہے
جس کو حضور کی چھپی ہوئی باتیں نظر آ جائیں۔ اور جو اسی چکر میں رہ جائے۔ بشر ہے متکلم ہے وہ
بالکل ابھی تک ایمان کی وادی میں داخل ہی نہیں ہوا۔ وہ ابھی راستے میں ہی۔ شبہ ہے [illegible] دیکھو
[illegible] تک [illegible]۔ اور آج وہ حقیقت بیان کرتے ہیں۔ کہ فرشتے [illegible] ہیں۔ آپ
خلیل علیہ السلام کی آگ میں جب کہ جلوہ افروز ہوئے۔ لہٰذا عرفان کی حسین لوگ حیران ہوتے ہیں۔ کہ
آگ نے کیوں نہ جلایا۔ اب وہ مسئلہ جس کے [illegible] نا چیز نے۔ عرفان کا فیصلہ [illegible]۔ یا رسول اللہ
ابراہیم کی پشت میں ہیں۔ آپ جلوہ گر تھے۔ تو آگ انہیں کیسے جلا سکتی تھی۔ ان اشعار کو پڑھ

نعیم نے دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے۔ بیہقی نے بھی اس کو لیا ہے، اور اس کے علاوہ جو حدیث جلال الدین
سیوطی نے بھی لیے ہیں۔ اور بعد ابن عبد الوہاب۔ نجدی حرمین شریفین کے پاک مزارات کو منانے والا جو ہوں
کا بڑا گروہ۔ اس کے بیٹے اس کا نام ابن محمد ہے۔ اس نے کتاب لکھی ہے مختصر سیرت رسول۔
ہو اس میں اس میں بھی موجود ہیں۔ —— ان کی پشت میں تو آپ جلوہ گر تھے۔ تو ابراہیم آپ کے
جد تھے۔ محترم اب راز کھل جانا چاہیے۔ کہ جو پشت کائنات سے کیوں افضل ہے۔ کہ جب سے
میں افضل ہے۔ اس مبارک پشت پاک کو کیوں اتنی فضیلت ملی۔ اگر کوئی سوچنے بیٹھ جائے۔
شیطان وسوسے تو بہت ڈالتا ہے نا۔ — اگر ایک طرف سے نہ کوئی نکلے تو دوسری طرف سے سوراخ —
اللہ کے بندو چلو ٹھیک ہے۔ ان کی پشت میں ان کا نور تھا۔ لیکن اب تو وہ نور ٹرانسفر ہو چکا۔ اب تو
مجسم سامنے تشریف فرما ہیں۔ اب تو وہ نور یہاں نہیں ہیں۔ اب اس پاگل کو کون سمجھائے کہ اس شیشی
میں عطر رکھے۔ عطر نکال بھی لے تو مہک تو رہتی ہے۔ اچھا عطر ہو تو ڈھکن بند کر دو۔ تو مہک تو رہتی ہے
خوشبو آتی رہے گی۔ اگرچہ عطر نکل گیا ہے۔ لیکن خوشبو تو ہے۔ اس کی ایک اور مثال دیتے ہیں —
قرآن پاک کو چومنا۔ آنکھوں سے لگانا۔ جو رسول پاک علیہ السلام کے صحابہ کرام سے خلفاء راشدین
کی خصوصاً فاروق اعظم کی سنت ہے۔ آپ چوما کرتے تھے۔ اور آنکھوں پر رکھتے۔ ایسے نصیب بھی کچھ لوگ
دیکھتے ہیں۔ جن کے نزدیک قرآن شریف کو چومنا بھی بدعت ہے۔ میں سمجھا ہوں یہ مجسم بدعت
ہے۔ چوم کر آنکھوں سے لگانا۔ اچھا جی —— تو جب آپ چومتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ
قرآن پاک مجلد ہے نا۔ آپ نے قرآن شریف کے لفظوں کو تو چوما نہیں۔ چوما تو گتے کو ہے کہ
جو گتا باہر لگا ہوا ہے۔ کیوں چوما ہے۔ کہ جو ان اوراق کے ساتھ لگا ہوا ہے کہ جن اوراق پر
قرآن شریف لکھا ہوا ہے۔ اگر پرانا ہونے کی وجہ سے وہ گتا قرآن پاک سے جدا ہو جائے جلد
ٹوٹ جائے۔ اس گتے کی تعظیم کرنی چاہیے یا اس کو معاذ اللہ —— گلی میں پھینک دیں
کیونکہ وہ قرآن شریف کے ساتھ لگا تھا نا —— اب ایک گتے کو اتنی عزت مل گئی۔ جب تک
اس کا تعارف ہے۔ اس گتے کی بے ادبی ناجائز ہے۔ حرام ہے۔ بلکہ میرے ذوق میں کفر ہے۔ کیونکہ وہ قرآن شریف
کے ساتھ لگا ہے۔ اور جو اس کی بے ادبی کرتا ہے اصل میں اس کو قرآن کا ادب نہیں ہے۔ میں پوچھنا چاہتا
ہوں کہ گتا تو معاذ اللہ پاک نہیں ہے۔ اور قرآن کے نقوش پرنٹنگ ان پاک سے نہیں۔ لیکن قرآن پاک کے حوالے کی بدولت
وہ گتا محترم ہوا۔ اب اگر وہ جدا بھی ہو جائے تو معزز رہے گا۔ محترم رہے گا۔ اس کی عزت ہمارے ایمان میں
داخل رہے گی۔ تو یارو —— رسول اللہ علیہ السلام کا نور پاک اگر ٹرانسفر ہو بھی گیا۔ تو وہ پشت
تو مقدس رہے گی۔ جس میں حضور کا نور جلوہ گر رہا ہو۔ اور پھر وہ پشت کسی عامی کی نہیں —— وہ خدا
کے خلیل کی پشت ہے۔ —— ان کی پشت میں تو آپ رونق افروز تھے۔ ورفع لعظم درجہ

DATE:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یہ پیغمبر مرسلین علیہم السلام جن کو ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی دی ہوئی ہیں۔
ایک وہ مقدس شخصیت ہے۔ جس کو تمام کائنات نبوت سے درجوں میں اونچا فرمایا۔ رَفَعَ بات
تو یوں بھی ہو سکتی تھی نا۔ ایک شخصیت درجوں میں سب سے اونچی ہے۔ نہیں فرمایا رَفَعَ —
ان میں سے ایک شخصیت کو درجوں میں رب نے سب سے اونچا کیا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ جو کوئی
شخص کسی عمارت کو اونچا کر کے بناتا ہے اس کی نیت یہ ہوگی۔ یہ عمارت اونچی رہے بالکہ جائے۔ اس
کی نیت تو یہی ہے کہ اونچی بنائی ہے۔ اگر اس کی یہ نیت نہیں۔ تو پھر اتنا پیسہ لگانے کی ضرورت
ہی نہیں۔ (مسجد کی مثال اونچا بنانے کی کوشش کی حیثیت سے مسجد کا صحن) ~~سینہ~~
میں نے یہ مثال اس لیے دی ہے۔ کہ کوئی مکان بناتا ہے تاکہ اونچا رہے —— توجہ کیجئے دیں۔ ——
سائنس دانوں سے پوچھو زلزلہ آیا ہے۔ —— جو بناتا ہے وہ اس کا دل چاہتا ہے کہ اونچی
رہے۔ اور رسول پاک علیہ السلام کی شان کو رب نے خود اونچا فرمایا ہے۔ رَفَعَ ان میں سے بعض کو شان
میں سب سے اونچا کیا۔ میرے رب کریم کی رضا اس میں ہے۔ کہ محبوب اونچا رہے۔ کیونکہ بنایا جو
اونچا ہے۔ رفع بعضہم درجٰت۔ اللہ نے ان میں سے ایک ذات کو درجوں میں سب سے اونچا فرمایا۔
تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی مرضی اس میں ہے کہ محبوب کی شانیں اونچی رہیں اور وہ جس نے ان کی شان کو اونچا
بنایا ہے۔ وہ اونچا رکھنا بھی چاہتا ہے۔ تو شان کو اونچا کیا ہے۔ اور اتنا اونچا کیا ہے کہ سب سے
اونچا آسمان۔ سدرہ —— ساتوں۔ سدرۃ۔ لوح محفوظ۔ عرش نیچے رہ گیا۔ محبوب
کو اونچا کر دیا۔ اور اونچا رکھنا رب کی مرضی ہے۔ اس کی رضا اس میں ہے کہ شان اونچی رہے۔
ان لوگوں نے عمارتیں اونچی بنائی تھیں۔ لیکن کسی طاقتور نے گرا دی۔ جاپانی وغیرہ — رسول
اللہ کے شان مبارک کو عرش بریں کو رب نے اونچا کیا ہے۔ لاؤ کوئی ایسا جو خدا سے زیادہ
طاقتور ہو اس کو نیچا کرے۔ کیونکہ جو اونچا کرنے والا ہے وہ خدا ہے۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ اس کے
برابر کوئی ہے ہی نہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ شان نیچی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ اونچا کرنے والا جو ہے اس نے اس
ارادے سے اس کو اونچا کیا ہے کہ اونچی رہے۔ اب یہ نیچا تب ہوگا جب کوئی اس سے مقابلہ کرے۔ وہ فرماتا
ہے کہ میرا شریک بھی کوئی نہیں۔ معلوم ہوا حضور کی شان کوئی نیچی کر نہیں سکتا۔ جو شان گھٹاتے ہیں
وہ خدا سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ——

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے ۔ یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا۔

اتنا بڑھایا ہے یہ اونچا فرمایا ہے —— خدا کی قسم ہے جیسے جو شان بیان کی تھی۔ اس سے کروڑوں میل
آگے نکل گئی۔ کیونکہ اونچا کرنے والا نہایت ہی شان سے کرتا ہے۔ اللہ ہے جسے ذمہ داری خدا کی ہے۔ کلام خدا کا
ہے تو یہاں حد کون باندھ سکتا ہے۔ رفع بعضہم درجٰت۔ ... کلام الٰہی کی ہے اور بعض کو

۱۲۸۶ھ فی ثبوت اذن اللہ — اشتغالہ — تعدد الرسل — یعنی — اللہ تعالیٰ نے بے پناہ
اور بے مثل نوازشات سے امت سید عالم علیہ السلام کو مشرف فرمایا۔ اور کائنات نبوۃ و رسالۃ علی السلام
کے حاملانِ کرام سے بالواسطہ۔ تمام امتوں کو مجموعی طور پر وہ انعامات نہ ملے جو صرف اور صرف حضور علیہ السلام
کی امت کو عطا فرمائے گئے۔ اور کسے شک ہے۔ اور کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ یہ ساری نوازشات اس لئے نہیں
ہیں۔ کہ امت میں کوئی خطاکار نہیں ہوگا۔ یا امت میں کوئی گنہگار نہ ہوگا۔ یہ بات نہیں۔ کہ اس امت سے
خطائیں سرزد نہ ہوں گی۔ خطاکار بھی ہوں گے۔ گنہگار بھی ہوں گے۔ بلکہ ایک حدیث پاک کے حوالے سے تو یہ معلوم
ہوتا ہے۔ کہ جو گناہ پہلی امتوں سے ہوا۔ وہ اس امت میں پائے جائیں گے۔ یہ حدیث شریف ثابت
ہے۔ تو جیسے خطائیں اور جرم اور گناہ وہی ہیں رب میں نگر کر صاف لفظوں میں تعبیر کرنے سے گھبراتا ہوں
لیکن چونکہ سب سے زیادہ غیور سب سے زیادہ باحیا۔ خدا تعالیٰ کی خدائی میں نبی پاک کی ذات ہے
آپ سے بڑا کوئی حیا والا نہیں۔ آپ سے زیادہ کسی میں غیرت نہیں۔ نبی پاک نے فرمایا — انا
اغیرکم واللہ اغیر منی او کما قال علیہ السلام — فرمایا میں تم سب سے زیادہ غیرت مند ہوں۔ اور
میرا رب مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے۔ تو وہ لفظ خود حضور علیہ السلام نے بیان فرمائے۔ کہ معنی
یہ ہے۔ پہلی امتوں میں جو خطائیں پائی جاتی تھیں۔ پائی گئیں۔ وہ اس امت میں بھی ہوں گی۔ حتیٰ کہ اگر
پہلی امتوں میں۔ کوئی ایسا بدبخت لعنتی ہو گزرا۔ جس نے اپنی ماں کے دامن عصمت کو پامال کیا۔ تو اس
امت میں بھی ایسا بدبخت پیدا ہوگا۔ پناہ بخدا — یہ بات تو صاف ہے کہ گنہگار تو ہیں۔ اور جو گناہ
ان لوگوں سے ہوئے۔ ان میں بھی ہیں۔ اگر میں ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں۔ کہ ہم میں ہمارے اندر اگر وہی
کمزوریاں تھیں۔ تو یہ ہمارا تو کوئی کمال نہیں۔ یہود نے اور نصاریٰ نے اپنی کتابوں کی وجہ سے جو لاپرواہی
کی۔ اور وہ کتابیں ضائع ہو گئیں۔ تو ان کی اصل صورت اور ان کا اصل حسن باقی نہ رہ سکا۔ تو اس امت
نے قرآن شریف کی حفاظت کا کوئی ایسا اہتمام کیا ہے۔ کون بات ہے۔ جو وہ جیسے سو کر چیک
کرے۔ کہ میرے کسی بچے نے آج قرآن شریف کی تلاوت کی ہے۔ کون سی ماں ہے۔ جو اپنی بہو بیٹیوں
کے متعلق یہ تجسس کرتی ہو۔ کہ میری کسی بچی نے آج قرآن کریم کی زیارت کی ہے۔ نہیں ہماری یہ
سوچ نہیں ہے۔ ماں باپ کو فکر ہوتی ہے۔ تو اپنا آج صبح بچے نے ناشتہ کس شے کا کر لیا ہے۔ آج
بچہ ہے کو جب بخار میں چلا ہے۔ یا ڈیوٹی پر جاتا ہے۔ اس کا کون سا سوٹ استری کیا جائے۔
اس لئے فکر نہیں ہے کہ کس بچے نے نماز پڑھی ہے۔ کس بچی نے نماز پڑھی ہے۔ اور قرآن شریف کس نے پڑھا
ہے۔ کوئی فکر نہیں ہے۔ تو پہلے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ لاپرواہی کہ اس دور میں۔ آپ بازو پھیلا کر کہہ سکتے ہیں یہود
نے تو لاپرواہی کی۔ تورات ضائع ہو گئی۔ اور ہم نے قرآن کریم کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔ اس لئے قرآن شریف
ہم میں موجود ہے۔ چند لوگ ہیں جو برکات نوازشات کو حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ معاشرہ کی

DATE:

کی اکثریت جو ہے وہ اسی لاپرواہی کا شکار ہے۔ قرآن شریف میں موجود ہے۔ تو یہ ہماری کمائی نہیں۔
یا رسول پاک ﷺ کے رب کریم کا شکوہ ہے۔ اور یہ نبی پاک علیہ السلام کا بڑا اعجاز ہے۔ کمائی ہماری ہی جاری
نہیں۔ خطائیں ہی ہیں غلطیاں ہی ہیں۔ لاپرواہی ہے۔ لیکن پھر بھی اس امت کو رب کریم نے وہ
انعامات عطا فرمائے جو پہلی امتوں کو حاصل نہیں ہوئے۔ پہلی امتوں کو وہ اعزاز نہ مل سکے۔ نہ شرف
حاصل نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ محبوب علیہ السلام کے غلاموں کی خوبیوں کی خود گواہی دیتا ہے۔ جس نے
حساب لینا ہے وہ گواہی دے رہا ہے۔ جس کے دربار میں پیشی ہونا ہے اور جس نے معاملے
اور معاملے کے بیانات اور گواہیاں دیکھ کر فیصلہ کرنا ہے۔ وہ اللہ حضور علیہ السلام کے غلاموں کی
گواہیاں خود دے رہا ہے۔ سب کی تو نہیں۔ اب وہ گواہی کن کی ہیں۔ جن کی وجہ گواہی پائی جاتی ہے۔
میں ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے
پہلے تو حکم ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ـــــــ اے ایمان والو اللہ کا ذکر کرو
اور صبح شام اس کا ذکر کرو۔ جناب حضرت زکریا۔ جس وقت آپ کو صاحبزادہ
کی عظیم صاحبزادے کی ولادت کی خوشخبری میں جانب اللہ عطا ہوئی تو طلب کی مولا جیسے یہ امانت
اپنی ماں کے پاس پہنچنے کی تو اس کی علامت۔ فرمایا آپ بول نہیں سکیں گے۔ دنیا کی گفتگو آپ نہیں
کر سکیں گے۔ تین رات آپ مسلسل بات نہیں کر سکیں گے۔ لیکن میرا ذکر کریں گے تو زبان چلے
گی۔ یہ نشانی ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے کہ جس وقت میں نے یہ عظیم بشارت سنی۔ تو زکریا علیہ
السلام تشریف لائے اور اپنی قوم سے فرمایا۔ فخرج علی قومہ ـــــ زکریا علیہ السلام۔
اپنی عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کی طرف تشریف لائے۔ اور آپ نے انہیں اشارہ کیا سبحوا
بکرۃ وعشیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو صبح و شام۔ زکریا علیہ السلام نے امت کو حکم
دیا۔ اب رب کریم نے اپنے بندوں کو حکم دیا۔ لیکن اگلے مقام پہ جا کے گواہی دے دی۔ جب حکم ہوتا ہے ایک
وسوسہ۔ ایک تجسس سننے والے کو بھی ہوتا ہے۔ کہ حکم دینے والا تو حکم دے چلا۔ کیا جب حکم ملا اس کی
تعمیل بھی کی۔ اب رب کریم نے فرمایا۔ وسبحوہ بکرۃ واصیلا۔ اب یہ تجسس تھا۔ کہ جس نے حکم دیا۔
انہوں نے تعمیل کی۔ اب رب کریم نے گواہی دی۔ فرمایا میں نے حکم دیا اور میرے بندوں نے میرے حکم کی تعمیل
کی۔ اور جیسے کہا ویسے کیا۔ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ـــــ یسبح ـــ والاصال رجال۔
جن گھروں کو میں نے حکم دیا ہے۔ کہ ان کی تعظیم کی جائے۔ ان کی عظمت کا اعتراف کیا جائے۔ اللہ فرماتا ہے
ان مسجدوں میں صبح و شام ماشاءاللہ تعالیٰ کرم و۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں صبح و شام۔ اور یہ ہی فرماتا تھا
سبحوہ بکرۃ واصیلا۔ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال ـــ گواہی نہیں۔ حضرات گرامی۔ نبی پاک علیہ السلام کی امت میں
ان لوگوں کی خوبیوں کی گواہی رب کریم نے دی۔ ~~اللہ تعالیٰ نے~~ جنہوں نے اس حکم کی تعمیل میں مصروف رہے اور صبح و شام

خدا تعالیٰ کے گھروں میں آتے ہیں۔ بلکہ اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اس کو یاد کرتے ہیں۔ اس کا نام لیتے ہیں۔ اور رب تعالیٰ
کا وعدہ فرما دیا ہے۔ کہ مجھے یاد کرنے والو گھبرانا نہیں ہے۔ تمہارا مجھے یاد کرنا۔ تمہارا بہت بڑی سعادت ہے بہت
بڑا انعام ہے کہ مجھے یاد کرنا تمہارے لئے بہت بڑا انعام ہے کیا انعام ہے کہ جب تم مجھے بندو ۔ مجھ کو یاد کرتے ہو۔ میں بھی
سب کو یاد کرتا ہوں ـــــ

یعنی خدا کا ذکر کرنے والو۔ اصطلاحی لفظ ۔ ذاکرین خدا ۔ مذکورین خدا ۔ خدا کا ذکر کرنے والے۔ اس مقام
پر پہنچتے ہیں۔ رب تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا ہے۔ [illegible] ۔ میرے آقا و مولا علیہ السلام
نے فرمایا۔ کہ قیامت کے دن میری امت کا دوسرا گروہ وہ ہوگا۔ جن کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں
اور چاند کی روشنی دور دور تک پھیلتی ہے۔ ہزاروں میلوں تک پھیلتی ہے۔ ستارا جگمگاتا ہے۔
وہ صرف جہاں چمکتا ہے اسی ماحول کو منور کرتا ہے۔ لیکن جب چاند چمکتا ہے تو صرف اسی مقام کو ہی
بلکہ ہزاروں میلوں تک اس کی کرنیں ماحول کو منور کر دیتی ہیں۔ یہ تو ایک چاند کی بات ہے۔ جناب
رسول کریم ﷺ کی امت میں کتنے چاند ہیں۔ میرے آقا نے فرمایا۔ کہ قیامت میں میری امت میں
دوسرا گروہ وہ ہوگا۔ کہ جو قیامت میں آئیں گے۔ کہ ان کے چہرے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن کے چہرے
چاند ہوں گے۔ انہیں کسی اور روشنی کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس کی دلیل قرآن کی اس آیت میں ہے کہ
اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ نورھم
یسعی بین ایدیھم ۔ [illegible] ـــــ اللہ کو یہ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی
پاک علیہ السلام کے پاک جگر مقدس کو پریشان نہ ہونے دے گا۔ لا یخزی اللہ النبی ـــــ قیامت
کے دن رب کریم حضرت ﷺ کو ان کی قوموں پر بھی ذلت کی معمولی نہیں پڑنے دے گا۔
جب لا دلیل کرنے والا خود کہ رہا ہے اس کا رنج عرض کرنا تھا علاوہ کہ یخزی نہ ہو [illegible]۔ یہ تو حضور
عرض کرتے۔ یہ دعا اور بزرگوں کی ہے۔ حضرت مصطفیٰ علیہ السلام کی نہیں ہے۔ حضرت آپ نے یہ دعا
نہیں کی۔ کہ مولا قیامت میں مجھے رسوا نہ فرمانا۔ رب کریم خود اعلان فرما رہا ہے کہ رب اپنے محبوب
کو رسوا نہیں ہونے دے گا۔ جو نفسی باقی نفس کو ماننے پر ملتی ہیں۔ میرے آقا کو ماننے بغیر
ملتی ہیں۔ یوم لا یخزی اللہ النبی ـــــ اس دن اللہ تعالیٰ اپنی پاک علیہ السلام کو رسوا نہیں ہونے
دے گا۔ صرف حضور کو۔ نہیں والذین امنوا معہ محبوب کے قدموں کا صدقہ میں ان کو بھی
ذلیل نہیں ہونے دے گا۔ جو رسول اللہ کو دل سے ماننے والے ہیں۔ کیوں۔ اب سوال یہ پیدا
ہوتا ہے۔ کہ باقی وہ بندوں کا۔ متعلق اعلان کا کیا مقصد ہے۔ وہ اس لئے کہ مراد تو وہی لوگ ہیں ان
جن کے دل میں حضور کی سچی محبت ہے۔ اللہ اس محبت میں انہیں اتنا مجبور کر دیا ہے کہ وہ حضور علیہ
السلام کی نافرمانی کر ہی نہ سکے تو کیا کر سکتے نہیں ہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔ کہ

DATE:

اپنے محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے یہ مخالفت کر ہی نہیں سکتا۔ اگر انسیوں کو ذلیل کیا جاتا۔ تو یہ بھی دراصل محبوب کو پریشانی ہوتی۔ مولا بے نیاز ہیں۔ فرمایا نہ محبوب مجھے پریشان کریں گے۔ تو میں سارے غلاموں کو پریشان کر دوں گا۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے غلاموں کو حضور کے صدقے نوازا گیا۔ دیکھ لو فیضان اعمال۔ اب وہ لوگ جن کے چہرے چاند کی طرح روشن ہوں گے مجھ کو یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب کو ہم انہیں کی سارے میدان حشر میں بیسیوں سال گزر گئے تاکہ جگہ جگہ طلوع ہو بعد قیامت کا دن میدان منور ہو جائے۔ اور دنیا پنجوں پہ کھڑے ہو کر دیکھیں گے کہ کس کا نور چمک رہا ہے۔ مولا نبی پاک کے غلاموں کو نور کے ولیوں میں فرمائے گا دیا۔ لیکن ان کی نشانی ان سے ظاہر ہوگا۔ فرمایا نورهم —— میرے محبوب کے غلام جب قیامت کے میدان میں چلیں گے۔ ان کے آگے بھی روشنی ہوگی۔ ان کے دائیں بھی روشنی ہوگی اور پھر یہ دعا کرتے ہوں گے۔ ربنا اتمم لنا —— قدیر —— حضور کے غلام وہاں بھی دعا مانگ رہے ہوں گے۔ خدا گواہ ہے۔ لوگوں کو یہاں دعا وارا نہیں کھاتی۔ ارے فرمایا ہے میرے غلام قیامت کے میدان میں بھی دعا مانگیں گے۔ قیامت کی صفوں میں نماز نہیں پڑھیں گے نماز پڑھیں گے۔ دعا مانگ کر ہے۔ دعا سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ بعد دعا سے انکار کرنے والا۔ بالکل نہیں ہو سکتا نیک بخت نہیں ہو سکتا۔ یارسول اللہ نشانی دیکھا دیں۔ جن کے چہرے چاند کی طرح چمکیں گے ہوں گے وہ کون ہیں۔ جب یہ اللہ کی طرح چمکیں گے۔ وہ تو یاد ہے ان کا کیا کام ہے۔ [illegible] کے چہرے چاند کی طرح چمکیں گے۔ یا رسول اللہ کون ہیں۔ فرمایا وہ ہوں گے کہ جو کون کو اذان سے پہلے مسجد میں دیکھ لیں جب وضو کر کے پہلے تیار بیٹھے ہوں گے۔ [illegible] ہاتھ میں گھڑی ہے۔ اسے ہاتھوں پہ گھڑی رکھی ہے تاکہ [illegible] وقت ہی پہچانیں۔ کون کا وقت کہ دن کس وقت جائیں گے۔ کون سے [illegible] کہ دکان کس وقت کھولیں گے۔ نہیں پہنچے نہ کیا کرو۔ ہاتھ کی کلائی پہ گھڑی بچوں۔ گھڑی پابند ہو تو وقت پہ کرو۔ کہ نماز کا وقت ہی پہچانیں گے۔ تاکہ ہم اذان سے پہلے وضو کی تیاری کر لیں۔ لوگوں قسم اللہ کے بندے جو شخص اس نیت سے گھڑی باندھتا ہے۔ اس کا گھڑی پہننا بھی خدا کی رضا ہے۔ اس لیے عادت باندھو۔ کہ زیور ہے۔ مرد کو زیور کی ضرورت نہیں ہے۔ مرد کے لیے دین زیور کافی ہے جو میرا رب عطا فرما رہا ہے۔ دیکھ لو —— رجال —— مرد وہ ہے جس کے پاس اپنے مالک کے آستانے میں آنے کے لیے وقت بھی ہو تو فرصت بھی ہو۔ مرد وہ ہے —— جو کاروبار میں آ گیا۔ اور عبادت میں بھی لگا جاتا ہے۔ وہ روحانی مرد نہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کے دربار میں۔ معیار مرد ہی ہے۔ اس کو عورت کہنا مناسب ہوگا ہوگیا مرد ہی ہے۔ کہ انسان چند ہیروں سے شکست

کھا جائے - یہ کیا مردی ہے کہ انسان گنہگار کی قسم سے خدا تعالیٰ کے دربار کو چھوڑ دے - یہ کوئی
مردانہ فیصلہ نہیں ہے . وقت میدان میں آنے کا ہو اور بھاگ جائے وہ مرد ہے . وقت میدان
میں آنے کا ہے - دشمن کے مقابلے میں آنے کا ہے . اور جو چھپ جائے وہ مرد ہے - حالانکہ چھپ ہوا
کا باپ ہے یہ بھی مرد نہیں ہے کیونکہ . کام مردوں والا نہیں ہے کہ دشمن للکار رہا ہے اور
وہ چھپ گیا ہے - اور جو دشمن کے پکڑنے پر وہاں گرفتار ہو کر بیٹھ جائے اور ماتھے سے دروازے کو ہاتھ لگا کر
اس میں مردی کیا آ گئی - یہ وہ لوگ ہیں - جن کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے - کہ اذان کے
وقت سے پہلے وہ وضو کر کے بیٹھے ہوئے - میں پوچھنا چاہوں گا - یعنی اس امت کے پہلے زمانے کے لوگوں
کے پاس یہ سہولت ٹائم کی نہیں تھی . ساڑھے بارہ بجے جمعۃ المبارک کی پہلی اذان ہوگی - لیکن
یہ تب ہوگا - جب گھڑیاں چلی . پہلے تو نہیں تھیں . معلوم ہوتا ہے . کہ وہ لوگ - گھڑی نہ ہونے کے باوجود
سورج کو دیکھ کر وقت کا حساب مقرر کرتے تھے - کہ مسجد کی اذان سے پہلے وضو کر کے تیار . یا رسول
اللہ بشری بات - جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوں گے - پھر جو سورج ایک سورج چڑھتا
ہے - تو کئی ملکوں میں دن چڑھ جاتا ہے - ہندوستان میں بھی دن چڑھا ہوا ہے پاکستان سے مغرب
کی طرف کئی ایک ممالک ہیں اب دن چڑھا ہوا ہے، حتیٰ کہ عرب کی دنیا میں بھی اب دن ہے . یہاں
بھی دن ہے . میں کہتا ہوں جب سورج چڑھے تو کئی ملکوں میں دن چڑھ جاتا ہے . اس قیامت کے میدان کا کیا حال
جس میدان میں نبی پاک علیہ السلام کے غلاموں کے لاکھوں سورج چمک رہے ہوں گے - کہیں حضور غوث پاک کا
سورج چمک رہا ہوگا - کہیں داتا ہجویری کا سورج چمک رہا ہوگا - کہیں خواجہ اجمیر کا — فرید الدین —
شہاب الدین — مجدد الف ثانی — عزیزان گرامی خود یہ سورج چمک رہے ہوں گے . ہمارے
پیارے رسول اللہ علیہ السلام - ارشاد فرماتے ہیں . کہ سورج کی طرح کون چمکیں گے . فرمایا یہ وہ لوگ ہوں گے -
جن کو اذان مسجد میں سننی ملی - ابھی اذان نہیں ہوئی وہ مسجد میں موجود ہیں - اذان ہے بلاوا — اور
جو بلانے سے پہلے آ گیا - وہ کتنا پیارا ہے . آپ اپنے بچے کو حکم دیں گے - ابھی حکم دیا نہیں وہ پہلے ہی آ گیا کیا
عذر نہیں - آپ راضی ہوں گے - آپ اس کو بہت بڑا انعام دیتے ہیں اور جان آقا علیہ السلام . ایسے عمل
کو اس حوالے سے بڑا نوازا کرتے تھے - جناب حضرت عبداللہ بن عباس . رضی اللہ نے حضور علیہ السلام کے حکم کے بغیر
پانی کا لوٹا پیش کر دیا - حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا (B) اللھم علمہ تاویل الکتاب —
مولا ابن عباس کو قرآن سمجھنے کے سارے معنی سمجھا دے - جو بلانے سے بھی پہلے آ جاتے ہیں - وہ نوازے
جاتے ہیں - میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا . کہ جو اذان سے بھی پہلے آ کے بیٹھنے کے خوگر ہیں . ان کے
چہرے قیامت کے دن . خدا فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ — بعبدہ - معراج کی رات ہے
حسن اتفاق جو آج کا ہے - آج جو رات آ رہی ہے یہ بھی شب معراج ہے . میرے آقا میرے مولا علیہ السلام

کا رب کریم اس رات کی فضیلت بیان فرماتا ہے، سبحان الذی ——— بڑی عظمت والی راتیں۔
ایک لیلۃ القدر ہے، ایک لیلۃ المعراج ہے۔ اور دونوں برکت والی ہیں۔ لیلۃ القدر نے زمین کو
شرف بخشا۔ لیلۃ المعراج نے آسمان کو شرف بخشا۔ لیلۃ القدر میں قرآن زمین کی طرف
آیا جبکہ آسمان پر۔ اور لیلۃ المعراج میں قرآن والا رسول کی سیر پہ جلوہ گر ہوا۔ پتا چلا قدر والی
رات امت کیلئے برکت والی ہے۔ خدا کے بزرگ و برتر کی قسم ہے معراج کی رات رسول
کیلئے قدر والی ہے۔ کیونکہ اس رات ہم کہتے ہیں قدر کی رات میں قرآن اترا۔ مگر کہتے ہیں معراج
کی رات میں محمد عربی آئے ——— ۳

سید عالم نور مجسم ﷺ کو رب بلاتا ہے، سبحٰن الذی ——— بعبدہٖ۔ یہ لفظ الذی قرآن
شریف کے دوسرے لفظ ملائیں۔ یہ پھول نہیں ہیں۔ ایک پھول کو دوسرے سے ملاتا ہے، ہار بن
گیا ہے۔ اچھا لگتا ہے جب ملا جلتے کے گلے میں ہار ڈالیں تو بھلا۔ گلاب جو بکھرا۔ پھول جوڑ
جب ان کو جوڑتے ہیں تو ہار بنتا ہے، جن کے گردن میں آویزاں کریں تو بڑا لگتا ہے رب کریم نے قرآن
شریف کی آیتوں کے پھول جوڑ جوڑ کر وہ زیور بنایا ہے جس سے حسن محبوب بڑا ہی پیارا
لگتا ہے، ادھر فرمایا سبحٰن الذی ——— ادھر فرمایا تلک الرسل فضلنا ——— وہ جو
ہو رسول علیہ السلام۔ ان میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت بخشی دی۔ تلک الرسل
اہل علم مزید توجہ کریں ——— قرآن کہہ رہا ہے۔ اور سب اہل علم ہیں۔ کتاب نہ بھی پڑھی ہو۔ لیکن
صدیق کا کلمہ تو پڑھا ہے۔ کلمے سے جڑی کو اس کی شان ہے۔ شیر کی کتاب بشری للاہر ہے کی کا
زینت بنتی ہے۔ مگر مصطفیٰ علیہ السلام کا کلمہ خدا کے رسول کی زینت بنتا ہے، جاہل
نہ بنا کر دیا۔ جاہل نہیں ہیں جسے محبوب کا کلمہ نصیب ہو گیا۔ وہ جاہل تھے لیکن اب علم ہیں
ہمیں سب نے مصطفیٰ علیہ السلام کی اس کا علم دیا ہے ——— اللہ تعالیٰ ہمیں اس علم
پر قائم رکھے ۔ رب کریم اس علم کی ہمیں دیکھتے ان بہاروں کو سمجھنے کی کوشش عطا فرمائے
رب تعالیٰ فرماتا ہے تلک الرسل ——— یہ رسول علیہ السلام ہم نے ان میں
نمبر ایک / اگلے لفظ پہ عرض کروں گا۔ میں ایک اور آیت ملا لوں ——— یہ تو تیسرا پارہ ہے
اب یہ دوسری آیت پاک جو ہے یہ بنی اسرائیل میں پندرھواں پارہ ——— رب تعالیٰ فرماتا ہے، ولقد فضلنا
بعض النبیین علی بعض وآتینا داؤد زبورا ——— میرے رب کریم نے فرمایا ہے میری قسم
ہم نے انبیاء میں کچھ کو بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ۔ کیونکہ یہی فضیلت کا ہے
تلک الرسل ——— ولقد فضلنا ——— ہم نے فضیلت ان کو نبیوں کا لو
ایک کو ایک کو فضیلت دی۔ ہم نے رسولوں کو بعض کو بعض پر فضیلت دی ہوگا ———

مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ دنیائے سنیت کے عظیم مفسر محسن حکیم الامت مولانا مفتی
احمد یار خان گجراتی فرماتے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں۔ آپ قرآن شریف پڑھتے ہیں اللہ تبارک کرے
لیکن قرآن شریف کا ترجمہ اہل سنت کا امام کا۔ اور حاشیہ مفتی احمد یار خان کا واللہ آپ
دین میں جھومو گے حسن کے جلوے نظر آتے ہیں۔ پڑھیں اور فضیلت پر حاصل کریں۔ اور پھر اندازہ
اندازہ کریں ـــ عزیزان گرامی۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ قرآن
شریف کا مزاج کیا ہے، قرآن شریف کا مزاج یہ ہے۔ کہ اللہ نے نبیوں رسولوں کی فضیلت کا
ذکر کیا ہم نے فضیلت دی یا اللہ کس کو۔ ان نبیوں کو کن پر علی بعض۔ بعض کو بعض پر۔ ولکن فضل
ـــ خدا چاہتا ہے۔ جب۔ ولیکن کرو۔ بات کرو تو میرے نبیوں کی فضیلت کی بات کرو۔ اب
میں ایک بات کہتا ہوں۔ بعض حقائق ہوتے ہیں۔ لیکن زبان پر لانے والا بے غیرت ہوتا ہے ـــ
بعض حقائق ہوتے ہیں اگرچہ بات کریں بات سچی ہے لیکن تعبیر لفظی میں پکڑ دینے والا بے حیا ہے
بے غیرت ہے۔ بچے کی ولادت ماں باپ کے ملاپ کا وسیلہ ہے لیکن کوئی لفظوں میں بیان کرے گا۔
بچہ پیدا ہوا مبارک ـــ خوشیاں سلامت اللہ نیک بخت کرے۔ عمر دراز کرے ـــ
لیکن اگر کوئی بیان کرے کہ اس عوارض سے پیدا ہوا۔ بیان کرنے والا بے غیرت ہے۔
ولقد فضلنا ـــ ہم نے نبیوں کو بعض کو بعض پر فضیلت بخشی اب جسے فضیلت بخشی ہے
کل پر جس پر بے فضیلت بخشی ہے۔ اس کا مرتبہ فضیلت والے سے کم ہو جاتا۔ بظاہر یہی
ہے نا۔ کہ جس کو فضیلت دی جس پر فضیلت دی۔ اس کی شان کم ہو گئی نا ـــ
لیکن میں چیلنج کرتا ہوں مجھے سے اعتراض نکال کے دکھا دیں رب نے یہ فرمایا ہو۔ کہ میں نے فلاں نبی کو
فلاں نبی سے کم درجہ دیا ـــ نہیں۔ یہ فرمایا۔ میں نے نبیوں کو ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا کی
تاکہ پتہ چل جائے۔ جو اولوالعزم رسل کے عوامل کو بیان کرے۔ سب جانتا ہے اگر جانتا
سمجھتا ہے اور جو کسی نبی کے شان کو گھٹانے کی بات کرتا ہے بے ایمان ہے۔ قرآنی مزاج دیا ہے
کہ نبیوں کی فضیلت کی بات کرو۔ بدعت ہو۔ کہ ہارون علیہ السلام کا کم مرتبہ تھا موسیٰ علیہ السلام سے
بلکہ یوں کہو۔ اللہ کریم نے ہارون پر موسیٰ کو فضیلت عطا فرمائی ـــ آپ نے اس میں غور فرمائیے لو سمجھیں کہ
رب تعالیٰ نے قرآن کا مزاج یہ ہے کہ نبیوں کی فضیلت کی بات کرو
اللہ تعالیٰ قرآن میں اپنے نبیوں کی عظمت کو بیان فرماتا ہے۔ اب آگے ایک سوال پیدا ہوا
یا اللہ نبی تو سارے ہیں جتنے بھی تو نے بھیجے ہم سب کو مانتے ہیں۔ لیکن ہمیں ذرا تفصیل
سے تفصیل تو بتا دے۔ پتہ تو چلے کہ یہ نبی ہو کر بعض کا مرتبہ دوسرے نبیوں سے افضل ہے۔ ان کو کیا
نشان تو نے دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ منھم من کلم اللہ ـــ ان میں سے ایک وہ شان والا رسول

ہے جس کے سے کہ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمائی - میں آپ سے درخواست کروں - کلام کرنے والا کلام کو سمجھے منے
والا سنتا ہے - لیکن سمجھے گا تو نہیں جب بولنے والے کی بولی جانے - رب نے کلام فرمائی کہ کلم اللہ
نص قطعی - اللہ نے کلام فرمائی - اور موسیٰ علیہ السلام نے سنی - سمجھ آگئی نہ آئی - موسیٰ علیہ السلام کو سمجھ
آئی - تو پھر مان لو کتنا عظیم ہے وہ اللہ کا کلیم جو خدا کی بولی سمجھتا ہے - کتنا بدبخت ہے جو کہتا ہے
نبی کو علم نہیں معلوم نہیں - ارے کلیم بنی پاک کو تو اتنا علم ہے وہ تو خدا کی بولی کا بھی علم رکھتا ہے
منہم من کلم اللہ - یہاں موسیٰ اور خدا کے کلام کے درمیان - جبرائیل کا توسط نہیں ہے - اس میدان
میں جبرائیل نہیں تھے - کوہ طور پر یا موسیٰ علیہ السلام ہیں یا جلوہ پاک ذات ہے اور آپ نے کلام
خدا سنی - جبرائیل کے وسیلے کے بغیر سنی - اور فرشتہ عظیم کے توسط کے بغیر سنی - اب کلیم کلام
فرما رہا ہے اور رب موسیٰ علیہ السلام بھی سن رہے ہیں - سمجھ بھی رہے ہیں - بتا دو اس کا علم
کون کو سمجھے جو خدا کی بولی سمجھ سکتا ہے - یہاں کوئی انگریزی شروع کر دو تو میں بیٹھا جاہل کا یار کیا کیا
کہے - جیسے تو نہیں پتا چلتا کیا کہتا ہے - آپ میں جو پڑھے لکھے ہوں گے وہ جیسے مولوی صاحب ہو وہی سمجھتے ہے
اگر خطبہ دینے والا تقریر کرنے والا کسی ایسی بولی میں تقریر کرتا ہے - جو سننے والے نہیں جانتے - تو وہ سلسلہ
سا تو ہوتا ہے - وہ لفظ بولتا ہے پر کچھ کرتا ہے - میں پوچھتا ہوں دنیا کوئی [illegible] - کلیم اللہ کو
دیکھتا - رب نے بارہا کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی - وہ کلام فرماتا ہے یہ سن بھی رہا ہے لیکن [illegible]
ہے - ثنا کلیم [illegible] کا علم تولنے والے حضرات خدا کی ذات کے ہی منکر ہیں —
تو بندے کی بولی نہیں سمجھتا - بالکل نہیں کہے - خدا کی کلام رسول سمجھتا ہے - بندہ نادر موقع
پیش کر رہا ہے - آپ سن رہے ہیں کیسے سے تو - آنکھوں کے ساتھ - تار کے نقشے سے سن رہے ہیں -
ناکوں سے سن رہے ہیں - پاؤں سے - جیسے کانوں سے - بندہ بولے اس کا کلام کان سے ہی سنی
جا سکتی ہے - وہ بھی اگر کان صحیح ہو کا ہے - جا [illegible] کان سے بھی نہیں سن سکتے - میرا رب بتا
کر رہا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج - فجعلناہ سمیعا بصیرا -
ہم نے انسان کو بنایا - سمیعا - بصیرا - نکتہ سمجھ - سبحان اللہ تبارک کا سنتا ہے
سننے والا اگر سنتا ہے - تو دل چاہتا ہے - میں آنکھ بھی استعمال کروں - کیسے کا آغاز تو ابھی ہے
گفتگو [illegible] بڑی موثر ہے - بڑی حکمت پر مبنی ہے - دل کہتا ہے بار بار خطیب کی زیارت
بھی کر لیں - اللہ فرماتا ہے میں نے تجھے سننے کی بھی طاقت دی - اور دیکھنے کا بھی نور عطا فرمایا - فجعلناہ
سمیعا بصیرا - اللہ فرماتا منہم من کلم اللہ - ہم کو چھوڑ کے کلام [illegible] - [illegible]
سے باتیں کیں - ہم تو چھوٹے کا کلام ہے - [illegible] - میرے استاد حضرت نے [illegible] فرمایا
میں [illegible] کر میرے ساتھ باتیں کیں - استاد کو [illegible] کو فرماتے - کہ میں نے اپنے شاگرد سے باتیں

DATE:

کہیں۔ پیر دیا کے رہی نے اپنے مرید سے باتیں ہیں۔ یعنی کلام سننے کا مرید محتاج ہے۔ شاگرد محتاج ہے کہ وہ
ایسے کہ میرے شیخ نے کرم کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے پیر نے کرم کیا۔ وہ کہے کہ میرے استاد نے کرم کیا۔ لیکن یہاں نبوت
کا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ عالم ایسے پیدا ہوں گے۔ جو منصب نبوت کی بات نہیں سمجھ سکیں گے۔ فرمایا
ہے۔ نیاز ہو کر میں نے موسیٰ سے کلام کی۔ درحقیقت بتانا یہ چاہتا ہے کہ لوگو۔ موسیٰ محتاج تھا۔ جیسا
نہیں تھا ہے۔ میں بندوں کے کلام سمجھ نہیں آتی۔ موسیٰ میرا کلام سمجھتا ہے۔ منہم من کلم اللہ
مولا اور فضیلت والے کی بات سنا دی۔ موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضا معجزہ ہے۔ لیکن کلام
خداوندی کا سننے سے کا معیار تک نہیں پہنچا۔ ان کا عصا کے عصوی معجزہ۔ لیکن کلام خداوندی سننا
بہت بڑا معجزہ۔ عرض کی مولا بس۔ فرمایا نہیں ابھی تو میرے خزانے میں ایک اور بھی ہے۔ یہ
تو کلیم ہے۔ جو میرے سے تو باتیں کرنے آیا۔ یہ وہ ہے جو میرا کلام سننے آیا۔ ابھی تو ایک لعد باقی ہے۔ جو
میرے خزانے کی آبرو ہے۔ جو میری تخلیق کا منظر ہے۔ اس سے میں نے کلام کی۔ یہ مجھ سے محبت
کرنے والا تھا۔ ابھی تو وہ باقی ہے جس سے میں محبت کرنے والا ہوں۔ یا اللہ اس کی کیا نشانی ہے فرمایا
ورفع بعضہم درجٰت۔ اور ان میں سے ایک وہ ذات بھی ہے۔ جن کو میں نے درجوں میں سب سے
اونچا کر دیا ہے۔ کسی معجزے کا نام ہی لیا ہے جناب۔ ـــــ اس آیت شریف کے پہلے جملے
میں صفت کلام ذکر کر دیا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کا نام یہاں نہیں لیا۔ دوسرا مقام پھر فرمایا منہم من کلم اللہ۔
یہاں صفت بیان کی موصوف بیان نہیں کیا۔ لیکن اگلے جملے میں۔ نہ صفت بیان کی۔ نہ موصوف۔
رفع بعضہم درجٰت۔ ان میں سے وہ بھی ہے جس کو میں نے درجوں میں سب سے افضل کیا۔ وہ کون ہے
نام تو لیا نہیں۔ کیا درجے اونچے کیے۔ نہیں بیان کیا۔ پھر بات کیا بنی۔ اللہ کے بندو۔ اے دلو۔ یعنی اب
چمک رکھتے ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں ان کا نام لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یوں لگا جو چمک رہا ہے۔ دن چڑھا
ہوا ہے۔ بتانے کی کیا ضرورت ہے کہ سورج کی وجہ سے چمک رہا ہے۔ چاند سے دن نہیں چڑھا
سورج سے دن چڑھتا ہے۔ اور خدا بتانا ہی چاہتا ہے۔ میری خدائی میں سب سے اونچا تو وہ ہے۔ جس
کی خاطر کائنات کو پیدا کیا۔ اسے تو کوئی بھول نہیں سکتا۔ فرمایا اس مسند پہ میرے محبوب کے
سوا اور کوئی بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ اب یہاں۔ رفع بعضہم درجٰت کے حوالے سے بڑے وسیع میدان
ہیں۔ رفع۔ بعضہم درجٰت۔ اور ان میں سے ایک ایسی شخصیت ہے۔ جن کو درجوں میں سب
سے اونچا کیا۔ درجٰت۔ جمع ہے۔ اس کا واحد درجۃ اس کا تثنیہ۔ درجتان۔ اس
کی جمع درجٰت۔ ابجد والے کہتے ہیں واحد۔ جمع۔ فارسی والے کہتے ہیں واحد جمع۔ انگریزی کی
سنگولر پلورل۔ لیکن عربی کے ہیں۔ تین درجے بیان کیے۔ فرمایا اس علم کے۔ جس نے سارے علموں کو
شرما دیا ہے کیوں نا شرمائے۔ یہ محمد عربی کا علم ہے۔ یہ قرآن عربی کا علم ہے

DATE: ۲۷-۱۱-۹۲

۲۵۔ خصائص شمائل نبوی ﷺ

حضور ﷺ کا تذکرہ ہے۔ اور نبی پاک علیہ السلام کے ارشادات عالیہ آپ کے سامنے گوش گزار کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ بات یہ تھی۔ کہ بنی نوع انسان کو جب اللہ تعالیٰ اپنے عظیم محبوب اور رسول علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے ایمان کی دولت عطا فرماتا ہے۔ انہیں مشرف بالایمان فرماتا ہے۔ تو پھر حضرت حق جل شانہٗ کا یہ حکم ہوتا ہے۔ کہ جس رسول پاک علیہ السلام کا تم نے کلمہ شریف پڑھا ہے، ظاہر ہے کہ تمہارے ایمان کی سند ہے۔ اور یہ ایمان کا اسم لطیفہ ہے۔ مسلمانوں کو اپنے ایمان کے اعلان و اظہار کا ایک بہت بڑا تمغہ اور اعزاز ہے۔ تو آپ اس کلمہ طیبہ کے اظہار کی بدولت۔ فالحمدللہ ایمان کا شرف حاصل ہو گیا۔ تو ظاہر ہے کہ یہ کلمہ طیبہ اس پوری دنیا کفر کے مسلمات کے خلاف ایک جدا عقیدہ کی تلقین فرماتا ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا کوئی نہیں۔ یہ کلمہ شریف اُن کا بھی رد کرتا ہے۔ کہ تم الٰہ کی نفی کرتے ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ الٰہ ہے۔ معبود ہے۔ یہ کائنات بہت وجود، یہ زمین و آسمان یہ مظاہر قدرت یہ خود بخود معرضِ وجود میں نہیں آئے۔ انہیں بنایا گیا ہے۔ جس نے بنایا ہے وہی معبود برحق ہے یہ تو رد ہو گیا۔ اُن دہریوں کا جو وجودِ الٰہ کے منکر ہیں۔ اور کافروں کی ایک اور قسم ہے۔ جو الٰہ کو مانتے ہیں۔ معبود کو مانتے ہیں۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ بڑا معبود ہے۔ اور اس کے علاوہ معبود اور بھی ہیں۔ چھوٹے اور چھوٹے معبودوں کو جب ہم مانتے ہیں تو یہ بڑا معبود بھی راضی ہوتا ہے۔ یہ کافروں کا ذہن ہے (معاذ اللہ) کلمے شریف نے اس کا بھی رد فرمایا۔ کہ معبود برحق ہے۔ اور معبود بھی صرف ایک ہے۔ معبود میں تعدد نہیں۔ ہر شئے میں تعدد نظر آتا ہے۔ لیکن معبود ایک ہے۔ تو کلمے شریف نے ان کافروں کا بھی رد فرمایا۔ اس کے بعد وہ بدبخت کفار جنہوں نے نبوت و رسالت کا انکار کیا۔ کہ کوئی رسول نہیں (معاذ اللہ) یا رسول کو مانتے ہیں۔ تو جانب داری کے ساتھ۔ یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کیا۔ اور جانب داری نے ان کا خانہ خراب کیا۔ اُن نے کہا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اُن کے سوا کسی اور کو نہیں مانتے ہیں۔ نصاریٰ نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ماننے کا دعویٰ کیا۔ اور جانب داری سے کام لیا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول ہیں۔ اس کے سوا ہم کسی کو نہیں مانتے۔ کلمہ طیبہ ان کا بھی رد کرتا ہے۔ جو رسول کے وجود کا انکار کرتے ہیں اُن کا بھی رد ہے۔ اور جو فرق کر کے مانتے ہیں۔ اُن کا بھی رد ہے۔ یہودی کہتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ شفیع امت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم نبیوں اور رسولوں کی عظمت کا ذکر کرو۔ تو میری برتری جو

فضیلت اور میری عظمت کو اس طرح نہ بیان کرنا۔ کہ جو کسی نبی یا رسولؑ کی شان میں ہلکے
پن کا شعور آئے۔ یہ ٹھیک نہ۔ بلکہ میری فضیلت اس انداز میں بیان کرو۔ کہ سارے رسولوںؑ کی نبوت
اور رسالت کی عظمت کا اعتراف بھی ہو۔ اور میری شان اور میری رفعت کا تذکرہ کرو۔ تو گویا ہمارے
آقا رسول اللہؐ نے جانب داری سے روکا۔ جانب داری نہ کرنا۔ مجھے مانو۔ لیکن تمام انبیاء کرامؑ
کو بھی مانو۔ انکار نہ کرنا۔ لا نفرق ـــــــ تو کلمہ طیبہ ان ذرہ ڈالنے والوں کا بھی رد فرماتا ہے۔ تو میں
محسوس کرتا ہوں۔ کہ جب کلمہ شریف ایک جدا عقیدہ سکھاتا ہے دنیا سے۔ ایک علیحدہ سوچ دیتا ہے ساری
کائنات سے اور اس کلمہ طیبہ کی بدولت جس کائنات میں ایک منفرد رسولؐ کی منفرد ہی کا شرف
حاصل ہوا ہے۔ تو ہمیں اس کلمہ طیبہ پڑھنے کا ایک تقاضا یہ بھی نکلا۔ کہ جیسا تم نے کلمے شریف کے
مطابق عقیدہ بنا کر ساری دنیا کے باطل عقیدوں کا رد کیا ہے۔ اور اس سے نفرت و بیزاری کا
اظہار کیا ہے۔ وہاں تمہارے عمل بھی ایسے ہوں۔ جو کلمے کے مزاج کے مطابق ہو۔ اور منکرین کے باطل
خلاف ہو۔ ایسے نہ ہو۔ کہ کلمہ محمد رسول اللہؐ کا ہو۔ لیکن تمہارا کردار غیر مسلموں کا ہو۔ ایسا نہیں
ہونا چاہیے۔ جب تم نے عقیدہ ایمان والوں کا اپنایا ہے تو عمل بھی ایمان والوں کے ہونے چاہیں
میرے تم کلمہ شریف میں کوئی ہے الوہیت ہے۔ رسالت ہے۔ الوہیت کے حوالے سے اللہ ذکر الٰہ
اور رسالت کے حوالے سے محمد ذکر کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ۔ تو جب کلمہ طیبہ کے حوالے سے تم نے پڑھ کر
پڑھا۔ یہ ذکر کیا۔ تو اب الوہیت کا ثبوت ہوا تو حوالہ رب کریم کا دے دیا۔ اور جب رسالت کا ثبوت
دیا تو حوالہ نبی پاکؐ کا دے دیا۔ اب ہم نے گویا اعلان کر دیا ہے کہ ہم اللہ کے بندے ہیں۔ اور رسول اللہؐ
کی امت ہیں۔ یہ کلمہ طیبہ کی بدولت ہمارا ~~تحقیق~~ تشخص اعتقادی بھی اور عملی بھی
ہمارا یہ تشخص قائم ہوا کہ ہم اللہ کے بندے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ کے امتی ہیں۔ اب کلمہ طیبہ
جس نے آپ پر ہم سب پر یہ رنگ چڑھا دیا۔ کہ جب اللہ کے بندے ہوں۔ تو ومن احسن من اللہ
صبغۃ۔ یہ تو بتاؤ کہ خدا تعالیٰ سے کسی اور کا رنگ اچھا ہو سکتا ہے۔
اللہ کریم نے چیلنج فرمایا۔ ومن احسن من اللہ ـــــــ کون ہے جو رنگ کے اعتبار سے
اللہ تبارک و تعالیٰ سے زیادہ حسین ہو۔ کس کا رنگ اچھا ہے۔ ومن احسن کون اچھا ہے۔
ظاہر ہے کہ جواب نفی میں ہے۔ تو اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہم نے اللہ تعالیٰ کے عطا فرمودہ
ہوئے رنگ کو سب سے اچھا رنگ مان لیا۔ تو ہم نے یہ اعلان کر دیا کہ اب ہمارا وہی رنگ ہوگا۔ جو
خدا چاہے گا۔ یہ کلمہ شریف کے تقاضے ہیں۔ یہ مفروضے نہیں ہیں۔ اور مفروضوں میں باتیں گھڑی
جاتی ہیں۔ اور کلمہ گھڑا نہیں گیا ہے۔ کلمہ شریف کی برکت سے حقیقتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ تو جب

DATE:

ہم نے کلمہ طیبہ پڑھ کے اپنے ایمان کا اعلان یا اظہار کیا۔ تو ہم نے خدا کے رنگ کو سب سے اچھا قرار دے دیا
کیونکہ قرآن شریف کہتا ہے اور جب خدا کا رنگ سب سے اچھا ہے تو اب خدا تعالیٰ سے ہی
پوچھ لو کہ ہم کس رنگ میں زندگی بسر کریں۔ تو خدا فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ۔ اگر مجھ
سے پوچھتے ہو تو میرے رسول جیسا رنگ کسی کا ہے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ
حسین۔ اپنا محبوب۔ علیہ السلام نظر آتا ہے۔ جب ہم نے اللہ کو رب مانا۔ حضرت محمد رسول اللہ
کو رسول مانا۔ تو ہم رسول تک سے ہو کر خدا کی بارگاہ میں پہنچے کیونکہ خدا کا پتہ حضور نے دیا
حضور سے ہو کر بارگاہِ خداوندی میں پہنچے پتہ وہاں سے چلا تھا۔ اور جب بارگاہِ خداوندی میں پہنچے
تو پھر رب کریم نے ہمیں مصطفیٰ کے قدموں میں موڑ دیا کہ رنگ انہی کا اچھا ہے۔ مطلب یہ
ہے کہ اب زندگی بسر کرو۔ خدا اور مصطفیٰ کے درمیان۔ باہر نہ نکلنا۔ اگر عبادت کرو تو اس کی طرف عبادت
کرو تو رب کریم کی کرو۔ اطاعت کرو تو محمد کریم کی کرو ____ اللہ کے بغیر عبادت کسی کی نہیں
رسول اللہ علیہ السلام کے بغیر اطاعت کسی کی نہیں۔ اور اگر کوئی سوچے ____ کہ اطاعت تو اللہ
تعالیٰ کی بھی ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ ومن یطع اللہ ورسولہ، ومن یطع اللہ والرسول۔ قل اطیعوا اللہ
واطیعوا الرسول۔ اللہ اللہ کے ساتھ رسول کی اطاعت کا ذکر آتا ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں۔ اطاع یطیع
اطاعۃ" فھو مطیع۔ اس کا معنی ہوتا ہے خوشی دل کے ساتھ کسی کا حکم مان لینا۔ اطاعت
کا معنی ہے کہ اب میں عرض کروں کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کیسے ممکن ہوگی جب ہم اس کا حکم
سنیں۔ پھر ہی جھکیں گے۔ اب بتاؤ کہ خدا تعالیٰ کا حکم سنائی کہاں سے دیتا ہے۔ بالکل ظاہر
سی بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا حکم حضور کی زبان سے ہی سنائی دیتا ہے۔ نبی پاک علیہ السلام
کی زبان سے اس لیے خدا فرماتا ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ حالانکہ چاہیے۔ اور تھا
بظاہر۔ چاہیے تو یہ تھا۔ بظاہر معاملہ ومن یطع اللہ فقد اطاع الرسول۔ کیونکہ ہوتا یہ کہ جس نے
اللہ کی اطاعت کر لی۔ اس نے رسول کو مان لیا۔ جو خدا کو مانتا ہے وہ رسول کو مانتا ہی ہے اور جس
نے بڑے کو مان لیا وہ چھوٹے کو ماننا ہی ہے نا۔ ومن یطع اللہ فقد اطاع الرسول۔ یہ پورے قرآن میں
آیت نہیں ہے۔ حقیقت یہ نہیں۔ حقیقت کے بالکل خلاف ہے کہ آیت یہ ہے۔ ومن یطع الرسول
فقد اطاع اللہ۔ کہ جس نے رسول کی اطاعت کی اللہ فرماتا ہے میرے محبوب نے اس نے اللہ کی اطاعت
کی۔ کیونکہ اطاعت حکم کی ہے۔ یہ حکم کے اظہار کے بعد ہے۔ حکم کے اعلان کے بعد ہے۔ حکم کی خفا
کی صورت ہے، اور خدا کی اطاعت کب ہوگی جب اس کا حکم ہمارے سامنے آئے گا۔ اور خدا کا کوئی حکم
سنا نہیں ہم نے۔ جب حضور نے کہا کہ محمد رسول ہم سنا نہیں ہے یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ

یحییکم — اے ایمان والو۔ استجیبوا۔ استجابت کا معنی ہوتا ہے، کسی کی آواز سن کر فوراً حاضر
آنا۔ کسی کے بلانے پر حاضر ہو جانا۔ اس کو استجابت کہتے ہیں۔ استجیبوا للہ وللرسول۔ اللہ کے بلانے
پر آجاؤ۔ اللہ اس کے رسول ؐ کے بلانے پر آجاؤ۔ اگر یہ بلانا اس میں متفرق ہوتا۔ تو ہوتا یا ایہا
الذین ــــ استجیبوا للہ واستجیبوا للرسول۔ اے ایمان والو، جب اللہ بلائے تو بھی آجاؤ۔ اور جب
رسول بلائے تو بھی آجاؤ ــــ اس طرح نہیں کہا۔ اللہ فرماتا ہے استجیبوا للہ وللرسول اللہ
اور اس کے رسول کے بلانے پر آجاؤ۔ معلوم ہوتا ہے ان کا بلانا ایک ہی ہے۔ ورنہ تو جدا جدا
بلانے کی بات ہوتی نا ــ یعنی جہاں اللہ اور رسول کا ذکر جدا جدا ہے۔ لفظ اللہ کا۔ لفظ الرسول کا
ذکر جدا ہے، وہاں استجابت کا ذکر بھی تو جدا جدا ہوتا۔ پتا چلا کہ اللہ رسول کا بلاوا ایک ہی
ہے، دیکھیے کہ اللہ بھی بلاتا ہے اس کا رسول ؐ بھی بلاتا ہے، بلاوا ایک ہے۔ اب بلاوا ایک ہی
ہے تو یوں ہونا چاہیے تھا۔ کہ اللہ بلائے تو آجاؤ۔ بات ختم ہو جاتی۔ کہ بلانا ایک ہے۔ نہیں بلکہ
فرماتا ہے وللرسول۔ اذا دعاکم۔ جب رسول تمہیں بلائے تو آجاؤ۔ استجیبوا للہ وللرسول ــ اللہ
اور اس کے رسول کے بلاوے پر آجاؤ، مطلب اذا دعاکم جب رسول تمہیں بلائے۔ معلوم ہوا کہ
کہ خدا کا بلاوا وہی ہے جو رسول کی زبان پر ہے۔

کیونکہ خدا تعالیٰ اس طرح بولتا ہی نہیں۔ جس طرح انسان بولتے ہیں۔ وہ بولنے سے پاک
ہے۔ تو اب بات یہاں آگئی کہ اللہ کی اطاعت جنہوں نے کی اس نے رسول کی اطاعت کے بغیر یہ جملہ
درست نہیں۔ اس لیے کہ یہاں سے تو یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ کی اطاعت الگ سے ہے رسول
کی اطاعت ہوتی ہی نہیں۔ یہ ایک ہی اطاعت ہے نا ــــ فرماتا ہے من یطع الرسول
جس نے رسول کی اطاعت کر لی۔ تو وہ یہ نہ کہے کہ میں نے خدا کی اطاعت کی کیا۔ اس نے اللہ کی اطاعت
کر لی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت سے خدا کی اطاعت جدا نہیں ہے۔ تو پھر حوالہ وہی ہے جیسا ہے
قرآن پاک کا۔ اللہ فرماتا ہے صبغۃ اللہ سے اچھا رنگ کس کا ہے۔ اور جب ہم ان کا ذکر
شروع کرنے کے لیے آئے تو فرمایا لقد کان لکم فی رسول اللہ ــــ ادھر آ جاؤ۔ محبوب کا رنگ جیسے
پیارا لگتا ہے۔ بہر حال مصطفیٰ کا رنگ خدا کا رنگ ہے۔ یا کوئی عنبر کا رنگ نہیں ہے۔ کیونکہ جیسے
من دعا الیہ ــــ کی بار بار تکرار ہو رہی ہے۔ مگر اور اگر نبی پاک رسول ہی من دعا ہوئے
تو پھر تو خدا تعالیٰ اپنے رنگ کی بات کرتا۔ یہ رسول پاک کے اسوۂ حسنہ کی بات نہ کرتا۔ فرمایا
نمونہ اس کا ہے رنگ میرا ہے، ان کے نمونے پر ڈھل جاؤ۔ میرے رنگ میں رنگے جاؤ گے
کہ جب خدا تعالیٰ کو حضور کا رنگ پسند ہے۔ اپنے رنگ کے لیے فرمایا ہے کہ رنگ سے اچھا

کی وادی میں ایسی مخلوق دیکھی جن کی شکلیں انسانوں کی نہیں۔ ان کی شکلیں ناپاک جانوروں کی شکلیں
ہیں۔ (B) شکلیں مسخ ہیں۔ زبانیں لٹکی ہوئی ہیں۔ زبانوں پر چھالے پڑے ہیں۔ یہ کون
ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو جان بوجھ کر حاکم کی پیری میں جھوٹی گواہی دیتے تھے۔ فرمایا میں نے
ایسی خواتین کو جہنم میں عذاب پاتے ہوئے دیکھا۔ جن کو الٹے لٹکایا گیا ہے۔ ان کی قسم
کی چوٹیاں کسی ہیں۔ جبرئیل و رسول۔ میں نے ان کو بے حد معذب دیکھا۔ عرض کی آقا یہ کون
ہیں۔ فرمایا یہ وہ عورتیں ہیں۔ جنہوں نے اپنی شرم و حیا کا کوئی پاس نہیں کیا۔ حضور نے اشارہ
بیان فرمایا۔ سرکار نے یہی ارشاد فرمایا۔ حضرت آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے
ایک اور قوم کو بھی دیکھا جس کو عذاب ہو رہا ہے یہ کون۔ ان کی زبانوں کو آگ کی قینچیوں
سے کاٹا جا رہا ہے۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں
کو نصیحت کرتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے۔ جھوٹ نہ بولو۔ لیکن خود بولتے تھے نماز
مت چھوڑو۔ بے شرم مت بنو۔ لیکن خود شرم کا پاس نہیں۔ لہٰذا لوگوں کا حال۔
واعظ کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ اور خدا کی قسم اگر تحصیل علم خداوندی نہ ہو۔ تو واعظ
اتنا سخت ہے مشکل ہے۔ لیکن منصب کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ واعظ کے لئے پہلے یہ ضروری
ہے کہ وہ خود بھی عمل کرے۔ لیکن مجھے حق نہیں پہنچتا کہ میں آپ سے کہوں۔ آپ خود واعظ
کرتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے۔ عمل کرنا یا نہ کرنا یہ معاملہ رب کریم کا ہے۔
جو نصیحت کرتا ہے۔ واعظ سے مراد صرف وہی نہیں جو صرف جمعے کے دن واعظ
کرتا ہے۔ باپ بھی واعظ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی اولاد کو نصیحت کرتا ہے۔ لوگ واعظ کا
لفظ ہلکا سمجھتے ہیں۔ میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ واعظ بہت اونچا لفظ ہے۔ رب تعالیٰ
خطیب نہیں۔ رب تعالیٰ مقرر نہیں ہے۔ رب تعالیٰ مباحثہ نہیں کرتا۔ لیکن خود واعظ ہے
یعظکم اللہ سے۔ ابتدا اللہ نے کی قرآن والے مولا کریم۔ تو واعظ ہے فرمایا ہاں میرا
محبوب جو فرماتا ہے وہ ہر بات واعظ ہے۔ بے شک۔ رسول اللہ بھی واعظ ہیں۔ اولیاء بھی
واعظین ہیں۔ صحابہ کرام بھی واعظ ہیں۔ علماء ربانی بھی واعظ ہیں۔ اور ہر باپ واعظ
ہے۔ اولاد کیلئے۔ ہر حاکم واعظ ہے۔ رعایا کیلئے۔ ہر بادشاہ واعظ ہے۔ اپنے ملک والوں
کیلئے۔ ہر شیخ واعظ ہے۔ اپنے مریدوں کیلئے۔ ہر شوہر واعظ ہے اپنی بیوی کیلئے۔ ہر بھائی واعظ
ہے اپنی بہن کیلئے۔ ہر فرد واعظ ہے اپنے معاشرے کیلئے
میرے آقا علیہ السلام نے جہاں سے خالی مشکوں کا حال معراج کی رات دیکھا۔ بے عمل واعظ

DATE:

کا انجام دیکھا۔ حاکم کی کچہریوں میں جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھا کر گواہی دینے والے کا انجام دیکھا۔ لیکن معاف
کرنا۔ سرکار معراج کی رات بہت مشاہدات کرتے آئے۔ لیکن میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ کہ جھوٹ کا ذکر
میں سرکار نے کہیں بھی یہ نہیں کہا۔ یہ سوال کریں کہ جو جھوٹی گواہی دی اس کی شکل خنزیر کی بنا دی۔ میرے آقا نے
کبھی بد دعا نہ کی۔ سورۃ فرقان میں ہے۔ حریص علیکم۔ وہ تمہاری بربادی کی دعا کیوں کر دیں۔ وہ تو ہر جگہ
ہر دربار میں تمہاری خیر ہی مانگتے ہیں۔ مولا میری امت پہ کرم فرما۔ میری امت پر احسان فرما۔
جو کفار کو دیکھ کر بھی بربادی کی دعا نہیں فرماتے۔ محبوب رب العالمین دیکھ کر بھی بربادی کی دعا نہیں کی جاتی
جو ظالموں کو دیکھ کر بھی بربادی کی دعا نہیں فرماتے۔ ان سے کوئی زیادہ خیر خواہ امت کا ہو گا
اب میں پوچھتا ہوں۔ ہر باپ کو بیٹا پیارا ہے۔ باپ اس سے پیار کرتا ہے۔ اگر کوئی منہ پر
تھپڑ مارے تو باپ برداشت کر جاتا ہے کہ نہیں۔ میں نے کئی باپ دیکھے ہیں۔ جن کے منہ پر بیٹا
تھپڑ مار دیتا ہے۔ تین چار سال کا بچہ۔ تھپڑ کھا کے بھی چومتا ہے۔ اب اس کو کوئی کہے
کہ یہ تو بالکل ہی بے وقوف ہے۔ اس نے تجھے تھپڑ مارا تو چوما اتار لے۔ کوئی اس پہ طعن
کرتا ہے نہیں کرتا۔ اس لیے کہ باپ اس کا باپ ہے۔ وہ اس کی اولاد ہے۔ وہ اس کا
جگر کا ٹکڑا ہے۔ اس کی مجبوری ہے۔ بچہ ہے بچہ ہے۔ یہ سب مارا اس کو پیارا لگتا ہے
کہ شہد سے میٹھا ہے — ماؤں اور باپوں کا پیار ایک طرف۔ لیکن محمد عربی کا امت کا
امتی وہ ایک طرف ہے۔ سرکار کو اتنا پیار ہے اپنے امتی سے سچا۔ کہ پوری دنیا کے
والدین کو اپنی اولادوں سے اتنا پیار نہیں۔
جب باپ بیٹے سے تھپڑ کھا کے بھی پیار کرتا ہے۔ اگر اس کے بچے کو کوئی تھپڑ مارے گا
برداشت کرے گا۔ نہیں کرتا تو مجھے یہ بتائیں کہ آج کا مسلمان جو دوسرے مسلمان پر ظلم کرتا ہے
مظلوم کس کا امتی ہے۔ اور ظلم کرنے والا کس کا امتی ہے۔ تو پھر اے ظالم ہاتھ اٹھنے سے پہلے سوچ
کہ تو کس کے منہ پہ تھپڑ مار رہا ہے۔ یہ تو نبی محمد عربی کا غلام ہے۔ جو اپنے دشمنوں کی بربادی خود نہیں مانگتے
وہ تجھے اجازت دیں گے۔ عن جابر رضی اللہ عنہم — ایک یہودی آیا۔ اس نے آ کے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بے ادبی کی۔ ایک واقعہ نہیں ہے بہت سے واقعات ہیں۔ شفا شریف
میں درج ہے۔ اور شمائل ترمذی میں موجود ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ آیا اس نے
گستاخی کی۔ جیسے ہی اس سے گستاخی کا صدور ہوا۔ صحابہ کرام شعلہ جوالا بن گئے۔ آنکھوں
میں شعلے بھڑکنے لگے۔ اس کی بوٹیاں نوچ لیں۔ لیکن دیکھتے ہیں۔ جب محبوب علیہ السلام کی جناب میں بے ادبی
کی ہے۔ وہ مسکرا کے فرما رہے ہیں۔ کیوں کیا بات ہو گی۔ اب ظلم سہہ کر مسکرا دینا۔ یہ کون

DATE: ________

حوصلہ ہے کہ ظلم برداشت کرے گا۔ چپ کر جانا مسکرانا۔ آگ جلے شعلے بھڑکے۔ جو لپیٹ میں
آجائے اس کو بھسم کر دیں۔ لیکن خدا کی مخلوق کی تاریخ میں یہ ایک انوکھا انداز ہے
کہ جب کسی کے غیظ و غضب کے شعلے بھڑکیں۔ محمد عربی کی مسکراہٹ میں رحمت کی برسات کر دیں۔
آج کی اس دنیا میں ہم نے بدلہ لینا سیکھا ہے۔ لوٹنا سیکھا ہے۔ برباد کرنا سیکھا ہے
حرص ہوس لالچ کی بنا پر جانوروں کی طرح اپنے جذبات حرص کی تکمیل کا مسئلہ سیکھا
ہے۔ ہائے افسوس رسول ہم اس کو مانتے ہیں جنہوں نے اپنے لئے کچھ نہیں مانگا۔ جو مانگا
رسول اللہ نے اپنی امت کے لئے مانگا۔ سرکار کا حوصلہ دیکھا مسکراہٹ دیکھی پیار
دیکھا۔ یہودی مسلمان ہوگیا۔ میرے آقا نے صحابہ کرام سے پوچھا بتاؤ۔ یہ اچھا نہیں تھا۔
تم لوگ تلواریں کھینچ کے کھڑے ہوگئے۔ مارنے لگے۔ بیٹھ گئے تو [illegible] میری مثال کیا ہے؟
عرض کی آقا ارشاد۔ فرمایا میری مثال ایسے ہے۔ کہ کسی کا گھوڑا سرکش ہو کے بھاگ
گیا۔ لوگوں نے سمجھ رہی کے طور پر ڈنڈوں سے لاٹھیاں اس کے پیچھے۔ اب وہ جانور جب
لاٹھی بردار دیکھتا ہے تیز بھاگتا ہے۔ اصل میں یہ رشتہ میں [illegible] گھوڑے کا مالک سے پیار
کر رہے ہیں۔ لیکن اس نے دیکھا ان کے پاس لاٹھیاں ہیں۔ وہ اور تیز بھاگ گیا۔ گھوڑے کا
مالک کہنے لگا ٹھہرو۔ شکریہ۔ آجاؤ سب مجھ پر چھوڑ دو۔ گھوڑے کے مالک نے دامن میں دانے
ڈالے۔ گھوڑا دور نکل گیا۔ اس نے اوپر سے ظاہر کر دیا۔ چمکارتے ہوئے۔ پیار کرتے ہوئے مالک
اس کی طرف بڑھا۔ گھوڑے نے دیکھا یہ لاٹھی والا نہیں ہے۔ یہ میرا مالک ہے۔ بلکہ پھر اس کے
دامن میں کچھ ہے۔ یہ اس کی طرف۔ گھوڑا اس کی طرف [illegible]۔ اس نے جاتے ہی اپنا آگے کر دیا گھوڑا
دانہ کھانے لگ گیا۔ جب اس نے دانہ کھا لیا۔ بڑے پیار سے اس کے سر کے بالوں کو
پکڑ لیا۔ گھوڑے نے سر ہی نہیں اٹھایا۔ تمہارا حال تو یہ تھا۔ تم لاٹھیاں تلواریں لے کے
کھڑے ہو گئے تھے۔ اگر ایسا ہوتا۔ یہ بھاگ جاتا۔ جب مر جاتا تو کافر مرتا۔ میں نے لطف
کرم کیا۔ میں نے چمکار کے پیار کر کے اپنا بنا لیا۔ قیامت تک یہ میرا ہی رہے گا۔
بدلہ لینا آسان ہے۔ حوصلے سے مسکرا کے معاف کر دینا یہ محمد عربی کی سنت ہے۔
اس دور میں بدلہ لینا۔ اس دور میں لوگ کسر کیوں چھوڑ دینا یہ کتنے [illegible] سر کر
کے مکروہ کی غلاظت ہے۔ مسلمانو حوصلہ پیدا کرو۔ حلم پیدا کرو۔ بردباری
پیدا کرو۔ یہ اکمل پاک ہے آسمان کرم کی ٹھنڈی ہوا ہے۔ یہ میرے آقا [illegible] کے حسن
کے جلوے ہیں۔ حضور نے کھڑے کر اعلان نہیں فرمایا۔ پیار کی بادِ نسیم چلا کے بیگانوں

اپنا بنا دیا۔ میں ایک حدیث شریف پر بحث کر رہا تھا۔ حضرت طیبہ طاہرہ ام الحسنین کو علامہ
اقبال کہتے ہیں۔ خاتون جنت کے حضور سلام کرتے ہوئے ـــــ

نور چشم رحمۃ للعالمین ۔ آں امام اولین و آخرین ۔
بانوئے آں تاجدار ہل اتیٰ ۔ مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق ۔ مادر آں قافلہ سالار عشق

سیدہ خاتون جنت فرماتی ہیں مسلمانوں تم کدھر گم ہو گئے ہو۔ محبوب پاک نے تو تیرے لئے معراج کی سیج بنائی تھی۔ سرکار نے تو تیرے سر پہ سجانے کیلئے فرشتوں کے تاج سنوارے تھے۔ رب کریم نے تو محبوب علیہ السلام کی اداؤں کے پردے میں تیرے لئے لباس تیار کیا تھا۔ جو کہ قدسیوں کو محو حیرت کر دے۔ تو کدھر چلا گیا۔ آج اسلامی معاشرے میں حوصلہ نہیں ہے۔ آج اسلامی معاشرے میں غیرت نہیں ہے۔ سنیئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ان اللہ ـــــ حضرت ابو ہریرہ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ نقل کیا۔ میرے آقا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ شخص بڑا پسند ہے۔ چونکہ حیادار اللہ ہے۔ اللہ غیرت والا ہے۔ اس کی نگاہ میں غیرت ہو جس کی سوچ میں غیرت ہو۔ جس کے خون میں غیرت۔ جس کے گھر میں غیرت۔ گھر میں وی سی آر چل رہا ہے۔ ڈرامہ ہو رہا ہے۔ فحش گانے ہو رہے ہیں۔ اور فحش بکواس ہو رہی ہے۔ میں آپ کو شرمندہ نہیں بنانا۔ میں ایک جز اور ذکر رہا ہوں باپ اس گھر میں موجود ہے جس گھر میں وی سی آر چل رہا ہے۔ جس گھر میں یہ فلم چل رہی ہے باپ کی بیٹیاں بھی موجود ہیں بیٹے بھی موجود ہیں۔ ماں بھی موجود ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس گھر میں بیٹوں اور بیٹیوں کے سامنے بکواس ہو رہی ہو۔ بتاؤ وہ باپ وہ ماں حیادار ہیں۔ اس باپ میں غیرت ہے۔ جس کے گھر میں وی سی آر چل رہا ہے۔ اور اگر وہ سب دیکھ رہے ہیں۔ تو یہ نوٹ کر لو جن گھروں میں ٹیلی ویژن پر بکواس ہوتی ہے ان گھر والوں پر نہ خدا راضی ہو نہ مصطفیٰ راضی ہو۔ بے شرم نہیں یہ بات شرم کی ہے کہ یہ غیرت نہیں یہ بے غیرتی ہے یہ شرافت نہیں یہ دیوث پن ہے۔ اگر دل دکھے تو مجھے معاف کرنا میں۔ میرے آقا نے فرمایا۔ اللہ کو حیا والے بڑے پسند ہیں۔ کیونکہ اس کا محبوب بھی حیا والا ہے۔ خدا کی عادت بھی ـــــ حاتم طائی کی بیٹی گرفتار ہو کر آئی۔ میرے آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں قیدی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ نبی پاک نے راؤنڈ لگایا۔ کیونکہ سرکار علیہ السلام کا یہ وطیرہ تھا۔ کہ جب کافر یورش پر قیدی کر کے لائے جاتے۔ تو حضور صحابہ کرام سے فرماتے رسی کس کے نہ باندھنا۔ یہ کافر ہیں۔ لیکن رسول کا قیدی تنگی میں نہ رہے۔ ان کی بیڑیاں ڈھیلی کر دو۔ اور پتہ کرو کوئی قیدی پیاسا نہ ہو۔ پانی پلاؤ۔ نبی کے قیدیوں کی دیکھ بھال کو دیکھا جا رہا تھا۔ اور جب

DATE:

معاشرے میں مسلمان کہلاتے ہیں تو کیا ہو رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ حیا کی عزت ختم ہو گئی ہے یا نہ شرم ہے نہ حیا ہے۔ سرکار آئے۔ راؤنڈ لگایا۔ صحابہ کرام نے مٹھائی کی آتا۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو رہی ہے جب آگے باہر ہی آئے۔ دیکھا تو ایک بچی بیٹھی ہے۔ لیکن اس کا چہرہ پر پردہ نہیں ہے۔ بیٹی کافر کی ہے سرکار آگے نہیں گزرے۔ وہاں کھڑے ہو گئے۔ اپنی چادر مبارک اس بچی کے منہ پر ڈالی۔ فرمایا بیٹی کافر کی ہے تو بیٹی۔ میرے معاشرے میں کافر عورت بھی بے پردہ نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا سن لیں۔ نبی نے کافر کی بچی کے چہرے پر چادر رکھ دیا۔ تو بتا تیری بیٹی کا منہ پر پردہ نہیں رہا۔ کس منہ سے ہم رسول اللہ ﷺ کے دروازے جائیں گے۔ جس معاشرے کی عورت بے پردہ ہو وہ حیا کہاں سے ہو۔ اگر چادر منہ پر رکھنا چاہتے نہیں تو رسول پاک نے حاتم طائی کی بیٹی کے چہرے پر پردہ ڈال دیا۔ جو شرم آنکھوں کی ہوتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں اگر خاتون جنت زہرہ کو صحابہ کرام کی اولاد رہ پردہ نہیں کرتی ہیں۔

۲۰۱۵

۱ — ۱ — ۱۴۳۶

۹ — ۳ — ۱۸

pm — ۱ — ۳۷

گجرات

DATE: ۴-۱۱-۹۴

۲۶۔ سیّدِ دو عالم ﷺ کی تین دعائیں

خدا کا ذکر سے جس کا دل غافل ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ جو کام کرتا ہے اپنی خواہش
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولاتتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ۔ اس کا مطلب ولاتتبع
الھویٰ اپنی خواہش پر مت چلو۔ کیا ہوگا۔ جب تو اپنی خواہش پر چلے گا تو پھر تیری خواہش کی منزل
پر لے جائے گا۔ خدا تک تیری رسائی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تیری خواہش محدود ہے، اور خدا کی رضا
اور ہے۔ سکول میں داخل ہو جانا۔ تعلیم کے لئے کامیابی کا ذریعہ نہیں۔ جب تک استادِ محترم
کے حکم پر اپنی خواہشات کو قربان نہ کرے۔ بچہ جو چاہتا ہے وہ چھوڑ دے۔ استاد جو فرمائے اس پر
عمل کرے۔ پھر کامیابی ہے۔ لیکن سکول میں داخل ہے۔ کالج میں داخل ہے۔ کام اپنی مرضی پر کرتا ہے۔
استادِ محترم کا قانون نہیں مانتا۔ فرمائیے علم حاصل ہوگا ___ کامیابی ہوگی۔ اس لئے
کہ اگر سکول میں داخلہ لیا ہے اے اللہ کے بندے۔ تو پھر جو سکول کے اخراج میں ڈسپلن کا قانون چلے
گا۔ تیری مرضی نہیں چلے گی۔ اگر اپنی مرضی پر چلتا ہے تو پھر ایسے گھر بیٹھو سکول میں آنے کا کیا مطلب
ہے۔ اگر اپنی مرضی سے چلنا ہے۔ تو پھر رسول اللہ کا کلمہ پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ گھر بیٹھو۔ کلمہ
شریف تو اس لئے پڑھا۔ کہ مولا ہم جاہل ہیں۔ ہم نافہم ہیں۔ ہم عیبی ہیں ہماری سوچ
غلط۔ ہمارا عقیدہ غلط۔ ہمارے جذبات غلط ہمارا انداز غلط۔ ہمارے اعمال غلط۔
ہمارا چلنا پھرنا غلط ہے ہم نے تیرا اور تیرے مصطفیٰ ﷺ کا نام لے لیا ہے۔ اب کرم کر ہماری زندگی
جو ہے تیری اور تیرے محبوب کی رضا پر بسر ہوگی۔ داخلہ ہو گیا۔ یا ایہا الذین امنوا میں داخل
ہو گئے نا ___ اب کیا ہے ولاتتبع الھویٰ۔ یہ قانون ہے۔ اس کائنات کے مدرسے کا جو
مدرسے کا مالک۔ خدا ہے اس کا انچارج مصطفیٰ ﷺ ہے۔ اس کارگاہِ حیات کا خالق رب کریم ہے
اور اس حیات کو منزل آشنا کرنے کے لئے سلیقہ مکمل تیرے مصطفیٰ ﷺ کی اداؤں سے ملتا ہے۔
اس لئے فرمایا۔ اب اپنی مرضی نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرو۔ میں ایک اور مثال عرض کر دوں
مریض ہے۔ اب وہ ہسپتال میں داخل ہوتا ہے، کلینک میں داخلہ لیتا ہے۔ زبان سے کہے نہ کہے لیکن
اس کی حالت یہی کہتی ہے۔ کہ اے طبیب محترم میں بیمار ہوں۔ میرا علاج کیجئے اور میں وعدہ
کرتا ہوں۔ کہ میں وہ نہیں کروں گا جو میں چاہوں گا۔ وہی ہوگا جو آپ فرمائیں گے علاج
تب ہی ہوگا نا۔ طبیب فرماتے ہیں یہ چیز کھاؤ۔ یہ کہتا ہے کھاؤں گا۔ حکیم صاحب
فرماتے ہیں کہ یہ چیز استعمال نہ کرو۔ یہ کہتا ہے کر دوں گا۔ وہ فرماتے ہیں یہ شے ضرور کھاؤ۔ یہ
کہتا ہے میں کھا ہی نہیں سکتا۔ کیسے علاج ہوگا۔ نہیں ہوگا۔ بلکہ اگر ضد کرے گا۔ تو پھر
ڈاکٹر صاحب اسے کلینک سے نکال دے گا کہ فارغ کر دیں گے کیونکہ کہ میرے کلینک میں تیرا موت واقع

ہو گئی۔ تو یہ مرض کی توہین ہے۔ کہ بیمار گیا۔ چل کر پاؤں پر۔ اور آیا چارپائی پہ پڑا ہوا۔ یا گمل کس
کے تو میری بات مانتا نہیں۔ نہ میری مانتا ہے نہ میرے نسخے پر عمل کرتا ہے میں نے جو کہا وہ کرتا
نہیں۔ جس سے روکا وہ رکتا نہیں۔ تو بہتر ہے علاج ہو نہیں سکے گا۔ جاؤ نکل جاؤ ہسپتال سے پہلے
کہ تمہاری موت آ جائے۔ کسی اور کو تکلیف نہ کرو۔ خدا فرماتا ہے۔ وللہ یشعل الھوٰی۔ اگر تم
عیبوں کا علاج کرانا چاہتا ہے۔ اور ایمانیات میں داخلہ لیا ہے۔ تو قانون میرا مصطفیٰ کا
چلے گا۔ تیری مرضی نہیں چلے گی۔ تو بیمار ہے جی۔ علاج چاہتا ہے۔ مان میرے مصطفیٰ کا
حکم۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یطع اللہ ورسولہ۔ ویخشی اللہ ــــ فائزون۔ کہا
فرماتا ہے۔ قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ــ واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول لعلکم ترحمون۔ حدیثی
ہو گئی۔ فرمایا بیمار ہے تو بیمار رہا ہے۔ تو صحت کے دلوں میں بس میرے محبوب کے حکم پر عمل کر۔ بیمار
تو مجبور ہے نا ــ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ کہ جناب آپ کی صحت بحال ہو گئی ہے لیکن
اب صحت کی بحالی کیلئے۔ میں آ سکو۔ ایک شیڈول دے دیتا ہوں۔ ایک پروگرام دیتا ہوں۔ یہ
چیزیں استعمال کرنا۔ پرہیز کرنا ــ ایک باقاعدہ چارٹ ڈاکٹر صاحب مریض کو پیش کرتے ہیں۔
ایک طرف وہ چیزیں لکھی ہیں جو نہیں کھانیں۔ دوسری طرف وہ لکھی ہیں۔ جو استعمال کی جائیں۔
اس پر عمل کرنا صحت سلامت رہے گی۔ صحت درست رہے گی۔ خدا فرماتا ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ
ایمان مل گیا۔ اب ہم بارگاہ خداوندی میں نماز کیلئے آ گئے ہیں۔ چارٹ لے لو۔ اس کو صبح لو دوپہر اس
میں پرہیز کرنا۔ یہ نہ کرنا۔ صلوٰۃ کیا کرو۔ زکوٰۃ دیا کرو۔ اطیعوا الرسول۔ میرے رسول پاک علیہ السلام جو حکم دیں
وہ کرتا رہے پھر کیا ہو گا۔ لعلکم ترحمون ــ میں تیرے سب پر مجبور رحم نہیں کروں گا۔ رسول پاک کی اطاعت کی وجہ سے
رحم کروں گا۔ ورنہ تو بات صاف تھی۔ کہ اقیموا الصلوٰۃ ــ واٰتوا الزکوٰۃ ــ لعلکم ترحمون۔ مگر
میں پر پرسوں تو ایک نیا جادو گا۔ یہ میرا اہل محبت۔ میرے دوست میرے مہمان حافظ صاحب تم اچھی
فرمائیں۔ ان کی پیشانی پر بل پڑ جائے گا۔ کہ خلاف ہے آیت کریمہ میں کچھ لفظ چھوڑ دیے ہیں
یوں نہیں ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ ــ لعلکم ترحمون ــ ہر لفظ کا حافظ ہے۔ سوالیہ نشان ــــ نماز
یوں نہ پڑھو۔ جیسے تمہاری خواہش ہے۔ زکوٰۃ ایسے نہ دو۔ جیسے تمہاری خواہش ہے۔ بلکہ نماز
اس طرح پڑھو۔ جس طرح رسول اللہ کا حکم ہے۔ بلکہ زکوٰۃ اس طرح دو۔ جس طرح رسول پاک علیہ السلام
حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واذا قرئ القرآن ــــــ ترحمون ــ مخالفت تو حالت
ہے۔ رب کریم محبوب کے حکم کے وقت کسی کو بولنے کی اجازت نہیں دیتا۔ فرمایا واذا قرئ
المومن والمومنات۔ قرآن پڑھا جائے۔ سب سے پہلے قرآن کریم کس نے پڑھا۔ نبی پاک حق مشہور

صدیق اکبر کو قرآن شریف نہیں آتا تھا۔ عمر۔ عثمان۔ صحابہ کرام قرآن نہیں جانتے تھے۔ انہیں قرآن کا علم کی
دولت ملی حضور کی تلاوت سے ہوتا تھا ہے محفلوں میں۔ ایک صاحب بات چیت میں اکثر ٹوکتے
یا رہبری بھی کرتے ہو۔ دوسرا بات شروع کرتا ——— ایسا ہو رہا ہے۔ جو بڑا بنتا ہے
وہ چھوٹے کی بات کاٹ کر اپنی شروع کر دیتا ہے۔ استاد۔ بڑا۔ بزرگ ———
صدقے اس محبوب علیہ السلام کی عظمتوں پر رب کریم نے فرمایا۔ اذا قرئ القرآن۔ جب ہم اسے علیحدہ
کر کے قرآن شریف پڑھیں۔ بات کاٹنا تو درکنار ہے میں تمہیں بولنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ خبردار
زبانیں بند کر لو۔ خبردار کان بھی ادھر لگا لو۔ دل بھی ادھر لگا لو۔ دماغ بھی ادھر لگا لو۔ کیا
ہو گا۔ سنو بھی اور چپ بھی رہو۔ نتیجہ کیا نکلے گا۔ لعلکم ترحمون میں تم پر رحم ہو جائے گا۔ اب ایک بات
کہوں۔ اگر کسی محفل میں قرآن شریف پڑھا جا رہا ہے۔ تو وہاں بیٹھنے والوں پر قرآن پڑھنے سے رحم نہیں ہو گا
یہی بات سوچنے کی ہے۔ اذا قرئ القرآن ——— پھر تو سنو۔ انکو الیٰ ——— فرمایا جب قرآن پڑھا
جائے تو چپ رہو لیکن سنو۔ چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ رب کریم تو محبوب کی گفتگو کے
وقت کسی بولنے کا بھی حق نہیں دیتا۔ یہ جاننا کیونکہ سرکار کے کلام کی دھنی لوٹ کی جائے۔ اتنا
حق نہیں دیتا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہیں اور انہی بات شروع کر دے۔ عروہ بن مسعود ثقفی تا
کنار مکہ کو حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ کے غلاموں کے حالات کو دیکھنے کے بعد جو آکے رپورٹ
پیش کی ہے۔ وہ کہتے گا۔ خدا کی قسم میں نے بادشاہوں کے دربار بھی دیکھے ہیں۔ لیکن
جو ادب آداب مسلمان اپنے رسول علیہ السلام کا کرتا ہیں مجھے کہیں نظر نہیں آیا۔ عادی
اداؤں میں سے ایک ادا میں نے یہ دیکھی ہے۔ کہ جب وہ بولتا ہے۔ مسلمان نظر لگا کر
جب بات کرتا ہے۔ یہ قرآن شریف کی بات کی۔ کہ جب قرآن پڑھا جائے
تو چپ رہو۔ سنو اور چپ رہو۔ تاکہ تم پر رحم ہو۔ عروہ بن مسعود ثقفی کہتے ہیں
کہ مالک۔ اس قوم کی طاقت کا جائزہ لینے کی کوشش جو کر رہا ہوں۔ اپنے مطالعہ
ت کے اعتبار سے یہ قوم سارے جہان میں منفرد ہے۔ ہوا بس کہ جا کر انہیں منفرد ہے۔
اس لئے کہ ان کا رسول جو منفرد ہے۔ ان کا معبود جو منفرد ہے۔ ان کا ملک جو منفرد
ہے۔ ان کا مرکز عقیدت جو منفرد ہے۔ جو ان کے درمیان بیٹھا ہے جو مصطفیٰ جو منفرد
ہے۔ کسے منفرد ہیں کہتا ہے ذرا جانتا تھا۔ جب وہ بات کرتا ہے مسلمانوں کا رسول۔ تو کسی
کی آواز نہیں اٹھتی سر جھکے ہوئے ہیں۔ صرف آنکھوں کی سرسراہٹ سنائی دیتی ہے
بانی کوئی اونچی آواز نہیں دیتا۔ اور میں نے تو ایسا ادب کسی بادشاہ کا نہیں دیکھا۔ کیا وجہ ہے کہ مسلم

تو روک نہیں سکتی۔ تم کیا کرو۔ جو قرآن پڑھتے رہیں تم شور کرتے رہو۔ تاکہ تمہارا شور قرآن کے لفظوں پر غالب
آجائے۔ یہ کفر کی سازش ہے۔ اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ جن گھروں میں قرآن پاک سے بیزار ہو منٹ کے لئے پڑھا
جاتا ہے۔ قرآن سر کھپا آدھے گھنٹے کیلئے پڑھا جاتا ہے۔ ماں پڑھتی ہے باپ نہیں پڑھتا۔ باپ پڑھتا ہے ماں نہیں پڑھتی
دونوں پڑھتے ہیں۔ اولاد نہیں پڑھتی۔ آدھ گھنٹہ تو قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اور نماز مغرب سے لیکر رات دس بجے
تک ٹی وی سیٹ چلتا ہے۔ بتایئے قرآن کی آواز غالب آئی یا شیطان کی آواز آئی
یہ کوشش کس کی ہے۔ قرآن کی آواز دب اور شیطان کی آواز ابھر آئے۔ یہ کس کی کوشش ہے
یہ کافروں کی کوشش ہے مسلمانوں کی نہیں ہے اے ایمان والو۔ خدارا ہوش کرو۔ ایمان والو خدارا ایمان کو
بیدار کرو۔ تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ ہم نے گھر میں ایک آدھ پارہ کی تلاوت کر لی۔ ہمارا گھر مسلمانوں کا گھر بن
گیا۔ نہیں نہیں یہ بلی رونق ہے۔ کافروں نے کہا تھا جیسے کی گلیوں میں تم قرآن کو روک نہیں سکتے اب ان
کی کوششیں ضائع کرنے کیلئے شور ڈالو۔ شیطان نے یہی چکر لگایا ہے۔ کہ کوئی بھی کوئی مسلمان قرآن کو پڑھنے لگا
ہے۔ تم اس لعنت کو جاری کر دو۔ تاکہ اس کے نیچے قرآن کی آواز دب جائے۔ یہ کوشش شیطان [illegible] نے
کافروں کی کوشش ہے مسلمانوں کی نہیں ہے۔ اب آ۔ میرے شہنشاہ بغداد غوث صمدانی
محبوب سبحانی شہباز لامکانی۔ قندیل نورانی۔ حضرت الشیخ السید محی الدین عبد القادر جیلانی
ایمان والو۔ اولیاء کرام کا مقام [illegible] میں آپ سے سوال کرتا ہوں مجھے یہ بتاؤ۔ اولیاء قرآن سے بنے ہیں
یا نظریات سے بنے ہیں۔ یا معاذ اللہ اعتقادات سے بنے ہیں۔ اولیاء اللہ کی عظمت قرآن کریم
میں ہے۔ اولیاء کی عظمت کا راز قرآن پاک ہے۔ [illegible] کائنات حضرت علی شیر خدا۔ قرآن
شریف پڑھتے ہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب علی کو فرمایا یہ تو علم
کا باب ہے۔ بسم اللہ کے با کا نقطہ علی ہے۔ یہ تو ہیں اہل قرآن والے۔ ان کے گھر میں قرآن شریف اترا
ہے۔ ان کی شان میں قرآن [illegible] اترا ہے۔ کون ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی جن کی شان میں
قرآن اترا ہے۔ سیدہ صدیقہ کو بڑی شرافت ہیں۔ میری قوم کی ماں ہیں۔ قوم کی بیٹیاں سن
عائشہ صدیقہ حضرت ابو بکر صدیق کی بیٹی ہے وہ کائنات ایمان کی ماں ہے۔ اور یہ وہ عظیم
خاتون ہے جن کے مکان میں قرآن اترتا ہے۔ جن کی شان میں قرآن اترتا ہے۔ او میری قوم کی بیٹی
میں سوال کرتا ہوں۔ کیا عائشہ صدیقہ رضی کی زندگی کا انداز یہی ہے جو آپ نے اپنایا ہے۔ ان کے
گھر میں قرآن آئے۔ ان کے مکان میں قرآن آئے۔ ان کی شان میں قرآن آئے۔ اور ہماری ماؤں بہنوں بیٹیوں
ان کی زبانیں قرآن سے محروم۔ ان کی گود کے دودھ پینے والے ایکٹر تو بنتے ہیں ہائے افسوس رسول اللہ
کے قرآن کا قاری کوئی نہ بنا۔ رسول پاک کے قرآن کا پڑھنے والا کوئی نہ بنا۔ اپنے بچوں کو [illegible] علوم سکھاتے ہو۔

DATE:

مرضی ہے بیت المقدس کو قبلہ بنائے کے بعد پھر ہم ابراہیمی کو قبلہ بنایا کس کی مرضی سے۔ محبوب کی مرضی
سے۔ قبلہ بدلا تو محبوب کی مرضی سے۔ تمام زمین کے محبوب کی مرضی سے پہلی امتیں۔ چوتھا حصہ زکوٰۃ میں
اللہ میرے آقا کی امت پر سہولت کر کے چالیسواں حصہ۔ یہ کس کی مرضی ہے؟ یہ بوریہ والے آقا کے محبوب
کی مرضی ہے۔ یہ بوریہ والے کے ٹکڑوں۔ یہ بوریہ والے کے جو ٹکڑے ہوں۔ صوفیوں ملاؤں کی مرضی ہے کہ یہ
خدا فرماتا ہے۔ محبوب ولسوف یعطیک ربک فترضی ___ محبوب میں تجھے اتنا کچھ دوں گا۔ کہ تو راضی ہو جائے
گا۔ جب تو کہے گا میں راضی ہوں میں اسی حکم پر فیصلہ کروں گا۔ خدا خدا ہو کے اپنے فیصلوں میں رسول
اللہ کی رضا کو سامنے رکھتا ہے۔ محبوب راضی ہو تو قبلہ بدل دے۔ محبوب راضی ہو تو [illegible]
جبرائیل قرآن شریف لے کر آئے۔ وحی لے کر آئے۔ نجانا شرف ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جا سکتا۔
صرف اشارہ ہے۔ جبرائیل لے کے آئے۔ میرے آقا نے دیکھا۔ فرمایا جبرائیل۔ رب کریم سے
کہو کہ یہ ایک طریقہ تلاوت ہے اگر قرآن کو پڑھنا فرض کر دیا۔ تو میری امت کو تکلیف ہوگی۔ کیونکہ
عربوں نے ایک ایک حرف کئی کئی طریقوں سے ادا ہوتا ہے۔ یہ صراط جو ہے نا۔ صراط الذین انعمت
یہ صاد سے بھی ہے۔ اور سین سے بھی ہے۔ اور قرآن شریف فرماتا ہے۔ لست علیہم
بمصیطر۔ صاد سے ہے۔ یہ سین سے بھی ہے۔ اور یہ ضاد سے بھی ہے۔
مضطر۔ عربی لفظیں بڑی [illegible]۔ عرض کی مولا میری امت اگر ایک طریقے پہ
تلاوت واجب کر دی۔ اللہ پاک حکم تو میری امت کو تکلیف ہوگی۔ جبرائیل جاؤ رب
سے کہو۔ موسیٰ علیہ السلام ... ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام ... داؤد علیہ السلام
[illegible] میرے آقا نے ... جاؤ جبرائیل کہو۔ اللہ کریم
نے فرمایا جبرائیل جاؤ میرے محبوب سے کہہ دو۔ اپنی امت سے فرمائیں تم دو طریقوں سے تلاوت
پڑھ سکتے ہو۔ پھر آ گئے کہا جبرائیل ابھی تنگی ہے جاؤ کہو۔ یا اللہ میری ... پیدا کی جا سکے۔
فرمایا محبوب سے کہو سات طریقوں سے تلاوت کر دیں۔ یہ کس کی مرضی ہے۔ میری
میرے مرضی ___ کسی ملاں کی مرضی ہے۔ کسی پیر کی مرضی ہے۔ کسی جوہر کی مرضی ہے۔ اس
کی مرضی ہے۔ جو سارا کائنات کا آقا و مولا ہے۔ جو نبیوں کا نبی ہے۔ جو رسولوں کا رسول
ہے۔ جو ساری کائنات کا مرکز ایمان ہے۔ جس کا کلمہ امت کی زبانوں پر ہے نبیوں کی زبانوں
پر بھی۔ ساری دنیا کلمے کی محتاج ہے۔ یہ وہ ہیں جن کا کلمہ بھی محتاج ہے اور آگے ...
شریف میں یہ حکم ہوا۔ کہ آپ کی امت سات طریقوں سے تلاوت کر سکتی ہے۔ اور ساتھ ہی جبرائیل
سے کہا جبرائیل۔ میری طرف سے میرے محبوب پاک کو ایک پیغام دے دینا۔ وہ جبرائیل پتہ چلنے چلے

DATE:

تو بڑا قسمت والا ہے۔ آتا جاتا تو ہے نا ۔۔۔ میں قسم اللہ کی کہتا ہوں کہ ایسے مسائل میں جبریل تو
نہیں پتہ ہوتا تھا۔ کہ کیا مسئلہ ہے۔ بس آکے پیش کر دیتے۔ خدا جانے یا مصطفیٰ جانے ۔۔۔
جبرائیل گھٹنے ٹیک کے کر دیتے آقا مجھے کچھ پتا نہیں ہے۔ جبرائیل جاؤ۔ میرے محبوب سے کہنا یا رسول اللہ علیہ السلام
آپ کو پیش نظر لوٹانے کی زحمت ہوگی۔ ایک مرتبہ آیا جبریل علیہ لوٹا دیا ۔۔۔ دکھ والا مرتبہ۔ تیسری مرتبہ
تو سے مرتبہ ملا دیں کا حکم ہوا مجھے پیش نظر جبرائیل کو لوٹانے کی زحمت ہوگا۔ میں تیرا رب ہو کر تجھے
ہر گھاس سے تقرر وعدہ کرتا ہوں کہ ان میں تم مرتبہ لوٹانے کے عوض۔ تو تین دعائیں مانگ لے۔
میں شفاعت کا میں شغل کرتا ہوں۔ یہ تیری مرضی ہے ۔۔۔ یہ انسانوں جیسے انسان کا کام ہے۔ محبوب
محبوب پیش نظر ہے۔ ہم سب کی زندگی اور پریشانیاں بہت ہیں۔ دعا مانگتے ہیں۔ مانی جاتی ہے یا نہیں ۔
عمر بن عبد شاہی یا اللہ ۔ غلطی ہے۔ ہماری معاف فرما ۔ محبوب کی بات جب پیش نظر لوٹائی ۔
تو خدا فرماتا ہے۔ تاکہ میں نہ ہوتا تو تین دعائیں کرلے ۔ میں شفاعت کا شغل کرتا ہوں۔ کیونکہ محبوبوں کو
ناراض نہیں کیا جاتا ۔ محبوب راضی کئے جاتے ہیں ۔ مانگ سکتے ہیں ۔ سرکار نے اسی وقت
ہاتھ اٹھایا ۔ اللھم اغفر لامتی ۔ تیاری سے ثریت۔ یا اللہ میری امت کی بخشش فرما ۔ پھر دعا فرمائی اللھم
اغفر لامتی ۔ یا اللہ میری امت کی بخشش فرما ۔ سرکار فرماتے ہیں میں نے تیسری دعا مانگی نہیں ۔
آقا مانگتے نہیں فرمایا مانگوں گا ۔ دو دعائیں استعمال ہو گئیں یہاں ۔ اور تیسری دعا وہاں مانگوں
گا ۔ جہاں کسی کی نہیں چلے گی ۔ جہاں انبیاء علیہم السلام نفسی نفسی عرض کریں گے ۔ فرمایا یرغب الی
الخلق کلھم ۔۔۔ حتیٰ ابراہیم ۔ میرے نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا ۔ اتنی بڑی دعا میں نے مشکل
کے وقت کیلئے رکھی ہے ۔ مومن تو کیا فرمایا اتنی مشکل پڑے گی ۔ ساری کائنات ساری مخلوق ۔
مومن ہی نہیں کافر بھی ۔ نبی اولیاء بھی ۔ صحابہ بھی ۔ انبیاء بھی ۔ رسول بھی میرے دروازے پر آئیں
گے ۔ ساری خدائی جس سے حاجت رکھے گی ۔ یہ مشکل کشا نہیں تو اور کیا ہے ۔ یہ حاجت روا
نہیں تو اور کیا ہے ۔ یہ کائنات کا داتا نہیں تو اور کیا ہے ۔ جس کے دروازے پر نبی مانگنے آئیں
وہ تیرے جیسا ہے ۔۔۔ اس حدیث پاک کو نشانہ بنا کر اعلیٰ حضرت نے حضور کی نعت
پڑھی ہے ۔ لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا

بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنہیں آج تک ایسی حضور کی شان نظر نہیں آئی۔ خدا کی قسم ثابت

DATE:

میں وہ بھی اپنی آنکھوں سے حضور کی عظمت دیکھیں گے۔ لیکن اس وقت دیکھنے کا فائدہ نہ ہوگا
کیسے دیکھیں گے کہ عرش حق ہے مسند حضرت رسول اللہ کی۔ بتاؤ یہاں جہاں سے آئے
ہیں آپ — بڑی بڑی زرنگار مسند ہاں۔ کئی بار اٹھوں سے آئے ہوں گے۔ لیکن تم سمجھ لو مسجد
کی چٹائی پر بیٹھنے والے کے برابر کوئی نہیں ہے —

یہ خدا کا گھر ہے۔ یہ دربار نہ بنا ہو۔ یہ فرش بنا نہ ہو۔ بچا فرش ہو۔ مٹی لگ جائے
کپڑوں کو — سالوں پر مٹی نہیں ہے خدا کا [illegible] نور ہے۔ اللہ نے آپ کو جب
آپ کے قدم جو راست کی تاریکیوں میں گلیوں کوچوں میں سے ہو کر میرے گھر میں آتے ہیں۔ انہیں میری
طرف سے بشارت دے دیں کہ یہ مسجدوں کی طرف آنے کیلئے تاریکیوں میں سے گزرنے والو۔
قیامت کے دن آخرت نور علیٰ نور ہے۔ یہ مٹی نہیں خدا کا نور ہے۔ خدا کے گھر میں کیسے
فرش پر بیٹھنے والا۔ خدا کی قسم تمہارے بڑے بڑے [illegible] کی کرسی سے کرسیوں بہتر افضل ہے
کیوں کیا وجہ۔ اس سیٹ پر کوئی نئے یہودیوں کا گماشتہ بھی بیٹھ سکتا ہے۔ اس سیٹ پر
نبی پاک کے دین سے غدار بھی بیٹھ سکتا ہے۔ لیکن خدا کے گھر میں ویرانی کا منگتا ہی بیٹھے گا۔
پاکیزہ سالک کا ملاقاتی ہی بیٹھ سکتا ہے۔ جاہ طلب نہیں ہو سکتا۔
اس چٹائی پر بیٹھنے والے عزت ہے۔ کیوں اس لئے کہ یہ تو خدا کا گھر ہے۔ میں نے دیکھا۔ حبیب بنک
کی بلڈنگ ہے کراچی میں۔ حاجی حبیب میں نے دیکھا ہسپتال کا دروازہ ہے۔ میں نے دیکھا
جناب عالی زرمبادلہ کے ڈھیر لمبی لمبی خدا کی قسم۔ [illegible] وقت ان میں گم ہوتے ہیں
میں نے کہا۔ جب کسی کو کرسی کے آگے آپ کا کام ذرا بازی بنا کر۔ مدینے شریف جا رہے ہیں۔
کاغذات کی جانچ پڑتال ہو رہی ہے۔ اس لئے روضہ پاک جانے کے لئے عمر بھر میں [illegible] تو ہم
سمجھیں گے معراج ہو رہی ہے — یہ یہاں بیٹھا وہ کہاں بیٹھا ہے —

خدا کے دربار میں بیٹھا ہے۔ میرے آقا فرماتے ہیں۔ جو مسجد میں آتا ہے وہ اپنے گھر میں نہیں
آتا۔ وہ خدا کی زیارت کرنے آتا ہے — وہ خدا کے گھر کی اونچی چٹائی پر مسجد کے فرش پر بیٹھنے
والا عزت والا ہے۔ جو قیامت میں خدا کے عرش پر ہوگا۔ بتاؤ اس کے قدموں کی دھول تک
کون پہنچ سکتا ہے۔ سارے پاک نبیوں کا [illegible] رسالتوں کی دستاریں پاک جن ہر کوئی [illegible] سلم
وہ رسول اللہ کے قدمین شریفین کے نیچے کیونکہ سب نبی عرش کے نیچے اور عرش مصطفیٰ کے قدموں کے نیچے
سب نبی کوئی اب نہ ہم دیکھتے ہیں عرش جن کے زیر قدم دیکھتے ہیں۔
یہ اعجاز ہے ان کی ٹھوکر میں دائم کہ [illegible] میں [illegible] دیکھتے ہیں۔

قیامت میں جو آنا خدا کا عرش پہ جلوہ گر ہوں گے تو حضرت اعلیٰ فرماتے ہیں ۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنا ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی ۲

بات ہوتی ہے سرکار کی مرضی سے خدا فیصلہ فرماتا ہے۔ تو میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ مجھے بتائیں اس کی کیا ویلیو ہے کہ وہ رسول اللہ کو راضی نہ کرے۔ اگر حاکم سے اگر کوئی سنت کوئی منت منوانا چاہو تو کیا ہوگا اس کا جواب ۔

(B)

ان کا فیصلہ جان کی بہتری کے خلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن واللہ رسول کریم علیہ السلام کا فیصلہ مسلمانوں کی بہتری کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ خدا گواہ ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم ہے رحیم۔ سرکار علیہ السلام تمہارا دکھ برداشت نہیں فرما سکتے۔ اور حریص علیکم۔ اللہ کریم فرماتا ہے۔ وہ ہر وقت تمہاری بہتری کے طلب گار رہتے ہیں۔ تو میں عرض کروں۔ کہ جو اتنا پیار جانوں سے زیادہ وہ قریب ہیں نا۔ اولیٰ بمعنی اقرب۔ اولیٰ بمعنی ولی۔ مددگار۔ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو نبی علیہ السلام ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ مددگار ہے۔ ولی بمعنی وارث۔ النبی اولیٰ ــــــ انفسہم۔ رب فرماتا ہے نبی علیہ السلام ایمان والوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ وارث ہے۔ اور اولیٰ بمعنی متصرف۔ رب فرماتا ہے النبی اولیٰ ـــ ایمان والوں پر۔ ان کی جانوں کا اتنا قبضہ نہیں ہے۔ جتنا حضور علیہ السلام کا قبضہ ہے ؟

چھوٹی سی بات ہے۔ کہ مجھے مل گئی کہ میں اپنے شیشے کو کوئی مر کر نقصان بھی کر بیٹھتا ہوں۔ زیادہ وزن ڈال کر توڑ گئیں۔ کہ میں یہ نہ کرتا۔ کہ اس پر وزن ڈالنا چاہئے کہ نہیں۔ میں سمجھتا تھا کہ بہت وزن اٹھا سکتا ہے۔ میرے شیشے کا میں نے خود نقصان کر لیا۔ میرے دوستو۔ اپنی چیز ہے وغیرہ۔ کا اپنے ذہن کے مطابق نقصان کر لیتا ہے۔ لیکن خدا فرماتا ہے تمہاری جانوں کا قبضہ کمزور ہے۔ جو محبوب کا قبضہ ہے وہ اس میں بڑا زور ہے۔ اس لئے کہ تم اپنی جان کے فیصلے کی بدولت کبھی نقصان میں بھی آجاتے ہو۔ محبوب علیہ السلام اس قدر زور رکھتے ہیں۔ کہ جب وہ تم پہ حکم نافذ کرتے ہیں۔ نقصان ایک طرف ہوتا ہے۔ نفع ہی نفع ہوتا ہے۔ صدقے علیہ السلام کے صدقے حضور علیہ السلام کے حکم کی بدولت تمہارا کبھی نقصان نہیں۔ غوث پاک فرماتے ہیں۔ ہر لمحہ جو حکم دو۔ تمہارا دل تمہیں حکم دے۔ یہ دل سیکرٹیریٹ ہے۔ جہاں سے آرڈیننس جاری ہوتا ہے۔ تو دیکھنا تمہارے دل کا حکم جب تم پہ نافذ ہوگا۔ ہو سکتا ہے تمہارا نقصان ہو جائے۔ لیکن اس دل پر محبوب کی محبت کے پہرے بٹھا دو۔ پھر ہر حکم میں تمہاری بہتری ہی بہتری ہے۔ ہر لمحہ گزرتا ہے یا تو تم دل کے کسی حکم کی تعمیل کرتے ہو۔ یا دل کے روکنے سے کسی کام سے رک جاتے ہو۔ یا کسی فیصلے کو جو تمہارے متعلق کسی نے کیا ہے اسے تسلیم کر رہے ہو

پسند کرتے ہو۔ صبح سے شام تک آپ اسی کام کرتا ہے ۔ دل کی بات تو دل نے کہا یہ کام کرو۔ کسی دوست
نے کہا یہ کام کرو وہ کام کیا۔ دل نے روک دیا یہ کام نہیں کرنا نہیں کیا۔ اسی طرح کوئی فیصلہ آپ کو پسند
کوئی ناپسند ہے۔ میرا معبود کار دیکھتا ہے۔ ایمان والو۔ تمہاری زندگی کی کامیابی اور ہر ایک کی بہتری آداب
کا تقاضا یہ ہے کہ تمہاری زندگی کے ہر لمحے میں جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں ہر ان کا نفس حکومت کرتا ہے۔ تم پر رسول اللہ
کا حکم چلے گا ______ اور تم تو حضور کے روکنے سے رک جاؤ۔ اور جو بھی فیصلہ ہمیں حضور
کے دربار سے خدا کی طرف سے مل جائے صرف یہی نہیں کہ اس کو قبول کرو بلکہ اس پر دل سے راضی
ہو جائے (سورۃ الاحزاب شریف) میرے دوستو۔ حضرت نبی پاک علیہ السلام نے حضرت طیبہ طاہرہ
ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت سے مشرف نہیں ہونے دیا تھا۔ ابھی وہ ام المومنین
نہیں بنی ______ لیکن ان کا حضور نے پہلے نکاح وہ حضرت زید سے کر دیا۔ جو آپ کے غلام تھے
آزاد کردہ غلام۔ اور حضرت زید وہ صحابی ہیں۔ نہیں غلام۔ لیکن اس کے غلام تھے جن کی غلامی میں بھی
بھی داخل ہیں۔ رسول بھی داخل ہیں۔ مسلکر دیا جن کی غلامی میں اپنی عزت ______ حضرت زید وہ ہیں
میرے آقا کے غلام۔ صحابہ رسول ہوا رہے ہم۔ لیکن اپنا عظیم صحابی ہے کہ نہیں وہ پایا کہ اللہ اس کا نام
کے سوا کسی صحابی کا نام نہیں آیا ______ صرف حضرت زید کو یہ عزت حاصل ہے کہ جن کا نام قرآن
پاک میں آیا ہے۔ نبی پاک نے حضرت زینب بنت جحش کو ان کو حضرت زید سے نکاح کا پیغام
دیا ______ وہ عالی نسب کی عرب خاتون ہیں۔ اور زید ایک قبیلے سے تعلق رکھتے حالانکہ غلام
کے۔ یہ جانے میاں کہاں کتنا ہوا حضرت نے رشتہ بھیجا۔ حضرت زینب نے تمہیں گومگو کی کیفیت
اختیار کی ______ اور حضرت زینب کے بھائی نے بھی اس مسئلے میں کھل کر اپنی رائے ہونا کا
اظہار نہیں کیا۔ وہ گومگو میں ہیں کہ جبرائیل آ گئے۔ یہ کسی افسر کا حکم نہیں۔ یہ کسی چوہدری کا حکم
نہیں۔ یہ خان لوہنگ سے نہیں تو نا سمجھا۔ بارگاہ الٰہی کا حکم نہیں۔ یہ وہ مسئلہ اور بارگاہ کا ہے ہدایت
یہ تم سب اور یارو سے تعلق رکھتے ہو۔ نا ______ یہ اس عظیم ذات کا فیصلہ ہے۔ کہ تم تو تم رہ گئے ان
کے فیصلے کو تو خدا بھی رد نہیں کرتا ______ فلا وربک لا یومنون ______ تسلیما۔
رب کریم نے دیا ______ فلا وربک ______ یا رسول اللہ علیک السلام۔ مجھے تیرے رب کی قسم ہے یہ لوگ
کو ایمان نہیں مل سکتا۔ جب تک یہ آپ کو زندگی کے ہر مسئلے میں آپ کا فیصلہ قبول نہیں کر لیتے۔
محترم ______ نماز کا حکم نہیں دیا تھا۔ حج کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ نکاح کا پیغام تھا۔
یہ تو انتہائی پسند ہے۔ یہ تو اپنی مرضی ہے۔ کوئی کر سکتا ہے۔ فرمایا تمہاری حد تک ہے۔ ہر معاملہ
حضور کا وسیلہ دعا میں آ جائے۔ کون ہے جو ان کے حکم کو ٹال سکے۔ اگر ایمان چاہیے ہے۔ قرآن کا

DATE:

فیصلہ قبول کرے۔ اور بعض مرتبہ یوں بھی ہوتا ہے۔ کہ بچی میں نے تمہاری بات مان لی اگر میرا نقصان بڑا ہو گیا۔ دل
تو نہیں مانتا تھا۔ لیکن میں نے کہا چلو بڑا ابا کہتے ہیں اس کی بات کیا ٹالیں۔ دوست ہے اب اس کی بات
کیا ٹالیں۔ مجبور ہو کر۔ پریشان ہو کر دل نے تو بڑی پریشانی محسوس کی۔ لیکن آخر بھائی سمجھ کر بیٹی
نے مان لیا۔ خدا فرماتا ہے۔ ہم کو یہ [illegible] حرج جا۔ صرف محبوب کا حکم ماننا ہی نہیں۔ بلکہ
اس کے حکم کے خلاف دل میں کھٹکا بھی پیدا نہ ہو۔ یہ آخری مطلقہ نہیں ہے۔ یہ محبوب کے سپرد
دل کا اعلان ہے۔ کہ محبوب جو بھی حکم دیتا ہے خدا گواہ ہے۔ اس کے حکم میں میرا نقصان نہیں
نفع ہی نفع ہے۔ چنانچہ جب یہ آیت مدینہ پاک میں پڑھی گئی۔ اور یہ آیت پہنچ گئی حضرت
طیبہ طاہرہ زینب کے گھر۔ کہ خدا تعالیٰ نے تو ایمان کا فیصلہ اس رشتے پر لگا دیا ہے کیونکہ
یہ فیصلہ پر تقویٰ کی غرض سے ہے۔ کہ پیغمبر کا بھیجا ہوا پیغام رسول کریم نے بھیجا ہے۔ چنانچہ حضرت
زینب نے دو خط بھیجے حضور کی طرف آقا۔ یہ غلطی معاف فرمائیں۔ اب واللہ الذی مجبوراً
نہیں میرا دل قبول کرتا ہے۔ کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے، صحیح فرمایا ہے۔ کیونکہ حضور کو ایمان
والوں کی جانوں پر اتنا حق ہے اختیار ہے۔ ہماری جانوں کو بھی اتنا اختیار نہیں ہے۔
اس لیے حضور نے جو فرمایا۔ ہر معاملہ پر صحیح حکم چلے۔ تو خدا تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا
اور تم پر اگر کوئی کام کرنے میں مشکل وارد ہوتی ہے تو تمہارا جسم کرے نہ دل بھی نہ سمجھو کہ نہیں ماننا کہ
نہیں۔ رکتے ہو تو اللہ رسول کے حکم پر رکو۔ اور اگر کوئی فیصلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول علیہ
کی طرف سے آ جائے۔ تو مجبوراً قبول نہیں کرنا بلکہ دل سے راضی ہو کر قبول کرے۔ اور یہ معمولی
مرتبہ نہیں۔ خدا کے فیصلوں پر راضی ہونا۔ میں تمہیں عرض کرتا ہوں۔ یہ منصب نبوت کا انعام ہے
یہ نبیوں کا مقام ہے۔ کہ خدا کے فیصلے پر وہ راضی ہو جاتے ہیں۔ یہ فرماتی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام
اپنی امی جان کو مصر میں چھوڑ کر مدین چلے گئے۔ جس کے حکم پر خدا کے حکم پر۔ امی جان
پیچھے ہیں۔ بھائی جان پیچھے ہیں۔ جی ہمشیرہ محترمہ پیچھے ہیں۔ سارے رشتوں کو ایک طرف
کر کے موسیٰ پیدل سفر جا رہے ہیں۔ کیونکہ خدا کی رضا اسی میں ہے۔ یہ مرتبہ ہے۔ نبوت کا
یہ مرتبہ ہے۔ کہ وہ جو کام بھی کرتے ہیں۔ خدا کی رضا پر کرتے ہیں۔ ان سے آگے دیکھیے چلیے۔ حضرت ابراہیم
کو آگ کی لپیٹ میں جاتے ہیں۔ تو کس کی رضا کیلئے۔ اور اگر شہزادے کا حلقوم پر چھری رکھے
ہیں تو کس کی رضا کیلئے۔ اور اگر لق و دق جنگل میں اپنی اہلیہ اور اپنے لخت جگر کو چھوڑے جا رہے ہیں
جہاں کوئی بستی بھی نہیں۔ مکان بھی نہیں۔ پڑوسی بھی نہیں۔ پانی بھی نہیں۔ سایہ بھی نہیں۔ اور کوئی
سبزہ زار بھی نہیں۔ جہاں چھوڑ کے کیوں جا رہے ہو۔ خدا کی رضا کیلئے۔ اور عبادت کا حق ادا کیا

DATE:

پڑ اگر آرا چلتا ہے اور آپ ہر لحظہ ہونا برداشت کر رہا ہیں۔ ظلم ہوا۔ آہ نہ کرنا۔ یہ خدا کی رضا ہے۔
یہ نبیوں کا شیوہ ہے۔ یا پیران کا شیوہ ہے۔ جن کو خدا عزت عطا فرماتا ہے۔ وہ کون ہیں۔
اولئک کتب فی قلوبھم الایمان ——— پہلے تو میں نے انبیاء کی شان عرض کی ہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے میرے محبوب جیسی اس عظمت کے صحابہ کرام کی بھی یہی شان ہے اور ان کی یہی شان ہے۔
وہ نبی نہیں ہیں۔ پر نبیوں کے نبی کے غلام ہیں۔ رسولوں کے رسول کے غلام ہیں۔ اور سنیئے رب فرماتا
ہے۔ رضی اللہ عنہ ——— اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔ یہ تو بڑی عزت
ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بندے پر راضی ہو جائے ——— لیکن اس سے آگے فرمایا۔ ورضوا عنہ۔ رب فرماتا ہے کہ اللہ
ان پر راضی ہو گیا۔ اور وہ اللہ پر راضی ہو گئے۔ خدا کا بندے پر راضی ہونا۔ یہ بندے پر بہت بڑا انعام ہے۔
لیکن خدا فرماتا ہے۔ میں راضی ان پر بھی راضی نہیں۔ وہ بھی مجھ پر راضی ہو گئے۔ اب میں سنبھل کر کہتا ہوں۔
اللہ مجھے آپکی دعاؤں سے سنبھالا عطا فرمائے۔ کہ خدا کا بندے پر راضی ہونا یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ لیکن
بندے کا خدا پر راضی ہونا یہ اس سے بھی آگے ہے کیونکہ ہر کوئی۔ اس منصب پر نہیں پہنچتا
ہر ایمان والا اس منصب پر نہیں جاتا۔ وہ جاتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے محبوب کی خصوصی نظر ہے
خدا ان پر راضی اور وہ خدا پر راضی ——— رب فرماتا ہے کہ میرے محبوب کے صحابہ کرام نے ساری زندگی
میرے اور میرے محبوب کے فیصلے پر زندگی بسر کی ہے۔ تو یہ جبری زندگی نہیں۔ بلکہ خوشنودی کی زندگی
انہوں نے میرا اور میرے محبوب کا ہر فیصلہ مسکرا کر قبول کیا ہے۔
حالانکہ بعض ایسے فیصلے بھی تھے۔ جو عقل اور سائنس علم میں نہیں آتے تھے۔ لیکن وہ مسکرا
رہے ہیں۔ جنگل بھی تو رہے ہیں۔ ایک اشارہ کر دیتا ہوں ——— جنگیں انتظام کے ساتھ لڑی
جاتی ہیں۔ یا انتظام کے بغیر۔ بڑے انتظام ہوتے ہیں۔ آج اس ایٹمی توانائی کے دور میں دیکھ
لیں۔ آپکا پڑوسی ملک جس پر شومی قسمت بے ایمان کافروں کا قبضہ ہے۔ ہندوستان۔ جس میں
بحمدہ تعالیٰ مسلمانوں کے بڑے بڑے علمی روحانی ورثے ہیں ——— ان ورثوں کی بدولت مسلمانوں
کا پاکستان کے مسلمانوں کا ہندوستان کے ساتھ گہرا رابطہ ہے۔ لیکن کتنے بزرگوں کی بدولت یہ
خواجہ اجمیری کی بدولت ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کی بدولت۔ حضرت سلطان الاولیاء
علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری چشتی کی بدولت۔ فرید زر بخش نظام الدین محبوب الٰہی کی بدولت
قطب الاسلام مخدوم المسلمین قطب الدین بختیار کاکی کی بدولت۔ لیکن اس بد بخت کافر حکومت
نے اپنی رعایا کے معاشی اقتصادی اور دیگر مسائل کو حل کرنے پر اتنا بجٹ نہیں لگایا جتنا اس
نے اپنے دفاع کے لئے مختص کیا ہے۔ جتنا بجٹ دفاع پر خرچ ہوتا ہے۔ ایٹم بم بنالو۔ تم اتنے طاقتور

DATE: ______

لے لو۔ تم اپنے ٹینک بنالو۔ ہر کروڑ کرو۔ دنیا آج ہر لمحہ جنگ کی تیاری میں بسر کر رہی ہے۔ اب اس پر بحث فضول ہے کہ ہمارا پاکستان میں بزرگ کیا کر رہے ہیں۔ اس طرف بات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جناب نادر چیز ہے پاکستانی حکومت کے متعلق سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے کیونکہ سوچیں تو تب جب کوئی انداز ہو۔ جب کوئی انداز ہی نہ رہا۔ بجھے چراغ جلتا ہو تو دیکھیں کہ راستہ کس طرف ہے۔ شرما سے جب ہو ہی گھپ اندھیرا۔ اب اس میں قدم کیا رکھیں۔ جب مرد مرد ہوا کرتے تھے مسائل سوچا کرتے تھے۔ جب مردوں میں مردمی تھی۔ اور ہمت ہوتی تھی۔ قرآن کو مسائل پڑھ کر بھی آتے تو ٹھوکر سے حل بھی کرتے تھے۔ اب جب مرد مرد رہا نہیں تو مسائل کیا حل کرے گا۔ کہا ترکی مسلمان کا بہت بڑا ملک۔ پاکستان اور مرحوم مسقط ترکی پاکستان ہمیں تینوں ملکوں کے اندر کوئی مرد نظر نہیں آتا۔ اللہ پناہ دے۔ خدا تعالیٰ ہماری تقدیر کا فیصلہ بہتر فرمائے۔

اس دور میں جنگ لڑنے کیلئے اگرچہ معمولی سا بھی معاملہ ہو۔ تو کروڑوں ڈالر کا بجٹ خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن اسے مدینے کے رہنے والو۔ آپ شہنشاہ کائنات علیہ السلام کے نیاز مندوں مجاہدوں میں کیا پاکیزہ لڑائی تھی کہ چلے ہیں تجارتی قافلے کو پکڑنے کیلئے۔ رب کریم نے اس کو ایک طرف کر کے آگے ایک ہزار کے جنگجو کا فوجی دستہ کھڑا کر دیا فرمایا لڑو۔ فیصلہ کس جرنیل کا تھا۔ فیصلہ کسی کمانڈر ان چیف کا تھا۔ کوئی جرنیل نہیں تھا۔ جس کے فیصلے سے اختلاف ہو سکتا تھا۔ جسم کو حکم نے فرمایا۔ نیاز مندوں۔ قافلہ تو نکل گیا لشکر آگیا۔ لڑو گے۔ قسمت آزما کیا ہوا۔ نبی پاک مدینہ منورہ شریف سے چلتے ہوئے جنگ کا اشارہ بھی نہیں فرمایا۔ اور یہی وجہ ہے کہ تقریباً تین سو تیرہ ہی تھوڑی ہے۔ اور تلواریں بھی صرف ۔۔۔ کے پاس آٹھ۔ اور ستر اونٹ دو گھوڑے۔

تھے جن کے پاس دو گھوڑے۔ چھ زرہیں۔ آٹھ شمشیریں

پلٹنے آئے تھے جو لوگ دنیا بھر کی تقدیریں

کس کے بل بوتے پر۔ اسلحہ کے زور پر۔ تلواروں کے زور پر۔ تیروں کے زور پر۔ نہ کوئی دفاع تھا۔ نہ کوئی فوج تھی۔ نہ کوئی تلواروں کا بہت خزانہ تھا۔ واللہ۔ ان کے پاس کچھ نہیں تھا۔ صرف خدا اور خدا کا رسول تھا۔ کمال ہو گیا نہیں۔ کیونکہ خدا اور رسول۔ سبحان اللہ۔ تو ابدیت حقیقت ہے۔ میں فخر کرتا ہوں۔ کمال ان ارباب وفا کی ہمت اور عزم کا تھا۔ جنہوں نے یہ نہیں مڑ کے دیکھا۔ تلواریں بھی نہیں تھیں۔ ڈھالیں بھی نہیں تھیں۔ تیر بھی نہیں تھے۔ تیاری بھی نہیں ہے۔ فوجی بھی سپاہی بھی ساتھ کے زندہ آئے۔ چلے آپ کہتے ہیں۔ ہم لڑیں گے بتانا۔ مڑ کر نہیں آنا۔ نہ جو کچھ ہم کہیں۔ اگر آپ فرمائیں ہم تم جنوں سے بھی جنگ لیں گے۔ اور گر آتا ہو تو بدر کے میدان میں چند پتھر لے آئے۔ خدا کی قسم

اگر آپ فرمائیں تو ہر سمندر میں چھلانگ لگا دیں گے۔ اس لئے کہ ہمارا مقصد کسی کو مارنا نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے
حکم کی تعمیل ہے۔ اور مجبوری نہیں۔ مجبوری ہوتی تو ہر کوئی چھپتا یا ر کیا اُن کے پاس کوئی
کچھ نہیں۔ حضور خود ڈیوٹی لگا دیں گے کسی کی۔ کیا کریں گے جا کے۔ جب تیاری ہو گئی۔ تو انصار
کھڑے ہو گئے۔ مدینے پاک والے۔ عرض کی آقا۔ یہ مہاجر ہمارے مہمان ہیں۔ میزبان ہم ہیں۔ ہمارے
ہوتے ہوئے دشمن ان پر وار کرے۔ یہ ہماری غیرت کے خلاف ہے۔ پہلے آپ ہمیں حکم دیں۔ ہم جان
سپاری کریں۔ آقا ایک انصاری بھی جب تک زندہ ہے کسی مہاجر کی طرف کسی کافر کی میلی نگاہ
بھی برداشت نہیں کرتے۔ کوئی عذر ہے۔ کوئی مجبوری ہے۔ نہیں ــــ
کیونکہ ثم لا یجدوا فی انفسھم ـــ حرجا ـــ تسلیما ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایمان والے تو وہ ہیں
جب میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام فیصلہ کر دیں تو وہ حرف بھی نہیں کہ جھک جاتے ہیں۔ بلکہ
دلوں کو بھی ادھر مائل کر لیتے ہیں۔ اب جہاں قرآن پاک کے دو جملے ملا کے سوچیں۔ کہ یہ کس
کا منصب ہے۔ اذ قال لہ ربہ اسلم۔ قال اسلمت لرب العالمین۔ و یسلموا تسلیما
وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ یہ صدیق اکبر ہیں۔ اذ قال لہ ربہ ـــ العالمین یہ
کون! ابراہیم۔ ویسلموا تسلیما۔ یہ نبی پاک کے صحابہ کرام ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تسلیم و
رضا کا جو مرتبہ رب نے اپنے رسولوں علیہم السلام کو عطا فرمایا۔ نبی پاک علیہ السلام کے صدقے
صحابہ کرام کو وہی مرتبہ رضا ملا ہے۔ وہ زندگی میں۔ سرکار علیہ السلام اور رب کو ہر اس
حکم کو مجبوراً نہیں مسکرا کے قبول کرتے تھے۔ سنیے حدیث شریف۔ اور اس حدیث پاک
کو۔ حضرت نامعتبر پیر کامل ـــ امام الواصلین۔ مقدام الکاملین۔ حضور حضرت
سرکار داتا گنج بخش ہجویری۔ اللہ تعالیٰ نے ان اکابرین کے کیسے پیارے نام رکھے ہیں۔ یہ کسی
کی زبان نہیں ہے یہ رب کا فرمان ہے ــ خدا تعالیٰ ان کو دینا اتنا ہے کہ یہ داتا بن گئے
یا مگر بیٹھے ہیں کہ جس کے دروازے سے فقیر کو خیرات نہیں ملتی ـ دوسرا تو اس کے دروازے
یہ نہیں جاتا ـــ ساری خدائی اکٹھی ہو گی ــ اگر تو پاگل بے وقوف ہے ـــ کچھ
نہیں ملتا تو ــ ان ارباب دنیا کا ہجوم جو ہر وقت لگا رہتا ہے۔ ان سے پوچھو یہ خالی
ہیں۔ اگر کچھ نہیں ملتا تو یہاں آ کے کیوں۔ جلدی سے جیسے کے لئے کر کے۔ تو بتا نہیں یہاں
تو خواجہ اجمیر بیٹھ گئے ٹک گئے کچھ ملتا ہے تو بیٹھے نا۔
کشف المحجوب شریف میں فرمایا۔ حدیث پاک نقل کی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام
نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی۔ مولا میری ایک درخواست ہے۔ فرمایا پیارے کلیم کہیے۔ خدا جانتا

DATE:

ہے۔ لیکن پھر۔ مولا مجھے تو نہیں دی۔ کیسی عظیم دعا ہے۔ کیسی عظیم طلب ہے کہ مولا۔ میں تیری بارگاہ
میں۔ ایک دعا کرتا ہوں۔ یا اللہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں زندگی اس طرح بسر کروں کہ تو مجھ پر
راضی رہے۔ یہ کس کی طلب ہے۔ یہ کسی علیہ السلام کی طلب ہے۔ میرے دوستو۔ یہ اتنا بڑا
منصب ہے کہ انبیاء طلب کرتے ہیں جو ولیاں پہلے سے اَسْئَلُكَ الرِّضَاء مولا کریم میں چاہتا
ہوں کہ تو مجھ پر راضی رہے۔ فرمایا کلیم بڑی مختلف طلب دعا مانگ لی ہے تو نے بڑی وزنی
دعا مانگ لی۔ میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ اصل میں یہ سمجھایا ہمیں جا رہا ہے۔ ورنہ اللہ کا
کے رسول کا منصب سمجھیں۔ اس کی رضا میں ہے۔ پیارے کلیم یہ بہت بڑا مرتبہ ہے
بہت وزنی مرتبہ ہے۔ عرض کی مولا۔ میری درخواست ہے کہ تو آسان فرمائے تو کوئی بڑی بات
نہیں۔ مان لیا کہ تیرا راضی ہونا بہت وزن رکھتا ہے لیکن اگر تو کریم ہے کرم کر دے۔ تو آسان
ہے۔ تو راضی ہو جا۔ میں یہ کوشش کرتا کہ میں تجھے راضی کروں۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ کہ تو مجھ پر
راضی ہو جا۔ ہو سکتا ہے۔ میرے راضی کرنے میں کمی رہ جائے۔ لیکن تو تو راضی ہو سکتا ہے
تو تو بے نیاز ہے۔ فرمایا۔ پیارے کلیم میں ایک نشانی بتا دیتا ہوں۔ جب وہ تجھے نظر آ جائے
تو تو یقین کرنا کہ میں تجھ پر راضی ہوں۔ اور محترم یہ غور فرمائیں۔ وہ نشانی ہمیں آپ کے
پاس ہے۔ یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سوچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پیارے کلیم میں ایک
نشانی بتا دیتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ بندے پر راضی ہے۔ وہ علامت اگر تجھ میں پائی
جائے۔ تو تجھے مبارک ہو کہ میں تجھ پر راضی ہوں۔ ڈر کے کہتا ہوں۔ لیکن میں بغیر نہیں جا سکتا
یہاں طلب ہے۔ خدا کا رسول ہو کر یعنی جو منصب اللہ تعالیٰ رسولوں کو
مانگنے پر دیتا ہے خدا کی قسم ہے مانگے بغیر محمد عربی کے غلاموں کو عطا فرماتا ہے جو
صحابہ کرام کو دیتا ہے۔ یہ جزوی فضیلت ہے کہ ان کا رکوں سے افضل ہونا
نہیں ہے۔ بلکہ اس کا افضل ہے جس کے صدقے یہ کرم ہو رہا ہے۔ یہ رسول اللہ کے افضل
ہونے کی دلیل ہے۔ وہاں فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا اور
وہ اللہ پر راضی ہو گئے۔ دعا نہیں مانگی طلب تو ہے نا۔ کہ خدا راضی ہو جائے۔ لیکن
دعا کا ذکر نہیں ہے۔ اللہ خود اعلان فرماتا ہے۔ رضی اللہ عنہ۔ حد ہو گئی پیار۔ یہ کیا
بات ہے۔ وہاں انبیاء طلب کریں مولا راضی ہو جا۔ اور یہاں طلب کے بغیر۔
طلب تو ہے لیکن لفظ کوئی نہیں۔ تو پھر کیوں اعلان فرمایا۔ وہاں تو دعا مانگی جا رہی
ہے۔ پھر بھی فرمایا ہے مانگتا بڑا ہے دیکھیے۔ بڑا وزن پڑے گا۔ اس کی نشانی لے لو۔ لیکن یہاں

DATE:

دعا تو نہیں ہے لیکن فرمایا ہے رضی اللہ عنہم۔ اللہ ان پر راضی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا کمائی ہے۔
فرمایا ان کی کمائی نہیں۔ میں تو ان پر راضی ہوں محبوب کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔
کیونکہ میرا تو اعلان ہے ولسوف یعطیک ربک فترضی ——— محبوب میں تو تجھے
راضی کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ کی مرضی سب چاہیں اللہ رضا ان کی چاہے۔

ہے پیش لب سالوں خدا قرآن خبر کی گواہی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ولسوف یعطیک ربک پارہ ۳۰ آپ کا
رب جلدی دے گا۔ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ اور اس کے ساتھ
متصل دوسری سورت ختم ہو رہی ہے۔ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی۔ الا ابتغاء
وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی ——— اس سورۃ میں فرمایا محبوب تیرا رب اتنا دے گا کہ تو
راضی ہو جائے گا۔ اور دوسری سورۃ میں فرمایا۔ جب صدیق اکبر نے حضرت سیدنا بلال کو خرید کر
آزاد کر دیا۔ مولانا روم نقل کرتے ہیں۔ کہ امیہ بن خلف بدبخت یہ جب حضرت بلال پر
ظلم کرتا۔ صدیق اکبر کا گزر ہو گیا۔ فرمایا او بدبخت کیوں یہ سلوک کرتا ہے۔ کیوں مارتا
ہے۔ کہتا ہے۔ بڑا رحم ہے۔ بڑا شوق لگا خرید لو۔ فرمایا بسم اللہ۔ میں تو حاضر ہوں۔
کہتا ہے بڑا اعلیٰ غلام رومی دو سفید گورا چٹا رنگ کا ایسا ہی غلام۔ اور اتنے ہزار دینار دے
اور یہ لے لو فرمایا قبول ہے۔ کوئی بولی نہیں۔ جو اس نے کہا وہی کیا۔ غلام بھی دے دیا۔ ہزاروں
دینار بھی دے دئیے۔ ظاہری کالے رنگ والا بلال۔ لے کر محمد مصطفیٰ کے پاس آگئے ﷺ
بلال پاس سے تھے۔ صدیق اکبر ساتھ تھے۔ اور ان کی نظر جاتی ہے۔ مولانا روم لکھتے
صدیق اکبر آئے۔ بلال ساتھ ہیں۔ سارا ان کا بلال پاس ہو گیا ہے۔ بلال میرے
پاس ہو گئے۔ اتنا میرا … کہ دنیا نے دیکھا آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ کعبہ جس کی
طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے وہ کعبہ کی چھت نیچے تھی۔ بلال کے پاؤں اوپر تھے۔
دنیا نے آنکھوں سے دیکھا یہ میرے … کا بیان ہو گا … ابوبکر کیسے آئے۔
ابوبکر صدیق کھڑے ہو گئے۔ بقول سیدنا بلال البین …

گفت ما دو بندگان کوئے تو
کردمش آزاد من بر روئے تو

عرض کی آقا۔ میں اور بلال دونوں تیری گلی کے غلام ہیں۔ اور دوبارہ جب … بنایا ہے۔

تو اس سے سر سے پھولوں کی نچھاور ہوتی ہے۔ پس وہ کانٹوں کی نچھاور ہوتا ہے۔ یا رسول اللہ میں
نے یہ اس گلستانِ عشق کا کھلتا ہوا پھول۔ بلال جیسا چپ سا پیر قربان کر کے آزاد کر دیا۔ میرے
باپ نے ابھی کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ عثمان نے صدیق اکبر کے باپ کا نام ہے۔ صدیق اکبر کا نام عبداللہ
ہے۔ باپ کا نام عثمان ہے۔ عبداللہ بن عثمان کی ___ یہ پہلی سے بتا دیں۔ بتاؤ عبداللہ
بن عثمان کس کا نام ہے۔ یہ صدیق اکبر کا ہے ___ کنیت ابوقحافہ ہے۔ کنیت ابوبکر
ہے۔ بڑا سخی بڑا معتبر۔ شریعت عام کی کسی۔ کلمہ پڑھ لیا کہ کیا ہو گیا۔ کالا غلام خرید
دو پلے لے لیا۔ اتنا حسین غلام وہ بھی دے دیا۔ اتنے پیسے بھی ساتھ۔ دماغ خراب ہو گیا اور بابا
جو کہ مسلمان نہیں تھا۔ اسے کیا پتا۔ بلال کون ہے۔ اور یہاں تو چودھویں صدی آ گئی کلمے پڑھنے
والوں کو ابھی تک پتہ نہیں کیا۔ بلال کے آقا کا پتہ نہیں چلا وہ کیا ہے۔ کوئی کتاب پڑھا کرو بھائی
ہے۔ کوئی کتاب ہے گاؤں کا چوہدری ہے۔ کوئی کتاب ہے کر کچھ نہیں سکتا۔ باپ کھنچا
گیا کہا۔ کالا غلام حبشی ہونٹوں والا جو برابر ہو جاتا۔ یہ بھی مہنگی نہ تھی۔ لیکن تو نے کیا
کیا۔ پیسے بھی دے دیئے۔ اکلوتا غلام لے گیا حسین غلام دے دیا۔ فرمایا بابا۔ زبان یہاں رک
سا۔ آگے نہیں چلے گی۔ یہ سودا ہوا ہے باہر کا فرد تھا سر لٹکا یا۔ بڑا آگیا ابوبکر سیانا
بنت عام کی کسی۔ کلمہ پڑھ کے یہ اتنا بھی پتا نہیں ہے کہ غلام کیسے خریدے جاتے ہیں جن کو سودا بیچنے
کا پتہ نہیں وہ عقل مند ہے۔ یہ مجھ کو سمجھ لگی۔ جو سودا ہے ہم سمجھے۔ اُدھر رو رہی تھی آپ کے رسول ناخوش
ہونے لگ گئے۔ کافر مجھ کو سمجھ بیٹھے۔ حدائق اللہ تعالیٰ کی آیتیں نازل فرما رہا تھا ___
فرمایا پیارے محبوب ___ اچھا بہت سارے اور کہنے لگے۔ یہ نہیں چلو معلوم ہے بلال
میں کوئی ابوبکر نے کوئی احسان کیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس نے خریدا ہے۔ وہ نہ یارو۔ کالا غلام
وہ حسین و جمیل غلام۔ کوئی برابر نہیں تھا۔ اس نے پلے سے بھی پیسے دیئے۔ اس کو خرید لیا۔
یہ مسئلہ میں نہیں آتی۔ کوئی اس کا احسان ہوگا۔ رب نے فرمایا جبریل علیہ السلام جلدی جا۔
میرا قرآن لے جا۔ میرے صدیق پر اعتراض ہو رہا ہے۔ میری طرف سے وضاحتی بیان دے دے۔
قرآن۔ محبوب علیہ السلام [illegible] جن کی وضاحت میں خدا آیات نازل فرمائے۔ بالکل بڑی
صفائی بڑا اب نہیں دے سکتا۔ ابوبکر کی صفائی خدا دے رہا ہے۔ کیا صفائی دی۔
فرمایا۔ وما لاحد ___ تجزی۔ صدیق اکبر پر کسی کا کوئی احسان نہیں۔ جس کا احسان
کا بدلہ چکانے کے لیے۔ اس نے بلال کو خرید کر آزاد کیا۔ مولا پھر یہ کس لیے کیا۔ فرمایا الا ابتغاء
وجہ ربہ الاعلیٰ۔ اللہ فرماتا ہے صدیق اکبر نے یہ سب کام راضی کرنے کے لیے کیا ہے۔ ولسوف

DATE:

دکاندار ہو - افسر ہو - مزدور ہو - مولوی ہو - نمازی ہو - سب مسلمانو ۔ اس نکتہ کو سمجھو صدیقؓ -
جس کی رضامندی خدا فرمائے - الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ ــــ فرمایا بلالؓ کو جب صدیق اکبرؓ نے
بلال کو خریدا ۔ تو کسی کا احسان جتانے نہیں - بلکہ مجھے راضی کرنے کیلئے - اب اگلا سوال
ہوتا - کہ مولا - پھر تو بتا راضی ہو گیا یا نہیں ۔ تو یوں کہنا چاہئے تھا - رضی اللہ عنہ - معاذ اللہ
ہو اللہ راضی نہیں - میں سیاق سباق کے تحت ہی گفتگو کر رہا ہوں - اگر خدا بے شعور
بخشتا ہے تو یہ اعتراض بیس نہیں - بلکہ لطافتیں ہوتا ہے قرآن شریف کی - بات یہ بنتی تھی -
الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلیٰ - کہ یہ صدیق اکبر نے جو کیا خدا کی رضا ہیں - مولا پھر تو راضی ہو گیا ہے - تو
چاہیے ہوتا کہ رضی اللہ عنہ آتا نہیں ۔ بلکہ فرمایا - ولسوف یرضیٰ - ابوبکر نے جو سودا کیا - اس
نے تو مجھے راضی کرانا چاہا - اے سننے والو - اب میں یہ اعلان کرتا ہوں - کہ میں وہ کرم
کروں گا - کہ ابوبکر راضی ہو جائے گا - ادھر محبوب کیلئے فرمایا - ولسوف یعطیک ربک -
محبوب اتنا دوں گا کہ تو راضی ہو جائے ادھر صدیق کیلئے فرمایا - ولسوف یرضیٰ - میں اس کو
بھی راضی کروں گا - محبوب تجھے بھی راضی کروں گا - بتا دو وہ کتنے عظیم ہیں - جن کو خدا راضی کر رہا ہے
پتا چلا -

۲۰۱۵ — ۲ — ۲۵
۱۴۳۶ — ۶ — ۵
۴۹ — ۵ pm
۴۰ — ۴
۵۲.

٢٧ - اللہ کا ذکر

الحمد للہ رب العالمین۔ حمد الشاکرین۔ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علی سید الانبیاء
والمرسلین۔ وعلی آلہ واصحابہ واھل بیتہ وذریتہ اجمعین۔ بسم اللہ الرحمٰن
ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم ـــــ الفاسقون ۔ حشر

میلاد شریف کی برکات اور اس کی بدولت حاصل ہونے والی نعمتوں کا ذکر
پاک کے حوالے سے مسئلہ زیر بحث رہا ہے۔ کہ ایک مرد مومن کیلئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذکر
کرنا۔ یہ اس کے ایمان کی معراج ہے۔ اور جب ذکر خداوندی نصیب ہوا۔ اصل میں میلاد
پاک کی برکتوں سے اسے اللہ تعالیٰ نے حصہ وافر عطا فرمایا ہے۔ اور اس سلسلے میں۔
یہ حقیقت بھی قرآن پاک کے لفظوں میں آپ کے سامنے بیان کی گئی۔ کہ خدا تعالیٰ کے ذکر سے
معاذ اللہ۔ روگردانی کرنا۔ پہلو تہی کرنا۔ سستی کرنا۔ صرف یہاں دنیا ہی میں خسارے کی
وجہ نہیں بلکہ قیامت کے دن کی روسیاہی کا بھی سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا،
کہ جو لوگ میری یاد سے اس دنیا میں منہ موڑ لیتے ہیں۔ وہ قیامت میں بھی ذلیل و رسوا
ہوں گے۔ جس کا مطلب یہ نکلا۔ کہ اس دنیا میں انسان جو برے کام کرتا ہے۔ یہ برائی اپنے اثر کے
اعتبار سے اتنی گہری ہے۔ کہ یہاں کیا ہوا بُرا عمل انسان کے ساتھ قیامت کے میدان میں
بھی پہنچ جاتا ہے۔ اور اس کا اثر وہاں ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے انسان کو قدم قدم پر رسوائی
پریشانی تکلیف اور نگاہ عنایت قدرت سے گر جانے کی وہ ذلت ملتی ہے (معاذ اللہ)
جو اسے منصب ایمان سے بھی گرا دینے والی شئے ہے۔

ایک دوسرا نتیجہ نکلا۔ کہ جب خدا کو بھول جانا۔ رب تعالیٰ کی یاد سے منہ موڑ لینا۔
قیامت کے دن کی رسوائی کا سبب بنتا ہے۔ تو پتا چلا۔ کہ رب تعالیٰ کو یاد کرنا۔ قیامت
کے دن کی عزت کا ذریعہ بنتا ہے۔ جیسا کہ صوفیائے کرام فرماتے ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد
سے غافل ہیں۔ اور آپ یہ بھی نوٹ کریں۔ ہمارے ہاں ہمارے ملک میں۔ ہمارے معاشرہ
میں۔ دوسری خرابیوں کے علاوہ ایک خرابی یہ بھی ہے۔ ایک تو وہ لوگ ہیں۔ جو ذکر سے
یکسر محروم ہیں۔ بالکل ذکر سے فارغ اور خالی ہیں۔ اور ایک وہ لوگ ہیں کہ وہ ذکر
سے بالکل خالی ہیں۔ لیکن دعوٰی کرتے تو دعوٰی وہ ذکر کا بہت کرتے ہیں۔ کہ ہمارا تو لمحہ لمحہ
کا ہر لمحہ ذکر میں گزرتا ہے۔ ہماری تو ہر وقت کی زندگی جو ہے ہر لمحے کی زندگی۔ ہم تو ہمیشہ دائمی
ذکر کرتے ہیں۔ اور اصل میں وہ لوگ دین اور ایمان کے باغی ہیں۔ جو خود تو ڈوبے ہیں۔
جو ان کے حلقہ اثر میں آتا ہے۔ اس کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ اب جو اگلا شعر ہے یہ پوچھا جاتا

DATE:

کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بنیاد کیا ہے۔ صرف اپنی زبان سے اللہ۔ اللہ۔ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر
صرف یہی پڑھ کر رہے۔ کہ اس کے علاوہ ذکر کی بنیاد کوئی اور ہے۔ تو قرآن پاک نے اس
میں بھی راہنمائی فرمائی ہے۔ کہ یہ سارے اسمائے حسنہ جو ہیں۔ یہ سارے اذکار جو ہیں۔ ذکر
بنتے ہیں۔ لیکن اس وقت بنتے ہیں جب ان کی بنیاد صحیح ہو۔ اگر بنیاد نہ ہو۔ تو ہر چاہے
شخص اپنی ساری زندگی اللہ اللہ ــــــ میں بسر کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہے تو
اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہے۔ کیونکہ بنیاد نہیں ہے۔ اس کی بنیاد کیا ہے۔ قرآن پاک کی زیارت
کریں اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ اور ہمیں ناز ہے۔ کہ جب بھی کوئی مسئلے میں رکاوٹ بنتی ہے
ہمیں قرآن پاک میں عظیم راہنمائی ملتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بنیاد کیا ہے۔ جناب حضرت موسیٰ
علیٰ نبینا ــــ حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ محترمہ کی زیارت
کیلئے جا رہے ہیں۔ راستے میں وادی طویٰ آگئی۔ مشہور واقعہ ہے قرآن پاک کا۔ اور آپ کو
دور رات کی تاریکی میں۔ ٹھٹھرتی برف باری کے دوران۔ آگ جلتی نظر آئی۔ اور آپ نے اپنے
گھر والوں سے فرمایا۔ فقال لاھلہ ــــــ نارا ــــ اپنے اہل خانہ سے فرمایا کہ تم یہاں
ٹھہرو۔ مجھے آگ معلوم ہوتی ہے۔ میں ذرا وہاں سے ہو آؤں۔ لعلی آتیکم ــــــ فرمایا
فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ میں وہاں سے کوئی کا چنگارا اور یہاں ہم آگ جلا کر [illegible]
یا مجھے اپنی منزل کی سمت ہی کی طرف راہ کا پتہ چل جائے۔ تفصیلات سنیں۔ جناب
موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے۔ آگ لینے کے لیے۔ کیا پیارا سفر ہے اللہ والوں کا۔ آگ لینے گئے
گئے تھے۔ غائب ہو گیا۔ جیسے ہی وہاں پہنچے۔ جسے آگ سمجھے تھے۔ وہ تجلی حسن خداوندی تھی۔
ایک درخت میں اس کا ماحول منور ہے۔ درخت سر سبز شاداب ہے۔ لیکن وہ چمکنے والی
آگ بنی ہوئی جو بھی پڑ رہی ہے۔ آپ وہاں کھڑے ہیں کہ اب کس کی طرف سے آپ کا کلام ہوا۔
فلما اتاھا نودی یموسیٰ ــــــ انی انا ربک۔ جناب موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے
اور سارے ماحول کو دیکھ کر کچھ حیران رہ گئے۔ نودی یموسیٰ ــــــ ندا آئی وہ ندا صرف کانوں سے
نہیں سنی۔ بلکہ بال مبارک ــــ سر انور کے آخری بال سے لے کر پائے اطہر کے ناخن تک پورے
جسم میں اس آواز کا اثر ہو رہا ہے۔ پتہ چل گیا یہ مخلوق کی آواز نہیں ہے۔ کیونکہ مخلوق کی
آواز کانوں سے سنی جا سکتی ہے۔ آنکھوں سے دیکھا تو جا سکتا ہے مگر کسی کو سنا نہیں جا سکتا۔
سامنے کھڑا ہے۔ باتیں کر رہا ہے۔ لیکن جو بہرا ہے۔ اسے سنائی نہیں دیتا۔ [illegible] کہا
حالانکہ [illegible] لیکن اس نہیں رہا۔ مخلوق کی آواز سننے کے لیے کان لازم اور خالق کی [illegible]

جلالہ کا ارشاد سننے کے لیے آپ سارا وجود ہی کان بن گیا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہو رہا ہے۔ اِنّی انا ربک۔ پیارے کلیم۔ پیارے موسیٰ علیہ السلام۔ میں تیرا رب ہوں۔ آگ نہیں ہے۔ یہ جلوۂ رب ہے۔ یہ تجلی حسن خداوندی ہے اور جہاں آپ کھڑے ہیں۔ یہ وادی طویٰ ہے یہ پاک وادی ہے۔ لہٰذا اپنے نعلین اتار دیں۔ چنانچہ آپ نے نعلین شریف اتار دیئے۔ اِنّی انا اللہ لا الٰہ الا انا تاکہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے قلب مقدس کو یقین ـــــ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ یہ جلوہ حسن خداوندی ہے۔ اور میں آپ کے سامنے خدا کے حضور کھڑا ہوں۔ میں وادی طویٰ میں کھڑا ہوں۔ نعلین اتار دیئے ہیں۔ کھڑے ہیں اور مشاہدہ انوار و برکات تجلیات حسن ذات کر رہے ہیں۔ پھر کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ انہیں یہ ندا دی گئی۔ اِنّی انا اللہ ـــ الا انا فاعبدنی ـ اے موسیٰ علیہ السلام تم تک تو فقط خدا کو جانتے ہیں۔ معبود کو مانتے ہیں۔ اور تجھے جو جلوہ نظر آ رہا ہے۔ یہ اسی کے حسن کا جلوہ ہے۔ میں تیرا معبود ہوں۔ اور معبود کے معبود ہونے کا تقاضا ہے۔ کہ بندہ اس کی عبادت کرے لہٰذا فرمایا فاعبدنی میری عبادت کر۔ پہلے حوالہ دیا۔ اِنّی انا اللہ تحقیق میں ہی اللہ ہوں۔ مسلمانوں کتنی تاکید ہے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کے سامنے تاکید کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت تھی؟ نہیں تھی۔ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اور بیان کرنے والا رب ذوالجلال ہے۔ اس کا ہر حکم یقینی ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود کہ مکلم خداوندی کا شرف سننے والا جناب موسیٰ علیہ السلام ہے۔ لیکن رب تعالیٰ تاکید در تاکید۔ اِنّی انا اللہ ـــــ الا۔ حالانکہ اِنّی انا اللہ میں وہی معنیٰ ہے۔ کہ میں ہی اللہ ہوں۔ دوسرا کوئی الٰہ اللہ نہیں ہے۔ کوئی معبود نہیں۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ الا انا۔ میرے سوا۔ یہاں بھی تاکید بن ہو گئی۔ تاکید کا اعلان ہو گیا۔ جب تاکید کا اعلان ہو گیا تو فرمایا۔ فاعبدنی۔ میری عبادت کرو۔ یہاں سے نتیجہ یہ نکلا قرآن پاک کی آیتوں سے کہ خدا تعالیٰ کو معبود اس نے مانا جس نے اس کی عبادت کی۔ اب میں تفصیلات میں جاؤں گا۔ ہم عبادت کیا اس کام کو کہتے ہیں۔ جو کام ہم رب کریم کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔ وہ اللہ کی عبادت ہے۔ اب آگے گزشتہ جائیں آپ۔ ایک ایسا گلستان کہ جس کے پھول چنے نہیں جا سکتے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے کہ ہم اس حسن کو اپنائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعبدنی اے موسیٰ علیہ السلام میری عبادت کرو۔ پتا چلا کہ جناب موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رب ذوالجلال نے جو اپنے معبود ہونے کا اعلان فرمایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اے موسیٰ چونکہ میں نے تجھے بتا دیا ہے کہ میں تیرا معبود ہوں لہٰذا۔ میری عبادت کرو۔

میں پوچھنا چاہوں گا۔ اگر صرف یہ کہنا کافی تھا کہ اللہ معبود ہے۔ اور عبادت نہ کی

DATE:

تھی تو پھر خدا تعالیٰ نے کیونکہ فرمایا فاعبدنی — میری عبادت کرو۔ اللہ معبود ہے۔ معبود حقیقی ہے۔
وحدہٗ لا شریک ہے۔ لیکن اس کا تحفظ کا عملی طور پر کب ہوگا جب بندہ اس کی عبادت کرے
گا۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ جناب یہ تو موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہے۔ تو میں ادب سے درخواست
کرتا ہوں۔ کہ جو الفاظ رب کریم نے بطور وحی جناب موسیٰ علیہ السلام کے سامنے ارشاد فرمائے۔
ہمارے لئے کیا بات ہے۔ ہم پڑھ کیسں کہ ہمیں بھی ایسا ہے۔ جب رسول سے کہہ دیا ہمارے لئے
دلیل بن گئی۔ وہ معبود ہے۔ اور اس کی عبادت کرو۔ لیکن رب کریم نے محبوب کی امت
کو اور زیادہ مرتبہ دینے کے لئے۔ وہی الفاظ ہمارے سامنے بیان کر دیا۔ جو اپنے نبی کے سامنے کہا تھا کہ
— ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو — وہاں چونکہ ضمیر متکلم سے بات ہو رہی تھی۔ لہذا الا
انا — اور یہاں واحد کے صیغے سے بات ہو رہی ہے لہذا۔ الا ھو۔ موسیٰ علیہ السلام
سے فرمایا۔ انني انا اللہ لا الہ الا انا — اور نبی پاک علیہ السلام کے غلاموں سے فرمایا
اب حضور کے غلام کتنے اونچے نکلے ہیں امتی ہو نا — وہ موسیٰ علیہ السلام نے مقام کو
تو نہیں پہنچ سکتے — وہ وادی طویٰ سے اس منصب پر تو نہیں پہنچ سکتے۔ جہاں ان
پر نبوت رسالت کی تجلی ڈالی جاتے۔ اس لئے کہ ان کو خطاب ظاہری نہیں فرمایا۔ بلکہ محبوب
کے توسل سے واسطے سے خطاب باطن کر دیا۔ وہاں انا فرمایا۔ یہاں ھو فرمایا
فرق صرف یہ ہے کہ وہاں موسیٰ کلیم ہے۔ یہاں مصطفیٰ کی امت ہے۔
لیکن یہ اپنا عزت مانو اپنا وقار سمجھو۔ اپنی شان سمجھو۔ خدا کی اس ہی کی نعمت
کا شکر ادا کرو۔ کہ رب نے جو نعمت موسیٰ کو دی ہے وہ مصطفیٰ کے صدقے ہمیں بھی عطا فرما دی ہے۔
وہ کیا نعمت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ انني انا اللہ بے شک میں ہی اللہ ہوں۔
کیونکہ انہیں براہ راست خطاب ہو رہا تھا۔ جو کہ امتی براہ راست مخاطب نہیں ہو سکتا۔ تو یہ محبوب
کے وسیلے سے ہوگا۔ لہذا ہمیں فرما دیا۔ ھو اللہ — صرف ضمائر کا فرق ہے — وہاں انني انا اللہ
یہاں ھو اللہ — ہے تو اللہ ہی۔ اور اس کے آگے فرمایا تھا۔ لا الہ الا انا — یہاں فرمایا ہے ھو اللہ الذی
لا الہ الا ھو — موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ میں ہی معبود برحق ہوں۔ فاعبدنی پس میری
عبادت کرو۔ نبی پاک علیہ السلام کے غلاموں سے فرمایا۔ ھو الذی — الا ھو عالم الغ
الرحیم — موسیٰ علیہ السلام کو فاعبدنی کا حکم جاری کر دیا۔ لیکن ہمارے سامنے اپنے کرم کو ھو الرحمٰن
الرحیم۔ بیٹے کو پتہ ہے۔ ماں رحم دل ہے۔ بھول ہی جاؤں گا تو کچھ ملے گا۔ خدا فرماتا ہے۔ میں رحمان ہوں۔
رحیم ہوں۔ میرے پاس آ جاؤ گے تو بہت کچھ ملے گا۔ میرے دربار میں آ جاؤ گے تو بہت کچھ ملے گا۔ اب میں

کیا بتا سکتا ہوں۔ کہ خدا کے دربار میں آ کر تو کیا کچھ ملے گا۔ میری نماز بھی ناقص۔ میرا بیان بھی ناقص۔
میرا ذہن بھی ناقص ہے۔ میری سوچ بھی ناقص ہے۔ رب ذوالجلال کی رحمتوں، برکتوں، فضل و کرم کو کون
بیان کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هو الله الذي لا اله الا هو الملك ___ یہی وہی صفت کہ ترجمہ
نکلا۔ جب وہ معبود ہے۔ جب وہ معبود حقیقی ہے، تو اس کے معبود ہونے کا تقاضا کیا ہے کہ ہم اس
کی عبادت کریں۔ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہو گیا فاعبدنی۔ تو ہم اس سے باہر نہیں۔ موسیٰ
تو موسیٰ ہیں۔ کلیم ہیں۔ رسول ہیں۔ جلال والا رسول ہے۔ اور وادی طویٰ میں مشرف فرمایا جانے
والا رسول ہے۔ اتنا طاقتور رسول ہے۔ کہ جناب عزرائیل علیہ السلام جو ساری دنیا پر غالب
ہے۔ وہ تھپڑ کھا کے آنکھ نکلوا کے چلا جائے۔ مگر کرنا ہی کیا ہے۔ کہ ___ اتنی طاقت والے موسیٰ علیہ السلام
ہیں۔ لیکن اتنے طاقتور موسیٰ علیہ السلام کو خدا فرماتا ہے۔ فاعبدنی ___ ہمارے کلیم میری عبادت کر۔
میں آپ سے یہی عرض کرتا ہوں۔ کہ ہمیں بھی حکم ہے۔ فرماتا ہے میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ کہ جو
کہتے ہیں کہ جناب ہم ہر وقت ذکر کرتے ہیں۔ ہمارا دائمی ذکر ہے۔ ہم عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ اگر
کیا مسئلہ ہے۔ عبادت کیا ہو گی۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کا خطاب یہاں ہو رہا ہے۔ فرمایا
انني انا الله ___ واقم الصلوٰة لذكري ___ رب فرماتا ہے اے موسیٰ علیہ السلام میری عبادت
کرو۔ واقم الصلوٰة ___ اور میری یاد کرتے ہوئے نماز پابندی سے ادا کرو۔ میری یاد کرنے کے لئے۔
مجھے یاد کرنے کے لئے۔ میرا ذکر کرنے کیلئے۔ نماز پابندی سے پڑھو۔ تو نتیجہ نکلا۔ وہ پہلا مقدمہ
یہ تھا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس مقدمے کو نتیجہ کیا ہے کہ اس کی
عبادت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ معبود حقیقی ہے، تو دوسری بات یہ نکلی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
کی عبادت کا حکم ہو گیا۔ وہ کیسے عبادت ہو گی فرمایا فاقم الصلوٰة لذکری ___ اے موسیٰ علیہ السلام
میری بارگاہ میں نماز ادا کرو۔ سب سے بڑی عبادت یہی ہے۔ اور اب نماز جو ہے۔ اس
کے لئے ہم سوچتے ہیں۔ ایک تو ہیں کہ جو نماز پڑھتے نہیں۔ ایک وہ ہیں جو کہتے ہیں۔ کہ جناب ہماری تو
کیا نماز ہے۔ ہم ذکر ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا خدا فرماتا ہے اقم الصلوٰة لذکری
اے موسیٰ میرا ذکر کیلئے نماز پڑھو۔ اس کا معنیٰ یہ نکلا۔ کہ جب تک نماز نہ پڑھیں ذکر کا تصور ہی نہیں
ہوتا۔ جب تک انسان نماز نہیں پڑھتا۔ اس وقت تک اس کا ذکر کا دعویٰ فضول ہے۔ وہ خدا تعالیٰ
کا ذاکر و شاغل نہیں ہو سکتا۔ ذکر کب ہو گا، جب نماز پڑھیں گے۔ اصل میں جو ذکر نماز کا ہے
بھلا اور کوئی ذکر پہنچتا ہی نہیں۔ (B) معنی یہ بلکہ اللہ اللہ کرو۔ الحمد للہ پڑھو۔ استغفار کرو
جو کچھ بھی کرو۔ وہ ذکر ہیں۔ لیکن روح ذکر نماز ہے۔ نماز کے بغیر انسان کو حقیقی ذکر نصیب نہیں ہو سکتا

اور جو نماز کو چھوڑ کر ذکر کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ کذاب ہے دجال ہے مکار ہے بے ایمان ہے۔ اس کا قرآن پر
ایمان نہیں۔ ذکر بعد میں کرو اقم الصلوٰۃ پہلے ہے نماز پڑھو۔ لذکری۔ میری یاد کیلئے۔ بتا جلد خدا کو یاد ہی
اس وقت کرنا ممکن ہے جب انسان نماز پڑھے۔ اور اگر نماز نہیں پڑھتا۔ ویسے ذکر کرتا ہے تو مکار ہے یہ
سب بیہودگی ہے رب کریم نے اقم الصلوٰۃ کی علت لگا دی ہے۔ لذکری۔ نماز تو آپ پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
توفیق عطا فرمائے۔ آپ جب اللہ اللہ کرتے ہیں۔ استغفار پڑھتے ہیں۔ کلمہ شریف پڑھتے ہیں۔
اگر کوئی آواز دے تو پیچھے مڑ کر دیکھ بھی تو سکتے ہیں سلام دینے والے گفتگو بھی کر سکتے ہیں
دوران نماز گفتگو بھی نہیں اس لئے اب بھی سے قید کر لیا ہے۔ نہ کر اشارے سے بتا سکتے ہیں اب
تم نہیں بات کر سکتے۔ نمازی سے بھی کہہ دیا۔ اب جب گھر میں میرے آیا ہے تو مجھے ہی دیکھ۔
گھر کی مثال ہے۔ جب دروازہ بند کر لیا جائے تو بچہ باہر رہے۔ مجبور ہے۔ میرے مرشد اب تو مجھے دیکھ میں
تجھے دیکھوں گا۔ اب دوسروں کا سلام بند کر دیا۔ سلام دعا ہے۔ اللہ جل جلالہ کو جواب نہیں دے
رہا۔ دوران ذکر کوئی آگے پیچھے سے گزرے۔ لیکن نماز باپ بیٹے کا تعلق اور ہے۔ اللہ اور بندے کا تعلق اور
بیٹا تیرا ہے بندہ میرا ہے جب تیرا بچہ پاس ہو بے شک اس کو گود میں لے لے بیٹھا۔ لیکن میرا بندہ ہے خبردار
اس کے آگے سے نہ گزرنا۔ کیوں ہو تجھے دربار میں کھڑا ہے۔ کیا نماز میں شریک ہونے سے عزت ملی یا
ذلت۔ مسلمانوں عزت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذکری۔
اے موسیٰ علیہ السلام میری عبادت کرو۔ اور میرے ذکر کیلئے میری عبادت کرو۔ مسلمان کو یہی ہے کہ
نماز پڑھیں۔ بتا جلد اصل عبادت یہی ہے۔ نماز پڑھیں اور دوسرا مسئلہ یہ نکلا کہ ذکر جو کر سکتا ہے
جو نماز پڑھے۔ جو نماز نہیں پڑھتا۔ اس کا کوئی ذکر ذکر ہے الا نہیں۔ اب میں لذکری کا ترجمہ کروں
اقم الصلوٰۃ لذکری۔ ذکر جو ہے یہ مصدر ہے۔ اور مصدر کی اضافت ضمیر کی طرف ہے۔ جب مصدر
کی اضافت اسم کی طرف ہو۔ تو یا وہ اسم مصدر کا فاعل بنے گا۔ یا مفعول بنے گا۔ یہ اضافت
فعل الی المفعول ہو گی یا۔ اضافت فعل الی الفاعل ہو گی۔ لذکری اور مفسرین کرام نے
یہاں پر یہاں دونوں نسبتیں مراد ہو سکتی ہیں۔ اس کو نسبت فعل الی المفعول قرار دینا ہو تب بھی
ٹھیک ہے نسبت فعل الی الفاعل قرار دو تب بھی ٹھیک ہے۔ نسبت فعل الی المفعول
میں ترجمہ یہ ہو گا جو میں نے عرض کر دیا۔ اقم الصلوٰۃ لذکری۔ اقم الصلوٰۃ لتذکرنی اگر تو مجھے یاد
کرنا چاہتا ہے تو تو نماز میں کھڑا ہو جا۔ تو اس کا کیا مطلب ہوگا کہ اگر تو مجھے یاد کرنا چاہتا ہے
تو نماز میں کھڑا ہو جا۔ اگر تو جو یاد کرتا ہے تو میرا گھر آ جا۔ خدا فرماتا ہے گھوڑوں سے تو میں
پاک ہوں۔ لیکن اگر تو مجھے یاد کرنا چاہتا ہے تو نماز میں کھڑا ہو جا پھر تو آئے نہ آئے۔ میں آ جاتا ہوں

DATE:

اگر تو چاہتا ہے کہ مجھے یاد کرے تو نماز میں کھڑا ہوگا۔ میں تیری زبان پر پابندی لگا دوں گا کہ مجھ سے بات نہیں کر سکتی
باپ۔ اہلیہ۔ بچے۔ بات نہیں کر سکیں گے۔ مالک بھی نہیں بلا سکتا۔ بلکہ زبان بھی پکڑا
نہیں مڑا ہے۔ ایک تو ترجمہ یہ ہے۔ ———
اور دوسرا ترجمہ ایمان کی معراج ہے۔ کم پڑھی نہیں ہے لیکن وہ تو سونے پر سہاگہ ہے۔ وہ جب ہم
نسبت فعل الی الفاعل کا ترجمہ کریں گے تو پھر اس کا ترجمہ یہ بنتا ہے۔ اقم الصلوٰۃ لذکری
بندے تو نماز میں کھڑا ہو جا تا کہ میں تجھے یاد کروں۔ اگر تو چاہتا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس سے کوئی بات
ہوا یا کا کوئی فرد اپنے مالک سے کہتا ہے۔ شاگرد۔ مرید۔ مجھے یاد رکھنا۔ اگر استاد کی
یاد میں شاگرد رہ جائے تو بڑی بات ہے۔ شیخ کی یاد میں ——— حضور مجھے دعاؤں میں یاد
رکھنا۔ اللہ والوں کی دعائیں بڑی منظم ہوتی ہیں۔ اور جو بندہ ان کی دعاؤں میں آگیا اللہ کی قسم
——— مکہ شریف فتح ہو چکا ہے۔ فاروق اعظم نے سرکار سے حج کی اجازت مانگی۔
آپ نے کہا عمرہ کرنا چاہتے ہیں تو مجھ سے اجازت لینا کوئی ضروری ہے۔ لیکن عمر خاص
تیرے ایمان پر ہیں قربان۔ جانا خدا کے گھر کی زیارت کے لئے ہے سوچا کہ جانے بھی ہیں لیکن جاتے
بھی ہیں۔ کہ یہ اجازت دے دیں تو وہاں شرکت ہو گی۔ جب یہ دے دیں گے تو کام بن جائے گا
معین الدین کے دربار میں۔ حاضری ہوتی ہے بڑا ہجوم ہے کیونکہ ہجوم ہے
ہم وہیں شریف سے آئے ہیں ——— بندہ بزرگ آئے ہاتھ پکڑ سکے گا ———
——— فاروق اعظم نے عرض کیا کہ محبوب بھیجیں گے تو ضرور کرم ہوگا۔ حضور نے دعا
کی۔ اپنی دعاؤں میں بھی ——— جس کا صدقہ کرم ہوتا ہے ——— یہ نبی کی سنت ہے
اے بندو تم مجھے کہا کر سکتے ہو کہ یا اللہ مجھے یاد کرنا۔ لیکن خود کرم فرماتا ہے اقم الصلوٰۃ
لذکری۔ اے میرے بندے تو نماز میں کھڑا ہو جا میں تجھے یاد کروں گا۔ اقم الصلوٰۃ لذکری

اَقِمِ الصَّلوٰۃَ لِذِکْرِیْ۔ کتنا مہنگا سودا ہے۔ کتنی خوش قسمتی ہے مسلمانوں کی
جن کو رب ذوالجلال نے بنا کر کے تو سب انبیاء سے یہ منصب عطا کیا۔ کہ بندہ نواز
میں کیا آگیا۔ حریم قدس میں آگیا۔ حریم قدس میں آنے کی بدولت قدرت نے پہرہ
ساتھ۔ اب کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔ یہ ہمارا ہے۔ وہ ہم سے باتیں کر رہا ہے ہم اس
سے باتیں کر رہے ہیں۔ یہ تو کوئی کسی کو کیا خبر ہے۔ اب حدیث شریف سن لیں۔ آدمی جب
نماز پڑھتا ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین۔ فرشتو میرا بندہ میری حمد کر رہا ہے

DATE:

کیونکہ رابطہ قائم ہو گیا کہ نہیں۔ اب بندہ چلا۔ کہ بندوں پر پابندیاں کیوں ہیں ـــــ اس کے آگے سے گزر جا
اس کو آواز نہ دینا ـــ اس کو سلام نہ کہنا۔ اپنی طرف متوجہ نہ کرنا۔ بڑا نقصان ہوگا۔ بھائی حدیث
میں ہے میرا بھی تو کچھ لگتا ہے۔ دن بھر تم نے باتیں کی ہیں۔ اب مجھ سے بھی باتیں کرنے دو۔ نبی پاک
فرماتے ہیں جب میرا بندہ یہ کہتا ہے تو رب فرماتا ہے۔ حمدنی عبدی۔ میرے بندے نے میری حمد کی ہے
سلام ہو اور اب اس حمد کو قبول کرتا ہے۔ پھر کہتا ہے نا ـــ پھر عرض کرتا ہے الرحمن الرحیم۔
میرے بندے نے میری عظمت بیان کی ہے۔ ملک یوم الدین۔ میری بزرگی بیان کی ہے۔ تمجید کا۔
تحمید کا۔ حمد کا۔ ایاک نعبد ـــــ الضالین۔ فرمایا سورہ فاتحہ میں نے اپنے بندے کے درمیان
نصف نصف کر دی ہے۔ ایک حصہ اللہ کا ہے۔ ایاک نعبد سے آگے کا حصہ بادشاہ درخواست
پیش کر رہا ہے۔ آدھا ذکر ہوگا۔ آدھی درخواست ہوگی۔ ذکر بھی قبول۔ درخواست بھی قبول ہوگی۔
دکان سے اٹھ کر۔ ایک کام سے اٹھ کر۔ اپنے گھر سے اٹھ کر۔ تو کہاں پہنچ گیا۔ گھر میں بیٹھا تھا
تو بڑا بچہ بھی تیری طرف توجہ نہیں کر رہا تھا۔ اب وہاں پہنچ گیا معلوم ہے کہ حضرت سائیں تو
باتیں فرما رہا ہے۔ اقم الصلوٰۃ لذکری۔ نماز پڑھو۔ تاکہ میں تجھے یاد کروں۔ معلوم ہوا جو نماز میں
کھڑا ہوتا ہے۔ وہ خدا کی بارگاہ میں کھڑا ہوتا ہے
نماز میں کھڑا ہو جا اگر تو میری یاد میں آنا چاہتا ہے۔ یا تو مجھے یاد کرے گا۔ یا میں تجھے
یاد کر دوں گا۔ اے تو بندہ ہو کے مجھے یاد کر رہا ہے۔ میں خدا ہو کے تجھے یاد کرتا ہوں۔
اصل ذکر نماز ہے۔ مرد مومن کہا یہ معتبرہ ہے۔ یہ خدا معبود حقیقی ہے۔ جس نے علاج
کروایا ہی نہیں۔ اس نے ڈاکٹر کو کیا مانا ـــــ جس نے سبق پڑھا ہی نہیں۔ اس نے استاد
صاحب کو کیا مانا۔ پیاسے تڑپتا رہا۔ پانی پیا ہی نہیں۔ اس نے نعمت کی کیا قدر کی۔
ایسا جس نے عبادت نہیں کی۔ اس نے خدا کو معبود کیا مانا۔ اور جس نے اللہ کی نماز نہیں
پڑھی۔ اس نے عبادت کیا کی۔ اور جس نے نماز نہیں پڑھی۔ اس نے خدا کا کیا ذکر کیا ـــــ
ذکر بھی حق متحقق ہوتا ہے جب۔ انسان نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اقم الصلوٰۃ ـــ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے واذکر ربک۔ ارشاد فرماتا ہے۔ قبل طلوع الشمس ـــ
وقبل غروبها۔ ومن آناء اللیل فسبح۔ واطراف النہار۔ ہر وقت میں کل
میرا ذکر کر۔ اللہ فرماتا ہے جو نے پڑھو سو رہا ہوگا۔ ظہر مغرب عشاء نے
نہیں سو پڑھو ـــ فرمایا الملک نے تو نمازوں کی پابندی کر صبح میں راضی
کر دوں گا ـــ بے نیاز ہو کے فرماتا ہے۔ کوشش کریں کہ خدا تعالیٰ راضی ہو جائے
آمین

DATE:

PM
۴ — ۲۶ — ۳۰
اتوار

۱۲ — ۵ — ۲۰۱۸

۲۸- شانِ رسالت

۱۹-۱۱-۹۳

لقد منّ اللّٰہ علی المومنین ——— مبین ۔ سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اس کے طلوع سے دن
چڑھتا ہے۔ جیسے جیسے سورج اپنی منزل کی طرف آگے بڑھتا ہے۔ دن اسی قدر چمکتا ہے۔ اور
سورج اپنا وجود اس طرح بھی منوا لیتا ہے۔ کہ اگر ایک شخص ایک محفل میں حاضر آتا ہے۔ اور دوسرا
بھی اسی محفل میں موجود ہے۔ لیکن ان کے درمیان دیوار کا پردہ ہے۔ تو پس دیوار جو ہوگا وہ
دوسرے کو نظر نہیں آئے گا۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ فلاں شخص جو ہے وہ محفل میں آیا ہی نہیں۔ اس لئے کہ
نظر نہیں آیا۔ کیونکہ پردہ پڑا ہے۔ دیوار ہے۔ اس کی وجہ سے وہ دیکھنے والے کو نظر نہیں آیا۔ وہ
اس بات کو دلیل بنا لیتا ہے۔ کہ یہ شخص محفل میں موجود نہیں ہے۔ لیکن سورج کا وجود
اس قدر روشن ہے۔ اس قدر مؤثر ہے۔ کہ سورج کوئی پردہ ہو تو چمکتا رہتا ہے۔ لیکن اگر بادل
جو ہے وہ سورج کے سامنے آ جائے۔ اس کے باوجود بھی سورج کی شعاعیں اگرچہ زمین پر نہیں
آتیں۔ لیکن اس کی روشنی کا احساس رہتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ دن ہے۔ اگرچہ بادل ہوتے
ہیں۔ بادلوں کے پیچھے کا سورج جو ہے۔ اس کے وجود کا انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دن ہو جاتا
دن رہتا ہے۔ اور بے شک ——— ہے کہ پوری طرح سے جیسا چمک رہا ہے۔ ایسے تو نہیں چمکتا۔ لیکن
بادلوں کے پردے کو چیر کر بھی وہ اپنی روشنی زمین پر بھیج دیتا ہے۔ کہ پتا رہتا ہے۔ کہ دن ہے۔
اور سورج موجود ہے۔ حضرت نبی پاک کو رب کریم نے سراجاً منیراً فرمایا۔ قرآن پاک کو بھی
سراج فرمایا۔ سورج بھی سراج ہے اور نبی پاک علیہ السلام بھی سراج ہیں جس میں سراجاً
منیراً ہیں۔ تو سورج کے آگے پردہ ہو۔ تو پھر بھی اس کی روشنی زمین پر۔ دن کا احساس رہتا ہے
سید عالم نبی محترم ﷺ کے حسنِ پاک پر اگرچہ شک بھی پڑے پڑتا ہو۔ پھر بھی ان سے پتہ بھی
چلتا ہے۔ کہ یہ اللہ کے عظیم الشان رسول ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں۔ حضور ہی کو ارشاد ہوا کہ
مثل نورہ کمشکوٰۃ ——— ناز ر اللہ تعالیٰ نے نبی پاک علیہ السلام کو مشکوٰۃ ایک

طاق کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس میں چراغ رکھا ہے۔ اور چراغ ایک فانوس میں رکھا ہے۔ اور
فرمایا وہ چراغ زیتون کے تیل سے روشن ہے۔ اور وہ تیل اس قدر صاف شفاف ہوتا ہے جیسے
سے پاک ہوتا ہے۔ یکاد زیتھا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل چمک اٹھے۔ یضیء اس کے تیل
کو سے شمع جو ہے وہ روشن ہو جائے۔ ولو لم تمسسہ نار۔ اگرچہ اس کی بتی کو آگ نہ لگائی
ہو۔ تو پھر بھی تیل اپنی صفائی کی بدولت قریب ہے کہ آگ لگائے بغیر بھڑک اٹھے۔ صوفیا
فرماتے ہیں اس کا معنی یہ ہے۔ کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ محبوب علیہ السلام کے حسن پر اگرچہ میں نے
پردے رکھے ہیں۔ لیکن قریب ہے کہ ان کے دعوے کے بغیر ہی ان کی عادتوں سے پتہ چل جائے کہ یہ
اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ اگرچہ اعلان نہیں بھی فرمایا۔ اگرچہ بعثت شریفہ ابھی نہ بھی ہوئی ہو۔
یکاد زیتھا یضیء ولو لم تمسسہ نار۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے۔ روشن ہو جائے۔
اگرچہ اس کو آگ نہ لگائی ہو۔ قریب ہے کہ رسول کریم علیہ کی رسالت و نبوت کا پتہ چل جائے۔
اگرچہ محبوب نے اعلان بھی نہ فرمایا ہو۔ کیونکہ آپ کا وجود ہی رسالت کا پیکر ہے۔ حضور کے
جسم اقدس کی ہر ادا رسالت کا تعارف ہے۔ آپ کے وجود مسعود کا ہر عضو مظہر رسالت
ہے۔ آپ کے وجود کا ہر رونگٹا حسن رسول کا چمکتا ہوا آفتاب ہے۔ اگر آپ ابھی اعلان
نہ فرمائیں۔ چنانچہ حدیث پاک سنئے۔ اس حدیث پاک کے راوی ہیں۔ حضرت جابر
ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میں نبی پاک علیہ السلام کے ساتھ سفر میں تھا۔ اور میں
نے آپ کے ایسے کمالات دیکھے۔ کہ اگر لو لم یات بالقرآن لکانت منشئۃ۔ وہ کمالات
ایسے تھے۔ کہ رسول پاک کے کسی سے ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اگر مجھے قرآن نہ بھی ملتا۔ تو میں
محبوب کی ان عادتوں سے ہی فیصلہ کر لیتا۔ کہ یہ اللہ کا شان والا رسول ہے۔
محبوب کی ہر عادت ترجمان رسالت ہے۔ جابر بن عبداللہ کے اس اعلان سے ایک
مسئلہ نکلتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر حضور قرآن کریم نہ بھی لاتے تو میں آپ پر ایمان
لے آتا۔ کس پر کہا محمد عربی پر جو ابن عبداللہ ہیں جنہیں ہم تو پہلے ہی جانتے تھے۔ لکانت بدیہتہ
کا مطلب یہی ہے۔ یہ مان لیتا کہ آپ محمد ابن عبداللہ نہیں تو محمد رسول اللہ بھی ہیں
جو آپ حضرت عبداللہ کے صاحبزادے ہیں وہاں خالق حقیقی جل جلالہ کے شان والے رسول بھی ہیں۔
آپ کی عادتیں ترجمان رسالت ہیں۔ آپ کے خصائل و شمائل نبوت کا چمکتا ہوا آفتاب
ہیں۔ کوئی عادت آپ کی مقام نبوت و رسالت سے کم نہیں ہے۔ اگر قرآن نہ بھی آتا۔
تو میں آپ پر ایمان لے آتا۔ اب صحیح بات تو یہ ہے۔ کہ قرآن پاک نے حضور کی شان

DATE:

تو بیان کی گئی ہیں۔ بے شک نہیں ہے۔ لیکن حضور کی شانوں ہی کے اظہار کیلئے قرآن کریم کی آیات بینات ظاہرات کا نزول ہوا۔ اور ہمیں نبی پاک علیہ السلام کے کمالات کا پتہ چلا۔ لیکن میں یہ بھی کمال ہے۔ یہ بھی کمال ہے۔ اگر وہ نہ بھی بیان فرماتی۔ تو تب بھی آپ کی علامتیں بیان کر رہی ہیں۔ کہ آپ باکمال ہیں۔ پھر یہ کہہ دو۔ کہ قرآن نے رسول کو بیان نہیں کیا۔ بلکہ رسول نے قرآن کو بیان کیا ہے۔

یعنی ایسا بیان۔ کہ جو کہ قرآن کے بیان کا محتاج ہو۔ جب تک وہ نہ بتائے پتہ نہ چلے۔ نہ محبوب کی علامتوں سے ہی پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

ہم اب جابر بن عبداللہ کی بارگاہ میں سلام کرتے ہیں۔ ویسے سارا قرآن ہی حضور کی عظمت کا بیان ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن حضور کی اپنی ذات ہی اپنا بیان ہے۔

جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ دوران سفر۔ میں حضور کی پاک ذات حضور کے قدموں کے ساتھ چل رہا ہوں۔ صحابہ کرام ہیں۔ چلتے چلتے دوران سفر ہم ایک چٹیل میدان میں پہنچے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ اور ایسا صحرا اور جنگل ہے۔ جہاں چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ یعنی حوائج ضروریہ کیلئے۔ جنگل ہے۔ جس میں کوئی نشیب و فراز نہیں۔ کوئی درخت نہیں ہے۔ کوئی فصلیں نہیں ہیں۔ بے آب و گیاہ جنگل ہے۔ اور رحمت عالم وہاں تشریف لے گئے۔ کیونکہ راستے میں وہ پڑتا تھا۔ کہ حضور علیہ السلام حوائج ضروریہ کیلئے ایک سمت تشریف لے گئے اور میں بھی ساتھ ہو لیا۔ حضور آقا نے فرمایا کہ جابر۔ جابر ادھر آؤ۔ میں حاضر ہوا۔ فرمایا یہ دو درخت ہیں تھوڑا آج الگ ہو کے ایک اس طرف ہے یہ اس طرف۔ جدا جدا علیحدہ علیحدہ۔ دور دور کھڑے تھے۔ قل الشجرتین اجتمعا جاؤ دونوں درختوں کو جا کے کہہ دو۔ دونوں درخت اکٹھے ہو جاؤ۔ مجھے تو سوچنے کی عادت ہے سرکار نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ اے جابر جاؤ۔ جا کے دونوں درختوں سے کہہ دو۔ کہ حضور فرما رہے ہیں۔ کہ اکٹھے ہو جاؤ۔ نبی پاک نے اپنا ریفرنس ریفرنس یاد نہیں دیا۔ کہ جابر میرے حوالے سے کہنا۔ کہ درختو۔ اکٹھے ہو جاؤ۔ فرمایا قل تو جا کے یہ دینا۔ اجتمعا اپنا ہی حکم سنا دے۔ اور جابر صحابی ہیں۔ ایسے لفظ میں بولا تو نہیں کرنا۔ میری عادت نہیں۔ بندہ ناچیز کی معروضات سننے والوں کا تجربہ ہوگا۔ فرمایا جیسے ہی ہم وہاں پہنچے

تو صحابی حضرت جابرؓ۔ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ جابر یہ درختوں کے پاس چلے جاؤ اور جا کر ان
کو حکم سنا دو۔ جابر صحابی ہیں وہ یہ نہیں کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے ہمیں
یہ فرمایا ہے کہ نماز پڑھو۔ یہ فرمایا ہے کہ روزے رکھو۔ یہ فرمایا ہے زکوٰۃ دو۔ یہ فرمایا ہے
جہاد کرو۔ یہ فرمایا ہے سچ بولو۔ یہ فرمایا ہے حلال کھاؤ۔ یہ تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل
کرتے ہیں۔ لیکن درختوں پہ حکم چلاؤں۔ یہ تو آپ نے ہمیں سکھایا ہی نہیں۔ ہیں کیا کر دیا۔
کیونکہ بندہ جو ہے۔ اس کا رشتہ رہ تو اس کی اپنی اولاد بھی بات نہیں سنتے
چھوٹا سا بچہ باپ کہتا ہے آؤ بیٹا مسجد میں چلیں۔ کہتا نہیں ہے کھیل رہا ہوں دیکھوں گا وہ
باپ جو ہے بڑا آفیسر ہے۔ جس کے ماتحت سینکڑوں ہزاروں لوگ کام کرتے ہیں۔ جو
اس کے ارشادوں پہ بھاگتے دوڑتے ہیں۔ چھوٹا سا بچہ نہیں مانتا۔ کہا نہیں جاتا۔
باپ کی بیٹا نہیں مانتا۔ بھائی کی بھائی نہیں مانتا۔ حاکم کی محکوم نہیں مانتا۔ زبردست
کی زیردست نہیں مانتا۔ قربان آقا کے غلاموں پر۔ وہ یہ نہیں کہتے بلکہ آقا سے اپنی
عبد اللہ ہو کر عرض کر رہا ہوں۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے۔ درخت مان جائے۔ کیونکہ درخت
کے کان نہیں۔ مانے تب جب اسے میرا حکم پہنچے۔ اور سنے تب جب اس کے کان
ہوں۔ اس کے بعد جب وہ سن لے۔ تو پھر اس کا ذہن چاہیے جو لفظوں کو سننے
کے بعد ان کا معنیٰ سمجھے۔ سمجھنے کے بعد پھر اس کو مسئلہ بھی جاننا چاہیے کہ
باپ اگر حکم دے۔ تو اس کا حکم مانا جاتا ہے۔ شیخ اگر حکم دے تو مرید پر واجب ہے
کہ وہ شیخ کا حکم مانے۔ استاد اگر حکم دے تو شاگرد کا کام ہے کہ مانے۔ یہ مسئلہ
اگر سمجھا ہوا ہو تو پھر اس پر عمل ہوتا ہے نا ____ درخت کے کان بھی نہیں دل بھی نہیں دماغ بھی
نہیں۔ اس کو کسی نے تبلیغ بھی نہیں کی۔ لیکن میرے آقا فرماتے ہیں جابر جاؤ۔ ان کو
کہہ دو کہ اکٹھے ہو جاؤ۔ معلوم ہوتا ہے۔ محبوب نے آگے ڈر دیا ہے۔ اس بندے درخت
کو صلاحیتیں بھی زیادہ دی ہیں۔

میں آج یہ حدیث شریف پڑھ رہا تھا۔ ابن ابی شیبہ امام بخاری جن کے
شاگرد ہیں کہ مسلم شریف کے آگے شاگرد ہیں۔ اپنی مصنف میں کہتے ہیں۔ کہ رسول
پاک علیہ السلام نے چار صحابہ کرام کو چار بادشاہوں کے درباروں میں خط لکھ کر
بھیجا۔ ایک کو فارس کی طرف۔ دوسرے کو قیصر روم کی طرف۔ تیسرے کو شاہ مصر کی طرف
اور چوتھے کو ایک اور کی طرف۔ چار ایلچی۔ چار صحابی۔ چار غلام۔ میرے آقا نے یہاں

DATE:

کتاب و سنت سے حاصل ہوا ہے کہ یہ بنایا ہوا نہیں ہے۔ جابر چلے گئے۔ اللہ دونوں درختوں کے
درمیان کھڑے ہو کر کہتے ہیں اچھا۔ اکٹھے ہو جاؤ۔ دونوں ــــ قربان حضور کی سلطنت
کے غلاموں کا حکم چل رہا ہے۔ قربان جاؤں ان کی حاکمیت کے۔

ان کو تملیک ملک الملک ہے

مالک عالم کہا کس مجھ کو کیا

اکٹھے ہو جاؤ کہ جابر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جا کے حکم دے دیا۔ حضور کے غلام ہیں نا۔ یہ تو
جلا دیتی ہے کہ علیہ السلام نے اپنا حوالہ نہیں دیا۔ غلام کو کہا تو ہی کہہ دے۔ کیا مقصد تھا
کہ بعد والوں کو مسئلہ سمجھ آ جائے۔ کہ کائنات پر صرف اللہ کی نہیں آقا علیہ السلام
ہی کی حکومت نہیں ہے۔ بلکہ وہ کرم کر دیں تو تو نبی کے منگتے ان کے غلاموں میں بھی چلا
جاتے ہیں۔ تو جن کے غلام حکمرانی کرتے ہیں۔ وہ آقا کس قدر بادشاہ ہیں۔

حضرت سرکار ابراہیم بن ادھم بلخی۔ آپ تشریف فرما ہیں۔ پہاڑ کا ایک ٹیلہ
ہے۔ نیاز مند موجود ہیں۔ وہاں بیٹھے ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ کسی نے پوچھا حضور
اللہ والوں کی کیا شان ہے۔ فرمایا اللہ والے بڑی شان کے مالک ہیں۔ کیونکہ ان کی
شان ان کی اپنی نہیں ہوتی۔ اللہ کی شان ہوتی ہے۔ جس طرح معاذ اللہ
تشبیہ نہیں۔ جس طرح سورج کی کرنیں جو شیشے میں منعکس ہو کر دیوار
کو چمکا رہی ہیں۔ یہ شیشے کی کرنیں نہیں ہیں۔ اصل میں سورج کی کرنیں
ہیں۔ شیشے کو تو یہ شرف حاصل ہو گیا۔ کہ اس کا چہرہ صاف ہے۔ اور
سیدھا سورج کے رخ کو لگا۔ تو اس نے اسے چمکایا۔ اس نے دیوار
کو چمکایا۔ ولی اللہ کا رخ رسول اللہ کے قدموں کی طرف ہو گیا۔ محبوب نے اس
کو چمکایا۔ اس نے کائنات کو چمکایا ہے۔ یہ کائنات کو روشن کیے جاتے ہیں
کہ لنگر رسول اللہ کے دربار سے آ رہا ہے۔ اللہ والوں کی کیا شان ہے۔ فرمایا اللہ
والوں کی شان یہ ہے۔ کہ اگر وہ دیوار کو کہہ دیں چل تو چلنے لگتی ہے۔ ابھی کہنا ہی
کہ پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ آپ نے پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ فرمایا بے وقوف میں نے مسئلہ
بیان کیا ہے۔ کہ تجھے کہا ہے۔ ابھی حکم نہیں دیا بغیر حکم کے چلنا شروع کر دیا۔
حکم دے دیں تو پھر کیا ہو گا۔ ابھی حکم نہیں دیا رکیں تو مسئلہ ہی بیان کیا تھا
تو جابر فرماتے ہیں میں چلا گیا میں نے کہا اچھا۔ اکٹھے ہو جاؤ دونوں درخت۔ حضرت

جابر فرماتے ہیں میں دیکھ رہا ہوتا۔ کہ حضور کا کھر تو نہیں تھا چکی میں حضور کا بھیجا ہوا کھانا
والے تو کسی کے پاس چلا جائے گو یا۔ تو وہ انتظار کیا کرتا۔ اتنا چنا چاہتے۔ جب
ہم تمہیر و تکبیر اس سے چلے گئے۔ لیکن اگر یہ کئے ہیں آپ کے پیر و مرشد کہاں
سے آیا ہوں۔ آپ کا پیر و مرشد نے بھیجا ہے۔ تو کیا پیر بھی آپ سے مزاج کا ثبوت
دیں گا۔ نہیں۔ پیر اس کو آرام سے بٹھائیں گے۔ یہ تو سمجھے تو مرے پیر کا کہی
ہے تو عام آدمی۔ لیکن اب عام نہیں ہے۔ اس کو میرے شیخ نے بھیجا ہے۔
تو اس کا ادب شیخ کی نسبت سے بڑا ہے۔ اسی واسطے حوالے۔ بات جانے
سے حوالے سے ہوتا ہے۔ جانے والے کو نہیں دیکھا جاتا۔ بھیجنے والے کو دیکھا جاتا
ہے۔ عزیز محترم۔ درخت درخت ہیں۔ بظاہر عقل ہے نہ فہم۔ شعور نہ ادراک
آنکھیں ہیں نہ کان۔ دل ہے نہ دماغ۔ لیکن حضرت جابر فرماتے ہیں میں جب وہاں
پہنچا۔ اور میں نے ان کو جا کر کہہ دیا، اجتمعا۔ اکٹھے ہو جاؤ۔ درختوں کو کہا
بیٹھ چلا۔ کہ اب رسول اللہ علیہ السلام بن کے نہیں آیا۔ اب یہ غلام مصطفیٰ بن کے آرہا ہے
بیٹھ چلا کر خدا تعالیٰ نے حکم کیا۔ اب درختوں۔ جابر ایک انصاری نہیں
ہے۔ رسول اللہ کا غلام ہے۔ اس کے حکم کی تعمیل کرو۔ فرمایا میں نے حکم سنا دیا
اور درخت جڑ میں۔ میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہوتا۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ کو
چھوڑ بیٹھے۔ اور چلنے لگے۔ حتیٰ کہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ اور ایک آڑ بن گئی۔

وکانت لا تعقل فهم تمشی الیه اقبلت (B)

وکانت لا تعقل فهم اقبلت الیک ساجدة تمشی الیه

علیٰ ساق بلا قدم ۔ حوالہ جلد دوم

جابر فرماتے ہیں۔ درخت آگے پردہ بن گیا اور سرکار تشریف لے گئے۔ میں پانی کا
لوٹا لے کر منتظر رہا۔ حضور فارغ ہوئے۔ میں نے بھاگ کر جا کے پانی کا لوٹا
پیش کیا اور نیت میری کیا تھی۔ لعلی اری ما یخرج منہ فاطلعہ کہ میں
پانی کے لوٹے کے بہانے سرکار کے قدموں میں پہنچ جاؤں گا۔ اور میں دیکھوں گا کہ محبوب کا جسم
سے جو نکلا رہا ہوتا ہے۔ حضرت بڑائی ہے کسی کو بد دیکھیں گے۔ کہ فلاں شخص کے

DATE: خطبہ شریف حضرت پیر سید محفوظ الحق شاہ

الحمد للہ نحمدک یا من جعل صدورنا مشکوٰۃ لمصابیح الانوار ۝
ونور قلوبنا بنور معرفۃ معانی الآثار ۝ ونصلی ونسلم علی حبیبک
المجتبیٰ المصطفیٰ المنتقی المختار ۝ وعلیٰ آلہ الاخیار ۝ واصحابہ الکبار ۝
ومتبعیھم الذین اختاروا سنن الھدیٰ وتمسکوا
باحادیث سید الابرار ۝ صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
واھل بیتہ وذریتہ اجمعین ۝

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم
الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین

الحمد للہ الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین آمین

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط

DATE:

نہ آتا ہو — جو بے خبر ہیں ان بیچاروں — سے مولا کو بات ہے۔

ہفتہ

۲۳—۱۰—۲۰۱۵
۱۰—۱—۱۴۳۷
۱۱—۲۴ AM

فرمان علیؑ۔ زندگی کے ہر موڑ پر صلح کرنا سیکھو کیونکہ جھکتا وہی ہے جس میں جان ہوتی ہے۔ اکڑنا تو مردہ کی پہچان ہوتی ہے

بروز بدھ

18-6-2014
19-٨-1435 ۷-۷-Am

۲۹ - مریض کی عیادت

Date: 1-2-2002

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم سیدنا ونبینا ومولانا وملجانا وماوانا محمدن المبعوث رحمۃ للعالمین۔
وعلیٰ آلہ واصحابہ واھل بیتہ وذریتہ اجمعین۔ اما بعد ــــ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ
لیکون للعالمین نذیرا ــــ قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے اثر سے ایک مسلمان پر جو رنگ
چڑھتا ہے۔ جو اس پر اثر ہوتا ہے۔ وہ اثر ہی اصل میں وہ رنگ ہے جس کے لیے قرآن پاک صبغۃ اللہ
کا مرکب استعمال فرماتا ہے۔ چونکہ یہ کلام خداوندی ہے۔ اور انسان کا دل اسے سن کر مطمئن
ہوتا ہے۔ برکات حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی برکت سے وہ سب زنگ دھول میل کچیل دور ہو
جاتی ہے۔ جو زندگی کے نشیب و فراز کی وجہ سے لاحق ہو جاتی ہے۔ واذا تلیت علیہم اٰیتہ
اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔ کہ جب ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت
کی جاتی ہے۔ زادتہم ایمانا۔ اس کی برکت سے ان کے ایمان کو قوت نصیب ہوتی ہے
اور اس قوت ہی کو قرآن پاک نے ایمان کے زیادہ ہونے سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ
اہلسنت والجماعت کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے اگر
خطائیں ہوئیں معاذ اللہ تو کمی آ گئی۔ اگر اللہ کرے۔ نیکیوں سے رابطہ ہوا تو ایمان میں زیادتی
ہوگئی۔ جبکہ جس مسلک سے ہم وابستہ ہیں۔ امام اعظم نے فرماتے ہیں۔ کہ ایمان گھٹتا
بڑھتا نہیں ہے۔ بلکہ کمزور ہو تو گھٹتا کہتے ہیں۔ قوت میں آ جائے تو بڑھتا کہتے ہیں۔ ایمان
گھٹتا نہیں ہے۔ کیونکہ گھٹتا تو اس چیز کا ہوتا ہے۔ کہ اس کا کچھ حصہ غائب ہو جائے
اور ایمان جن چیزوں پر لانا ضروری ہے۔ ان میں سے کوئی شے غائب ہو جائے تو اس پر ایمان
نہ رہے۔ ایمان تو سرے سے رہتا ہی نہیں ہے۔ تو گھٹنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس میں کمزوری
آ جاتی ہے۔ لہٰذا ہوا یہ کہ غلطیوں سے جس قدر معاذ اللہ گناہ سرزد ہوگا۔ ایمان کو اسی
قدر معاذ اللہ نقصان ہوگا۔ اور اس کے بالمقابل اس کے مفہوم مخالف کے حوالے سے اللہ تعالیٰ
کی توفیق سے جس قدر انسان کو زیادہ نیکی سے شرف ہوگا۔ ایمان اسی قدر پکا ہوگا۔

اسی لئے رب کریم ارشاد فرماتا ہے۔ فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ۔ کہ جو لوگ نبی رحمت
شفیع امت ﷺ کی اطاعت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کو نافرمانی کی بجائے تابع فرمان ہونے
کا شرف ہوتا ہے۔ اور وہ معصیت کی بجائے۔ اطاعت کو اختیار کرتے۔ فخر کرتے۔ جن کو
یہ شرف حاصل ہوتا ہے۔ تو ان کے ایمان میں اس قدر قوت پیدا ہوتی ہے کہ الحمد للہ رب
[illegible] ہے ہم اس کا اعلان زندگی میں اس کی حد [illegible] فرماتے ہیں۔ فلنحیینہ ہم اس زندگی

Date:

گزارنے کی توفیق دیتے ہیں۔ چھوٹی طیب پاک زندگی۔ کیونکہ انسان کا دل پاک ہو جاتا ہے کہ دل منور ہو جاتا ہے۔ دل مصفیٰ و مزکیٰ و منور ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی برکت سے بلا تشبیہ جس طرح درخت کو موسم کی بدولت پھول پھل لگتے ہیں۔ اسی طرح جب قرآن کریم کے انوار و برکات و تجلیات اس پر وارد ہوتے ہیں۔ دل پر تو پھر اس سے بھی اعمال صالحات کی کونپلیں نکلتی ہیں۔ کلیاں نکلتی ہیں۔ پھول کھلتے ہیں پھل لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ و بزرگان دین فرماتے ہیں کہ دل کو صاف رکھو۔ بڑا مشہور واقعہ ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام آپ کی طرف رب کریم نے وحی فرمائی۔ یہ پوری حدیث نقل کی ہے۔ شیخ اسماعیل حقی رحمۃ نے روح البیان میں فرمایا۔ یا داؤد فرّغ لی بیتاً اے داؤد ایک مکان میرے لئے فارغ کر دیں۔ جس میں میں اکیلا ہی رہوں میرے سوا کوئی نہ ہو۔ عرض کی اے رب ذوالجلال۔ تو رہائش سے پاک ہے۔ رہنا تیری شان کے لائق نہیں ہے۔ سکونت سے تو پاک ہے۔ اور مسائل سمجھانے کے لئے کبھی کبھی رب کریم سے ایسے الفاظ عطا ہو جاتے ہیں۔ جو بھی سمجھانے کیلئے عطا ہوتے ہیں۔ چنانچہ بڑی مشہور حدیث شریف ہے۔ ایک بندہ خدا کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیشی ہوگی۔ اور ایک روایت میں ہے اے موسیٰ علیہ السلام کیلئے آیا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے۔ ایک بندہ مومن کا حساب پیش ہوگا۔ تو اس سے فرمایا جائے گا میں بیمار ہوا تو مجھے پوچھنے کو نہیں آیا۔ مجھے بھوک لگی تو نے کھانا نہیں کھلایا۔ مجھے پیاس لگی … عرض کرے گا مولا تو اس سے تو عوارض سے پاک ہے۔ کھانا پینا بیماری۔ یہ تو تیرے بندوں کو لاحق ہوتی ہے۔ تو تو اس سے پاک ہے تو تو شافی ہے۔ تو تو مطعم ہے تو کھانا کھلانے والا ہے۔ تو پانی عطا فرمانے والا ہے۔ تو تو اس سے پاک ہے۔ لیکن تو نے فرمایا ہے کہ مجھے پیاس لگی۔ بھوک لگی۔ میں بیمار ہوا ——— یہ تیری شان کے لائق تو نہیں اس کا معنیٰ کیا ہے۔ فرمایا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا۔ تو اس کو پوچھنے نہیں گیا۔ مولا وہ تو تیرا بندہ تھا۔ فرمایا اگر تو پوچھنے جاتا۔ تو میں بھی وہیں تھا۔ کیا مقصد تو اگر وہاں جاتا تو میری رضا حاصل کر لیتا۔ پھر بندے کی زیارت کرنے کے لئے ——— عیادت بیمار پرسی کرنے کے لئے جو جائے۔ تیرے جانے سے بیماری تو دور نہیں ہوگی۔ لیکن تیرے گناہ دور ہو جائیں گے۔ اور حضور کریم فرماتے۔ صحابہ کرام یہ کرم فرماتے۔ تکلیف ہوتی تو پوچھنے کے لئے جاتے۔ یہ ایک علیحدہ داستان ہے کہ جب حضور پوچھنے آ گئے تو ہم بیماری سے ہو اٹھ جاتے ——— وہ کون بیمار ہے جو یہ بیماری چلی جائے۔

Date:

حضور رسید آگئی۔ یہ الگ داستان محبت ہے۔ اور ایک بڑا عجیب سا واقعہ لکھا ہے شمائل میں
سیدنا حضرت صدیق اکبر کے متعلق۔ فرماتے ہیں کہ جب اطلاع ملی حضور کو نصیب دشمنان تکلیف
ہے۔ جسم شریف پہ عوارض طاری ہو جاتے تھے۔ کیونکہ آپ کی بشریت کا تقاضا تھا۔ تاکہ حضور کے
غلاموں کو بیماری کے ایام میں بھی حضور علیہ السلام کی سنت کا شرف حاصل ہو جائے
بیماری میں کیسے ذکر ہوتا ہے بیماری میں تو بکر مسجد میں آیا جاتا ہے۔ بیماری میں کس طرح نماز
پڑھی جاتی ہے۔ حدیث شریف میں موجود ہے حضرت مولائے کائنات فرماتے ہیں۔ حضرت عباس
حضور کے چچا فرماتے ہیں کہ جب نبی رحمت نے اپنی حیات طیبہ ظاہرہ میں آخری نماز مسجد
شریف میں ادا فرمائی۔ تو دو نیاز مندوں کے کاندھوں پر ہاتھ تھے۔ ایک ادھر ایک ادھر اور
فرماتے ہیں ہم حضور کے ساتھ چل رہے ہیں۔ لیکن اور آپ کے قدمین شریفین طیبین طاہرین جو ہیں
وہ زمین پر لکیریں کھینچتے ہوئے آرہے ہیں۔ اگر جسم اقدس پہ ایسا ہے۔ خدا کی راز کہ جان کسی
کی سوچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن یہ عوارض اس لئے لاحق ہوتے ہیں۔ کہ اگر کسی امتی کو تکلیف
ہو جائے۔ تو وہ ذرا ادھر مڑ کے دیکھے تو اس کو ابھی حضور کی زیارت ہو جائے۔ یہ بھی نبی پاک
کی زیارت ہو جائے اور سنت ادا ہو جائے۔ چنانچہ اللہ والے۔ بغیر کا سہارا نہیں لیتے۔ جو عصا
ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وہ عکس بھی اسی قدر ہوتا ہے۔ ادھر سنت ہے یہ ہاتھوں میں عصا رکھو بشرطیکہ
تکبر نہ ہو۔ ہاتھ میں لینا سنت ہے تکبر نہ ہو۔ اور ادھر یہ بھی لکھا ہے کہ حضور سرکار سیدنا
سید الاولیاء۔ شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدین گنج شکر آپ تشریف لے جا رہے تھے۔ ہاتھ
میں عصائے مبارک تھا۔ حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ آپ نے عصا پھینک
دیا اور زار و قطار رونے لگ گئے۔ حضور کیا وجہ ہوئی۔ فرمایا دوست نے عتاب کیا ہے۔ بیٹا میرا کہ
ٹیک ڈنڈے پہ لگاتا ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے ان مقربین کیلئے۔ لیکن ہم غلاموں کیلئے سنت بھی ہے۔ ہاتھ میں عصا
رکھا جا کر تو۔ تو نبی رحمت علیہ السلام نے دو غلاموں کے کندھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ کے۔ نماز
کیلئے مسجد شریف میں حاضر ہوئے۔ اور فقیر حضرت اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں کو اس طرح نماز
کیلئے جاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ حضور غزالی زماں رازی دوراں سلامہ کاظمی
آخری ایام میں اپنے مدرسے کی بجائے گھر میں ہی آپ پڑھاتے تھے۔ نماز کا وقت ہوتا تو آپ ساتھ
مسجد تھی۔ تو آپ گھٹنوں میں بظاہر ہمت تھی ہی نہیں چلے۔ لیکن نکلتے جب گھر سے تو خادم بیٹے ہوتے

Date:
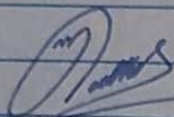
تھے اس لیے۔ تو آپ دو دوستوں کے کندھوں پہ ہاتھ رکھ کر لیٹے سانس پھولا ہوا ہوتا اور
پاؤں اٹھا کے نہ اٹھتے۔ لیکن چل رہے ہیں۔ شاید کسی کے دل میں آئے بات کہ یہ کیا بات ہے۔ میں کہتا
ہوں۔ کہ یہ وہ ارباب وفا ہیں۔ جو اپنی بیماری میں بھی حضور کی سنت کا سہارا لیتے ہیں
اور مجھے یہ شرف حاصل ہے۔ کہ ایک دفعہ نماز کے لیے جاتے ہوئے حضرت نے گنہگار کے
کندھوں پر بھی ہاتھ رکھا۔ زیارت کیلئے گیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر جو ہے اس پہ
عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ یا کرامت کو جب عوارض لاحق ہوں۔ تو وہ صرف یہ نہ سمجھیں۔ کہ اس
مقام سے آپ بہت دور ہو گئے۔ بلکہ انہیں اپنے ان پریشانیوں میں بھی محبوب کا جلوہ جھلکتا ہوا
نظر آتا ہے۔ حضور کی سنت ہے۔ کیونکہ آپ کی سنت جامع ہے آپ کی سنت کامل ہے اور زندگی
کے ہر شعبے میں حضور علیہ السلام اپنے غلاموں کی راہنمائی فرماتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر محبت کے ایسے مارے
ہوئے تھے۔ کہ حضور کی تکلیف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ ایسا زاویہ تھا نبی پاک کے جسم پاک کو تکلیف میں دیکھ
کر برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس قدر آپ کو صدمہ۔ اتفاق کی بات ہے۔ کہ عبدالرحمن صفوری
علیہ الرحمۃ۔ آپ نقل فرماتے ہیں۔ کہ حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ چلا کہ حضور کو تکلیف ہے
میں پوچھنے کیلئے چلا گیا۔

جیسے ہی گیا۔ آپ کے جسم مبارک پر تکلیف کا اثر دیکھا۔ تو فرماتے ہیں مجھے بخار ہو گیا۔ یہ محبت
کی وہ فراوانی ہے۔ کہ کسی کو یہ منصب ملے تو پتہ چلتا ہے ورنہ عام کیا سمجھ آتی ہے کسی کو کہ کیا
انتہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور کی زیارت کی وجہ سے کیونکہ آپ کو تکلیف تھی۔ میں برداشت
نہ کر سکا۔ اس قدر مجھ پر اثر ہوا۔ کہ میں بیمار ہو گیا۔ میں گھر بستر بیماری پر۔ نبی
پاک علیہ السلام اپنے غلاموں کا پتہ کیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام بھی مزاج پرسی فرماتے۔ بیمار
کی مزاج پرسی فرماتے۔ اور حضور نے ہمیں حکم دیا۔ کہ اگر کوئی بیمار ہو جائے۔ کہ اس کو پوچھنے
کیلئے جاؤ۔ یہ نہ سمجھو کہ او ہو میرا تو رنگ ہی اڑ گیا۔ اف ہو۔ کیا اللہ رحم کرے بیماری بڑی سخت ہے
ابھی کل تک تو بڑا ٹھیک تھا۔ اب میرا جسم جو ہے بڑا کمزور۔ خبردار ایسی بات نہ کرو۔ عیادت کرو
بیمار تو ہے تکلیف تو ہے۔ تو حضور علیہ السلام اپنے غلام سے فرماتے کہ لا باس طہور ان شاء
اللہ۔ یہ بیماری ضرور ہے لیکن کہ موت کیلئے آئی ہے۔ کوئی ڈر نہیں۔ بیماریاں آتی ہیں۔
کوئی ضروری نہیں ہوتی ہے کہ بیماری سے بندہ مر ہی جاتا ہے۔ یوں آئی ہے تو طہور ان شاء اللہ۔

کئی ایسے بھی گناہ ہوتے ہیں۔ کہ بندے کو یاد نہیں کہ توبہ کرے۔ لہٰذا رب کریم کوئی تکلیف دے کر گناہ اس کا جھاڑ
دیتا ہے۔ لا باس طہور ان شاء اللہ۔ بیمار کو یہ کہا کرو۔ کہ کوئی ڈر نہیں یہ بیماری تجھے پاک کرنے والی
ہے ان شاء اللہ۔ یہ ان شاء اللہ اس لئے کہا۔ کہ تو شکوہ نہ کرے۔ کیونکہ بعض لوگ انسان
خطا کار ہے کبھی شکوہ بھی کر لیتا ہے۔ کہ ہم نے جب سے آنکھ کھولی ہے بیمار ہی رہے۔ بیماری تو ہمارا
پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ہمارے گھر سے بیماری نکلتی ہی نہیں ہے۔ یہ لفظ نہیں چاہئے۔ یہ لفظ کہنے سے پہلے
سوچ لیا کرو۔ آپ نے تو بیمار دیکھے نہیں ہیں۔ اتنے بھی بیمار ہیں۔ اس لئے ناشکری کا کلمہ
نہ کہو۔ اللہ معاف کرے۔ کبھی اس نیت سے ہسپتال کی طرف نکل جایا کرو۔ کہ مزاج بہتری ہو جائے۔
دیکھو اللہ کی مخلوق کس طرح پریشان ہے۔ کس طرح بیمار ہے۔ تو کم از کم دل میں شکریہ کا جذبہ تو
پیدا ہوگا۔ کہ خدایا شکر ہے کہ میں ایسا بیمار تو نہیں یہ تو بیچارہ چل بھی نہیں سکتا۔ میرے پاؤں
میں درد ہے۔ یہ تو بڑا ہے جس کی ٹانگ کٹی ہوئی ہے۔ تو انسان میں شکر پیدا ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول
نے بیلنس برابر رکھنے کے لئے ہر مقام پر اپنی امت کو ٹھیک ٹھیک انہی کی زبان میں فرمایا کہ دنیا
میں دیکھو۔ تو اپنے سے نیچے کو دیکھو۔ اور ایمان میں دیکھو تو اپنے سے اونچے کو دیکھو۔ پھر بیلنس
برابر رہتا ہے۔ اگر دنیا میں دیکھتے ہو۔ کہتا ہے جی یہ تو ٹھنگ ہے تو اس کو دیکھتا ہے بیچارہ جو صبح سے
شام تک گارا سر پر رکھ کے لگاتار چلتا ہے۔ اور بوڑھا آدمی ہانپتے کانپتے اس بیچارے کو شام
پڑ جاتی ہے۔ تو سمجھ آئے صحت مند ہے۔ اس کو دیکھ کر شکر پیدا ہوگا۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ —
اپنی داستانیں گلستان میں لکھتے ہیں۔ تقریباً ۳۰ سال آپ نے سیر کی ہے۔ باغوں یا سبزہ زاروں
میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی زیارت کرنے کیلئے۔ جہاں گئے جس شہر میں گئے جس بستی میں گئے
پتہ کر لیتے یہاں کوئی اللہ کا دوست ہے۔ تو وہاں زیارت کیلئے جاتے۔ فرمایا میں سے راہ جا رہا تھا۔
کسی شہر میں تو میں نے دیکھا کہ لب سڑک ایک آدمی پڑا ہے۔ اس کو تو میں دیکھتا ہی رہ گیا۔
میں اس طرف ہو گیا۔ مکھیاں بھنبھنا رہیں زخم سے سارا جسم چور چور زخموں سے اور وہ سسک رہا ہے
اس کے باوجود ہونٹ ہلتے ہیں۔ میں قریب چلا گیا۔ میں نے کان لگائے۔ کہتا ہے یا اللہ تیرا شکر ہے
میں بیٹھ گیا۔ کہنے لگا سعدی یا نام لیا یا ویسے کہا۔ تو کون ہے۔ مجھ غریب کے پاس آ بیٹھا لوگ تو
نفرت کرتے ہیں میرے قریب بیٹھتے ہی نہیں ہے — تو کون ہے۔ دراصل کچھ لوگ اللہ کے مقرب ہوتے
ہیں۔ تو کون ہے۔ فرمایا بس میں ایسے آ گیا۔ بس ایک بات بتا دے گا۔ اس نے کہا مجھ سے کون پوچھتا

Date:

باتیں۔ میں کیا بتا سکتا ہوں۔ سعدی دیکھ رہے ہیں یہ کوئی راز ہے۔ کہتا ہے یا اللہ تیرا شکر ہے کون سی دولت
ہے جس کا شکر ادا کر رہا ہے۔ پاؤں کے ناخن سے لے کر سر تک جسم تو زخمی ہے بلکہ بیٹ مکھیاں۔
درد کہتا ہے یا اللہ تیرا شکر ہے۔ کس بات کا شکر ہے۔ فرمایا اللہ کے بندے یہ تو بتا تو شکر کس بات کا
کر رہا ہے کہتا ہے مالک کو یاد نہیں کرنا۔ میں نے کہا تو کہتا یا اللہ یا اللہ یا اللہ یہ عمل ہو سکتا ہے سبحان اللہ
ماشاء اللہ ـــ اللہ اکبر یہ نہیں کہتا۔ شکر ہے یہ بھی یہ بات شکر کس بات کا ہے۔ جب میں نے
زیادہ اصرار کیا۔ پھر کہنے لگا۔ ابھی نہیں مجھے بتا کہ شکر کیوں کر رہا ہوں۔ فرمایا میں اس بات پر شکر کر رہا
ہوں۔ کہ مصیبت میں گرفتار رہوں۔ خدا کی ناراضی میں گرفتار نہیں ہوا۔ وہ جو جا رہا ہے فرعون بن کر
تکلیف نہیں ہے یہ جائز ہے۔ وہ جو تول رہا ہے کم نہیں تولتا۔ ظلم نہیں۔ وہ جو جانور کو سزا دے رہا ہے
وہ زیادتی نہیں کر رہا۔ ان کے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں۔ تو نافرمانی کر رہے ہیں۔ مجھے تکلیف ہے لیکن خدا کا
شکر ہے میرا اسرار یا خدا کی نافرمانی کی گندگی سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی سے بچائے

عزیزان گرامی قدر۔ رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے PM ۳-۱۵ ـــ ۱۰-۳۰ جمعہ

(B) کسی کا کام کرنا ـــ اللہ کرنا چاہے جس کا چاہا کر سکتا ہو۔ لیکن اللہ کی صلاحیت رکھتی ہو
قسمت والا آدمی ہے جس کے ہاتھ کسی کا کوئی کام ہو۔ وہ خوش ہو کر دعا دے گا تو زکوٰۃ
نہیں ہے ـــ اچھے لوگوں کی اچھی باتیں ـــ امام اہلسنت عمدۃ المحدثین زبدۃ المفسرین۔
سراج اہل تقویٰ حضور سید احمد قادری رضوی مشہدی۔ فضل رحمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ دو
واسطوں سے میرے دادا استاد دیکھ رہی ہیں ایک دفعہ ایسا ہوا۔ آپ کے بیٹے سید محمود احمد رضوی کا سراج
بیماری نے کیا کہ رات کا واقعہ رمضان پاک ہے۔ نماز عشاء کے بعد تراویح وقت تھوڑا۔
اللہ والے اپنے معمولات کو نہیں چھوڑتے۔ رات کو مسئلہ پوچھے۔ ایک بڑے میاں نے پوچھا
دوسروں کے بعد و شرم عبث سے شامل ہو ـــ ایک بچے کا نام ہے ـــ آپ فرماتے مسئلہ
دیکھ کے پڑھے۔ فضیلت پڑھے۔ اچھا تھا تو آپ ہوت ملا نہ بتا جنہیں ملامت کرے۔ اب مجھے دیکھ
سے نکال دیا۔ سید محمود کو غصہ بڑے میاں کو تنبیہ کی ہے ـــ فرمایا والد صاحب نے مسکرا کر اس نے پوچھا
ہے بتا یا میں نے مجھے کیا تکلیف ہے ـــ بڑا لائق نکلا۔ حضور کے لکھ دیا ـــ میں ناراض تو لکھوا۔
جب بابا چلے گئے تو فرمایا بیٹے خدا کا شکر کرو لوگ مسئلہ پوچھنے کے لیے ہمیں دیکھتے ہیں۔ "فلاں دلائل
میں بازار میں مل ل ـــ بیٹے سعادت کی اچھی قسمت لوگ کہتے ہیں اس دور سے محمد سے ان کا بڑا

Date:

علمائے کرام ــــ زیادہ تر بار بار جو مسئلہ پوچھنے کیلئے آئے۔ تاکہ مقتدی ــ عالم دین کو مسئلہ ــ
یاد نہیں ــ ایک عالم کیلئے کہنا نہایت ہے ــ بڑے بڑے مفتی کو سنا کہ مسئلہ دیکھ کے آ کے
بتاؤں گا ــ غلام علی اوکاڑوی کے پاس مسائل پوچھنے سائل جاتے ــ مسئلہ نہیں آتا تھا۔
خدا کی بارگاہ میں جواب دینا پڑتا ہے ــ جیسے مسئلہ یاد آیا بتا دیا ــ لوگ مسائل
نہیں پوچھتے ـ ننگے سر نماز پڑھنا ــ بے نیازی کے سبب جرأت کرتے ہو۔ ترسا اپنے بیٹے
کو کون دیکھتا ہے۔ خدا یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے جسم پر محمد ﷺ کی غلامی کا رنگ ہے یا
ــ فقیری نیاز مندی سے رب بے نیاز ہے ــ نماز کا محتاج ہے۔ رب حاجت روا ہے۔ نماز
ضرورت مند ہے۔ کیا تجھے محمد ﷺ کی سنت سے پیار ہے۔ سیدھی مانگ نکالنا۔ دل پر عمامہ
عمامہ پہننا۔ محمد ہوتا ــ امام اعظم ابو حنیفہ سے گردن زیادہ نہیں ۲۰ سال پڑھا۔
کبھی بھی سر ننگا نہیں دیکھا سوائے احرام کے ــ پہلے ننگے سر ہیں۔ طواف
میں احرام میں ــ انبیاء آتے ہیں صحابہ کرام ــ جو کبھی نہیں دکھاتے ہیں احرام
میں ہیں ــ احرام چہرے میں عورت کا۔ احرام مرد کا سر میں۔ عورت اپنے چہرے پر
پردہ ڈال سکتی ہے۔ حضور کی لونڈیوں کے چہرے پر پردہ نہیں تھا ــ اب عورتوں کا لباس
ــ عورت پردہ کرے ــ بیوی کا لباس لئے۔ نماز مشغول ہے۔ اب یہ رب کے دربار
میں آ گئی ہیں۔ میں دیکھوں گا کون شعور کرتا ہے ــ ننگے سر نماز پڑھنا ــ صدیق اکبر
ننگے سر نہیں ــ عمر پوچھے ــ ۲۰ سال تک ننگے سر نہیں دیکھا ــ امام عبداللہ بن
مسعود ــ نماز سے رکھا کہ نماز ننگے ــ جس کو بھی ہلاک اور کر میں ــ
ــ سر کھول کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عن کشف الرأس فی الصلوٰۃ
کم از کم اہلسنت کو مدنی ارادہ کر دیں ــ بڑھنے کیلئے نوجوان بتاتا ہیں پر کسی بڑھاپے ہے جو
رسول اللہ کی سنت سے ناراضگی کرتے ہیں ــ نوجوان ہی ہو۔ کیا امام حسین پر جوانی نہیں آئی
جوانی نے نوکری ایک کو شہادت کا ہے رہا امام حسین کی جوانی نے نواسہ رسول نے دین
کو سہارا دیا ہے ــ علی اصغر اکبر کا جوانی نے کو نوجوانوں کی قدر قیمت بڑھائی ہے۔
جب شہید ہوئے تو سر ننگا تھا۔ ننگے سر نماز پڑھنا کس دن کی سنت ہے ــ
کہتے ہیں ثابت ہے ــ سنت پوری امت کیلئے ہے۔ کہیں دستار سر سے گر جائے جنوز

207

8

Date:

جانتے ہیں۔ اور لوگ [illegible] ———

[signature]

اتوار ۲۰۱۵ — ۱۱ — ۱

۱۴۳۷ — ۱ — ۱۹

۷ — ۰۱ — ۴۰ PM

Date:

۳۰ - شہید کی حیات

ولا تقولوا لمن یقتل ـــــ بقلم جنت تجری ـــــ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ـــــ المفلحون -

حضرت شہید اعظم سید الشہداء گلگونہ قبا راکب دوش مصطفیٰ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا رنگ اپنا منفرد اور جداگانہ مقام ہے۔ اس لئے کہ اگر آپ چاہتے تو مدینہ عالیہ اور مکہ شریف سے سفر کرنے کی ابتدا سے لیکر آپ کی شہادت کے لمحات تک کئی ایک ایسے مواقع آئے اگر آپ چاہتے تو کربلا کے اس حادثے سے بچ سکتے تھے۔ آپ دشت کربوبلا کے [illegible] یا کسی سے اور اس مشکل سے بچ سکتے تھے۔ لیکن آپ نے ان تمام نشیب فراز کو قبل از وقت جاننے اور سمجھنے کے باوجود اپنا قدم پیچھے نہیں اٹھایا بچنے کی کوشش نہیں فرمائی۔ بلکہ آپ کا قدم آزمائش اور ابتلا کی طرف بڑھتا رہا۔ قدم قدم پر آگے ہی چلے۔ بیگانے بیگانے ہی چلے۔ اور ایسے مواقع پیدا ہوئے کہ آپ گھر لوٹ جا سکتے تھے۔ لیکن آپ نے واپس ہونے کی بجائے قربانی دینے کو ترجیح دی۔ اس کے ساتھ ہی جو دکھ آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ دشمنوں کے عزائم خطرناک ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ کہ مشہور ہیں بارگاہ خداوندی کے قرب خداوندی کے کئی درجات اور کئی مقام ہیں۔ ان کے مختلف نام اور اقسام ہیں۔ ایک مرتبہ کا نام ابدال ہے۔ پھر آگے ولایت ہے۔ غوثیت - قطبیت - قلندریت صحابیت ہے۔ نبوت ہے رسالت اور شان اصطفیٰ ہے یہ مختلف نام ہیں - درجات خداوندی کے۔ اور ان میں سے ایک مرتبہ کا نام ہے الرضا بالقضاء خدا تعالیٰ کا فیصلے پر راضی ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے کو مجبوراً برداشت نہیں کرنا۔ بلکہ راضی ہو کر برداشت کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو ہر کسی پر چلتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کا کوئی فرد اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے باہر نہیں ہے۔ چاہے کوئی مسلمان ہے چاہے کافر ہے۔ کوئی ماننے والا یا نا - اپنا ہے بیگانہ غلط ہے صحیح ہے۔ موافق ہے مخالف ہے۔ منافق ہے مخلص ہے۔ کوئی بھی ہو۔ ہر کسی پر حکم خداوندی نافذ ہے۔ کائنات کا کوئی ذرہ خدا تعالیٰ کے حکم سے باہر نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے کہنے پر حکم کو قبول کرنے میں ذہن کی کیفیتوں کا فرق ہے کہ ۲ توجہ میں ہم سب شامل ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہمارے خیال کے خلاف ہے ہماری طلب کے خلاف ہے۔ ہمارے دینی جذبات کے الگ ہے۔ لیکن پھر بھی ہم برداشت کرتے ہیں۔ وہ اس لئے برداشت کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا حکم ٹل نہیں سکتا۔ وہ ہو کے رہے گا۔ اور ایک ہے راضی بقضائے الٰہی۔ الرضا بالقضاء اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو مسکرا کر برداشت کرنا۔ ہر حکم کو راضی ہو کر برداشت کرنا۔ جبراً نہیں۔ بلکہ اس امر کا

Date:

کا ذوق کے رہا تو فیصلہ رب کریم کا ہے۔ اور یہ اتنی بڑی شان ہے۔ کہ رب کریم نے صحابہ کرام رضوان اللہ
کے مقامات قرب کو بیان کرتے ہوئے سب سے آخری مرتبہ یہ بیان فرمایا ہے۔ پہلا مرتبہ یہ کہ وہ
مومنین کاملین ہیں۔ ۲۔ مرتبہ یہ ہے کہ اللہ کریم نے ان کے دلوں میں ایمان خود لکھا ہے۔ ۳۔ رب کریم
نے اپنی طرف سے روحانیوں کو بھیج کر ان کی مدد فرمائی ہے۔ ۴۔ مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ
ان کو قرب کے لائق جنت کے درجات عطا فرمائے گا۔ ۵۔ پانچواں مرتبہ ان کا یہ ہے۔ کہ اللہ
تعالیٰ جل شانہ ان پر راضی ہو گیا۔ اور اس سے بھی اونچا مرتبہ یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہر فیصلے
پر راضی ہو گئے۔ حالانکہ اس سے پہلا مرتبہ یہ ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ اور اس سے اگلا رضوا عنہ اللہ
تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا و رضوا عنہ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر راضی ہو گئے۔ کیا مقصد ہوا۔ یعنی اللہ کریم بندوں
پر راضی ہو جائے۔ یہ بڑا مرتبہ ہے۔ لیکن اس سے بھی آگے فرمایا ہے۔ و رضوا عنہ۔ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
کے بندوں کا مرتبہ اس سے بھی اونچا ہے۔ کہ خدا ان پر راضی ہو گیا۔ وہ خدا پر راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں پر راضی ہو گیا۔ اسے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے اسے کوئی مجبوری بھی نہیں ہے۔ کہ اسے کوئی
روکے۔ نہ وہ کسی کی اطاعت کا محتاج ہے۔ نہ وہ کسی کی مخالفت سے ڈرتا ہے نہ اس کو فائدے
سے اس کی خدائی بڑھتی ہے۔ نہ اس کی نافرمانی سے اس کی خدائی میں کمی آتی ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک
نہ قسیم۔ نہ مثیل نہ عدیل۔ اور نہ کوئی ند اور نہ کوئی مثل۔ اسے مجبوری کوئی نہیں۔ وہ اپنے بندوں
پر جس پر چاہے راضی ہو جاتا ہے۔ دیکھیے ایک آدمی دوسرے سے راضی ہوتا ہے جذبات کا خون کر کے۔ کہ
مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اس نے مجبور کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ جذبات سے بالاتر ہے۔ مجبوریوں سے
بالاتر ہے۔ بڑوں کا کوئی ڈر نہیں۔ وہ وحدہ لا شریک ہے۔ وہ راضی ہوتے ہیں۔ خود مختار ہے اس
پر کوئی پریشر نہیں۔ وہ زندہ رہے پریشر نہیں۔ یہ کسی کے دباؤ کے تحت نہیں ہے وہ چاہے تو ناراض
ہو۔ چاہے تو راضی ہو جائے۔ وہ اپنی مرضی میں آزاد ہے۔ لیکن بندہ جو ہے اس کی طبیعت
کا جبر ہے۔ اس کے جذبات کا جبر ہے۔ اس کے احساسات کا دباؤ ہے۔ اس کے معاشرے
کا دباؤ ہے۔ ماحول کا اثر ہے۔ اس کی طبیعت کے تقاضوں کا اثر ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ خود
ہو کر۔ باوجود جب راضی ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ رب کریم کی محبت دور اس وقت راضی ہوتا ہے
جب وہ حدوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ۔
صدیق اکبر بیٹھے ہیں۔ سر کا رخ ہو گیا۔ ما التفت۔ لا التفات۔

Date:

فرشتوں کا انداز

یہ بہشتی زیارتوں کو کیا لوٹا۔ یہ زیارتیں کیا چھوڑ کر آئے ہو — مثال چند دینے والا کی۔ کیا چھوڑ کر آئے ہو
یہ سبھی سوچ کی بات ہے — عام انسان چھوڑتا زیادہ لیکن حضرات ابوبکر ۔ لیکن میاں آقا
نے یہ بہشتی پوچھا کیا لائے ہو — یہ سرکار جانتے ہیں — اللہ اور رسولہ ۔
پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس — صدیق کے لیے ہے خدا اور رسول بس ۔
یہ حدیث بیہقی حاشیہ مشکوٰۃ تفسیر — پیوند لگے کپڑے پہن کے سرکار — قدموں میں صدیق۔
کا ٹکڑا — عمو یا زمانے میں سوئی جیسا پہن رکھا — آ ایسا کسی غلام کو سنا کر —
اسی صورت میں صحابی آئے ۔ اتنے میں جبرائیل آئے — درۃ الناصحین پر لکھا ہے۔
جبریل کے کپڑوں پر وہ پیوند ہیں — پسند آیا تو پہنا — کاٹنے لگے ہیں سرکار
نے پوچھا — عرض کرتا۔ پورے وفا کے قدسیوں کے لباس سے ملبوس نظر آتے ہیں
معطر قرآن روح الایمان جان دین — ہست حب رحمۃ اللعالمین
محبت میں کتنا وزن ہے۔ ہم بھی مسلمان ہیں — ہم اپنا لباس بناتے ہیں غیروں کے
یہودیوں کی طرح کرتے ہیں۔ یہودیوں عیسائیوں کی نقالی کرتے ہیں مسلمان بے ایمان — ایک حکم
تھا۔ قدسیوں کا حبیب — کے غلاموں کے لباس دیکھ۔ کیا آسمان میں خار دار جھاڑیاں۔ وہاں تو
تجلیات ہے۔ وہاں جنگل نہیں — وہاں تو انوار و تجلیات ہیں۔ ابوبکر کو جبریل کے کپڑے
میں جاذبیت نہیں۔ ابوبکر کا ملبوس جبریل نہیں بلکہ رسول پاک ہیں۔ یہ محبوب کی ادا اس کی
جبرائیل کو محبت میں جبریل بن آئے۔ جب غزوہ بدر میں فرشتے آئے تو انسان بن پگڑیاں
فرشتے ٹوپیاں پہن کر میں سوار ہو کے ہیں۔ لیکن جب بدر میں آئے تو پگڑیاں باندھ کر
جیسا رواج سرکار — سارے فرشتوں کے پگڑیوں کا رنگ زرد۔ ایک اللہ کی پگڑی
کا رنگ ایک ہے جس کے رنگ کو دیکھ کے فرشتے — بلاتے ہیں — حضرت جملہ
وہ کون تھا غلام زبیر ابن العوام حضرت اسماء بنت ابی بکر کا خاوند — صدیق اکبر کے داماد ہیں
حضرت عشرہ مبشرہ میں ہیں عبداللہ ابن زبیر کے والد — پگڑی کا رنگ زرد۔ جبرائیل کی پگڑی
زرد۔ صحابیوں اس لیے ۔ ان کی ادائیں ادا تھی۔ کیونکہ ٹھوک کے باندھ آئے ہر ایک کا اصل ہو
کر سبھوں نے دستار لیں — سرکار کے غلاموں کی طرح۔ مسئلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا نے مسلمانوں
کی نقالی کی ہے۔ مسلمان کسی کا نقال نہیں ہے۔ اگر مسلمان کسی کا نقش قدم دیکھتا ہو

Date:

پہلے تو سرکار ہیری نگولہ کو روک دیتے تھے — ابوبکر روک دیتے تھے۔ لیکن مستقل کسی پر جو رسول
کی امت پر ظلم کریں گے — جو ظلم نہیں کریں گے — تم نے مال کو گود میں اٹھنی ... دیں —
ظلم نہ کرنا — حق پر قائم رہو — = حکومت وقت کا فرض کیا ہے ظالم کا انجام —
مسئلہ - الصلوٰۃ والسلام کا مٹانے والا ہے — کس نے مٹایا — تاریک دل والے —
انسان نہیں سمجھتے — مسلمان تو بڑی بات ہے — رسول اکرم کے نام کو مٹانے والا ابوجہل
سے کم نہیں - ابوجہل مر گیا لیکن اولاد باقی ہے - الصلوٰۃ والسلام جہاں لکھا ہے وہ جگہ کالی چھوڑ کے
جلد بازی — وہابی اور دیوبندی دشمن ہیں — حاجی امداد اللہ مہاجر مکی
کتاب میں موجود ہے غیر مقلد وہابی و شاہ ولی اللہ نے ستر صفحوں کے ستو —
جن کی نسبت میں ذکر ہیں ۱۰ ان کے مطابق ان کے خلاف ہے — جو جلتا ہے ہمارا ایمان
اسے جلانا — آمین

اتوار
۲۰۱۵ — ۱۱ — ۱۵
۱۴۳۷ — ۲ — ۳ PM
۶ — ۱۹ — ۱۴ —

Date:

۳۳۔ سنتوں کا فیضان

جمعہ - ۲۹ - ۴ - ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم ۰ انسان کا پیٹ اس کا مرکز ہے ۔ بنی آدم کا مرکز
ہے ۔ لقمہ حلال ۔ خوف الہٰی کی بدولت ہے —— ذہن میں نہ آئے ۔ کہ رزق حلال کی تاکید کر کے انسان کو پابندیوں
میں جکڑا گیا ہے ۔ بلکہ انسانیت کی تعمیر کی گئی ہے ۔ شرافت کا تحفظ ۔ اپنوں بیگانوں کی ۔ اہمیت کا احساس
اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو بتاتا ہے کہ جس طرح تمہارا کلمہ پاک ہے اسی طرح تمہارا رزق بھی پاک ہونا —— یعنی رزق کی
پاکیزگی کلمے کے تقدس کا رنگ ہے ۔ جن کو ایمان نصیب ہیں کلمہ طیبہ نصیب ہوا ۔ قرآن ۔ اللہ کی محبت ۔ نبی پاک کی
غلامی نصیب نہیں ان کا رزق پاک نہیں ۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پاکیزہ رزق کی تاکید فرماتا ہے ۔ دنیا نہ بھلا کر
کے کھاؤ (البقرہ) راوی ۔ ان اللہ طیب ولا یقبل الا طیبا ۔ اللہ پاک ہے وہ (صدقہ) کو قبول کرتا ہے
انسان کسی کی ملازمت شروع کرتا ہے تو اس کے مطابق اسے عمل کرنا پڑتا ہے جس طرح قوانین ہوتے ہیں
اس معیار کا کام کرو تو تنخواہ ملے گی ۔ اگر مالک کی مرضی کے خلاف کرے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح
ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب —— ینفقون ۔ پ ا البقرہ ۔ ہدایت کا پیغام سبھی کے لئے فائدہ
وہ لیں گے جن کے دل میں خوف خدا ہوگا —— نماز مومن کی علامت ہے ۔ ایمان والوں کی علامات
نماز کا سبق اللہ کا رزق کو خرچ کرنا ۔ اللہ کے دربار میں ۔ منگتا تمہارے دربار ہے ۔ میرے دربار
سے تم نوازو ۔ تمہارے دروازے سے کوئی نہ جائے ۔ تم کچھ دے دو میں سب کچھ دے دوں گا ۔ تم بہشت کے دولہا
میں کرم کے حلے جو تم پر میں یہیں ہو —— جب میں تم نہ جاؤں ۔ حضرت حسن مجتبیٰ آپ
سے کسی نے عادت پوچھی ۔ جب بھی کوئی منگتا تو آپ اس کی طلب سے زیادہ دیتے کبھی ایسا نہیں
ہوتا ۔ دکان سے دلوا دیتے —— کسی نے عرض کی نسبت اللہ نے کسی کو مجبوری ۔ جس نے دروازے پر
کاسہ ہاتھ منگتا ہے —— یہ اس کی عزت گوارا نہیں کرتا ۔

سید الاصفیا حسن مجتبیٰ —— سید الاسخیا راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام ۔
کسی نے اعتراض کیا ۔ کہ آپ ہر ایک کو خیرات دیتے ہیں —— حدیث میں آتا ہے اتنی خیرات کی ——
کسی نے عرض کیا ۔ حضور کے چہرے پر اداسی آ گئی ۔ سرکار نے اس کو جواب ۔ یا المومنین اللہ الرحیم ۔
سرکار نے فرمایا ۔ تو مجھے مشورہ دیتا ۔ کہ اللہ مجھے دیتا رہوں —— میں خرچ کرتا رہوں کہ میرا کرم ہے کہ
امام حسن نے فرمایا سنو میرے رب نے عادت بنا رکھی ہے ۔ کیا عادت ہے ۔ میں جو کچھ رب سے مانگتا ہے
میں نے اس کے بندوں سے سیکھا ۔ تخلقوا باخلاق اللہ ۔ یہ اللہ کا حسن کا جلوہ ہے کہ بندے ہوکر
خدا کی عادتیں اپنا لیں —— رب تو نظر نہیں آتا —— جیسا نکھرے سے رنگ پکتا ہے جب تم مری

Date:

نجاشی نے تحفہ واپس آ گیا۔ رب نے مجھے ملک دیا ہے میں نے اس کو رشوت نہیں دی ۔ نجاشی نے جعفر کے قدس
کو صاف کہتا ہے ۔ بات وہاں ہو رہی ہے جبرائیل ۔ ان اولی الناس بابراہیم ـــ ھذا النبی ۔
ابراہیم کے قریب مشابہت جنگ کے قریبی ہیں ـــ واللہ ولی المومنین ۔ جعفر طیار نے وقت گزارا ـــ
جہاں بہار ہے مسلمان سچے بولے ـــ وہ مجبور ہوئے ۔ حرف ابراہیم نہیں ـــ یا رسول اللہ کہتے واللہ
سچا مسلمان ہے ـــ

— ۲-۱۵ جمعۃ المبارک
۲۰ — ۱۱ — ۱۴۳۷
۸ — ۲ — ۴۹ pm
۶ — ۴۴ —

Date:

بادشاہ دیوانِ خاص میں مسجد بنوائے — ہندوؤں کی مورتوں کو طلاق دے دو۔ اکبر دربار اپنے ہاتھ سے گائے ذبح
کرے — یہ مجاہدِ اعظم کا شہزادہ تھا۔ احمد رضا ہندو مسلمانوں کے دلوں میں اتنی محبت بٹھا دیا —
قرآن مجید کا ادب — ہم میں ادب اس لئے پایا جاتا ہے کہ احمد رضا کی کمائی ہے — یہ مجاہد عاشق
اعظم کی اولاد ہے۔ ہر عاشق کو بیدار بنا دیا ہے —

۲۱ — ۱۱ — ۲۰۱۵
۹ — ۲ — ۱۴۳۷
۹ — ۵۱ — ۴۸ PM

Date: 6-12-96

۵۴۔ اللہ کا نورِ محمدؐ اور تاریکیاں

۱۸۶ ۔ یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا ـــ قد جاءکم من اللہ نور ـــ مبین۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو طرح
سے نبی پاک کی روشنی کو بیان فرمایا ہے۔ ایک روشنی تو بیان دوسری روشنی آپ کی سیرت طیبہ کی ہے کہ
اپنے بیان کرنے سے وہ گوشے روشن فرما دیے جن پر یہودیوں نے اپنی جہالت اور حماقت کی بنا پر تاریکیوں کے پردے
ڈال رکھے تھے۔ آپ نے وہ پردے اٹھا کے۔ تاریکیاں دور کر دیں۔ اور حق کا نور واضح کر دیا۔ یہ ان کا ایسا جرم
ہے۔ جس پر ان کے متعلق انبیاء علیہم السلام نے نبی پاک کی شان پر پردہ ڈالنے کے جرم کی وجہ سے ان مجرموں
پر لعنت فرمائی۔ اور اسے قرآن پاک نے بیان فرمایا ہے۔ لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد
وعیسی ابن مریم تک تھے۔ لہٰذا اپنے دور میں ان مجرموں پر لعنت فرمائی ہے جنہوں نے نبی پاک کی شان پر پردہ ڈالا
انبیاء علیہم السلام نے اپنی طرف جو سب کچھ درج فرمایا ہے۔ ان کو بیان کرنا ان کے منصب نبوت میں داخل تھا
داؤد علیہ السلام اور عیسیٰؑ نے بھی بیان فرمایا ـــ ان کی امتوں کے جو منکر تھے۔ کافر انہوں نے سرے سے یہ
مضامین ہی اپنی کتابوں سے ـــ نہ کتابوں میں یہ مسئلہ درج ہو۔ نہ اس کی آگے تبلیغ ہو۔ بعض انبیاء
کب برداشت فرماتے ہیں کہ جو شے ان کے منصب میں داخل ہے۔ یہ اس کو اس کی کتاب سے نکال دیا۔ دونوں
رسل علیہ السلام نے علاوہ محمود آکو بھی فرماتے ہیں رنگ تھوڑا ان دونوں نبیوں کو حضور علیہ السلام کی آمد کی خوشخبری
و بشارت سنائی گئی۔ جب انہوں نے اپنی امتوں کو سنایا تو وہ پر کہنے ان کو چھپانے لگے۔ اب دیکھیے
کافروں نے جرأت کی مقابلہ رب کریم کا کرنے کا۔ رب کریم نے حضور کی شان بیان فرمائی۔ اور کافروں
نے اس کو چھپایا۔ کہ علماء آج جو بھول لعنت فرمائی۔ جو بھی اب پڑھیں۔ وہ حضور کی شان اظہر
بیان فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ منشاء بشارت ہے کہ ہر قرآن سے پہلے اور بھی آسمانی کتاب کے نزول کا
مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی عظمتوں کا چرچا کیا جائے۔ غرض کہ مطلب۔ انبیاء علیہم السلام۔ جو
شرف رسول ہیں۔ ان کی زبان پر تو خیر خود ہی ہوتی ہے۔ ان سے لعنت کی دعائیں ہوتی ہیں۔ اور یہ لعنت
کیوں آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کا جرم بڑا زبردست ہے کہ انبیاء کی زبان پر وہ لفظ نہیں آتے
جو رب تعالیٰ کو پسند نہیں۔ کیونکہ یہ لعنت اللہ تعالیٰ کی جانب اپنے انبیاء کو حاصل ہے لہٰذا اس کی
زبان پر جو لفظ آیا ﷺ وہ منشاء بشارت ہے وہ مقصد تنزیل کتب سماویہ ہے۔ لعن الذین من
بما عصوا وکانوا یعتدون۔ فرمایا یہ لعنت ان پر اس لیے کی گئی۔ یہ وہ نافرمانی کرتے ہیں۔ عصیانِ لفظ
عصیان نافرمانی اور عدوان تجاوز۔ اس کا معنی ہے اپنے مالک کی نافرمانی کرنا۔ یا رسول کریم علیہ السلام کی نافرمانی
کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی رسالت کے کافروں پر اس لیے لعنت فرمائی۔ کہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی نا

Date:

نافرمانی کی ۔ انبیاء علیہم السلام نے جو ان کی ڈیوٹی لگائی اور ان کو ذمہ داری سونپی تھی اس کے خلاف چلتے رہے
رہے ۔ وہ فرماتے تھے محبوب کی شان ظاہر کرو ۔ وہ چھپاتے رہے ۔ انہوں نے فرمایا کہ اپنی کتابوں کے
مضامین کو من و عن باقی رکھو ۔ انہوں نے بدل کر مشہور کر دیا ۔ تو ان ظالموں نے انبیاء کی نافرمانی کر کے
رب کریم کی قدرت کے سامنے اکڑ کر ڈٹ جانے کی جرأت کی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جس
جس کے وہ مستحق تھے ۔ ذالک بما عصوا ۔ اور اس کی دلیل میں دوسری بات یہ لیں تو مسئلہ اور
زیادہ واضح ہو جائے گا ۔ کہ شیطان نے جب اس کو حکم ہوا اللہ تعالیٰ کا ۔ تمام فرشتوں سمیت ۔ آدم
علیہ السلام کو سجدہ کرے ۔ اس کو حکم ہوا لیکن اس نے انکار کیا تفضیل آدم علیہ السلام کا انکار کیا ۔
تو اس نے نبوت کی عظمت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ۔ تو رب نے فرمایا ان علیک اللعنۃ
الی یوم الدین ۔ تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہو ۔ معلوم ہوتا ہے جو بے ادبی کرے انبیاء
علیہم السلام کی ۔ یا بزرگان دین کی یا مقربین بارگاہ کی ۔ جو ان کی تعظیم میں کوتاہی کرتا ہے وہ رب جلال
کے حکم کے مطابق ملعون ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے ۔ ذالک بما عصوا ۔ انہوں نے نافرمانی کی
و کانوا یعتدون ۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی حدود کو توڑ کر آگے نکل جاتے ۔ اللہ کریم نے جو الفاظ اپنے انبیاء علیہم السلام
کی شان میں کہنے کی اجازت نہیں دی تھی ۔ وہ بکتے تھے ۔ جس کام سے روکا تھا ۔ وہ کرتے تھے ۔
اور ان کی زندگی کا معمول تھا ۔ کہ خدائی حدود کو توڑتے تھے ۔ پھر خدا اور اس کے رسولوں کی طرف سے
۔ ان نافرمانوں پر حضرات انبیاء نے لعنت فرمائی ۔ کہ انبیاء کا ہر فعل رب کریم کی اجازت
کے بغیر نہیں ہوتا ۔ انبیاء اپنے جذبات کے پابند نہیں ہوتے بلکہ وہ خدا کے حکم کے پابند ہوتے ہیں
اور کا رسول اس رد عمل کا مجبور نہیں ہوتا ۔ یہی تو نبوت کا اعجاز ہے ۔ کہ جہاں ساری دنیا جذبات
کی مجبوری سے فیصلہ کرے ۔ وہاں اللہ کا رسول علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ فرماتا ہے
بلکہ ان کے طبع قدس میں طرز سائنسی جذبات آتے ہی نہیں ۔ جس سے دوسرے انسان متاثر ہوتے ہیں
ان کا ذہن پاکیزہ ہوتا ہے ۔ مستحکم مستقل اور مقدس ذہن پر ہر نقش جو ہوتا ہے وہ ذات حق کی
تجلیات حسن کا ہے ۔ لہذا کوئی جذبہ ان کا حسن کے خلاف نہیں ہوتا ۔ اچھائی کے خلاف ان کا کوئی جذبہ
نہیں ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ۔ ایک روشنی تو بیان ہو گئی ۔ تورات
میں تبدیلی کی گئی یا تبدیلیاں نکال دیں ۔ اور دوسری روشنی حسن مصطفیٰ کی ہے جس کے جلوے ہی اب نہیں ۔
بلکہ پوری کائنات کی معاشرت کے گوشوں کی ساری ظلمتوں کو دور فرما دیں ۔ اللہ تعالیٰ کا مصطفیٰ کی شان

Date:

میں یہ اکثر ذکر کیا ہے کہ مثلاً سورۃ الجن کا اختتام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا
— مبینات۔ مبینات کا والا رسول جو کہ آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کہہ آتش علاوہ
فرماتا ہے کہ جو جس معاشرے میں پڑھی جائیں، اس معاشرے کو روشن کر دیتی ہیں۔ مثلاً جس علاقے میں بارش
ہو گی۔ اس علاقے سے خزاں دور ہو جائے گی۔ پھول کھلیں گے۔ درخت سبز ہوں گے۔ سبزہ زار بچھ جائیں
گے۔ اور جس معاشرے میں کتاب الہی پڑھی جائے گی۔ اس معاشرے میں انوار عام ہوں گے۔ اور پڑھنے والا
میں۔ یا آپ نہیں بلکہ خود خدا کا رسول۔ یتلوا علیھم آیات اللہ مبینات —— الی النور۔ اللہ کا
رسول آیات کیوں پڑھتا ہے؟ لیخرج الذین امنوا — خدا کے رسول اس لیے خدا کی آیات کی تلاوت
فرماتے ہیں۔ ایمان اور ایمان کے تقاضوں پر چلنے والوں کو ساری تاریکیوں سے نکال کر نور میں لے آئیں
دیکھیے ظلمات جمع کا صیغہ ہے۔ اس کا مصدر ہے ظلمت۔ ظلمت کا معنیٰ تاریکی۔ الی النور۔ نور کی طرف
نور کا صیغہ مفرد ہے۔ یہ قرآن کا معجز بیان ہے — کہ جس نے مضامین کا سمندر کو دو لفظوں
میں بیان فرما دیا۔ من الظلمات دنیا میں جتنی بھی تاریکیاں ہوں۔ سب تاریکیاں رسول کی ایک نگاہ
کی چمک سے دور ہو جاتی ہیں۔ اگر رسول نکال ہی نہیں سکتا۔ تو پڑھنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا —
اور خدا گواہی دیتا ہے۔ لیخرجھم لیخرج الذین — جو میرا قرآن پڑھتا ہے وہی انہیں تاریکیوں سے باہر
نکالتا ہے۔ لیخرجھم من الظلمات —— الی النور۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محبوب علیہ السلام اس لیے
قرآن پڑھتے ہیں۔ تاکہ ان کو ظلمتوں سے نکالیں۔ بری سوچ یہ سوچ کی تاریکی ہے۔ برا عقیدہ یہ دل
کی تاریکی ہے۔ بری نظر یہ بری نگاہ کی تاریکی ہے۔ برے بول یہ زبان کی تاریکی ہے۔ منہ کا ذائقہ یہ قوت
ذائقہ کی تاریکی ہے۔ اسے نہ اچھا کھانا چاہتا ہے کہ چاہے حرام ہو۔ اگر حلال کماتا ہے تو ہر روز اچھی
غذا نہیں کھا سکتا۔ اگر حرام کمائے گا تو بہت کچھ ملے گا۔ اور سرکار ﷺ ان ظلمتوں سے نکالنے
کے لیے۔ تو بتا رہے ان کو قرآن سنا کر بڑے کرم سے پکڑ لیتے ہیں۔ اور حرمت سے نکال
کر حلال کی طرف لے آتے ہیں۔ حرمت ظلمت ہے۔ حلال نور ہے۔ شراب حرام اور ظلمت
ہے۔ زمزم نور ہے۔ یہ نہیں کہ محبوب نے حرام سے بچنے کے لیے فرمایا۔ تو آگے حلال کا یقین
نہیں۔ ایک طرف گلزار ہے۔ ایک طرف سنڈاس ہے۔ میرے آقا فرماتے ہیں ادھر سنڈاس کی طرف
نہ جاؤ۔ ادھر گلزار کی طرف آ جاؤ۔ جو میں لے کے آیا ہوں۔ اپنے نفس کی ظلمتوں سے بچ جاؤ۔ قرآن
شریف کے انوار کے دامن میں آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ اور من یطع الرسول

264

Date: 12-6-92

۴۷ - قرآن و صاحب قرآن نور ہیں

۴۸۶ - آیت یا اھل الکتٰب ——— قد جاءکم من اللہ نور و کتٰب مبین ——— اہل کتاب سے
خطاب فرمایا ہے اللہ تعالیٰ — نبوت و رسالت کی عظیم خوشخبری سنا کر بعنوان رسالت۔ نوازشات
کا ذکر فرمایا۔ یہودیوں و نصاریٰ کو وہ پردے اٹھا دیئے۔ جو اپنے علماء سے اندھیرے میں سرکار کی
شان چھپا گئی۔ بخیل ہوئے — حق گوئی سے اطلاع دی۔ ارشاد فرمایا قد جاءکم من اللہ نور۔ نور کی
ایک خاص جبلت ہے کہ فطرت ہے کہ جب چمکتا ہے تو در و دیوار کو روشن کرتا ہے — نور کی روشنی
سے اپنوں اور بیگانوں کی تمیز اٹھا کر آنے جانے والوں کو سب کچھ دکھا دیتا ہے۔ جیسے سورج چمکتا ہے۔ اس
میں چور بھی چلتے پھرتے ہیں۔ اور شہزادے بھی چلتے پھرتے ہیں۔ یہ اپنے بیگانوں سبھی کو روشنی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور
علیہ السلام کو۔ نور فرمایا۔ کہ آپ نے تشریف لا کر صرف ماننے والوں کو ہی روشنی نہیں بخشی بلکہ جو
نہ ماننے والے تھے۔ ان کو بھی سیدھی راہیں دکھا دیں — اور ایسی دکھائیں کہ انہیں روز روشن کی طرح نظر آگئیں
کوئی پیچ نہ رہا۔ کوئی گہرائی نہ رہی۔ کوئی صعوبت اور مشکل نہ رہی۔ بلکہ جس طرح دوپہر میں چمکتے ہوئے
سورج میں اشیاء کو دیکھنے میں دقت نہیں ہوتی۔ نبی پاک علیہ السلام کے تشریف لانے کے بعد —
کائنات کی ان حقیقتوں کو دیکھنے میں کوئی الجھن باقی نہ رہی۔ کیونکہ آپ نور بن کر تشریف لائے۔
رب نے آپ کو نور فرمایا قد جاءکم من اللہ ——— صرف آپ ہی کے متعلق نہیں فرمایا و کتٰب مبین۔ اور
آپ کے ساتھ ایک روشن کتاب بھی آئی۔ خود بھی نور ہیں۔ اور کتاب بھی نور ہے۔ بلکہ ان
میں یوں کہہ لیں۔ کہ میرے آقا علیہ السلام جہاں خلق الٰہی کے نور ہیں۔ وہاں قرآن کریم کا بھی نور ہیں
یعنی قرآن شریف میں کیا ہے یہ نبی پاک علیہ السلام کے نور میں نظر آئے گا۔ ورنہ
قرآن شریف سے حقیقتیں ہر آدمی پہ ظاہر نہیں ہو رہیں۔ قرآن شریف کیا کہتا ہے یہ سرکار علیہ
السلام کے کردار کی روشنی میں نظر آئے گا۔ جس طرح آپ روشنی میں کتاب پڑھتے ہیں اسی
طرح نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں۔ کردار کی روشنی میں۔ سیرۃ کی روشنی میں۔ محبت کی روشنی
میں جب قرآن شریف پڑھیں گے۔ تو پتہ چلے گا کہ قرآن شریف میں کیا کچھ ہے۔ اگر کوئی شخص خود قرآن
سے ہدایت لینا چاہے تو نہیں لے سکتا۔ جب تک رسول کی تجلی سے آنکھیں روشن نہ ہو جائیں اس وقت قرآن
شریف سے اسے سبق نہیں ملتا۔ اور قرآن بھی نور ہے۔ وانزلنا الیکم نورا مبینا۔ قرآن شریف اس لیے نور
ہے۔ کہ جس مکہ معظمہ کی سرزمین میں تشریف لانے والا تو لے کر آنے والا رسول جو بنو ہاشم میں سے
ہے۔ جو بنو زہرہ کی عظیم خاتون کے شکم اطہر سے روشن افروز ہوا ہے یہ کیا ہے یہ نہیں نظر آئے گا۔

Date:

اگر دیکھو تو قرآن شریف کے نور سے دیکھو۔ قرآن پاک بتاتے کہ کیا کیا ہے۔ تو یوں شریف کتاب ہے جو ہر زمانے میں
اسوہ کیا ہیں۔ جو قرآن شریف و رسول دونوں ایک دوسرے کا نور ہیں۔ اب کچھ ذمہ داریاں بھی ایمان والوں کی۔ کہ جیسے
گہرا اندھیرا ہو۔ ہاتھ پھیلایا نظر نہ آئے۔ ایسے سنسان علاقے میں جہاں کوئی آنے جانے والا نظر نہیں آتا۔ چوری
کا خطرہ ہوگا یا نہیں۔ کیونکہ چور کا داؤ روشنی میں نہیں لگتا۔ چور کی کوشش ہے کہ کسی طرح
جب دن کی بلب روشن ہے۔ سورج چمکتا ہے چور اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہاں
ایک بات ہے اگر گھر والے سو جائیں روشن سورج = آج جو مسلمان لوٹ رہے ہیں کیا قرآن کریم
کا نور نہیں۔ کیا حسن مصطفیٰ کے جلوے موجود نہیں۔ وہ نور بھی ہے اور یہ نور بھی ہے
اور دونوں کیلئے رب کریم نے اعلان فرمایا۔ قرآن شریف کے لئے تو یہ ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر
لہ لحافظون — ہم نے نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔ اور قرآن ہمیشہ
موجود رہے گا — یہ نور بجھایا نہیں جاتا۔ آپ ہمیشہ ایک تاریخ سنتے ہیں۔ جب
محافظ طاقت ور ہو۔ تو یہ چور نکر نہیں لگا سکتا۔ تو چونکہ قرآن کریم کا محافظ رب ہی
ہے۔ لہذا قرآن شریف کی بقا میں شیطان کوئی شے چوری نہیں کر سکتا۔ لیکن یاد رہے کہ
رب کریم نے لفظ ایسا بولا ہے اس لفظ کو قرآن پر بولو تب بھی صحیح ہے۔ قرآن والا
پر بولو تب بھی صحیح ہے۔ نام ایک ہے چہرے دو ہیں۔ نام ایک ہے تعین دو ہیں۔ ایک قرآن
ہے اور ایک صاحب قرآن ہے۔ اور دونوں ہی ذکر ہیں۔ یعنی قرآن شریف ہم نے اتارا —
اور دوسرے مقام پر رب تعالیٰ فرماتا ہے قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا۔ وہاں انا کی تاکید۔
یہاں قد کی تاکید — ہم نے تمہاری طرف ذکر اتارا فرمایا رسولا — عظیم الشان والا
رسول۔ نحن نزلنا الذکر وانا لہ — قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا۔ یعنی ذکر کا لفظ ایک
ہے اس کے مصداق دو ہیں۔ قرآن بھی ذکر ہے۔ رسول اللہ بھی ذکر ہیں۔
یہ حقیقت تو آپ جانتے ہیں کہ قرآن بے عیب ہے۔ بے مثل ہے۔ قرآن میں سارے ہی علم ہیں۔ یہ
سب تقاضے ہیں ان آیات کریمہ کے۔ ولا رطب ولا یابس — خشک تر — اللہ تعالیٰ نے اس
کو یہ کہہ کر فرمایا۔ قرآن بے عیب ہے غلطی اس میں کوئی نہیں۔ جب کافروں کے سامنے رب کریم نے اعلان
فرمایا۔ میں تو آپ کے سامنے مستقل عربی کر دوں۔ تو سارے سب انسان کہہ دیں گے۔ کیونکہ سارا ہی
اپنے ہیں سب کا نہ سب انسان نہ کبھی کوئی عیب نہیں نکال سکے۔ اب کریم نے ان کے سامنے بھی

Date:

فرمایا۔ ذالک الکتاب لا ریب فیہ ـــــ متقین۔ یہ عظیم کتاب ہے لا ریب فیہ اس میں شک کی
کوئی گنجائش نہیں ہے۔ جب یہ اعلان ہوا تھا۔ تو کفار مکہ کھڑے ہو جاتے۔ کہ اس میں یہاں بھی
شک ہے یہاں بھی شک ہے۔ اللہ فرماتا ہے لا ریب فیہ۔ یہ کوئی شک کی جگہ ہی نہیں۔
بعض نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ کوئی شک نہیں وہ الفاظ کی ظرافت کو سمجھ نہ سکے۔ ان سے پوچھا جائے
کہ تم تو کہتے ہو کوئی شک نہیں کافر تو شک کرتے ہیں تمہارا ترجمہ کدھر گیا۔
بریلوی تاجدار فرماتا ہے یہ ترجمہ نہیں ہے۔ کہ قرآن کوئی شک کی جگہ نہیں۔ اب اگر کوئی شک کرے گا تو
خود ہی دھوکہ کھاتا ہے یہاں تو گنجائش ہی نہیں ہے کہ اس کی مثال پھول ہے گلاب ہے کہ گلاب کا پھول
بدبو کی جگہ ہی نہیں ـــ اب اگر کوئی اسے حماقت کرے۔ اس کے قریب نہ آئے۔ تو اس کے قریب ہی
آتا وہ کہتا ہے بو آتی ہے۔ اور ہر دلیہ جواب سمجھاتا ہے۔ اس میں بو آتی ہے [illegible] تو کیا ہے
تو میں کہتا ہوں کہ خدا کی پھٹکار نہیں ـــ کہ جس کو گلاب میں بو نظر آئے۔ رب نے اس کو [illegible] دیا
اور یہی خدائی فیصلہ ہے کہ جس کو قرآن میں شک نظر آئے تو رب کریم نے ان کو گمراہی کی ایسی دلدل
میں دھکیل دیا۔ کہ پوری دنیا کی سائنس اکٹھی کر کے باوجود حیا سے خالی ہیں۔
حالانکہ وہ بڑے سائنسدان بنتے ہیں بڑے موجد بنتے ہیں جو اس کتاب کے والی آئے ہیں تو
مدینے کے رہنے والوں کی سیرت نظر نہیں آتی۔ وہ ان کتے یہودیوں کا ہی نام لیتے ہیں ـــ انگریز کا
ہے جی ـــــ ایک بل پاس ہوا۔ ہر دم دکھاتے ہو۔ بیٹی کو عزت و سعی پر کھلا تو
اللہ۔ معلوم ہوا قرآن میں شک کرنا ایسے ہی جیسے بجز حال قرآن شک کی جگہ نہیں۔
لا ریب ـــــ گلاب بدبو کا مقام نہیں۔ سورج تاریکی کا مقام ـــ شہد تلخی کا مقام
مرد مومن کی زبان جو کلمہ پڑھتی ہے وہ جھوٹ بولنے کی جگہ نہیں ـــــ
سچ ہی یہاں سے نکلا ہے۔ اب دیکھو رب دی سچائیاں اس کے نیچے ـــ مسلمانوں
کا عرش بھی نور کا عرش ہی ہے آسمان بھی اس کے نیچے دوسرا بھی ـــــ سدرۃ بھی عرش بھی اس کے
نیچے یہ سچائی عرش سے اوپر۔ یہ کس نے بتایا۔ یہ لوگوں کا انسانیت کے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے
بتایا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ خدا کے عرش کے پائے پر یہ کلمہ لکھا تھا۔ مسلمانوں
جو تم پڑھتے۔ کتنی بڑی سچائی اللہ سچا ـــــ کلمہ پڑھیں ـــ وہ سچ آپ نے بولا۔ عرش کے پائے پر جو
عرش پر لکھا ہوا ہے کوئی بے معنی سچ ہے۔ جس زبان سے یہ سچ نکلے۔ وہاں جھوٹ کی گنجائش

مت پہننا کہ ماں کہتی ہے بیٹے خیال کرنا۔ کپڑوں پر مٹی نہ پڑے۔ بوڑھی اماں جب شفقت لٹاتی ہیں تو خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔ اگر تجھے کپڑا ہی اتنا پیارا ہے تو پہنتا ہی کیوں ہے۔ اگر مٹی کا ڈر ہے تو پہنتا ہی کیوں ماں کپڑا ہی پہناتی ہے۔ کیوں بیٹا اسے ننگا نظر آئے۔ وہ برداشت نہیں کر سکتی۔ بیٹا تو میرا پیارا ہے میں کپڑے بھی پہناؤں گی۔ لیکن دیکھنا مٹی نہ پڑ جائے۔ ذرا خیال سے چلنا۔ کیونکہ کپڑا برا ہوگا۔ بیٹے تیرا حسن خراب ہو جائے گا۔ اللہ نے تم پر ایمان ڈالا۔ میں نے تجھے ایمان کا حسن دیا ہے۔ بگاڑا اس نہ کرنا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ تمہارا ایمانی حسن خراب ہو جائے گا ——

ماں کو برداشت نہیں کہ بیٹا بدنما لگے۔ استاد کو پسند نہیں کہ شاگرد نالائق لگے۔ پیر کو پسند نہیں کہ مرید آوارہ لگے۔ خدا کو پسند نہیں کہ میرا بندہ جھوٹا لگے —— قولوا قولا —— سچ بولو —— نتیجہ کیا نکلے گا۔ یصلح لکم —— جس کی زبان درست بات کرے گی۔ اللہ اس کے اعمال درست فرما دے گا۔ پتہ چلا کہ اعمال کی درستگی کے لیے ایمان کی درستگی ضروری ہے

آپ آئے ہیں باوضو بسم اللہ پڑھی۔ جماعت کروا رہا ہوں۔ پیچھے اس امام کے اللہ اکبر۔ آپ نے کوشش کی کہ جھولا جو مصلے پر کھڑا ہے کیسا ہے —— اچھا ہے یا کیا ہے۔ آپ اس مصلے کی شرم کر رہے ہیں کہ پیچھے اس امام کے —— سفید کپڑے ہیں۔ آپ نے اس کو بازار میں کھڑا ہونے کا بول دیکھے ہوئے سنا —— میں نہیں کہوں گا وضو اس نے صحیح کیا ہے وغیرہ —— اگر سب کچھ اچھا ہے پر اس کی زبان اچھی نہیں۔ پتہ چلا جس کی زبان گندی ہو اس کا کوئی عمل اچھا نہیں۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے۔ ہر کام میں سچ —— پریشانیاں —— دل میں کہتے ہیں کہ۔ مجھے دکان پر بیٹھنا پڑے تو پھر چلے سچ بولنا کتنا مشکل ہے۔ خدا تعالیٰ اس کاروبار سے بچائے جس میں کلمے والی زبان پر جھوٹ بولنا پڑے۔ جو کہتے ہیں سچ بولنا مشکل ہے وہ رسول اللہ کا منکر ہے۔ کیا تجھے نبی پاک نے مشکلات میں ڈالا۔ جتنا سچ رب نے محمد ﷺ کو دیا ہے اتنی کوئی اور چیز نہ دی —— کسی سے پوچھو آپ کی تعلیم کتنی ہے۔ بی اے ایم اے۔ بارہ سال اس نے اسکول کالج میں لگائے ——

رات کی نیند کو چھوڑا۔ سفر چھوڑے۔ سولہ سال کے طویل عرصے کے بعد ایم اے کی ڈگری ملی۔ تعلیم کے لیے وقت لگتا ہے۔ سب کلاسوں کے لیے وقت لگتا ہے۔ جب تم نے کلمہ پڑھا تھا۔ کتنے سال لگے یار کلمہ پڑھانے کو کوئی وقت اس کا کرم مانو۔ جس نے منٹ میں سب سے بڑی سچائی عطا فرما دی۔ قدر ہی نہیں اس لیے نہیں رہتا۔ منٹ میں مل گیا۔ قدر پوچھو بلال کو۔ عمار ابن یاسر۔ یاسر۔ سمیہ رضی کو

Date:
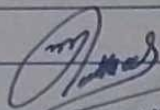
جن کے جسم کو چھلنی کر دیا گیا۔ لیکن زبان سے کلمہ بند نہیں ہوا۔ حضرت عمار کو مارا جا رہا ہے۔ حضرت عمار
کی والدہ کی شہادت — میرے آقا گزرے۔ مکہ معظمہ کی سرزمین ہے عمار کو مار پڑ رہی ہے ابشروا آل یاسر
ان موعدکم الجنۃ۔ اے یاسر کے گھر والو صبر کرو۔ جنت تمہاری انتظار کر رہی ہے۔ انسانوں کی سچائی کی قدر ہوتی
انہیں ہے۔ ہمیں قدر ہے۔ جنہوں نے دو روپے کا سودا بیچنے کے لئے جھوٹ بول دینا ہے۔ یا لوگ کہتے
کہ ہنستے ہیں جو دنیا سے دنیا رکھنی مشکل ہے۔ اگر یہ معروضہ سچائی سمجھ کے کہتے ہو تو انہوں کو سمجھ
کس نے کہا ہے دنیا بچاؤ۔ وہ فرماتا ہے دین بچاؤ۔ کوئی بیت نہ رہے پر مصلے کا انتظام رہے —
قرآن ہے۔ دعا کرو۔ بار بار رب سمجھا رہا ہے کہ رب دشمنوں سے بچ جاؤ۔ خدا تعالیٰ یہ جبر تو نہیں
ہے۔ لیکن بدلہ لینے والا تو ہے —

سب سے بڑا سچ کلمہ شریف۔ اللہ جن زبانوں سے سچ نکلے اسے پاک رہنا چاہئے۔ یہی لوگ
کا رب فرماتا ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور — تاریک رات ہے۔ چاند بھی نہیں سو رہا ہو۔
اس تاریکی کو دور کرنے کے لئے آپ نے وائر سے رابطہ قائم کیا — مسجد و سجد سب کی بتی
میں چار بلب لگا دیں۔ پاکستان میں کئی ذہن — اسراف ہو گیا — یہ جتنا خرچ کرتا کسی دیئے
خانے میں دے دو۔ اندھی لوگ جب ایسا فنکشن کرتے تو اس قدر لائٹنگ کرتے ہیں کہیں دیئے خانے
کبھی یاد نہیں رہے گا — تاریکی نہ ظلمت — عصفور نور ہیں۔ اگر کسی محل میں لائٹنگ ہو
چوری کے نقب لگا لی۔ تو پوچھنے والا پوچھ سکتا ہے کہ لائٹ کیوں نہ لگائی۔ بلب بند ہو جائے
اس کا کوئی علاج نہیں جس کا بلب بجھ جائے۔ خدا فرماتا ہے میں نے ہمیشہ محبوب کا نور دیا ہے۔ قرآن
یہ نور دیا ہے اسے اگر تمہارا بلب بجھ جائے تو اس کا کوئی علاج ہے کہ تمہارا سعادت
حرام کی دنیا رنگین سے بجھائی۔ پھر یہ تاریکی — باپ کی موجودگی میں بیٹے کو ... تکلف نے
اپنے بھائی — لیکن اب — سب بجھے ہیں دیا سی آر — یہ تاریکی کیوں آئی کیا نور بجھ گیا — بتاؤ مسجد کی بتی جل رہی۔
کیا رسول کا نور بجھ سکتا۔ واللہ نورہ — خدائی خدائی مصلے کا بدل۔ خدا نے فرمایا میں نور کو
تھا جو ... دے دیا — جو کائنات عرش و فرش کا آبرو ہے۔ پھر کہاں سے نور نہ قرآن کا بدل نہ کہ
نہ خدا کا بدل۔ وہ خدا ایک ہے ... محمد بنے نہیں۔ قرآن اس کے کرم میں ہماری ہدایت۔ کیا یہ تاریکی
ختم کر دیا ہے۔ اگر ادنیٰ وقت ہو نہ لیتے تو — اگر وقت پہ نماز پڑھے تو کوئی — اگر لگا تار دیے تو شہادت علی سی خدا کے گھر میں
یہ دن بیٹھتا ہے۔ کیا یہ شہزادی نہ رکھا نہیں جس کو ... کا ہی جان ... ہے۔ مولا علی کے گھر کا چراغ نہیں۔ اگر علی گھر کا

Date:

کے بغیر روشن نہیں ہوتا۔ تو گوہری جعفر زٹلی کا کلام تمام ہوا --

(ہفتہ)
۲۰۱۵
PM
۵ — ۱۲ — ۱۴۳۶
۲۲ — ۲ — ۳۵
۱۲ — ۳۴

۴۷ سیدنا غوث اعظم رض

Date: ۲۲-۱۰-۹۳

اللہ ومن یاتہ مومنا قد عمل صلحت فاولئک لھم — لقد من اللہ علی المومنین — اس کائنات میں ہر
شے کو وسیلہ روشنی اور برکت اللہ تعالیٰ کے پاک محبوب علیہ السلام کے پاک قدموں کا صدقہ ہے اور ان کی نسبت اور ان
کی جلوہ گری کی بدولت کائنات کو حاصل ہوئی۔ اور بارگاہ محبوب علیہ السلام کا سب سے بڑا انعام ایمان ہے
جو کہ آپ کے غلاموں کو نصیب ہوتا ہے۔ کہ ایمان کی برکت سے انسان نبی پاک علیہ السلام کے قدموں تک
پہنچتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے ذریعے سے انسان خدا تک پہنچتا ہے۔ اور ایمان کے بغیر بارگاہ محبوب علیہ السلام
تک رسائی نہیں ہوتی ہے۔ ایمان ایک سفر ہے۔ ایمان ایک بہت بڑا انعام اور اعزاز ہے۔ ایمان ایک ایسا سرچشمہ
ہے۔ جس کی برکت سے ایک شخص کو نبی پاک کے دربار دُربار میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے اگر یہ نصیب نہ ہو
تو انسان واللہ مسلمان نہیں۔ جو پاس کھڑے ہیں وہ بھی محروم رہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم کی آیت کریمہ ہے
اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انا جعلنا من بین ایدیھم — یبصرون۔ یا رسول اللہ ہم نے ان کافروں کے آگے دیوار
کھڑی کر دی ہے۔ ومن خلفھم سدا اور ان کے پیچھے بھی دیوار ہے۔ فاغشینھم ہم نے ان بدبختوں کو پردے
میں ڈال دیا۔ فھم لا یبصرون۔ یہ سب کو دیکھتے ہیں۔ لیکن اے محبوب آپ کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ خدائے ذوالجلال
کی غیرت ہے۔ وہ ان کافروں کو ایسی نظر نہیں دیتا جو رخ محبوب علیہ السلام پر پڑ سکے۔ دیکھ سکے۔ ایسی نگاہ
ان کو نصیب نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ایمان سے خالی ہیں۔ ان کے پاس ایمان نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے وترھم ینظرون الیک — اے محبوب آپ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ آنکھیں کھول کر آپ کی طرف دیکھ رہے
ہیں۔ وھم لا یبصرون وہ آپ کو دیکھ نہیں رہے۔ اس لیے کہ ان کی نظر کمزور ہے۔ اور آپ کے حسن کا چاند
ان سے بہت دور ہے۔ ان کو نظر آتا ہے جن کی آنکھوں پر ایمان کا چشمہ چڑھا ہوا ہو۔ ایمان کا چشمہ لگا ہوا
ہو۔ تو وہی دیکھ سکتے ہیں۔ اور تو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ تو بات یہ ہے کہ ایمان کی برکت سے حضور نبی پاک کے
قدموں تک رسائی حاصل ہوگی۔ اور حضور کے صدقے بندوں کو خدا کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہوتا ہے
یہ ایسا تسلسل ہے۔ یہ ایسا رابطہ ہے۔ کہ اس کا خلاف نہیں ہو سکتا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی بے ایمان
ہو۔ اور اسے حضور کی عظمت کا پتہ چل جائے۔ بے ایمان کو حضور علیہ السلام کی عظمت کا پتہ — پہلے رب ایمان
دیتا ہے۔ ایمان کی برکت سے دل بھی پاک ہوتا ہے۔ نگاہ بھی پاک۔ آنکھوں میں غبار ہے۔ آنکھوں میں دھندلا ہے
آنکھوں میں جالا ہے۔ تو کتنے پاس کھڑا ہوتا آدمی بھی پہچانا نہیں جاتا۔ پھر اس کا علاج — اللہ تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے ھو الذی بعث فی — میں (ترجمہ) حضور پاک فرماتے ہیں۔ دل۔ زبان۔ نگاہ۔ جسم۔ ظاہر
باطن۔ طہارت بصیرت بھی سکھاتے۔ میرے آقا علیہ السلام کے صدقے جان دل پاک ہو جاتا ہے / نگاہ پاک

Date:

ہوتی ہے اور سارا دھندا درجال اتر جاتا ہے کہ عیب کوئی کسی زمانے میں بھی موجود ہو اس کو حضور علیہ السلام
نظر آجاتے ہیں اور یہی ایمان ہے۔ ایمان کے بغیر رسول پاک ﷺ کا حسن نظر نہیں آتا۔ جنہیں نظر آیا
ایمان کے صدقے ان کا قول بھی سن لیں۔ حضرت ابوہریرہ جن کو لقب ملا ہے علم۔ لوگ تو پڑھا پڑھا
کے تھک جاتے ہیں لیکن علم نہیں آتا۔ میرے آقا نے ایسے ہی پڑھایا۔ فرمایا۔ زیارت کی۔ کان الشمس
تجری فی وجہہ۔ سورج چمکتا ہوتا ہے سورج سے کرنیں ہی کرنیں جلوے ہی جلوے۔ جیسے
چمک۔ کان اذا ضحک یتلعلع علی الجدر۔ جب سرکار مسکراتے تو آپ کی مسکراہٹ
سے دُرِّ دندان کے اندر سے نور کے جلوے پھوٹتے جس سے دیواروں پر روشنی ہو جاتی ہے۔ دیواریں
چمک اٹھتیں۔ حضرت علی شیر الٰہی المستفیض کہتے ہیں یہ آپ فرماتے ہیں من رآہ وھیبہ
کہا کہ جو کوئی جو اجنبی آدمی اچانک سامنے آکر دیکھتا۔ اتنا رعب پڑتا وہ کتنے ہی بڑے دل گردے والا
ہوتا۔ کانپنے لگ جاتا۔ حتی کہ سرکار مسکرانا شروع فرماتے۔ میں یہ تحریر جو لکھ رہا ہوں اس سے ایک عرصہ پہلے تک زندہ
بھی تھیں۔ میری والدہ محترمہ بھی عرب کی ایک خاتون تھی۔ خشک گوشت استعمال کرتے تھے۔ ایسی
باتوں میں لگاتے تو پتا کہ کیسے ان کے ذہن سے رعب ختم ہوتا۔ کانپتے رہتے۔ وَعَن عائشۃ رضی اللہ عنہا
اَحْسَنہ اللہ جو سرکار کی بارگاہ میں آنے جانے لگتا اللہ حضور علیہ السلام سے اس کی جان پہچان ہو
جاتی۔ اتنی پھر سرکار کا اتنا ڈر سے محبت زیادہ حضور سے ہو جاتی۔ پھر اس کا جانے کو
دل نہیں چاہتا تھا۔ یہ اعجاز ہے حسن مصطفیٰ کا۔ آدمی کو دیکھ کر کہا کرتا بندہ
— لم اری مثلہ قبلہ ولا بعدہ مسلم آپ جیسا میں نے نہیں دیکھا۔ معلوم ہوا رسول
کریم علیہ السلام کو خدا کی کائنات کا بے مثل فرد تخلیق قرار دینا ہی لفظ ہے۔ جو اس عقیدے
پر نہیں وہ لا کوئی کہ کرے — یہ بات نظر کی ہے نظر مثل تو نہ شد پیدا جاناں۔
ایمان ملنے سے حضور کا حسن مل گیا۔ جب حسن مل گیا تو رب مل گیا۔ کعبہ دیکھنے والوں کو خدا کا پتہ نہیں چلا
سورج سے آسمان کی بلندیوں۔ لیکن محبوب کو زمین پر چلتا پھرتا دیکھ کر خدا کی معرفت حاصل ہوگئی
ایمان کے بغیر حضور تک رسائی نہیں۔ محبوب کے بغیر خدا تک رسائی نہیں۔ جتنا کوئی مسلمان ہوگا اتنا حضور کے قریب
ہوگا۔ جتنا حضور کے قریب ہوگا اتنا ہی عارف باللہ ہوگا۔ جتنا جان پہچان ہوا ان کی بات روشن ہو سکتی۔
لہٰذا اس تعلق کا سلسلہ بیت پڑا تاج — غوث پاک کا ہے۔ ہمیں تو غوث پاک کو مرید پہنچا ہے
الحمد بغداد میں اللہ لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرغے مرغیوں میں اپنے والے سارے پہلے ہی ہیں۔

Date:

ابو غالب مرید سرکار کا۔ دعوت کرنا چاہتا ہوں میرے گھر۔ غوث پاک حضور کا جھکتا ہوا طریقہ ہے لوگ کہتے تھے
کہ ایسی حضور کی سنت ہے۔ مدرسے میں پڑھاتے ـــ ایک آدمی اپنے بیٹے کو لایا کہ منطق پڑھا دیں۔ آپ
نے سارا علم کی پڑھا دی ـــ بہجۃ الاسرار ۔

؏ جیلانی کے دکھ درد کی رنج و غم کی (دو عالم) تیرے ہاتھ میں ہے دوا غوث اعظم۔
زمانے کے دکھ درد کی رنج و غم کی

ابو غالب آئے ۔ دعوت ـــ مسلمان کے چھ حق ہیں۔ جب وہ دعوت کرے تو قبول کرے۔
(B) آج شادیاں ہوتی ہیں۔ جس کی ابتداء ہے محبوب محبوب کے دربار کا فتویٰ ہے۔ نکاح تو حضور کے حکم
کے مطابق اور باقی سارا کام حضور کے حکم کے خلاف۔ ہر موڑ پر زندگی میں ایمان کا حسن ملتا ہے۔ اس کا حدیث۔
چھینک۔ مریض کی عیادت جنازہ میں دعوت۔ جب حدیث کا حوالہ آگیا تو غوث پاک انکار کر لیے ہو گئے ـــ
ہو اس کی دعوت نہیں ہے۔ جد امجد کا حکم ہے غوث پاک دعوت کے لیے چل دیئے۔ ابو غالب کے گھر میں۔
ب نے خوش آمدید کہا ـــ کھانا دستر خوان پر۔ اسلام شہنشاہ کا دربار میں ہیں دستر خوانی ـــ مگر یہ
کھانا بھول گیا سارا غوث پاک کو ہی دیکھ رہے ـــ اعلیٰ حضرت

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا ۔ اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا ۔
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا ۔ اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا ۔
واہ تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا ۔ تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا ۔
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف ۔ اور کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا ۔

سرکار بیٹھے ہیں ۔ سکھاؤ مل ـــ کھانے کو زیارت کو غنیمت جانا ـــ غوث نگاہ جھکائے بیٹھے ۔ محفل میں
ہو کا عالم ۔ علی بن ہیتی ۔ منبر پر تشریف کے ساتھ ۔ بہجۃ الاسرار دعوت کا دن میں ـــ وعظ ابھی
علی بن ہیتی کی آنکھیں بند ہیں ہاتھ باندھ کے کھڑے ـــ آنکھ ہو گیا دستور کرام ہے۔ نماز کے بعد فرمایا۔ فرمایا اس
پر اعتراض نہ کرو ۔ یہ خواب میں ـــ میں نے زیارت شروع کر دی۔

؏ تجھے وصل بے فصل ہے شاہ دیں سے ـــ فراملہ ہے رتبہ غوث اعظم ۔ (حسن رضا)

غوث پاک مراقبے میں ہیں ۔ علی بن ہیتی تو جب زمانہ ... شیرا لے آؤ ۔ آپ کے سامنے ـــ پیالے کے اندر
گوشت کا ٹکڑا ۔ ابو غالب کا بیٹا ـــ غوث نے فرمایا قم باذن اللہ ۔ قم ۔ دور دیکھو ... زندہ ہے

؏ زمانے کے دکھ درد ـــ والیاں در رحمت ... ۔ تیرا در ہے دار شفا غوث اعظم ۔

Date:

کھانے کے بغیر رہ گئے۔ بڑا کام ہو گیا۔ جن کی رسائی ہوئی ہے جو خدا کو کہہ دیں سوال آتا ہے ——

اتوار

۶ — ۱۲ — ۲۰۱۵

۲۴ — ۲ — ۱۴۳۷

۱۲ —— ۲۲ pm

Date: ۱۴-۱۰-۹۴

۴۸ - شانِ اولیاء (۲)

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ـــــ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا کہ عزت کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس کی ذات تجلیات عزت کا مرکز اول جو ہے۔ وہ نبی پاک کی ذات ہے۔ اور نور ازلی کے جلووں سے متجلی ہو کر میرے آقا بعثت عالیات کی صورت میں جلوہ گر ہوئے۔ اور آپ کا جلوہ جس پہ پڑا عزت نصیب ہو گی۔ ہر شے اپنے کمال عزت میں نبی پاک کی محتاج ہے عزت و کرامت بزرگی اور شرافت متانت۔ اور وجاہت رفعت درجات اور ولایت و عزت سب یہیں سے ملتی ہے۔ وہ صاحب لولاک کے دربار عالی سے ملتی ہے۔ اور آپ ہی قاسم ہیں۔ چنانچہ یہ بھی عقیدے کا مسئلہ ہے کہ ولی میں جو بھی کرامت پائی جاتی ہے۔ وہ اس کی اپنی نہیں ہوتی۔ وہ اس کے رسول علیہ السلام کا معجزہ ہوتا ہے۔ اگر آصف بن برخیا حضرت سلیمان علیہ السلام کے امتی ولی ہونے کے ناطے خدا تعالیٰ کی عطا ہوئی کرامت کی بدولت تخت بلقیس کو آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتے ہیں۔ تو یہ کرامت آصف بن برخیا کی اپنی نہیں ہے۔ بلکہ سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ کیونکہ آپ نبی ہیں۔ آصف بن برخیا آپ کے امتی ہیں لہٰذا ان کا ولی کی کرامت ہے لہٰذا اس کے رسول علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ نبی محترم سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ نے بخاری شریف کی حدیث پاک ہے ارشاد فرمایا۔ انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون۔ کہ جو تمہیں نظر نہیں آتا وہ میں دیکھتا ہوں۔ جسے تم نہیں دیکھ سکتے وہ مجھے نظر آتا ہے۔ ترون اور تسمعون۔ دونوں میں نفی کا لا موجود ہے۔ مالا ترون۔ ومالا تسمعون۔ جو تم نہیں سن سکتے وہ میں سنتا ہوں۔ تو یہ نبی پاک علیہ السلام سے دعویٰ ہو گیا۔ کیا آنکھیں تمہاری بھی ہیں۔ آنکھیں میری بھی ہیں۔ کان تمہارے بھی ہیں اور کان میرے بھی ہیں۔ لیکن تمہاری نگاہ اور سماعت میں کمزوری ہے نقص ہے۔ میری نگاہ میں کوئی نقص نہیں۔ اور میری سماعت میں کوئی نقص نہیں۔ یہ دعویٰ ہو گیا میرے آقا علیہ السلام کا۔ کہ میری آنکھیں بے مثال ہیں۔ اور میرے کان بھی بے مثال ہیں۔ وہ بھی۔ جو تم نہیں دیکھتے ـــــ اور صحابہ کرام نے اس کا مشاہدہ بھی کیا۔ کہ سید عالم ﷺ … جو صحابہ کرام کو نظر نہیں آتا۔ اور جو کچھ سنتے ہیں۔ جو انہیں سنائی نہیں دیتا یہ حضور کی شان ہے بطور معجزہ ـــ اور اللہ کریم نے۔ نبی پاک علیہ السلام کے وسیلہ جلیلہ سے یہ کمال حضور کی امت کے اولیاء کو بطور کرامت عطا فرمایا۔ لہٰذا اللہ والوں کی نظر بھی وہاں تک پہنچتی ہے۔ جہاں کسی کی نظر نہیں پہنچتی۔ اور اللہ والے وہاں تک سنتے ہیں۔ جہاں تک کسی کو سنائی نہیں دیتا۔ اور میں جدید دنیا کے مشاہدات کے حوالے سے ایک بات کہہ چکا ہوں۔ کہ آج کا عام انسان جو ہے وہ کچھ دیکھتا ہے۔ جو آج سے کچھ سال پہلے دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ پاکستان میں بیٹھ کر کوئی امریکہ دیکھ رہا ہے۔ برطانیہ۔ فرانس۔ یعنی سائنس کے آلات کی بدولت دیکھ رہے ہیں۔ ٹیلی ویژن کی سکرین پر آج کا انسان وہ کچھ دیکھتا ہے۔ جو پہلے انسانوں کو نظر نہیں آتا تھا۔ اور اس میں ایمان شرط نہیں ہے ایمان والے دیکھتے ہیں۔ اور بے ایمان بھی دیکھتے ہیں کہ آج ٹی وی کا آنکھوں دیکھا حال سنایا ہی نہیں۔ بلکہ دکھایا جاتا ہے۔ جو امریکہ میں کھیلا جا رہا ہے

Date:

جو برطانیہ میں فرانس میں۔ تو واللہ کوئی شخص اسے شرک نہیں کہتا۔ کہتے ہیں ٹھیک ہے کیوں ایک آدمی جس کو
دوربین کا شیشہ لگا ہوا ہے۔ اور وہ کتاب کو قریب کر کے پڑھتا ہے۔ جو رشتے کی بات ہے۔ کتاب پڑھے تو اپنی آنکھوں سے
ڈیڑھ فٹ کے فاصلے پر رکھے تو پڑھ سکتا ہے۔ عجب نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے بورے والہ میں امریکہ کا میچ دیکھا۔ ہزاروں
میل دور سولہ گھنٹے کی پرواز سے طیارہ وہاں پہنچتا ہے۔ یہی کتاب بالکل قریب سے نظر آتی ہے۔ دور سے تو پڑھ نہیں
سکتے۔ امریکہ میں کیسے نظر آ گئی کہتا ہے کہ میں نے ٹیلی ویژن دیکھا ہے سارے ہی مان جاتے ہیں۔ میں تو نہیں دیکھ
سکتا تھا ٹیلی ویژن نے مجھے دکھا دیا۔ سو حول ولا؟ ——

ایک ایجاد زمانہ اس کے وسیلے سے کمزور نظر جو ہے ہزاروں میلوں کی شے کو دیکھ سکتی ہے تو جس کا وجود
کو رب کریم نے نبوت کے لیے موضوع بنایا اس ٹیکنیک سے اللہ کا ولی اور نبی جو ہے وہ دور کیوں نہیں دیکھ سکتا۔ ——
اور کل تک لوگ کہتے تھے۔ کہ کل کیا ہوگا کسی کو پتا نہیں۔ جو یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو کل کا علم ہے۔ معاذ اللہ
وہ شرک ہے۔ اب ہر روز میرے خیال میں ریڈیو پر اعلان ہوتا ہے۔ کہ محکمہ موسمیات والے کہتے ہیں۔ کہ چوبیس گھنٹوں
کے اندر فلاں علاقے میں بارش پڑنے کا امکان ہے۔ جھکڑ چلنے کا امکان ہے۔ برف باری کا امکان ہے۔ اور توحید کے
ٹھیکیداروں میں بھی خبریں سنی جاتی ہیں۔ لیکن کبھی فتوانی نہیں آیا۔ یہ تو ریڈیو پر جیسا ہے کسی عقیدے کا ہے۔ ——
جیسے اس کو محکمہ موسمیات والوں نے رپورٹ دی اس نے پڑھ دی۔ سارے ہی مان گئے۔ کیوں مانتے ہو۔ یہ سائنس
کی تحقیق ہے۔ بس ہم اگر وہ سائنس کی تحقیق مانتے ہو کل کو کیا ہوگا۔ اور رسول اللہ علیہ السلام کا ارشاد نہیں مانتے؟
کہ کل کو کیا ہوگا —— اگر کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ بتا سکتے ہیں کہ کل کیا ہوگا تو بدبخت شرک نظر آتا ہے
اور اگر سائنس کا ہر جو جو کہے کہ کل کیا ہوگا۔ مان جاتے ہو۔ کیا تمہارے نزدیک سائنس جو ہے وہ علم نبوت سے زیادہ
ہے۔ سچ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے۔ اور میں بسلسلہ مطلب عرض کرتا ہوں حدیث پاک کو اللہ آپ سنیں کہ میں جو میں دیکھتا
ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے۔ اور جو میں سن سکتا ہوں تم نہیں سن سکتے۔ کہ جو شخص ہزاروں میل کا ٹیلی ویژن کے ذریعے
بیٹھا دیکھ سکتا ہے کہ وہ فلاں پلیئر نے ہٹ لگائی —— گول سکور کیا۔ یہ بھی کیسے پتہ چل گیا ——
نظر آ گیا۔ میرے آقا فرماتے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتا میں دیکھتا ہوں۔ تم وسائل کے سائنس کے ساتھ کسی بھی ٹیکنیک
کے ساتھ مالا مال کر دیا۔ جو ہزاری ٹیکنیک اور سائنس کی گرفت سے بالاتر حقائق ہیں جو تمہیں نظر نہیں آ سکتے
میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔ میرے آقا علیہ السلام نے لشکر اپنے غلاموں کو بھی ملاحظہ فرمایا۔ حدیث شریف ہے
جنگ ہو رہی ہے جہاد۔ زبردست جنگ۔ ایک مجاہد کا جسم زخموں سے چھلنی ہو چکا ہے۔ صحابہ کرام جہاد کر رہے
وہ صحابی جگر کے ساتھ جہاد کر رہا ہے الامان والحفیظ اور صحابہ کرام اس کو تحسین و آفرین کر رہے ہیں۔ اور اس کا

Date:

جذبہ ایثار کو۔ مسلمان جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ حضور کی بارگاہ میں رپورٹ ملی۔ یارسول اللہ فلاں آدمی
بڑی بہادری سے لڑ رہا ہے۔ بڑی بے جگری سے لڑ رہا ہے — بڑی تعداد میں صحابہ کرام نے آقا علیہ السلام کی بارگاہ
میں عرض کیا۔ سب کی بات سن کر نبی پاک علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ وہ جہنمی ہے۔ سننے والوں نے بڑی حیرت سے دیکھے
نہ اٹھ سکے۔ سرکار نے جو ارشاد فرمایا وہ اور تھا۔ کسی نے اعتراض کیا۔ کہ آقا یہ لوگ بھی جہنم میں جائیں۔ جو آپ کی خدمت
میں آئے نہیں۔ اور جہاد بھی نہیں کر رہے وہ بھی جہنمی۔ اور جنہوں نے کلمہ نہیں وہ بھی جہنمی۔ اور جو آپ کا کلمہ پڑھ کے نماز پڑھ
کے روزہ رکھ کے اگر جہاد کرے جسم چھلنی ہو جائے وہ بھی جہنمی۔ کسی نے اعتراض کیا۔ یہی حق ہے کہ اسلام کی عظمت کا راز ہے
کہ وہ اس زندگی میں وہ یہ سبق پڑھتے تھے کہ ساری کائنات کی عقل کا فلسفہ اگر جمع ہو کر ایک فتویٰ دے دے۔ اور سرکار
اسے ٹھکرا دیں تو فتویٰ وہ ہے جو رسول اللہ بیان فرما دیں — تمہاری عقل غلط ہے۔ تمہاری تحقیق غلط ہے۔ سرکار
جو فرما دیں وہ صحیح ہے یہ ہے ایمان — وہاں انسان کی کیا قدر۔ وہاں ایمان کا کیا جلوہ۔ جو معمولی معمولی بات پر کہہ
دیں کہ عقل نہیں مانتی۔ حضور کی شان ہو نہیں سکتی۔ عقل میں نہیں آتی۔ بھاڑ میں جائے عقل —
عقل بھی کوئی شے ہے جو عظمت رسول کو تولے۔ سرکار جو دیکھتے ہیں وہ ہم نہیں —
اور فرمایا جو میں سن سکتا ہوں وہ تم نہیں سن — واللہ العظیم۔ صحابہ کرام کے ذہن سے تو ہی بدل گئے۔
پہلے کہتے تھے اچھا ہے۔ اب فوراً ذہن بدل کر دیکھتے مجبور ہو گئے ہیں۔ ابھی تو تلوار چلا رہا ہے کافروں کے خلاف۔ آخر ہوا
یہ کہ سر سے پاؤں تک سارا جسم زخمی ہو گیا ہے۔ درد نے پریشان کیا۔ برداشت نہ کر سکا۔ اور میدان
جنگ میں کوئی ایسا کر بیٹھا خودکشی کر لی۔ لگی تو تلواریں کافر کی لگتی تو شہید ہوتا۔ اپنی تلوار اپنے پر چلا لی
اور خودکشی کر کے مرا۔ صحابہ کرام اس کے خودکشی سے مرنے پر افسوس نہیں کر رہے۔ بلکہ بیک آواز اس
کی خودکشی کو دیکھ کر الملوں کہتے صدقت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سرکار آپ نے جو فرمایا
برحق فرمایا۔ آپ کا فرمان سچا ہے۔ پتہ چلا حضور جو دیکھتے ہیں وہ کائنات کو نظر نہیں آ سکتا۔ جو
سنتے ہیں۔ کائنات نہیں سن سکتی۔ نہ ریڈیو پر سن سکتی ہے نہ ٹیلی ویژن پر سن سکتی ہے
نہ ٹیلی فون پر سن سکتی ہے۔ نہ وائرلیس پر سن سکتی ہے کسی طور جو آواز سنائی نہ دے وہ آواز
سرکار سن سکتے ہیں۔ اور جو کسی کو نظر نہ آئے جو ٹیلی ویژن کی گرفت سے بالاتر ہو ایٹمی توانائی
جسے کھینچ نہ سکے۔ اسے نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی — سیدی شہنشاہ بغداد غوث پاک طالب علم کو سبق پڑھا
رہے ہیں۔ غالباً مدرسہ تھا۔ حضرت عالم بن کے نکلتے ولی بن کے نکلتے تھے۔ علم بھی اور روحانیت بھی۔

Date:

ایک طالب علم کو سبق پڑھاتے جس کا کند ذہن تھا ۔ ایک بزرگ تھا نہیں میں ظہر تک بیٹھا رہا ایک لڑکے
کو بار بار سبق پڑھاتے ۔ لیکن یاد نہ ہوا ۔ میں غوث پاک اس لڑکے کی پریشانی کو دیکھتا رہا غصہ نہیں دیکھا ۔ جلال نہ
دیکھا ۔ میں نے عرض کیا تو سب کو پڑھا دیے ۔ فرمایا اس کا جانے کے بعد بتانا زندہ ہے کہ اس کا ایک ہفتہ رہ
گیا ہے مرنے کا ۔ میں نے اس کا دل نہیں توڑا ۔ خوشی خوشی جائے کہ میں رسول اللہ کا دین پڑھ رہا ہوں گا ۔
سات دن بعد اعلان ہو رہا تھا ۔ کہ فلاں شخص ۔ غوث پاک کے مدرسے سے اس کا جنازہ اٹھا ۔ طالب علم پڑھ
کے مدرسے ۔ طالب علم مل جانا ۔ غوث پاک نے جنازہ تو پڑھا دیا تھا ۔ زیارت ہو گئی ہے تو ۔ جس
دیکھنے سے خدا راضی ہو جاتا ہے ۔ یہ نظر ہے میرے غوث پاک کی ۔ سارا شرف
سرکار کے نعلین مبارک میں ۔ دیکھتے میں جو عالم کو نظر نہیں آ سکتا ۔
امام ربانی شریف فرما رہے ہیں محفل ۔ تم میں ایک شخص ایسا ہے اس کا خاتمہ خراب ہوگا ۔ بے
ادب ہو گیا ۔ بے عملی سے کمزور ہوتا ہے ۔ بے عمل سے ایمان کا چہرہ داغ دار ہوتا ۔ بے ادب ۔
سے سلب ایمان جلد جاتا ہے ۔ غوث پاک کی مجلس میں جب دلوں میں پڑھتا تھا ۔ جب اسے شک تھے ۔ سوال
کر ہوگے ۔ ولی بنے ہیں ۔ پیر بنے ۔ سوال کروں گا ۔ ولی کی نظر پڑی ۔ جلال آ گیا ۔ تو میرا امتحان
کرنے آیا ۔ تیرا سوال کیا جواب بھی بتاتا ہے ۔ سرکار کی بارگاہ میں ۔ صابر کر دم ۔ سوال جو پوچھے
کتاب الحج ۔ سوال تم بیان کرو ۔ سرکار کی آواز سنتے ہی رو پڑے ۔ وہ اس لیے نہیں پوچھے کہ
بتا دیں چھپ جائے نہیں ۔ بیاض کے بول بھی پیارے ہو ۔ تیرا یہ سوال ہے تیرا یہ جواب ہے
(B) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا ادب لے ۔ جس نے ادب نہیں کیا اس کی نماز نہ ہوگی ۔ چاہے وضو ۔
تعدیل ارکان طہارت نماز ۔ چاہے اس نے کتنی نماز پڑھی ہو ۔ جیسے اس امام کے ۔ برابر اس امام
امام کے برابر ہو سکتا ۔ امام ہو سکتا ہے علم میں تقویٰ میں کم ہو ۔ نیکیوں ۔ قطعاً نہیں ۔ جو بھی
بے ادب نہیں ۔ طالب علم کو باپ کہا ہو گا ۔ اس وقت کہا گر میں نہیں کہتا
خبردار ۔ اسے عزت بخشا ۔ باپ مت کہو ۔ باکو جو مصلے پہ آجائے اس کو بھائی نہیں کہا جا سکتا ۔
جو ختم نبوت کا غدار ہو وہ بھائی کیسے ہو سکتا ہے ۔ مصلیٰ امامت کا ہے
کبھی مصلے پہ آتا ہے ۔ بڑے بڑے سمجھو کہ کن مصلے پہ آتا ہے تو لاکھوں نبی بیٹھے ہیں ۔ ملائکہ بیٹھے ہیں
جو برابر نہیں ہو سکتا ۔ بھائی ۔ نہیں کہہ سکتا ۔ جن کے مقتدی کے لیے نبی ہیں ۔ قدسی ما علم
موسیٰ نے شب معراج نماز پڑھی ہو تو کہا پیچھے اس کا بھائی کے ۔ ابراہیم خلیل ہو بیٹھے ہے ۔ جب نبی ایسے

Date:

شانِ رسالت و عمر فاروقؓ ـ 159

۲۸۶، وللہ العزۃ ولرسولہ ـــــ یعلمون۔ شیخ الاصفیاء۔ امام الاذکیاء۔ غوث الاغواث۔
غوث الثقلین۔ غیاث الدارین حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کے ارشادات عالیہ کا تذکرہ۔
جاری تھا۔ محفل وعظ منعقد ہے والیٔ بغداد سرکار غوث پاکؓ اپنے خدام نیاز مندوں کو اپنے
ارشادات عالیہ سے نواز رہے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب بندہ خدا کے دل پر رب
العزت کی عنایات کا فیضان ہوتا ہے۔ پھر ان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے زبان ان کی ہوتی۔ لیکن
فیض نبوت ہوتا ہے۔ ارشادات خداوندی ہی کو وہ اپنے لفظوں میں بیان فرماتے ہیں ایسے لگتے ہیں
الہامی گفتگو۔ جیسا کہ ہمیں اکابرین کے مکاتیب جلیلہ سے بھی حقیقت واضح ہوتی ہے اللہ والے
جو بات کرتے ہیں۔ وہ دین اسلام کی وہ عین روح ہوتی ہے۔ خلاصہ ہوتا ہے۔ جو بات کتابوں میں
نہیں ملتی۔ وہ ان کے دلوں سے نکلتی ہے۔ اور زبان پر آتی ہے اور پھر یہ اپنی زبان سے وہ ارشادات
اپنے نیاز مندوں کو عطا فرماتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کو ان کی روشنی میں صحیح صحیح بسر کریں۔ اور اسی کی
طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ فرمایا۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو وقولوا قولا
سدیدا۔ اور کوئی پکی باتیں کرو۔ درست باتیں کرو پہلے تو خطاب ہے ایمان والوں سے پھر اپنی
ایک حکم ہے اتقوا اللہ سے ڈرو۔ اس کا مفہوم مراد کیا آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔ کہ اتقوا اللہ
اس کا مفہوم یہ ہے۔ اے ایمان والو۔ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤ۔ وہ تو تمہارے قریب ہے۔
تم بھی قریب ہو جاؤ۔ یہ عجب منطق ہے۔ کہ وہ بندوں کے قریب ہے۔ لیکن بندوں سے کہا جا رہا ہے
تم بھی قریب ہو جاؤ۔ یہ حقیقت ہے اس میں شک نہیں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ استاد قریب
ہو اور شاگرد قریب نہ ہو۔ پھر کامل ـــ کہ رب ذوالجلال بندوں کے قریب ہے۔ مگر کاش
بندے بھی اس کے قریب ہوتے۔ نحن اقرب الیہ ـــــ وہ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے
اس کے باوجود کہا جاتا ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ اس کے قریب لیکن آگے بڑھنے کے لیے وسیلہ تلاش کرو جب
جب وہ قریب ہو گیا ـــــ تو پھر اس کے قریب ہونے کے لیے وسیلے کا کیا مطلب۔ پتہ چلا کہ وہ تو
قریب ہے ہی۔ لیکن بندہ قریب ہو اس کے یہ ضروری نہیں۔ مثال۔ جیسے محفل میں بیٹھا ہو ایک آدمی
سو رہا کسی طرف ہے وعظ کرنے والا قریب ہے۔ ـــــ بات سمجھ رہا ہے بالکل کام کی
ہے۔ وعظ والا تو اس کے قریب ہے۔ یہ قریب نہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ رب اپنے بندوں کے قریب ہے
پھر فرمانا ہے۔ کہ اتقوا اللہ میرے بندو! تم بھی میرے قریب ہو جاؤ۔ مقصد یہ ہے کہ ان ... توجہات سے ...

Date: ۲۱-۷-۹۵

۵۵۔ غوثیہ الاعظم و شانِ رسالت ﷺ

۲۸۶۔ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین (منافقون ۸) لقد من اللہ علی المؤمنین (آل عمران ۱۶۴) مبین = قرب خداوندی
بندۂ مومن کیلئے وہ اعزاز ہے۔ اور وہ انعام ہے۔ کہ سوائے وسیلہ جلیلہ نبی اکرم ﷺ کے ممکن نہیں ہے
اور دنیا ایک ایسا میدان ہے۔ کہ کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے۔ جو اپنے دل میں پیدا ہونے والے ارادوں
کی وجہ سے مصروف عمل نہ ہو اور پریشان نہ ہو۔ کہ جس کا کوئی بھی ارادہ ہے وہ ارادے کی تکمیل چاہتا ہے
کہ میرا کام ہو جائے۔ صرف یہی نہیں کہ خود وہ پریشان ہو اور دوسرے کو بھی پریشان کرتا ہے۔ دن رات
ایسی لگن رہتی ہے۔ کہ میں یہ کام کروں۔ اگر وہ نہ کرے تو اپنی زندگی کو ناکام تصور کرتا ہے۔ دعنہ ۵ -
ہر قسم کی پریشانی کے بعد اس کا چیلنج قبول کرے۔ اسی بھاگ دوڑ میں رہتا ہے۔ بعض لوگوں کے ارادے پورے
ہو جاتے ــــــ مختلف کام اور سوچیں۔ مثلاً ایم این اے کے بعد وزارت بھی ملے نہ مل سکی ــ
وزارت بھی مل گئی پھر ناکام ــــــ وزارت علیا ــــــ یعنی انسان کی دنیوی منزلیں ایسی ہیں۔ کہ انسان
منزل پہ پہنچنے کے باوجود بھی اسے ناکامی کا احساس رہتا ہے۔ اور پھر اگر کسی کا جیک لگ جائے اور وہ
وزیر اعلیٰ بن جائے۔ تو پھر عدم اعتماد کی تلوار اس کے سر پر لٹکتی ہے۔
پتہ چلا کہ دنیوی زندگی کا کشمکش میں لاحاصل ہے۔ کیونکہ انسان خود کمزور ہے اس کے ارادے کمزور
ہیں۔ جو اس کے ارادے کی تکمیل کے بعد منزل ملتی ہے وہ بھی ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتی۔ ــــــ
جب تک انسان اپنے ارادوں سے چلتا ہے کا تم ہوتا ہی ہے تو ناکام ہے۔ اس دنیا نے انسان کو
سکون نہ بخشا۔ وزارت علیا کے بعد وزارت عظمیٰ پر جھگڑا لگ گیا ــــــ
کیا اس کائنات میں دنیوی طور پر دنیوی زندگی بسر کرنے کا حشر یہی ہوتا ہے۔ کیا مسلمان کو دنیا
میں کامیابی مل سکتی ہے کہ سکون آ جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا۔ ومن یطع اللہ (نور ۵۲) [illegible]
رب کریم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی
تعمیل کی۔ اور دل میں خوف خدا رکھا۔ اور رب اللہ اس کے رسول علیہ السلام کے احکام کو توڑنے کی جرأت
نہ کی۔ دنیا میں صرف اور صرف یہی لوگ کامیاب ہیں۔ یہ انسانی زندگی کے جس زاویے پر بھی کھڑے ہیں
کامیاب ہیں۔ جب اطاعت رسول نصیب ہو گئی۔ تو کامیاب ہیں۔ خشیت خداوندی نصیب ہو گئی تو
کامیاب ہو گئے۔ اور تقویٰ نصیب ہو گیا کامیابی کی انتہا ہو گئی۔ مقصد یہ ہوا کہ تعلق باللہ اور رسول کے
اتباع کے بغیر صحیح معنوں میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مثال۔ آپ کسی کی اپنی یا کسی کی
اولاد میں۔ کسی کے بھائی۔ وارث۔ لیکن جیسے بتایا کہ جن سے آپ کا جو بھی تعلق ہے۔ اگر آپ اس کے

Date:

تقاضے پورے نہیں کریں گے تو وہ راضی ہوگا ــــ والدین - اولاد - رشتہ دار - بیوی - وغیرہ ذالک
میں طرفین کرو یہ نسبی تعلقات سارے بعض میں ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا تعلق سب سے پہلے ہے
- کیونکہ خدا خالق ہے - اور رسول پاک ﷺ کے صدقے ہمیں بنایا گیا ہے۔ تعلق باللہ اور تعلق بالرسول -
یہ تعلق نسبی سے کہیں پہلے ہے - باقی سارے تعلق ان کا عکس ہیں - اگر اس تعلق کی برکت سے تو پایا
ہے تو تجھے مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی غلامی کے صلے میں اگر تجھے اولاد ملی ہے۔ تو مبارک ــــ لیکن جس بچہ
کو بغاوت کی وجہ سے بچہ ملا ہے - کیا وہ عزت ہے کیا وہ اولاد ہے - ایک بچہ گناہ کی پیداوار ہے
ــــ جن دو جسموں نے روسیاہی کی انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کی - اگرچہ ایک
روح پیدا ہوئی ہے لیکن اس کا پیدا ہونا دونوں کا منہ کالا کر دیتا ہے - پتہ چلا کہ پیدا ہونے والا خوشی
اور عزت کا باعث اس وقت ہوتا ہے۔ جبکہ جن کے گھر پیدا ہوا ہے - انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ
کے تعلق کو قائم رکھ کر ازدواجی عمل کو رکھا ہو - تو پھر اس صلے میں جو اولاد پیدا ہوگی وہ سعادت
مند ہوگی - ماں بھی راضی باپ بھی راضی معاشرے میں عزت اور مٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں - تعلق پہلے ہے
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا۔

کوئی بڑا افسر ہے لوگ اس کی عزت کرتے ہیں - اور جس کی عزت اس پر فرض ہے نہیں کرتا - اگر وہ دوسرے
اس کی عزت کر دیں تو کیا ہوا عزت مل جائے گی - ماں باپ کا بے ادب ہے گستاخ ہے - اب اگر کوئی شخص
اس کا ادب کرے - تو اس کے ادب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے - مزدور ــــ جبکہ اس نے ماں باپ
کا ادب نہیں کیا - مرد مومن کی زندگی کا پیاروں کا یہی راز ہے - کہ ہر چیز اس کی اس لئے مانتی ہے - کہ وہ
اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتا ہے ــــ نافرمانی نہیں کرتا - یہ رسول اللہ کے حکم کو پشت نہیں کرتا -
وہ کبھی بھی بے وفائی نہیں کرتا - اور قرآن پاک نے اعلان کر دیا جو اللہ اور رسول کے ہو کر رہتے ہیں رب کریم ساری
کائنات اس کے تصرف میں کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومن یتق اللہ یجعل ــــ ڈرنا ــــ
جو خدا سے ڈرتا ہے۔ خدا سے ڈرنا کیسے ہے۔ مثال: بجلی سے ڈرنا ــــ زہر - موذی جانور
اللہ فرماتا ہے ومن یتق اللہ جو ڈرتا ہے - کیا خدا سے یہی ڈرنا ہے کہ وہ ہلاک کرتا ہے؟ اس لئے ڈرتا ہے
کہ وہ معاذ اللہ ایذا دیتا ہے؟ اللہ سے ڈرنے کا مقصد یہ ہے - ایک ہوتا ہے ڈرنا کسی کے ظلم سے -
یا کسی کے درندگی سے ڈرنا ہے - بدھ ہے ــــ ایک ڈرنا ہوتا ہے ادب کا - ڈرو کہ قرآن کریم
کی بے ادبی نہ ہو جائے - قرآن پاک نعمتاً ان کو ملے نہیں - قرآن کی برکت سے خاک کے ذروں کو

Date:

کی بلندیاں نصیب ہو گئیں۔ قرآن پاک کی برکت سے کائنات میں جہالت کافور ہو گئی اور ہدایت کا
نور پھیلا۔ اور قرآن پاک سے یہ مقدس کتاب ہے کہ جس کتاب کے پڑھنے والے جو کل تک کچھ نہ تھے۔ پھر اس
قدر مطلع ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے مصلے کا وارث بنا دیا۔ قرآن شریف کی بے ادبی ہے
کہ جس کا اتنا کرم ہو۔ اس سے استغنائی نہیں کی جاتی۔ جس رب کریم نے ان گنت خوبیاں عطا کی ہیں اور
انعام دیے ہیں۔ اس خدا کے حکم کو توڑ کر نافرمانی کرنے سے ڈرو۔ اس لیے کہ جو تمہارا طلب کیے بغیر کچھ نہ کچھ
عطا فرماتا ہے۔ جب تم اس کے تابع فرمان ہو گے۔ تو پھر کیا کچھ عطا نہیں فرمائے گا۔ دین شوق اللہ
ہر اللہ سے ڈرتا ہے۔ اس کا قانون نہیں توڑتا۔ اس کے حکم کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ والوں کی زندگی یعنی
زندگی میں ان کو جتنی بھی مصیبتیں آئیں سب کو رب انہیں خلاصی عطا فرماتا ہے۔ ———
اولیاء اللہ بزرگان دین کی عظمت کا راز یہ ہے کہ اولیاء کے دل میں خوف خدا ہوتا ہے اور جب وہ خوف
خدا رکھتے ہیں۔ تو پھر رب تعالیٰ دنیا کا خوف ان کے دل سے نکال دیتا ہے کسی بادشاہ کا خوف نہ حاکم
کسی حاکم کے جبر اور ظلم کی کوئی پرواہ نہیں رکھتے۔ اس لیے کہ ان کا رابطہ خلق کے ساتھ نہیں ہے بلکہ
خالق کے ساتھ ہوتا ہے۔ (مثال) کسی کا تعلق کسی اعلیٰ درجے کے افسر کے ساتھ ہو۔ لوگ اس کو بھی
جی حضور جی۔ بلکہ ضرورت ہو تو اس کو تک پہنچتے ہیں۔ جس کا اس تک رسائی ہے۔ خدا شاد و آباد کرے ———
ولی وہ نہیں جس کی سرکار دربار مانی جائے۔ ولی وہ ہے جس کی خدا کے حضور مانی جائے سوال
ہے جس کی حضور کی بارگاہ ——— اللہ والوں کے سامنے ——— جب اس کی خدا مانتا ہے تو پھر
سب ان کا ماننا ہی ہے۔ سیدی شہنشاہ بغداد۔ حضرت شیخ ابو بکر بن ہوارہ
پر خوش ہوا کہ سب سے پہلے گزرے ہیں ——— دو سو سال۔ ایک مقام پر تشریف ——— اللہ والوں کی نگاہ
ذات حق کے جلووں پر ہوتی ہے ——— حق دیکھتے ہیں غلط نہیں۔ درست۔ اللہ والا ادھر کعبہ
میں یہ ہر خدا کی مرضی ہے) تو پھر ان کی نگاہ دور تک جاتی ہے۔ ابوبکر نے فرمایا۔ مشرق سے اگر
وقت آنے والا ہے کہ عراق میں ایک مرد حق آئے گا۔ وہ آنے والا ہے۔ کہ دنیا میں لوگ موجود ہیں ان
کی کوئی بات نہیں مانتا۔ آنے والا ابھی نہیں آیا۔ جب وہ آئے گا تو اس کی حکومت جنوں پر بھی چلے گی
انسانوں۔ کائنات کی ہر شے اس کے حکم کے سامنے گردن جھکا دے گی۔ اولیاء بھی۔ قدرت کا پورا
کارخانہ اس شریف کے سایہ شریف بھی سید کے تابع ہو جائیں گے خود بڑے عظیم بزرگ ہیں
جو کسی اطلاع دیتے وہ معمولی بزرگ تو نہیں۔ ہزاروں اولیاء کے معلم ہیں ان کو عرفانی فراوانی کا

Date: ۱۲-۱۱-۹۳

۵۱۔ دین اسلام اللہ کا انعام

۲۸۶۔ لقد من اللہ علی المومنین ــــــ دین اسلام تمام دینوں سے اسی قدر افضل اور اعلیٰ برتر و بالا ہے۔ جس معیار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو کائنات نبوت و رسالت میں افضل اور اعلیٰ بنا کر مبعوث فرمایا۔ جس طرح حضور ﷺ کی بعثت شریفہ کو رب تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان قرار دیا۔ اسی طرح دین اسلام بھی رب العزت نے اس انداز میں عطا نہیں فرمایا کہ جس طرح کسی پر کوئی بوجھ رکھا جاتا ہے۔ جس طرح کسی پر کوئی وزن ڈالا جاتا ہے۔ دین اسلام ایسے عطا نہیں ہوا۔ بلکہ دین اسلام رب تعالیٰ نے ہمیں ایسے عطا فرمایا جیسا کہ بہترین دنیا میں۔ جس کو کوئی عظیم انعام عطا ہوتا ہے۔ یہ خدائی انعام ہے۔ اور انعام عام انعامات جیسا نہیں بلکہ منفرد مخصوص اور بڑی منزلت اور عظمت رفعت والا انعام جو رب تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو عطا فرمایا۔ یہ بات آپ یاد رکھیں۔ کہ برے اچھی شئے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اچھے بری چیز کو نہیں چاہتے۔ اچھے اپنی پسند سے پہچانے جاتے ہیں۔ اور برے اپنے انتخاب سے پہچانے جاتے ہیں۔ جس نے اچھی عمل کو پسند کیا۔ وہ اچھا ہی ہوگا۔ وہ شخص اپنے مزاج میں اپنی سوچ میں اور اپنی تحقیق میں اچھا ہے۔ اور جو برے ہیں۔ وہ کبھی اچھائی کو پسند نہیں کرتے۔ جو ہمیشہ برائی کی طرف جاتے ہیں اور بروں کو چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ یہودی اگر آپ کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ نصاریٰ اگر آپ کے دشمن ہیں۔ تو اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے یہی تو آپ کے افضل و اعلیٰ و بالا تر ہونے کی دلیل ہے۔ ولن ترضٰی عنک الیہود ولا النصٰری۔ اے مخاطب تجھ پر کبھی بھی یہودی اور عیسائی کبھی راضی نہیں ہو سکتے۔ جب تک تو اپنا دین چھوڑ کر ان کے پیچھے نہ چلے۔ وہ تجھ پر راضی نہیں ہو سکتے۔ مقصد یہ ہوا۔ کہ دنیا میں جتنے بھی یہودی ہیں وہ مسلمانوں پر راضی نہیں ہو سکتے۔ لن ترضٰی پر مستقبل کو محیط ہے اس میں زمانے کا استغراق ہے۔ یعنی رب کریم کہتا ہے۔ کہ قیامت تک بھی۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں پر راضی نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی یہ سوال کرے یہودی و نصاریٰ وقت کے لحاظ سے مسلمانوں کے دوست ہے۔ مسلمانوں سے دوست ہیں۔ تو فرمایا یہ ہے کہ کبھی بھی راضی نہیں ہو سکتے۔ تو فلاں ملک کیوں راضی ہیں۔ فلاں قوم کیوں راضی ہیں۔ یہود کیوں راضی ہیں نصاریٰ کیوں راضی ہیں۔ بے دین کیوں راضی ہیں۔ مشرکین کیوں راضی ہیں۔ جبکہ فلاں مسلمان ہے۔ تو رب کریم فرماتا ہے۔ عبد اس مسلمان کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اس کے ایمان میں فرق آگیا ہے۔ مسئلہ وہی ہے کہ کافر کبھی مسلمان پر راضی نہیں ہو سکتا۔ کب ہوگا حتٰی تتبع ملتھم۔ جب تک مسلمان کافر دنیا کی ملت کے سب کچھ نہ ترک کر دے۔ اور اس کے پیچھے چلنا شروع نہ کر دے۔ اگر کسی مسلمان پر کافر راضی ہے تو اس مسلمان کی غیرت دینی مجروح ہو گئی ہے۔ ــــ کسی نے حضرت لقمان حکیم سے آکر کہا۔ کہ فلاں آدمی آپ کی

Date:

جب باطل لیپے میں تھا۔ باطل بھاگ گیا حق آگیا۔ جاء الحق وزھق الباطل ۔ قرآن بھی حق۔ اسلام بھی
لہٰذا یہ باتیں برحق ــــ وہ حق کے دشمن ہیں۔ دیکھو حق کا ماننا کوئی ہے انکار کوئی ہے
کافر سے دوستی کرنا ــــ تم دوستی کرتے ہو دیکھو۔ کافر نے حق کو تبدیل کیا ہے ــــ
حق کوئی معمولی شئے نہیں ــــ یہ سب حق ہیں ھوالذی ارسل دین الحق ــــ اللہ وہ ہے
جس نے اپنے شان والے رسول کو بھیجا۔ ھدایت اللہ حق عطا کرکے اسے تمہارے اندر تقسیم کرنے کے لیے اپنے رسول کریم
کو بھیج دیا ــــ سرکار خود بھی حق ہیں اور تقسیم بھی حق فرماتے ہیں۔ شیخ فریدالدین عطار رح نے لکھا
ایک مقام پر ایک بزرگ ایک عالم دین جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی محبت عطا فرمائی ہو وہ بنتا ہے اس نکتے کے پیچھے
کہ اسے دین کا حل۔ کامل عرفان ــــ بادشاہوں اور فقیروں کا اس میں تعلق جس رہا ہے۔ کیوں بادشاہ ہو کر
صاحبوں میں مشہور ہوتا ہے کہ جو کرتے ہیں سمجھتے ہیں اور یہ فقیر لوگ ـ جن کی حالت ــــ
اس نے اللہ کو سلام نہیں کیا۔ یہ لوگ بگڑ جاتے ہیں۔ اور اللہ والے انسوں کا ادب اس لیے نہیں کرتے۔ کہ
ان کے وجود میں مصطفیٰ کے کلم کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی ــــ ان کو عادت ہے محبوب کی اداؤں میں گم رہا ہو
کیونکہ انہیں نظر نہیں آتا ــــ لہٰذا وہ ادب کیسے کریں۔ بادشاہ چاہتے ہیں یہ ادب کریں یہ ان
کی تعظیم کرتے ہیں جن میں دیکھ کر محبوب کے حسن کے جلوے نظر آئیں۔

حضرت شیر ربانی شرقپوری فرماتے ہیں ــــ وسطی پر بیٹھے ہیں بیٹھک پر۔ کوڑا لے کر ایک بچہ گزرا۔
توڑ لایا۔ وہ گنبد بنا کر ــــ جب دیکھا تو ننگے پاؤں اللہ کر بھاگے۔ جب گرا دیا اس نے۔ چوما کر کر
جھاڑا۔ بچے کو جھولی میں رکھ دیا۔ فرمایا یہ کوڑا سرکار کا رسول اللہ کی گنبد ہے۔ اس کی بے ادبی
نہیں کرتے۔ کاش ہم کا رکھنا ملاحظہ ــــ جو کوڑے کی بے ادبی برداشت نہیں کرتا وہ
محمد کے دین کی کیسے بے ادبی کرے گا

ایک بادشاہ کسی خانقاہ میں پہنچا ــــ وہ اپنے حال میں بیٹھا ہے اللہ اللہ کر رہا ہے ــــ تواضع
(B) کرو عالم درویش کے ساتھ۔ تکبر کرو متکبر کے ساتھ۔ تواضع کرو والدین کے ساتھ۔ متکبر
کو سلام بھی نہ کرو۔ جس کے ذہن میں ہو کہ لوگ مجھے سلام کریں ــــ وہ اس قابل نہیں ــــ بادشاہ
نے دیکھا۔ اس نے مجھے سلام نہیں کیا۔ اس نے کہا۔ مولوی کا علم ہے ادب نہیں۔ بادشاہ کو کہا تیرے آنے
سے مجھے کونسی عزت مل گئی۔ اس نے کہا میں بادشاہ ہوں۔ فقیر نے کہا میں رسول اللہ کا فقیر ہوں کہ
تجھے بادشاہی پہ ناز ہوگا۔ مجھے رسول کی غلامی پہ فخر ہے ۔ ۸ ڈاکٹر اقبال

Date:

اللہ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے یا ہمارے گھروں میں اسلام

جمعہ

٢-١٥

١٢ — ١٢ — ١٤٣٢ PM

٣٨

٦ — ٤١

Date:

ایشیا - بر اعظم ایشیا میں - بر اعظم افریقہ میں - بر اعظم یورپ میں - شرق سے غرب تک سات
تک سات نئے گھر ہیں۔ لوگ جھونپڑیوں کو چھوڑ کر گئے - گھر کون گئے - اور ساری کائنات میں عمر ہوا گھر لوگوں کا اس
سے بھی بیٹھے ہوئے گھر ہے ہیں۔ لیکن خدا کہتا ہے اے گھر والو - یعنی ساری کائنات کے گھروں کے باوجود
رب صرف ایک گھر کی بات کرتا ہے جو صرف بعطارف محمد عربی کا گھر ہے

تو اس سے بات کا اظہار ہو گیا - اصل میں لب ساری کائنات کا مالک ایک گھر ہے - اور باقی
جتنی بھی کائنات ہے سب کو اس پاک گھر کی رعایا ہے - جب رعایا میں نبی پاک علیہ السلام
کے سہ زمین و مکان تمہارے لئے - مکین و مکان تمہارے لئے
وما سوالک لما خلقت - ہم ان لوگوں کو عطا کی جاتی ہیں عمر ہر مصطفیٰ کو رب نے عطا کیا
ہے - ساری کائنات وقت کی محتاج ہے - اور وقت حضور نبی پاک علیہ السلام کا محتاج ہے
زمین و دنیا تمہارے لئے چمن و دنیا تمہارے لئے - بس دو جہان ہیں تیرے لئے
وما سوالک خلقت الا لاجلک - آپ کی خاطر پیدا کیا زمین حضور کی خاطر
زمین کے مالک آسمان - زمین کے بھی مالک حضور کی حد تک جو بھی مخلوق ہے - خلقت کا
الملائکہ حضور کا رہتا ہے - معلوم ہوا کہ حضور کی کل مصطفیٰ کا ہاتھ - وسیلہ حضور کا ہی ہے اس
سی ہے - جو ابد ہمیشہ کبھی صدی کی ملک میں - نبی کو رعایا میں - لیکن اللہ علیہ وسلم دیکھنے میں
کہ نبی عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد دنیا ہو رہا ہے اور نئے نئے ستارے آسمان پر چمک رہے ہیں
جو پہلے نہیں تھے وہ سرکار کے میلاد کی دلیل بن کر چمکے - سید عالم کے میلاد و معراج کا وقت
ہے - حضرت حسان ابن ثابت ان کے یہ الفاظ سب سے زیادہ ہیں کہ کان حسان ابن ثابت
"محمد رسول اللہ فی اشعارہ" - حسان ابن ثابت شعر جو ذکر سرکار کی
نقش بیان کیا کرتے ہیں - ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کو حضرت حسان ابن ثابت
کی طرف سے ایک بات ایسی پہنچی جس سے آپ کو تکلیف ہوئی - ناراضگی ہیں ~~ان کی~~
~~ایسے لفظ نکل گئے وہ یاد نہیں~~ وقت گزر گیا - ایک دن ام المومنین رضی اللہ عنہا بیٹھی ہیں آپ
کی خدمت عالیہ میں مدینے کی خواتین وہ بھی بیٹھی ہیں - صحابیات جمع ہو کر مسئلے پوچھنے
کے لئے آستانہ سرکار پر آ جاتی تھیں - کیونکہ وہ مسئلے جو خواتین کے مخصوص مسئلے تھے
وہ براہ راست تو سرکار سے پوچھ نہیں سکتی تھیں - وہ ام المومنین کی بارگاہ میں آ جاتی تھیں

Date:

رہا ہے لیکن کچھ نہیں۔ کہنے لگا۔ نہ پوچھو بیٹا اسماعیل کے پاس کچھ نہیں رہا۔ آج تک جتنے نبی آئے۔ وہ سب میرے پاس
تشریف لائے۔ لیکن آج کی رات وہ رسول ایک جلوہ گر ہوا ہے کہ جس نے بیٹا اسماعیل سے بہت چھین کر بنی
اسماعیل کو عزت عطا فرما دی۔ اس سے پوچھنے لگا کہاں پیدا ہوا۔ کب پیدا ہوا۔ کہتا ہے آج رات
اس رات میں۔ تجھے کیسے پتہ چلا۔ طلع نجم احمد فی السماء۔ میں نے رات السماء پہ ستارہ دیکھا
ہے۔ جو رسول کی پیدا ہونے کی رات چڑھتا ہے۔ اس ستارے نے چمک کر بتا دیا ہے۔ کہ مصطفیٰ آگئے ہیں
کہنے لگا کہ حضرت احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔

بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا۔ (مجرا یعنی سلام)

بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑہ نور کا ۔ اے صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارہ نور کا
میرے آقا کی پیدائش کی آمد کی رات ہے وہ ستارہ جو پہلے ستارہ سا چمک رہا ہے میں۔ محبوب کے
میلاد کی خوشی میں رب نے اس ستارہ کو طلوع کر دیا ہے۔

پہلی بار حسان ابن ثابت فرماتے ہیں۔ یہ حضور کا ذکر میں نے اس یہودی کی زبانی سنا
اور ذکر تھا میلاد کا۔ وہ بے ساختہ کہہ گیا تھا دور حلق ہے۔ ابھی مدینے تو اس میں آنے میں تشریف لانے
میں ٹھیک ۵۳ برس باقی ہیں۔ مدینہ عالیہ میں جلوہ افروز ہونے میں۔ مدینے پاک
کی گلیوں میں میلاد محبوب کی دھوم مچی ہوئی ہیں۔ یہ یہودی تھا اس وقت کوئی جاننے والا
نہیں تھا۔ اس واسطے غیر کی زبان سے پتا چلا دیا۔ اور یہ غیر ایسے پلید ہیں
یہ پڑھتے ہی نہیں وہ تھا غیر لیکن اس نے شروع کر دیا۔ کوئی غیر ایسے ہوتے ہیں جو کبھی گستاخی کی دیتے
ہیں۔ یہ ایسے غیر ہیں جو گستاخی نہیں کرتے۔ اس نے اپنی طور پہ نفرت کیلئے اعلان کیا۔ رب نے
فرمایا میں خدا لگتا ہوں۔ تو نفرت سے اعلان کر رہا ہے میں تیری زبان سے محبوب کا میلاد نہ
پڑھا دوں تو میں بھی خدا نہیں۔ (۱) ایک مسئلہ معلوم ہو گیا۔ میلاد رسول علیہ السلام
کے وقت رونا۔ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ میلاد محبوب علیہ السلام کی رات غم کرنا
(B) اہل شام کا ایک راہب بنو زہرہ میں بستا تھا۔ عیسائیوں کے صوفی۔ اس راہب کا محل
ہوتا تھا۔ کہ وہ اکثر و بیشتر لوگوں کو انکی کتابوں کا درس دیتا مسائل بیان کرتا۔ انجیل کا بھی فاضل
تھا۔ اور تورات کا بھی عالم تھا۔ لوگ دور دراز سے مسئلے پوچھنے کے لئے آیا کرتے تھے۔

Date:

اور ہمیشہ اپنے گرجے میں رہتا۔ چنانچہ اپنے وہ مقام میں بیٹھا ہے۔ اور کبھی کبھی وہ مکے شہر میں آ جاتا۔
بخت نصر ان۔ مکے سے کچھ فاصلے پر۔ لوگوں سے ملاقات کرتا۔ عرب کے چیدہ چیدہ
لوگوں سے۔ قریش کے بڑے لوگوں سے۔ ہاشمیوں سے ملتا۔ کبھی عبد المطلب سے ملتا۔ کبھی
اور بزرگوں سے ملتا۔ بڑے بڑے حجازیوں سے ملتا۔ اور ان سے یہ کہتا یوشک ان یولد فیکم
مولود۔ اے مکے والو انتظار کرو۔ تمہارے شہر میں ایک عظیم انسان پیدا ہونے والا ہے
بنی ہاشم کی آمد نہیں ہوئی۔ تذکرے پہلے ہو رہے ہیں۔ میلاد ہے ابھی اتنی برکتوں والا
کسی نے پہلے بیان کر کے برکتوں سے جھولیاں بھر لیں۔ کسی نے بعد میں بیان کر کے جھولیاں
بھر لیں۔ اور جو محبوب کے دشمن ہے وہ پہلے بھی جلتے تھے۔ آج بھی جلتے ہیں —
ہم بے قصور ہیں — ہم کسی کو جلاتے نہیں۔ ہم تو سرکار کا میلاد بیان کر
کے خدا کی قسم انبیاء و رسل کی سنت ادا کرتے ہیں۔ یوشک قریب ہے کہ
کہ اب وہ دن دور نہیں۔ یولد فیکم مولود یا اہل مکۃ اے مکہ والو —
اور وہ آنے والا کیا ہوگا۔ مولود بچوں جیسا بچہ نہیں۔ انسانوں جیسا انسان
نہیں۔ سارا عرب اس کے زیر نگیں ہوگا۔ اور سارا عجم اس کے حکم کے
نیچے ہوگا۔ نہ یہ موسیٰ ہیں۔ نہ یہ عیسیٰ ہیں۔ نہ کوئی اور رسول علیہ السلام۔ کیونکہ ان کے
شمائل میں نہیں ہیں لہذا یہ ملتی نہیں ہیں۔ نام اس نے بھی بیان نہیں کیا۔ اور رب کریم
نے بھی ان کو نہیں بتایا۔ صرف نشانیاں بتا دیں کہ ڈھونڈو۔ میرے محبوب کو۔ پتا چلا
رسول کی نشانیوں کو ڈھونڈتے پھرنا۔ یہ خدا کو پسند ہے۔ ان اکابرین کو گردنوں سے
خدا کی قسم ساری زندگی ڈھونڈ ڈھونڈ کر رسول اللہ کی عظمتوں کی احادیث جمع کر دیں
انہوں نے کہا یار تو کتنے کے بعد آ جاتا ہے۔ کوئی ٹائم تو بتا کہ کتنا عرصہ رہتا ہے۔ تھوڑا
آ جاتا ہے۔ کہتا بہت دیر نہیں لگے گی۔ یہی وقت ہے ان کے آنے کا۔ یا تو پیدا ہو
چکے ہیں یا ہونے والے ہیں۔ اے مکے والو بڑی عظیم شخصیت ہے۔ یہ پوچھ پوچھا کے چلا
جاتا۔ ایک سال بعد پھر آ گیا پھر پوچھتا۔ آخر اس نے یہ کہا۔ کہ میں تمہیں پہلے بتا دوں۔
فمن ادرکہ اے مکے والو۔ جو اس رسول کا جو پالے جس نے اس کا زمانہ پا لیا۔
واتبعہ اور اس کی پیروی کر لی۔ اصاب حاجتہ۔ اسے اس کی مراد مل گئی۔

Date:

کو منحوش اخطبہ جس نے بتایا تھا۔ وہ شاید تک غائب خاسر رو سیاہ اور محروم ازلی ہوا۔
پھر وہ آگے بیان کرتا - اور کئی مرتبہ ایسا ہوا۔ کہ کئی دن اتنا [illegible] کہنے لگا - مکے والو - میں بھی
سفر کرکے بڑی گرمیاں۔ بڑی بسر رہا ہوں - بڑے طوفان میں مارا گیا ہوں کبھی - بڑے بڑے پہاڑ
کراس کیے - کبھی یوں پھرتا رہا۔ کہتا ہے کہ میں نے کتابوں میں ان کی ولادت کے شہر کے خوشنما
دیکھے تھے۔ یہی لفظ رہا کہ وہ کس شہر میں آئیں گے - اور اے مکے والو جب میں نے یہ
سلسلہ دیکھا ہے، پتہ چل گیا تسلی ہوگئی - کہ مصطفیٰ کے آنے والا یہی شہر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جلوے دکھا دکھا کر اس طرح کائنات کی فضا نورانی کر دی اب
ڈھونڈو ہر جگہ جو بھی پھرا اسے - وہ یہ بیان کرکے چلا جاتا۔ پھر آ جاتا - پھر یہ کرتا۔
حتیٰ کہ فلما کان صبیحۃ الیوم الذی ولد فیہا رسول اللہ علیہ السلام۔ حتیٰ کہ بجیع
صبح آگئی - وہ صبح سہانی کہ پہلی چمکا ـــــ

خدا کی قدرت - جب پھر کر [illegible] کے میلاد والی سویرا آگئی تھا۔ اور سرکار کی جلوہ گری
ہوگئی - خدا کی قدرت وہ راہب آج تا نہیں آیا۔ وہیں بیٹھا ہے۔ کہ جناب عبدالمطلب نے سرکار کی
ولادت کے وقت ظاہر ہونے والے آثار سے پہچان لیا کہ ہوئے ہو پیدا محبوب ہے۔ سب کی طلب
اور تلاش میں وہ راہب مارا مارا پھر رہا ہے۔ عبدالمطلب مکے میں کہہ دو آیا نہیں اب آپ
خود تشریف لے گئے - پھر آگے دیکھو اس پہ پتہ مقصد پورا ہوگیا ہوگا - حضرت عبدالمطلب
چلے اور اس کے گرجے کے پاس پہنچے - وہ بڑا اونچا تھا - آپ نیچے کھڑے ہیں۔ اور حضرت نے اس
کو آواز دی۔ تو وہ اندر سے بولا۔ من ھو کون۔ فرمایا انا عبدالمطلب اسے یہ نہیں پتا کہ
عبدالمطلب کون شخصیت ہے، یہ پتا تھا کہ مکے میں ایک آدمی ہے۔ بوڑھا۔ اس کا نام
عبدالمطلب ہے۔ لیکن یہ پتا نہیں ہے نا اسی کے نسب کو رسول پاک نے اولیت دی ہے
اسی میں سے سرکار کی جلوہ گری ہے۔ اس نے دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا۔ قال شرف
کہنے لگا کون آنے والا تو ہی تو محمد کا باپ ہے۔ اور اس کا کچھ غلط نہیں تھا۔ سرکار
کا حضرت عبدالمطلب کو باپ اس لئے کہہ دیا۔ کہ سیدنا عبداللہ کا وصال ہو چکا تھا۔ اور اگر
احساس ہو تو دادا باپ ہی ہوتا ہے۔ بلکہ باپ سے بھی دادا کی عظمت زیادہ ہے
باپ تو ہے ہے - دادا باپ کا بھی باپ ہے تو دوہرا ادب - یہ تو پہچاننے والوں کے لئے ہے

Date:

آیا ہے کہ میلاد پاک کا جشن ہر کسے نوں تھوڑا نہیں آیا — جو صدقہ لینے نور کا —
ستارے تو پہلے بھی تھے۔ اللہ نے محبوب کے میلاد والی رات اور ستارہ طلوع کر دیا۔
معلوم ہوا لائٹنگ پہلے بھی ہوئی ہر لیکن میلاد والی رات بطور لائٹنگ کرنا۔ رب دی سنت اے
پہلے بہت کچھ ہے کہ ہر محبوب دی آمد تے دیکھو اسی ستارہ چمکایا اے۔ گھروں کو
سجاؤ۔ بازاروں کو سجاؤ۔ رب راضی ہو جائے گا۔

کوئی کسی کو چھپ نہیں کر سکتا۔ پوری کائنات کی آنکھوں پہ چھپا رہے
کے محبوب یار دی نگاہ کرم سنا۔

جمعۃ المبارک ۱۸—۱۲—۲۰۱۵
۶—۳—۱۴۳۷
۱۱—۴۸ AM

۵۳ - غوثِ اعظم رض

ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو ساری کائنات کا حسن دے کر اور ساری کائنات زیبائش
آرائش بنا کر رونق افروز فرمایا ــــ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ۔ نبی پاک کی تشریف آوری کو مختلف
شانوں کے ساتھ بیان فرمایا۔ قد جاءکم برھان ــــ لقد جاءکم رسول ــــ قد جاءکم من اللہ نور
سرکار کو نور بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو نور فرمایا ہے ۔ نور کی دیگر صفات کے ساتھ
ساتھ۔ یہ صفت بھی غالب ہے کہ نور جہاں بھی ہو۔ ہر ماحول کو سنوار دیتا ہے۔ اور نور کی وجہ سے
مکان سج جاتا ہے ۔ مکان ہو بلکہ خواہ تنگ ہو۔ محل ۔ لیکن اگر وہاں چراغ نہیں جلتا۔ تو اس محل کو دیکھ
کر وحشت آتی ہے ۔ تاریک مکان ۔ اسی لئے نبی پاک نے ایک دعا میں اپنی امت کو یہ سبق دیا
کہ جہاں اپنی کوشش اور کاوش سے اپنے گھروں میں چراغ جلا کر رونق کرتے ہو۔ تمہارا دل بھی ایک کمرہ
ہے ۔ اس مکان کے لئے روشنی کیلئے ایک چراغ ہے ۔ اللھم اجعل فی قلبی نورا ۔ اے اللہ میرے دل میں نور جلوہ
گر کر دے ۔ تو مطلب یہ ہوا ۔ مکان ہو ۔ جھونپڑی ہو۔ محل ہو ۔ قصر ہو نور کے بغیر رونق نہیں ہوتی ۔ تاریک راستہ
ہو۔ مسافر وہ اپنے وطن سے گھر سے دور ہے ۔ راستے سے ناواقف ہے ۔ ایسے میں اسے کوئی شئے سکون
کا باعث نہیں ہو سکتی ۔ بلکہ اندھیرے میں کسی کو بھی اپنے قریب آتا ہوا دیکھے گا۔ تو گھبرائے گا کہ شاید
کوئی دشمن ہی نہ ہو۔ چور ہو۔ درندہ ہو۔ جو مجھے پھاڑ کھائے ۔ تاریکی میں کیا پتہ چلتا ہے فاصلے پر اسے جلتا ہوا
چراغ نظر آجائے ۔ تو چراغ جلتا ہوا اسے دیکھ کر وحشت نہیں ہوگی ۔ بلکہ سکون نصیب ہوگا ۔ کہ یہاں ضرور
کوئی آبادی ہے ۔ یہاں پہنچ جاؤں گا تو میرے سفر میں آسانی پیدا ہو جائے گی ۔ نور ایک روشنی اور زینت ہے
ایک حسن ہے ۔ ایک زیبائش ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس صفات کے بعد نبی پاک علیہ السلام کو نور
فرمانے کی یہ بھی ایک حکمت ہے ۔ قد جاءکم من اللہ نور ــ تمہاری طرف اللہ کی طرف سے آگیا وہ محبوب علیہ
السلام تشریف لایا جس کو ہم روشنی کی زینت ہے ۔ جن کی برکت سے ہر شئی بھی سجائی گئی
ــــ محبوب علیہ السلام کے جلوہ گر ہونے سے کائنات کو حسن نصیب ہوا لہذا یہ حسن ڈھک
نہیں گیا ۔ یہ حسن ختم نہیں ہوا ۔ کیونکہ آپ کی نبوت و رسالت ختم نہیں ہوئی ۔ لہذا حضور کے حسن
کے جلوے بجھے نہیں ہیں ۔ بقول امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت حضرۃ الشاہ ۔
مولانا الحاج احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ ـــ ! کیا خبر کتنے تارے ــــ جس کے آگے بجھ نہیں سکی شمعیں
شمع سا لے کے آیا ہمارا نبی ــــ آپ کے حسن کے جلوے آج بھی۔ کائنات کو روشنی دے رہے ہیں یہ مسجدیں
مسجدیں جس کے منادی سے گونجنے والے ۔ توحید و رسالت کے نقش پہ ممبر و محراب ۔ اور یہاں سے نکلنے والی

صد اشتیں - یہ اولیاء اللہ کے مزارات یہ بزرگان دین کے آستانے - یہ ایمان والوں کے گھر جہاں درود و سلام ہوتا ہے -
جہاں استغفار ہوتا ہے - جہاں تکبیر و تہلیل ہوتی ہے - جہاں سجدہ ہائے نیم شبی سے گھر آباد ہو رہے ہیں - یہ سب تو سب اولیاء اللہ
حضور کے دم قدم سے ہیں - چنانچہ علامہ شیخ اسماعیل حقی نے حدیث پاک نقل فرمائی ہے - کہ جب نبی پاک
علیہ السلام کا وصال مبارک ہوا - کہ جب نبی پاک علیہ السلام کا - حضور رفیق اعلیٰ سے جا ملے - تو زمین اور رونے
لگ گئی - یہ بھی رونے کے انداز میں کہتا ہوں کہ زمین کیسے روتی ہے واللہ خدا بہتر جانتا ہے - تو ایسے رب کریم نے بے جانوں
کو رلا کر بتا دیا ہے کہ محبوب کے فراق میں بے جان بھی اسی طرح روتے ہیں - کہ جس طرح تم روتے ہو - اور اس
کی دلیل ہیں - استن حنانہ کی حدیث پاک دلیل پیش کی جا سکتی ہے کہ نہیں رونے لگا - اور عرض کی مولا - قد بکیت
لا یمشی علی نبی الی یوم القیامۃ مولا کریم نبی پاک علیہ السلام کے تشریف لے جانے کے بعد اب
مجھ پر کوئی نبی تشریف نہیں لائے گا - کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں - اور آپ کے بعد کوئی نبی اب اللہ کا
پیدا نہیں فرمائے گا - عیسیٰ علیہ السلام کی غلطت جو اسلام کرتے ہیں - وہ تشریف لائیں گے زمین پر لیکن حضور کے
امتی بن کر تشریف لائیں گے - اپنی ذات میں وہ رسول نبی ہیں - اس میں کوئی شک نہیں - لیکن وہ تبلیغ
نہیں ہوں گے - ان کی نبوت و رسالت ان کی ذات میں ہو گی - لیکن بطور پر حضور علیہ السلام کے امتی ہوں گے - چنانچہ
وہ جو بھی فیصلہ فرمائیں گے حضور کی شریعت کے مطابق کریں گے - حدیث پاک میں آتا ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام
تشریف لا کر چالیس سال بسر فرمائیں گے زمین پر - اور اتنی مدت میں آپ اسلام کی خوب خوب تبلیغ
شریف تبلیغ فرمائیں گے - بحیثیت مبلغ اسلام - تو زمین نے رونا شروع کر دیا عرض کی مولا - قد بکیت
___ اب میں محروم ہو گئی حضور کے تشریف لے جانے کے بعد کہ اب کوئی رسول پاک مجھ پر چلنے والا تشریف
نہیں لائے گا - ایک اشارہ تو یہاں بھی ملتا ہے کہ زمین کا جس خطے پر اللہ کے بندے قدم رکھتے ہیں زمین کا
وہ خطہ جو ہے عزت محسوس کرتا ہے اسی لیے تو زمین روئی ہے - کہ اب میں تو موجود ہوں - لیکن قدم محبوب
پاک کے قدموں کی عزت مجھے نصیب نہ ہو گی - تو اب کوئی رسول پیدا نہیں فرمائے گا - اس تو خاتم النبیین بھی وصال
ہو گئے - یہ شرف رحمت میں اب میں اس اعزاز سے محروم ہو گئی - آسمان مستفیض تھا - لیکن اسے یہ عزت نہ
ملی - اور زمین کو عزت ملی - کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام اسی زمین پر ارشاد فرماتے ہوئے - اور اس پر
چلتے پھرتے رہے - معلوم ہوا کہ اللہ والوں کے چلنے سے زمین کو عزت ملتی ہے - شرافت ملتی ہے اللہ
تعالیٰ نے زمین سے فرمایا - یہ ٹھیک ہے کہ اب میرا کوئی رسول نہیں آئے گا جو دنیا میں پیدا کیا جائے - لیکن
یہ نہ کہنا - کہ نبوت کی برکتیں ختم ہو گئی ہیں - میرا رسول تو حریم رفیق اعلیٰ سے جا ملا ہے - لیکن اس کی

Date:

أخلق أوليائي على قلوب النبی - یعنی اس رسول پاک علیہ السلام کی امت میں ایسے ولی پیدا کروں گا
جن کے دلوں میں معرفت کے وہی جلوے ہوں گے جو ان کے رسول علیہ السلام کے دل میں تھے - یعنی وہ لنگر جو ہے نا
فیض کا - وہ ختم نہیں ہوگا - یہ درست ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام جس طرح تھے یہ چلتے پھرتے رہے - اگرچہ
یہ سلسلہ اب نہیں ہے - لیکن گھبراؤ نہیں ہے - مجھ میں پیدا ہوں گے بے شمار یعنی حضور پاک علیہ السلام کے فیض یافتہ
گان جو ہے - جن کے قلوب میں میرے محبوب کے دل کے فیض و برکت سے مستفیض ہوں گے - معرفت کے جو جلوے
وہاں ہیں - ان کی خیرات ان دلوں میں ہو جو دہ ہوگی لہٰذا فیض و برکات جاری رہے گی - چنانچہ سیدنا [illegible]
نافع العباد - دافع الفساد - مرجع العباد - غوث صمدانی ـــــ محبوب سبحانی - شہباز لامکانی - حضرت
شیخ السید السند محی الدین عبد القادر جیلانی حسنی حسینی نجیب الطرفین والی بغداد [illegible] مجلسی والے
کے صحیح وارث ہیں - چنانچہ آپ نے فرمایا ـــــ

لکل ولی اللہ قدم وانی ـــــ علی قدم النبی بدر الکمال -

جتنے بھی اولیاء اللہ ہیں - ان اولیاء کو سلوک الی اللہ کے سفر میں رب تعالیٰ نے چلنے کا شرف عطا کیا ہے
اور الحمد للہ مجھے بھی - فرمایا میرا ہر قدم سید عالم کی بارگاہ محبوبیت کی طرف ہے - وہ قدم جو آپ نے فرمائے
میں جیسے ہلال جو کسی اور کا حصہ نہیں ہے -

فرمایا اے اللہ والو - تمہارے مقام مرتبے سب سے اونچے ہیں - تمہارے مناصب بہت اونچے ہیں -
یہ کہنا ـــ یہ وظیفہ ہے - یہ خدا کی عبادت ہے - عبادات کرنے سے بہت فائدہ ہوتا
لیکن یہ کہنا غوث پاک کے رتبے بڑے اونچے ہیں - کیونکہ خدا فرماتا ہے میرے مقبول کے مرتبے بہت اونچے
ہیں - ایمان والو مومن بن جاؤ - اللہ والوں کے مرتبے بہت اونچے ہیں - معلوم ہوا کہ عظمت محبوب
کا بیان کبھی بھی رب کو پسند ہے - یہ کہاں لکھا ہے کہ اولیاء کی عظمت کو بیان کرنے سے خدا ناراض ہوتا
ہے - چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجت ـــ
اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بہت اونچے کر دیتا ہے - جو ایمان کو قبول کرنے کے بعد
اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کرنے کے سبب سے ایمان اور ایمانیات کا علم حاصل کرتے
ہیں - دوسرے مقام پر فرمایا ومن یاتہ مومنا وعمل صالحات فاولئک لھم الدرجت العلی
جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر آئے - اس طرح اس شان سے کہ وہ ایمان والے ہیں
اور ایمان کے تقاضوں پر زندگی بسر کر کے آئے ہیں - فاولئک لھم الدرجت العلی - پس

Date:

یہ وہ لوگ ہیں۔ ان کے لیئے ہی درجے ہیں۔ یہ جلا اللہ والوں کی درجوں کی بات کرنا۔ اللہ کریم کا
پسندیدہ موضوع ہے۔ اور جب رب کریم اس مسئلے پر اعلان کرتا۔ جیسا کہ دستور خداوندی
ہے۔ یہ بھی خدا کی عادت ہے۔ غوث پاک نے نیچے درجے ہونے کی بات نہیں کی۔
کمتر ہونے کی بات نہیں کی۔ ہم سب کے اونچے درجے ہیں۔ لیکن میرا مقام تم سب سے ہمیشہ اونچا
ہی رہا ہے۔ بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے۔ جب غوث پاک نے اعلان فرمایا قدمی ھذہ
علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ۔ کہ میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ جب غوث پاک پر یہ
تجلی ہوئی اور آپ کی زبان انکشاف کھلی تو آپ نے اعلان فرمایا۔ تمام ولی کہ جن سلام سب پر
جن ولیوں کی گردن پر آپ کا قدم شریف ہے۔ حضرت شیخ احمد رفاعی۔ یہ وہ بزرگ ہیں۔
باقی دنیا دربار اقدس جالیوں کے سامنے سلام عرض کرتی ہے۔ لیکن احمد رفاعی وہ ہیں۔ جنہوں نے
درخواست کی۔ کہ سرکار مزار شریف سے دست کرم باہر عطا فرمائیں۔ تا کہ میں مصافحہ
کر دوں۔ جن کی التجا پر نبی کریم نے۔ اپنا دست کرم باہر جلوہ فرمایا۔

B

یہ جلا۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ سرکار جلوہ گر ہیں۔ سنتے بھی ہیں۔ اور جو مانگو عطا
بھی فرماتے ہیں۔ اور مزار پر انوار کی چار دیواری میں جکڑے ہوئے نہیں ہیں۔ یہ تو خدائی حکمتوں
کا پردہ رکھا ہے۔ ورنہ چاہیں تو مزار پاک سے باہر بھی رونق افروز ہو سکتے ہیں۔ جلو
احمد رفاعی نے تو بحث ہی ختم کر دی۔ ورنہ جو نہ لکھ دن ولی کہلاتے ہیں انہوں نے کیوں نہ پوچھا جناب
یہ کیا تماشا ہے۔ شریعت کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ نبی پاک ایسا نہیں کر سکتے۔
جس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی یہ نہیں کر سکتا۔ ارے وہ تو مسلمان نہیں رہتا۔ ولی ہونا تو اور
بات ہے۔ اس کو تو ایمان کی سعادت نہیں ملتی جو رسول اللہ ﷺ کی عظمتوں پر پابندی کی طرف
پابندیاں لگا دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے۔ مزار کھلا دست کرم نکلا
وہ دست کرم نکلا جس نے چاند کو توڑا۔ سورج کو موڑا۔ وہ دست کرم باہر آیا۔

دست احمد عین دست ذوالجلال — آمدہ در بیعت و اندر نوال
سنگریزہ نجم زند دست جناب — ما رمیت از رمیت از خطاب

ما نوس سمت اشارہ = دست کرم مزار پاک سے جلوہ گر ہوا۔ اور شیخ احمد رفاعی
نے بوسہ دیا۔ باقی اولیاء کو تو یہ سعادت نہ ملی کہ بوسہ دے سکیں۔ لیکن دست کرم کی زیارت سب کو

Date:______________

ہوگئی۔ یہ ہیں سید احمد رفاعی جن پر میرے آقا علیہ السلام کا اتنا کرم ہے۔ یہی شیخ احمد رفاعی اپنے وطن میں اپنے
حجرے میں جلوہ گر ہیں۔ بیٹھے بیٹھے جھک گئے۔ عرض کرتے ہیں بل علی عینی او بصری تی۔ عرض کی حضور
بلکہ میری آنکھوں پر۔ جو شرکاء محفل ہیں وہ پریشان ہوگئے کیونکہ احمد رفاعی معظم بزرگ ہیں
کہ ہزاروں اولیاء ان کے آستانے پر بھیک مانگنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔ یہ ان سے عرض کر رہے ہیں بل
علی عینی میری آنکھوں پر۔ عرض کی آقا یہ کس کو کہہ رہے ہیں۔ کیا آنکھوں پر۔ فرمایا حسنی حسینی سید شہزادہ
رسول محی الدین عبدالقادر جیلانی یا متوطن بغداد اس وقت مکان پر ہیں۔ اور انہوں نے اعلان فرمایا ہے
پوری دنیا کے اولیاء کو کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔ تو میں نے درخواست کی ہے آقا گردن
تک نہ رہنے۔ آپ کا قدم میری آنکھوں پر بھی آجائے ـــ

سروں پہ جسے لیتے ہیں تاج والے ۔ تمہارا قدم ہے وہ یا غوث اعظم ۔

یہاں ایک اشارہ ہے بادشاہ کے سر پہ تاج ہوتا ہے۔ اب تاج سے بڑی اور کیا شے ہم نے
تاج کی وجہ سے بادشاہ اور زیادہ دیکھا جاتا ہے عرض کی آقا آپ نے ولیوں کے سروں پر
قدم رکھا۔ انہوں نے ولایت کے تاج اتار کر قدم نہیں رکھا۔ بلکہ ولیوں کے سر سروں پر ولایت
کے تاجوں کے اوپر اور تاج کا قدم۔ سروں پہ جسے ــــــ

مثال۔ نکتہ آپ کا بھی جسم ہے میرا بھی جسم ہے اللہ نے ہمیں انسانی جسم عطا فرمایا ہے خدا کا لاکھ
شکر ہے۔ لیکن کہاں آپ کے پاؤں۔ کہاں آپ کی آنکھیں۔ فرق نہیں ـــــ یہ دونوں قدم
بھی آپ کے ہیں۔ دونوں آنکھیں بھی آپ کی ہیں۔ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں
تو کیا پاؤں قرآن شریف کے برابر ہو سکتے ہیں۔ نجدیوں کی بات نہیں کرتے ـــــــ
آپ غوث پاک کے پیروں کی بات کریں۔ ادب والے قرآن پاک کے برابر پاؤں نہیں کرتے
تلاوت کرنے والو تلاوت لیکن میں ادب پہلے ہے۔ جو شخص ادب کے بغیر قرآن شریف پڑھے گا۔
مجرم ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ مرتے دم اس کو کلمہ نصیب نہ ہو۔ وہ بے ادب ہے۔
حالانکہ اللہ والوں کے قدم بھی بڑے برکت والے ہوتے ہیں۔ کعب احبار [illegible]
میں نماز پڑھتے ہوئے۔ صحابہ کرام نے حضرت عمر کو کہا آپ پہلی صف میں آیا کریں۔ فرمایا پیچھے
رہنے دیں کیا وجہ ہے۔ فرمایا وجہ یہ ہے کہ میں نے پہلی آسمانی کتابوں میں لکھا ہے کہ بعض ایسے بھی
اللہ کے نیک بندے ہیں کہ جب وہ نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے پاؤں کے پیچھے جو لوگ نماز

لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کے پاؤں کی برکت سے سجدے مقبول ہو جاتے ہیں۔ اللہ والوں کے قدم اتنے
عظیم ہیں کہ ان کے قدموں کی سمت کی برکت سے بہتر جیسے ناقصوں نے ناقص سجدے بھی خدا قبول
فرمالے۔ اور یہاں سے ہمیں یہ مسئلہ بھی سمجھ لینا چاہیے۔ ہمیں جو نبی پاک علیہ السلام نے کہا کہ
کر باجماعت نماز پڑھا کرو۔ اس میں کچھ احتیاط ہے کہ ہم کسی فاسق کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں
فاجر کے پیچھے نماز۔ گستاخ کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں۔ آقا فرماتے ہیں امام کے امامت کے
مصلے پر وہ کھڑا ہو۔ کہ جس کے ظاہر و باطن کے وجود پر قرآن کا خوب خوب رنگ چڑھا
ہوا ہو۔ جو قرآن شریف کا حافظ ہو قرآن سمجھتا ہو۔ اور مسائل سمجھتا ہو۔ بلکہ نماز کے مصلے
پر وہ کھڑا ہو کہ نماز پڑھائے جس کے دل میں قرآن والا جلوہ گر ہو۔ کیونکہ اللہ کہتا ہے
ام المومنین فرماتے ہیں۔ حضور کا خلق کیا ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ کان خلقہ القرآن۔ آپ
سارا قرآن ہیں۔ مصلے کا خلق عظیم ہے۔ تو پھر قرآن زیادہ جاننے والا ہو جس کو قرآن
والے سے زیادہ پیار ہوگا۔ امام کے پیچھے اب غلط لوگ کھڑے ہوں اس کی نماز کیا ہی
ہوگی۔ میں تمہارے جیسے لوگوں کا امام بننا بھی پسند نہیں کرتا۔ کتاب اللہ کا حافظ جیسی
جو جلدی جلدی پڑھے۔ اللہ کتاب اللہ کا حافظ ہے کہ قرآن اتارنے والے کا جلوہ نظر آئے
جب پڑھے تو ہر آیت سے محبوب کا جلوہ نظر آئے۔ ایسے امام کے ساتھ نماز پڑھنے
میں یہ بھی برکت ہے وہ تو اللہ کا نیک بندہ ہے ہو سکتا ہے اس کے قدموں کا صدقہ پچھلوں کے
سجدے سب ہی قبول ہو جائیں۔ اللہ والوں کے قدم بھی بڑے پاکیزہ ہیں۔ لیکن قرآن کے برابر
نہیں ہو سکتے۔ آنکھ کے اندر قرآن کی مثال۔ اللہ والوں کی آنکھوں کے اندر غوث پاک کے
قدم ہیں۔ ۱ سروں پہ جب رکھے ہیں۔

حضرت معین الدین رحمۃ آپ خراسان کے پہاڑوں میں اس وقت موجود تھے۔ جب
بغداد شریف میں غوث پاک نے اعلان فرمایا۔ بل علی عینی و راسی۔ ۱ سروں پر لئے۔
سید المدار نامی فرماتے ہیں کہ میں بغداد شریف جا رہا تھا۔ آج اپنے مریدوں کو فرمایا تھا پہلے زیارت
کرنا۔ غوث پاک کی۔ فرمایا اس وقت رب کریم وقت کا شہنشاہ بنا دیا ہے
کوئی ولی نہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی روحانیت کو سلب کر لیتا ہے کہ کوئی ہے کہ اس سے زیادہ
اچھا کہ تو پہلے اس کے پاس چلا گیا۔ لاہور پاک والوں کا نام سے بڑا ہو جاوے

Date:

۵۴- شب برأت کے فضائل

۲۸۹ انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ ——— شب گذشتہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عقیدت کے
عقیدتمندوں نے خوب خوب رحمتوں سے جھولیاں بھر لیں - لیلۃ البرأۃ - شب برأت یہ عظیم
برکتوں والی رات ہے جس سے آپ نے مقدور بھر توفیق الٰہی سے برکتیں سعادتیں احسانات
انعامات حاصل کیے - رب کریم یہ دولت ہماری جھولیوں میں رکھے - حضرات گرامی اس کو ہم
یہاں بابرکت نہیں کہتے - قرآن کریم نے ہی اسے بابرکت قرار دیا ہے - انا انزلناہ
فی ——— رب کریم نے ارشاد فرمایا ہم نے اس کو یعنی قرآن کریم کو بابرکت رات میں اتارا
حضرات گرامی جیسا کہ آپ جانتے ہیں - اللہ کریم نے اس کائنات میں چند راتوں کو خصوصی
برکتیں عطا فرمائی ہیں - مقصد یہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خصوصیت سے نوازنے کے لیے
دنوں کی بجائے راتوں کو مقرر فرمایا ہے چنانچہ امت تو امت رہ گئی - آپ تو آپ رہ گئے ہم تو ہم
رہ گئے رب کریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کی معراج کیلئے رب نے رات ہی کو انتخاب فرمایا
وہاں لیلاً کا لفظ آتا ہے. یہاں لیلۃ مبارکۃ کا لفظ آتا ہے. یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ~~طبعی طور~~
طبعی طور پر انسان اپنی ضروریات کے حوالے سے رات کو جاگتا نہیں ہے سوتا ہے. رب تعالیٰ
نے اسے سکون کے لیے پردے کے لیے رات عطا فرمائی ہے. اور انسان رات کو آرام فرماتا ہے
دن بھر کی تھکاوٹ رات کو سونے سے دور ہو جاتی ہے. لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں. کہ اللہ
کریم نے اپنے انعامات بھی راتوں میں ہی اتارے - سبحان الذی اسرای بعبدہ ——— انا انزلناہ
فی لیلۃ مبارکۃ - انا انزلنہ فی لیلۃ القدر. تو راتیں جو ہیں رب کریم نے منتخب کی راتیں ہیں -
تاکہ ایمان والے دن بھر کے ہنگاموں سے منقطع ہو کر کم از کم ان راتوں میں میری بارگاہ میں لو
لگا کر بیٹھیں اور میں انہیں وہ کچھ عطا کروں جو پہلی امتوں کو میں نے عطا نہیں فرمایا ہے - اور
آج سنیے - یاایھا المزمل قم الیل - یا رسول اللہ علیک السلام. مفہوم مراد کا - آپ رات کو محبوب
قیام فرمائیں - ایک اور آیت - یاایھا المدثر اے چادر اوڑھ کر آرام فرمانے والے محبوب علیہ
السلام - آپ اپنی خوابگاہ قیام فرمائیں - تو جگہ جگہ رب کریم نے رات کا ذکر کیا ہے -
اور سورہ مزمل شریف میں ذرا وضاحت فرمائی ہے انا سنلقی ——— ثقیلاً ———
اے محبوب ہم آپ پر ایک وزنی حکم ڈالنے والے ہیں. اتارنے والے ہیں - ان لک فی النھار
——— طویلاً - اے محبوب آپ کو دن بھر کام ہوتے ہیں - بڑی مصروفیتیں ہوتی ہیں

B312

Date:

قرآن پاک سے پر توجہ کریں نا ــ اور ذکر یوں آپ فرماتا ہے ــــ طویلاً ۔ دن میں بڑے اشغال ہوتے ہیں مصروفیتیں ہوتی ہیں ۔ یہ مصروفیتیں روٹی کمانے کی نہیں ہیں ۔ تجارت نہیں فرمائے ۔ ــــ وغیرہ ۔ اس وقت تک کی جب تک آپ نے رسول ہونے کا اعلان نہیں فرمایا ۔ بعثت سے پہلے حضور نے تجارت کی ۔ ایک سفر جناب ابو طالب کے ساتھ کیا ۔ ایک سفر ام المومنین کی زوجیت سے آنے سے پہلے کیا ۔ ان دو سفروں کا ثبوت تاریخ میں ملتا ہے ۔ نبی رحمت علیہ السلام نے تجارت فرمائی ۔ حضور علیہ السلام کو معاشرہ میں اتنی مقبولیت تھی جناب ابو طالب کے ہاں ۔ اپنے جد امجد عبد المطلب کے ہاں ۔ اتنی قبولیت تھی ۔ کہ حضور علیہ السلام کو کوئی محنت مزدوری کرنا کوئی تجارت کرنے کی ضرورت نہ تھی ۔ اتنی برکتیں تھیں حضور کی برکت سے ۔ ابو طالب کے گھر میں جیسے ہی آ کے قدم رکھا فرمایا عبد المطلب وصیت فرما گئے تھے ۔ بیٹے ان کی خدمت کرنا ۔ ان کو پاس رکھنا اس کو ساتھ رکھنا ۔ اگر چاہتے ہو کہ تمہیں رزق کی وسعت ملے ۔ تو میرے محمد کو گھر سے جدا نہیں کرنا اسکے برکتیں ان کے دامن سے وابستہ ہیں ۔ برکات ان کے قدموں سے وابستہ ہیں ۔ رزق ان کے قدموں کی دھول کے ساتھ باندھا ہوا ہے ــــ چنانچہ اسلام کا ناقابل تردید بیان ہے کہ جب کھانا تیار ہو جاتا تھا حضرت جعفر حضرت عقیل طالب اور شیر مولائے کائنات کی ابھی ولادت ہو چکی ہو کھانا تیار ہے ۔ اور بچوں کی امی جان فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہ کھانا تیار کر کے بیٹھی ہیں ۔ جناب ابو طالب بھی گھر ہیں ۔ اب بچے تقاضا کرتے ہیں کہ کھانا ملے ۔ لیکن ابو طالب فرماتے ہیں بیٹے ۔ اگر سیر ہو کے کھانا ہے ۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انتظار کر لو ۔

تاکہ کوئی یہ نہ کہے ۔ کہ بظاہر یتیم ہیں ۔ لہذا بے کسی کی حالت ہے ۔ اور ابو طالب بڑی مہربانی کرتے ہیں کہ ان کو بٹھا کے پاس کھانا ــــ رب کریم نے محبوب کے قدموں سے رزق باندھ رکھا ہے ابو طالب کا تجربہ ہے ۔ کہ جس دستر خوان پہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ جاتا ہے ۔ وہ کبھی کم نہیں ہوتا ۔

جس دستر خوان پہ کوئی ایسا آدمی بیٹھا ہو جس کا نام محمد ہو ۔ مسئلہ ہے کہ اگر کسی اور کا نام محمد ہو تو پھر درود نہ پڑھا جائے ۔ یہ ما سوائے حضور کے لئے نہ ہے ۔

اس کا نام اس کے والد نے حضور کی محبت کی وجہ سے رکھا ہو ۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں علمائے کرام ناقل ہیں کہ جس دستر خوان پہ محمد نام کا آدمی بیٹھا ہوگا ۔ یہ دستر خوان بھی کم نہ ہوگا ۔ کیا پیاری سی باتیں کرتے ہیں ۔ اللہ ان کی قبروں پہ رحمتوں کا نزول ہو ۔ اللہ ان کی قبروں کو نور سے

Date:

بھر دے۔ اور بگڑی ہوئی ہیں ہم دعا کر کے اپنا کام بناتے ہیں ۔؟

؟ شہنشاہ ہو ملک و جن و بشر اور اولیاء اللہ

تیرے ٹکڑوں پر ہے سب کا گزارا یا رسول اللہ ۔

کم از کم گھر میں ایک فرد ایسا ہو جس کا نام محمد ہو۔ اس ایک نام نے کائنات کا بیڑا پار لگا دیا ہے۔
اس نام کی برکات آدم علیہ السلام سے چلیں آج تک جاری ہیں۔ قیامت تک جاری رہیں۔ بلکہ
قیامت کے بعد بھی جاری رہیں گی۔ جناب ابوطالب بچوں کو کھانا ہی نہیں دیتے تھے۔ جب تک
کہ حضور نہ آ جائیں۔ تاکہ کسی کے دل میں یہ نہ آئے۔ ابوطالب کا کوئی بیٹا یہ نہ سمجھے کہ معاذ اللہ۔ یہ یتیم تو ہیں
ہمارے ٹکڑوں پر پلتے ہیں۔ ہمارے دستر خوان پر پلتے ہیں۔ باپ سے بلوا لیا رب نے یہ تمہارے ٹکڑوں
پہ نہیں پلتا تم ان کے ٹکڑوں پر پلتے ہو۔ بیٹو اگر سیر ہو کے کھانا ہے تو انہیں آنے دو۔ اور جب تک
حضور نہیں آتے۔ وہ کھانا نہیں کھا سکتے۔ اور جب تجارت فرمائی تو دو سفر تجارت کے لیے۔ اگر آپ
تجارت نہ بھی کرتے تو میرے آقا علیہ السلام۔ کی قبولیت تو سبحان اللہ تھی۔ پہلے سفر میں تو رب نے لوگوں
کو رب کریم نے محبوب کی شان کے جلوے دکھائے۔ جو انہیں مکے شریف میں نظر نہیں آ سکتے تھے۔ سفر
شام میں نظر آتے تھے۔ راستے میں بحیرہ راہب کو بٹھا دیا یہاں سے میرے آقا گئے۔ ابوطالب ساتھ
لے کر گئے۔ اور بحیرہ راہب کہتا ہے ابوطالب اس بچے کو جانتا ہے کون ہے۔ فرمایا میرا بھتیجا ہے۔ میرا
بیٹا ہے۔ کہنے لگا غلط ہے۔ فرمایا میرا بھتیجا ہے۔ کہنے لگا پوری بات کروں۔ تیرا بیٹا نہیں ہے یہ۔ بھتیجا ہے
کیونکہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے۔ کہ جو آخر الزمان نبی پاک ہو گا۔ اس کے سر پر درِ یتیمی کا تاج ہو گا۔
کہنے لگا میں تیری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اس کو آگے نہ لے جاؤ۔ سارا علاقہ اس کا دشمن ہے۔ تجھے معلوم
نہیں یہ خدا تعالیٰ کا رسول ہونے والا ہے۔ اس کو کیسے پتہ چل گیا۔ قرآن کہتا ہے۔ زبان بند کر۔ رب کریم
نے محبوب کے حسن پہ پردے رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ تھوڑا سا پردہ سرکا کے دکھا
بھی دیتا ہے۔ کہ محمد رسول اللہ یہی ہے۔ کہاں لکھا ہے۔ قرآن شریف میں موجود ہے۔ کس پارے میں
اٹھارویں پارے میں کس سورۃ میں۔ سورۃ نور میں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات
— النار = باقی تیل ان کی بتی جلانے کے لیے آگ لگانا پڑتی ہے اور زیتون ایسا صاف تیل ہے
قریب ہے کہ اس کا تیل بغیر آگ لگائے چمک اٹھتا ہے۔ قریب ہے کہ یہ روشن ہو جائے۔ رب
بتانا یہ چاہتا ہے۔ کہ قریب ہے کہ خود دعویٰ اعلان ہو جائے۔ نبی ہے۔ اگرچہ آپ اعلان نہ بھی کریں۔

314

Date:

کیونکہ عبادتیں بتاتی ہیں ۔ میرے آقا کے والد بزرگوار حضرت سیدنا عبداللہؓ مکہ معظمہ کی گلی سے تشبیہ
شان نبوت سے نہیں دے سکتا۔ لیکن نور محبوب علیہ السلام نے اباجی کو فیوض نبوت سے مالامال
کردیا تھا۔ مکہ شریف کی گلی ہے بازار ہے سنسان گلی ہے۔ سارے لوگ سو رہے ہیں۔ گلی خالی ہے
حضرت عبداللہ شکار و سیر کر کے شہر مکہ میں بیت اللہ شریف سے ہو کر گھر جا رہے ہیں۔ چہرہ پر
کرکلیاں بکھری پڑی ہیں۔ جوانی اور بعد نورانی دیوانی نہیں۔ سرکار کا نور ان کی پشت مبارک میں جلوہ
گر ہے۔ متجلی ہے منور و معطر معنبر کر رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بازار سے گزر رہا۔ کوئی آدمی موجود نہیں۔
ایک خوبرو نوجوان عورت نے راستہ روک لیا۔ کچھ یہی راز سرکار یوسف علیہ السلام کے ساتھ
ہوئے۔ وراودتہ التی ـــــ اس عورت نے بھی یوسف علیہ السلام کو اپنی خواہش کی تکمیل کی دعوت
دی۔ قال معاذ اللہ ـــــ اللہ کی پناہ کا اعلان کرنا اسی کا کام ہے جس کے سر پر نبوت کا تاج
ہے۔ ـــــ مجھے خریدنے والے نے عزت کے ساتھ رکھا ہے۔ غلاموں کے ساتھ نہیں رکھا۔ کیا
اس کا یہی اجر ہے جو تو کہتی ہے۔ انہ لا یفلح الظالمون ۔ ظالموں کو کبھی منزل نصیب نہیں ہوتی۔
ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ فوج بھی ان کی ہو۔ خزانے بھی ہوں۔ دنیا ان کے نام کو بھی مانتی
جانتی ہو۔ وہ صدر ہو۔ بادشاہ ہو۔ وزیر اعظم ہو۔ ظلم نہ کرو۔ ظلم کرنے والے کو کبھی مقصد
نہیں ملتا۔

سرکار کے والد ہیں۔ اور عورت نے بھی کچھ انداز پیش کیا۔ جو یہ مصر دوست مصر کے عزیز
مصر کے محل میں اس خاتون نے جناب یوسف علیہ السلام سے پیش کیا۔ یہ بنت مر والخثعمیہ کہتی ہے
نوجوان سامنے آگئی سامنے آکے رک گئی۔ حضرت عبداللہ نے راستہ بدل لیا۔ ـــــ ادھر سے انتہائی
انتہا پہ ہے ادھر شرم انتہا پہ ہے۔ میں اس عورت کو برا نہیں کہتا۔ وہ اپنی طرف سے مجبور تھی۔ پر کیا
پتا کہ حضرت یہ کس نور کے امین ہیں۔ اس کے اندر وہ نور جلوہ گر ہے۔ جس کی نگاہ کرم میں پوری
کائنات کی شرم و حیا ہے۔ ڈاکٹر اقبال رح کبھی کبھی میں ڈاکٹر صاحب کا ذکر کرتا
ہوں۔ تاکہ کالجوں کی دنیا پڑھے لکھے حضرات غور فرمائیں کہ ڈاکٹر صاحب نے بنی پاک علیہ السلام
کے غلاموں کو کتنا سبق دیا ہے۔ کیا سبق دیتا ہے یہ سپاہی حضور کا ہی لنگر ہے۔ اقبال نے اپنی
کتاب اسرار و رموز میں لکھا ہے۔ جو حصہ ہوا مجھے یاد ہے۔ یہ ذکر میں نے پہلے بھی کیا تھا۔ لیکن بہت
دیر کی بات ہے اس لیے شروع کر دیا کہ آپ کو کوئی سا یاد رہ گیا ہوگا۔ ورنہ میں کبھی دہراتا

Date:
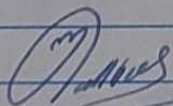
ہے ۔ کہ مولوی صاحب پرانی باتیں کرتا ہے ۔ خدا جانتا ہے یہ طعنہ مجھے ملے تو تکلیف نہیں ہوتی ۔ یا اللہ تیرا شکر ہے ہم پرانے دین پر ہی چل رہے ہیں ۔ لوگ گواہی دیتے ہیں ۔ میرا دین نیا ہوتی نئی بات کروں ۔ یہ دین پرانا ہے وہ سب منحرف لوگ ہیں سب ایمان ہیں ۔ جو اسلام کو نیا کر پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ بدبختوں اسلام نیا نہیں ۔ یہ محمد عربی کا پرانا دین ایک سرکار کا دین ہے ۔

بنو طائف کے قبیلے پر حضور کے غلاموں نے حملہ کیا ۔ شکست کھا گئے ۔ کچھ قید ہو گئے ۔ کچھ بھاگ گئے ۔ مال غنیمت کے ساتھ قیدی بھی آ گئے ۔ اور نبی پاک علیہ السلام کا یہ وطیرہ یہ معمول شریف تھا ۔ کہ جب غیر مسلموں کے قیدی نبی رحمت علیہ السلام کی بارگاہ میں آتے تو حضور ان کی خبر گیری کے لئے خود تشریف لے آتے ۔ تاکہ مجاہدین کسی بنا پر ان کو تنگی میں مبتلا نہ کر دیں ۔ بلکہ حضور جا کر فرماتے میرے غلاموں گھر میں جو کھاتے ہو ۔ بے شک وہ اتنا معیاری نہ ہو ۔ لیکن ان قیدیوں کو خوب کھلایا کرو ۔ حضور نے مبارک دورہ کیا ۔ اور چلتے چلتے ایک مقام پر رک گئے ۔ ۔

در مسافر پلیس آں گردو سیلا (یہ الفاظ دوبارہ دیکھنے ہیں)

ایک خنگ ہی اس ذات کے سامنے جس کا تخت آسمان ہے ۔ اقبال کہتا ہے جس کا پایہ تخت آسمان ہے ۔ معراج کی رات میرے آقا علیہ السلام جس آسمان سے گزرے ملائکہ نے درخواست کی یا رسول اللہ علیہ السلام کرم فرمائیں ۔ دو رکعت ہمیں بھی پڑھا دیں ۔ مقتدی صفیں باندھ کے کھڑے ہیں ۔ اور محمود آلوسی بغدادی لکھتا ہے ۔ ساتوں آسمانوں میں میرے آقا نے ہر آسمان میں فرشتوں کی جماعت کی امامت فرمائی ہے ۔ تو ان کا پایہ تخت آسمان نہیں ہے ۔

میرے آقا علیہ السلام نے دیکھا ۔ کہ ایک خاتون ہے ۔ ایک نوجوان بچی ہے وہ قیدی ہوئی ہے ۔ اور سب سے بڑا اس کا جو حلیہ ہے ۔ اس کے پاؤں میں بیڑیاں ہیں لیکن منہ پر پردہ نہیں ہے ۔ اقبال فرماتے ہیں کہ آج کافر کی بیٹی بے پردہ ہے ۔ پاؤں میں بیڑیاں ہیں ـــــ ہم پاکستان میں مگر بے پردہ ہیں ۔ کبھی سردار طے کی بیٹی کے پاؤں میں بیڑیاں تو نہیں ہوتی تھیں ۔ اس کے پاؤں میں تو سونے کا زیور ہے ۔ اس کے لئے بڑے جواہر دار زیور ۔ کافر کی بیٹی بے پردہ ـــــ گردن جھکی ہوئی ہے ۔ کیا ہم میں دیکھیں ـــ کاش براء کی برکات ملتی ہیں ۔ آنسی دیکھ گزری ۔ محبوب تشریف لے آئے ۔ سرکار دورہ فرماتے ہوئے اس خاتون کے پاس آ گئے جب بیٹی کو بے پردہ دیکھا ۔ تو میرے مصطفیٰ اسے برداشت نہ ہو سکے ۔ بیٹی کافر ۔ باپ کافر ۔ بے پردہ میرے آقا نے فرمایا

Date:

جب بیٹی کو بے پردہ دیکھا۔ پاکستان روشن خیال کرتے ہیں۔ کیا اسلام روشن نہیں ہے کیا
قرآن روشن نہیں ہے۔ حقوق نسواں کے تحفظ کی بات کرتے ہیں یا حقوق نسواں کے تحفظ کی
ذمہ داری محبوب کی ذات ہے کہ نبی پاک سے زیادہ کون زیادہ محافظ ہے۔ جن کا خدا
گواہ ہے۔ علیہ ما عنتم فرمایا میرا محبوب ہے جو تمہارا دکھ برداشت نہیں کر سکتے
اس کے ہوتے ہوئے تمہارے حقوق کو غصب نہیں کر سکتے۔ اگر حقوق بچانا چاہتے ہو تو محمد
عربی کے قدموں میں آجاؤ۔ روشن پاکستان یہ نہیں ہے۔ بیٹیوں کو روشنی ملتی ہے در سیدہ
سے خاتون جنت کے آستانے کرم سے۔ جب وصال کا وقت آیا ——
عنبر کی قسم ہے جنازہ —— بتا دیجیے بچے۔ بیٹیاں آج بے پردہ پھرتی ہیں کیا یہ سیدہ کا
طریقہ ہے۔ وصیت فرمائی —— جنازے کی چارپائی —— یہ رسول اللہ کی شہزادی
کی سنت ہے۔ حاتم طائی کی بیٹی بے پردہ نہیں ہے —— میرے سرکار نے چادر کندھوں سے اتار
جس کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ یا ایھا المزمل —— یہ کون سی چادر ہے۔ جو میرے آقا کے کندھوں
پہ سجتی ہے۔ کافر کی بیٹی چہرہ بے پردہ نہیں۔ اقبال نے جو لکھا درست لکھا —— ہماری بیٹیوں
کو منہ ننگا کرکے سرکار دیکھتے ہیں کیا سرکار راضی ہیں —— یا حضور کو ماننا چھوڑ دو
یا کبیرہ گناہوں کے سر پہ پردہ دو —— سرکار عنبر کی بیٹی کو بے پردہ برداشت نہیں کر سکا
کیا قبلے کی طرف منہ نہ ہو نماز ہو گی۔ کیا تسبیح = بڑا کام ہمارے معاشرے۔ 2 سفر
تجارت کیے۔ دیانت کے لوگوں کا منہ بند ہو جائے گا جھوٹ کے بغیر تجارت نہیں چلتی۔ آنا رکھا
ہے۔ بالکل نہ ہو۔ ذرا میری بات دیکھو میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔ لوگو جواب دو۔ کیا کسی سودے میں
بھی آپ کو نقصان ہوا۔ ابو طالب۔ خدیجہ کے مال لے گئے شام کیا حضور نے جھوٹ بولا
سچ بول کر نفع ہو گا —— اگر ہم نے ڈنڈی ماری تو کلمہ کو نقصان ہوگا۔ جو کہتا تھا سب سے زیادہ ملی
—— سچ بولنے سے سرٹیفکیٹ کس کا ملا ہے۔ سچ بولنے والا تاجر نبیوں۔ کے گروہ میں اٹھے گا
صدیقوں۔ شہیدوں۔ ڈیلر ان کے درمیان ہوگا ——

11-1-2016 پیر
30-3-1437 (7-59 AM)

۵۵۔ رمضان صبر کا مقام ہے۔

٨٦ـ یھدی به الله من اتبع رضوانه ـــــ (١٥) شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن ـــــ

یہ نبی کریم علیہ السلام اور قرآن کریم کا ایک ساتھ رب کریم نے تعارف کرایا ہے۔ یہ آیت قرآن پاک
کا بھی تعارف ہے۔ اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت ہے منقبت ہے۔ اس آیت میں رب العالمین نے
حضور پاک ﷺ کے دور کے یہود ونصاریٰ کو اور آپ کے سب غلاموں سے فرمایا۔ قد جاءکم من اللہ نور
بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب۔ نور سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات ہے۔ اور کتاب مبین سے آپ کی مقدس کتاب ہے۔ اور یہ ترتیب بھی سمجھ میں
آتی ہے۔ پہلے نور کا ذکر ہے پھر کتاب کا ذکر ہے۔ اور یہ ترتیب اس لئے ہے۔ کہ نور حضور ہیں
اور کتاب مبین قرآن پاک ہے۔ پہلے نور آیا۔ بعد کتاب ملی۔ ان کے بغیر نور نہیں آیا۔ کیونکہ نبی پاک ﷺ
پہلے متجلی ہوئے۔ پہلے تشریف لائے۔ تو پھر رب تعالیٰ نے امت کو ان کے صدقے قرآن کریم عطا فرمایا۔
اکثر تفاسیر میں یہ دو قول آتے ہیں۔ کہ نور سے مراد حضور ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم
اور بعض نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ نور سے مراد اور کتاب مبین سے مراد قرآن کریم ہی ہے۔ یہ بھی صحیح ہے
اس لئے کہ قرآن نور بھی ہے۔ اور کتاب مبین بھی ہے۔ اس کا صیغہ دوسرے مقام پر بھی بولا گیا ہے۔ یا ایہا الناس
قد جاءکم برہان ـــــ نورا مبینا ۔ اے لوگو۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی دلیل آئی۔ اور
ہم نے تمہاری طرف روشن دینے والا۔ نور نازل فرمایا۔ تو نور سے مراد قرآن کریم ہے۔ بعض مفسرین
ایسے بھی ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے نور کا ذکر اور صفات ہیں۔ لیکن ان مفسرین میں ایک
جوان ایسا بھی پایا ہے۔ جس نے ان دونوں لفظوں کے متعلق فرمایا ہے لا یبعد عندی ان النور
والکتاب المبین هو محمد رسول الله۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ توجیہ بھی حقیقت سے
دور نہیں ہے۔ کہ نور بھی حضور ہیں۔ اور کتاب مبین بھی حضور ہیں۔ یہ دلائل اور توجیہات ہیں۔
تو اللہ فرماتا ہے یہدی به اس کے ساتھ جن کا ذکر پہلے ہے۔ یہدی به اس کے ساتھ اللہ ہدایت دیتا ہے کہ ان
لوگوں کو جو رب کریم کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں اس کے صدقے سلامتی کی راہوں کی ہدایت
دیتا ہے کس کا صدقہ۔ بعض نے کہا قرآن کریم۔ اس قرآن شریف کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے
اسے جو اللہ کی پیروی اللہ کی رضا طلب کرنا چاہے اس کو اس قرآن کے صدقے سلامتی کی راہیں دکھاتا
ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ وہ علماء جن سے ہم نے سبق پڑھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں بے شک ہاں۔ قرآن
شریف ہدایت کا خزانہ ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ مطلب یہ ہے کہ خزانہ جب سے کے [illegible]

Date:

تک ہر طرف دوائیں ہی دوائیں پڑی ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ دواخانے میں ہر بیماری کی دوا
ہے۔ لیکن مریض داخل ہو کر جونسی بھی دوائی اٹھائے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا۔ کوئی ایسا طبیب
چاہیے کہ جو مریض کو بھی دیکھے دوا کو بھی دیکھے۔ مریض کو دیکھے اسے کیا تکلیف ہے۔ دواخانے میں بھی
دیکھے کہ دوا میں اجزا کیا ہیں۔ اس کا فارمولا کیا ہے۔ اور پھر دونوں کا میچ کرے۔ جب مل جائے تو
پھر وہ دوا دے جس سے مریض کی مرض جاتی رہے۔

قرآن شریف اول سے آخر تک ہدایت کا خزانہ ہے۔ لیکن وہ طبیب معظم چاہیے جو قرآن کو
بھی دیکھے اور امت کو بھی دیکھے۔ قرآن کریم کو بھی دیکھے کہ اس میں کیا ہے۔ امت کو بھی
دیکھے کہ انہیں کیا تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ وہ طبیب محمد عربی کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔
آپ جانتے ہیں کہ قرآن شریف میں کیا ہے کسی کو پتہ نہیں ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ
مکہ معظمہ اور مدینہ عالیہ کے عرب بھی جانتے کہ قرآن شریف میں کیا ہے۔ انہیں بھی نہیں پتہ چل سکتا
جب تک حضور رسول پاک علیہ السلام نے انہیں قرآن کریم کا مطلب اور منشا بیان نہیں فرمایا۔ قرآن
کریم میں تمام انسانی جسمانی روحانی اول آخر ظاہر باطن ساری بیماریوں کا علاج موجود ہے
لیکن اس علاج کی تجویز جو ہے وہ رسول کریم علیہ السلام کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتی۔ تو
پھر علماء فرماتے ہیں صحیح ترجمہ یہ ہے کہ یعنی اللہ تعالیٰ رسول پاک علیہ السلام کے صدقہ سے جتنا
بعضوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔ انہوں کے طلب کرنے والوں کو ہدایت دیتا ہے۔

آپ کے بغیر کسی کو ہدایت چاہے قرآن شریف بھی موجود ہو۔ قرآن پاک کے ہوتے ہوئے
بھی ہدایت نہیں مل سکتی۔ کیونکہ اسے پتا ہی نہیں کہ کون سا نسخہ کس بیماری کے لیے ہے
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا۔ ھو اللہ العلم۔ اضل اللہ علی علم۔ کئی ایسے بھی ہیں جو علم کے
باوجود بھی گمراہ ہو گئے۔ انہوں نے علم پڑھا۔ مگر گمراہ ہو گئے۔ ایسے ہیں۔ کتابیں پڑھ کر بھی گمراہ ہو گئے۔
لیکن ہمیں ایک بھی ایسا نہیں ملتا کہ جس نے رسول کریم علیہ السلام کو مانا اور پھر گمراہ ہو گیا ——

جس نے حضور کو مان لیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئک کتب فی قلوبھم الایمان ——
وروح منه۔ کون وہ ہیں جن کے دلوں میں رب کریم خود ایمان لکھ دیتا ہے۔ کن کے دلوں
میں۔ جنہوں نے رسول کریم علیہ السلام کو مانا۔ رب فرماتا ان کے دلوں میں ایمان میں نے لکھا۔ مانا
حضور کو اور ایمان رب نے لکھا۔ یہ آیت کریمہ سے واضح ہو رہی ہے کہ تجدید تو ہو سکتی

Date:

باللہ ورسولہ ــــ وہ مسلمان ہی نہیں ہو سکتی ۔ جو اللہ اور اس کے رسول جل شانہ و صلی اللہ علیہ
کے دشمنوں کو دوست بنائے ۔ اللہ فرماتا ہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا ۔ اللہ فرماتا ہے حضور مبارک دشمن
سے محبت کرنے والا ۔ ایمان والا نہیں ہو سکتا ۔ جو حضور کے دشمنوں سے دوستی کرے گا ۔
تو اس نے حضور کو مانا ہی نہیں ۔ اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ
تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت رسول کے ساتھ ان کے مدد تھی ان کے ذریعے ہدایت
عطا فرمائے گا ۔ جن کے ہاتھ میں دامان کرم نہیں ہے ۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ۔ وہ کبھی
مسلمان نہیں ہو سکتا ۔

نبی رحمت ﷺ نے رمضان پاک کی برکات اور روزوں کی نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے
اپنے بندوں سے فرمایا ہے ۔ نماز روزوں سے فرمایا ۔ اپنی امت سے فرمایا ۔ جانتے ہو یہ کون
سا ماہ مبارک ہے ۔ عرض کی آقا ارشاد فرمائیں ۔ ھو شھر الصبر ۔ یہ صبر کا مہینہ ہے ۔
صبر ہوتا ہے بیماریوں میں ۔ اس مہینے میں بیمار رہا جاتا ہیں ۔ صبر ہوتا ہے تکلیف پر ۔ کیا اس
مہینے میں تکلیفیں ہیں ۔ صبر ہوتا ہے مصیبت پر ۔ اس مہینے میں مصیبت ہے تو پھر صبر ہے ۔
اور صبر ایسا مقام ہے ۔ صبر ایسی فضیلت ہے ۔ اور صبر ایسی نعمت ہے کہ رب کریم نے ۔
صبر کے تذکرہ میں ۔ یہاں تک بیان فرما دیا ۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل ۔ اے
صبر کرو جیسے ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ہے ۔ یعنی صبر نبیوں کی شان ہے ۔
اب رسول علیہ السلام کی پاک تاریخ ملاحظہ فرمائیں قرآن شریف میں ۔ تو خدا جانتا ہے کہ
ان کو جو تکلیفیں آئیں ۔ ہم اس کا تصور کرتے ہوئے گھبراتے ہیں ۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام ان کے صبر کو کوئی توڑ سکتا ہے ۔ سارا ملک ساری فوجیں ۔ ایک طرف
اور اکیلے شہر میں موسیٰ علیہ السلام ایک طرف ۔ اور پھر خدا فرماتا ہے جل شانہ اذھب
الی فرعون انہ طغیٰ ــــ اور شان والے رسول کو خود اللہ تعالیٰ اپنے دشمن کے پاس جانے
کا حکم دیتا ہے ۔ پورا ملک دشمن ساری دنیا دشمن لاکھوں کی تعداد میں ۔ لیکن اللہ
دیکھتا ہے آپ جا کر فرعون کا کلام کہتے یا نہیں ــــ اب بتاؤ یہ صبر کس معیار کا صبر ہے کتنا
عظیم صبر ہے ۔ جناب نوح علیہ السلام ۔ آپ فرماتے ہیں اے مولا میں تیرے حکم کی تعمیل میں
دعوت کرتا ہوں : مجھے کوئی ذکر نہیں ۔ انی دعوت قومی لیلاً و نہاراً فلم یزدھم

Date:

ادھر کربلا سے بات نکلی - ادھر جواب آگیا - محفل بھی نہیں بدلی حضور - کہ چلئے اگلے دن - حاضر
تو معاملہ ہوتا ہے - جو سنتا دیکھتا نہ ہو - محبوب کے دربار میں بیٹھ کر جب آپ نے طلوع کی ہے
تو کسی اندھے اور بہرے کا دربار نہیں ہے، یہ اس مصطفیٰ کا دربار ہے۔ جس کے ٹکڑوں میں ساری
خدائی ہے۔ بلکہ یہاں خدا بھی جلوہ گر ہے - فوراً جبرائیل حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ کی وحی لے کر نازل ہوا
ومن یطع والرسول ——— رفقا = الرسول کا الف لام میرے نزدیک عہدی ہے جیسا سمجھا گیا ہے
استغراقی نہیں ہے - یہ سارے رسل علیہ السلام کے اطاعت کرنے والوں کے اعلان نہیں - الرسول کا الف لام
عہدی ہے - خدا فرماتا ہے میں اس رسول کی بات کرتا ہوں جو میری مراد ہے سارے رسولوں کے سردار ہیں
الرسول کوئی اور ذات ہے - ومن یطع اللہ والرسول ——— اب کوئی رسول تو نہیں آئے گا
اگر عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے - تو اپنی ذات میں وہ رسول ہوں گے - لیکن وہ آ کر بطور رسول نہیں ہوں گے
ان کی رسالت جاری نہیں ہوگی - رسالت سرکار کی جاری ہے - وہ حضور کی شریعت لے کر دین
کے مبلغ ہو کر کام کریں گے - امام ربانی مجدد الف ثانی نے نقل فرمایا ہے - کہ جب عیسیٰ علیہ السلام
تشریف لائیں گے - تو وہ فقہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیں گے - اس کا مطلب یہ نہیں کہ امام اعظم کی
تقلید کریں گے - اللہ کا رسول کسی کا مقلد نہیں ہوتا - وہ تقلید ابوحنیفہ نہیں کریں گے - بلکہ
حضور کی شریعت پاک سے جو مسائل ان کی سوچ میں آئیں گے - جب وہ بیان کریں تو بالکل
وہی مسئلے ہوں گے جو امام اعظم نے بیان فرمائے ہیں - آپ مقلد نہیں ہیں - بحیثیت رسول،
اپنی ذات میں لیکن بحیثیت مبلغ اسلام حضور کی امت میں ———

تو اللہ فرماتا ہے ومن یطع اللہ والرسول - اگر یہ صرف قانون پہلے رسولوں کے زمانے میں کہا ہوتا
تو علماء کو پریشانی نہیں تھی - کیونکہ خدا کا قانون تو شروع ہی سے ہے - رسول کی اطاعت کرنے والے
تو رسول کے ساتھ ہوں گے - لیکن وہ اعلان ہوا ہی نہیں - یہ اعلان ہوا ہے قرآن شریف میں
ومن یطع اللہ والرسول - جس نے اطاعت کی اللہ اور رسول کی - یہاں رسولہ نہیں - اب اس کے
رسول اور بھی بہت ہیں - اس رسول کی بات ہے جو تمہارے اندر جلوہ گر ہے - جس نے اللہ کی اطاعت
کی - اور رسول اعظم کی اطاعت کی - فاولئک مع الذین ——— میں ان رسولوں کے ساتھ کر دوں
گا جن پر میرا انعام ہوا - جو میرے شان والے رسول کے مطیع ہیں - میں ان کو ان لوگوں
میں شامل کر دوں گا - قیامت میں اکیلے نہیں ہو سکے گویا ان ——— تو میرے رسول علیہ السلام کا

Date:

مطلع ہے۔ تو اکیلا نہیں ہوگا۔ میں تجھے ان لوگوں میں داخل کر کے اٹھاؤں گا۔ جن پر میرا انعام ہوا
یا اللہ وہ کون ہیں۔ فرمایا من النبیین۔ والصدیقین ـــــ والصالحین۔ فرمایا رسول کریم کی اطاعت
کرنے والوں کو قیامت کے دن میں ان لوگوں کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ جن پر میرا انعام ہوا۔ مولانا کو لیجئے فرمایا
سارے نبی ہیں۔ سارے صدیق ہیں۔ سارے شہید ہیں۔ سارے ولی ہیں۔ پتہ چلا رب نے فتویٰ دے
دیا محبوب کی اطاعت کرتے رہنا۔ تمہیں ان کی اطاعت کا صلہ میں پوری کائنات نبوت کی زیارت
کرا دوں گا۔ سارے صدیقوں کی زیارت کراؤں گا۔ شہیدوں۔ ولیوں کی زیارت کراؤں گا۔
جب تم میرے رسول علیہ السلام کی اطاعت کرو گے نا۔ سارے نبیوں کی زیارت ـــــ ولیوں [illegible]
خدا کی قسم غوث پاک کی زیارت ہوگی۔ داتا ـــــ فرید الدین۔ قبلہ عالم سیالوی۔ والی بغداد کے
سے ان نیاز مندوں کی زیارت ہوگی [illegible]۔ موسیٰ کلیم ـــــ ابراہیم۔ فرمایا تم اپنے محبوب
کے پاس کے نہیں ترسے۔ میرے رب تو تو بندہ کے بات کی کہ میرا وعدہ ہو چکا ہے قیامت کو سر
مل کر آ جانا۔ محمد کی زیارت ہو جائے گی۔ تم تو ان کی اطاعت کرو گے نا۔ ان کے قدموں میں
ساری کائنات ہو گی۔ نبی بھی ہوں گے صدیق بھی ہوں گے شہید۔ ولی۔ تم
ان کے اطاعت کرنے والے ہو۔ تم بھی وہیں ہو گے۔ جدائی نہیں ہو گی۔ صرف یہ ہے کہ اپنا
منہ کعبہ ایمان کا رخ میرے مصطفیٰ کی طرف رہے۔ کیونکہ منہ قبلے سے پھر جائے تو نماز نہیں
ہوتی۔ باقی سارے کام کرتے رہو۔ [illegible]۔ اگر چہرہ کعبے سے پھر جائے نماز نہیں اور
خدا نہ کرے۔ اگر رخ حضور سے پھر جائے تو ایمان ختم ہو گیا۔
ومن یطع اللہ والرسول۔ میری بارگاہ میں جن جن ولیوں [illegible] بن کے آنا۔ میری
بارگاہ میں رسول اللہ کے منگتے بن کے آؤ۔ اطاعت شعار بن کے آؤ۔ تو میں عرض کر رہا ہوں ـــــ
یہ نشانی ہے میرے آقا کی اطاعت کرنے والوں کی۔ کہ ان کو سارے نبیوں۔ صدیقوں ـــــ
زیارت نصیب ہو گی۔ اور خدا نے جو آخر میں فتویٰ دیا۔ وحسن ـــــ رفیقا
اللہ فرماتا ہے جو میرے مقرب ہیں جن کا میں نے نام لیا ہے ان کا ساتھ کتنا اچھا ہے۔ جو اطاعت کرنے
والے ہیں وہ کس کس کے ساتھ ـــــ آپ کے ذوق کی تابندگی کے لئے۔ کہیں جا کر
تلاش کرنا مشکل ہے۔ لیکن مدینۃ الرسول میں مواجہ شریف کے سامنے سب ادھر آئیں گے۔
مواجہ شریف میں صدیق ولی غوث آئیں گے [illegible]۔ اطاعت کرتے اپنا محبوب کی

Date:

قدموں میں کھڑے ہو جایا ہے۔ کہیں آئیں گے —— وہ آئیں گے انہیں دیکھنے کے لئے۔ پتہ رہا
نہیں کام بن جائے گا۔ جنت کا نام نہیں رہتا۔ کہ جو اطاعت کرے جنتی ہے۔ جنتی تو ہے ہی۔
لیکن نام نہیں نبیوں کے سے ہو گا۔ ولیوں کے سے ہو گا۔ —— پتا چلا ذرا اتنی اونچی جنت
نہیں بن سکتی۔ جو بارگاہ رسول علیہ السلام۔ جنت تو جب رب کریم کرے گا گنہگار ہو تو عطا
فرمائے گا۔ یہاں تو اطاعت شعار دل کی بات ہو رہی ہے۔ ایک اطاعت گزار والا میرے آقا محو
استراحت ہیں۔ ایک صحابی آئے۔ دیکھا تو سانپ آ رہا ہے۔ یہ در منثور میں لکھا ہے کہ بڑے
پریشان ہوئے۔ اب سوچا۔ تو اس سانپ کو دور کیسے کرے گا۔ حضور کو جگا دوں۔ شریف
شریف میں آتا ہے میرے آقا نیند میں ہوتے تو صحابہ کرام نماز کے لئے بھی نہیں اٹھاتے ہوتے
کہ جب سو رہا ہو تو نماز کے لئے اٹھاؤ —— لیکن صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ میرے آقا
فرما رہے ہوں گے تو کیسی نماز۔ اوپر کا مقام ہو گا۔ زیادہ فکر یہی ہے کہ وقت نکل جائے گا کہ
وقت نکلے گا تو دنیا کا نکلے گا۔ یہ تو مالک ہیں۔ نماز بھی ان کی وقت بھی ان کا۔ لیٹے ہوئے ہیں
جگانے کی جرأت۔ اور سوچا کہ ڈنڈے سے سانپ مار دوں۔ سوچا کہ ڈنڈا ماروں گا۔ آواز آئے
گی۔ حضور کی استراحت میں فرق آئے گا۔ پھر کیا ہوا۔ صحابی نے ڈنڈا نہیں مارا۔ جلدی سے
آگے ہو گئے۔ جدھر سے سانپ آ رہا تھا۔ میرے آقا اور سانپ کے درمیان لیٹ
گئے۔ اور سوچا کہ اگر تو ڈنگ مارے گا تو مجھے مارے گا نہیں آ سکتا۔

= تیرا شوق ڈنگ مارنے کا ہے ہم کس لئے پیدا ہوئے ہیں۔

مریں تیرے نام پہ جان فدا —

اللہ صبر کرنے والے قیامت میں بے حساب [illegible] ہوں گے۔ لیکن صبر کرنے والے میرے
آقا فرماتے ہیں رمضان شریف صبر کا مہینہ ہے۔ روزہ رکھو صحت پاؤ گے۔ نفس کہتا ہے
[illegible] آؤ۔ روزی کماؤ۔ حدیث [illegible] روزہ رکھو صحت پاؤ گے۔ تو صبر کس کو
کریں گے۔ روزہ سے تو صحت مل گئی۔ تو صبر کرنے والوں کا کیا ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد
یا ایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ ——— صابرین —— نماز سے مدد مانگو۔
کیا ملے گا۔ ان اللہ مع الصابرین —— ایک ہے حضور کی اطاعت۔ ایک ہے حضور کے حکم
پر صبر۔ فرمایا ان کی اطاعت میں یہ برکت ہے کہ غیبی سے بنا دی سیدنا صدیق اکبر

Date:

کہ اس زمانے کو جو خیریت نصیب ہوئی وہ حضور علیہ السلام کی نسبت کا صدقہ ہے۔ یعنی
قرن کا افضل ہونا۔ یہ اس حوالے سے ہے۔ کہ میرا زمانہ۔ اس کی دلیل میں دوسری حدیث پاک میں
ہے۔ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مسجد نبوی شریف ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ مابین بیتی ومنبری۔
میرے گھر سے لیکر میرے منبر تک مسجد شریف کا جو حصہ ہے۔ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ
ہے۔ چنانچہ یہاں قرن کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ اکابر اسلاف اور منظم محدثین کی روشنی میں ملاحظہ کیا
گیا ہے۔ اب اس پر حدیثوں کی بحث جاری ہوئی۔ نبی پاک علیہ السلام نے جو یہ فرمایا۔ کہ مابین بیتی
___ اس کی حقیقت کیا ہے۔ ایک قول یہ ہے۔ کہ اس کا معنی یہ ہے۔ کہ وہ تمام علاقہ جو بیچ میں آتا
ٹکڑا اس میں جو شخص نماز پڑھے وہ یقین کرے کہ جنت میں کھڑا ہے۔ کہ اس جگہ سے میں نماز ادا
کر لینے کی برکت سے اس کا بخشا جانا یقینی ہے۔ بشرطیکہ مسلمان ہو۔ اور میں نے یہ اس
لیے وضاحت کی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں منافق جو تھے وہ بھی یہاں نماز پڑھ لیا کرتے
تھے۔ یہاں منافق کی بات نہیں ہے۔ منافق سے مراد وہ ہے جو کلمہ زبان سے پڑھتا ہے۔ لیکن دل
سے حضور کا انکار کرتا ہے۔ اس کو بخشش نہیں مسلمان کی بخشش ہے۔ لیکن یہ قول ذکر کر کے
جذب القلوب میں شیخ محقق نے اور وفاء الوفا حضرت شیخ السید السمہودی نے رد کیا
ہے۔ فرمایا کہ اس حدیث شریف کی یہ شان تو صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کرم فرما
ہمارے ٹوٹے پھوٹے سجدے قبول فرمائے۔ عبدیت کا سجدہ تو آپ کسی مقام پر کر دیں۔ جب قبول
ہوتا ہے تو خدا جنت عطا فرماتا ہے۔ تو پھر اس ٹکڑے کی کیا خصوصیت ہے۔ معلوم ہوتا ہے
یہ معنی اس کا تو صحیح نہیں ہے۔ بعض نے یہ فرمایا۔ کہ یہ ٹکڑا جنت سے لا کر یہاں رکھا گیا ہے۔ یہ بھی
قول ہے۔ تاکہ محبوب علیہ السلام کا امتیاز ظاہر ہو۔ جیسے امتیاز ظاہر ہو۔ کہ آدم علیہ
السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ تک سب انبیاء ورسل علیہم السلام اپنے ~~[illegible]~~ ماننے والوں کو
جنت کا وعدہ دیتے رہے۔ اور رسل علیہم السلام کا وعدہ پکا ہے۔ کیونکہ نبی اللہ
کا وعدہ رب کا وعدہ ہے۔ رسول کا وعدہ اس وقت غلط ہو سکتا ہے جب خدا کا وعدہ
معاذ اللہ صحیح نہ ہو۔ اور جب خدا کا وعدہ برحق ہے۔ تو اللہ کا رسول علیہ السلام خدا کے وعدے سے
ہٹ کر وعدہ فرماتا ہی نہیں۔ لہٰذا وہ وعدہ غلط نہیں ہوتا۔ اگرچہ وعدہ پکا ہے۔ لیکن کہاں
وعدہ۔ اور کہاں نقد فرق ہے ___ باقی رسل علیہ السلام جنت کا وعدہ دیتے رہے۔ اور

Date:

رحمت دو عالم ﷺ نے القاسم کے ساتھ ترک رسول نے فرمایا کہ میرے دروازے پر آجاؤ۔ لقد جنت
لے لو۔ ایک قول یہ ہے ـــــ برحق ہے۔ لیکن معیاری یہ بات نہیں۔ لیکن عشاق عرفاء کے
مزاج کی بات کر رہا ہوں۔ میرے جیسے ریگزار گنہگار کی بات نہیں معاذ اللہ ـــ ہمارے لئے تو یہ بھی
سعادت ہے۔ لیکن عرفاء فرماتے ہیں۔ کہ محبت والے ہیں جن کی معیاری محبت سے محبوب ہے
وہ فرماتے ہیں کہ اصل راز کیا ہے کہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ یہاں نماز پڑھنے سے جنت ملے۔ اور
اس کو جنت سے لایا گیا ہے۔ اور بعد قیامت کے دن اس کو جنت میں رکھ دیا جائے گا۔
ٹھیک ہے سرکار کی عظمت کے خلاف نہیں۔ لیکن حضور کی عظمت اس سے آگے ہے۔ یہ
یہ جنت کا ٹکڑا کیا ہے۔ فرماتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں۔ حضور کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے
کہ جنت کا ٹکڑا کیا ہے۔ کہ کسی کے سجدے سے جنت کا ٹکڑا نہیں ہے۔ یہ اہل محبت کی نمازوں
کی وجہ سے جنت کا ٹکڑا نہیں بنا۔ یہ سجدہ گزاروں کے سجدہ کے ذوق سے نہیں بنا۔ یہ معتکفین
کے اعتکاف سے نہیں بنا۔ کیوں بنا ـــ حضور فرماتے ہیں ما بین بیتی ومنبری یعنی گھر سے
لے کر منبر تک یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ یہ منبر تک بنا ہے۔ یہ سرکار کی برکت حضور کے قدموں
سے ہے۔ یہ ٹکڑا مدینہ شریف کا ہے۔ یہ فیصلہ اکابرین علماء کا ہے۔ کہ یہ ٹکڑا ہے تو
مدینہ عالیہ کی سرزمین کا۔ لیکن مدینے کی سرزمین میں رہتے ہوئے جنت کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ اٹھا
کر جنت میں لے جایا جائے گا۔ وہاں سے آکر ذکر الفقر نہیں کیا جائے گا۔ یہاں سے کرم کر کے
وہاں بچھایا جائے گا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا لکثرة تردده ﷺ بین بیته ومنبره یہ ٹکڑا
اس لئے جنت بنا دیا گیا ہے۔ کہ آستانہ کرم سے حضور کے گھر پاک سے لے کر منبر شریف
تک خطبہ دینے کے لئے اکثر حضور ﷺ اس راستے سے گزرتے تھے۔ جہاں جہاں قدم زیادہ لگتے ہیں
وہی جنت کا ٹکڑا بن گیا ہے ــــــ اصل توجیہ یہ ہے
یہ رضویت کے ذوق کی توجیہ ہے۔ اور بجائے کہ حضور کے قدم لگے ہوں یثرب کا شہر کے
ٹکڑے کو رسول اللہ ﷺ نے جنت بنا دیا ہے۔ تو بیتی و منبری کا مضاف الیہ جنت بننے کا ذریعہ
اور سبب بنا۔ تو حضرات گرامی میں عرض یہ کر رہا ہوں۔ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرما رہے ہیں۔
هذا اتاكم شهر رمضان هذا شهر عظيم۔ یہ مہینہ عظمت والا ہے یہ برکت والا ہے۔
آیا تو پہلے بھی لیکن اس قدر معتبر نہیں تھا جتنا حضور کے قدموں سے با برکت ہے۔ رمضان

Date:

پاک میں جو شب آگئی وہ چیزوں میں منتخب ممتاز ہوگئی۔ اس کے دن باقی دنوں سے افضل اس
کی راتیں —— اس کی نیکیاں —— اسی لیے اس خطبے میں نبی پاک علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ ایسا
مہینہ ہے جس کے نفلوں کو فرضوں کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ اب اندازہ کر لیں کہ کتنا عظیم مہینہ ہے۔ تو اس
کا مطلب یہ نکلا یہی اس مہینے کے نفل بھی افضل ہیں۔ اور مہینوں کے نفل وہاں نہیں پہنچے
جہاں اس مہینے کے نفل پہنچے ہیں۔ وہاں نفل پڑھو تو نفل ہی ہے۔ یہاں نفل پڑھو تو فرض ——
حالانکہ فرض تو مقرر ہیں۔ گھٹا بڑھا نہیں سکتے۔ ظہر —— عشاء وغیرہ ——
لیکن میرے آقا فرماتے ہیں۔ اس مہینے میں نفل پڑھو فرض —— کتنے پڑھو۔ کوئی پابندی نہیں جتنے
پڑھو۔ یہاں مجھے تو ایک راز نظر آتا ہے —— اس مہینے کے نفل فرض ہیں۔ فرضوں کا مرتبہ رکھتے
ہیں۔ مقصد یہ ہوا۔ کہ اس مہینے کو نفل سجدوں اور نمازوں سے زیادہ تعداد کرو۔ خدانخواستہ اگر
کہیں قیامت میں سجدوں کی فرض کمی رہ گئی۔ تو یہ پورا کر دیں گے ——
یہاں سے یہ بھی نہ سمجھ لیا جائے کہ سال کے باقی مہینوں کی چھٹی ہوگئی —— تاہم اس کے
کرم سے اس کے حکم سے نماز قبول کرتے ہیں۔ کہ قبولیت کی نیت سے آیا کریں ——
اس لیے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں تو قبول ہو —— اس لیے نیت کریں کہ اس نے توفیق جو دی
دی ہے تو قبول کرنے کے لیے دی ہے —— وہ کریم ہے اور اس کا کرم کے لائق نہیں بلا لے
اور پھر خالی موڑ دے۔ اور میں نے یہ بھی پڑھا ہے حدیث مبارک میں۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ جب میرا
بندہ دونوں ہاتھ اٹھا کے دعا مانگتا ہے کہ ان دونوں ہاتھوں کو خالی موڑ دوں مجھے شرم آتی ہے
کہ جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں تو خالی ہاتھ نہیں موڑتا۔ کیونکہ یہ توفیق ہی دعا کی ان کو دیتا ہے
کہ جس کی دعا کو قبول کرے گا۔ ورنہ لوگ تو اس حکم میں ہیں کہ دعا بھی نہ مانگو ——
آپ کو کئی ایسے جانور بھی ملیں گے جو دعا کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ دعا نہ مانگو ——
اپنے ذوق کی بات کرتے ہیں اس لیے کہ جب مانگا کوئی نہیں تو پھر مانگنے کا فائدہ کیا ہے
—— جو بیٹھا اس کو دیتا رکھ کہ تیرا بخت جل گیا تو تو نہ مانگ میرا بخت زندہ
ہے۔ میں تو مانگوں گا —— دعا سے روکنے والا اشارہ سمجھ نہیں سکا کہ جب وہ
دعا کیلئے خالی ہاتھ نہیں موڑتا۔ تو میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ پھر اس کی رحمت پر امید
ہے۔ کہ سجدہ میں جھکا ہوا سر بھی خالی نہیں اٹھے گا —— نماز پڑھ [illegible]

Date:

تو نا امیدی کی کیفیت نہ ہو ۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے ۔ نبی پاک نے فرمایا ۔ انا عند ظن عبدی
بی ۔ میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق عقیدہ رکھتا ہے
یہ ذہن میں ہوتا ہے کہ قبول کرتا ہے یا نہیں ۔ مان لیا کہ میرے سجدے اس کی شان کے لائق
نہیں ہیں ۔ لیکن عطا کرنے والا گدا کو نہیں دیکھتا ۔ وہ تو اپنے خزانے کو دیکھتا ہے ۔۔
وہ یہ دیکھتا ہے کہ دروازے پر تو میرے آیا ہے نا ۔۔ بندہ نماز پڑھتا ہے تو کوئی غلطی کر جاتا ہے
پتہ نہیں چلا ۔ چلا گیا ۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ مولا اس نے نماز میں یہ کمی کی ہے ۔ یہ آیا تھا
وضو کیا تھا ۔ حاضر ہوا تھا ۔ اس کو پتہ تھا یا نہیں ۔۔ مولا تو جانتے یا یہ جانتے ہیں لکھنے والے
ہیں ۔ میں خدا ہو کے گواہی دیتا ہوں کہ اسے پتہ نہیں تھا ۔ اس کی نماز میں ان سجدوں کو پورا
کر کے ہم احسن کرتے ہیں کہ اس کی نماز قبول ہو گی ۔۔

ہماری بخشش کے طریقے ہیں ۔۔ یہ وہ پاک مہینہ ہے جس کے نفل اور سنتوں کے
فرضوں کے برابر ہیں ۔ اب بتا رمضان شریف کے نفل اور سنتوں کا فرض بھی کوئی کہا ہے
ہے کہ اتنے نفل پڑھو ۔۔ یہ اس پاک مہینے کی نفل کی برکت ہے یہ عظمت ہے
کہ خلفائے راشدین نے اس مسئلے پر اجماع کر دیا ۔ کہ تراویح پڑھا کرو ۔ علماء فرماتے
ہیں اس میں راز ہے ۔ ~~اور سنتوں کے نفل~~ مہینے کے فرض ستر فرضوں کے برابر ہے ۔
معلوم ہوا کہ یہ رحمت کا مہینہ ہے کہ اس کے اندر جو بھی آگیا ۔ اب سنو ذرا ۔۔
رمضان شریف میں جس کو رنگ عرفان لگ گیا اس کا کتنا بڑا نقصان ہے ۔ مسجد میں بیٹھا
سو ہے ۔ حضرت عیسیٰ کا دور ہے ۔۔ انکار ہے شکر ہے ۔ جس نے بھی جانا شکر کا مقام
آپ نے بڑی حکمت سے مسئلہ سمجھایا ۔۔ آپ نے ایک نوجوان صحت مند کو پکڑ ڈالا ۔

رمضان شریف میں نفل افضل ۔ فرض افضل ۔ مسجد کی خدمت افضل ۔۔

ارشاد ہوتا ہے ۔۔ صحت مند کو پکڑا ۔ مزدور کے پاس لے گئے ۔ شکر کر تو اس
کی جگہ پر نہیں ہے ۔۔ اب مزدور کا دل ٹوٹتا ہے گو ۔ اس کو مو کی دیا ۔ مزدور کو
پکڑ لیا ۔ مزدور کو مریض کے پاس لے گئے ۔ اس کو کہا تو بیمار نہیں ہو گیا ۔۔ مریض کو
اٹھایا ۔۔ پکڑ کے لے چلے ۔ کافر کے پاس جا کر کہا ۔ شکر کر جسم بیمار ہے دل ٹھیک
ہے تو نصیب ہو گیا تجھے ۔۔ فرض رکعتوں کی تعداد ۲۰ ہے ۔ اپنے لوگوں کو نماز ۔۔

B

332

Date:

سید محمد محفوظ الحق غزالی
کے بیانات قلم بند کیے۔

۱۵ — ۱ — ۲-۱۶
۴ — ۴ — ۱۴۳۷
۳ — ۵۴ — ۰ PM

333

Date: ۵-۳-۹۳

۵۸ - برکتوں کا صیام ماہ

آیت ۔ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ۔۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مبارک زمانہ ہے۔ اور آپ کے وسیلے
ذریعے سے ملاء اعلیٰ کا فیض تجلیات خاکدانِ عالم پر مسلسل پہنچ رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ
پر وحی نازل فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا یا موسیٰ جو میری بارگاہ میں حاضر ہوا اس حال میں کہ وہ احمدؐ کا
کا منکر ہو۔ میں اسے جہنم میں داخل کر دوں گا۔ جب موسیٰؑ نے حکم پاک سنا۔ تو عرض کی مولا کریم من
احمدؐ۔ یہ حضرت احمدؐ کون ہیں۔ جن پر ایمان لائے بغیر کسی کی بخشش کا فیصلہ ہی نہیں ہو سکتا
اگرچہ زمانہ حضرت آقا علیہ السلام کی بعثت شریفہ سے صدیوں پہلے کا ہے۔ لیکن فیصلہ یہ ہو رہا ہے
کہ جس نے احمدؐ کو نہ مانا۔ وہ بخشا نہ جائے گا ۔۔۔ معلوم ہوا کہ جن کو ماننے پر بخشش کا فیصلہ
ٹھہرا۔ وہ تو ابھی مبعوث ہی نہیں ہوئے۔ تو جو آیا ہی نہیں ہے اس کا تو پتا ہی نہیں۔ مگر سچ جانئے
تو اس حکم سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اگرچہ نبی اکرم علیہ السلام ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ لیکن یہ
نہیں ہو سکتا کہ ان کا پتہ نہ چلا ہو۔ اس لئے کہ رب کریم نے اب مضبوط انتظام فرمایا۔
کہ جہاں سے انسانیت چلی۔ وہیں سے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کے چرچے شروع ہوئے
اللہ تعالیٰ نے انتظام اس طرح فرمایا۔ کہ جب نبی علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی۔ جہاں انہوں نے
توحید کا مسئلہ بیان فرمایا اپنی نبوت و رسالت کا مسئلہ بیان فرمایا۔ شرک و کفر کو مٹانے کا
مسئلہ بیان فرمایا۔ وہاں اس رسول علیہ السلام کی تبلیغ مکمل نہ ہو سکی۔ جب تک کہ اس نے نبی کریم
علیہ السلام کی تشریف آوری کا اعلان نہ فرمایا ہو۔ اب زمانہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا
اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے اعلان ہو چکے اب باری ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کی اور آپ کی
عرض کی مولا احمد کون ہیں۔ رب کریم نے فرمایا کہ یہ وہ شخصیت ہے۔ کہ ما خلقت
خلقا اکرم علی منہ۔ میں نے آج تک جتنی بھی مخلوق پیدا کی ہے۔ اس سے زیادہ عزت والا
میں نے کوئی نہیں بنایا۔ یعنی اس کا نام نہیں لیا۔ خلقاً مطلق ہے۔ میں نے ایسی مخلوق
ایسی نہیں بنائی۔ جس کا میرے دربار میں اس سے مرتبہ زیادہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا ذوق بخشش بڑھا۔ کہ ان کی بات شاہانہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے حضور
کی تعریف میں کچھ کلمات ارشاد فرمائے۔ آج تک میں نے کوئی عزت والا ان سے زیادہ کوئی
پیدا نہیں کیا۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ کتبت اسمہ مع اسمی فی عرشی قبل ان اخلق
السموات والارض۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام میں نے آسمان و زمین کو بنانے سے پہلے اسم محمد لکھا

Date:

اس کا نام اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ۔ مطلب یہ ہوا کہ عرش کی کوئی فضا ایسی نہیں ہے کہ جہاں
نام محبوب لکھا ہوا نہ ہو ۔ اور لکھنے والا قلم ہی اللہ نے عرش سے پہلے بنایا ۔ اول ما خلق اللہ القلم ۔
پھر عرش کو بنایا ۔ اور پھر قلم سے حکم ہوا کہ لکھو ۔ چنانچہ عرش میں لکھا ۔
فرمایا اس عظیم نبی رسول محبوب حضرت احمد ﷺ کا نام نامی میں نے عرش پر لکھا ۔ لکھا ہوا اشتہار ہے
اس وقت جب مٹانے والا لکھنے والے سے طاقت ور ہو ۔ یا لکھنے والا مر جائے ۔ اور دوسرا آ کے تو
وہ لکھا ہوا مٹ جائے ۔ یا لکھا ہوا ختم ہو جائے کہ کاغذ اتنا بوسیدہ ہو جائے کہ ٹوٹ گیا ۔ کیڑے نے کھا لیا
یہاں لکھنے والا رب کریم ہے ۔ لکھا عرش کے اوپر ہے ۔ اب اور کوئی ایسا ہو جو خدا سے بڑا ہو جو اس
کو مٹا کر کسی اور کا نام لکھے ۔ اور وہ ہے کوئی نہیں ۔ نہ خدا کا کوئی شریک ہے ۔ معلوم ہو گیا کہ یہ
اور کوئی مٹانے والا کوئی آ نہیں سکتا ۔ اب یہ ہو کہ سیاہی کچی ہو ۔ تو رب کریم نے لکھا ہی اپنے نور سے ہے
اس لئے سیاہی کے کچے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ یا پھر کاغذ بوسیدہ ہو کر ٹوٹ جائے ۔ جو ا
کا عرش ہے نہ خدا ختم ہو نہ اس کا عرش ختم ہو ۔ معلوم ہو گیا ہے کہ نام محبوب کا کبھی نقش ہی ختم
نہیں ہوتا ۔ فرمایا ان الجنۃ حرمت علی جمیع خلقی حتی ید خلھا ھو و امتہ ۔ آپ ﷺ اسم
بے شک وہ جنت جو میں نے اپنے بندوں کے لئے بنائی ہے وہ میری ساری مخلوق پر حرام ہے ۔ ابو نعیم نے
حلیہ میں اس کو نقل کیا ہے اور امام شیخ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں نقل کر کے
الحمد ہے کہ بنائی ہو فرمایا اس کی حرمت ایک وقت تک ہے ۔ جب تک کہ اس کی امت داخل
نہ ہو میں اس وقت تک کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دوں گا ۔
تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کا صبح شام جس قدر شکر کریں کم ہے کہ ہم کو اس نے ایسے عظیم نبی کی امت میں
پیدا فرمایا ۔ ۹ شکر خدا محمد کا ہم کو بنایا ہے امتی ۔ اس کو ملا ہم بڑا ۔
اور اس کی تفصیل دوسری احادیث پاک میں ہے وہ آگے عرض کر دیتا ہوں کہ اس سے یہ معنی نہیں نکلتا ۔
کہ جب تک آپ کی امت داخل نہ ہو نبی بھی داخل نہیں ہو سکیں گے ۔ ایسے نہیں ۔ یہاں اجمالی
تذکرہ ہے وہاں تفصیلی تذکرہ ہے ۔ پہلا آپ علیہ السلام خود رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تک
حضور علیہ السلام تشریف نہ لے جائیں گے ۔ کوئی نبی داخل نہیں ہو سکتا ۔ اور جب تک حضور کی امت
اس سے یہ مطلب نہیں کہ حضور کی امت نبیوں سے بڑھ گئی ۔ نبیوں اور رسولوں کے لئے اس سے
وہ نبی اور رسول جنت میں نہیں جا سکیں گے جب تک سرکار تشریف نہ لے جائیں گے ۔

Date:

امران کی امتیں وہاں نہ جا سکیں گی جب تک ان کی امت نہ پہنچ جائیں ۔ کہ یہ سرکار کی حمد
غلطیاں ہیں کہ ان کے قدموں سے لگنے والی امت کس قدر خوش نصیب ہوگی ۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو
موسیٰ علیہ السلام اپنے پورے جذبات کو کنٹرول کر کے آقا میرے حوالہ کر دیں ۔ اللھم اجعلنی من امتہ یا اللہ اس کی امت
کر دے ۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتہ تھا کہ سب سے آخری امت انسانوں میں سے ہوگی ۔ جس کی طرف
آپ مبعوث ہوں گے ۔ تحقیق کا مرحلہ کر کے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کرتے ہیں کہ خدا اس امت
کی شان بھی ارشاد فرما دیں ۔ — وہ امت کس قدر عظیم ہے جو حامدیت کی عظمت کا
خطبہ ذات حق نے اپنے کلیم کے سامنے ارشاد فرمایا ۔ فرمایا امتہ الحمادون ۔ فرمایا حمد کیا ہے علیم
آپ کی امت بڑی بار بار تلقین ۔ وعظ کے باوجود بھی میری یاد میں بخل کرتی ہے کہتا ہے حمد
علیہ السلام میرا وہ رسول ہے جس کی امت کی زندگی کے دن رات گزریں گے ۔ میری تعریف اور حمد
میں ۔ ہر کام میں میری حمد کریں گے ۔ — جب خوب پائیں گے تو تب بھی میری حمد کریں گے
اور اگر غلطی کریں گے تو تب بھی میری حمد کریں گے ۔ استغفار کریں گے ۔ الحمد للہ رب العالمین
حمد کا یہ خطبہ ہے جو قرآن کریم کے علاوہ کسی اور کتاب آسمانی میں نازل نہیں فرمایا ۔ کسی نبی کی امت پر
حمد باری تعالیٰ کا یہ جملہ نہیں جاری ہوا ۔ — رب کریم نے یہ آیت قرآن میں اتار دی — اس کی برکت
سے یہ آیت آپ کی امت کا بار بار جملہ ہو گئی ۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ
— حمد ہی حمد ہے — ان کا ایمان بھی میری حمد سے شروع ۔ اور ان کا خاتمہ بھی میری حمد سے ہوگا
کلمہ شریف پڑھیں گے تو میرا ذکر ہوگا اور جب ان کا آخری وقت ہوگا تو میرا ذکر ہوگا ۔ ان کی
زندگی کے شب و روز درمیان میں ہوں گے ۔ آغاز بھی میری حمد — درمیان میں میرے مصطفیٰ کے
غلام کی زندگی — فرمایا پیارے کلیم ۔ احمد علیہ السلام کی امت وہ ہوگی ۔ جن کے دن روزے
میں گزریں گے ۔ رات میں نیند اور سونے کی بجائے ۔ یہ میرے دربار میں کھڑے میری یاد میں راتیں بسر
کریں گے ۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے یہ
کس صفت کو یاد فرمایا ۔ کہ یہ دن میں روزہ رکھیں — رات میں — میری بارگاہ
میں قیام کرتے ہیں ۔ جب باقی امتیں ۔ اپنے دلوں میں مصروف کار رہیں ۔
(B) اور رات کو مصروف استراحت رہیں — دن کو کھانا کھا کر وقت گزار دیا ۔ رات کو سو کر
— بیچ میں محبوب اس لئے پیارا لگتا ہے کہ اس کی امت کی سرگزشت یہ ہوگی ۔ اس کے صرف دن
کے دن روزے سے ہیں ۔ رات — میری بارگاہ میں کھڑے کھڑے قرآن سننے میں گزر جاتی ہے

Date:

رشوت۔ کم تول کر — دھوکہ دے کر — واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ طریقے سے خرید و فروخت کر۔
شریعت کے مطابق کمائی حلال ہو گی — جھوٹ بول کر سودا نہ بولنا — بتایئے اس ماہ میں اللہ کی رحمت منہگی ہے
کہ سستی۔ قرآن و حدیث سے پوچھیں۔ بالکل مفت — یہاں دروازے کھول دیئے — علماء محدثین
مفسرین فرماتے ہیں — اتنی رحمت مفت ملتی ہے۔ خدا کی قسم اس ماہ میں بے گناہوں کو بلا کلام بخشا جاتا ہے
کافروں کا بھی کچھ نہ کچھ کام۔ جلال الدین سیوطی نقل — شرح الصدور میں — جب ماہ رمضان آتا ہے۔ تو
جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور جس کا دروازہ بند ہو جاتا ہے وہ باہر نہیں نکل سکتا — اس کی کوئی چیز باہر
نہیں آتی — علماء فرماتے ہیں کہ اس ماہ میں یہاں کافروں کی قبروں میں بھی عذاب نہیں ہوتا۔ یہ رحمت
سستی ہے یا نہیں مفت ہے۔ لا پرواہی نہ کرو۔ وہ بڑھ کر ہو رہا ہے۔ بتایئے کہ کس کے صدقے مفت میں مل رہا ہے۔
یہ سب ننگے پاؤں محمد مصطفیٰ کے آستان کرم کا — محبوب کا کلمہ پڑھنے والوں کو رب مفت کی بخشش
دیتا ہے۔ مفت میں جہنم کے دروازے بند۔ جنت کے دروازے کھول دیئے — اس کا پہلا عشرہ رحمت کا —
خدا فرماتا ہے — دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے کہ بندوں کا جو ارشاد ... اگلا عشرہ جہنم سے آزادی کا
کی بخشش کا عشرہ۔ دیکھو آج سودا کتنا سستا ہو گیا ہے رحمت سستی ہو گئی — فائدہ اٹھانا چاہئے
کہ —

۲۰۱۶ — ۱ — ۲۲
جمعۃ المبارک ۱۴۳۷
۱۲ — ۴ — ۳۰ PM
۶ — ۵۴
— ۰ —

Date: ۱۲-۳-۹۳

۵۹- قرآن کی برکت رمضان

۲۸ ہے — شہر رمضان الذی ______ یا ایھا الذین امنوا کتب ______ تتقون — مدینہ عالیہ کا نسخہ ہوئی ہے
اور حضرت عمر فاروق اعظم رضہ حضرات صحابہ کرام کے ہجوم کے درمیان میں تشریف فرما ہیں۔ خطبہ ارشاد فرما
رہے — آپ والے بیٹھے ہوئے گفتگو فرما رہے ہیں۔ کہ رمضان پاک کی آمد آمد ہے۔ آپ نے چاند دیکھا
یا آپ کو چاند ہونے کی خبر دی گئی۔ تو فرما رہے کہ خوشی کے وقت انسان اپنی زبان سے کوئی کلمہ خیر -
خرید نکالتا ہے۔ اور ہمیں تو یہ سب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ جس نے رحمتوں اور برکتوں کا یہ موقع عطا فرمایا
ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ یہ تھے۔ مرحبا بمطھرنا رمضان خیر کلہ۔ صیام نہارہ
وقیام لیلہ۔ کہ میں اس مہینے کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جو ہمیں پاک کرنے والا ہے۔ اور کوئی
شک نہیں۔ یوں تو انسانی زندگی کا ہر لمحہ اسے پاک کرنے والا ہے کیونکہ کلمہ طیبہ یا عقیدہ
یا ایمان۔ یہ کوئی ایسی شے نہیں ہے کہ جس سے انسان اپنی زندگی میں کبھی منقطع بھی ہو جائے تو
کوئی عادت ہو۔ یہ ایسی شے نہیں۔ اعمال کے متعلق یہ ہو سکتا ہے کہ کبھی عمل سے جدا ہو
منقطع۔ آپ نے نماز فجر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادا کی۔ جب سے اب تک اور نماز نہیں پڑھی
جو درمیان میں وقت ہے تا آنکہ وہ نماز ______ تو ظہر یا جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے تک
نماز عصر تک درمیان میں جو ڈیڑھ دو گھنٹے مل گئے۔ ان میں بھی آپ فعل نماز سے جدا ہوئے
اسی طرح عصر سے مغرب مغرب سے عشاء ______ عشاء تراویح وتر سے فارغ ہو
کے لئے صبح تک آپ آرام کرتے ہیں۔ فعل نماز آپ سے جدا ہے۔ اب آپ عمل سے تو جدا ہیں
ہو سکتے ہیں۔ لیکن عقیدہ ہر لمحہ آپ کا ہمارا ایسا ہے کہ یہ ساری پرورش اسلام کی ہیں۔ لا اسلام
جو ہے وہ دین برحق ہے۔ اور ہمیں دین اسلام رسول پاک علیہ السلام کی رسالت کی بدولت نصیب
ہوا ہے۔ نبی پاک علیہ السلام ہمارا رسول ہیں۔ رحمت عالم ہیں۔ یہ عقیدہ ہر وقت آپ کا
ساتھ ہے۔ آپ کو کوئی جس وقت پوچھے کیا ہو تو آپ کہیں گے الحمد اللہ کا شکر کرتے ہیں کہ ہم مسلمان
ہیں۔ اور دل کی گہرائیوں سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ کلمہ شریف پڑھتے ہیں۔ گویا جیسے کسی کا
پوچھنا۔ عقیدہ اور آپ کا ساتھ۔ تعلق جیسے کہ دائم ہے لیکن اس وقت اگر کوئی پوچھے کہ آپ
نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو آپ کہیں گے نہیں۔ کیونکہ آپ کسی وقت کام کر رہے ہیں ______
معلوم ہوا عقیدہ جدا نہیں ہو سکتا۔ عمل جدا ہو سکتا ہے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ انسان کا ہر لمحہ
مسلمان ہے۔ اس کی زندگی میں اگر لمحہ بھی ایسا نہیں۔ جب یہ کہہ سکے کہ میں مسلمان نہیں
بلکہ جیسے کہ ایمان کی برکت سے تو ہر لمحہ نصیب ہو رہی ہیں۔ ایمان کی بدولت آپ ہر ایک سانس-

سوزِ نہ کا مشغلہ کرتا ہے۔ رمضان کی جتنی برکتیں ہیں وہ نزولِ قرآن کی برکتیں ہیں۔ جس نے رمضان کو ضائع
عطا کر دیا ہے ــــ آخر روزے بھی تو اسی ماہ میں ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے رمضان کے
دنوں میں جب قرآن اترا تو روزے اس ماہ میں کیوں مقرر کیے ۔ کوئی اور مہینے میں مقرر ہو جاتے
تا کہ روزے کی برکت سے کوئی اور مہینہ ــــ ماہ رمضان کی برکت تھی کہ اس میں قرآن آ گیا
تو حکم ہو ملتا ۔ کہ شعبان میں روزے رکھ لو ۔ یا ذوالحجہ میں روزے رکھ لو ۔ یا کسی اور مہینے
میں روزے فرض کر دیے جاتے ۔ فرمایا قرآن اسی مہینے میں اتارا اور روزے بھی اسی کے رکھو ۔
اس کی وجہ دو ہیں ۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ کوئی شخص آپ کا علاج کرتا ہے آپ اس کا شکریہ
ادا کرتے ہیں ۔ رب فرماتا ہے میں نے جس قرآن دیا ہے مجھے شکریے میں روزے دکھا کرو ۔ یہ نزول
قرآن کا شکریہ ہے ۔ فرمایا قرآن شریف جیسی نعمت کوئی نہیں ۔ اس کا شکریہ بھی وہ ادا کرو
جو شایانِ شان ہو ۔ روزہ رکھو ۔ اس ماہ میں قرآن پاک اتارا کا شکریہ ادا کرو ۔
روزے رکھو ۔ جس کو قرآن شریف کی قدر نہیں ہے وہ روزے نہ رکھے ۔
یا ایہا الذین آمنوا کتب ــــ تتقون ۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کر دیے گئے ۔
قرآن پاک اس امت کی کتاب ہے ۔ یہ دولت انعام ہیا ساری کائنات کے لیے
ہدایت ۔ کلمہ پڑھ کر زبان و دل کو پاک کر ڈالو ۔ یہ قرآن تمہارے لیے اتارا ہے ۔ حج
روزہ نہ رکھے اس کا پاس قرآن نہیں ہے ۔ ۸ ذوالحجہ کا دن ہے سارا دنیا بھر کا
کوئی احرام باندھے ــــ کوئی ہو ہے ــــ کعبہ اس کے وجود کا فائدہ نہ ہوا
جس نے روزے نہ رکھے اس سے پوچھو ۔ تجھے قرآن کی کیا برکت ملی ہے ۔ دن میں روزہ ۔ رات میں
قرآن ــــ وہ روزے رکھے جو قرآن کے نور سے منور سمجھتا ہے ــــ صرف بھوکے پیاسے رہ کر
ادا ہو سکتا ہے ــــ سلطان باہو کا شکر ۔ نفل عبادت کم زبان روزہ صرف پیٹ کا ہی ــ
غلط ہے ــــ احمد فاروقی سرہندی فرماتے ہیں کہ جب تک علی نہیں جب تک علی کی روحانیت توجہ
نہ فرمائے ۔ ولی بناتے ہیں ــــ مؤنث مولود فضل مولاہ ــــ روحانیت علی شیرِ خدا کا فیض
ہے ۔ پہلی امتوں کے جتنے ولی ہو گئے ۔ ان کو بھی فیض علی کا ہے ــــ
؎ بانوئے ہاں تاجدار ہل اتی ــ مرتضیٰ مشکل کشا شیرِ خدا ــ
علی فرماتے ۔ جو گرمیوں کے دن پیارے ۔ سردیوں کی راتیں پیاری ہیں ــــ روزے میں بڑا ذوق ــ
سردیوں سے گرمی بڑے پیارے ادا ــــ دلی وہ ہوتا ہے جس کے چہرے سے قرآن کی برکتیں ...

Date: ۲۵-۵-۹۲

۶۰- شانِ رسالتؐ

ہمارے لقد جاءکم رسول من انفسکم —— اپنی توانائی کے زبردست اور دیدہ انگیز مظاہر
نے جہاں دنیا کو نقطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ سمندر کی گہرائیاں سمٹ کر رہ گئیں۔ مشرق اور
مغرب کی پہنائیاں گویا انسان کے قدموں میں آگئیں۔ اور سائنس دانوں کے دعووں کے مطابق
آسمان کی بلندیاں انسان نے اپنی گرفت میں لے لیں۔ لیکن بے بسی کا یہ عالم ہے۔ کہ انسان
یہ نہیں بتا سکتا۔ اور جس جہان میں وہ رہتا ہے۔ اور جو کچھ تجھے نظر آتا ہے۔ یہ کیا کر رہا ہے
کوئی بتا نہیں سکتا۔ کیونکہ جسے اپنے آپ کوئی علم نہیں۔ کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اسے کیا پتہ کہ جو
لباس پہنا ہوا ہے۔ اس لباس کی بھی ایک زبان ہے۔ جن ذروں کے اوپر سے تو ہو کر گزرتا ہے،
ان ذروں کی بھی اپنی زبانیں ہیں۔ درختوں کی جن پتوں کی چھاؤں میں تو بیٹھتا ہے وہ پتے بھی
متکلم ہیں۔ ان کی بھی زبان ہے۔ جو پانی تو پیتا ہے۔ اور کبھی کہ تجھے شکر بھی ادا کرنے کا
شعور نہیں ہے۔ اس پانی کا ہر قطرہ جو ہے۔ ان کی زبان ہے۔ اور تو جو شے کو دیکھتا ہے وہ
شے ہے۔ اپنی زبان میں۔ گفتگو کر رہی ہے۔ یہ کس نے بتایا۔ یہ قرآن کریم نے بتایا ——
اگرچہ تحقیق کا یہ فیض بھی بارگاہِ نبوت سے نکلتا ہے۔ کہ جڑی بوٹیوں میں کیا تاثیر ہے
کس بوٹی میں کیا علاج ہے۔ کون سی بوٹی کس درد میں مفید ہے۔ کون سی شے کس تکلیف
کے وقت استعمال کی جائے۔ تو وہ تکلیف دور ہو گی۔ اس کو تلاش کریں۔ تو ہمیں تفاسیر
میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے۔ کہ یہ بھی نبوت ہی کا فیض ہے۔ تسلیم کر لیا کہ اطباء نے
ڈاکٹروں نے بڑی تحقیقات کی ہیں۔ اس شے میں یہ اثر ہے۔ لیکن ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے
خلاف بھی اثر ہوتا ہے۔ ان چیزوں کے اثر کا پتہ کس نے دیا۔ حضرت لقمان کے متعلق جو کہ
نبوت کی بارگاہ کے فیض یافتہ ہیں۔ جنہوں نے ایک روایت میں دو ہزار۔ اور ایک روایت میں چار
ہزار انبیاء علیہم السلام کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی ہے۔ اور ان سے فیض حاصل کیا ہے
اور بارگاہِ نبوت سے فیض پا کر جب لقمان حکیم نکلتے۔ تو جنگل کی جڑی بوٹیاں آوازیں دے کر کہتیں
کہ حضور توجہ کریں مجھے رب نے اس بیماری کے علاج کے لئے بنایا ہے۔ کیسا یہ جانتا ہوا۔ اس دور
میں جہاں انسان نے بڑی بڑی تحقیقات کی ہیں۔ وہ ایٹم کا تجزیہ تو کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ قرآن
شریف بتاتا ہے۔ کہ کسی ذرے کو نہیں لگ سکے جاؤ۔ وہ اس حقیقت کو آنکھ دار ہے کہ جس شے کو دیکھو
وہی اللہ کی تسبیح پڑھ رہی ہے۔ وان من شیء —— غفورا۔ ہر شے اس کی حمد و ثنا
کے ساتھ تسبیح پڑھ رہی ہے۔ لیکن تمہیں ان کی تسبیح کا علم نہیں۔ وہ تسبیح ایسے پڑھتے ہیں کہ

Date:

امام فخر الدین رازی رح، قاضی بیضاوی رح یہ اکابرین میں بڑے بڑے فاضل مفسر ہیں۔ لیکن زبان چاشنی
اہل محبت کا مزاج اتنا اونچا ہے۔ کہ ان کی تحقیقات کو بھی اکابرین نے رد کر دیا ہے۔ قاضی
بیضاوی نے کہا میرا شیخ محدث دہلوی فرماتا ہے۔ کہ قاضی بیضاوی گرفتار ظلمت است۔ قاضی
بیضاوی بہت بڑا عالم ہے۔ لیکن فلسفے کا شکار ہے۔ اس طرف فلسفہ اتنا غالب تھا۔ حالانکہ
اسے فلسفے کی بجائے عشق رسول میں ڈوب کر بات کرنی چاہیے۔ اور میں واللہ یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ
قاضی بیضاوی کا سرکار کا بڑا پیار ہے۔ لیکن جو چاہیے۔ شیخ فرماتے ہیں۔ وہاں تک وہ نہیں پہنچ
سکا۔ اور حضرت امام فخر الدین رازی بہت عظیم مفسر ہے۔ لیکن اس آیت کی تفسیر میں۔ وہ بھی
لڑکھڑا گئے۔ وان من شئ الا یسبح بحمدہ ——— اور انہوں نے بھی یہ لکھا کہ اصل میں پرندے
ایک منہج کی طرف چل رہی ہے ایک طریقے پر چل رہی ہے۔ گرمی گرمی کے وقت آ رہی ہے۔ سردی سردی
کے وقت آ رہی ہے۔ فصلیں اپنے موقع پر آ رہی ہیں۔ اب یہ سبزی اب وہ سبزی۔ یہ پھل اب وہ پھل۔
اس طرح پتے نکلتے ہیں۔ یوں پھول نکلتے ہیں۔ یوں پھل نکلتا ہے یا اس طرح پکتا ہے۔ یہ دستور کے
مطابق جاری ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ ایک ذات کا ارادہ ہے۔ لہذا یہی تسبیح ہے ———
امام رازی نے فرمایا۔ لیکن حضرت شیخ اسماعیل حقی رح امام شیخ سید محمود آلوسی بغدادی رح
اور دیگر اکابرین فرماتے ہیں۔ کہ تم نے جو یہ توجیہ کی ہے۔ کہ اس کائنات کے کارخانے کا ایک
نہج پر چلنا پتہ چلتا ہے کہ ایک ذات کے ارادے پہ چلتا اور یہی اس کی تسبیح ہے۔ فرمایا یہ کمزور سی
توجیہ تم کریں جب ہمارا خدا کمزور ہو۔ یہ توجیہ کمزور کر دیں۔ کیونکہ جس رسول پاک کا ہم کلمہ
پڑھتے ہیں۔ خدا تو خدا ہے۔ اس مصطفیٰ کے اشارہ سے کنکریوں کو کلمہ پڑھتا ہوا کانوں سے
سنا گیا۔ اور سنا بھی انہوں نے جو کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔ ابو جہل ——— اور حضرت شیخ
اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ ادھر کنکریاں بول رہی ہیں۔ ادھر مسجد نبوی شریف کے اندر کھجور کا
تنا رسول پاک علیہ السلام کے فراق میں رو رہا ہے۔ یہاں کوئی انسان کے درد میں آنسو نہیں
بہاتا۔ وہاں سرکار کے فراق میں خشک لکڑی رو رہی ہیں۔ اور اقبال بھی یہاں آ گئے۔ لوگوں نے
جانا ہے کہ سرکار کی محبت ایک عام سی بات ہے۔ حضور کی محبت ایک روز آور چاہیے۔ یہ روز آور
رائی ہے۔ اس کا زور اتنا ہے۔ کہ جب یہ اثر ڈالے تو خشک لکڑیوں کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔

؎ من چہ گویم از تولّی عشق چیست — خشک چوبے در فراق او گریست

رسول کریم کی وہ محبت ہے۔ کہ جن کی محبت خشک لکڑیاں بھی ہیں۔ اگر یہ ملکوں سے پوچھوں

Date:

ماہرین زراعت سے وہ فرماتے ہیں کہ جب درخت خشک ہو جائے نا جڑ سے تو اس کی روح نباتی بھی
ختم ہو جاتی ہے۔ نشوونما کی روح جو ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ جب ٹہنیاں خشک ہو گئیں جب تنا خشک
ہو گیا۔ روح نباتی ختم ہو گئی۔ درخت خشک ہو گیا۔ میرے آقا علیہ السلام کے صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ جب
تنا اور جڑیں خشک ہو گئیں روح نباتی تو مر جاتی ہے۔ پر محبوب کے پیار کی روح زندہ رہتی ہے تب
تو خشک جو در فراق —— پتا چلا کہ کائنات کا ایک ایک ہر چلتا ہی تسبیح ہیں۔ بلکہ خود آقا
اپنی زبان سے خدا کی تسبیح پڑھ رہی ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ پیالہ دوسرے کے قریب لے جاؤ
ایک ایک کے کان کے ساتھ لگایا اس نے تصدیق کر دی۔ شیر ہے —— یا رسول اللہ یہ کھانا تو سبحان اللہ
پڑھ رہا ہے —— جیسے آپ تسبیح پڑھتے ہیں سبحان ربی العظیم ——
سمجھ آتے ہیں ہمیں تو فرماتے فرمایا ہے۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ —— وغیرہ
اللہ کا حکم صرف انسانوں پر ہی نہیں چلتا —— یہ جانوروں پر بھی چل رہا ہے۔ تھا بڑا دستور ہے فرمایا
کہ ہر جن کی شکل خاک کے ذرے بھی کر رہے ہیں۔ سننے والے نے کہا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کھانا
تسبیح پڑھ رہا ہے۔ سرکار کو کیوں خطاب کیا۔ باقی بھی تو صحابہ کرام موجود ہیں۔ ان سے بھی کہہ سکتے یہ تو
تسبیح پڑھ رہا ہے۔ یا رسول اللہ ھذا طعام یسبح ۔ یہ خطاب اس لیے فرمایا کہ برکت جو سرکار کی ہے
جب یہ سبق سنا دے تو اسے دربار سے سنایا ہے۔ کہ پڑھایا ہوا سے دینے ہے —— صحابہ کرام کو جو طلب
ملی جو سرکار کے اشاروں سے ہے اس لیے عرض کی آقا۔ شیر نے سن کی مجھ سے یہ تو تسبیح پڑھ رہا ہے مگر
جب دوسرے نے سن لیا۔ تو میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ مزید کھا۔ یہ پیالہ مجھے لوٹا دو۔ یہ بات سرکار کی
بعض پڑھے ہوں کے آگے نہیں چلتا۔ صحابی نے پیالہ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سرکار آپ نے پیالہ واپس
لے لیا۔ کیا ہی کرم ہوتا اگر سب کو سنا دیتے۔ آپ نے پیالہ واپس لے لیا۔ بجا فرمایا۔ لیکن میرا دل ہو جاتا
ہے۔ لو انزلت علی العقول جمیعًا۔ اگر آپ ساری قوم کو سنانے کا حکم دیتے۔ لیکن میرے آقا علیہ
السلام نے فرمایا۔ اللہ کے بندے جب میری نظر جاتی ہے تو نہیں دیکھ سکتا۔ جو کرتا ہوں جیسے کرتا ہوں ویسی اس
کو آگے نہیں چلاتا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ آگے میں اس کو چلاتا اور کسی کو اس کی
سنائی نہ دیتا یہ کھانا تسبیح تو پڑھ رہا ہے۔ لیکن ہر کان سن تو نہیں سکتا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ بابا فرید کا حقیقی
ہے کہ نہیں۔ لیکن ہر آنکھ دیکھ تو نہیں سکتی۔ حضرت سرکار حاجی ... کو منظور ہے نا۔ لیکن ہر آنکھ دیکھ تو نہیں
سکتی۔ داتا ہجویری نے حقیقتاً گھڑ دیا اسلام کا۔ ہیرا رہا ہے لیکن ہر آنکھ دیکھ تو نہیں سکتی۔ میرے آقا نے
کرم کیا۔ فرمایا اب آگے نہ چلاؤ۔ واپس کر دو۔ اگر کسی کے پاس یہ کھانا جب گیا۔ تو میرا اسی لوگوں کے سامنے بدنام ہو گا

Date:

ایسا ہنگامہ رہے کہ صبح بند ہو گئی تھی ۔ میں پردہ دیکھنے کیلئے آیا ہوں پردہ اٹھانے کیلئے نہیں آیا ــــ میں نہیں
چاہتا کہ میرا کوئی غلام بے پردہ ہو جائے ۔ اگر اس کے قریب کر دیا اس نے تو ہستی دیکھنے والے کہا کہتی ہیں کہ فلاں
نے سنا ۔ فلاں نے سنا ۔ تو نے نہیں سنا ۔ معلوم ہوتا ہے تو کوئی پاپ کر کے آیا ہے کہ بطور نمونہ پیش کر دیا
والسلام ۔ آؤ میں امت کے پردے نہیں اٹھانا چاہتا ــــ

اس سے یہ پتا چل گیا ــ کہ وہ کھانا جس کا لقمہ کھا لیں ۔ بھوک دور ہوتی ہے ۔ سرکار کا لنگر دسترخوان کا
لنگر یہ قرآن جس کے کھانے سے نہ صرف بھوک دور نہیں ہوتی غفلت بھی دور ہوتی ہے ــ ذکر سنا کے دیا
ہے ۔ ابن کثیر نے ایک اور حدیث پاک نقل کی ہے البدایہ والنہایہ چھ جلدیں ہیں اس کا صفحہ ۱۴۷ ۔ سرکار تشریف
لائے ہیں ۔ بعض شریف میں حدیث پاک نقل ہے ۔ حضرت ابو اسید الساعدی کو نبی پاک نے ارشاد فرمایا تشریف فرما ہیں
ہم بھی حضور کی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سرکار کے چچا جان بھی آ گئے ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور محبت کی حد ہے ۔ کہ چچا جان
جب اپنی مصروفیات سے فارغ ہوتے ہیں تو گھر نہیں بیٹھ رہتے حضور کی خدمت میں آ گئے ۔ دیر تک بیٹھے رہے مسائل
ہوتے رہے ۔ گفتگو ہوتی رہی ۔ مشکلات کا جواب ہوتا رہا ۔ کہ جب فارغ ہونے لگے تو ۔ تو نبی پاک نے فرمایا کہ
اے چچا ابا الفضل ۔ آپ اور آپ کے بچے اہل خانہ صبح گھر سے باہر نہ جانا ۔ آپ اور آپ کے بچے گھر میں رہیں
جب تک میں صبح تمہارے پاس نہ پہنچ جاؤں ۔ حضرت عباس حیران ہو گئے کہ سرکار کیا فرما رہے ہیں پر حکم آ گیا حکم۔
فرمایا گھر سے باہر نہیں جانا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجھے تمہارے ساتھ ایک کام ہے ۔ جو سرکار کی بارگاہ میں ہوتے
کہ کبھی تو یہ فرماتے ہیں کہ آ جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا ۔ اور کبھی یہ فرماتے ہیں کہ گھر میں رہنا مجھے تمہارے ساتھ کام ہے
چچا جان کو رات بسر کرنا مشکل ہو گئی ۔ کب دن چڑھے اور تشریف لائے ۔ آج اس کا ذوق کون بیان کر سکتا
ہے ۔ حضرت ابو ایوب انصاری یہ کون ہیں ۔ میرے آقا علیہ السلام کے میزبان ہیں ۔ مدینہ عالیہ کے پہلے
میزبان ۔ جن کے گھر میں جلوہ گر ہو کر میرے آقا علیہ السلام نے عرش سے اونچا کر دیا ۔ ابو ایوب انصاری یہ کون سے
تعلق رکھتے ہیں جذب القلوب میں شیخ محقق نقل کرتے ہیں کہ ابو ایوب انصاری تبع حمیری کے ان علماء کی
اولاد میں سے تھے جن علماء نے تبع حمیری سے جو گزرا اتفاق ہزار سال پہلے کہ تبع حمیری یہ کہہ کر یہ علاقہ ہے کہ
وہ ہے جس شہر میں خدا کا آخری محبوب تشریف لائے گا ۔ ابھی آقا کے آنے میں ہزاروں سال کو لے
ہیں ۔ یہ پہلے ہی پہنچ گیا ہے ۔ اگر ابو ایوب منتظروں کی اولاد میں سے تھے تو سرکار رہے کون سے
گھر میں ۔ وہ بھی انہی کے پاس ہی جلوہ گر ہوئے ۔ باقی سارے دوسری نسلوں میں سے ہیں ۔ ابو ایوب انصاری
ان علماء کی اولاد میں سے ہیں ۔ جنہوں نے محبوب کی انتظار میں مدینے پاک میں گھر لگائے۔
وادی ماں علیہ السلام الخ مریم ــــ احمد = ابھی ہونے جو سو سال باقی ہیں وہ دو امتی ہیں ۔ پیر کوئی

Date:

(نبیوں کو صف میں کھڑا کر دیا)

ہو کر انتظار کرتا ہے۔ ۵

﴿ خبرم رسید امشب کہ نگار خواہی آمد — سر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد ﴾

حضرت عباس دن چڑھا۔ حضرت فضل کو روک کے بیٹھ گئے۔ عبداللہ کو روک — قثم کو روک۔ سب کو روک لیا
بیٹے۔ آج نہیں جاؤ۔ اگر کسی نے کہا کام ہے۔ کہ جی حضور کام کو آج محبوب پاک کام کے لیے آ رہے ہیں۔
میرا انتظار ہے تو ایک کام ہے۔ فانتظروا۔ یہ فرمایا کر نبی پاک نے حضرت عباس کے گھر کو جا کر اونچا نام بتا دیا
بتایا کہ عباس کس فہرست میں داخل ہو گئے۔ کس قطار میں لگ گئے۔ اس وقت رہیں لگ گئے جو کوئی کر انتظار
کرتا ہے۔ ۶

﴿ عید دیگر عیدۂ چیزے دیگر ﴾ الکسرا یا انتظار منتظر

اقبال فرماتے ہیں جو سارے علیہ السلام منتظر ہیں۔ عیسیٰ۔ سلیمان۔ داؤد۔ ابراہیم۔ آدم۔ اسمٰعیل
اور میرے آقا منتظر ہیں۔ حضور نے فرمایا عباس فانتظروا محبوب نے اپنی انتظار میں لگا کر نبیوں کی
صف میں کھڑا کر دیا — حضرت عباس نبی نہیں ہیں۔ پر قسمت نبیوں والی ہو گئی ہے۔
نبی کا یہ کام نہیں کر شریعت بتانا۔ خدائی کے سارے خزانے محبوب کے دست کرم میں ہیں جب
چاہتے ہیں حرکت دیتے ہیں۔ جس منگتے کی جب چاہیں بھر دیں۔ سرکار فرماتے ہیں۔ میں صبح آؤں
گا آپ کے گھر۔ میرا انتظار کرنا — سرکار یوں فرمائے اچھا میرے آنے تک نفل پڑھنا۔ نہیں سرکار
نے فرمایا اپنے گھر کو صاف کر کے بیٹھ جانا۔ اور یہ نہیں فرمایا ذکر کرو۔ استغفار کرنا — (B)
اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں کو انتظار کو کچھ نہ دیا۔ ثم جاءکم رسول — تم میں سے کسی کے زمانہ
میں میرا شان والا رسول آ جائے تو پھر کیا ہو گا۔ لتؤمنن بہ۔ تمہیں میری قسم ہے اپنا کلمہ چھوڑ دینا
میرے مصطفیٰ کا کلمہ پڑھنا ہو گا۔ ولتنصرنہ اور میرے محبوب کا سپاہی بن کر خدمت کرنا ہو گا۔
سارے انتظار میں لگا دیئے کہ نہیں۔ آدم علیہ السلام سے لیکر سارے نبیوں کو انتظار میں کھڑا
کر دیا۔ اور نکتہ یہ ہے کہ میں کسی کے زمانہ میں محبوب کو بھیج دوں فرما دیا ثم جاءکم رسول
آدم علیہ السلام ہو سکتا ہے یہ محبوب آ جائے۔ جن کا نوح وسیلہ پیش کیا ہے کشتی والے
بھی آ جائے۔ ابراہیم علیہ السلام سے کہ نور کی برکت سے مجھ پر آگ گلزار بن گئی۔ ہو سکتا ہے نور
والا میرے زمانے میں بھی آ جائے۔ انتظار کرو۔ سب انبیا انتظار کرتے چلے گئے۔ آقا تو بعد میں آئے۔
معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی انتظار بھی عبادت ہے۔ امہات المومنین کی عظمت پر قربان۔ جب
نماز عشاء ادا ہو جاتی تھی۔ فرمہ محبوب رب العالمین کی انتظار میں دروازے کی طرف نگاہیں لگی ہیں
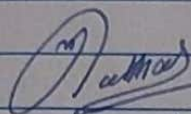
Date:

یہ ایسی عبادت ہے کہ جس سے انبیاء کے درجات بڑھتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ کے گھر ہو عمرؓ کے۔
جس گھر میں سرکار چوبیس گھنٹوں میں دو دفعہ تشریف لایا کرتے تھے۔ صحابہ کرام کی عظمتوں
پہ نثار جن کے گھروں میں میرے آقا علیہ السلام کبھی کبھی تشریف لایا کرتے تھے۔ یہاں تو مقرر کر دیا
سو انشاء اللہ کرنا۔ فرمایا گھر سے نہ نکلنا۔ (مثال) وعدہ کر کے ―― عباس نے کہا کہ جلوہ الٰہی
نہ ہوئی تو ٹھیک ہے۔ بتا کر کہ محبوب نے جو فرمایا ہے۔ اگر جنبش نہیں ہونے دیتا گا۔ وہ آ نہیں
سکے۔ اور خدا بھی ان کی مانتا ہے۔ جس کو کہہ دیں کہ میں آؤں گا۔ اس کو کوئی مصیبت بھی نہیں ٹال سکتی
فرمایا بیٹھا رہو۔ میرا مصطفیٰ آ رہا ہے۔ سرکار کا آنا ہے۔ کوئی تیرا میرا آنا تھوڑا ہے ――
حضرت عباس فرماتے ہیں۔ حتیٰ فانتظروہ۔ سب نے انتظار شروع کر دیا۔ جب چاشت
کا وقت ہوا۔ تو اس کے فوراً بعد سرکار آ گئے۔ فدخل علیہم۔ صحابہ کرام ایک ایک حرکت
کو لفظوں میں بیان کرتے ہیں ― کیونکہ سرکار کا چلنا بیان کرنا یہ بھی خدا کی رضا۔ محبوب کا بیٹھنا اٹھنا لیٹنا
فرمانا۔ کھانا کھانا۔ روزہ رکھنا۔ جو بھی بیان کرو یہ محبوب کی ادائیں ہیں خدا کو محبوب کی ادائیں بڑی
پیاری ہیں۔ چاشت کا وقت ہو گیا۔ اس کے بعد سرکار آ گئے ― فقال السلام علیکم۔ ――
سلام کا جواب دیا۔ عرض کیا۔ کیف اصبحتم۔ یا رسول اللہ کی الحمد و شکر ہے ہم نے خیر کے
ساتھ صبح کی۔ جو محبوب کی انتظار میں بیٹھا ہو خیر ہی خیر ہے ―― جب جانے والے
آتے ہیں ان کی خوشیوں کو کوئی نہیں تول سکتا۔ جس کے گھر میں مدنی ملا آ رہا ہو ――
سرکار خاموش ہو گئے۔ گھر والوں نے پوچھا آپ نے صبح کیسے فرمائی ― حضرت علیؓ بتاتے ہیں سرکار
کے سامنے جو آدمی آتا ― ملتا نہیں۔ تاج شہنشاہ لگا کر ۔ اچانک سامنے آتا کہ رعب
پڑتا ― وحشت دور کرتے ― چہرہ سرکار کا ہے جلوہ ذات کا ہے کوئی برداشت
کر سکتا تھا ―― جو سرکار کا فقروں میں بیٹھ جاتا ―― اتنا پیار آتا کہ سب سارا
پیچھے بھول جاتے ―― سرکار نے مزاج پرسی فرمائی۔ اب منظر یہ ہے سرکار کیا حکم فرماتے ہیں ――
حضرت عباس مجلس کو کہتے ―― گھر والوں کو کہتے ―― سب مل جاؤ تم دوسروں سے مانگتے ہیں سرکار
خالی ہاتھ جاتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم سے مانگنا چاہتا ہوں۔ میں تمہیں عطا کرنا چاہتا
ہوں۔ پیار سے بات کیا کرتا ہے۔ ہاں اگر عورتیں بھی آجائیں تو پیچھے تک میرے آقا عطا فرماتے
اس کو خدا ہی جانتا ہے۔ حریص کہتے ہیں۔ جیسے کوئی حریص کہے تو عیب ہے۔ رب ہی کا یہ حریص ہونا

Date:

۶۱- سرکار دو عالمؐ کی غلامی

۲۸۶ الحمد للہ العظمۃ والکبریاء اللھم لا نحصی علیک الثنا ۔ وافضل الصلوٰۃ والسلام علی اسید الخلق
علی الاطلاق و سید الانبیاء حبینا وطبیبنا ونجینا وشفیعنا الی ربنا یوم الجزاء وعلی آلہ وصحبہ وحزبہ واولیاء
امتہ وعلماء ملتہ واھل سنتہ اجمعین ۔ ۲۸۶ لقد جاءکم رسول من انفسکم ——— سو فکاتر فاستغفرنا ———
قرآن کریم کی مبارک آیات تلاوت کی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونا ۔ یہ ایسا جرم ہے ۔ ایسی
نحوست ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہونے والی قوموں کی مشابہت کی ہے ——— ولا تکونوا کالذین
——— ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے ۔ یہ کوئی مشابہت خاص قسم کی مشابہت
ہے ۔ ورنہ جو قومیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور یاد سے غافل ہیں ۔ جو اس کے ذکر سے بے خبر ہیں ۔ جن
پر غفلت کے تاریک پردے پڑے ہوئے ہیں وہ بھی پاؤں پر ہی چلتے ہیں اور آپ بھی چلتے ہیں ۔ وہ لباس استعمال
کرتے ہیں اور آپ بھی ——— کھانے پینے کے وہ بھی محتاج اور آپ بھی ——— تو پھر ولا تکونوا کالذین ——— اس کا کیا معنی
ٹھہرے گا ۔ مسلمان بھی چلتے ہیں ۔ کافر بھی چلتے ہیں ۔ کھاتے پیتے کافر بھی اور مسلمان ——— زندگی کے معمولات
اور رب تعالیٰ فرماتا ہے ولا تکونوا ——— وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے ان جیسے نہ ہو جانا ۔ اس کا مفہوم کیا ٹھہرے گا ۔
[illegible] ۔ اس کا مفہوم واضح ہے ۔ درست ہے ۔ اصل میں چیزیں دو ہیں ۔ ایک تو ہے انسان
کی جسمانی حالت کیفیت اور ایک ہے روحانی کیفیت ایک جسم ہے ایک روح ہے ۔ جبکہ کافر جو
ہیں ۔ وہ اپنی ساری زندگی جسم کے تقاضوں تک صرف کرتے ہیں ۔ جسم کا جو تقاضا ہو وہ پورا کرتے ہیں
لیکن مسلمان وہ ہے ۔ اس کے روحانی تقاضے جسمانی تقاضوں پر غالب رہیں گے ۔ روح امر رب ہے ۔
اور امر رب جو ہے وہ ہمیں پیارے مصطفیٰ علیہ السلام کے ذریعے نصیب ہوا ہے ۔ امر رب کا ظہور سرکار
کی زبان سے ہوا ہے ۔ نبی پاک علیہ السلام کی عادات کریمہ سے ہوا ہے ۔ حضور کے خصائل و شمائل سے
ہوا ہے ۔ مسلمان وہ ہوگا ۔ جس کے جسمانی تقاضوں پر روح کے تقاضے غالب ہوں ۔ اور اب آپ اس
اس مسئلے کو سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گے ۔ کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا بالکل ظاہر ہے ۔ کہ دو پاؤں
پر کافر بھی چلتے ہیں ۔ مسلمان بھی ۔ لیکن مسلمان اور کافر میں فرق یہ ہے ۔ کہ کافر ہر وقت جب بھی جیسا بھی
موقع ہو ۔ اس کا جسمانی تقاضا ہو وہ جدھر چاہے اپنے قدم اٹھا لیتا ہے ۔ لیکن مسلمان وہ ہے جو اس طرف چلنا تو
درکنار ہے ۔ قدم بھی نہیں اٹھاتا جس طرف حضور اسے قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیتا ۔ ہر حال میں آپ
غور کریں ۔ کافر چلتے ہیں ان کے پاؤں پر نفس کی حکومت ہے ۔ جبکہ مسلمانوں کے پاؤں پر رسول اللہ کی حکومت
ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ۔ الذین یمشون علی الارض ھونا ——— مسلمان کون ہیں ۔ جو زمین پر چلیں نرمی سے
چلتے ہیں ۔ عاجزی کر چلتے ہیں متکبر ہو کر نہیں چلتے ۔ چلتے ہیں تو زمین کا سینہ نہیں دکھتا ۔ یہ چلتے ہیں اپنا مرضی سے

Date:

پروردگار کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور وہ رسول پاک علیہ السلام کی زبان سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ نماز میں کھڑے
ہیں۔ قدم آپ کے ہیں۔ جسم آپ کا ہے۔ اب آپ اپنے قدموں کو نہ تو ہلاتے ہیں نہ چلتے ہیں۔ نہ آگے کو
نہ پیچھے نہ بولتے ہیں۔ کوئی لفظ زبان پہ آتا ہی نہیں —— وہی الفاظ آتے ہیں جو سرکار کے تجویز ہیں۔
اور آپ اتنا ہی قدم اٹھائیں گے جتنا سرکار نے حکم فرمایا ہے۔ تو اب مسئلہ ظاہر ہو گیا۔ کہ بیگانوں اور اپنوں
اپنوں میں بیگانوں میں کافروں میں ماننے والوں میں فرق یہ ہے۔ کہ نہ ماننے والا اس کے جسم پر اس کا نفس
کا حکم ہے جبکہ نبی پاک کے غلام کی جسم پر پیارے مصطفیٰ کی فرمانروائی ہے۔ پھر ان کے حکم کے بغیر اب آج
ہم غور کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے —— قل ھو الذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار —— تشکرون
رہی تو یہ ہے۔ جس نے ہمیں انسانی شکل میں پیدا فرمایا۔ کیا آپ کا عمدہ لباس ہے۔ کیا عمدہ وجاہت ہے۔ بلکہ
مخلوقِ خدا میں سے یہ لباس جنوں کو بھی نہیں ملا۔ فرشتوں کو بھی نہیں ملا۔ یہ کس کا رب کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد
کو عطا فرمایا ہے۔ قرآن اس پر شاہد ہے۔ یعنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم —— اے آدم علیہ السلام کی
اولاد —— یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ ہم نے بڑے احسان کیے جو فرشتوں پر بھی نہیں کیے۔ ان میں سے
ایک یہ ہے۔ انزلنا علیکم لباسا —— ہم نے تم پر ایک لباس اتارا۔ جو دو فائدے دیتا ہے۔ یواری
سوآتکم۔ ایک تمہارا پردہ پوشی کرتا ہے۔ دوسرا تمہیں زینت بخشتا ہے۔ کیا جنوں
کے لیے لباس ہے۔ کیا فرشتوں کے لیے لباس ہے۔ کیا جانوروں کا لباس ہے۔ لیکن اے آدم علیہ السلام
کے بیٹو۔ یہ میرا کرم ہے۔ میں نے یہ لباس تمہیں عطا کیا ہے۔ یہاں پھر اپنوں بیگانوں کا فرق آ گیا۔
اپنے بھی کپڑے پہنتے ہیں۔ کافر بھی لباس پہنتا ہے، مسلمان —— جو کلمہ پڑھتے ہیں وہ بھی لباس پہنتے
ہیں۔ لیکن فرق کیا ہو گا۔ فرق یہ ہو گا۔ کہ کافر ہر وہ لباس پہنے گا۔ جو اس کا نفس چاہے گا۔ اور مسلمان
وہاں سے نہیں چل سکتا۔ جو اس کے مصطفیٰ اس کو پابند کر دیں۔ وہی پہنے گا وہی اس میں ترجمانی کرے
مصطفیٰ کا ہو —— ولا تکونوا کالذین —— اور کمال یہ ہے آقا علیہ السلام کے رنگ کی۔ گہرائی اور تاثیر
کا۔ کہ جب بھی فرشتے انسانی شکل میں آتے ہیں۔ تو وہ بھی اپنے لباس میں حضور کی سنت کی پیروی
کرتے ہیں۔ میدانِ بدر میں جبرائیل امین آئے۔ تو سرکار کے سر انور پر بھی دستار ہے۔ اور جبرائیل
نے بھی پگڑی باندھ رکھی ہے۔ نہ صرف جبرائیل بلکہ ایک ہزار کا ہزار —— سب نے سروں پہ دستاریں
باندھ رکھی ہیں۔ کیونکہ سرکار کی سنت ہے، حالانکہ فرشتہ ابن آدم نہیں۔ لیکن جب انسانی
شکل میں آئے۔ تو لباس وہی پہننا ہے۔ جو رسول علیہ السلام نے جاری فرمایا ہے۔ تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے۔
کہ آدم کی اولاد میں ہونا عزت بہت بڑی ہے۔ لیکن یہ عزت بنے گی اس وقت جب حضور کا رنگ

Date:

فرشتوں کا لباس غزوۂ بدر

مصطفیٰ کا ہوگا۔ اور فرشتوں کی دستاروں کے رنگ زرد۔ اس لئے کہ میدان بدر میں۔ جو مجاہدین آئے تھے۔
ان میں سے ایک مجاہد کا نام ہے حضرت زبیر بن عوام۔ یہ صدیق اکبر کے داماد ہیں۔
نوٹ۔ یہی نکات تفسیر مظہری ۳۰ صفحہ ۱۱ پر موجود ہے۔ جو ام المصطفیٰ کے بھنوئی ہیں۔
سرکار کے غلام میدان میں آئے تو دستار کا رنگ زرد تھا۔ رب نے فرشتوں کی ساری فوج ہی زرد
ہی رنگ میں اتار دی۔ معلوم ہوتا ہے۔ اب لباس وہی لباس ہوگا۔ جو ترجمان سنت مصطفیٰ ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولاتکونوا کالذین ــــ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان
پر عذاب کیا اتارا۔ فانسٰھم انفسھم کہ خدا کو بھول گئے ان کو اتنا غافل کیا، کہ اپنے آپ کو ہی بھول گئے۔
نقصان اپنے آپ کا پتہ نہیں ہے ــ تباہ ہو رہے ہیں۔ حالانکہ جانور بھی اچھے فائدے اور نقصان کا
احساس کرتا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے خدا کو بھلا دیا خدا نے اتنا غضب نازل کیا کہ اپنا فائدہ
بھی نہ سوچتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے یاد رکھنا بھلانا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہیں
پیدا فرمایا ــــ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ آپ کو پیاس تھی کسی نے پانی پلا دیا۔ آپ
خوش ہو گئے۔ آپ کو بھوک تھی کسی نے کھانا کھلا دیا آپ خوش ہو گئے۔ راستہ بتا دیا ــــ
آپ تھے تو خوش ہو گئے آئیں۔ خدا فرماتا ہے تمہارے منہ میں پانی آیا خوش ہو گئے۔ کھانا ــــ سامنے آگیا
خوش ہو گئے۔ اگر ان کی دیکھ بھال فہرست پر خوش ہوتا ہو۔ اس کے کرم کو نہیں سوچتے ہو کہ
اس نے تمہارے سر کے بال کے آخری سرے سے لیکر تمہارے پاؤں کے ناخن کے آخری حصے تک انسانی جسم
عطا فرمایا ہے۔ وہ کتنا کریم ہے۔ اور پھر اس نے کرم کی انتہا کر دی۔ زبانیں سبھی کو دے دی۔ لیکن تمہیں
وہ زبان دی جو کلمہ شریف پڑھنے والی ہے ــــ تمہاری زبان کو معزز کرنے کے لئے رب کریم نے کلام
عظمت کی کتاب اتاری۔ یہ نبی پاک نے فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو دو ہزار سال بنانے سے پہلے
رب کریم نے سورۃ طٰہٰ اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی۔ جیسے تلاوت کی ــــ جیسے
اس کی شان کے لائق ہے۔ بندہ تلاوت کرتا ہے زبان سے الفاظ ہوتے ہیں ــــ اللہ تعالیٰ ان سے پاک
ہے۔ اس نے سورۂ طٰہٰ اور یٰسین کی تجلی فرمائی ــــ ابن آدم نہیں بنا تھا۔ دو ہزار سال پہلے سنانے
والا رب ہے سننے والے فرشتے ہیں۔ جو سنا جا رہا ہے وہ قرآن کریم ہے ــــ جب فرشتوں
نے سورۂ طٰہٰ یٰسین سنی۔ تو یک آواز پکار اٹھے۔ طوبیٰ لامۃ ــ وہ امت بڑی خوش نصیب
ہے۔ جس کو پڑھنے کیلئے قرآن نصیب ہوگا ــــ سرکار فرماتے سورۂ طٰہٰ سورۂ بقرہ
کا خزانہ ہے جو رب کریم نے مجھے لامکان پر عرش کے نیچے ایک خزانہ سے عطا کیا ہے۔ اس نے

Date:

ہماری زبانوں پر اتنا کرم کیا۔ کھانے کو تو جانور بھی کھاتے ہیں۔ آپ بھی کھاتے ہیں۔ جانور گندگی کھاتا
ہے۔ آپ پاک چیزیں کھاتے ہیں۔ جانور اور آپ کی قسمت میں اتنا فرق نہیں ہے۔ جتنا فرق
غیر مسلم قوموں اور آپ میں ہے۔ کہ ان کو بولنے کیلئے دنیا کی بکواس ہے۔ اور تجھے بولنے کے
لئے۔ کلمہ ہے یا قرآن ہے ___ یا درود شریف ہے یا رب کریم کی تسبیح ہے۔ یہ اس کا کرم نہیں۔ یہ
اس کا احسان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قل ھو الذی انشاکم ___ تشکرون.
محبوب آپ فرما دیں کہ وہی تو ہے کہ جس نے تمہیں اس شکل میں پیدا فرما دیا۔ کیا جانوروں کو ادب
سے پیار سے احترام سے وقار سے عزت سے بیٹھنے کو کوئی مقام ہے جیسے آپ کیلئے ہے ___
کیا جنات کیلئے ___ اس نے تمہیں بنایا۔ اور تمہارے تقاضوں کو بنایا۔ تمہاری حیثیات کو بنایا۔
تمہاری کیفیات کا تعین کیا۔ جانور گندگی میں کھیتوں میں گلی کوچوں میں دھکے کھاتے ہیں۔ یا جنات
پہاڑوں اور ہواؤں میں پھرتے ہوں گے ___ الحمدللہ حضور کے غلاموں کا کیا مرتبہ ہے مسجد میں بیٹھے ہیں
کبھی قرآن پاک کے سامنے بیٹھے ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت ہو رہی ہے۔ اور جب قسمت ساتھ دے۔ تو ہم
خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں۔ جب قسمت اور معراج پہ آ جائے تو مدینہ عالیہ میں سنہری جالیوں کے
سامنے کھڑے ہیں۔ یہ حضور کا مرتبہ ہے۔ حق بنتا ہے کہ نہیں خدا کا وہ فرمائے۔ ولا تکونوا کالذین
___ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول گئے۔ خدا تمہیں نہیں بھولا ___ تم بھی اسے نہ بھولنا۔
اس نے انتہائی کرم کیا۔ وہ کرم جو کسی قوم پہ نہیں ہوا۔ ایمان والوں پہ ہوا۔ لیکن اگر کوئی اس
کے باوجود بھی دھیان نہیں کرتا ___ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن اعرض عن ذکری ___ اعمیٰ ___ جس نے
منہ موڑا۔ ایک ہے خدا کی یاد نہ کرنا۔ ایک ہے یاد سے منہ موڑنا ___ دونوں میں فرق ہے۔ یاد نہ کرنا یہ بھول
کر ہو سکتا ہے۔ اور یاد سے منہ موڑنا۔ یہ جان بوجھ کر ہوتا ہے۔ آپ نے کبھی لڑکی کی شادیوں میں احباب
کو بلایا۔ ایک خاص دوست رہ گئے۔ ایک تو غلطی سے۔ رہ بھی گیا یہ بھی رہ گیا۔ دونوں میں فرق ہے۔
جو دشمن ہے ___ جو رہ گیا تھا وہ بھی نہ بلایا ___ جب آپ کہیں گے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی
تو وہ راضی ہو جائے گا ___ بھولنا اور ہے جان بوجھ کر یاد نہ کرنا ___ خدا فرماتا ہے اگر تو بھول
جائے تو معاف کر دیتا ہے۔ لیکن جب دنیا میں لگ کر جان بوجھ کر مجھے یاد نہ کرو گے تو معافی نہیں دوں گا۔
___ آج کا مسلمان بھولا ہوا ہے یا جان بوجھ کر بھولا ہوا ہے۔ رب نے یہ نہیں فرمایا کہ جو بھول
گیا تھا نہیں ومن اعرض عن ذکری۔ جس نے میری یاد سے منہ موڑا ___ رب فرماتا ہے میں نے تجھے ایک
سمجھ کے لئے نہیں بلایا۔ جو نعمت تجھے ہم نے دی ہے۔ تو بھی شرم کر مجھے نہ بھولنا۔ جب

Date:

ذکر سے غافل نہ ہونا۔ اگر منہ موڑا تو سزا ایسی دوں گا۔

(B) میں کیا مثالیں دوں ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے افغانستان
کے اندر جو مصیبتیں اٹھائیں مسلمانوں نے وہ بھول گئے آپ — اور انقلاب کی جگہیں مسلمان پسے تھے —
عرب ملکوں میں جو شامت برپا ہے وہ کسے یاد نہیں — ساری دنیا کے وسائل ہیں مسلمانوں کی زندگی
تنگ ہو گئی کیوں مخلوق کو لگ گئے خالق کو بھول گئے۔ کوئی عرب ہو کوئی عجم ہو — کوئی مشرق میں
ہو کوئی مغرب میں ہو — وغیرہ — یہ جتنی مصیبت ہے سب خدا فراموشی کی ہے مسلمان کو
خدا یاد نہیں رہا — اس کے لیے زندگی تنگ ہے۔ اس کے لیے زندگی تنگ ہے۔ مسلمان کے ہاتھوں سے مسجد
کا دامن چھوٹا۔ مسجدوں میں حاضری کم ہو گئی ہے —

بنو ثقیف کا وفد آیا سرکار نے پہلے ہی مسجد میں فرمایا۔ فاسق اعظم نے راستے میں جا کر پوچھا
کس لیے آئے ہیں انہوں نے کہا ہم نبی اکرم کی زیارت کے لیے آئے ہیں — جب سرکار کو دیکھا۔
جلدی سے سرکار کی بارگاہ میں آئے — سرکار کے ہاتھ چوم رہے ہیں وغیرہ —
آقا علیہ السلام منع نہیں فرماتے کیونکہ محبت والوں کی اس کے بغیر تسلی نہیں ہوتی۔ نبی پاک نے انہیں
دین اسلام کا سبق سکھایا، تبوک کے غزوے کے بعد ہے۔ سبق لینے کے بعد چند دن یہاں مہمان رہے۔
کلمہ پڑھنے کی نیت سے آ رہے تھے۔ میرے آقا نے شریعت کا سرٹیفکیٹ بھی دے دیا۔ اسلام
کی تبلیغ فرمائی — بتوں کو توڑ دینے نماز فرض ہے۔ حضور نے تین سال تک بتوں کے بارے میں سے حضور
راضی نہ ہوئے۔ ابو سفیان بن حرب اور ایک ساتھی کو سرکار نے بھیجا — دوسری شرط نماز کی
پابندی نہ کریں گے کہا ہمارا مزاج ہے۔ نماز کی معافی ہو جائے۔ یہ لفظ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں
میری زبان پہ آ گئیں۔ میری زبان پاک آپ کے کانوں کو ثواب یہ فتویٰ اس محبوب کا ہے
جس کو دیکھو حسن کو رب بخشش کا اعلان فرماتا ہے۔ انا ارسلنک شاہدا۔ محبوب تو میرا گواہ ہے
میری گواہی بندوں کے سامنے تو دے اور بندوں کی گواہی میری بارگاہ میں تو دے۔ تیری گواہی جس کے
متعلق ہو گی تو وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ اور ان کی گواہی تیری زبان سے میری بارگاہ میں ہو جائے
گی۔ تو میں بخشش دوں گا — ادھر مخلوق ہے — ادھر خالق ہے۔ درمیان میں مصطفیٰ ہے کبھی ان کی اللہ کو
دیتے ہیں کبھی ادھر گواہی دیتے ہیں۔ سرکار فرماتے ہیں اے بنو ثقیف کسی بات ختم کر رہے ہو۔ کہ جس کوئی
دین کا مشکوٰۃ شریف۔ فرمایا اس دین میں کوئی خیر نہیں جس دین میں نماز نہیں۔ کام کرنے والو مسلمانوں
— جو مسجد میں دوڑ کر آتا ہے یہ اس کی بات ہے۔ مسجدوں کا ادب — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من الرحمٰن عن

Date: 365

اس کی زندگی تنگ ہے۔ یہ نہیں کہ میں رزق تنگ کر دوں گا۔ وہ تو فرماتا ہے یبسط الرزق لمن یشاء۔
رزق کی بات نہیں۔ فرماتا اس کی زندگی تنگ ہے۔ جو خدا سے غافل ہوتے ہیں ان کو رزق بہت
دیتا ہے۔ اسباب بھی ہیں وسائل بھی ہیں سب کچھ ہے۔ لیکن بے چین رہتا ہے بے قرار رہتا ہے۔
پریشانیوں میں۔ اور ہمیشہ تڑپتا ہے۔ الیکشن کے دنوں میں ——— وہ لوگ کبھی اٹھے
نہیں تھے ——— اللہ فرماتا ہے میری یاد میں آ جاتا ساری دنیا کا دل پھیر دے ——— ان الذین امنوا
——— ودا ——— اے ایمان والو ایمان کے تقاضے تم پورا کرو ساری دنیا کے دلوں میں محبت
میں پیدا کر دوں گا۔ بابا زید نے کون سی چٹھیاں بھیج رکھیں ہیں کہ لوگ بار بار ان کا نام لیتے
ہیں۔ داتا ہجویری ——— غوث المعظم۔ معین الدین کا جہاں ذکر ہے۔ ان اکابرین اسلام نے
کون سی چٹھیاں بھیجی ہیں۔ جن کا پیار آج بھی آپ کے دل میں بسا ہوا ہے۔ مالک کو سخاوت
ہے اس نے ان کا پیار سب کے دلوں میں اتار دیا ——— فرمایا جو میری طرف منہ نہیں کرتا میں اس کی زندگی
تنگ کر دوں گا۔ کیسے ہیں بیماریاں وہ ہیں جو کبھی نہیں آئیں ——— آزمائشیں وہ جن کا تصور بھی
نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ گناہ بھی ایسے ہیں جن کا ——— قرآن تیری میری کیا شان بیان کرے
یذکرون اللہ قیاما ——— الذین یبشون ——— کیا ہماری ازمائش ایسے بسر ہو گئی ہیں۔ جب
تک ذکر نصیب نہیں پریشانی ——— دوسری سزا قیامت میں دوں گا۔ قبر سے اندھے کر
کے اٹھاؤں گا۔ ایک قیامت دوسرا آنکھوں میں نور نہیں ہے۔ اس وقت پوچھے گا۔ مجھے تو نظر
آتا تھا ——— حدیث پاک میں آتا ہے کہ وہ قبر سے اٹھے گا۔ اور اندھا ہو گا۔ سر کے بل گرے گا۔ اللہ
فرشتے اس کو سر کے بل کھینچ کر جہنم کے قریب لے جائیں گے۔ الیوم نختم علی ——— یکسبون۔
جب آنکھیں نہ ہوں گی تو فرمایا جائے گا۔ تو بھول گیا۔ رسولوں نے بتایا۔ جب تو نے میری طرف کوئی توجہ
نہ دی۔ آج تجھے بھی نہ پوچھوں۔ آج دنیا کی اندھے مگر راستہ دکھانے والے بھی ہوتے ہیں۔ مگر قیامت کے دن
اپنی اپنی پڑی ہو گی کہ اندھے کو کون ——— ام المومنین کی حدیث ننگے اٹھائے جائیں گے ——— وہاں کسی کو کسی
کی طرف توجہ نہ دیں گے۔ ذکر سے منہ موڑ لیا ——— نحوست قیامت میں۔ یہاں کی بدکرداری کا اثر
قیامت میں بھی ہو گا۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں لا یقومون پاگل کی طرح اٹھیں گے۔ آج زندگی کا لطف کس کار
سے حاصل کرو۔ باجماعت نماز پڑھنا۔ روزی کی برکت۔ سکون ملتا ہے بادشاہوں کو بھی نصیب ہے

۱-۲-۲۰۱۶
~~۲۱-۴-۱۴۳۷~~ پیر
۵-۳۶-۴۰ PM

25 357

Date: ۲۵-۹-۹۲

۶۲- شانِ رسالتؐ

وہاب لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز ــــ رحیمؐ ۔ نبی پاکؐ کی تشریف آوری یا پیدائش ہونا کائنات کے
اندر ایک غیر معمولی واقعہ ہے ۔ آپؐ کا تشریف لانا اللہ تعالیٰ کے ارادوں کی تکمیل تھی۔ جن ارادوں کے ساتھ رب کریم نے
کائنات کو پیدا فرمایا ۔ صدیوں سے اعلانات ہو رہے تھے کہ رسول کریم علیہ السلام تشریف لا رہے ہیں ۔ جیسا
اعلان کرنے والے بھی پیدا نہیں ہوئے تھے اس وقت بھی سرکار کی رسالت کا چرچا تھا ۔ اعلان کرنے والے تو جناب
آدم علیہ السلام سے شروع ہوئے ۔ اور حضرت آدمؑ خود ارشاد فرما رہے ہیں ۔ کہ میں نے جن فضاؤں میں
آنکھ کھولی رب کریم نے مجھے پیدا فرمایا پھر اس جسم میں روح داخل فرمائی ۔ پھر میں نے جیسے ہی آنکھ کھول کر
دیکھا ۔ نبی کریمؐ کا نام لکھا ہوا نظر آیا ۔ جدھر دیکھا جس چیز کو دیکھا اس پر نبی پاکؐ ــــ بلکہ میں
یوں عرض کروں تو یہ بھی حقیقت ہے ۔ کہ جو ذکر قلم قدرت سے سب سے پہلے لکھا وہ ذکر مصطفیٰ احمد ہے ۔
جو قلم قدرت نے سب سے پہلے لکھی وہ ذات پاکؐ کو عنوان رسالت لکھا ۔ اسی لئے آپ دیکھ لیں ۔ اللہ
تعالیٰ نے جگہ جگہ جہاں محبوب علیہ السلام کی آمد کو بیان فرمایا ہے ۔ وہاں رسالت کا ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ
امام حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی شہرہ آفاق کتاب مدارج النبوۃ کے حاشیہ پر یہ لکھا ہے روضۃ الاحباب
کے حوالے سے کہ جب رب کریم نے قلم کو پیدا فرمایا ۔ اول ما خلق اللہ القلم ۔ اول ما خلق اللہ نوری ہر چیز
سے پہلے رب کریم نے قلم کو پیدا فرمایا ۔ یعنی ہر چیز سے مراد حضور کے نور کے سوا اس کو کہتے ہیں اولیت
اضافی ۔ مخلوقات میں سب سے پہلے تو نور نبیؐ کو رب تعالیٰ نے پیدا فرمایا ۔ اس نور کو کائنات کی علت
غائی بنایا ۔ علت غائی کہتے ہیں ۔ کائنات کو پیدا کرنے کا اصل سبب اور اصل علت قرار دیا ۔ نور
مصطفیٰ علیہ السلام اور ایک روایت میں یوں لکھا ہے ۔ کہ جب سرکار علیہ السلام کا نور پاک پیدا فرمایا
تو بارگاہ رب العزت میں اس نور نے جب بھی سانس لیا آپ کی سانس سے رب کریم نے نبیوں
اور رسولوں کو پیدا فرمایا ۔ اس نور پاک کے انفاس مقدسہ سے انبیاء علیہم السلام رسلؑ ان کی
ارواح کو رب العزت نے ظاہر فرمایا ۔ جس کا مطلب یہ ہوا ۔ کہ آپؐ کا نور اصل کائنات ہے ۔ اسی لئے
حضرت شیخ سعدیؒ یا رسول اللہ ـــ (

(تو اصل وجود آمدی از نخست   دیگر ہر چہ موجود شد فرع تو

غرض کہ یا رسول اللہؐ آپ وجود کی اصل اور وجود کی بنیاد ہیں ۔ جس طرح بیج جو ہے ۔ وہ درخت
اور پودے کی بنیاد ہے ۔ اسی طرح نور حبیبؐ کائنات کی اصل ہیں ۔ کائنات کا بنیادی پتھر ۔ نور
سید عالمؐ ۔ کہ جو شئے جس شے کی اصل ہو ۔ ہر لمحہ اصل کا اس شے کا اثر ہوتا ہے ۔ اور اگر
وہ اثر ختم ہو جائے تو چیز ختم ہو جاتی ہے ۔ اصل سے معمولی پیدا ہوتے ہیں ۔ شاخیں نکلتی ہیں

Date:

شگوفے ہوتے ہیں۔ تو یہ سب شاخیں ہیں اور فرع اور ان کی اصل جو ہے وہ جڑ ہے + اگر جڑ سے تو
رابطہ ان کا قائم رہے گا تو سرسبز بھی رہیں گی رونق بھی رہے گی۔ اور جب کسی شئے کا رابطہ جڑ سے
ٹوٹ گیا۔ وہ شئے اپنی حقیقت کھو بیٹھے گی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے صرف لوگوں کو انسانی قرار
دیا ہے جو رسول کریم علیہ السلام کی ذات پر ایمان لائے۔ کافروں کو تو رب کریم انعام قرار دیا۔ انعام
نہیں۔ وہ تو انعام سے یہ انعام ہے۔ انعام کا معنی ہے چار پائے۔ جنہوں نے رسول پاک علیہ السلام
کو نہیں جانا۔ زیادہ یہ تو دو پاؤں پر چلتے ہوئے جانور ہیں۔ شئے کی حقیقت تب اعلیٰ طور پر
باقی رہتی ہے۔ جب اس کا تعلق اپنے اصل سے ہو۔ بنیاد اور جڑ سے ہوتا ہے کہ جب کٹ جائے
پھر اس کا رابطہ منقطع ہونے بدولت اس شئے کی من حیث و شئی موت واقع ہو جاتی
ہے۔ وہ وہ شئے نہیں کہلا سکتی۔ پتہ شگوفہ پھول پھل یہ کب تک ہیں جب تک ان
کا رابطہ ہے۔ اور جب رابطہ منقطع ہو جائے تو بلدو شاخیں پتے ایندھن کہلاتے ہیں
پھر ان کو محسن کا لفظ نہیں ملتا جو درخت پہ لگے ہوئے پتوں کو ملتا ہے۔ پھر وہ سایہ
دار نہیں ہیں۔ پھر سرسبز نہیں ہیں۔ پھر یا تو وہ آگ میں جلانے کے کام آئیں گے۔ یا
وہ پتے جانوروں کے نیچے بچھائیں جائیں گے۔ کہاں وہ پتے جو آپ کے سر پر سایہ رکھتے ہیں۔
ـــــ اب وہ جانوروں کے نیچے پیشاب میں پڑے ہیں۔ میرے آقا علیہ السلام ہیں اصل
کائنات سے نور پاک اصل کائنات فرش فرع ہے۔ ــــ آسمان۔ عرش۔ خانہ کعبہ
لوح و قلم۔ عقل۔ فرشتے۔ جنات وسعت کی کائنات یہ سب شاخیں ہیں اور ان کے اندر
رسول اللہ ؐ کے نور پاک کے جلوؤں کی روح دوڑ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار علیہ السلام
اشارہ کرتے ہیں سورج ڈوبا ہوا واپس آیا۔ کیا رابطہ ہے کوئی رسی ہے یا کوئی کھینچ لیا
کوئی تار ہے جس سے کھینچ لیا۔ کوئی سوئچ تھا جسے اون کر دیا ـــ یہ ڈوبا ہوا واپس آ گیا
میرے آقا علیہ السلام کی ذات اصل ہے۔ سورج فرع ہے۔ جب اصل کا حکم آ گیا۔ تو پھر
فرع کو تسلیم ہی کرنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے میرے آقا اشارہ کر دیں تو جگر چاند کا شق ہو جاتا
ہے۔ آقا علیہ السلام اشارہ فرمائیں۔ تو فضا میں پرندے نبی پاک کے اشاروں کو سمجھ کر
حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ حضور اشارہ فرمائیں بیقر غلامی کرتے ہیں۔ محبوب کا اشارہ ہو جائے
حشرات الارض جو کسی کو نہیں مانتے وہ رسول اللہ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ مشہور حدیث شریف
آپ نے سنی ہے۔ ایک اعرابی ایک دن گوہ شکار کر کے لایا۔ وہ مسلمان نہیں تھا اپنے

Date:

کنکر میں چھپا اکیلا پتھر کہنے لگا۔ اگر یہ پتھر ہاتھ کی شے گواہی دے آپ کی تو میں مان جاؤں گا۔ بے تکی
باتیں بے ربط و ضبط باتیں۔ اگر یہ کنکر گواہی دے۔ اب اس کو یہ پوچھنے والا کوئی نہیں مطلب تو
پورا ہوا۔ کنکر جو ہے تجھ سے زیادہ عقلمند ہے وہ پہچان گیا تجھے پتہ نہیں چلا۔ جب تک ایمان
نہ ملے اس وقت تک عقل نہیں آتی۔ کہنے لگا یہ گوہ جو ہے یہ جھاڑی سامنے آپ کی گواہی دے
تو میں مانوں۔ حد ہو گئی کنکروں کو تم اپنا مقصد بناتے ہو۔ بہرحال چونکہ اس نے سوال
کر دیا۔ لہذا میرے آقا و مولا علیہ السلام نے فرمایا پھینک دے زمین پر۔ اس نے اس کو پھینک دیا
گوہ دوڑنے لگا۔ یہ جانور چونکہ جنگلی ہے۔ وہ انسان کو دیکھ کر ڈرتے ہیں۔ سرکار نے فرمایا
ایھا الذب کھڑی۔ اے بھاگنے والے رک جا۔ حدیث پاک میں ہے فسکت سرکار نے حکم دیا وہ
وہیں رک گیا۔ کائنات کی نبض میرے آقا علیہ السلام کے قدموں کے ساتھ وابستہ ہے۔ اجازت
دیں تو چلتی ہے۔ وہ رک گئی۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے روکا اس لئے ہے۔ کہ اس کو پتہ نہیں چلا۔
اس کو بتا دے کہ میں کون ہوں۔ تو اس نے سرکار کا کلمہ شریف پڑھا۔ نرا کلمہ نہیں پڑھا۔
سرکار کی وہ صفتیں بیان کیں۔ جو کہ ایمان کے بغیر کسی پڑھے لکھے کو بھی معلوم نہیں ہوتیں۔ صرف
سرکو رکنے لگاہ کا اشارہ ہوا۔ اور ایک جانور کو بھی قدرت نے عرفان مصطفےٰ عطا فرما دی۔
اس لئے کہ حضور علیہ السلام اصل کائنات ہیں۔ سرکار نے فرمایا کہ جب رب کریم نے قلم کو
پیدا فرمایا۔ اکتب لکھ۔ قلم نے سر جھکا کر عرض کی کیا لکھوں۔ جب آپ قلم کو ہاتھ میں
پکڑ لیتے ہیں تو آپ لکھتے ہیں یا قلم لکھتا ہے۔ قلم تو ادھر چلے گی جدھر آپ کا اشارہ ہو گا۔
۔ اور اشارہ ادھر ہو گا جدھر حکم ہو گا۔ اور اس سلسلے میں عالم آپکا دماغ ہے۔
جیسے احساسات چلیں گے ادھر قلم چلے گا۔ ہاتھ چلتا جائے گا نقش بنتے جائیں گے۔ یہی
آپ کی کیفیت ہو گئی۔ آپ نے حکم دیا قلم کو قلم نے کلمہ شریف لکھ دیا۔ جو قلم ذکر مصطفیٰ
لکھتا ہے۔ ادھر قلم کی قسمیں یاد فرماتا ہے۔ ن والقلم وما یسطرون۔ یا رسول اللہ ﷺ
ن۔ مجھے قلم کی قسم اور قلم کے ساتھ جو کچھ لکھتے ہیں مجھے اس لکھے ہوئے کی قسم۔ جس منصف
نے اپنی قلم سے غلط فیصلہ لکھا۔ اس لکھے ہوئے کی قسم کہاں ہے۔ جس شخص نے قلم کے ساتھ جھوٹی
خبر لکھ کر ---- حضور کی گستاخی کی ---- اللہ فرماتا ہے مجھے لکھے ہوئے کی قسم۔ تو پھر کون
سا لکھا ہوا ہے ---- علماء نے فرمایا قلم سے مراد مصنف اور ما یسطرون سے مراد
نعت مصطفیٰ ہے ---- اللہ فرماتا ہے مجھے اس قلم کی قسم جس سے میرے محبوب کا ذکر لکھا

Date:

ماں کو اپنی پیاس یاد نہیں۔ بچے کی بھوک یاد ہے۔ ماں گود میں لیا۔ دودھ پلایا چین آیا۔ سرکار
زمانے میں بھی بے رحم سے بے رحم ماں اپنے بچے کو اپنی خوشی سے آگ میں ڈال دے گی۔ مرضی کی بات سوال یہ
آتا ہے کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ بغیر خوشی اپنے شیر خوار کو اپنے ہاتھوں آگ میں ڈال دے والا
بے رحم ماں اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی۔ تو رب تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی خوشی سے جہنم میں
نہیں ڈال سکتا۔ لیکن جب وہ ظالم ہو جاتے ہیں۔ وہ تو اپنی کرتوت کی وجہ سے جہنم میں جاتے
ہیں۔ ماں کے رحم میں خدا کی رحمت کی جھلک آگئی کہ نہ آگئی۔ ماں کا بچوں پر رحم کرنا خدا کا اس
رحم کی جھلک ہے۔ جو وہ اپنے بندوں پر فرماتا ہے۔ تو رحمت کا پتہ چل سکتا ہے۔ سخاوت کا
پتہ چل سکتا ہے۔ عبادت کا پتہ چل سکتا ہے۔ اس کے علم کا پتہ چل سکتا ہے۔ بندوں میں
اس کے علم کی جھلک نظر آتی ہے۔ لیکن خدا معبود ہے۔ یہ جھلک کہیں سے نظر نہیں آتی
اگر آتی ہے تو محمد مصطفیٰ سے آتی ہے ——— اس لیے کہ معاذ اللہ آپ معبود نہیں۔ بلکہ خدا کی
صفت خصوصی الوہیت کا مظہر جو ہے وہ بھی محبوب خاص ہے۔ اسے پتہ چلتا ہے کہ خدا مجبور
ہے۔ آسمانوں کا خالق اللہ ہے۔ چاند کا خالق۔ سورج۔ بادشاہوں نے سورج کو پوجنا شروع
کر دیا۔ بالکوں نے چاند کو پوجنا شروع کر دیا۔ ستاروں۔ درختوں کو پوجنا شروع کر دیا۔ میرے آقا
علیہ السلام کو رب کریم نے مکے پاک میں جلوہ گر کر کے فرمایا محبوب اشارہ تو کرتا جا۔ جب
بلاؤ گے آتا جائے گا۔ میں نے پابند کر دیا۔
اگر چاند کو اشارہ کرتے ہیں ٹوٹ کر چر رہا ہے۔ سورج کو اشارہ کرتے ہیں لوٹ کر واپس
آ رہا ہے۔ درخت کو اشارہ کرتے ہیں تو سر آ رہا ہے سجدہ پیش کر رہا ہے۔ جانور کو بلاتے ہیں
تو بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہے۔ آ رہی ہے ہر شے۔ لوگ آگ کو پوجتے تھے۔ سرکار علیہ السلام
مکے شریف میں ربیع الاول کی ۱۲ ویں سوموار کو جب طیبہ طاہرہ آمنہ للہ کی گود میں آئے مسکرا
پیدا ہو رہے ہیں۔ آگ ایران میں بجھ رہی ہے۔ وہ آگ جو ہزاروں سال سے جل رہی تھی۔ حضور
کی ایک مسکراہٹ نے ختم فرما دی۔ بالکو اس آگ کو پوجتے ہو جو محبوب کا ایک اشارہ برداشت
نہیں کر سکی۔ اس آگ کو پوجتے ہو جس کو محبوب نے دو لخت کر دیا۔ اس سورج کو پوجتے ہو جو
محبوب کے اشارے کو جواب نہ دے سکا۔ واپس مڑنا پڑا۔ چاند کو کہہ دیا ہے ابا لوں مجھے
نہ پوجو۔ میں معبود نہیں ہوں۔ جس کا سینہ شق ہو جائے وہ معبود ہوتا ہے۔ جو دو ٹکڑے
ہو جائے وہ معبود ہوتا ہے۔ خدا ٹکڑے نہیں ہوتا۔ اور جو مغرب میں غروب ہو رہا ہو اسے کیسے

Date:

موڑ لیا جائے۔ اور جو بجھ جائے وہ خدا نہیں ہوتا۔ پھر فوری طور پر لوگوں کے ذہن منتقل ہوئے۔ کہ اگر سورج
خدا نہیں۔ تو پھر موڑنے والا خدا ہوگا۔ اگر چاند خدا نہیں تو پھر توڑنے والا خدا ہوگا۔ اگر آگ خدا نہیں
تو بجھانے والا خدا ہوگا۔ جب اس نظریے سے لوگ سرکار کے قریب آئے۔ میرے آقا نے فرمایا۔ انی رسول اللہ
یا مگو میں خدا نہیں ہوں۔ میں تو خدا کا رسول ہوں۔ خدا تو وہ ہے جس نے مجھے تمہارے درمیان بھیجا ہے۔
اس انداز سے کائنات کو خدا کا پتہ چلا۔ کہ خدا کی قسم جہاں لاکھوں بت پوجے جاتے تھے۔ وہاں اللہ
خدا کی پرستش کے جھنڈے لہرا گئے ۔۔۔ میرے آقا علیہ السلام نے اس انداز میں کرم فرمایا۔ ان کے
معبودان باطلہ کو پیوند زمین کیا۔ اور لوگ ادھر آئے۔ ان کو موڑنے والا خدا ہوگا۔ فرمایا نہیں میں خدا نہیں
انی رسول اللہ میں تو خدا کا رسول ہوں۔۔ یہ معرفت خداوندی کہ نہیں۔ اس لئے بندہ ناچیز نے عرض کیا ہے۔
رب کریم نے اپنی الوہیت کے حوالے کے ساتھ محبوب کا نام ساتھ لکھا۔ لا الہ الا اللہ ۔۔۔ میرے
سوا کوئی معبود نہیں۔ کیونکہ یہ اعلان کرنے والا جو خود ہے۔ اس واسطے اعلان فرمایا۔ لہذا ساتھ ہی فرمایا
محمد رسول اللہ۔ ابھی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوہ گر ہونے میں ہزاروں سال پڑے ہیں۔ لیکن رب کریم نے محبوب
کا نام پہلے ہی ظاہر فرما دیا۔ پہلے ہی ظاہر کیوں فرما دیا ۔۔۔ کائنات نہیں بنی ابھی نہیں بنے۔ انسان نہیں جن نہیں
بنے۔ جانور نباتات حیوانات ابھی عرش نہیں بنا جس پر لکھنا تھا۔ تو مجھے بتاؤ رب کریم نے اپنی قدرت کی
قلم سے مصطفیٰ کا نام کہاں لکھا۔ پتا چلتا ہے عرش پر نام بعد میں لکھا ۔۔۔ سنو۔ قلم آپکا محتاج
ہے کاغذ ہے تو لکھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قلم کاغذ وغیرہ کا محتاج نہیں جیسے وہ لامکان ہے اس کا قلم بھی لا
مکانی اور اس کی تحریر بھی لامکانی ہے۔ اب مجھے یہ بتا دو کہ جو لکھا ہے وہ کیا ہے۔ قلم چلانے والا لامکانی یہاں قلم
چلی وہ لامکان اور جس کا نام لکھا وہ کیا ہے۔ وہ مصطفیٰ کیا ہے۔ وہ محمد ﷺ کیا ہے۔ خدا بتانا یہ چاہتا ہے۔
کہ خالق عرش میں اور ساق عرش میرا رسول ہے۔ یہ تو تم خوشیاں مناؤ لقد جاءکم رسول ۔۔۔ رسول
رسول کو میں نے عرش کے لئے پیدا کیا تھا۔ میں نے تمہیں نوازنے کے لئے چند لمحوں کے لئے فرش پر بھیج دیا ہے۔
وہ تمہارے فرش پر رونق افروز ہو گیا ہے۔ ہمارا میلاد پاک منانے کی یہی وجہ ہے۔ کہ سرکار عرش سے
فرش پر تشریف لائے۔ اسی لئے رب فرماتا ہے جاء آیا ۔ سرکار تشریف لائے۔ رہنا تو کہیں اور تھا۔
آ گئے تمہارے پاس۔ اصل میں عرش بنایا تو محبوب کے لئے ہے۔ لیکن بھیجا محبوب کو زمین پر۔ سوال 5 ہے
رب کریم نے حضرت آدم کو ٹھہرانا تو جنت میں تھا۔ لیکن بھیج دیا زمین پر۔ اسکن انت ۔۔۔ اے آدم تو اور تیری
اہلیہ جنت میں رہو۔ کہاں ٹھہرانا تھا جنت میں اور اگر کوئی کہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے تو جنت میں رہنے کے قابل
تھے۔ العیاذ باللہ۔ اس کا یہی تو ہے پھر اتار دیے۔ یہ بکواس ہے۔ کیونکہ جس رب نے انہیں جنت میں بٹھایا تو

Date:

وہ تو جانتا تھا۔ کہ میرا آدم جنت میں رہنے کے قابل ہے۔ رہنا جنت میں بھیج دیا زمین پر۔ یہ خدا کی حکمت ہے
اور وہ حکمت یہ ہے۔ کہ جب آدم علیہ السلام کی پشت مقدس میں رب نے ساری کائنات کی ارواح
رکھ دیں اپنے بھی تھے۔ بیگانے بھی تھے۔ مسلمان بھی تھے۔ کافر بھی تھے۔ پاک بھی تھے پلید بھی تھے۔ نمازی
بھی تھے۔ نماز کے منکر بھی تھے خدا کو ایک کہنے والے بھی تھے۔ خدائی بنانے والے بھی تھے۔ تمام ارواح اکٹھی کر دی
پشت آدم میں۔ سارے اکٹھے ہو گئے۔ صوفیاء فرماتے ہیں شیخ عبدالرحمن صفوری کہ رب کریم حضرت آدم
ؑ کو زمین پر بھیج دیا۔ رہنا تھا جنت میں کیوں بھیجا کہ پیارے آدم میں نے تیری پشت میں پاک بھی رکھے ہیں پلید
بھی رکھے ہیں۔ اور یہ جنت پاکوں کا ڈیرہ ہے۔ پلیدوں کا ڈیرہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ایسا کر زمین
پر تشریف لے جا۔ جتنے پلید ہیں سارے زمین پہ چھوڑ کے آجا۔ پھر تو بعد سارے پاک جنت میں آ جائے۔
اب رہ گیا کہ پاک جو ہیں وہ پاک ہوں گے کیسے۔ میں نبوت کی عظمت کو سلام کرتا ہوں واللہ
پلید تو جہنم رسید ہوئے۔ لیکن پاک جو زمین پر آ گئے پھر عرش پر اور جنت میں کیسے جائیں گے۔ رب نے
محبوب کو زمین پر رونق افروز کر دیا۔ محبوب تیری ایک ٹھوکر ہو گی کہ فرش کے ذرے عرش تک بلند
ہو جائیں گے۔ رسول اللہ خدا کی مخلوق کو پار لگانے کے لیے آئے ہیں۔ نبی پاک ﷺ خدا کی مخلوق کو عظمتیں
عطا کرنے کے لیے تشریف لائے ہیں۔ جس کو نسبت ہو گئی وہ کمتر تھا تو بہتر بنا دیا۔ وہ کچھ نہ تھا تو ہر کسی
سے اونچا بنا دیا۔ کیونکہ دنیا میں جو بے ستری سے محسوس ہوا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں
آ گئے۔ اب ان کی شان میں قرآن نازل ہو رہا تھا۔ محبوب آپ زمین پہ تشریف لے جائیں بس سرکار زمین
پر آئے۔ اور حضور نے آ کر کرم کیا۔ میرے آقا کے تشریف لانے کے دو شعبے ہیں۔ ایک تو ہے سرکار کا زمین
پر برزخ کے ساتھ آنا۔ ایک ہے زمین پر مجسم تشریف آنا۔ برزخ کے ساتھ اس وقت تشریف لائے جب
آدم کے وجود میں جلوہ گر ہو کر وجود مصطفیٰ زمین پر آیا۔ آدم علیہ السلام کو جو عزت ملی وہ سرکار کا صدقہ
نوح کو ـــــ یہ حوالہ معارج النبوۃ کا ہے۔ جس کو جو عزت ملی نبی پاک کے نور کا صدقہ ہے۔ آدم علیہ السلام
نوازے گئے تو حضور کے نور کی برکت سے۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ آدم علیہ السلام کو نوازا تو نور مصطفیٰ نے اور نوح
علیہ السلام کا بیڑا اپنی منزل پر بخیریت پہنچا تو نام مصطفیٰ کا صدقہ ملا۔ ـــ

آیا جب طوفان تھا نوح بڑا حیران تھا۔ کشتی کے اوپر تھا لکھا۔ صل علیٰ ـــــ

نوح علیہ السلام اپنے بیڑے پر نام کیوں لکھیں۔ جبکہ رب کریم نے اپنے عرش پر بھی لکھا ہے۔ سیدنا نوح کا بیڑا بھی
شاخ ہے اصل مصطفیٰ ہے۔ رابطہ رہا تو بچ گیا۔ ورنہ وہ بھی نہ بچتا۔ کیونکہ بچا اس لیے کہ نام مصطفیٰ علیہ السلام
کو اپنے بیڑے کا تعویذ بنا دیا تھا۔ کیسے ہیں دکھاتا ہے۔ تو میں سنیوں کی زبان استعمال کرتا ہوں۔ جب عرش

Date:

تو رب کریم نے کلمہ شریف لکھ دیا۔ اپنے محبوب کا نام لکھ دیا۔ جب بیمار ہوئے تو انگوٹھے پر ڈالے گئے تو سکون ہو گیا۔
عرش کانپ رہا تھا۔ رب کریم نے محبوب کے نام کو انگوٹھے پر بنا کر عرش کے پائے کا جھومر بنا دیا۔ اس کو سکون آ گیا۔
تو جب عرش کو سکون سرکار سے ملتا ہے ۔۔۔ تو ہم کس گنتی کے ہیں ۔۔۔
میں اپنے دل محبت سے عرض کرتا ہوں کہ باقی وظیفے بھی کیا کرو۔ پر درود شریف کا وظیفہ بہت کیا کرو ۔۔۔
یہ وظیفہ بڑا زبردست ہے۔ بڑا عظیم ہے۔ اس وظیفے کو ایسی عظمت حاصل ہے کہ ہم انبیاء میں کو دیکھتے ہیں
تو یہی وظیفہ جاری ہے۔ اسی لئے امام ربانی فرماتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی در مختار میں نقل کیا ہے۔
درود شریف اتنا عظیم وظیفہ ہے۔ اگر خدانخواستہ نیت غلط بھی ہو جائے تو رب درود شریف کو رد نہیں کرتا۔
بہر حال مقبول ہے۔ یہ نام مصطفیٰ ہے۔ جب درود شریف رد نہیں ہوتا۔ تو پڑھنے والا بھی مردود نہیں ہوتا۔
۔۔۔ ابی بن کعب میں [illegible] پڑھتا ۔۔۔ درود شریف پڑھا کرتا ہوں ۔۔۔ میں پڑھوں گا [illegible]
دیا ۔۔۔ جو لوگ درود شریف کی مخالفت کرتے ہیں کہ ساری زندگی وظیفے پڑھتے ہیں ۔۔۔ موت کا وقت
آ جائے گا۔ لیکن حالات سامنے آتے ہیں۔ درود شریف سے روکنے والے جب مریں گے تو ان کے منہ میں کلمہ نہیں ہوگا۔ فرما دیا
ہے کہ یا اللہ تم لوگ کہتے ہو۔ میں ایسا پڑھتا ہوں۔ نام محبوب سے روکنے والے کا خاتمہ خراب ہے۔ اور درود شریف
پڑھنے والوں کا خاتمہ بالخیر۔ کیونکہ درود شریف جو پڑھتے ہیں کلمہ والا ان پر کرم ہو جاتا ہے۔ قطب الدین
بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے زندگی میں ایک عالم پڑھ۔ نکاح کو فرمایا: نکاح کو تیسرا یا چوتھا دن ہے۔ ایک اللہ کے بندے کو سرکار
کی زیارت ہوئی۔ [illegible] نے فرمایا۔ کہ جاؤ قطب الدین میرا سلام کہنا۔ اور میرا پیغام کہنا
کہ تین دن ہو گئے ہیں تیرا تحفہ درود شریف والا نہیں پہنچا۔ درود شریف ایسا عظیم [illegible] ہے۔ [illegible] سرکار
رسول کہتا ہے میرا [illegible] نے تحفہ دیا ہے۔ وہ کہاں گئے۔ آ کے سلام عرض کیا۔ عرض کیا قطب الدین آپ حضور میں تو
سرکار کی زیارت کی اللہ کے شکر ہو گئے۔ تیرے آنکھوں پہ صدقے جس نے محبوب کے جلوے دیکھے ہیں۔ عرض کی آقا۔
حضور نے سلام فرمایا ۔۔۔ وجد میں آ گئے میں غلام کہ حضور مجھے سلام بھیجیں۔ اتنی قسمت کوئی پیغام کہتا
ہے حضور حضور نے فرمایا ہے۔ تین دن سے بختیار کاکی تیرا تحفہ نہیں پہنچا۔ اٹھے گر گئے۔ اپنی دلہن سے فرمایا۔ کہ
دو تین دن ہو گئے شادی ہوئی ہے کہ مصروفیات میں میرا وظیفہ رہ گیا۔ [illegible] رہ گیا تو مجھ کو کہیں برداشت نہیں
ہے۔ میں بچہ کیا کروں۔ [illegible] میرا تحفہ نہیں پہنچا۔ اسی وقت طلاق دے کر ان کا حق جو بنتا تھا رخصت کر دیا۔ زیادہ
[illegible] گھر میں محبوب [illegible] لا سکتا ہے۔ اور کوئی نہیں لا سکتا۔ کیونکہ ہر طرف وہ سرکار کے نام کا [illegible] اس
کے درود شریف بڑا عظیم وظیفہ ہے۔ آمین

۳-۲-۲۰۱۶ ۵۲
۲۲-۴-۱۴۳۷ (AM)

Date: ۲-۱۰-۹۲

۶۳ - شانِ رسالت

۲۸۶ ۔ لقد جاءکم رسول ـــــ رحیم ۔ یہ آیت کریمہ جس کی تلاوت کا شرف حاصل کیا ۔ اس میں رب کریم نے
حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پاک کو ایسے انداز میں بیان فرمایا ہے ۔ پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ
کی کائنات میں نبی پاک علیہ السلام کی تشریف آوری معمولی واقعہ نہیں کوئی عظیم واقعہ ہے ۔ ورنہ تو
اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو انسان ہو یا جنات وہ عالم سفلیات ہو یا عالم ذات ہو ۔ جمادات نباتات
حیوانات وغیرہ غرض کوئی بھی مخلوق ہے ۔ لیکن قرآن شریف کے لفظوں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ
رب کریم نے کائنات کی تخلیق کو اس انداز اہمیت کے ساتھ بیان نہیں فرمایا جس اہمیت کے ساتھ
حضور کی تشریف آوری کو بیان فرمایا ہے ۔ اصل میں رب کریم کا انداز جو قرآن شریف میں حضور علیہ
السلام کی آمد سے متعلق ہے میں عرض کرتا ہوں ۔ یہ مسجد جو ہے ۔ چھت بہترین ہو ۔ فرش بہترین
ہو ۔ اس کی تعمیر انتہائی خوبصورت ہو ۔ بڑا دلکش اور جاذب اس کا ڈیزائن ہو ۔ اور اس میں جو بھی
دنیا کی سہولتیں پائی جائیں ۔ لیکن اگر اس کا قبلہ صحیح نہیں ہے ۔ تو مسجد کا حسن بے کار ہے ۔ پانی
کا انتظام بڑا اچھا ہے ۔ چھت بڑا اونچا بھی ہے ۔ گرم پانی بھی ہے ۔ اچھا فرش بھی ہے ۔ قالین غالیچے بچھے ہوئے
ہیں ۔ اور ایئر کنڈیشن پلانٹ بھی لگا ہوا ہے ۔ بڑی بہترین مسجد ہے ۔ لاکھوں روپیہ کا بجٹ
صرف ہوا ہے ۔ بہترین دنیا کی عمارات میں سے ایک عمارت ہے ۔ لیکن مسجد کا سارا حسن اس بات
پر ہے ۔ کہ اس کا قبلہ صحیح ہے ۔ اگر قبلہ ہی ٹیڑھا ہے تو سارا حسن نامکمل ہے ۔
تو میناروں کی بات نہ کرو ۔ کہ کتنے اونچے ہیں ۔ فیس کی بات نہ کرو کہ کس حسن سے بنایا گیا ہے ۔ فرش
کی بات نہ کرو کہ کس کس میٹریل سے بنایا گیا ہے ۔ فرش ہو نہ ہو ۔ مینار ہوں نہ ہوں ۔ ڈیکوریشن ہو نہ
ہو ۔ چٹیل میدان ہو تو نماز ہو جاتی ہے ۔ بشرطیکہ قبلے کا رخ صحیح ہو ۔ آبروئے مسجد تو قبلہ ہے ۔
اس کے قبلے کا رخ ہونے پر آسمان بڑے مضبوط ۔ وبنینا فوقکم سبعا شدادا ـــــ کہ سات آسمان
بڑی مضبوط چھتیں ہیں ۔ اور ان مضبوط چھتوں میں رب کریم نے روشنی کا انتظام فرمایا ہے ۔ کہ سورج چمکتا
ہے ۔ زمین بڑی اچھی بچھا دی ہے ۔ اور زمین سے سبزی ۔ اجناس پھول پھل اگلتے ہیں ۔ سب کچھ ٹھیک ہے ۔
لوگ حسن تخلیق کے سانچے میں پیدا کیے گئے ۔ احسن تقویم کے سانچے میں پیدا کیے گئے ۔ بالکل بجا ہے چونکہ
طبقات جو کائنات ہے ۔ اگر آپ اس کو ایک مسجد قرار دیتے ہیں ۔ میرے آقا علیہ السلام اس مسجد کا قبلہ
ہیں ۔ اگر کائنات کا رخ قبلے کو صحیح نہیں ہوگا ۔ تو کائنات میں کوئی حسن نہیں ہے ۔ رب کریم نے اسی لیے
لقد جاءکم رسول ۔ کائنات بے رونق تھی ۔ میرے محبوب رب کا کائنات کا حسن بن کر تشریف لے آیا ۔
حسن کے آنے کی برکت سے زمین بھی سج گئی ۔ آسمان بھی سج گیا ۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا رخ آ گیا تو قدوسیوں

Date:

کا رابطہ زمین سے ختم ہو گیا۔ میں ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں۔ قدسی پہلے بھی زمین پر آتے تھے۔ لیکن
جاتے ڈیوٹی پر۔ کوئی پانی برساتا ہے۔ کوئی ہوا چلاتا ہے۔ کوئی تصویریں رحم میں بناتا ہے کوئی
شقاوت و سعادت کے پروگرام جو سال بھر ان کو دیے جاتے تھے۔ وہ ان ڈیوٹیوں کے لئے آتا تھا مالک
جبریل امین علیہ السلام بارھا نافرمانوں پر عذاب دینے کے لئے تشریف لائے۔ یہ رابطہ تو عام تھا۔ کہ
اپنی ڈیوٹی پر فرشتے آئے۔ لیکن خدا کی قسم میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ سرزمین مکہ میں فرشتے اس
وقت سلام کرنے کیلئے آئے جب رسول اللہ تشریف لائے۔ قدسی سلام کرنے کیلئے آئے۔ یہ رابطہ
پہلے نہیں تھا۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ـــــ الفجر۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ صرف سرکار کو ہی سلام
نہیں۔ بلکہ نبی پاک علیہ السلام کی عظمت کا صدقہ حضور کے غلاموں کو بھی سلام کہنے کے لئے لیلۃ القدر
میں فرشتے نازل ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ پتہ چلا کہ یہ خصوصی رابطہ پہلے نہ تھا۔ قدسیوں کا یہ خصوصی
رابطہ پیار اور محبت کا یہ مہر آقا دو عالم علیہ السلام کی جلوہ گری سے پہلے نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ اسماعیل
حقی۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ لقد جاءکم منیر اشارۃ۔
الی انہ ھدیۃ عظیمۃ من اللہ تعالیٰ وتحفۃ جسیمۃ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے پاس شان والا رسول
آیا۔ رسول عظیم الشان۔ فرمایا یہ لفظ بتاتے ہیں۔ کہ نبی پاک علیہ السلام صرف بحیثیت ابن عبداللہ
نہیں ہیں۔ بحیثیت فقط ابن عبدالمطلب نہیں آئے۔ بحیثیت بشر محض نہیں آئے۔ بلکہ ھدیۃ عظیمۃ من اللہ
رب کریم نے حبیب کو اپنی مخلوق کی طرف اپنی طرف سے عظیم ھدیہ بنا کر بھیجا ہے۔
خدا کا ہدیہ ویسے ہی عظیم ہوتا ہے۔ تحفہ کوئی دیتا ہے۔ ہدیہ کو دیکھا جاتا ہے کہ ہدیہ پیش کرنے والا
کون ہے۔ ایک مسلمان دوسرے کو تحفہ دیتا ہے۔ حاجی تحفہ دیتا ہے۔ مدینے شریف کی خاک ہے۔ ہزاروں روپے
کا رد کر دیا جاتا ہے۔ خاک کی پڑیا رکھ لی ـــــ دیکھو تو سہی کہ ہدیہ لانے والا لایا کہاں سے ہے۔ اچھے مقام سے اگر
کوئی تحفہ لے کر آئے۔ اس تحفے کو کون ٹھکرائے جس کو رب فرمائے میں نے بھیجا ہے۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم
بڑا عظیم تحفہ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا تمہیں ان کی چمک دمک کا پتہ نہیں چلے گا۔ میں ہی بیان کروں گا۔ اس میں کونسا
حسن ہے۔ عزیز رسول من انفسکم۔ کیا صفت رسول۔ جاءکم تشریف لایا۔ کیونکہ ان کا تشریف لانا بھی بڑی
عظمت رکھتا ہے۔ حضور علیہ السلام کا جلوہ گر ہونا بھی۔ کیوں اگر کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو گھر میں چراغ جلتے ہیں
ڈیکوریشن ہوتی ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اپنے گھر کی گلی میں کھڑا ہوں۔ یہودی کا اعلان۔
ـــــ آج کی رات نیا ستارہ طلوع ہوا ہے۔ سرکار آئیں تو آسمان پہ ستارے چمکتے ہیں۔ ان کا نام
میں جلوے سرکار کے ہیں۔ زمین میں بھی آسمان میں بھی ـــــ وہ حسن ارضی بھی ہے۔ وہ زینت سماوات بھی

Date:

ہے ۔ زمین پر بھی انہیں کا نور ہے آسمان پر بھی ان کا نور ہے ۔ اس لیے کہ رب کریم نے محبوب پاک علیہ السلام کو حسن کا ماہ تمام بنا کر دنیا میں رونق افروز فرمایا ۔ آپ خدا کا ہدیہ عظیم ہیں ۔ اور تحفۂ خداوندی ہیں علامہ اسماعیل حقی نے ۔ فرمایا ولا یُعرض عنہ الا الکفرون والمنافقون ۔ خدا کے ہدیے اور تحفے سے یا تو کافر منہ پھیرے گا یا منافق منہ پھیرے گا ۔ اتنا بڑا عظیم تحفہ ہے ۔ اہل محبت اہل سنت میلاد شریف کی عظیم محفلیں خوشیوں اور مسرتوں کے ساتھ مناتے ہیں ۔ تو دراصل اس عقیدت کا اعلان ہے ۔ کہ اللہ ہمیں جس طرف سے آنے والا ہدیہ اور تحفے کے ساتھ دل و جان سے محبت اور عقیدت سے ہم ان کے آنے پر ان کی تشریف آوری کا چرچے کرتے ہیں ۔ اور شکر ادا کرتے ہیں ۔ یہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے ۔ اور اب اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ پوچھ لو ۔ کہ میں نے محبوب کیسے کون کون سا حسن دیکر بھیجا ہے ۔ میرے آقا کا آنا بھی معجزہ خدا کی کائنات میں کبھی کوئی ایسا معجزہ ایسا ہوا ہی نہیں ۔ یہ آقا کی آمد والا معجزہ ہے ۔ حضور کی تشریف آوری پر پہلی صفت لقد جاءکم تمہارے پاس تشریف لایا ۔ اگر پیدا ہونے والے کی پیدائش کو آنے کے ساتھ تعبیر کریں ۔ تو وہ کہاں آیا اپنی امی کے پاس ۔ باقیوں کے پاس تو نہیں آیا ۔ امی کا حوصلہ ہے ۔ ماں کا پیار ہے ۔ ماں کو اس کے آنے سے خوشیاں ہیں ۔ اور ماں کو پتا اس کے آنے سے جسمانی طور پر بڑھاپے میں فائدہ ہوگا ۔ کہ اس کی خدمت کریگا ۔ لیکن رب تعالیٰ فرماتا ہے ۔ جاءکم اے شرق والو ۔ اے غرب والو ۔ اے شمال والو اے جنوب والو اے سفلیات والو ۔ علویات والو ۔ مسجود آیا تو طیبہ طاہرہ آمنہ کی گود میں ہے ۔ لیکن اس کا کرم ساری کائنات پہ ہے ۔ ان کے آنے کی برکت پوری کائنات پہ ہے ۔ لقد جاءکم یہ صرف امی جان کے لیے نہیں آئے ۔ یہ ساری کائنات کے لیے تشریف لائے ہیں ۔ ——

تو فرمائیں کہ جاءکم بھی سرکار کی صفت ہے یا نہیں ۔ اور اس کو یوں بھی سمجھیں کہ آنے والے کے آنے سے کوئی خاص نہیں پڑا ۔ پہلے جو لوگ موجود تھے ۔ وہ محتاج تھے ۔ آنے والا بھی انہیں جیسا ایک محتاج آگیا ۔ تو بتائیے کہ آنے والے سے کوئی نمایاں فرق ہوا ۔ پہلے سو محتاج تھے ۔ اب جو آگیا وہ بھی محتاج ہے ۔ تو ۱۰۱ ہو گئے ۔ بتائیے معاشرے میں خوشی ہوگی یا نہیں ۔ کیا اعلان ہے ۔ محتاجوں نے سمجھا کہ حاجت روا آگیا ۔ مریضوں نے سمجھا کہ ہمارا معالج آگیا ۔ کئی بولے کہ انہیں جیسا ہے ۔ کہ پاگلوں ہیں جیسا ہے تو آنے کا اعلان کیوں کرتا ہے ۔ کیوں جب پہلی دنیا بھی بنی جیسی اور بنی ان جیسا ہے ، تو پھر بشر مثلکم اعلان جیسا ۔ خدا کا جاءکم فرمانا بتاتا ہے ۔ کہ ساری کائنات والو ۔ دل کا نو متبل لعنی صفات جیسی ۔ سارے مفرق تھے ۔ خوشیاں مناؤ ۔ مستفرق کائنات کو نکال کر کنارے پہچانے والا

Date:

مصطفیٰ آ گیا ہے۔ بناؤ کا انتظار بنا تا ہے۔ کہ میرے آقا اپنے دامن میں ساری کائنات کی مشکلات کا حل لے کر
تشریف لائے ہیں۔ محتاجوں کے پاس ان جیسا محتاج نہیں آیا۔ بلکہ حاجت روا آیا ہے۔ گمراہوں کے پاس
ان جیسا بھولا ہوا نہیں آیا۔ بلکہ وہ آ گیا جس کی زیارت کر کے کفر و شرک کی دلدل سے گمراہ نکل رہے ہیں۔
کئی ایسے صحابہ کرام ہیں۔ کہ جنہیں ایمان صرف اس لئے مل گیا۔ کہ انہوں نے سرکار کو دیکھا۔ دل نے گواہی دی کہ
انکار نہ کر۔ ابو بریدہ اسلمیؓ جب سفرِ ہجرت میں جب سرکار کے تعاقب میں آ گئے۔ آپ نے ان کا نام
پوچھا۔ تیرا نام کیا ہے تیرا قبیلہ کیا ہے۔ اور قبیلے کی کون سی شاخ سے تعلق رکھتا ہے۔ انہوں نے سب بتا دئے۔
میرے آقا علیہ السلام نے صدیق اکبر سے ان کے نام قبیلے نام سے اچھا شگون لیا۔ جب سرکار نے انہیں دیکھ لیا۔
اب وہ بولتا ہے۔ کہتا ہے۔ مَنْ اَنْتَ آپ کون ہیں میرے آقا نے فرمایا۔ انا محمد ابن عبد اللہ رسول اللہ فرمایا میں
حضرت عبد اللہ کا صاحبزادہ محمد ہوں جو کہ اللہ تعالیٰ کا شان والا رسول ہے۔ مقصد یہ کہ میں صرف عبد اللہ کو کہ صرف باپ
کا بیٹا ہی نہیں۔ میں اللہ کا بھی رسول ہوں۔ میری دو نسبتیں ہیں۔ ایک میری نسبت جو ہے وہ میرے والد بزرگوار کہ میں
ان کا بیٹا ہوں۔ اور دوسری نسبت یہ کہ یہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں۔

یہاں ایک اشارہ ملتا ہے۔ میں ابن عبد اللہ ہوں۔ رسول اللہ ہوں۔ یعنی باپ کا بیٹا ہوں اللہ کا رسول ہوں۔
کہ باپ اپنے بیٹے سے کچھ چھپا کے رکھتا ہے بتاؤ۔ کہ باپ کا ہے جو کچھ وہ بیٹے کا ہی ہے۔ سرکار نے فرمایا میری دو نسبتیں
ہیں۔ میں ابن عبد اللہ بھی ہوں رسول اللہ بھی ہوں۔ اور باپ کے ساتھ بیٹے کی نسبت جو ہے وہ شک نہیں۔ یہ بارہا ٹوٹ بھی
سکتی ہے معاذ اللہ۔ لیکن خدا کے ساتھ جو نسبت ہے۔ وہ ٹوٹ نہیں سکتی۔ بیٹا مر سکتا ہے باپ
خالی رہ جائے۔ باپ مر سکتا ہے بیٹا یتیم ہو جائے۔ اور یہ اللہ کا رسول بھی ہے۔ نہ رسالت ختم ہو سکتی ہے۔ نہ الوہیت
ختم ہوتی ہے۔ تو جب باپ کے پاس جو کچھ ہے وہ بیٹے کا ہے۔ کہ جو کچھ خدا کے خزانے میں ہے وہ مصطفیٰ کا ہے
بیٹا سعادت مند ہو۔ باپ کا جو کچھ ہے وہ بیٹے کا ہے۔ اور رسول علیہ السلام سے زیادہ
وفادار کون ہوگا۔ خدا نے جو بنایا ہے کس کو دے گا۔ رسول کو نہیں دیتا تو — یہ وہ نقطہ ہے جہاں میرا امام بول
رہے ہیں۔ خدا کی قسم قدسی بھی [illegible] کر اٹھتے ہیں — اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت [illegible]
مولانا الامام احمد رضا بریلوی کا ہے — نذرِ رسول تو نہیں میں اللہ کے جیب بھی میں [illegible] رسول اللہ

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب — یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تجھ سے سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا — وہ اللہ تعالیٰ کا رسول بھی ہیں۔ اور حبیب بھی ہیں۔

البیشک [illegible] مفتی [illegible] احمد یار خان — وہ [illegible] ہیں

Date:

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا۔ (B) دونوں جہان ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں۔
انا محمد بن عبداللہ رسول اللہ۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں گا کہ سرکار عرش کی ترجمانی کر رہے ہیں
وہ تحریر جو رب نے ہر شے کو بنانے سے پہلے عرش پر تحریر کی۔ سرکار مدینہ پاک میں کھڑے ہو کر
عرش کی تحریر سنا رہے ہیں۔ پہلی تحریر جو رب العزت نے قلمِ قدرت نے لوحِ محفوظ میں لکھی لا الٰہ
انا محمد رسول اللہ۔ جب یہ تحریر ہوئی اس وقت ابھی کسی شخصیت کے بیٹے ہونے کی وجہ سے
ظاہر نہیں ہوئے۔ ابھی تک نورِ خدا ہی تھا۔ اور نورِ خدا بھی وہ جو قدرت کی آغوش میں جلوہ گر رہا
ماں نہ باپ نہ دادا نہ پردادا کوئی شے نہیں۔ تو جب رب نے اپنی نسبت سے بیان کیا۔ اور جب سرکار
عبودیت و بشریت و رسالت کے ساتھ آ گئے۔ تو محمد مصطفیٰ علیہ السلام نے بھی جسمانی طور پر بھی اپنی
عصمت کو بیان کر دیا۔ خدا فرماتا ہے لا الٰہ الا انا محمد رسول اللہ۔ اور یہ فرماتے ہیں انا محمد ابن عبداللہ
محمد رسول اللہ۔ جو کچھ باپ کا ہے۔ بیٹا سعادت مند ہو تو بیٹے کا ہی ہے۔
باپ اصل ہے بیٹا شاخ ہے۔ باپ سے لڑائی نہ کرو۔ کہ جو کچھ ہے وہ تیرا نام کر۔
خود رب کا ہو تو باپ کی سعادتی کا بھی دشمن ہے۔ جو کچھ جڑ میں ہے وہ شاخ میں جائے گا
اولاد کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ماں باپ کی سعادتی سے کوئی تعلق نہیں۔ بزرگ بھی سنیں۔
ایسی اولاد کے لیے کما رہے ہیں۔ سود کم تول۔ اپنی نسبت کی دلچسپی۔ اللہ کا بندہ بن کر اپنی
سرکار نے تیرے لیے مستقبل بنا دیا۔ تو اپنی بھلا یا نہیں۔ اس کی تیرا مکان۔ دولت ... جھڑے
بیٹی بہن کو دیکھنا ہے کالج۔ آٹو پسٹک پڑا ہے۔ لیکن دیکھو کس کا تو ہی ہے یا نہیں۔
اگر بیٹوں کا رابطہ جڑ سے نہ ہوتا تو۔ عمل نہ بنتا۔ باپ کا ہونا ہی نسبت ہے۔ نہ ہوتا تو جھوٹے پڑتے۔
بیٹا بہت بڑا افسر ہے لیکن باپ کی عزت نہ ہو تو کوئی عزت ہے۔ انا کا درس ہوتا ہے۔ نفسیاتی دنیا کا حال
بوڑھا باپ بھی جو بیٹوں کو چوم جس نے عزت عطا کی ہے۔ = انت و مالک لابیک۔
اپنی بیٹی کو اچھا نہ سمجھ ماں باپ کی شرعی زندگی میں عورت شوہر کی اجازت سے اچھا
آتی ہے میری قدرت کہو اللہ تو اس کی خدمت کے لیے کھڑا ہو گیا۔ ماں باپ راضی ہو گئے۔ وعلی
گھر جا بیٹوں کو معاف فرما دیا ہے۔ ماں باپ کہہ گئے تھے کی زبان پر کلمہ جاری نہیں ہوتا۔ نبی پاک کا آنا
اور پوچھا۔ اس کی ماں ناراض ہے۔ اس کے گھر میں گئے۔ میں اس کی شفاعت کروں تو رب مانا جائے
بڑھیا کے پاس گئے۔ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم۔ سرکار کو آپ لوگ جانتے نہیں۔ ماں نے معاف کیا

38 370

Date:

ماں نے معاف کر دیا — مگر اللہ رسول کے نام پر معاف کر دیا — معاف کیا۔ ماں کی گستاخی نے کلمہ پڑھ لیا — صحابہ کو فرمایا۔ انا محمد ابن عبداللہ۔ عظمت رسالت کے ہوتے ہوئے بھی اس کا رشتے والے کا نام لیا—

Dabbas

۲-۱۹
۶ — ۲ — ۱۴۳۷
۲۶ — ۵ —
۱۲ — ۲۷ — ۰۹

AM
بفتہ

(سید محمد محفوظ الحق شاہ)

Date: ۸-۶-۰۱

۶۴- شانِ رسالتؐ

۲۶۔ خطبہ شریف ۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین ۔۔۔ معرض وجود میں ہر شئے کے آنے کے حوالے سے ایک
تقین تو یہ ہے کہ کائنات میں پائی جانے والی جو اشیاء ہیں ۔ وہ اللہ کی مخلوق ہیں ۔ باہم درجہ خلق میں ہیں ۔
اور اللہ تعالیٰ خالق ہے ۔ وہ بھی موجود ہے ۔ جس کا وجود اپنا ہے ۔ وجود سے مراد جسم نہیں ۔ بلکہ پایا جانا ہونا
وہ ہے ۔ خود بخود ہے کسی سبب سے معلول نہیں ہے ۔ وہ کسی علت کا یا کسی سبب کا نتیجے میں
موجود نہیں ہے ۔ بلکہ وہ علت کا بھی خالق ہے ۔ وہ اسباب کا بھی خالق ہے ۔ وہ عوارض کا وہ جواہر کا وہ
ذوات کا وہ صفات کا ہر شئے کا خالق ہے ۔ اور وہ خلق ہونے سے پاک ہے ۔ خلق السموٰت والارض
خلقکم اس کی شان ہے ۔ خلقکم وما تعملون یہ اس کی صفت ہے ۔ لیکن کوئی اس کا خالق نہیں ۔ اللہ
تعالیٰ موجود ہے ۔ اس کا وجود ہے ۔ اس کا ہونا واجب ہے ۔ وہ کبھی تھا ہے ہمیشہ رہے گا ۔ وہ ازل سے
ابد تک ہے ماورائے ابد ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے اور ہمارا بھی وجود ہے ۔ پر دن کا وجود ہے اپنا نہیں
سورج نے تجلی کی تو اس کے جلوے کا صدقہ دن معرض وجود میں آیا ۔ اللہ کریم جل مجدہ الکریم نے سورج
چڑھایا ۔ سورج کا بھی اپنا وجود نہیں ہے ۔ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے آسمان پہ لٹکا کے روشن فرمایا ۔ تو اب اگر ہم یوں
کہیں کہ سورج نے دن چڑھایا ہے ۔ تو حرج نہیں ۔ کیونکہ جب تک وہ نہیں چڑھتا ۔ دن کا وجود ظاہر نہیں
ہوا ۔ لہٰذا یہ بھی صحیح ہے ۔ کہ سورج نے دن چڑھایا ۔ یہ بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن چڑھایا ۔ کیونکہ
اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ چیزوں کو ان کے اسباب کے ساتھ متعلق کر کے ظاہر فرماتا ہے ۔ بارش برسانا
اسی کا کام ہے ۔ لیکن اس کا یہ دستور ہے کہ وہ بادل نام کی شئے زمین اور آسمان میں معلق فرماتا ہے یہ بادل جو
ہے وہ چھلکتے ہیں اور برستے ہیں ۔ لیکن بارش برسانا بادل کا کام نہیں ہے ۔ خالق بادل کا کام ہے ۔
جس نے بادل پیدا کئے ہیں ۔ دن چڑھانا سورج کا کام نہیں ہے ۔ بلکہ یہ خالق کا کام ہے جس نے کائنات کو
پیدا کیا ۔ کیونکہ سورج مخلوق خدا ہے ۔ اور اس کا اثر یہ ہے کہ دن چڑھا دیتا ہے ۔ لہٰذا ہم حقیقتاً یوں
کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دن چڑھایا ہے ۔ اور مجازاً یوں کہیں گے کہ سورج نے دن چڑھایا ہے ۔ کیونکہ اس
کا یہ دستور ہے ۔ کہ وہ کبھی بھی سورج کے بغیر دن نہیں چڑھاتا ۔ لہٰذا دونوں نسبتیں صحیح ہیں ۔ اللہ والو ۔
حقیقت یہ ہے کہ وہ خالق ہے ۔ ہم مخلوق ہیں ۔ اللہ خالق ہے دن مخلوق ہے درمیان میں سورج کا تعلق
ہے ۔ یہ نام کی ایک کڑی قسم ہے اس نے بنایا ہے اور چڑھایا ہے ۔ دن اور اس کا خالق درمیان میں
ایک سبب کھڑا کر دیا ۔ جس کو سورج کہتے ہیں ۔ اگر سورج نہیں چڑھتا ۔ تو دن نہیں چڑھتا ۔ یہی
مسئلہ ہے ۔ ایک ہے خالق ایک ہے خلق جس طرح دن چڑھانے میں اس نے اپنی شان تخلیق درج

Date:

کے درمیان۔ سوراخ چڑھایا ہے اسی طرح اس نے مخلوق اور خالق کے درمیان ایک سوراخ رکھا ہے۔ جب تک
وہ نہیں کھلے گا۔ کائنات پیدا نہیں ہوئی اس سوراخ کو محمد کہتے ہیں۔

یہ تو سچ ہے۔ کہ وہی پیدا کرنے والا بالا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ وہی دن چڑھانے والا ہے۔ لیکن نہیں چڑھاتا
جب تک کہ سوراخ نہ چڑھے۔ یہ تو سچ ہے ہر شے کا خالق ہے۔ لیکن نہیں پیدا کرتا جب تک رسول
اللہ کے حسن کے درمیان میں برزخ نہیں بناتا۔ جب تک وہ پیدا نہیں ہوئے ان کا نور پیدا نہیں ہوا۔
رب کریم نے کچھ بھی پیدا نہیں فرمایا۔ اول ما خلق اللہ نوری کا القلم۔ دوسری حدیث شریف ہے اول ما خلق
اللہ عقل۔ اول ما خلق اللہ نوری۔ یہ حدیث شریف سنیوں کو یاد آتی ہے۔ حضرت نے یہ تینوں حدیث
شریف پڑھ کر فرمایا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر قلم سب سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ تو نور اس کے بعد
اور سب کچھ بعد میں پیدا کیا گیا ہے۔ اور اگر عقل کو سب سے پہلے پیدا فرمایا۔ تو عقل سے کائنات
بعد میں پیدا کی گئی ہے۔ اگر نوری کے حوالے سے حضور کا نور سب سے پہلے ہے۔ تو یہ سارا شے
بعد میں ہے۔ اب یہ تین چیزیں ہیں (عقل۔ قلم نور مصطفیٰ) ان تینوں کیلئے حضور علیہ السلام
نے اولیت کا قول دیا ہے۔

ایمان والو یہ پلے باندھنے کی چیزیں ہیں۔ آپ کے سامنے اگر کوئی دعویٰ کرے۔ کہ نبی پاک کا علم
صرف اتنا ہے۔ اتنا نہیں ہے۔ تو آپ کم از کم اس سے یہ پوچھیں کہ سرکار علیہ السلام کے علم
پاک کی تشریحات و تفصیلات شروع ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ کی اگر علم کی وسعتوں کا
متعلق کسی کو شک ہے تو آپ اس کو یہ پوچھ لیں۔ کہ حضور کی حدیث پاک کے حوالے کو بغیر کسی سائنس
دان سے پوچھیں کہ سب سے پہلے کیا پیدا ہوا۔ واللہ وہ یہ تو کہتے ہیں۔ کہ کائنات لاکھوں سال
سالوں سے ہے۔ لیکن پہلے کی چیز کے بارے میں کوئی پتا نہیں۔ جس حقیقت تک سائنسدانوں کی
رسائی نہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ مسئلہ مدینے شریف کے بکریوں کے چرواہوں کو بھی آتا تھا۔ نبی پاک کے
کے غلام باوفا جو دن بھر بکریاں چراتے تھے۔ وہ بڑے لطف سے بکریاں چراگاہ میں چھوڑ کر ساتھ
بیٹھ کر آنے والوں کو رسول اللہ کے علم کا درس دیا کرتے تھے۔ کہ درس درود سلام اس رسول اعظم پر
کئی کئی ہزار کی فیس دے کر کے بعد ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھا کر لیکچر دینے والے یہ نہیں بیان کر سکے
ان حقائق کو۔ جو حضور کے غلام علیہ السلام نے جنگل میں بکریاں چرانے والے ریگزار میں بتا دیا۔ اگر یہ
آقا کے علم کا کسی کو پتہ نہیں چلتا۔ تو اسے خدا کا علم نہیں ہے۔ اول ما خلق اللہ القلم۔ عقل۔ نوری

Date:

میرے استاد گرامی نے ارشاد فرمایا۔ اس کے دو جواب ہیں۔ اول قلم ہے تو باقی بعد میں اول عقل ہے —
— میں آپ سے سوال کرتا ہوں۔ کہ سب سے پہلے مسجد میں کون آیا۔ تو ایک صاحب کہنے لگے
کہ میں آیا۔ دوسرا کہنے لگا میں آیا — اور ہم حیران ہو گئے کہ دونوں مسجد میں آئے۔ اور مسجد میں بیٹھ
کر مسلمان تو جھوٹ نہیں بولتا۔ (مسجد میں شمس) جب یہ دونوں باتیں آگئیں۔ اس کا جواب
ایک تو یہ ہے کہ اولیت دو قسم کی ہے۔ ایک ہے اولیت حقیقیہ۔ ایک ہے اولیت اضافیہ۔
اولیت حقیقیہ تمام افراد کے حوالے سے ہوتی ہے کہ ہر فرد سے پہلے۔ اور اولیت اضافی ہوتی
ہے کہ اکثر سے پہلے۔ لیکن بعض افراد ایسے بھی ہیں جو ان سے پہلے۔ ایک اولیت حقیقی کی
بات کرتا ہے۔ اور ایک اولیت اضافی کی بات کرتا ہے۔ مثلاً اولیت حقیقی اس کو ہے۔
کہ جب وہ مسجد میں آئے تو آ کے بیٹھے۔ ابھی کوئی مسجد میں موجود نہیں تھا۔ اور اولیت اضافی
یہ ہے کہ وضو کرنے والوں میں نہیں تھا۔ اولیت اضافی یہ ہے۔ کہ جب یہ صاحب آئے تو وضو
کرنے والوں وہاں کوئی نہیں تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے آ کے وضو کیا۔ یہ جو کہہ رہا ہے کہ سب
سے پہلے میں آیا۔ یعنی وہ یہ ہے۔ کہ وضو کرنے والا کوئی پہلے نہیں تھا۔ تو میں آگیا۔ وہ جو آ کے مسجد
میں بیٹھا ہے۔ کہ وہ تو گھر سے ہی وضو کر کے آیا ہے۔ وہ ہے اولیت حقیقی۔ وہ ہے اولیت اضافی
استاد نے فرمایا۔ کہ عقل اور قلم یہ پہلے ہیں۔ لیکن یہ ساری کائنات سے پہلے ہیں مگر رسول
اللہ کے نور سے بعد میں ہیں۔ کیونکہ ان کے نور کو تو پیدا کر کے رب کریم نے اپنی رحمت ازلی کی
آغوش میں چھپا کے رکھ دیا۔ پھر کام شروع کر دیا کرنے کا — لیکن عقل اور قلم کا تصادم تو
رہ گیا۔ ان میں سے پہلے کون ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں۔ اس کے سلسلے میں بنیادی جواب یہ ہے۔
قلم اور عقل نور یہ جدا جدا حقیقتیں نہیں ہیں۔ ایک ہی حقیقت کے تین نام ہیں۔ جو
ہیں کاٹ دو۔ فرمایا سب سے پہلے قلم۔ عقل۔ نور مصطفیٰ ۔ فرمایا ان تینوں کو ایک ہی نام قرار
دیا ہے۔ یعنی نور بھی سرکار کا ہے۔ قلم بھی حضور ہیں عقل بھی حضور ہیں۔ قلم بھی سرکار کا نور
ہے۔ عقل بھی سرکار کا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نے قلم نور قلم اعلیٰ بنایا۔ جس قلم نے ساری
کائنات کی تقدیر کو لکھا۔ — کی حد سے وفا تو نے — یہ قلم بھی حضور کی
ذات ہے۔ عقل بھی حضور کی ذات ہے۔ اس کی دلیل میں ایک حدیث شریف ہو سکتی ہے
وہ یہ ہے۔ وہب ابن منبہ جو کعب احبار کی طرح عبداللہ ابن سلام کی طرح۔ وہب ابن منبہ تو آپ

Date:

اور انجیل کے بہت بڑے عالم فاضل تھے۔ اسلام کی جلوہ گری سے پہلے۔ آپ کتب سماویہ کے بہت بڑے عالم
تھے۔ آپ نے فرمایا حدیث شریف بیان کی ہے۔ کہ میں نے آسمان سے نازل ہونے والے ایک سو چار
صحیفے پڑھے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہیں۔ اور جس بات ہوگی کو آج تک سمجھ نہیں آئی وہ ہم کو حضور علیہ السلام
کے علم کو بولتا ہے — ایک سو چار صحیفے کا عالم فاضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک سو چار
صحیفوں میں لکھا دیکھا۔ رب کریم نے فرمایا۔ ایک طرف میری ساری کائنات کی اصل ہے جس میں
فرشتے بھی شامل۔ جن انبیاء بھی شامل۔ رسل۔ باقی کی تو بات ہی کیا ہوگی۔ انسان بھی شامل
ہیں۔ جنات بھی شامل ہیں۔ ملائکہ انبیاء مرسلین۔ رب ذوالجلال نے فرمایا کہ ایک طرف
ساری کائنات کی اصل ہے۔ اور ایک طرف میرے مصطفیٰ کی [illegible] ہے۔ کیا توازن ہے۔ تول اور ترازو
کیا کہتا ہے۔ دنیا کا ترازو نہیں۔ خدا کا ترازو۔ رب تعالیٰ کا میزان۔ جس کو اللہ تعالیٰ قرآن شریف
میں بیان فرماتا ہے۔ ووضع المیزان — اللہ نے ترازو رکھی فرمایا الا تطغوا فی المیزان۔ میں نے
اپنا ترازو اس لیے رکھا۔ کہ تم پاگل نہ بننا۔ اپنی ترازو میں کمی بیشی نہ کرنا۔ مفسرین فرمایا۔ آج تولنے
والو۔ تجارت کرنے والو۔ پورا تولو۔ ترازو میں کمی بیشی نہ کرنا۔ رب کریم کو تمہارا ترازو کی کمی بیشی
پسند نہیں ہے۔ اسی ترازو سے تولو جو رب کریم نے تمہیں عطا فرمایا۔ واقیموا الوزن بالقسط —
میزان — انصاف کے ساتھ تول پورا کرو۔ ہر ایک کہتا ہے کہ تول صحیح کرو۔ رب یہی کہتا ہے —
فرمایا اغنیاء بے نیاز خالق مالک رب۔ اگر یہ مسلمان ہے سب سمجھتے ہیں — مثلاً یہودی وغیرہ۔
اللہ نے محبوب کا نور منتقل کر کے فرمایا۔ یہ بیت المقدس بعد میں دھکے کھانے والو۔ پیدا ہونے والو۔ انصاف سے
بات کرنا۔ میرے مصطفیٰ کا متعلق میرا رسول نبی میرا رب کے محبوب ہے (B) سب سے پہلے جلوہ گر
ہوا ہے — واقیموا الوزن — میزان — وزن انصاف کے ساتھ کرو۔ ایک آدمی ملک کی
لوگوں کے بیچ گیا۔ کہ اللہ کا نبی چالیس سال اسے کوئی پتہ نہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ رضی اللہ اس
نے کہا میں کچھ نہیں ہوں تمہارے جیسا بشر ہوں۔ حرف میں [illegible] آیا ہوتا۔ اللہ نے وحی دی ہے [illegible]
طرح کھاتا پیتا تھا۔ ہماری طرح چلتا پھرتا تھا۔ کھانے کا محتاج تھا۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین
[illegible] رب نے فرمایا تھا واقیموا الوزن — بے حیا نہ بننا تول صحیح بننا — بالکل تو خود اپنے اور سورۃ
کو ایک ترازو میں رکھ کے تول دیا۔ تول سے کم ولا تخسروا المیزان۔ تول میں کمی نہ کرنا۔ کبھی تولنے والا خود
[illegible] زیادہ۔ تھوڑے کا بھی پر بات۔ اللہ فرماتا ہے میرے محبوب کا تول میں کمی نہ کرو زیادتی نہ

46 378

Date: ۲۵-۵-۰۱

-۶۵

۲۸۶ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین ـــــ الحمد للہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور رب کریم نے اس دور میں بار دیگر وہ ماہ مبارک نصیب ہوا ہے۔ کہ جس کی برکت سے ساری دنیا کو امن چین اور قرار نصیب ہوتا ہے کیونکہ اس مبارک ماہ سعید میں وہ تشریف لائے۔ جن کو رب کریم نے بھیجا ہی اسی مقصد کے لیئے ہے۔ اور اس میں تو شک ہی نہیں ہے۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ نبی پاک ؐ کے تذکرے۔ انسان کی تخلیق کے آغاز سے ہی شروع ہوئے۔ اور سب سے پہلا انسان حضرت آدم علیہ السلام رب کریم نے انہیں ایسے ماحول میں پیدا فرمایا۔ کہ وہ جدھر کان رکھتے تھے۔ اسی سمت حضور کے ذکر کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ ایسے پر انوار ماحول میں ایسے بابرکت ماحول میں ایسے منظم ماحول میں پیدا فرمایا۔ کہ آپ کی ہر سمت حضور علیہ السلام کی عظمت کے چرچے سنائی دیتے تھے۔ اور آپ کو قدرت نے جس رنگ میں بھیجا۔ جس کائنات میں بھی تو اپنے رسولوں کی زبان سے کہلوایا۔ اور رسولوں نے اپنی امتوں کے سامنے ان کی آمد کو بیان فرمایا۔ اور جب رب کریم نے حضور کی تشریف آوری کو یا میلاد مبارک کو بیان فرمایا۔ اور جب خود ارشاد فرمایا تو اس وقت سننے والوں میں کوئی بھی گھٹیا نہیں تھا سب سے اونچے درجوں پر فائز ہیں۔ جس اجتماع میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی آمد کا اعلان فرمایا سننے والا ان میں کوئی بھی گنہگار نہیں تھا۔ کوئی بھی خطا کار نہیں تھا۔ کوئی بھی جرم کرنے والا نہ تھا۔ کوئی بھی رب تعالیٰ سے غافل رہنے والا نہ تھا۔ بلکہ سب وہ تھے جو اس کی پہچان کرنے کی سعادت رکھتے تھے۔ ان کے سامنے رب تعالیٰ نے حضور آقا ؐ کی آمد کو بیان فرمایا۔ ثم جاءکم رسول۔ اے رسولو علیہم السلام یہ ہے ممکن کہ تمہارے دور میں تمہارے پاس میرا شان والا رسول تشریف لے آئے۔ اے اللہ اس عظیم رسول کو کس مقصد کے لئے بھیجنا مراد ہے۔ وہ کس مقصد کے لئے تشریف لا رہیں گے۔ ان کو بھیجنے کا ذری قدرت کا منشا کیا ہے مقصد کیا ہے ہر ادیکھا ہے کہ تو قرآن شریف پڑھیں سورۃ فاتحہ ہو۔ یا کوئی سورۃ ہو۔ ہم اس سے پہلے تعوذ اور تسمیہ پڑھیں گے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اور بسم اللہ سے پہلے اعوذ باللہ ہی ہے کیونکہ جس وقت نعمتوں کا دسترخوان بچھایا جائے گا۔ پہلے انتظام کرتے ہیں کہ کوئی مکھی نہ بیٹھے۔ اور مکھی تب بیٹھے گی جب گھس آئے گی۔ اور کوئی کتا نہ داخل ہو۔ تاکہ وہ برتن کو کھانے کو پلید نہ کر دے۔ لہذا یہ انتظام پہلے کر لیتے ہیں کیونکہ دسترخوان بچھایا جانے والا ہے لہذا کوئی کتا بھی نہیں آئے۔ کوئی مکھی بھی نہیں آئے۔ آئیں تو نرے مہمان ہی آئیں گے۔ اور دسترخوان ہو۔ اور مہمان ہو۔ اور رحمتیں برکتیں حاصل کریں اللہ کو یہی منظور ہے قرآن شریف کی تلاوت سے پہلے۔ ایک حکم عطا فرمایا ہے واذا قرأت القرآن ـــــ رجیم۔ اے نبی جب تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے۔ تو یہ میری رحمت کا وہ عظیم دسترخوان ہے۔ جو حرف میں بے شمار عظیم

Date:

پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا پہلے انتظام کرلو۔ کہ کتا اندر نہ گھسے مالک کی مولاہ۔ کیا انتظام کریں۔ فرمایا یوں کہو۔ فاستعذ ــ
الرجیم ـ یعنی یوں پڑھو۔ اعوذ باللہ ـــــ الرجیم۔ جب تم نے استعاذہ پڑھ لیا۔ تو شیطان کا داخلہ بند ہو گیا۔
مکمل طور پر شیطان کی سب پابندی لگ گئی۔ تو اب جب دسترخوان رحمت کا بچھنے والا ہے۔ تو ایک ذکر ہو گا
کرو تاکہ تمہیں اس قابل ہو جاؤ کہ استفادہ کرو۔ پہلا ذکر تو تھا۔ کہ غیر متعلق داخل نہ ہوں۔ اب جو ہے۔
وہ اس لیے ہے کہ تم وہاں داخل ہونے کے قابل ہو جاؤ۔ وہ کیا ہے۔ بسم اللہ ـــــ الرحیم ـــ اللہ کے نام سے
شروع کرتا ہوں۔ جو نہایت مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ یعنی بسم اللہ شریف پڑھو۔ یہاں دو بحثیں مسدست
پہلی بحث نذر میں توفیق الٰہی سے معنی تو یہ ہے کہ تلاوت کرنے لگو تو اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرو۔ اسی وجہ
سے ہم مفسرین پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے ترجمہ صحیح نہیں کیا۔ جب یہ کہتے ہیں کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام
سے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے ترجمہ صحیح نہیں کیا۔ اللہ کے نام سے شروع نہیں کیا تو تم نے شروع سے شروع کیا ہے
ایک اعتراض تو یہ ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ذکر میں اللہ تعالیٰ کا نام دوسرے نمبر پر ہے۔ پہلے با ہے پھر اسم آتا ہے۔ پھر
اللہ ہے۔ بسم اللہ ــ الرحیم۔ اب کہ رب نے اپنا نام دوسرے مقام پر رکھا ہے کہ پہلے با ہے پھر اسم ہے پھر اسم جلالت
ہے۔ ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ آج تک کسی مفسر نے یہ پردہ نہیں اٹھایا۔ کہ اس میں حکمت کیا ہے۔ یا میری کم علمی
سمجھیں کہ مجھ کو کوئی ایسی کتاب نہیں ملی۔ اگر ملی نہیں تو بندہ ناچیز نے کسی سے سنا بھی نہیں۔ اسم جلالت تیسرے نمبر پر
ہے۔ اگر اللہ والے نے یہ کہہ دیا کہ شروع کرتا ہوں۔ کہ کون سی بڑی بات ہے۔ با پہلے ہی ہے اسم پہلے ہی ہے۔ واللہ۔
یہ پردہ اٹھایا ہے امام اہلسنت نے وہ فرماتے ہیں۔ کہ با حرف ہے۔ با ہے حرف جر۔ اسم ــ تین چیزیں
ہیں کہ اسم فعل حرف۔ حرف جو ہوتا ہے یہ نہ مسند ہے نہ مسند الیہ ہے۔ یہ قائم بذات نہیں ہے۔
یہ کسی کے سہارے کھڑا ہوتا ہے کہ جیسے اسم کے ساتھ با لگ گئی۔ تو یہ اس کے سہارے کھڑا ہو گیا۔ اگر کوئی نرا مِنْ
بولے۔ مِنْ کا معنیٰ ہے۔ لیکن جب رب تعالیٰ نے فرمایا من المسجد الحرام۔ اب مِن کا پتہ چل گیا۔ یہ نبی پاک کے سفر
معراج کے آغاز کو بیان کرتا ہے۔ الیٰ حرف ہے۔ لیکن یہ اپنا معنیٰ خود نہیں دیتا۔ جب تک کہ اس کا کوئی متعلق نہ ہو
دیکھا ہے الی المسجد الاقصیٰ ــ المسجد الاقصیٰ نے الیٰ کا معنیٰ سمجھا دیا۔ من المسجد الحرام نے من کا معنیٰ سمجھا دیا۔ اور
اکیلی نہیں آئی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بسم اللہ جو ہے تھا ـــــ الرحیم۔ تو یہ با بھی اسم کے ساتھ لگ کر یہ حرف
جاتا ہے۔ حرف نہ مسند نہ مسند الیہ۔ اور فعل مسند ہوتا ہے۔ اور اسم جو ہے یہ مسند بھی ہوتا ہے اور مسند الیہ بھی
ہوتا ہے۔ مسند کسے کہتے ہیں مسند الیہ کسے کہتے ہیں۔ ــــ با حرف جر ہے۔ اور حرف جو ہے وہ کسی کے بغیر کچھ
بتا نہیں دیتا۔ تو رب نے پہلے وہ حرف کیوں ذکر کر دیا۔ جو کہ قائم بالغیر ہے۔ چاہیے تو یہ تھا۔ کہ اپنا نام پہلے لیتا۔ [illegible]

Date:

پردہ اٹھایا ہے اعلیٰ حضرت بریلوی نے۔ فرماتے ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسم کسے کہتے ہیں۔ اسم جو ہے۔ یہ بمعنی
نشان ہے بمعنی علامت ہے۔ محمد مصطفیٰ الحق یہ اسم ہے کہ یہ میرا اس سراپا کی علامت ہے۔ جب یہ اسم داخل
ہوا۔ تو آپ سے کوئی پوچھتا ہے۔ یہ کون ہے آپ یہ نہیں کہتے کہ یہ جسم ہے۔ یہ انسان ہے۔ ابن آدم
ہے۔ نہیں وہ تو بتانا ہے کہ میں بھی تو انسان ہوں۔ میرا بھی جسم ہے۔ لیکن یہ ہے کون۔ علامت کس کی ہے۔
تو آپ نے یہ کہہ دیا یہ محمد طاہر کا الحق ہے۔ میری علامت ہو گئی۔ پتہ چل گیا کہ یہ اس مسجد کا خادم آ گیا ہے
معارف اعلیٰ بریلوی فرماتے ہیں۔ یہ آیت پاک قرآن پاک کا حصہ بھی ہے۔ بسم اللہ ـــــ الرحیم۔ اور ایک
روایت کے مطابق یہ ایک سو چودہ مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ بلکہ ایک سو چودہ مرتبہ۔ ہر سورۃ کے ساتھ بسم اللہ
شریف اتری ہے۔ وہ آگے سورۃ میں آیت کا جزو بن گئی۔ انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ ـــــ الرحیم
فرمایا یہاں اسم جو ہے یہ علامت ہے۔ علامت اس کی نشانی جانی ہے۔ جس کو کوئی جانتا نہ ہو۔
جو جانتا ہے جب اس کو علامت کی ضرورت نہ ہے۔ علامت اس کو ضرورت ہو گی جس نے جب دیکھا نہیں ہے۔
اسم جلالت اللہ جو ہے۔ جس ذات پہ دلالت کرتا ہے اسے تو کسی نے دیکھا ہی نہیں ہے۔
کسی نے پہچانا نہیں۔ اس کی حقیقت تک کسی کی رسائی نہیں ہے۔ تو جب دیکھا نہیں گیا۔ پہچانا
نہیں گیا۔ اس کا رنگ ڈھنگ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ وہ سب سے پاک ہے۔ تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔
کہ جب پہچانا نہیں گیا۔ دیکھا نہیں گیا۔ تو اب ضروری ہے کہ کوئی علامت تو ہوتا جس سے وہ پہچانا جائے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا بسم اللہ ـــــ الرحیم۔ اس لئے اسم جلالت پہلے نہیں ذکر کیا۔ تو اس کا نام کیا ہے جس
کو کسی نے دیکھا نہیں ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام بھی نہ دیکھ سکے۔ تو اللہ اس ذات پہ دلالت کرتا ہے،
اس کا پتہ کیسے چلے گا۔ اللہ جو ہے وہ اس کا اسم علم ہے۔ لیکن علامت نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح وہ غائب
ہے۔ اسی طرح اس کا نام بھی غائب ہے۔ علامت وہ چاہیے جو ظاہر ہو۔ قرآن شریف اترا نہیں۔ جب تک
میرے آقا کی بعثت نہیں ہوئی۔ اور جب بعثت ہوئی تو پہلی آیت اتری بسم اللہ ـــــ الرحیم
اللہ فرماتا ہے۔ بسم اللہ اللہ کی علامت کس سے لی۔ اللہ کی علامت کیا ہے فرمایا محمد
رسول اللہ ﷺ۔ گویا رب تعالیٰ نے اس کا آغاز ہی رسول اللہ ﷺ کے نام سے کیا ہے۔ سرکار کے ذکر
خیر سے کیا ہے۔ اور بہ با پہلے ہوں۔ با بمعنی ساتھ۔ اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ لِلْمُصَاحَبَۃ۔ با جو
ہے یہ مصاحبت پہ دلالت کرتی ہے۔ یہ ملانے پہ دلالت کرتی ہے۔ اللہ کو ہر شروع سے بیان کرتا ہے
بسم اللہ یہ ساری کائنات جو ہے یہ اللہ سے نہیں مل سکتی چلے گی تو میری علامت کے صدقے میں ملے گی۔

Date:

کے لیے آئے

یعنی ملے گی تو محمد مصطفیٰ کے صدقے میں ملے گی۔ کیونکہ حضور مخلوق خدا کو خدا سے ملاتے ہیں۔

۹ نور او مقصود مخلوقات بود — شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے۔ ساری مخلوق کا رب ہے، جس نے حضور کے نور کی خاطر پیدا کی ہے۔

اصل معدومات اصل ~~مخلوقاتھا~~ تو موجودات بود۔ جو موجود ہیں۔ وہ بھی میرے آقا کے نور سے ہیں

اور جو معدوم ہیں وہ بھی میرے آقا کے نور سے ہیں۔ ہر معدوم اور ہر موجود (B)

موجودات وہ ہیں جنہیں وجود ملا۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی علامت سے شروع ہے، علامت کیا ہے۔ اسم علم کی ذات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا محمد یار صاحب گڑھی شریف والے آپ نے ایک وعظ میں فرمایا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا کیا ترجمہ ہے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا نام کیا ہے اس نے کہا اللہ۔ کہا تو پھر تو اس پر دلالت کرتا ہے، فرمایا اس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں محمد سے شروع کرتا ہوں۔ کائنات کا آغاز تو یہیں سے شروع ہوا ہے۔ ورنہ یہ نہ ہوتے تو کائنات نہ ہوتی۔ یہ نہ ہوتے تو عرش نہ ہوتا۔ فرش۔ ملائکہ۔ مکہ۔ کعبہ۔ بیت المعمور۔ لوح و قلم۔ قرآن کا نام نہ آتا۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت بیان کی۔ الرحمن۔ الرحیم۔ دونوں رحمت سے ہیں۔ دونوں کے مصدر۔ آج کی گفتگو پر امام اہلسنت کا لکھا ہے الرحمن کی اصل مصدر رحمت ہے رحمت کا کیا معنیٰ ہے۔ آپ نے تحریر کیے ہیں۔ ارادۃ ایصال الخیر کسی تک خیر پہنچانے کا ارادہ کرنا یہ رحمت ہے۔ اب رحمت کے لیے دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک تو وہ جسے خیر پہنچانا ہے۔ اور ایک وہ چیز جو پہنچانا ہے۔ اور کوئی ہے تو جس کی جھولی میں خیر ڈالیں گے۔

اور وجود محمد مصطفیٰ کی فرع ہے۔ رسول اکرم علیہ السلام نے فرمایا۔ انا من نور اللہ۔ میرا نور خدا کے نور کی فرع ہے۔ وکل الخلق من نوری۔ اور ساری کائنات میرے نور سے متفرع ہے۔ بقول غلام فریدالدین عطار۔ ۹ سید کونین سلطان جہاں۔

فرماتے ہیں میرے آقا علیہ السلام سارے کونین کے سردار ہیں، اور ساری کائنات کے بادشاہ ہیں۔ سید کونین سلطان جہاں۔ رعایا ہوگی تو سردار ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ لیکن میرے آقا سلطان پہلے ہیں کائنات بعد میں ہے، ابھی کائنات پیدا نہیں ہوگی لیکن یہ ہیں ہے۔ کعبہ بنانے والا پہلے جلوہ گر ہو گیا ہے۔ ابھی مانگنے والے پیدا نہیں ہوئے۔ عطا کرنے والا پہلے ہی جلوہ گر ہوا ہے، اول ما خلق اللہ نوری یا جابر

Date:

ان اللہ خلق —— یا جابر بڑی قسمت والے ہو تم۔ تمہارے نبی کے نور کو رب نے ہر شئے سے پہلے پیدا کیا ہے
بقول مولانا فریدالدین عطار رح سید کونین —— آ تو میراہ بدیں ہمراہ مرشد۔ آ ہیں تبادان محبوب
کیا ہے۔ حضرت جی فرماتے ہیں سرکار کیا ہیں —— یہ دنیا و آخرت دونوں جہان ہیں۔ اور یہ دونوں
جہان میری سرکار کی رعایا ہیں۔ بوصیری نے فرمایا۔

یا رسول اللہ —— سید کونین —— آفتاب جان و ایمان ہمارا گھر سو کیسی روشن
نہ ہو گھر آباد نہیں ہوتا فرمایا ہماری جانیں اور ہمارے ایمان ان میں روشنی رسول اللہ کی ذات سے ہے۔
ہماری دنیا میں بھی وہی چمکتے ہیں۔ ہماری آخرت میں بھی وہی چمکتے ہیں ہمارے اعمال میں بھی وہی چمکتے ہیں
ہمارے کلمے میں بھی وہی —— آفتاب جان —— بوصیری فرماتے ہیں —

فان من جودک الدنیا —— —— القلم۔

یا رسول اللہ علیک السلام یہ دنیا کی ساری نعمتیں اور یہ جنت کی ساری نعمتیں تیرے دستر خوان کا ایک ٹکڑا
ہے۔ ساری خدائی میں جتنی نعمتیں ہیں یہ تیرے دستر خوان کا سارا کھانا نہیں بلکہ تھوڑا سا ہے۔ تیرا دستر
خوان دنیا اور جنت سے کہیں بڑا ہے۔ کیا جب میرے آقا علیہ السلام کا میلاد مبارک ہوا۔ ۱۲ ربیع کو
مکہ معظمہ میں۔ اس سے پہلے دنیا تھی؟ کھانا پینا۔ پہننا۔ وغیرہ سب کچھ تھا۔ میرے آقا کی ولادت
ہجری کی حساب سے ہوئی بعد اور یہ لنگر پہلے سے جاری ہے۔ بوصیری کہتا ہے سخیوں کا پیر ——
کہتا ہے بے شک میرے آقا آپ کا میلاد بعد میں ہوا ہے۔ لیکن لنگر پہلے ہی آپ کا ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے
یہ بریلویوں کا عقیدہ ہے حضور تو فلاں تاریخ کو پیدا ہوئے۔ اگر یہ عقیدہ غلط تھا۔ تو میرے آقا بوصیری کو کہتے
بوصیری میرے سامنے تو جھوٹ نہ بول۔ میں کب تھا پہلے میں نہیں تھا تو میرا لنگر کیسے ہوا۔ نبی پاک بایں معنی
پہلے نہ تھے۔ کہ ابن عبداللہ کے طور پر نہیں آئے تھے۔ یہ نور اللہ کے طور پر تو تھے ——

بوصیری نے بڑی بات آخر شاندار بات کی ہے ایک روایت میں۔ جناب ابوطالب کا شعر ہے۔ اور
ایک روایت میں حضرت عباس کا شعر ہے۔ جس کا معنی ہے سخیوں کا جھنڈا اونچا ہے۔ سرکار کا
رخ انور کو دیکھ کر حضرت عباس عرض کرتے ہیں۔ یا جناب ابوطالب عرض کرتے ہیں۔ یہ بھی صحیح ہیں
وہ بھی صحیح۔ لیکن حضرت عباس کے ایمان پر سب کا اتفاق ہے۔

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ — ثِمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ —

میرے آقا کا حسن اس قدر عظیم ہے۔ آپ کے حسن میں اس قدر جاذبیت کشش ہے۔

Date:

تم کہتے ہیں کہ بادل آئے تو برسے۔ آپ کے رخ انور سے بادلوں کو پانی ملتا ہے۔ پیشوں کا سہارا
کون ہے آتا۔ یہ مشکل کشا نہیں۔ یہ حاجت روا نہیں۔ کسی بریلوی مولوی نے نہیں کہا۔ نبی
پاک کے چچے نے کہا ہے۔ سرکار سن کے چپ کر گئے معلوم ہوتا ہے حدیث شریف ہے۔
جب رسول نے منظوری کا دے دی۔ مان لو۔ کہ اللہ کا رسول مشکل کشا ہے۔ بے ہنگام کے سر
کی چادر۔ رحمت کا معنیٰ ہے۔ اِرَادَۃُ اِیْصَالِ الْخَیْر۔ خیر پہنچانے کا ارادہ کرنا۔ خیر بھی حضور
کی فرع۔ اور جس کو خیر پہنچے گی وہ بھی سرکار کی فرع۔ تو پھر مان لو جڑ پہلے ہوتی ہے۔ فرع بعد میں
ہوتی ہے۔ بنیاد پہلے ہوتی ہے۔ دیواریں بعد میں ہوتی ہیں۔ تنا پہلے ہوتا ہے شاخیں بعد میں ——
باپ پہلے ہوتا ہے۔ بیٹا بعد میں ہوتا ہے۔ خدا کی قسم ساری کائنات مصطفیٰ کی روحانی
اولاد ہے۔ علامہ یوسف نبہانی نے جواہر البحار میں نقل کیا ہے۔ آدم علیہ السلام عرض کرتے ہیں
سرکار آتا ہے یَا بْنِیْ صُوْرَۃً وَ اَبِیْ مَعْنًا آپ صورت میں بیٹے حقیقت میں باپ۔
اسی لیے کہنے والوں نے پیار سے کہا ہے۔ ؎

خدا مصطفیٰ کی رمض سے ادراک عاجز ہے۔
خدا کو مصطفیٰ جانے محمد کو خدا جانے۔
محمد سِرِّ وحدت ہیں کوئی ان کی رمض کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے۔
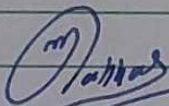
بسم اللہ کے بعد ہے الرحمٰن الرحیم۔ ادھر کیا فرمایا۔ لقد جاءکم —— رحیم۔ خود بھی
رحیم ہے۔ یہ بھی رحیم ہیں۔ رحیم رحمت سے ہے۔ اور رحمت ہے ایصال الخیر۔ کسی کو خیر پہنچانا۔ پتہ چلا
خیر بھی موجود اور جس کو ملے گی وہ بھی موجود۔ معلوم ہوا دونوں وجود کے فرع ہیں۔ اور وجود مصطفیٰ کا فرع
ہے۔ اسی لیے جب تک اللہ تعالیٰ نے نبی پاک کے نور کو جلوہ گر نہیں کیا۔ تب تک لوح اور قلم۔ عرش کو نہیں بنایا۔
معلوم ہوا عرش کا ہر ذرہ آقا کا فرع ہے۔ اللہ رحیم ہے۔ اور رحمت ایصال خیر ہے تو مسلمان دوستو۔
اب مسئلہ یہاں سے حل ہو گیا۔ رب کہہ رہا ہے کائنات میں جس کو خیر دی ہے۔ ان کا مصدر ہے۔
کُلُّ نِعْمَۃٍ جَلَّتْ اَوْ قَلَّتْ۔ مِنْہُ صَغُرَتْ وَمِنْہُ کَبُرَتْ۔ ہر نعمت چھوٹی ہو یا بڑی در مصطفیٰ
سے نکلی ہے۔ سرکار کے آستانِ کرم سے نکلی ہے۔ جس کو جو کچھ ملا ہے در آقا علیہ السلام سے عطا ہوا
ہے۔ کیا فرشتے پڑھتے ہیں درود و سلام ہر آقا پر یا نہیں۔ پڑھتے ہیں۔ جب انہیں اس دربار سے کچھ ملا

52 384

Date:

انہیں تو درود و سلام کیوں پڑھتے ہیں۔ منگتے تو اس کا نام لیتا ہے۔ جس کے در سے ملتا ہو۔ بھوکا ان کا نا
ملا۔ پیاسا ملا۔ پریشان ملا، اطمینان ملا۔ جبرائیل علیہ السلام سے لیکر قدسیوں کا ہر فرد لاکھوں کروڑوں اربوں
کھربوں۔ سب کے سب حضور ہی درود و سلام پڑھتے ہیں۔ کچھ ملا ہے تو ذکر کرتے ہیں نا۔ نہ اب فرشتے ہیں جو
نہیں پڑھتے رب بھی تو پڑھتا ہے۔ درود و سلام سے نہ روکا کرو۔ رب بھی پڑھتا ہے۔ جب فرشتے
درود و سلام پڑھتے ہیں تو لوگ کہتا ہے۔ تو کہا انہیں کچھ ملا ہے تو پڑھتے ہیں۔ تو رب بھی تو سلام بھیجتا ہے
تو وہ تو حضور کا محتاج نہیں ہے۔ واللہ باللہ تاللہ۔ کروڑ مرتبہ توبہ اللہ تعالیٰ کا مقام آنا کہ محتاج نہیں حضور
اس کے محتاج ہیں۔ پوری کائنات ملائکہ سلام پڑھتی ہے کہ انہیں سب کچھ ملا تو حضور کے
صدقے۔ رب اس لئے سلام پڑھتا ہے۔ کہ محبوب میں تیرا ہوں آپ ان کو دیتے رہیں۔

[signature]

۲۰۱۶ — ۲ — ۱۳
۱۴۳۷ — ۵ — ۴
۱۸ — ۵ — ۱۱ AM

ہفتہ

یکم ربیع الاول

Date: ۲۰-۸-۹۳

۶۶- شانِ رسالت ﷺ

۴۸۶- واذ اخذ اللہ میثاق النبین ——— (۱) جمعہ عید کا ہے - اور کیسے ادا کیا ہیں ——
(۲) یہ امت بعد میں ہے - جمعہ کا دن ہے - ؟ - یہ حسن اتفاق ہے - کہ آج جمعۃ المبارک
کا یوم سعید ہے - کیونکہ مسلمانوں کی عید کا دن ہے . سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا - کہ
یہود کیلئے - ہفتے کا دن نصاریٰ کیلئے اتوار کا دن ہے . جبکہ حضور نبی پاک ﷺ کے غلاموں کیلئے جمعہ کا
دن ہے - کوئی شک نہیں - کہ پیدا ہونے کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کی امت ساری
امتوں کے بعد ہے . یہود پہلے ہیں - ان کے لئے پہلا دن عید کا دن ہوا یعنی ہفتہ - بعد
میں نصاریٰ ہیں تو ان کے لئے بعد کا دن یعنی اتوار ہے - اور ان کے بعد حضور نبی پاک ﷺ کی امت
ہے - لیکن عید کیلئے رب تعالیٰ نے ہمیں بعد والے دن سے نہیں نوازا بلکہ سب سے پہلے دن
سے نوازا - ہمارا دنیا میں آنا یہ اگرچہ بعد میں ہے . لیکن ہمارا عید کا دن پہلی
امتوں کی عید کے دنوں سے پہلے ہے - لیکن رب کریم نے اس دستور کو بھی نبی پاک ﷺ کے
غلاموں کے لئے ہی قائم رکھا - کہ صرف جمعۃ المبارک ہی عید کا دن نہیں ہے . بلکہ پیر کا دن بھی
ایمان والوں کے لئے عید کا دن ہے - یعنی حضور کے غلاموں کی دوسری عید ہو گئی - سب سے پہلے بھی
ان کی عید ہے . اور سب سے بعد بھی ان کی عید ہے . کیونکہ عید کا دن سید عالم ﷺ کے میلاد پاک
کا دن ہے . لہٰذا - یہ یوم عید ہے . حضرات گرامی آج جہاں جمعۃ المبارک ہے . وہاں ربیع
الاول شریف کی پہلی تاریخ بھی ہے . گویا عید میلاد النبی ﷺ کے ماہ مبارک کا آج پہلا دن ہے
اور حضور علیہ السلام کا میلاد آپ کی تشریف آوری جلوہ گری خدا تعالیٰ کی کائنات
میں سب سے بڑا کائنات میں سے انوکھا اور عظیم واقعہ ہے - کوئی واقعہ اتنا عظیم نہیں
کوئی دن اتنا اہم نہیں اور کسی ذات کو اتنی اہمیت کے ساتھ نہیں بیان کیا گیا -
جس طرح رب کریم نے حضور نبی پاک علیہ السلام کی تشریف آوری کو قرآن کریم میں بیان
فرمایا - اور یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی خلق میں مخلوق میں ایسا بے مثل ایسا لاجواب .
ایسا رفیع و بے نظیر واقعہ ہے کہ اس کا تذکرہ ہر دور میں ہوا - ہو رہا ہے . اور ہوتا رہے
گا - ایک تو وہ وقت تھا . جبکہ ابھی کوئی شے بھی پیدا نہیں ہوئی تھی اور جب
کوئی شے پیدا نہیں ہوئی تو ظاہر ہے - کہ وقت بھی پیدا نہیں ہوا تھا - یہ وقت
بھی شے ہے - مخلوق ہے - وقت بھی نہیں تھا - لیکن یہ بات تسلیم ہے کہ اس

Date:

وقت بھی نبی اکرم ﷺ کا نور جلوہ گر تھا۔ یا جابر ـــــ آپ بار بار صاحب رشک اللہ تعالیٰ نے
ہر شئے سے پہلے تیرے نبی علیہ السلام کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ قبل کل الاشیاء
اب کل کا جو ہے۔ یہ صیغہ ہے استغراق کا۔ یعنی ہر شئے کا کوئی وجود نہیں تھا جب
اللہ کریم نے اپنے نور سے رسول پاک علیہ السلام کے نور سے ظاہر فرمایا۔ وقت بھی شئے
ہے۔ اور روشنی بھی شئے ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس وقت نہیں تھا۔ اور
وقت بنتا ہے سورج اور چاند سے دن اور رات سے۔ اس وقت یہ بھی نہ تھے۔
قبل کل الاشیاء ـــــ من نورہٖ ـــــ ہر شئے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے
نبی علیہ السلام کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ قبل کل الاشیاء من نوری من نورہٖ
نہیں فرمایا۔ نور محمد علیہ السلام من نورہٖ نہیں فرمایا۔ نور نبیک من نورہٖ تیرے
نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے۔ اگر تو میری نبوت پر ایمان رکھتا
ہے۔ تو تجھے ماننا پڑے گا۔ کہ سب سے پہلے میں ہوا۔ نور نبیک تیرے نبی کا نور
پہلے ہے۔ اب جب نبی مانتا ہے تو ان کا نور سب شئے سے پہلے ہے ـــــ خود تجھ کو بھی۔
اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ اور کسی شئے کا تصور تک نہیں تھا۔ نبی کریم علیہ السلام کا
نور پاک رب کریم نے اپنے نور سے ظاہر فرمایا۔ کیونکر کیسے۔ کس طرح۔ کس انداز میں
یہ سوال ہی فضول ہے۔ کیونکہ یہ راز کی باتیں ہیں۔ اور محبوب کا نور حروف
سے بہت پہلے کا ہے۔ اس لئے بیان ہی نہیں کر سکتا کوئی کہ اسے پیدا فرمایا۔
کیونکر پیدا فرمایا۔ کس انداز میں پیدا فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے
وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ـــ کہ آپ کو سارے جہانوں کے لئے رحمت
بنا کر بھیجا ہے۔ یہ بات تو سمجھ میں آگئی۔ کہ حضور علیہ السلام ساری کائنات
کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ تو آپ کا آنا ہمارے لئے۔ انسانوں کے لئے
جنات کے لئے۔ ملائکہ ـــ ہواؤں کے لئے۔ مخلوق کے لئے۔ عرش کے لئے۔ کروبیاں کے لئے۔
جمادات نباتات ـ حیوانات۔ اور ساری کائنات کے لئے حضور رحمت بن
کر تشریف لائے۔ لیکن جب کچھ بھی نہیں تھا تو اس وقت کس کے لئے پیدا فرمایا تھا حضور
کا نور ہر شئے سے پہلے۔ تو اس وقت رب نے سرکار کو کس کے لئے پیدا فرمایا۔ کیونکہ

Date:

اس وقت نہ فرش بھی نہیں - عرش بھی نہیں - زمین - آسمان - جنت و دوزخ - مشرق مغرب
بھی نہیں - شمال جنوب - تحت و فوق - اپنے بیگانے بھی نہیں - انکاری اقراری بھی نہیں -
موافق مخالف بھی - مسلم کافر - ماننے والے نہ ماننے والے بھی نہیں - نہ مکہ ہے نہ مدینہ طیبہ
نہ کسی ملک کا نام ہے نہ نشان ہے - تو میں یہ عرض کرتا ہوں - کہ اب تو حضور اقدس تشریف
لائے سارے کائنات کے لئے رحمت ہیں - لیکن جب کوئی شئے نہیں تھی ہر شئے سے
پہلے حضور کا نور پیدا ہوا - تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے - کہ وہ نور جو رب کریم نے ہر شئے
سے پہلے پیدا فرمایا - وہ نور کس کے لئے پیدا فرمایا - حضرات محترم اگر آپ اس پر غور
فرماتے ہیں تو بات آپ کو سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہو گی - کہ جب خلق ظاہر
ہو گئی - تو رب نے خلق کا حوالہ دے دیا - للعالمین - جب آسمان - زمین - اور سورج
ستارے چاند مشرق مغرب پیدا کر دیا انسان جنات ملائکہ پیدا فرما دیے - انبیاء
رسل پیدا فرما دیئے - تو پھر تو حوالہ خلق کا دے دیا - اور جب خلق تھی نہیں پہلی خلق
جو ہے وہ حضور کا نور ہے - اور تو کوئی ہے ہی نہیں جس کے لئے کہیں کہ حضور فلاں
کے لئے پیدا ہوئے - فلاں کے لئے پیدا ہوئے - مگر میں تو حضرات میں عرض کروں کہ اس
حدیث پاک سے پتہ چلا - کہ رب کریم نے محبوب کو بنایا تو اپنے لئے پیدا
فرمایا ہے - کیونکہ جس وقت محبوب کو تخلیق فرمایا - اس وقت تو ہمارا نام و
نشان ہی نہیں ہے - اس وقت تو نور کے والد کا نام و نشان ہی نہیں ہے - کائنات
وقت تو مشرق مغرب شمال جنوب کسی کا نام ہی نہیں ہے - نہ فرش ہے نہ عرش ہے -
تو پھر کس کے لئے - پھر اس کے لئے جو بنانے والا ہے
کہ رب کریم نے محبوب کے نور کو اپنے لئے خلق فرمایا - صوفیاء کرام پر خدا
کی رحمتیں ہوں - وہ اپنا مقام رکھتے ہیں - فرماتے ہیں جب کوئی حسین ہو پہلے کہ
اسے کوئی دیکھے - وہ چاہتا ہے کہ میں اپنا حسن خود دیکھوں - اور اپنا حسن کیونکہ نظر آتا ہے
وہ اپنے سامنے آئینہ رکھ لیتا ہے - آئینے میں اس کو اپنا آپ نظر آتا ہے - پھر وہ دیکھ لیتا
ہے - کہ دستار کا بل سیدھا ہے کہ نہیں - سرمہ صحیح لگا ہے - زلف صحیح ہے یا
نہیں - داڑھی کے بال درست ہیں یا نہیں ہے - لکس - شیشہ ہو تو انسان کو کمی

Date:

کے بتائے بغیر سب کچھ نظر آ جاتا ہے۔ ویسے خدا تعالیٰ محتاج تو کسی کا نہیں۔ لیکن قسم ہے لو۔ اس محبوب کو اپنے حسن کے آئینے کے طور پر پیدا فرمایا ہے

مصطفیٰ آئینۂ روئے خدا ۔ منعکس در وے ہمہ خوئے خدا۔

نبی پاک ﷺ کو رب کریم نے اپنے حسن کا آئینہ بنا کر پیدا فرمایا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آئینے میں داغ ہو۔ تو چہرہ صحیح نظر آئے گا۔ چہرہ تبھی نظر آئے گا جب آئینہ درست ہو۔ بے داغ ہوگا ——— تو دیکھنے والے کا حسن صحیح نظر آتا ہے۔ تو حضور بات تو اتنی ہے۔ اگر جمال ذات کو کامل مانتے ہو تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ حسن ذات کا آئینہ یعنی رخ مصطفیٰ بھی کامل ہے۔

نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کے حسن کریم میں کوئی نقص نہیں۔ کیونکہ آئینے میں عیب ہو تو۔ دیکھنے والے کو کیا نظر آئے گا۔ دیکھنے والے کو اپنے حسن کا کمال نظر نہیں آسکتا۔ اور اگر شیشے میں شکن پڑ جائے۔ ٹوٹ جائے تو دیکھنے والے کو منہ کا ٹیڑھا لگتا ہے۔ شیشہ صاف ہو میل کچیل سے پاک ہو۔ پھر دیکھنے والے کو حسن خد و خال مکمل نظر آتے ہیں۔

وہ کمال حسن حضور ہے ۔ کہ گمان نقص جہاں نہیں

چونکہ رسول کریم علیہ السلام کا حسن حسن ذات کا آئینہ ہے۔ اگر آئینہ میں عیب ہوگا تو حسن کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ تسلیم کرنا پڑے گا۔ ——— کمال الحسن — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جس کو رب نے محمد بنایا ہے۔ اس میں عیب تو کیا ہوگا عیب کا گمان بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن پاک میں کوئی غلطی نہیں ہے لیکن یہ بات معیاری نہیں ہے۔ معیاری یہ ہے کہ قرآن پاک میں غلطی کا امکان اور گمان بھی نہیں ہے۔ چنانچہ ترجمہ کیا گیا ہے۔ تو حقیقت کی دنیا میں جھنڈے گاڑ دیتے ہیں۔ الم ذلک الکتاب لا ریب ——— اس کا ترجمہ کیا بر صغیر کے مختلف مترجمین نے۔ کیا ترجمہ کیا لا ریب فیہ۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ بظاہر لفظوں کا ترجمہ تو صحیح ہے لیکن حقیقت میں قرآن پاک کی صحیح ترجمانی نہیں ہے۔ کسی کا ترجمہ دیکھو یہی معنی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ یہ تو تب کہو۔ جب قرآن پاک میں کوئی شک ہو سکتا ہو۔ تو یہ

Date:

دیا جائے کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ امام نے ترجمہ کیا ہے۔ یہ شک کی جگہ نہیں ہے۔
جیسے مسجد کی مثال ہے کہ مسجد گندگی کی جگہ ہی نہیں ہے۔ لا ریب فیہ۔ اس قرآن میں
شک کی جگہ ہی نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ میں نقص کی جگہ نہیں ہے۔
وہ کمال حسن حضور ہے ——— یہی پھول خار سے دور ہے۔
یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں۔
حضرات صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔ نبی پاک نے فرمایا یا جابر ——— پیدا فرمایا رب نے
اپنے نور سے اپنے لئے پیدا فرمایا۔ کیونکہ خدا کو ضرورت ہے ہی نہیں۔ خدا ضرورتوں سے
پاک ہے۔ حسن ذات پردہ غیب میں تھا۔ کائنات میں حسن ذات متجلی نہ
ہوتا۔ اگر اس کے نور کا ظہور (B) مہک کا کوئی وجود نہیں۔
لیکن اگر مہک کو سمجھانے کے لئے متشکل کرنا چاہیں۔ تو آپ گلاب کا پھول پیش کریں
گے۔ یا چنبیلی کا پھول پیش کریں گے۔ یا گلاب کا عطر پیش کریں گے۔ یہ قطرہ جو ہے
اس میں جو ہمیں خوشبو محسوس ہوتی ہے اسے مہک کہتے ہیں۔ دیکھنے میں یہ قطرہ ہے۔ اصل میں اس
کی روح جو ہے وہ مہک ہے جو سونگھنے سے آتی ہے۔ یہ قطرہ نہ ہوتا۔ مخمور مہک اسی
ذات حق کا نور ایک غائب ہے۔ جو حقیقت الحقائق ہے ہم تک نہ پہنچتا اگر حسن مصطفیٰ
کا گلاب نہ نظر آتا تو ——— یا جابر ——— غیب تو تب نظر آتا ہے اس
وقت جب کہ اس سے کوئی افضل ہو۔ جب حضور سے کوئی افضل نہیں ———
محبوب کا نور پہلے ہے۔ اس کے بعد کوئی کامل۔ رب نے پہلا پیکر ہی حضور کی شکل
حسن بنا دیا ہے ——— رب نے صورت حسن کو بطور نور ظاہر فرمایا۔ اور اب فرما دیا کہ
ان کے جلووں کے مطابق آ جاؤ تو صحیح ہو گے ورنہ میں تمہیں عیب قرار دوں گا۔ تم اچھے نہیں
لگو گے تم۔ یہ نہیں کہ تمہارے مقابلے میں ان میں کوئی عیب ہے ——— نہیں۔ ان کے مقابلے
میں تم میں عیب ہے۔ تمہارے عیب تب نکلیں گے جب تم ان کا پلہ پکڑ کر پیچھے پیچھے
چلو گے۔ یہ نہیں ہے کہ تمہاری وجہ سے ان کے عیب نظر آئیں۔ بلکہ ان کے کرم سے تمہارے
عیب دور ہو جائیں گے۔
نبی پاک کا نور رب کریم نے ہر شے سے پہلے تخلیق فرمایا۔ تمام سے پہلے پیدا فرما دیا۔

Date:

نہ خلق نہ مکان خلق ہے۔ نہ زمان خلق ہے۔ نہ سمت خلق ہے۔ نہ کیفیت خلق ہے۔ نہ تعدد
خلق ہے، کچھ بھی یہاں نہیں۔ مگر نور محبوب تشریف فرما ہے۔ ایک تو بات یہ نکلی۔ کہ نبی پاک
کے نور کو رب کریم نے ہر شے سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی ——— آپ نے مکتوبات میں حدیث پاک نقل فرمائی ہے۔ اس
کو کہتے ہیں حدیث قدسی۔ ایک ہے قرآن پاک۔ ایک ہے حدیث پاک۔ تینوں چیزوں کے ظہور
کا مقام ایک ہے۔ وہ مقام ہے نبی پاک علیہ السلام کی زبان پاک۔ قرآن پاک بھی اس
سے ظاہر ہوتا ہے، حدیث قدسی بھی ——— اور حدیث پاک بھی ——— اب فرق کیسے لگے گا۔ امتیاز
کیسے ہوا۔ امتیاز نہ ہو سکتا اگر حضور نہ فرماتے۔ سرکار نے فرما دیا یہ قرآن ہے۔ فرمایا یہ حدیث
قدسی ہے۔ اور حضور نے فرمایا یہ میرے الفاظ ہیں ———

قرآن میں اور حدیث قدسی میں کیا فرق ہے۔ کیونکہ حدیث قدسی بھی تو خدا تعالیٰ کا فرمان
ہوتا ہے۔ اور قرآن پاک بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے۔ فرق یہ ہے۔ اگرچہ قرآن بھی حضور کی زبان سے
نکلتا ہے۔ اور حدیث قدسی بھی حضور کی زبان سے نکلتی ہے۔ کہ قرآن پاک کے الفاظ بھی
خدائی ہیں۔ اور مفہوم بھی خدا کی طرف سے ہے ——— اور لفظ میرے نبی کے ہیں۔ گویا رب فرماتا
ہے۔ یہ مفہوم ہے تو اپنی زبان سے کہہ دے۔ کتنا اعتبار ہے خدا کو محبوب کی زبان پر۔ مفہوم
خدائی ہے اور تعبیر مصطفائی ہے۔ اگر مفہوم خدا کامل ہے تو تعبیر مصطفیٰ بھی کامل ہے۔ یہ ہے
حدیث قدسی۔ اور مطلق حدیث وہ ہے کہ مفہوم بھی حضور کا۔ اور الفاظ بھی حضور کا۔

میرے آقا علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ رب کریم نے محبوب سے خطاب فرمایا۔ کیا
یا محمد ﷺ أَنَا وَأَنْتَ وَمَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِأَجْلِكَ۔ اللہ نے فرمایا یا رسول ﷺ
ازلی ابدی میں یا میرا محبوب میں تو۔ درمیان میں اور کوئی نہیں۔ نہ آدم علیہ السلام کا نام۔ نہ
کسی پیغمبر نبی کا نام ——— نہ عرش کا نام نہ فرش ——— انا وانت درمیان میں کوئی ہے
ہی نہیں۔ کوئی ہوتا تو بیان ہوتا۔ خدا اور مصطفیٰ کے درمیان کوئی ہوتا تو بیان ہوتا۔ یا اللہ یہ اتنی
ساری کثرت یہ اس قدر تعدد اور وسعتیں۔ یہ اتنی مخلوق کدھر۔ فرمایا میں اور تو۔

مولانا روم فرماتے ہیں ———

بہترین و مہترین انبیاء
جز محمد نیست در ارض و سما۔

Date:

یارسول علیہ السلام زمین و آسمان میں تیرے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں۔ کوانا ذلک؟ —
— لاجلک اے میرے محبوب ؐ میری ذات ازلی ابدی اور بعد تو اور باقی تیرے سوا
جو کچھ میں نے بنایا ہے وہ تیری خاطر بنایا ہے۔ خلقت لاجلک ہر شئے حضور کیلئے بنی
ہر شئے سے پہلے سرکار اور بعد جو کچھ بنا وہ تیرے صدقے بنا — باقی جو کچھ میں نے بنایا
ہے تیرے پاؤں کی خیرات بنائی ہے۔ آسمان ہوں یا زمین۔ وما سواک —
ہے زمین و زمان تمہارے لئے۔ مکین و مکان تمہارے لئے۔
چنین و چناں تمہارے لئے۔ بنے دو جہاں تمہارے لئے۔
عرش تیری خاطر بنا۔ فرش تیری خاطر۔ زمین تیری خاطر۔ آسمان تیری خاطر۔ انسان
تیری خاطر انسان کو جو کچھ ملا وہ رسول اللہ کی نسبت کا صدقہ۔ مفتی احمد یار خان۔
فرماتے ہیں۔ پیدا ہم بھی ہوئے ہیں۔ پیدا سرکار بھی ہوئے۔ مخلوق وہ بھی ہیں۔ مخلوق ہم
بھی ہیں۔ انسان وہ بھی ہیں۔ انسان ہم بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندے وہ بھی ہیں خدا کے
بندے ہم بھی ہیں۔ لیکن فرق بہت ہے۔ وہ وہ بندہ خدا ہے۔ جس کو رب کریم نے اپنے
لئے بنایا ہے۔ اور ہم وہ بندے ہیں جو مصطفیٰ کے صدقے میں پیدا ہوئے ہیں۔ فرق تو بہت
ہے۔ ہے جز محمد نیست ——— حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں۔
مسافر تو سب رہے ہیں۔ جو سواریاں ہیں وہ بھی مسافر اور جو ڈرائیور ہے۔ وہ
بھی مسافر۔ بحری جہاز میں بیٹھے اور حج پر جانے والے بھی مسافر۔ لیکن فرق ہے کہ
سواریاں کرایہ دے کر سفر کر رہی ہیں۔ اور باقی عملے والے یا کپتان ڈرائیور تنخواہ لے
کر سفر کر رہے ہیں۔ حیثیت کا فرق ہے یا نہیں۔ اب مسافر کیسے کہیں کہ ڈرائیور
ایک جیسے ہی ہیں۔ یہ اس کی مہربانی کہ تجھے بٹھا لیا ہے۔ تیرے سفر کا انداز اور ہے
جہاز کے عملے کے سفر کا انداز اور ہے۔ تیرا انداز اور ہے۔ تو سفر کر رہا منزل پر پہنچنے
کے لئے۔ اور کپتان سفر کر رہا ہے منزل پر پہنچانے کے لئے۔ اگر ڈرائیور نہ ہوتا تو سفر نہ کر سکتا۔
دنیا وہ بحری جہاز۔ میں واہی۔ ایک مسافر تو بنا ہے۔ مسافر میرا محبوب بن گیا
منزل ہے خدا کی معرفت تو پہنچنے کے لئے مصطفیٰ پہنچانے کے لئے ہیں۔ اگر سرکار نہ ہوتے —
آنکھیں تھیں۔ دل تھا۔ دماغ تھا۔ انسانی لباس وہ تھا — لیکن جانور سے بدتر۔ محبوب آ گئے۔

Date:

بدنزدوں کو بہتر بنا دیا۔ اندھوں کو بینا کر دیا۔ ڈاکوؤں کو راہنما بنا دیا۔ جو بس کو رحمٰن کا ولی بنا دیا۔
حضور بھی پیدا ہوئے۔ ہم بھی پیدا ہوئے۔ اس کشتیِ جہان میں انسان ہونے کے ناطے انسانیت
ہونے کا اطلاق حضور پر بھی ہے۔ اور ہم پر بھی ہے۔ لیکن ہم اس لیے انسان بنتے ہیں۔ کہ انسانوں
کی عادتیں اپنائیں۔ اور سرکار وہ انسان ہیں۔ جن کی حرکت و برکت سے انسانیت کی
آرائش ظاہر ہو رہی ہیں۔

کعبہ بھی حسین ہے۔ مدینہ بھی حسین ہے۔ عرش بھی حسین ہے۔ بیت المقدس بھی حسین ہے۔
بیت المعمور بھی حسین ہے۔ عرش والا بھی حسین ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ بھی حسین ہے۔ یہ ساری
چیزیں حسین ہیں حسن کی بدولت۔ اور حسن حسن ہے میرے مصطفیٰ کی بدولت۔
کائنات کو حسن ملا۔ حسن کے صدقے۔ حسن کو حسن ملا مصطفیٰ کی نگری کا صدقہ ——
محمد المصطفیٰ جس نے دیا پایا ——

تو کائنات سمجھا نہیں ہنوز میرا۔ اصل حق ہے ثبات
تو کائنات حسن ہے یا حسنِ کائنات

میرے آقا تشریف لائے کائنات میں خدا فرماتا ہے انا وانت میں اور تو۔ اور تیرے سوا
جو کچھ ہے محبوب میں نے تیرے لیے پیدا کیا ہے۔ تیری دعا کی وجہ سے نہیں یہ میرا
اپنا ہی فیصلہ ہے۔ خدا نے اپنے فیصلے پر محبوب کے لیے ہر شے کو بنایا ہے نا ——
جو محبوب کے لیے جو بنایا وہ لاجواب ہے تو محبوب کیسا لاجواب ہوگا —— محبوب
کو رب نے جو عطا فرمایا ہے کمال عطا فرمایا ہے۔ اور محبوب کتنا باکمال ہوگا —— جس کی ہر شے
بہترین ہے وہ محبوب کتنا بہترین ہوگا۔

۴-۳-۲۰۱۶ جمعۃ المبارک
۲۵-۵-۱۴۳۷
۹-۳۶-۲۸ PM

393

61

Date: ۱-۶-۲۰۰۱

۶۷- میلادُ النبیؐ

الآیۃ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما ــــــــ ۔ اس کائنات میں حق تعالیٰ نے جو شئے پیدا
فرمائی ہے اس کے لئے قرآن پاک میں ارشاد ہوا ہے ان فی ذٰلک لآیٰت ۔ چاند ۔ سورج
سے لے کر زمین آسمان ہواؤں کا رخ بدل کر چلنا ۔ موسموں کا تبادلہ سب چیزوں کو پیدا کر کے
فرمایا کہ ان میں بڑی نشانیاں ہیں ۔ جس فرمایا ان کے لئے جو نصیحت قبول کریں ۔ ان کے لئے جو
عقل رکھتے ہیں ۔ کبھی فرمایا ان کے لئے جو ایمان لانے والے ہیں ۔ یہ چیزیں چاہے عالم علوی سے
تعلق رکھتے ہیں ۔ یا عالم سفلی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ زمینی ہے یا آسمانی ۔ زمین ہے یا آسمان
اللہ تعالیٰ کی قدرت کی اس کی بے مثل صنعت کی اس کی تخلیق کی نشانیاں ہیں ۔ اس میں شک
و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ وفی کل شئی آیۃ تدل علی انہ الواحد ۔ کہ ہر شئے
میں ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کہ وہ وحدہ لاشریک ہونے کی نشانی موجود ہے ۔ چاہے وہ درخت ہیں ۔
سبزہ زار ہیں ۔ لہلہاتی کھیتیاں ہیں ۔ اڑتے ہوئے پرندے ہیں ۔ چرتے ہوئے مویشی ہیں ۔
یا اشرف المخلوقات حضرت انسان ہو ۔ چاہے جنات ہیں ۔ سب کے سب ان میں اللہ تعالیٰ کے
وحدہ لاشریک کی نشانیاں ہیں ۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں ۔ کہ جتنی بھی کائنات یکے بعد دیگرے
درجہ وار اپنی اپنی باری میں ان میں نشانیاں تو ہیں اللہ تعالیٰ کی ــــ ان کے جسموں ان
کے معرض وجود میں آنے کا اتنا غلغلہ اور چرچا نہیں ہے ۔ ہم زمین پر تو رہتے ہیں ۔ لیکن اس
کی خوبیوں میں ہم کبھی جلسے نہیں کرتے ۔ کبھی پروگرام ترتیب نہیں دیئے جاتے ۔ آسمان جو
ہمارے سر پر رنگ برنگ ہے ۔ جو ڈیکوریٹڈ ہے ۔ اس میں ستارے ہیں ۔ کواکب
سیارے ۔ ثوابت ہیں سیارگان ہیں ۔ خنس ہیں کنس ہیں ۔ نجوم ہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ
کی نشانیاں تو ہیں ۔ لیکن ان کا چرچا اتنا نہیں ہے صرف یہ حکم ہے کہ دیکھو ۔ آفاق
کو دیکھو ۔ ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفٰوت ۔ آسمان دیکھو اس کے بنانے میں کوئی کمی بیشی
ہو تو بتاؤ ۔ اس میں کیا خوبیاں ہیں ۔ زمین میں کیا خوبیاں ہیں ۔ تفصیلات نہیں سناتے
میں چاند میں سورج میں ۔ ہوا میں بارش میں بطور نشان قدرت تو بیان ہیں ۔ لیکن ان
نشانات کی اتنی تعریف نہیں ہے ۔ جبکہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات ۔ اس کرام یہ
ہیں خدا کی نشان ہیں ۔ اور ساری نشانیوں سے بڑے نشان ہیں ۔ اب کرامت صفات کا
اتنا پتہ کوہ طور سے نہیں لگا ۔ جتنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھنے سے قوم کو پتہ لگا ۔ عیسیٰ
علیہ السلام جناب ابراہیم علیہ السلام ۔ ہر رسول ہر نبی علیہ السلام ۔ نشان قدرت ہوتے اور

Date:

سلام ان ذوات قدسیہ پر۔ لیکن ہم ادب کے ساتھ گزارش کرتے ہیں۔ کہ ان کا بھی اتنا چرچا
ان کی امتوں میں بھی نہیں ہوا۔ جتنا ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اس کے برعکس تناظر میں جب ہم سرکار
دوعالم ﷺ جیسے ہم آپ کی بارگاہ قدسیہ میں آتے ہیں تو واللہ ہمیں تو اس دور میں ایسا۔ پہلے رسل ہیں
کے ادوار میں آپ کا اتنا چرچا ملتا ہے۔ کہ خود متعلقہ رسول علیہ السلام کا اتنا چرچا نہیں
ہے۔ جتنا ان کی قوموں کے سامنے ہمارے آقا علیہ السلام کا چرچا ہے۔

حالانکہ ابھی تشریف نہیں لائے۔ ابھی میلاد مبارک نہیں ہوا۔ ابھی سرزمین مکہ
میں رسول پاک ﷺ رونق افروز نہیں ہوئے۔ لیکن چرچے ہیں۔ غلغلے ہیں۔ آپ کی عظمت کے
بیان مشرق مغرب جنوب و شمال میں ہو رہے ہیں۔ اور اللہ والو۔ اپنے تو اپنے رہے۔ بیگانوں
میں بھی ذکر خیر ہو رہا ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ذکر بھی حضور علیہ السلام کا بہت بڑا معجزہ
ہے۔ جس طرح قرآن کریم حضور کا معجزہ ہے۔ اسی طرح آپ کے نام کے چرچے بھی آپکا معجزہ
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ واذ اخذ اللہ ـــــ کلمۃ۔ یہ بات اس سے بھی آگے
نکل گئی۔ کہ قوموں کے سامنے رسل نے حضور کی آمد کے چرچے کئے۔ رب کریم فرماتا ہے۔ کہ قومیں تو
کل کی پیداوار ہیں۔ جب ابھی نبی اللہ رسول پیدا نہیں ہوئے تھے۔ یہ ذکر تو اس وقت
جاری تھا۔ مولا۔ ذکر تو کیا نبیوں نے آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام کے سامنے۔ شیث
علیہ السلام نے کیا اپنی اولاد کے سامنے۔ انہوں نے ذکر کیا اپنے امت کے سامنے۔ یہ تو انبیاء
نے ذکر کیا ہے۔ فرمایا ابھی آدم علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے۔ یہ ذکر محبوب علیہ السلام ہو رہا ہے
صرف یہ نہیں کہ محمد ہوں گے احمد ہوں گے۔ ایک رسول ہوں گے۔ نہیں آپ نے حضور
کی آمد کا ذکر کیا۔ چنانچہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ میلاد شریف کا معنیٰ
ہے حضور کی آمد کو بیان کرنا۔ نبی پاک علیہ السلام کی اس کائنات میں تشریف آوری
کو بیان کرنا۔ یہی میلاد ہے۔ تو فرماتے ہیں۔ جب ان کا آنا جو ہے یہ میلاد ہے تو پہلے
سب سے پہلے میلاد بیان کرنے والا خود خدا ہے۔ ـــــ

بہت مشہور مسئلہ ہے قرآن پاک کا۔ جو لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
وہ بے خبر نہیں ہیں۔ بشرطیکہ ترجمہ امام اہلسنت کا ہو۔ اور حاشیہ مولانا احمد یار خان نعیمی کا ہو۔
ترجمہ امام کا اور حاشیہ صدر الافاضل ـــــ کا ہو۔ تو قرآن شریف پڑھنے والا اس حقیقت سے

Date:

اللہ کریم نے فرمایا تم جانو کہ اگر میرا رسول تمہارے پاس تشریف لے آئے - ایک لاکھ چوبیس
ہزار انبیاء ہیں - اللہ کریم نے سب سے فرمایا کہ تمہارے پاس تشریف لے آئیں میرے نبیوں
میں سے ہر ایک سے فرمایا - تمہارے پاس بھی آ سکتے ہیں - وہ رسول تب تمہارے پاس بھی آ سکتے ہیں
— جتنے رسول نبی ہیں - انہی ہر ایک سے تو میرے آقا کی آمد کا چرچا ہو گیا نا - سبحان اللہ ایک ایک کے لئے
تحت نہیں فرمایا نا — سب کے لئے فرمایا - وہ لاکھوں ہیں - تو میرا رب جب اللہ ہو کر پیارے محبوب
کی آمد کو لاکھوں کے سامنے بیان فرماتا ہے - ازل ہی سے ہر ہر رسول کی روح پر میرا آقا واضح فرمایا - تمہارے
پاس بھی آ جائیں - تمہارے پاس آ جائیں — ہر کسی کے پاس جدا جدا نہیں بیان ہو گیا - تم تو
یہ نہیں کہہ سکتے کہ رب نے ان کی آمد کی تشہیر بیان کی - تو جن کا رب تشہیر کے بغیر ان کی آمد بیان
کرتا ہے - پھر اس کے بندے بھی اسی طرح کریں گے —

لیکن پہلے سے تو یہ فرما دیا - لما آتیتکم — والحکمۃ - میں جب تمہیں نبوت حکمت کتاب
دے دوں - پھر تمہارے پاس میرا رسول تشریف لے آئے - جب ابھی مبعوث نہیں فرمائے - جب ابھی کتاب
نہیں دی - ان کے آنے کا بیان نہیں فرمایا - فرمایا جب کتاب دے دوں - تمہیں رسالت دے دوں -
تمہارے نبی ہونے کا اعلان تمہارا کروا دوں - پھر میرا رسول آ جائے - تو اس سے صاف ظاہر ہوتا
ہے - کہ تمہیں میرے محبوب کی ضرورت اس وقت پڑے گی جب تمہیں میں نبوت عطا فرما دوں گا -
پہلے ہی تو سب کی ضرورت ہے - لیکن فرمایا نبوت اور رسالت اور کتاب دے دوں
پھر تمہارے پاس وہ محبوب تشریف لے آئیں - بلا تشبیہ بات سمجھنے سمجھانے کے لئے ہوتی ہے
ایک آدمی بازار میں کام کرتا ہے — مزدوری کرتا ہے — وغیرہ کسی نے کبھی سند
مانگی — کبھی اسے گریڈ لینے کا سرٹیفکیٹ درکار ہوگا - یا کبھی ایسا ہوا - کسی کی تصدیق
کی ضرورت ہے - تصدیق کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے - جب اس نے کام چھوڑ
کر اسکول میں داخلہ لے لیا - تعلیم حاصل کی - اب یہ چاہتا ہے کہ ہر دفتر کی سیٹ پر اپلائی
کر دوں - اب محکمہ کہتا ہے کہ اپنی درخواست اٹیسٹ کرا لو - اب تصدیق کی ضرورت پڑتی ہے
کہ اب تم کسی منصب پر فائز ہو - جب کوئی تصدیق کرے گا تو کام بنے گا نا —
میرے نبیوں - موسیٰ کی روح - عیسیٰ کی روح — ابھی عالم ارواح میں ہو - تم نبی
رسول بنا کے تمہیں بھیج دوں - تو اب ضرورت پڑے گی لوگ کہیں گے کہ تم نبی ہو بتاؤ - تم کیسے نبی ہو -

Date:

میں محبوب کو بھیج دوں گا۔ جاؤ۔ ان کی نبوت پر جا کے مہر لگا دیں کہ یہ سچے رسول ہیں۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امی جان کے پاس تشریف فرما ہیں۔ گواہی کی کوئی
ضرورت نہیں۔ تصدیق کی کوئی ضرورت نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کیا ہیں۔ حضرت
ابراہیم علیہ السلام امی جان کی گود میں تشریف لائے۔ ابھی کسی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے
کیونکہ ماؤں کے ہاں بیٹے پیدا ہوا کرتے ہیں۔ باپوں کے ہاں اولاد پیدا ہوا کرتی ہے۔
وہاں تصدیق کی ضرورت نہیں جہاں ضرورت پڑے گی کسی منصب پہ آنے پر۔
نبوت۔ رسالت۔ جب تک تم اچھی خوبیوں کے پاس نہ جاؤ ——— B ———
۔ میں تجھے بھیج دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام۔ عیسیٰ کی۔ ابراہیم علیہ السلام ان سے لوگ تصدیق
چاہتے ہیں۔ میرا مصطفیٰ امتیازاً مصدق بن کے آ جائے گا۔
کیا حضور کی آمد سے رسل کرام کی خوشیاں دوبالا ہوئیں یا نہیں۔ کیونکہ آج تک
تو خود انہیں اپنی نبوت کا اعلان کرنا پڑا۔ ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ کا رسول ہوا
جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوا۔ جناب نوح علیہ السلام فرماتے
ہیں میں اللہ کا رسول ہوا۔ انی رسول اللہ الیکم — کہتے ہیں کیا دلیل ہے۔ موسیٰ علیہ السلام
فرماتے ہیں ڈنڈا — ید بیضاء۔ اور عصائے کلیم۔ یہ میری دلیل ہے۔ جناب حضرت
عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں اللہ کا رسول ہوں۔ کیا دلیل ہے۔ فرمایا وہ علاج کروں
گا۔ جو کوئی نہیں کر سکتا۔ پتہ چلا۔ نبوت چلتی ہی بے مثلیت سے ہے۔ نبوت کا پہلا
نکتہ ہی بے مثل ہے۔ دنیا میں بیماروں کا علاج کرتا ہوں۔ سارے ڈاکٹر تھوڑے ہیں۔
بڑے بڑے طبیب بڑے بڑے معالج ہیں۔ فرمایا ہوں گے تمہارے پاس۔ لیکن میرے جیسا علاج
کوئی نہیں کر سکتا۔ آپ کا علاج کریں گے۔ اللہ کریم نے فرمایا۔ میرے رسول نے میری یاد دی
موسیٰ مصیبت کو قوم کے سامنے کھڑے ہو کر بیان کیا۔ پتہ چلا کہ قوم کے سامنے کھڑے ہو کر رسول
علیہ السلام کی خوبیوں اور عظمتوں کو بیان کرنا۔ یہ نبی کی سنت ہے۔ یہ خدا کی خوشنودی
ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ان اخلق ——— الطیر ——— مسجد میں آتے
ہی ایک پابندی کی آپ نے لگا رکھی۔ کیونکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے کرم توفیق سے اپنے آپ پر
پابندی لگا لیتا ہوں کہ اب تو جمعہ شریف کی ادائیگی کے لیے اللہ نے مجھے توفیق دی ہے۔

Date:

تو جاتے ہی وعظ کرو۔ جو قدرت نے توفیق دی ہے یہ پیش کرنا ــــ کہ احباب جو
آئے بیٹھے ہیں ــ ان سے مکی سرکار کا کچھ ذکر ہو جائے۔ تو سنیں گے کہ شیرا بلا اہار ہی
سنیں گے ان کا بہترہ ہار۔ تو آپ بھی اپنے آستانہ پر پابندی لگا لیا کریں۔ جب جاگیں
گے تو سوئیں گے نہیں۔ ذکر سنیں گے ــــ ان لمحوں کو خدارا ضائع نہ کیا کرو۔ یہ لمحے ضائع کرنے
کے نہیں ہیں۔ یہ سونے کے لمحے نہیں ہیں۔ ابھی آپ کو پتا ہے نہ جب خدا جانتا ہے جب روح عالم
بالا کو جائے اور جسم پہنچے قبر میں خود جان جائے گا کہ یہ کتنے لمحے قیمتی ہیں۔

علامہ اسعد یافعی جو عارف ربانی ہیں۔ اولیاء کے سرتاج ہیں۔ اور آپ نے ایک کتاب
لکھی ہے۔ روض الریاحین۔ پھولوں کا باغ۔ ریاحین۔ ریحان کی جمع ہے۔ اور ریحان کا معنی ہے خوشبو کا
پھول۔ اور روض کا معنی ہے باغیچہ۔ پھولوں کا باغیچہ۔ اور عظمت ولایت کے پھول۔ اس میں آپ نے نقل
کیا ہے۔ ایک عالم دین ہوا کرتے تھے۔ غالباً ان کا نام عمر ہے۔ واللہ اپنے زمانے کے بہترین خطیب تھے۔
ان کا وطیرہ تھا۔ کہ وعظ کہتے ہوئے سرکار کا ذکر خیر کرتے۔ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے۔ برائی سے روکتے
وصال ہو گیا۔ وہ ایسے واعظ تھے۔ جن کا وعظ اولیاء بھی سنتے تھے۔ اولیاء اللہ بھی ان کا وعظ سننے آتے۔
اور علماء عرفاء بلکہ عارفین کے امام احمد بن حنبل جو ساری دنیا میں مانے ہوئے امام ہیں۔ جب تاریخ
ہوتی تو بشر حافی کا وعظ سننے کے لیے ان کے مدرسے میں پہنچ جاتے۔

بشر حافی سادہ سے صوفی پرانے کپڑے۔ دستار شریف اور ٹوپی پہنے بیٹھے ہوئے ہوں۔ احمد بن
حنبل پہلی صف میں دو زانو بیٹھ کر آپ کا وعظ سنتے۔ اللہ والوں کا وعظ سننا چاہیے۔
کوئی بات جس میں اللہ والوں کی شان بیان کی جائے۔ جس میں شان نبوت بیان کی جائے۔ اور صحابہ
کے کمال کو بیان کیا جائے۔ وہ واعظ جو تھے جن کا وصال ہو گیا۔ بارگاہ خداوندی میں پیشی ہوگی۔
کیونکہ بہت بڑے واعظ تھے۔ عارفین کے واعظ تھے۔ کہا ایسا تو نہیں تھا۔ کہ میرا جیسا آدمی کیا نذرانہ ہے۔
جب واعظ ایسا ہوں سننا کوئی بھی نہیں ــــ جب یہ واعظ کہتے ولی دو زانو بیٹھ کر
سنتے۔ جس کے سامنے اتنے عظیم ہیں وہ واعظ کتنا عظیم ہوگا۔

حاضر ہوئے کہ۔ رب کریم نے فرمایا۔ تو وہ واعظ ہے۔ جو میرے نبی پاک علیہ السلام کی امت
کو واعظ کہتا تھا۔ حالانکہ تو جب لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتا تھا۔ کبھی دھیان تو خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔
تو ہے وہ واعظ کہ اس نے عرض کی مولا۔ میں ہی وہ تیرے دین کا خادم ہوں۔ جو واعظ کہتا تھا۔ میں کو

Date:

میری کا ایک عادت تھی۔ کوتاہی کا ذکر ہو گیا۔ سب سچا ہے، فرمایا کیا تھی۔ جانتا ہے لیکن زبان سے سوائی
نہیں راستہ دیتا ہے۔ فرمایا کیا عرض کی مولا جب میں واعظ کرنے لگتا۔ گفت اَحمد محمدکے
وَ اَفضلیّت وَ اَسلِم علیٰ حبیبک الکریم۔ مولا کرم میرا دستور ہوتا تھا۔ کہ جب میں واعظ شروع
کرتا۔ پہلے تیری حمد و ثنا کرتا۔ پھر تیرے محبوب پہ درود سلام پڑھتا۔ جب یہ دو کام میں کر لیتا
پھر میں واعظ شروع کرتا۔ وہ لفظ نہیں بولا۔ کہ یا اللہ مجھ سے غلطی کی مجھ سے خطائیں
ہوئی ہیں۔ وہ بات ہی گول کر گیا بابا — وہ ہو گا جو اس کے دربار میں کہنے کے لائق ہے۔ کہ وہ خالق
حقیقی ہے۔ پہلے تیری حمد پھر محبوب پہ درود سلام۔ فرمایا اچھا۔ ایسا کرتا تھا۔ جی ایسا ہی کرتا تھا۔
فرمایا فرشتو جلدی جنت میں لے جاؤ۔ فرمایا ذرا ٹھہرو اسے کہ وہ وعظ سنا جو دنیا میں کیا کرتا تھا — کہ وہ میری
حمد۔ پڑھ میرے مصطفیٰ پہ درود سلام تب یہ پار ہو گا۔ واعظ کا بیڑا پار ہو گیا۔ جس نے پار کر دیا
درود مصطفیٰ اور سلام مصطفیٰ نے۔ جب درود سلام پڑھا جائے گا تو اس محفل پر براہ راست
رب ذوالجلال کی نگاہ کرم ہو گی۔

یہ کوئی خبر ہے منبر پیر ملتا ہے — یہ ہی وارث لینے والوں کا حال ہوتا ہے —

فرمایا قسمت بڑا زکر و درمیان میں وسیلہ اس حبیب پاک کا آگیا ہے۔ جب وہ درمیان میں آ جائے
تو میں شمار یا سب تو بے نیازی کا سلوک نہیں کرتا — پھر تم کچھ اندر میں نہ سنو۔ مرنا نوں پر کہا نہیں
سکتا۔

سنا تو سہی کیسے واعظ کرتا تھا۔ کیسے حمد و ثنا اور کیسے درود سلام پڑھتا تھا۔ وہاں واعظ کی کو
ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ فرشتوں کو وعظ سنتے ہیں۔ لیکن وہ زمانہ اور ہے۔ وہاں تو وعظ
کی ضرورت ہے نہیں۔ ایسے اس جہان میں کوئی اہل اللہ ہیں جب وہ وعظ کرتے ہیں۔ تو ملائکہ سننے
کے لئے آتے ہیں۔ مقربین تو مقربین ہیں مخلصین۔ نبی پاک کا کوئی منگتا۔ جب جمعہ کا خطبہ
شروع کر دے۔ تو وہ ملائکہ جو جمعے کی نماز — خدا کی آتا ہے بند کر دو دفتر بیٹھ کر کہیں
مصطفیٰ کا ذکر سنو۔ ملائکہ قلم دوات دفتر بند کر دیتے ہیں جب ذکر مصطفیٰ شروع ہو جائے۔
پھر وہ آنے والوں کو نہیں دیکھتے۔ پھر وہ یہ دیکھتے ہیں کہ کہنے والا حضور کی شان میں کیا کہہ رہا ہے۔
فرشتے تو خود اللہ کی بارگاہ میں ڈیوٹی لگوا کے ہوں گے۔ بیان کی بات عمل کا ہو گا۔ اصل میں محبوب کا
ذکر سننے کا موقعہ تو مل جائے گا۔ آپ نے پہلے بھی حدیث سنی ہے۔ ہم سن لیں اس کا رکا جتنا انعام الخ

Date:

ایمان تازہ ہوتا ہے۔ کسی نے کہا اپنے بزرگوار سے۔ کہ حضور امام اعظم کا ذکر خیر۔ ان کی ذرا خوبیاں بیان ہو جائیں۔ جیلے نے کہا ابھی تو اب وقت بیت گزرا ہے بیان تو کی ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا مشک رکھو۔ تھوالمسک۔ ابو حنیفہ کا نام کستوری ہے۔ اس کو جتنا مسلو گے۔ اتنی مہک زیادہ آئے گی۔ سرکار کا نام جتنی مرتبہ سنو گے۔ اتنی ایمان کو مہک نصیب ہو گی۔ اس مہک سے مشام معطر ہوتے ہیں۔ اس مہک سے ایمان معطر ہوتے ہیں۔

میرے آقا و مولا علیہ السلام مسجد نبوی شریف میں جلوہ گر ہوئے۔ ایک صحابی نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور یہ روایت جو ہے۔ درود شریف کے فضائل میں جتنی کتابیں محدثین نے درج کی ہیں۔ مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ سرکار نے دیکھا۔ کہ صحابی نے دعا مانگی یا اللہ رحم فرما۔ یا اللہ میری بخشش فرما۔ یا اللہ مجھ پر رحم فرما۔ یا اللہ مشکلات آسان فرما۔ دعا شروع ہو گئی۔ سرکار نے فرمایا اتنی دعا جلدی مانگی صحابی بھٹک گئے۔ اور عرض کی آپ ہی فرمائیں کیسے دعا مانگنی ہے۔ بقول امام اہلسنت۔

سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں ہم کو تو بس ابھی تمیز بھیک بھری کی ہے۔

پورا قرآن شریف پڑھ لو۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کا حکم دیا ہے۔ کیسے کرو۔ یہ نہیں ہے اگر ہو تو بتاؤ۔ نہ علم کا دعویٰ۔ نہ مہارت کا دعویٰ۔ لیکن یہ دعویٰ ضرور ہے کہ دکھا نہ سکو گے۔ اللہ فرماتا ہے عاجزی سے مانگو۔ دعا کرو۔ لیکن دعا کرنے میں انداز کیسے دعا کریں۔ مولا چھوٹے سے دفتر میں درخواست دینے کے بھی کوئی آداب ہوتے ہیں۔ کس تاثر کون فارم پر کیا جائے گا۔ مسجد کا احترام ملحوظ رکھیں وضو کر۔ اور جو قالین اینٹ اور جو مکان میں لگے۔ وہاں جوتے کا خیال نہیں۔ مسجد کی ہر شے کا احترام و ادب ہے۔ جو مسجد میں لگ گیا عزت والا۔ جو روپیہ پیسہ لگ گیا عزت۔

دعا کیسے کی جائے۔ حضور نے دعا سے نہیں روکا۔ دعا کرنے کا طریقہ بتا دیا۔ جو عام آدمی دعا مانگتا۔ یا رسول کا والی رب جس نے محبوب کو رسول بنا کر بھیجا ہے مخلوق کا بھی والی رب ہے۔ ساری کائنات کا بھی والی رب ہے۔ بس یہ کیا دستور ہے کہ دعا کیسے مانگی جائے۔ اللہ والو یہ غور کرو۔ رب میرا بھی بات سن سکتا ہے۔ رب ہمارا بھی رب ہے۔ لیکن خدا کے پیارے ہم نہیں جانتے۔ یہ مصطفیٰ ہی جانتے ہیں۔ بھیجا اس لئے۔ کہ جو رب کی عادتیں ان کو بتا دیں۔ حدیث مبارکہ ہے تخلقوا باخلاق اللہ۔ اللہ کی عادتیں اپناؤ۔ خدائی اخلاق اپناؤ۔ کیا

۶۸ - شانِ رسالت ۴

اللہ تعالیٰ نے دو باتیں خصوصیت = لتقبدون ـــــ یا ایہا الذین امنوا انکو منی حیب
سے اس قرآن کریم میں ارشاد فرمائی ہیں ۔ ایک بات تو یہ ہے ۔ کہ ایمان حاصل کرو ۔ ایمان قبول
کرو ۔ اس سے بڑی کوئی دنیا میں عزت نہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار گوہر بار میں ۔ سب سے بڑی عزت اور سب سے
بڑا اعزاز ایمان ہے ۔ اور یہ اس قدر محترم اس قدر عظمت مآب منصب اعلیٰ کا ہے ۔ کہ رب کریم نے
تین مقامات کی نسبت سے تین شخصیات کی نسبت سے ایک ہی حقیقت کا اعلان فرمایا ہے
ایک اللہ کی ذات ہے ۔ ایک رسول کریم کی ذات ہے ۔ اور ایک حضور کے غلام ہیں ۔ اور تینوں کے متعلق
رب کریم نے عزت کا اعلان فرمایا ہے ۔ وللہ العزۃ ـــــ عزت اللہ کے لئے ہے ۔ اور اس کے رسول
علیہ السلام کے لئے ہے ۔ اور ایمان والوں کیلئے ہے ۔ آپ ان لفظوں پر غور فرمائیں = تو معلوم ہوتا ہے کہ جسے رب
کریم نے رسول بنایا ۔ وہ منصب رسالت پر فائز ہو کر کبھی رسوا نہیں ہو سکتا ۔ ساری دنیا لاکھ
زور لگائے نصیب دشمناں اللہ کے رسول کی شان کو گھٹانے یا ختم کرنے کی ۔ رب کریم ان بدبختوں اور
بدنصیبوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتا ۔ بلکہ وہ اعلان فرماتا ہے ۔ یریدون لیطفئوا ـــــ [illegible]
کہ وہ کوشش کرتے ہیں ارادہ کرتے ہیں ۔ کہ اللہ تعالیٰ کا نور بجھا دیں وہ کیا نور ہے ۔ وہ عظمت رسول
علیہ السلام ہے ۔ نبی پاک علیہ السلام کی شان ہے ۔ اور بجھانا کیا ۔ گھٹانا ۔ حملہ کرنا ۔ رسول علیہ السلام
کی عظمت کو معاذ اللہ چھپانا ۔ یہ ساری باتیں اطفائے نور اللہ میں آتی ہیں ۔ شان پر حملہ ہوتا
ہے ۔ نبی پاک علیہ السلام کی ۔ اور خدا فرماتا ہے ۔ تم پہ افسوس کیا ہوا ۔ نور بجھانے کی کوشش کرتے
ہو ۔ تو پھر اللہ فرماتا ہے واللہ متم نورہ ۔ اب ختم کی نوازش اور اس کے بندوں میں ۔ مقابلہ ہو گیا
اللہ تعالیٰ کا ۔ اور اس کے ناپاک غلیظ پلید خبیث شریر اور انتہائی بدبخت بندوں کا ۔
وہ بدفطرت چاہتے ہیں کہ رسول کریم کی شان کو مٹا دیں اور خدا ارادہ فرماتا ہے کہ کائنات کی
ہر شئے نیچے رہ جائے میرے رسول کی شان سب سے اونچی ہو جائے ۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے ۔
بس دونوں فریقوں میں مقابلہ ہو گیا ۔ اور میں تحدیث النعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں ۔ کہ نبی کریم
کی عظمت کا پرچار کرنے یا حضور علیہ السلام کے مخالفوں کا رد کرنے میں ہم فریق بنے ہیں ۔ ایک طرف
تو وہ بدفطرت ہیں جو حضور علیہ السلام کی شان کو گھٹانا چاہتے ہیں ۔ ایک وہ فریق ہے ۔ اور
ایک طرف فریق ہے ذات حق ۔ ہم فریق نہیں ہیں ۔ ایک طرف شیطان اور اس کے شیطونگڑے ۔
دوسری طرف حق جل شانہ ۔ اب آپ دیکھ لیں کہ ان میں فریق کا مقابلہ کون سا ہے ۔ اور الحمد ہے

Date:______________

ہمیں تو طاغوتی فریق نے اپنا ترجمان بنا دیا ہے۔

اور اپنے کیس میں انسان اسی کو آگے کرتا ہے جس پر اعتماد ہو۔ اعتماد نہ ہو تو اپنے حقیقی بیٹے کو بھی آگے نہیں کرتا۔ پتا ہے بے وقوف ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کیس ہی خراب کر دے۔ جو کسی کا معتمد خصوصی ہو وہ اس کے دربار میں پیارا بھی ہوتا ہے۔ تو اب بات یہ ہو گی۔ کہ نبی پاک ﷺ کی عظمت پر نصیب دشمنان حملہ کرنے والا شیطان وہ ایک فریق ہے۔ اور حضور کی عظمت کا دفاع کرنے والا فریق احمد رضا خاں ہے۔ فریق کو طلب کر دیا ہے۔ احمد رضا کو اس کے محبوب کی عظمت کا وکیل بنا دیا ہے۔ وللہ العزۃ ــــــ یعلمون ــ عزت اللہ کے لئے ہے۔ عزت رسول کریم علیہ السلام کے لئے ہے۔ اور عزت ایمان والوں کے لئے ہے۔ آپ یہاں سے اندازہ فرمالیں کہ ایمان والوں کو رب تعالیٰ نے کتنا معتبر دیا ہے۔ کہ عزت کا اعلان کرکے تینوں کا ذکر ساتھ ساتھ کر دیتا۔

تو عزیزان گرامی قدر! ایمان بہت بڑی عزت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں استقامت عطا فرمائے۔ ایمان بہت بڑی عزت ہے۔ تو پھر رب کریم نے ایمان والوں کو حکم بھی ان چیزوں کا دیا ہے جن چیزوں سے ایمان کو سہارا ملے۔ ایمان کو تقویت ملے۔ ایمان کو استقامت ملے۔ اور ہر اس عمل سے روکا ہے جس عمل پر معاذ اللہ عمل پیدا ہونے سے ایمان کو نقصان پہنچے۔ یا ایہا الذین آمنوا کلوا ــــــ تعبدون ــ اے ایمان والو۔ کھاؤ یا ایہا الذین آمنوا کلوا سے رزق میں یہ نہیں ہے۔ ایمان والو تم کھاؤ۔ علماء فرماتے ہیں اچھا سے اچھا کھانا۔ لذیذ ڈش۔ فروٹ کھجور والا میسر ہے تو اپنے بچوں کے لئے۔ ــــــ دستر خوان لگا کر باپ ماں آواز دیتے ہیں کہ کھانا لگ گیا ہے کھاؤ۔ اس اعلان کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارا تو کس ماں باپ نے اپنے اولاد کے لئے کی ہے۔ اور کتے کو جو بوٹی ملے گی۔ وہ اس اعتبار سے اولاد کا ہی ہے۔ جو کتے کی چیز بوٹی کی ہو گی باہر پھینک دو۔ یہ کتے کھائیں گے۔ میرا رب فرماتا ہے ایمان والو۔ آجاؤ حلال چیزیں تو میں نے تمہارے لئے پیدا کی ہیں۔ باقی جو غلط ہو گا۔ وہ کھانے جانیں ــ کھانا اصل میں نے تمہارے لئے تیار کیا ہے۔ (اللہ) ابو جہل سے نہیں فرمایا۔ ابو لہب سے کسی کافر منافق بے ایمان سے نہیں فرمایا۔ کلوا من طیبت سے یا ایہا الذین آمنوا۔ اے ایمان والو۔ کھاؤ۔ لیکن کیا کھاؤ۔ من طیبت ــ ہم نے جو تمہیں پاک پاک چیزوں کا رزق

Date:

ہے۔ وہ کھاؤ ۔۔۔ کلوا من طیبٰت ۔۔۔ لیکن وہ نہیں جو مل جاؤ۔ جو طیب پاک چیزیں
حلال ہوتا ہے پیدا اس نے پلید بھی کی ہیں۔ لیکن کلوا کا حکم طیبات کے حوالے
سے ہے۔ اے محبوب کا کلمہ پڑھنے والو تم نے اپنے منہ سے میرے مصطفےٰ کا کلمہ پڑھا ہے میرے
محبوب کا نام لیا ہے۔ میرا ذکر کرتے ہو۔ تم میرے بندے ہو۔ میں تمہارا رب لگتا ہوں۔ تم میرے
مصطفےٰ احمد اسلام کے غلام ہو۔ اس منہ میں پاک پاک لقمہ رکھنا۔ پلید نہ رکھنا۔
اب پاک چیزیں کس کے لیے ہیں قرآن سے پوچھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الخبیثٰت للخبیثین
۔۔۔ اللہ فرماتا ہے ناپاک چیزیں ناپاک لوگوں کے لیے ہیں۔ ناپاک لوگوں ناپاک چیزوں کے
اور پاک چیزیں پاک لوگوں ۔۔۔ کلوا من طیبٰت ۔۔۔ ایمان والوں پاک چیزیں استعمال کرو
کیونکہ میں نے پاک چیزیں پاک لوگوں کے لیے پیدا کی ہیں۔ دیکھو پاک جانور پاک لوگوں کے لیے
پاک چیزیں کھانا ان لوگوں کا کام ہے جن میں دو صفتیں ہوں۔ (۱) وہ ایمان والے ہوں (۲) وہ
پاک ہیں۔ حلال لقمے نے آپ کو کتنے فائدے دیے ہیں بھوک حلال سے مٹ
جاتی ہے۔ اور بھوک کتے کی مردار کھانے سے بھی مٹ جاتی ہے
لیکن میرا رب فرماتا ہے بھوک مٹانے کو نہ کھاؤ۔ رسول دین کے مقصد کے لیے حلال استعمال
کر ایمان بچانے کے لیے ہے رب کو یاد کرو۔ اس لیے تمہاری بھوک مٹ جائے گی۔ ایمان
کو سہارا بھی ملے گا۔ اور پیش ہو کر بارگاہ میں پاک ہونے کی سند بھی مل جائے گی۔
اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے مخاطب ہے یا ایھا المدثر قم فانذر … وثیابک فطہر
اور محبوب شعار زمانہ والا محبوب … قم اٹھ اے محبوب غافلوں کو ڈراؤ
نافرمانوں کو ڈرائیں۔ وربک فکبر۔ اپنے رب کی بڑائی بیان کرتا رہ وثیابک فطہر۔ اپنے لباس
کو پاک رکھیں۔ کیا خیال ہے سرکار کا لباس پلید ہو گیا۔ جو ریشمی … پاک … میں
میں تھوڑی سمجھا ہوں۔ کیونکہ لباس سرکار کے جسم پاک پر آجاتا ہے۔ مانا پاک ہونے کا حکم
وہ سرکار کے جسم سے ناپاک نہیں ہو سکتا۔ وہ بالکل پاک ہے۔ اور نجاست سے تو
پاک ہو گا ہی ۔۔۔ اللہ کریم نے اپنی مخلوق میں مخلوقات کے اعتبار سے جو رتبہ دیا ان میں
بھی۔ محبوب علیہ السلام کا جسم ان کمزوریوں سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صحابہ
سے ہم فرماتے ہیں۔ سوال کرنے والے صادق کہتے ہیں۔ جابر ابن سمرہ نے پوچھا حضرت مولا علی

Date:

ہے۔ وہ کھاؤ ــــ کلو منھا طیبا ــــ لیکن مت ناپسن چیز مت جاؤ۔ من طیب پاک چیزیں۔
معلوم ہوتا ہے پہلا اس نے پلید ہی کی ہیں۔ لیکن کلوا کا حکم طیبات کے حوالے
سے ہے۔ اے محبوب کا کلمہ پڑھنے والو اللہ نے اپنے منہ سے محمد مصطفیٰ کا کلمہ پڑھا ہے محبوب
محبوب کا نام لیا ہے۔ میرا ذکر کرتے ہو۔ تم میرے بندے ہو۔ میں تمہارا رب لگتا ہوں۔ تم محمد
مصطفیٰ علیہ السلام کے غلام ہو۔ اس منہ میں پاک پاک لقمہ رکھنا۔ پلید نہ رکھنا۔
اب پاک چیزیں کس کے لیے ہیں قرآن سے پوچھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الخبیثت للخبیثین
ــــ اللہ فرماتا ہے ناپاک چیزیں ناپاک لوگوں کے لیے ہیں۔ ناپاک لوگوں ناپاک چیزیں کھا
اور پاک چیزیں پاک لوگوں ــــ کلوا من الطیبت ــــ ایمان والوں پاک چیزیں استعمال کرو۔
کیونکہ میں نے پاک چیزیں پاک لوگوں کے لیے پیدا کی ہیں ــ جیسے پاک جانور پاک لوگوں کے لیے
پاک چیزیں کھانا ہی ان لوگوں کا کام ہے جن میں دو صفتیں ہوں۔ (۱) وہ ایمان والے ہوں (۲) وہ
پاک ہیں ــ حلال لقمے نے آپ کو کتنے فائدے دیئے ــ بھوک حلال سے بجھائی
جاتی ہے۔ اور بھوک کتے کی مردار کھانے سے بھی مٹ جاتی ہے۔
لیکن میرا رب فرماتا ہے بھوک مٹانے کو نہ کھاؤ۔ رسول اللہ کے قدم کے صدقے حلال استعمال
کر ایمان بچانے لیے ہے ــ رب کو یاد کرو۔ اس لیے تمہاری بھوک بھی مٹ جائے گی۔ اعمال
کو سہارا بھی ملے گا۔ اور پھر اس کے بعد بارگاہ میں پاک ہونے کی سند مل جائے گی۔
اللہ تعالیٰ اپنے محبوب سے مخاطب ہے۔ یا ایہا المدثر قم فانذر ــــ فطہر۔
اور محبوب سرکار نے واہ محبوب ... اے چادر اوڑھنے والے محبوب۔ قم اٹھو ... خاندان میرا
نافرمانوں کو ڈرائیں ــ وربک فکبر ــ اپنے رب کی بڑائی بیان کریں وثیابک فطہر۔ اپنے لباس
کو پاک رکھیں۔ کیا خیال ہے سرکار کا لباس پلید تھا۔ جو رب کہہ رہا ہے پاک کریں
میں تمھیں سمجھاتا ہوں۔ کوئی بھی لباس سرکار کے جسم پاک پر آ جاتا ہے۔ وہ ناپاک نہیں ہو سکتا
وہ سرکار کے کرم سے ناپاک نہیں ہو سکتا۔ وہ بالکل پاک ہے۔ اور نجاست سے تو
پاک ہو گا ہی ــــ اللہ کریم نے اپنی مخلوق میں مخلوقات کے اعتبار سے ... روئے زمین
میں۔ محبوب علیہ السلام کا جسم ان کے وجود سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ صحابہ
کرام فرماتے ہیں ــ سوال کر دیں مسلمان کبھی سے ــ جابر ابن سمرہ نے پوچھا حضرت مولا علی

اور یہ کہ کپڑے حضرت ام المومنین عائشہ کو سرکار علیہ السلام جو لباس زیب تن فرماتے ہیں۔
وہ عام لباسوں کی طرح ہی رہتا ہے یا کچھ اور ہی ہو جاتا ہے۔ اور ایسا بھی نہیں ہے۔ کہ جس طرح
جبریل وحی لے کر آتے ہیں۔ لباس کی خدمت لے کر آتے ہیں۔ وہی آسمانوں کی طرف سے
لاتے ہیں۔ لیکن کپڑا وہی پہنتے ہیں۔ جو مدینے کے لوگ اور گھروں سے بنتے ہیں۔ سرکار
وہی زیب تن فرماتے ہیں جو بازار سے حاصل فرماتے ہیں۔
کہاں اگا۔ کہاں بنا۔ کہاں سیا گیا۔ اللہ رے ریشے کی خوش قسمتی کہ محبوب کا لباس بن
گیا۔ پہلے کوئی نسبت نہ تھی کپڑا رد ہی تھا۔ نبی پاک کے جسم پاک پر آتے ہی ساری [illegible]
روئی کا سا ہی ہے درزی کا سا ہی ہے۔ جب سرکار نے زیب تن کر لیا نہ کپڑا کا رہا
نہ محبوب کا رہا ہے۔ یہ کپڑا جو ختم ہو گیا — کپڑے پر نکلیاں بیٹھ جاتی تھیں۔ جب
محبوب نے پہن لیا — سبھی نشان کرم پر سرکار آتے ہیں۔ وہ کپڑا جو شعلوں سے شعلے
سے جل جاتا ہے۔ اب اگر معمولی کپڑے کو سرکار کا ہاتھ لگ جاتا ہے — کوئی آگ
ایسی نہیں جو اس کو جلا سکے کپڑے کو جلا دے۔ انس بن مالک کا دستر خوان
جلتا تو میلا جلتا — باہر نکلتا — میل کٹا۔ کپڑا سلامت — یہ کپڑا انس کا ہے شہر
میں نکلتا ہے جس کو آگ نہیں لگتی۔ اگر اتنی عقلمندی ہے اس کو میل کو کھا لیتی ہے لیکن اس کے
ریشے کو آگ نہیں گرم کرتی۔
حضور پر کپڑے جنازہ پر سجانے کے لئے میں لانے کے جنازے تک لگاتا شریف — خوش نصیب نکلے جو کہ
جنازے کے ساتھ — بقول مولانا عالم — جنازہ ہوا۔ دفن ہوا۔ سیدہ ام المومنین
کے ہاں تشریف لائے۔ قدم لگا — سرعرش کر دیا (B) کعبہ ہاتھ رکھ کر —
عائشہ کو دکھایا — ہاتھ لگا کر کیوں دیکھتی ہے — بارش کا ہونا۔ بارش ہوئی ہے
آج لوگ حضور کی حیثیت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم جن لوگوں نے زندگیاں حضور کے قدموں
میں بسر کر دیں۔ ان کو نہ پتہ چل سکا — مثال پانی برسنے کی — فرمایا۔ پیدا ہی اندر سے
بھیگے کیوں — پہلے پوچھا سر پر کیا اوڑھ رکھا ہے = سورہ نور جس کی شان میں نازل ہوئی
— حرم پاک کی عظمت قرآن پاک میں ہے۔ کائنات اہل ایمان کی ماں۔ گھر کے اندر
بھی سر کی چادر ہے — پاک بیبیاں بڑی خدمت کے لئے پیدا کی گئیں۔ وہ پاک جو ہر جگہ

۶۹- شانِ رسالت

(۲) Date: ۱۶-۴-۹۳

۱۶۲ یاایہا الذین امنوا کلوا من طیبٰت ـــــ اس حقیقت سے ہر مسلمان واقف ہے۔
اور اس سے بے خبر ہونا۔ کسی بھی مسلمان کے لیے جائز اور درست نہیں۔ وہ حقیقت یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کسی صلاحیت کے بغیر محض اپنے فضل و کرم سے اپنی نعمتوں سے
نوازا جن میں دو صفات پائی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں وہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں جن
نعمتوں کی بدولت ہمارے ایمان کی تعمیر ہوتی ہے۔ اور ایمان کی دنیا میں روشنی پیدا ہوتی ہے
کیونکہ کتاب و سنت کے مطابق جو شئے ایمان کو نقصان پہنچائے وہ نعمت نہیں۔ نعمت وہ
شئے ہے۔ جس کی بدولت ایمان کو تقویت ملے۔ ایمان کو سہارا ملے۔ ایمان کے چہرے پر پڑی
ہوئی حالات اور واقعات کی دھول جو ہے۔ وہ دھل جائے۔ اور ایمان کا چہرہ نکھر جائے۔
وہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک تو صفت یہ ہے۔ اور دوسری صفت یہ ہے۔ کہ کوئی نعمت
رب کریم نے ایسی نہیں عطا فرمائی جس کے ہم مستحق ہیں۔ وہ عطا فرمائی۔ بلکہ ہم مستحق
نہیں تھے پھر بھی عطا فرمائی۔ ہمارا کوئی استحقاق نہیں تھا۔ محض اپنے فضل و کرم سے ایسی
ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ایک تو اس نعمت میں یہ صفت پائی جاتی ہے کہ ایمان کو
سہارا ملتا ہے ـــ اور دوسری بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا دربار چھوڑ کر اور جس کی ساری
دنیا کو بھی اگر انسان تلاش کرے۔ تو ایک نعمت بھی کہیں سے نہیں ملتی ایسی [illegible] نعمتیں
ہیں۔ قیمتی ہیں۔ زریں ہیں۔ بے مثل ہیں۔ لاجواب ہیں۔ کہ کہیں سے وہ ساری دنیا
کے خزانے خرچ کر دیں تب بھی وہ نعمت نہیں ملتی۔ جو رب کریم نے ہمیں مفت میں عطا
فرمائی ہیں۔ اب حق یہ بنتا ہے کہ ہم ان نعمتوں کا تحفظ کریں۔ ورنہ یہ بات آپ یاد
رکھیں۔ کہ جیسے وہ نعمتیں قیمتی ہیں۔ اگر ان نعمتوں کا احترام نہ کریں۔ تو وہی نعمتیں اس کے
حق میں بگڑ کر خدا کا قہر بھی بن جاتی ہیں۔ حضرات گرامی۔ نعمت جس قدر نازک اور
نفیس ہوتی ہے۔ اس کا تحفظ اسی قدر زیادہ نزاکت سے رکھتا ہے۔ آپ نے پاؤں میں دو
سو روپے کا بوٹ پہنا ہوا ہے۔ تو آپ جب گھر میں جاتے ہیں۔ تو وہ بوٹ آپ ایسا تو نہیں
کرتے۔ کہ بوٹ اتارے اپنے کندھے سے کپڑا اتارا۔ اس کو صاف کیا۔ اور اوپر میز پر رکھ دیا۔
بوٹ اگرچہ دو سو روپے کے ہیں۔ چار سو روپے کے ہیں۔ وہاں جا کے چارپائی کے نیچے اتار دیتے
ـــــ مطلب کہ نوکر سے نوکرانی والے لوگ کہاں سمجھے ہیں۔ ہم بوٹ کو سنبھال کر اٹھاتا ہم

نہیں ہے۔ عطر کا احترام بہت اہم ہے کہ اگر پانچ روپے کے عطر کو ہم زمین پر ڈالیں۔ تو یہ خلاف
مروت و دیانت ہوگا۔ اور اگر ہم پورے کو وہاں پھینک دیں تو ہمیں لگے گا جو پانی زمین پر پانی لگتا
جاتا ہے۔ جب نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے عطا فرمائی ہیں۔ کیا جواب عطا فرمائی ہیں
تو نوٹ کریں۔ اگر ان نعمتوں کو اس کی رضا کے مطابق استعمال نہیں کیا تو نکتہ چینی کا بن مہ
نعمتیں زیر دست ہیں۔ ——— عطر اور جوتے کی مثال۔ عطر کو جوتے کے نیچے دبا
دیں تو دیکھنے والا آپ کو اپنے اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرے گا۔ مجھے ہو فانی۔ جن رب نے
نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ قرآن شریف میں ہمیں یہ فرما دیا ہے کہ میں نے تمہیں یہ نعمتیں عطا کی ہیں کہ
جب ہم ان نعمتوں کی قدر نہیں کریں گے تو پھر خدا ناراض نہیں ہوگا۔ قل ھو الذی ———
انشاکم ——— تشکرون (سورۃ ملک) = اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تمہیں بڑی
عظیم نعمتیں عطا کی ہیں۔ لیکن تم شکر تھوڑا ادا کرتے ہو۔

موسم بدل رہا ہے ماں بیٹے سے کہتی ہے بیٹے شبنم میں نہ لیٹو۔ یہ موسم دیتا ہے ایسا ہو گیا
گرمی کی شدت ابھی نہیں آئی۔ سردی کی شدت گزر گئی ہے۔ دیکھو ایسا موسم ہے کہ
رکھا کرو وغیرہ۔ یہ خاموش ماں اپنے بچے کو نصیحت دیتی ہے۔ حالانکہ اس ماں نے اس بچے نے
اپنے بچے کے لئے۔ ڈریفریجریٹر بھی خریدا ہے۔ ہزاروں روپے لگا دیتے ہیں۔ ———
موسم کی خرابی کی وجہ سے گھنٹے ہاں سے پیارا ہے۔ بیٹے کی صحت سے پیار ہے۔ اللہ فرماتا ہے
مجھے نعمتیں بچانے کی فکر نہیں۔ میں بچانا چاہتا تو پیدا ہی نہ کرتا۔ میں نعمتیں مفت میں نہ دیتا۔
تو خیال کرنا استعمال کرنا ہے تمہارے ایمان کی طبیعت خراب نہ ہو جائے۔ مجھے ان نعمتوں
سے پیار نہیں ہے محبوب کے علاوہ مجھے تمہارے ایمان سے پیار ہے۔ میں چاہتا ہوں تمہارا
ایمان سلامت رہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا ایمان کو کسی کی دکھ تکلیف عذر کو کی
پریشانی نہ پہنچے۔ تمہارا ایمان جسے میں نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح چمکتا دمکتا رہے
برقرار رہے خوبصورت بنا رہے۔ حتیٰ کہ جب تم میرے دربار میں آؤ۔ جس طرح میں دنیا میں ایمان
دیا کہ تم پر احسان فرمایا ہے۔ کائنات دیکھے گی کہ قیامت میں میں رسول اللہ کے منہ ہو کا
پر اللہ کتنے احسانات فرماتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھو الذی بعث فی الامیین۔
——— مبین۔ جمعہ ——— ذالفضل العظیم۔ ایک ایک عظیم نعمت

Date:

کیونکہ گلی وہیں لگی۔ وہ بیت اللہ کا طواف کر آیا ہے۔ وہاں نماز پڑھنے کوئی کھوڑا آیا تھا وہ بدبخت
وہاں گیا بس پانسہ کرتے تھے۔ وہ ادھر جا رہا ہے سرکار ادھر جا رہے۔ آمنا سامنا ہو گیا گلی میں
میرے آقا حضور وتار رستہ ساتھ بڑی غفلت سے ساتھ چلتے گئے وہ قریب سے گزر گیا بدبخت اس نے ادھر
چہرہ بھی پھیر کر نہیں دیکھا۔ ورنہ وہ اسے پلید تھا۔ کہ جیسے کبھی اتفاق ہوتا تھا ان ہی دیکھتا تو اس کا
تھا۔ چپکے سے گزر گیا۔ مولا کیوں نہیں دیکھا۔ فرمایا ہم نے دکھایا نہیں —— اس کو حضور نظر
آئے ہی نہیں۔ قسمت کا انقلاب دیکھا۔ قسمت کا امتیاز دیکھا۔ ایک وہ بدبخت ہے۔
جو قریب سے گزر گیا۔ دیکھ ہی نہیں سکا۔ ایک وہ خوش نصیب ہے جو گھر بیٹھا ہے سرکار اس
کے پاس جا رہے ہیں۔ یہ تو میرے شاد۔ یہ اس کی تفسیر میں میں عرض کر رہا ہوں۔ خدا فرماتا
ہے۔ محبوب میرا فضل ہے۔ جس کو چاہوں عطا کر دوں۔ اگر تیرے گھر میں رکھی ہوئی خیرات ہر کسی کی جھولی
میں نہیں ڈالی جاتی۔ تو بھی اسی منگتے کو دیتا ہے۔ جس کو تو چاہتا ہے۔ تو خدا کے خزانے میں سب سے بڑی دولت
حسن مصطفیٰ ہے۔ وہ بھی اسی کو دیتا ہے جس پر راضی ہو جاتا ہے جو کسی کو یہ نعمت عطا نہیں کرتا۔
ابو جہل کو نظر ہی نہیں آئے۔ اور صدیق اکبر کے گھر جلوہ گر ہو گئے۔ واللہ ذو الفضل العظیم
واللہ ذو الفضل العظیم۔ اللہ کا فضل عام فضل نہیں ہے۔ فضل عظیم ہے۔ اللہ فرماتا ہے میرا رسول
معمولی رسول نہیں ہے کہ تم شمار کرتے جا رہے نہیں ہے۔ رسول عظیم ہے۔ ہر رسول عظیم ہوتا ہے۔ لیکن رسول عظیم
ہوتا ہے اسٹوڈنٹ میں۔ میرا محبوب عظیم رسولوں میں ہے۔

خلق سے اولیاء، اولیاء سے رسل
جبریل امین نہ پہنچ پائے وہ ہیں۔ عرش اعظم پر پہنچا ہمارا نبی
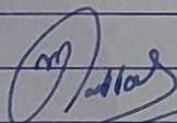
اللہ فرماتا ہے۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ اللہ عظیم فضل والا ہے یعنی اللہ کا فضل عظیم ہے اور
فضل ذات مصطفیٰ ہے۔ رب فرماتا ہے میرا محبوب بہت عظیم ہے۔ میں اس کی خیرات اسے دیتا ہوں
جسے چاہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمتیں بخششیں عطا کی ہیں۔ زبان اقدس ہے یا اللہ
اور یہ پیٹ جس میں رب نے وہ دل رکھا ہے جس دل میں حب مصطفیٰ ہے۔ اللہ کے بندوں جہاں یہ سب ہوتا
ہو وہ ماحول پیارا لگتا ہے۔ جہاں وہ دل ہیں جن میں محبوب کے پیار کا چراغ روشن ہے وہ دل بڑا پیارا
ہے۔ اور وہ دل جس پیٹ میں ہو وہ پیٹ بڑا پیارا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں ڈاکٹر
طبیب معالج ماہر حاذق یہ کہتا ہے۔ یہ چیز استعمال نہ کرو۔ یہ موسم کے خلاف ہے۔ بہت ٹھنڈا ہے

Date:

کمرہ بنا ہے — اللہ کے انوار تجلیات عرش سے آتے ہیں — (۲) انہ لقرآن کریم - ۲
قرآن کریم ہے — کیا قرآن کے انوار کی حد ہے۔ ابوبکر — عمر — عثمان علی سے —
صحابہ کی عظمت ہے۔ یہ سب کریم قرآن کے کرم سے ہے — سب انسان درجے
— سوچو ولی صاحب قرآن سے خالی نہیں — سب ولیوں کی جھولیوں میں قرآن کا کرم
— (۳) یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم — میں بھی کریم ہوں — نہ قرآن — نہ عرش — نہ رب
کریم کی سخاوتوں کی کوئی حد ہے — (۴) فلا اقسم — انہ لقول رسول کریم —
میرا رسول بھی کریم ہے — کرم ان سب چیزوں کی صفت ہے۔ اگر ان چیزوں
کی صفات کی حد نہیں تو رسول کی صفات کی حد بھی نہیں ہے۔
مائی کو اپنے منہ کا لقمہ دینا — فقیر کو خیرات دینا جیسے ہر روز گزارا تھا ——
تاکہ رسول اللہ کی سنت پوری ہو — مائی نے انکار کیا کہ اپنے منہ کا دو دیں ——
مثال - اگر فقیر کو پانچ دو عمر بھی افضل کی طرف رجوع — مائی نے کہا مانگا —
آپ نے لعاب دہن والا لقمہ — اس منہ سے قرآن آیا ہے — مثال اپنی بیوی کا چبایا ہوا
کیا کھا سکتا ہے — اپنے آپ کی چاہت ہے کہ دیں — اس میں بیماری ہے — میرے سرکار کا لعاب
میرے سرکار کے لعاب — تاثیر — مائی کی دوری ہوگئی — وہاں کیا جو کرم ہے
صحابہ کرام کا جی چاہتا تھا کہ سب جھوٹا کھا جائیں — یا ایہا النبی انا ارسلنک شاہدا
شاہد کے معنی گواہ حاضر ——

ختم

۲۰۱۶
۱۲-۳-۱۴۳۷ pm
۳-۶-۵۹-۳۰
۶

Date: 9-1-04

۷۰ - حضور کی عظمت

۱۸۲ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً ۵ قرآن کریم کے مطابق رب العزت نے ایمان والوں
کے لئے جس شئے کا بھی انتخاب فرمایا ہے۔ وہ ہمہ وجوہ پاک ہے۔ ناپاک چیزیں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں
کیلئے نہیں بنائیں۔ بنی حرمت ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کیونکہ خالق وہ ہے۔ لیکن ایمان والوں کیلئے
نہیں بنی۔ چنانچہ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔ الخبیثٰت للخبیثین۔ والخبیثون للخبیثٰت
——— (النور) یہ آیت پاک ایک خاص موقع پر اتری ہے۔ اس کا شان نزول ایک بہت
بڑا حادثہ ہے۔ جو عالم اسلام میں رونما ہوا۔ لیکن یہ رب بے نیاز کا کرم ہے۔ کہ جب حادثے
ہوتے ہیں۔ تو نقصان ہوتا ہے۔ جب حادثے لاحق ہوتے ہیں تو پریشانیاں ——— حادثوں میں بعض
بعض لوگ معاذ اللہ اپنی وجاہت کھو بیٹھتے ہیں۔ لیکن اس حادثے میں حادثہ تو زبردست تھا۔
لیکن رب کریم نے ان نبی رحمت علیہ السلام کی عظمت کا قد زیادہ اونچا کرکے دکھایا۔ یہ بات بڑی عجیب
تعلق رکھتی ہے ——— سورتوں کا دوسرا رکوع شروع ہو رہا ہے۔ ان الذین ———
یہ کتنا بڑا حادثہ ہے اور رب کریم نے شان محبوب کو کس طرح اجاگر کرکے دکھایا ہے۔ اس میں
بحث تو نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کی تائید میں قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔
ایسا حادثہ ہے کہ سرکار یوسف علیہ السلام کی شان پر لگو مسلم۔ ان کا بھی تو
حادثہ پیش آیا۔ سرزمین مصر میں۔ لیکن رب کریم کے کرم سے نبوت و رسالت کا دامن اتنا
سورج کی طرح چمکتا ہے ——— لیکن اس میں جو حادثہ ہے وہ اس سے بھی کہیں زیادہ پریشان
کن تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین جاءو بالافک عصبۃ ——— جن لوگوں
نے بہتان طرازی کی ہے۔ دامان نبوت پر معاذ اللہ نعیب کہ ظالمان نے دھول اڑانے کی
کوشش کی ہے۔ وہ بدبخت کلمہ شریف پڑھ کے منافقت کے پیچھے ہو کے بظاہر اندر
ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس حادثے کو ایمان والو۔ اپنے لئے شر نہ سمجھنا اور کہا بل ھو خیر لکم۔
یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ تو میں نے الحمدللہ صحیح عرض کیا ہے کہ یہ حادثہ تو تھا لیکن اللہ فرماتا ہے۔ بل ھو
——— یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ منافقوں کے لئے زبردست تذلیل اور رسوائی کا باعث ہے۔ ایمان والوں
کے لئے بہت عزت کا باعث ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کے نتیجہ میں اللہ کریم نے میرے محبوب علیہ السلام کے
دامان کرم کی صفائی خود بیان فرمائی۔ تو یہاں آخر میں فرماتا ہے۔ الخبیثٰت ۵ ———
للخبیثین ——— اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ناپاک عورتیں ناپاک لوگوں کا

Date:

اور ناپاک لوگ ناپاک چیزوں کے لئے ہیں۔ والطیبون ——— پاک لوگوں کے لئے پاک چیزیں ———
اور منافقوں کے لئے کیا ہے؟ اولئک مبرؤن ——— میرے محبوب کا دامن اس سے پاک ہے
اب وہ دامن کتنا مطہر ہے جس کی صفائی اللہ کریم خود پیش کر رہا ہے۔
اللہ تعالیٰ نے پاک چیزیں ایمان والوں کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔ اسی لئے فرمایا ہے۔ کلوا
من طیبت ——— ہم نے جو رزق تمہیں عطا فرمایا ہے۔ ان میں سے پاک پاک
چیزیں کھایا کرو۔ جس طرح باپ ماں اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ بازاری چیزیں نہ کھانا
——— صحت خراب ——— اسلام نے فرمایا۔ تم نے کلمہ شریف پڑھا ہے تم تو بچے
بن جاتے لگتے ہو ——— طیب کھاؤ ——— کلمہ پڑھا ہے اس لئے پاک کھاؤ۔ اور وہ کیا قرآن
پاک ——— اس کو ناپاک کوئی کیا سمجھ سکتے ہیں ——— میں کہہ دیتا ہوں کہ لا یمسہ الا المطہرون
——— میری مقدس کتاب کو پاک لوگ ہی ہاتھ لگا سکیں۔ پلید میرے محبوب کی کتاب کو ہاتھ نہ لگائے
——— جب تم قرآن پاک کو ہاتھ لگا کر پڑھتے ہو تو رب کریم تمہیں پاک ہونے کی سند عطا فرماتا ہے کہ پہلے نفی
و استثنیٰ ہے۔ پہلے لا نافیہ ہے۔ الا استثنیٰ ہے۔ الا نفی کے بعد اثبات کے لئے ہے کہ خبردار
قرآن کو ہاتھ نہ لگانا ——— ناپاک کوئی بھی نہیں لگا سکتا۔ فرمایا الا المطہرون ——— جو پاک ہیں وہ
ضرور لگا سکیں ——— صوفیاء کیا فرماتے ہیں۔ اس میں ایک اور راز کیا ہے۔ جب ابتداء میں نفی کے
بعد نالائق کی بات کرتا ہے۔ تو مجھے تو مطہر نے مس ہاتھ نہیں کیا ——— اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
جن کے دل پلید ہیں۔ میرے حبیب کی محبت سے خالی ہیں ——— وہ قرآن کو مس نہ کیا۔ وہ تو مس
بھی نہیں کر سکتے۔
پاک رزق کھاؤ اور کلمہ بھی پاک پڑھو اور قرآن شریف کو ہاتھ لگاؤ گے تو پاک
تو اللہ فرماتا ہے وقولوا قولا سدیدا ——— بات بھی پاک کیا کرو۔ اللہ والوں کی زبانیں
سیف ہوتی ہیں۔ جو فرما دیں وہی ہو جاتا ہے۔ حضرت محمد ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ انہوں نے اپنی خالہ
ہمشیرہ ۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا ——— آپ پردے والے کجاوے میں تھیں۔ اور انہوں نے باہر سے اندر ہاتھ کو
ڈالا کسی مقصد کے لئے ام المومنین نے فرمایا کون ہے جو حرم رسول کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے کہ وہ آگ میں
جھونکا جائے۔ وہ بیٹے لگے سمجھے دنیا کی آگ لگے۔ فرمایا چلو دنیا کی ہیں۔ وہ آگ میں جل کر شہید
ہو گئے۔ ان کی زبانیں سیف ہوتی ہیں کیوں۔ اس کو قول سدید کہتے ہیں۔ جب کہتے ہیں

Date:

میں بہت جلدی سے ہاتھ اٹھا لیتا ہوں کہ یہ ہیں نہ چلے جائیں — جو بہت پیارا لگے تو پانا چاہیے تو گھر والا جانے نہیں
دیتا — رکھ تو ٹھہر جاؤ۔ ترازو کی کی باتیں کر — بھاگنے والو دیکھو رب نے بخشش بھیجی —
یہ کاروبار ہے۔ یہ دماغ کی خرابی ہے۔ مسجد میں بیٹھنا سیکھو۔ حوصلہ کرو — اذان ہوتے ہی
آیا کرو اور دیر تک بیٹھا کرو۔ اللہ کو اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے بڑے پیارے لگتے ہیں —
ابن کثیر بھی کوفے کے معمور کے تارے ہوں۔ جن سے قرآن سنا کرتے تھے — تو انہوں نے دعا یاد
کی تھی — مشعل کنعان سے محمد مدینہ کو روشن کیا۔ — میرے بیٹے اوپر سے کوئی آواز میں کسی
نے حمد شروع کر دی — اس کو سید محمود آلوسی بیان کرتے ہیں — المنذری کی ترغیب و ترہیب
میں باب الذکر میں پڑھا ہے۔ کہنے والا تھا کہ اب سے تو پڑھتے ہی رہے — اللھم لک الحمد کلہ —
ولک الخیر کلہ و لک الملک کلہ — الیک یرجع الامر کلہ۔ انک علی کل شیء قدیر —
جب بندہ تعریف کرتا ہے اور اپنا کچھ مانگتا ہے — حمد کے بعد درخواست شروع کر دیتا۔
اپنے لئے بخشش —

جن کی خاطر دو عالم سجا دیا گیا۔ ان کے چہرۂ انور پہ لاکھوں سلام۔

١٤-٢-٢٠١٦ بروز پیر
٥-٦-١٤٣٧
٢-٤٥-٣٠ pm

شانِ رسالت ۲

۷۸۶ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولو قولاً سدیدا ○ اہل اللہ کی زبانِ پاک کی گفتگو بہ حیث
الہام ہوتی ہے۔ صداقت حقیقت سچائی جو کچھ بھی ہے ان کی زبان مبارک کے ساتھ وابستہ ہے۔
یا ان کی زبانیں اسی کی دلیل ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنوں کی زبان کو اتنی عظمت بخشتی ہے کہ
اپنے احکام کا اعلان ان کی مبارک زبان سے کرتا ہے۔ اعلان یہ کرتے ہیں۔ سنواتا خود ہے۔ کیسے
معلوم ہے کہ حضرت خلیل ؑ بانی کعبہ موجدِ قربانی آپ نے جب حج شریف کے لئے اعلان فرمایا۔ حسب
حکم خداوندی سب نے سنا۔ لیکن یہ فرمودہ ہے۔ رب کریم کی قدرت تجلی اس میں بڑے انسانی عقل
ودانش جو ہے۔ اس کو سر جھکائے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ طاقت دینا قوت دینا۔ قدرت دینا۔
صلاحیت دینا اصل میں لا حول ولا قوۃ —— سب قوتیں سب حول صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کی
ذات پاک سے وابستہ ہیں۔ تو خلیل علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔ اگر میں یہ کہوں تو کسی
طور سہی ہے۔ اگر صاف لفظوں میں کہوں تو یہ کہوں گا۔ کہ خلیل علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔
تو ظاہر تو یہی ہے کہ خلق نے سنا۔ بلکہ یہاں یہ معنی سب رہتا ہے۔ کہ آپ نے اعلان کیا تو
رب کریم نے سنایا —— اپنی خلق کو اعلانِ خلیل سنوایا —— چنانچہ —— وہ زمانہ
وہ وقت وہ موسم قریب ہے۔ کہ حضرت خلیل ؑ کی آواز پہ لبیک کہتے ہوئے اہل محبت
کشاں کشاں حاضری کیلئے جا رہے ہیں۔ کچھ تیاری کر رہے ہیں۔ یہ رب کریم کا دستور ہے
ساری کائنات کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان سنوایا —— واذن فی الناس
بالحج۔ آپ رسول علیہ السلام لوگوں میں حج کا اعلان فرما دیں۔ یاتوک رجالا وعلی کل
—— فج عمیق = آپ اعلان فرمائیں۔ لوگ پیدل بھاگے آئیں گے۔ کچھ لوگ پیدل
چل کر آتے ہیں جو قریب ہوں۔ لیکن اللہ کے کچھ بندے ایسے بھی ہیں۔ جن کے ساتھ
دوری کا کوئی تصور نہیں ہے۔ وہ جہاں بھی ہوتے ہیں۔ ایک دو قدم اٹھاتے ہیں بیت الحرام کعبہ
میں پہنچے ہیں —— یہ علیحدہ داستان ہے۔ ان میں سے ایک امام شعرانی ہیں۔ آپ لطائف
المنن میں فرماتے ہیں۔ ایک عظیم کتاب ہے۔ وہ آپ کی اپنی واردات ہیں۔ میں لفظ واپس لے لیتا ہوں کیونکہ
واردات کا لفظ ہمارے ہاں غیر متعارف ہے یا غیر مانوس ہے۔ یا غیر شائستہ ہے۔ اصل میں تو
یہ لفظ صوفیاء کے لفظ ہیں یہ بولا ہے۔ واردات۔ واردہ کی جمع ہے۔ واردہ کا معنیٰ
ہوتا ہے۔ وہ تجلیات جو عارف ربانی کے قلب پر وارد ہوتی ہیں۔ اس لئے میں نے واردات

Date:

کالفظ بولا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں ہاتھ اٹھاتا ہوں تو سرکار کے روضے کی جالیوں تک
میرا ہاتھ پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں امام شعرانی کا ہاتھ یہیں ہوگا۔ ہاتھ کی لمبائی
رہتے ہیں مصر میں ہاتھ اونچا کریں لمبا کریں تو مدینہ عالیہ میں۔ میں کہتا ہوں دیکھنے کو تو دو چار فٹ ہی میں
اور پہنچتا مدینے شریف میں ہے۔ کہاں مصر اور کہاں مدینہ شریف سینکڑوں کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔
اور دیکھو تو ایک ہاتھ ہے۔ اور حقیقت میں وہاں تک پہنچتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جن کے غلاموں
کے ہاتھ کی حقیقت کا علم کسی کو نہیں۔ جن کے ہاتھ کی حقیقت کا پتہ نہیں وہ جسم اور ان
پر جن کا کرم ہو رہا ہے۔ اس کے کرم کی حقیقت کیا ہوگی۔ (واللہ اعلم و رسولہ بالصواب)
جناب خلیل علیہ السلام نے اعلان فرمایا۔ اللہ کریم کا گھر بنایا ہے۔ لہذا تمہیں حکم دیا ہے
کہ حج کرو۔ بیت اللہ شریف لے رستہ دیکھ رہا ہے۔ حکم پر لبیک جاری ہے۔ اب کوئی انکار نہیں کر
سکتا۔ یہ جتنی دنیا حج کے لئے جاتی ہے ان کو بلاوا کس نے دیا ہے۔ خلیل علیہ السلام نے
تو پھر سوچنا چاہئے۔ کہ تو تو بیٹے کو بلائے تو وہاں سے نہیں آتا۔ نہ جانے خلیل پاک کی زبان
میں رب نے کیا اثر رکھا ہے۔ کہ وہ ایک بار اعلان فرما چکے ہیں۔ قیامت تک لوگ کھنچے چلے
جا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مقربین کا بولنا اور ہے عام لوگوں کا بولنا اور ہے۔
فرمایا تم بھی کبھی کبھی پاکیزگی کیا کرو۔ تو تمہارے بول میں بھی اثر پیدا ہوگا۔
پوری کائنات کو آواز سنائی خلیل پاک کی۔ اور نبی پاک کے صحابی۔
ابی ابن کعب مصلے پر بیٹھے ہیں۔ سوچا میں آج وہ ذکر کروں گا۔ جو کسی نے نہیں کیا ہے۔ دو نفل
پڑھ رہے ہیں۔ کہ میں حمد کروں نہ کوئی پڑھ سکا نہ کرتا۔ یہ بھی سوچ کر بیٹھے کہ
کیا ہوتا ہے۔ کوئی بولی نہیں کوئی لکھا ہوا جواب میں نہیں لکھا ہے۔ قسم کھائی ہے
کہ میں ایسی حمد کروں گا۔ ابھی سرکار سے پوچھا بھی نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صحابہ
کرام ایسے کام کر لیا کرتے تھے۔ کہ اگرچہ بظاہر حضور علیہ السلام سے اجازت نہیں ملی۔ لیکن دل کہتا
ہے کام اچھا ہے حضور تائید کریں گے۔ ضرورت پڑ جانا۔ وہ ملیں گے کام اچھا ہو لوگ
پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ حضرت ابی بن کعب نماز سے فارغ ہو گئے۔ ذکر
آواز سنائی دی۔ حضرت خلیل کی آواز پوری دنیا میں گونج گئی۔ ادھر جب آقا کا غلام
مصلے پر بیٹھا ہے۔ اس کو بھی ایک آواز گونج گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ آواز کس ہر طرف کی آواز ہے

Date:

بیدک الخیر کلہ

اللھم لک الحمد کلہ ولک الملک کلہ — انک علی کل شیء قدیر —
بولنے والا بولتا جا رہا ہے اور یہ پڑھے جا رہا ہے — یہ تو حقائق و معارف ہیں — اے میرے اللہ سارا
حمد میں نے تیرے لئے ہیں — یہ سیدنا صدیق اکبر کا کہنا ہے — الحمد للہ رب العالمین کا ترجمہ جو امام
اہلسنت نے کیا ہے — ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں — جو سارے جہانوں کا رب ہے اور یہ بھی
کسب کیا ہے کہ احمد رضا ٹھیک کیا ہے جب یہ پڑھا جا سکتا ہے — اللھم لک الحمد کلہ —
اور ساری بادشاہاں تیرے — اور سارا خزانہ تیرے دست کرم میں ہیں — قرآن پاک میں آیت
قل اللھم مالک الملک — بادشاہاں واپس لیتا ہے تو دہاں لیتا ہے — لیکن پہلے
کا ذکر پہلے ہیں یا چھیننے کا ذکر بعد میں ہے۔ مالک الملک تؤتی الملک من تشاء — عزت
دینے کا ذکر پہلے — کہ میں اپنے کرم سے بادشاہاں دیتا ہی ہوں۔ عزت دیتا ہی ہوں۔ البتہ
جب میرا بندہ شکر نہیں کرتا۔ تو پھر چھین بھی لیتا ہوں — حیا کر میں نے جو تجھے عزت
دی ہے — بادشاہاں دی ہے — میرا شکر کر میری اطاعت کر — میرے مصطفیٰ کی
صفت کو دیکھ کر سلام کر — قل اللھم مالک الملک۔ یا رسول اللہ آپ نہیں — اے میرے اللہ
ساری ذات جو تجھے اللہ کہتی ہے — محبوب کہے تو بات ہے نا — ساری دنیا کے کہنے
سے کیا ہوتا ہے۔ یوں تو جیسے ابو جہل نے بھی اللھم کہہ دیا تھا — پھر کیسے برے کا فرمان کہا۔
قرآن — واذ قالوا اللھم — جب کافروں نے کہا۔ اب بتاؤ انہوں نے بھی اللہ تو مانا
اب ان کو ایمان تو دیا — صرف یا اللہ کہنے والے کو ایمان کی سند نہیں ملتی —
تجھے تو کہہ دیا ہے — اے میرے اللہ — ؟ مانا نہیں دیتا — کیوں نہیں — فرمایا۔ جاؤ
مصطفیٰ کے پاس تو آیا نہیں ہے — کیسے سند عطا کر دوں —

اللھم اے میرے اللہ۔ تجھے اللہ کا پتہ کس نے دیا ہے — من ھو اللہ — من ھو
رب العالمین — عرض کی مولا تو بتا دے۔ فرمایا — اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو
بھیجا ہے — ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی — اللھم تو یہ دیا نا کافروں
نے لیکن ایمان — یا اللہ — اللھم کہنے والا ضروری نہیں کہ مسلمان ہو —
مسلمان بھی ہو سکتا ہے — کمبخت انسان کی زبان سے بھی — یا اللہ
کہنے والوں میں کئی ایمان میں کمی دیکھتا ہوں۔ لیکن یا رسول اللہ کہنے والوں میں ایک بھی نہیں

Date:

دکھا سکتے۔ کتنے ہی کفار اشرار تھے۔ جیسے بات کرتے تھے۔ تو یا محمد کہتے تھے۔
یا رسول اللہ صاحب کہا۔ جب دل سے کلمہ پڑھا ـــــ
کافروں نے کہا۔ اللهم ان كان هو الحق ـــــ ہم پر پتھر برسا۔ مطلب ہوا۔
کافروں کے اللہ کہنے کا مسئلہ اور ہے۔ مطلب اگر اللھم کہا اعد ہے ـــــ
دیکھتے ہیں پڑھا نہیں۔ محبوب سے کہتا ہے کہ جب اللہ حفظہ کہہ دے ـــــ منہ جانے
اس زبان میں کیا اثر ہے کہ رب کو اس کے لفظ پیارے لگتے ہیں۔ پھول پیارے
لگتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا یا رسول اللہ کہہ دیجئے ـــــ اللهم ـــــ
آخر میں فرمایا بیدک الخیر ـــــ ساری خیر تیرے دست کرم میں ہے۔
اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ساری خیر ہے ـــــ یہ خیر پیدا کرے۔ اپنے دست
قدرت میں کہیں ہے کسی احمد کو کیا دیا ہے ـــــ اشارہ کرتے دلوں کی دنیا کو
راہ دکھا دیا ہے۔ یہ سنہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان کو اشارہ دنیا سے جس کا مطلوب
میں اسلام کی شمع روشن کی ہے۔
بے نیاز رب ساری خیر تیرا دست کرم میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا۔ ومن يؤت
الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا ـــــ جسے حکمت دی گئی۔ اسے رب کہہ رہے خیر کثیر کے
خزانے ہی عطا کر دیئے ـــــ معلوم ہوا کہ خیر تقسیم ہوتی ہے اور خیر اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے
جس فقیر کو ایک رات کی خیر تو دے دیتا ہے۔ اور جس کو رب کریم خیر عطا فرماتا ہے جانے کتنی
کائنات کو پالتا ہے ـــــ دینے والا کہتا ہے کہ میں نے حکمت دی ہے تو ماننا پڑے گا۔
کیونکہ یہ سب سے بڑا سچا ہے۔ ومن اصدق من الله قيلا ـــــ ومن اصدق من الله
حديثا ـــــ جسے حکمت عطا کی گئی۔ حکمت کیا ہے ـــــ اسے خیر کثیر مل گئی
(B) تو خدا کے قلیل کو کوئی نہیں گن سکتا۔ تو کثیر کو کون سمجھا سکے گا۔
خود تم اپنے گھر میں نہیں گن سکتے ـــــ تمہارے پاس کتنا ذہن میں ہے یاد نہیں ـــــ
چیزیں ہیں بے شمار ـــــ چلو بستر پر جس ہوتی چادر کا تار تار گن کے بتاؤ؟ ـــــ
جسد کی رگیں بال نہیں شمار۔ اللہ فرماتا۔ متاع الدنیا قلیل۔ ساری دنیا کا
سامان قلیل ہے ـــــ اس کے مقابلے میں کثیر بھی تو ہوگا ـــــ اللہ فرماتا ہے یہ ساری

Date:

دنیا کا سامان جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ یہ میرے مصطفیٰ کی عطا کے سامنے تھوڑا ہے —
تمہیں میں نے کیا دیا ہے۔ قلیل ہے کسر عظیم نہ ہو۔ بالکل نہ ہو۔ تھوڑی ہو بھی پر امیر نہیں تھے
بادشاہ نہیں — وزارت — پر تو تھوڑی سی شئی کی بات ہے۔ تو تو متاع قلیل
کا مالک ہے۔ امیر تو نہیں ہے۔ امیر وہ ہے جسے رب نے خیر کثیر عطا فرمائی ہے —
مولا کے کاشانہ — آ گئے — ایک بات ہے فرمایا پوچھو۔ امام حسن فرماتے
ہیں جب آپ کی شہادت ہوئی تھی — دفن کے بعد خطبہ دیا۔ فرمایا او اللہ والو وہ چلا گیا
جو میدان میں کھڑے ہو کر کہتا تھا۔ پوچھو لو فرائی باتیں سے جو چاہو پوچھنا چاہتے ہو۔
ایسی وسعت علم رکھنے والا تشریف لے گیا — پوچھا۔ آپ سے قرآن کا شریف میں ہے
انک لعلیٰ خلق عظیم — ان خلقک لعظیم نہیں ہے — کہ آپ کا خلق عظیم ہے —
علیٰ فرمایا۔ مفسرین فرماتے ہیں علیٰ میں تفوق ہے۔ علیٰ میں برتری ہے — جیسے ہمارے
اوپر ہے ہم چھوٹے ہیں — چھت بڑی ہے۔ ہم بندوں جو تفوق میں ہوتا ہے وہ بیٹھا ہوتا
ہے — اللہ فرماتا ہے لعلیٰ خلق عظیم — محبوب تو خلق عظیم پر اس طرح غالب ہے جیسے چھت زمین
پر آسمان غالب ہے —

اور بعد اہل محبت جو بولتے ہیں سبحان اللہ — کہنے لگا جی خلق عظیم کیا ہے۔ فرمایا
پہلے اس بات — ایک مسئلہ پہلے تو بتا پھر مجھ سے پوچھ لے۔ وہ کہہ رہا فرمایا میں نے
پوچھا ہے تو بتائیے۔ فرمایا تجھے قرآن سے بتا کے بارے میں بات کرتا ہوں۔ مجھے دنیا کا
سامان گن کے دکھاؤ — وہ سر پکڑ کے بیٹھ گیا حضرت جی۔ مجھ سے تو اپنی مجبوری
کہ سامان نہیں سمجھا سکتا — اور آپ پوچھتے ہیں سارا دنیا کا سامان —
فرمایا پھر علیٰ کو تو نے کیا سمجھا ہے۔ فرمایا یہ دنیا کا سامان قلیل ہے — تیرے سامنے نہیں
ہے — میرے رب کریم کے سامنے ہے۔ اللہ کے بندے جس کا قلیل کو
کوئی بھی گن نہ سکتا — وہ ساری کائنات کو قلیل فرمانے والا خود فرماتا ہے
ن والقلم وما یسطرون — عظیم ہے — ساری کائنات کا سامان قلیل اللہ کے سامنے —
— اور جس نے شاہ دو عالم کے سامنے ساری کائنات کا سامان قلیل کر دیا۔ اسے فرمایا
ہے۔ تیرا اے محبوب خلق عظیم ہے — ساری کائنات وسیع ہے۔ سامان اس کے اندر ہے

Date: ۲۵-۱۱-۰۵

۷۲- فتح مسئلہ

۸۶ے یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا ۰ (سورۃ الاحزاب) حاکم مطلق اللہ
تعالیٰ کی ذات ہے۔ ان الحکم للہ ___ الیس اللہ باحکم الحاکمین ___ قدسری آیات
بتاتی ہیں۔ کہ حاکم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے ___ یہ اس کا انعام ہے۔ کہ وہ جسے
چاہے۔ جس قدر چاہے۔ حکومت عطا فرماتا ہے۔ اللھم مالک الملک ___
اے میرے اللہ مالک الملک ___ (ترجمہ) آخر میں فرمایا بیدک الخیر۔ سب خیر تیرے
تصرف میں ہے۔ تیری قدرت میں ہے۔ تو یہ آیات بیان کرتی ہیں۔ کہ حکم اور
حاکمیت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ البتہ وہ اپنے بندوں کو جسے چاہے۔ حکومت
دیتا ہے ___ لیکن ایک پابندی اس پر ضرور ہے۔ کہ اگر اسے حکومت مل جائے تو اسے
حاکم بنا دیا جائے۔ تو وہ اپنی رعایا پر اس طرح حکم چلائے جس طرح کہ یہ اپنے اوپر رب کریم
کی حاکمیت کو مانتا ہے۔ معتقد ہے کہ جس نے مجھے حاکم بنایا ہے اس کا ضابطہ توڑنا نہیں ہے۔
اس کا قانون نہ توڑنا۔ اس کی مخالفت نہ کرنا ___ نافرمانی نہ کرنا ___ اس نے کرم کیا ہے۔ اس کا
حکم ماننا۔ کیونکہ جس وقت ایک شخص حاکم بن جاتا ہے۔ تو اس کا طبعی تقاضا یہ ہوتا ہے۔ کہ میری رعایا
میں۔ کوئی شخص بھی میرے حکم کی مخالفت نہ کرے۔ ہوا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا یہ دوسری بات ہے۔
اس لیے وہ قانون بھی بناتا ہے۔ فورسز بھی بناتا ہے۔ دھمکیاں بھی دیتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کر سکتا
ہے کرتا ہے۔ تاکہ رعایا کا کوئی فرد اس کے حکم کی مخالفت نہ کرے۔ کیونکہ یہ میرے محکوم ہیں۔
حالانکہ محکوم نہیں ہیں۔ یہ کیفیت ہے کہ وہ رعایا ہے ___ تو بادشاہ یہ چاہتا ہے کہ میں ان کا
حاکم ہوں یہ میری رعایا ہیں ___ میری بات مانیں میرا حکم مانیں ___ حالانکہ اس کی حکومت اور
حاکمیت مجازی ہے۔ سایہ کا انکار نہیں ہے۔ ایک جگہ کھڑا ہے سایہ گھٹتا بڑھتا ہے ___
دیواریں کھڑی ہیں ___ پہاڑ کھڑے ___ لیکن سایہ کھڑا نہیں ہے ___ یہ بھی سمجھتا ہے۔
کبھی بظاہر نظر نہیں آتا ___ تو سائے کا گھٹنا بڑھنا۔ چھپنا ظاہر ہونا۔ یہ نشہ دیتا ہے۔ کہ
رب ذوالجلال نے۔ مجھے یہ صفتیں عطا کی ہیں۔ یہ اصل میں اس کے اسماء کی تجلیات ہیں وہ چونکہ
حاکم مطلق ہے۔ لہٰذا اس کے حاکمیت مطلق کی تجلی سے مجھے ایک علاقے کی ایک قسم کی
حاکمیت ملی ہے حقیقت میں حاکم وہی ہے۔ یہ ایک سایہ ہے ___ جو بڑھتا بھی ہے گھٹتا بھی ہے ختم بھی
ہوتا ہے۔ پھر کیسے جانتے ہیں لوگ آئے ___ اور گئے۔ اور بعض جانتے۔ رعایا جاتے آتے ہیں

دیکھے گئے۔ جتنے حاکم گئے۔ وہ تو (۴۷) سن پاکستان میں دیکھے گئے۔ اللہ سلامت رکھے۔ ابھی تک نظر
آ رہے ہیں۔ عمر رسیدہ ہو گئے۔ لیکن جب سے اب تک برسوں پر آنے والے کتنے آئے
اور کتنے گئے۔ یعنی رب رہا کو اتنے نشانات پر نہیں رکھا۔ جتنے ان کے حاکموں پر رہا ہیں۔
کیونکہ ان کے دماغوں میں فتور نہیں ہوتا۔ ان کے دماغ میں فتور ہوتا۔ حاکم کے دماغ میں فتور
ہوتا ہے۔ وہ فرماتا ہے یا تو تو خود حاکم بنا ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ اور اگر یہ میرے فیصلے کے مطابق
ہے تو تجھے میرے حکم کو ماننا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے تین فتوے فیصلے ذکر کئے ہیں۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکٰفرون۔
ھم الفاسقون۔ ھم الظالمون۔ جو اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے دستور کے مطابق حکم نہیں
دیتا۔ وہ کافر ہے۔ وہ فاسق ہے۔ وہ ظالم ہے۔ اور شیطان ہی رب کریم کے غضب کے
نشانے پر ہیں۔ کافر بھی فاسق بھی ظالم بھی۔ اللہ تعالیٰ بچائے۔

جو حاکم ہو اس کی قلمرو میں اسی کی مہر چلتی ہے۔ دوسرے کی مہر نہیں چلتی۔ جیسے
پاکستان کی حدود کے اندر پاکستان کا اسٹیٹ بینک اسے حکومت کی طرف سے اختیار
ہے۔ وہ اپنی مہر سے سکہ جاری کرتا ہے۔ آپ کے ملک میں دوسرے کی مہر کا سکہ رائج نہیں ہو سکتا
آپ کے بازاروں میں حکومت پاکستان کے اسٹیٹ بینک کے گورنر سیکرٹری کی جو
ہے۔ اس کی مہر ہوتی ہے۔ تب آپ کا نوٹ بنتا ہے۔ ورنہ تو کاغذ ہے۔

جب حکومت کے کارندوں نے ذمہ داروں نے مہر لگا دی پاکستان کی۔ تو وہ سکہ
بن گیا۔ وہ قیمتی ہو گیا۔ اس نوٹ کی بدولت پاکستان کے بازاروں میں خرید و فروخت ہو رہی ہے
ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ آپ کے بازار میں کوئی آکر افغانستان کا سکہ دے کر۔ یہاں افغانستان
کی حکومت نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی حکومت ہے۔ یہ دنیا کی حکومت یہاں اس کی حکومت ہے
یہ جتنے بھی حاکم ہیں دنیا کے یہ ہیں مجازی۔ اور اللہ تعالیٰ حاکم حقیقی ہے۔ اور اس کی
حقیقی حاکمیت کے مظہر کامل اس کے محبوب علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ رب کریم کی۔ الوہیت کینسل
نہیں ہوا ان کی رسالت کینسل نہیں ہے۔ حضور کی نبوت جاری۔ ان کی رسالت جاری۔ آپ
کی شریعت۔ قرآن۔ دین جاری۔ اب قیامت آئے گی کوئی اور نبی نہیں آ سکتا۔
اب قیامت آئے گی۔ کوئی اور کتاب نہیں آئے گی۔ شریعت۔ پھر اب کر ہی کی حاکمیت کی تجلی ہے۔

Date:

نبی کریم علیہ السلام کی شریعت نبوت رسالت کتاب کیسا لیبل نہیں ہے۔ یہ جاری ہے۔ اب آپ
توجہ فرمائیں۔ کہ اگر آپ کے پاکستان کی حدود میں دوسرے ملک کے بینک کی مہر والا سکہ
نہیں چل سکتا۔ تو پھر خدا کی حکومت میں اس کی مہر کے بغیر کوئی سکہ چلے گا —
خدا کی مہر کون سی ہے۔ جس مہر کی برکت سے اسلام کا سکہ چلتا ہے۔ وہ مہر حضور نبی
نبی پاک علیہ السلام کی ذات ہے۔ حضور حاکمیت ظاہر ذات کی مہر سلطنت ہیں۔ آپ کی مہر
لگے تو خدا کے بازار میں سکہ چلتا ہے۔ ورنہ چلتا ہی نہیں ہے —
چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے سب سے بڑی دولت ایمان ہے۔ آپ کا ہی مرتبہ ہے —
ایمان نہیں ملتا حضور کی مہر کے بغیر — فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک [illegible]
رب کریم جل شانہ فرمایا فلا وربک اے محبوب مجھے تیرے رب کی قسم ہے — مطلب یہ ہوا۔
کہ ربوبیت کو الوہیت کی اگر جانتا ہو تو مہر وہاں بھی رسول اللہ کی چلتی ہے۔ یہی کون ہوا۔
میں محمد عربی کا رب ہوں — فلا وربک جو فرمایا۔ حالانکہ رب سب کا ہے —
الحمد للہ رب العالمین — فلا اقسم برب المشارق والمغارب انا لقادرون۔
رب المشرقین ورب المغربین — رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو
ترجمہ — کہ میں سارے جہانوں کا رب ہوں — تو پھر ایک فرد کو کیوں خاص کر دیا —
یہی نہیں حضرت میں نے تو بڑے بڑے پیدا کیے — ایجاد کیا ہے — پہاڑ پیدا کیے —
آسمان العظیم سے اونچے پیدا کیے۔ اگر سلسلہ اپنی الوہیت کی عظمت کے لیے۔ لاکھوں بنائے
کروڑوں بنائے۔ یہ کہ اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ لیکن خدا جانتا ہے۔ کہ اس ایک کی ذات میں۔
رب کریم نے اتنی کرشمہ رکھا ہے۔ کہ سارے جہانوں کو پیدا کر فلا کہتا ہے کہ فرمایا ہے میں مصطفیٰ
کا خالق ہوں — میں کس کا رب ہوں — یہ جملہ کہ مشارق مغارب — مشرقین مغربین مشرق
ومغرب۔ سارا کائنات ہیں۔ حسن ذات کی اتنی تجلیاں نہیں ہیں۔ جتنی اکیلے نبی پاک کی ذات
میں ہیں — اس لیے فرمایا۔ فلا وربک — مجھے تیرے رب کی قسم ہے — یہ مسلمان کا ہی نہیں یہ سمجھ
جب حکم کرانے اپنی مسائل میں آپ کا فیصلہ قبول کریں — تو میں نے اس مسئلے کی دلیل میں
بات کی ہے — کہ حاکمیت مطلقہ — کے اظہار کے لیے رب ذوالجلال کی اس تجلی کا ظاہر کامل مظہر وہ
رسول اللہ کی ذات ہے — فلا وربک — یہ ساری کائنات جو ہے —

Date:

فرش عرش تحت فوق شمال جنوب مشرق مغرب ۔ ساری کائنات میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہے۔
اسی کی مہر سے سکہ چلے گا ورنہ نہیں چلے گا — کیونکہ وہ حاکم مطلق ہے۔ سب سے اونچا حاکم
ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے — تو جب وہ حاکم مطلق ہے۔ اور میرے آقا کی ذات ہے
مہر نبی مرحمت شفیع امت۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ذات کی مہر ہے — اور تو اندر رہ گیا۔
فرش کی کیا بات ہے۔ آپ کے میچ سے ساری کائنات — کے والد گرامی — حضرت آدم علیہ السلام
وہ فرماتے ہیں فرشی کی بات نہیں ہے۔ میں نے عرش پر بھی انہی کی مہر دیکھی ہے۔ میں نے
عرش پر بھی اس کا نام لکھا ہوا دیکھا ہے — اور عرش کیا ہے۔ سلطنت الٰہیہ کا سب سے بڑا
عرش کرسی عرش عظیم — نام میری سرکار کا — سلطنت الٰہیہ کا جو عالم انوار
میں جو مرکز ہے۔ جو پوری کائنات پر فائق ہے — غالب ہے۔ قاہر ہے۔ سب سے اعلیٰ
ہے۔ وہ نیچا ہے۔ ذات مصطفیٰ اونچا ہے — میرے آقا خدا کی مہر ہیں۔
اللہ کی بات ہے میرے دربار میں ایک ہی مہر چلتی ہے۔ کیونکہ حاکمیت اسی کی ہے۔ اگر کوئی حضور کی
مہر والا سکہ چلانا چاہتے ہو — تو پھر کوئی دوسرا جہان دیکھ لو — یا اللہ تیرے جہان میں کون سی مہر
چلتی ہے۔ فرمایا تقویٰ کی مہر چلتی ہے — میرے ملک میں جس کا میں مالک ہوں۔ جو جتنا بڑا متقی ہوگا اس کی
اتنی زیادہ قیمت میں ادا کروں گا — اسٹیٹ بینک اگر گورنمنٹ کی ذمہ داری پر مہر لگائے تو
اس سکے کے خریدار رعایا والے — اور جس پر تقویٰ کی مہر ہو — اس کا خریدار رب ہے۔ بندہ
اس کی قیمت دے ہی نہیں سکتا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم — تم میں سے سب سے زیادہ محترم، سب سے
زیادہ مکرم وہ ہے۔ جس پر تقویٰ کی مہر زیادہ مضبوط لگی ہے۔ کیونکہ سلطنت الٰہیہ کا مہر تقویٰ
ہے۔ اور رب ذوالجلال کی حاکمیت کی تجلی کے مظہر کامل محمد عربی ہیں۔ اگر ان دونوں کو ملاؤ تو نتیجہ صاف نکلتا ہے۔
اگر میری بارگاہ میں قیمت چاہتے ہو تو پھر محبوب کی مہر لگوا کے آؤ — کالا رنگ بھی نہیں دیکھتے —
سفید ہے کہ کالا ہے — وغیرہ — قد بھی نہیں دیکھتے — روپے مال دولت بھی نہیں دیکھتے —
جہاں کو صرف مہر ہے — چنانچہ بازار لگا ہوا ہے۔ رحمت خداوندی کا۔ الحمد للہ کہ جو آج کو لو سال سے اجڑا
ہوا تھا۔ جہالت گمراہی۔ ظلمت۔ ضلالت۔ بدکاری۔ چوری۔ عیاری۔ مکاری۔ بے حیائی۔ کا دور دورہ تھا۔
آج مکہ شریف فتح ہوا رحمت کی ٹھنڈی ہوائیں شروع ہو گئیں — آج رحمت کی گرم بازاری ہو گئی۔
کیونکہ مہر والا تشریف لے آیا — حضرت نبی در سلام مکہ معظمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ مکہ شریف

Date:

فتح ہو گیا ہے — دائیں طرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں — اور دوسری طرف اسید بن حضیر ہیں — کیونکہ علامہ قسطلانی کو تو
سرکار نے جھنڈا عطا کر رکھا ہے — عمر فاروق با علمبردار ہیں — (B)
سیدنا پاک کے چچا عباس رضی اللہ عنہ آپ فرماتے ہیں — ابو سفیان پڑھ لے کلمہ — اچھا پڑھ لیں گے — فرمایا جلدی کر لے
کلمہ پڑھ لے — نہیں تو پھر غصہ آیا — پڑھ لیا کلمہ — مگر بڑی عزت پر قربانی — جس کا
نام کے لشکروں کو امان عطا کر دیا — صحابہ کرام کے ساتھ — اسید بن حضیر وہ صحابی ہیں کہ جب قرآن
شریف پڑھتے — ان کی قرأت سننے کے لیے فرشتے آیا کرتے — کیا نعمتیں تقسیم کی ہیں میرے آقا علیہ السلام
نے — عرب کے ان پڑھ بدو — جن کو اپنے نسب جانتے تھے — آج وہ عزت والے ہیں — جب قرآن شریف جاری
ہوتا ہے — تو اسید کے گھر پر ملائکہ کے پہرے کے پہرے کھڑے ہوتے ہیں — اور سائبان کی طرح کھڑے ہو جاتے ہیں۔
میرے آقا دیتے ہیں پھر ان کے سننے کے لیے آئے تھے — ایک طرف اسید ہیں — اور دوسری طرف صدیق اکبر
درمیان میں سرکار — جو لوگ کعبہ کی زیارت کرتے ہیں اس وقت — اب تک مکان وہیں ہے
سرکار پر تشریف لا رہے تھے۔ اپنے تو ثابت ہو رہے تھے — کفار پہاڑیوں پر کھڑے ہیں — ابو سفیان پہاڑیوں پر کھڑے
ہیں — اور نبی پاک کا داخلہ دیکھ رہے ہیں — نبوت کی عظمت پر سلام — پوری دنیا میں ڈھونڈ کے
دیکھ لو — نبوت کے بعد ابو بکر ایک ہی ہیں — دیگر صحابہ کرام — ایک ہی صحابی تو ہے جو لشکری
کا وہ منظر عرش ہے — کہ جس کو قدسی جھک جھک کر سلام کرتے ہیں — سرکار داخل ہوئے کفار
پہاڑیوں پر کھڑے ہیں — میرے آقا کا سر انور جھکا ہوا ہے — لوگ دیکھ رہے ہیں — نگاہیں انہوں
بچھا لوں کی — آج رب کریم نے انشاء کے بغیر بتا دیا — اپنے تو دیکھا ہی کرتے ہیں منبر و — آج ہم بھی میرے مصطفیٰ
کے حسن کے جلوے دیکھو — اندازہ کرو — یہ بادشاہ ہے — یہ اس ملک کا سربراہ ہے — یہ فوجوں کا سپہ سالار
ہے — آنکھ لگا دو سب کو — یہ میرا رسول ہے یہ حسینِ رسول ہے — سب دیکھ رہے ہیں — میرے آقا کا
سر انور جھکا ہوا ہے — آج تک غور کرتا کہ مگر کسی نے ایسا سر جھکایا ہی نہیں ہے —
دنیا نے تو یہ دیکھا ہے جی — جب کسی کو اقتدار ملتا ہے — تو اس کی گردن میں ایک لوہے کا
سریا آ جاتا ہے — حالانکہ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ میرے کل کو برباد کرنے والے ہی انتظار میں ہیں —
فکر نہیں ہوا فرعون ہے — نمرود — شداد — قارون ہے — یہ بارگاہ نبوت ہے — کہ
جب رب کریم نے فتح مکہ کا شرف بخشا — اور صحابہ کرام کی زبان پر — یہ سفر رسول پاک کا
غزوات کے ترانے تھے — وہ مدینہ سے واپسی پر پڑھ رہے تھے — کہ ہم نے مکہ فتح کر دیا — آج یہی انہوں

Date:

سے سب تماشا دیکھ رہے تھے ——— سرکار کا سر انور جھکا ہوا ہے — اور زبان پاک متحرک ہے - کیا پڑھ
رہے ہیں — انا فتحنا لک ——— یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کی خاطر مکے شہر ہی کو اس
طرح فتح کر دیا جیسے چمکتا ہوا آفتاب نظر آ رہا ہے — یہ پڑھ رہے ہیں خانہ کعبہ کے حرم میں داخل
ہو رہے ہیں — سر انور جھکا ہے - اتنا جھکا ہے - حضور ناقہ مبارک میں بیٹھے ہیں ——— گھوڑے ہر جانب -
گھوڑوں کی کمی نہیں تھی - ان کی ہر ادا میں خدا کی حکمتیں ہیں - آج میرے آقا نبی رحمت ؐ گھوڑے پر سوار نہیں
اونٹ پر سوار ہیں - اس میں ایک اشارہ تھا - شاید کسی نے سمجھا ہو - نہیں تو اللہ نبی پاک کے
عاشقوں نے تو سمجھ لیا ہے ——— کیا اشارہ تھا — والعدیٰت ضبحا ——— جھکا —
اللہ تعالیٰ گھوڑوں کی قسمیں اٹھاتا ہے - آپ کے غلام جن گھوڑوں پر سوار ہو کر دشمن کا پیچھا
کرنے گئے - وہ گھوڑوں کے سینے سے جو آواز نکلتی ہے جیسے ان گھوڑوں کی قسم کھائی ہے ——— جن کی
سواریوں کی قسم ہے - سوار کتنے عظیم ہیں - وہ گھوڑے خالی نہیں جا رہے تھے - کسی پر ابو بکر صدیق
بیٹھے ہیں - خالد تھا ——— انس بن مالک - سعد ابن ربیع - مقداد بن الاسود - سعد بن عبادہ —
سعد بن وقاص - عبدالرحمن بن عوف - حسان ابن ثابت -
اللہ فرماتا ہے مجھے گھوڑوں کی قسم ہے ——— والعدیٰت ——— عرب کے عربی گھوڑے - زیادہ
سے زیادہ منڈی میں ان کے دام زیادہ لگ جاتے ہوں گے - لیکن ان گھوڑوں کا ذکر عرش سے اتر رہا ہے
——— تو پھر ماننا پڑے گا - جن کے گھوڑوں کا ذکر عرش سے آ رہا ہے - اس کے سوار عرش سے
بھی اونچے ہیں ——— کوئی نہیں مانتا ——— نہ مانتا - جسے تو یہی سمجھ آتا ہے ——— والعدیٰت —
ان گھوڑوں کی قسم ہے — ان کے سم پتھر سے ٹکراتے ہیں تو آگ کی چنگاریاں نکلتی ہیں ایسے ان سموں
کی قسم — فاثرن ہیں ——— آپ کے صحابہ نے دشمن کا دھواں اٹھا دیا ہیں -
یہاں گھوڑوں کی قسمیں ہیں - سواروں کی نہیں ——— جن کے گھوڑے ہیں سوار کیسے ہیں — اللہ والوں
سے چھو کر قدموں سے گھوڑے لگ جائیں تو اب ان کی قسمیں اٹھائیں ——— نجانے نبی پاک شاہ دو جہاں
اس کی بارگاہ میں ——— عظمت پاک کا کتنا بڑا مرتبہ ہے ——— وہ تو گھوڑے تھے - صحابہ کے قدموں کے نیچے
آ کے کتنی برکت والے ہو گئے ——— لیکن آج میرے آقا گھوڑے پہ سوار کیوں نہیں ہیں. حالانکہ اللہ نے گھوڑوں
کی قسمیں اٹھائی ہیں - سرکار ناقہ پر جلوہ گر ہیں — بلال پر سرکار کی پیشانی لگی ہوئی ہے - گویا سرکار
سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں ——— خدا کی بارگاہ میں سجدہ - بے نیاز ——— بہ افواج قوت کا نتیجہ اللہ سے
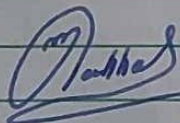
Date:

پوری کائنات پر حاکمیت کا نظام ہے۔ کل آج ہم یہاں نہتے غلام تھے کمی مار کھا کے گئے تھے۔ آج فاتحانہ شان میں داخل
ہو رہے ہیں۔ بشر چلا ہے رشت بلے تو سجدہ کرو۔ پہلے پانچ نمازیں پڑھتے ہو ساتھ نفل بھی شکرانہ کر دو۔
اگر ہمارا دور ہو جائے — بیٹے کو کہا کہ — چاہے پانچ اور پڑھ لو۔ اب جھک جا میری بارگاہ میں سجدہ
کر جاؤ — سرکار گھوڑے پر بیٹھے ہیں — اونٹنی پر ہیں — اور پیشانی پر نور اس کے بالوں کے لگنے سے ہو گئی
ہو گئی ہے — حضور علیہ السلام سجدہ ریز ہیں۔ اللہ فرماتا ہے محبوب ذرا ادھر رہنا ہم تجھے دیکھ سکیں —
کہ تیرا حسن کتنا عظیم ہے —

ہجرت فرمائی تھی تو راستے ہیں۔ مکہ شریف فتح ہوا تو دن کے اجالے میں — سرکار کی پر انوار پیشانی جھکی ہوئی
اللہ نے فرمایا۔ محبوب میری پیشانی میری بارگاہ میں سجدہ ریز ہے — میں کائنات کو دکھاؤں گا۔ کہ جانور بھی سجدہ
کر رہے ہیں۔ درخت بھی سجدہ کر رہے ہیں — انسانوں کی بات نہیں کی ہے — کیونکہ آپ شرک مٹانے آئے
ہیں۔ اصل میں رب کر رہا محبوبیت دکھا جاذبیت کر عشق بانٹ کے — محبوبیت کے جلوے دکھا کر کے
کائنات کو حبیب پاک کا حسن دکھا کے حبیب مائل کر دیا۔ قریب تھا کہ کہیں ڈگمگا کے سجدے میں گر پڑتے —
حبیب سب متوجہ ہو گئے۔ فرمایا نہیں۔ میں اللہ نہیں ہوں کہ سجدہ کرو۔ اللہ وہ ہے جس کا میں رسول بن کے آیا ہوں۔
خدا کی قسم ہے۔ قلب دھو دیے سینے پاک کر دیے — شعور کو منور کر دیا — احساسات کو جلا بخشی
اور بے ایمانوں کو ایمان مل گیا — جو ظلمتوں میں غرق تھے۔ ان کو مینارۂ نور بنا دیا — سرکار ناقہ پہ تشریف
فرما ہیں۔ گھوڑے پہ کیوں نہیں — مکہ شریف فتح ہوا ہے — کوئی ثابت کرے کہ دست کرم میں کوئی تلوار ہے —
دشمن کے مرکز میں آئے۔ ہاتھ میں تلوار بھی نہیں — ؟

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا — لڑتے ہیں لیکن ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ہاتھ —
تلواروں سے لڑیں۔ مگر بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملے۔ اس دست کرم میں کوئی تلوار نہیں تھا۔ جدھر گزر
میں کائنات مسلم کے لئے گزرتی آ رہی ہے — ہاتھ تلوار نہیں ہے۔ حیدر کی مبارک ہے۔ حضور آگے بڑھے۔
پہ مسرور شروع چہرہ مسکرا رہے۔ کون نہیں تھے جو پیچھے ہوتے سے سن لو — میں نے اس سطر کی زیارت کی ہے
مثال دی جاتی ہے کہ جب معراج شریف پر گئے — تو بھی گھوڑا نہیں تھا — فتح مکہ میں آئے تو بھی گھوڑا نہیں تھا — محبوب
بے مثل ہے تو بھی براق کی شکل میں بے مثل ہے — اس کی رفتار کیا ہے — کہ گھوڑا پیچھا دکھا آیا۔ نیلی نسل جیسا
قدموں کے نیچے آنے والا ہی گھوڑا کی شکل ہے۔ جس گھوڑے نے براق والا ہی اور لفظی — خود لوگ اور انداز —
حسینی — ہر میدان میں سوار شہزادوں کے گھوڑے نے پیچھے اڑا دیا — وہ گھوڑا سامراد میں لیکن ہر جا کا گھوڑا

Date:

پہنچ رہے ہیں۔ کیونکہ میرے آقا فرما رہے ہیں آج کا دن۔ سو تم جو رحمت خداوندی کا دن ہے آج گھوڑے پر نہیں آیا۔ تو تم سمجھو رہے
آیا ہوں۔ یہ اونٹ کی سواری صلح کی سواری ہے۔ میں تمہیں سینے سے لگانے کے لئے آیا ہوا ہوں۔ میں تمہیں
تباہ کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میں تمہیں برباد کرنے کے لئے نہیں آیا۔ آ جاؤ کلمہ پڑھ کر پیار کرنے کے لئے آیا ہوں
اس لئے سرکار نے گھوڑا نہیں استعمال فرمایا۔ حرم کعبہ میں پہنچے۔ عمر فاروق پوچھ رہے ہیں۔ خدا
کی قسم ہے۔ اونٹنی بٹھانے کی جگہ حرم پاک میں نہیں۔ بعد سرکار کیسے اتریں۔ کوئی سیڑھی سٹول
کوئی اونچی سی شے نہیں۔ میرے آقا اترنے لگے۔ رکاب سے قدم نکالا۔ صحابہ کرام ہاتھ آگے کر کے جوڑ لیا۔
وہ ہاتھ کیا ہیں جن پر حضور نے قدم رکھے۔ یہ مہریں لگ رہی ہیں خدا کے دربار میں بکنے کی۔ وہ فرماتا
ہے میں ان کا خریدار ہوں۔ جو مہر لگوا کے آئیں۔ اور مہر کیا ہے محمد کے نقش قدم کی مہر ہے۔
یا تو صحابہ کرام کے ہیں۔ سرکار نے نزول اجلال فرمایا۔ حضور اترے۔ کتنے خوش نصیب
تھے جن کے ہاتھوں پر حضور کے قدم تھے۔ ظاہر ہیں فتح کے [illegible] سرکار نے احرام نہیں باندھا ہوا۔
ورنہ جو باہر سے آئے احرام باندھ کے آئے۔ تو یہ شہر لطافت کے مالک ہیں مرضی باندھ کے آجائیں
۔ کون آئے باہر سے حرم پاک میں بغیر احرام کے آئیں تو مصطفیٰ آئیں۔ کعبہ بھی جھوم
رہا ہے یا اللہ تیرا شکر ہے ان لمحات کو میں مدت سے دیکھ رہا تھا۔ سرکار اترے۔ صحابہ
کرام اپنی جلو میں کعبہ کے پاس لے گئے۔ میرے آقا نے طواف شروع فرمایا۔ کسی صحابی نے
کہا۔ ابو سفیان یہ وہی ہبل ہے جس کے تو نے میدان احد میں نعرے لگائے تھے۔ کہتا ہے بس کر پڑا ہوں کہ
آج پتہ چلا ہے کہ محمد کے خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے۔ تو کان مع الٰہ غیرہ (?) —
فارغ ہوئے نماز کا ٹائم آگیا۔ اذان کا وقت ہو گیا۔ سب میرے آقا کے ساتھی۔ ممتاز ی
ہیں اور سوز والے ہیں —

۲۱ — ۳ — ۲۰۱۶
۱۲ — ۶ — ۱۴۳۷ پیر
۱۰ — ۸ — pm

Date: ۲۰-۲-۰۴

۷۳ - شانِ رسالت ﷺ

۸۹۷ یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا ۔ حضور نبی پاک ﷺ آپ کے لئے رب کریم نے دیگر صفات
اور کمالات کے ساتھ ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ آپ مزکی ہیں ۔ مزکی کا معنی ہے پاک کرنے والا۔
جب پاک کرنے والا ہے تو ظاہر ہے کہ جدھر وہ بھی ہوں گے جنہیں پاک فرماتا ہے — پانی بجائے خود جو
زمین سے اُبلتا ہے چشمہ نکلتا ہے ۔ یا آپ ہینڈ پمپ لگاتے ہیں ۔ یا ٹیوب ویل لگاتے ہیں پانی
نکلتا ہے ۔ کبھی اس کو کبھی نہیں کہا کہ ناپاک ہے ۔ وہ پاک ہی ہوتا ہے — لیکن اس کی پاکیزگی اس وقت
ظاہر ہوتی ہے جب کوئی شخص اپنے کپڑے دھو کر پاک کر کے خشک کر کے پہن کر مسجد میں دوگانہ عبودیت ادا
کرتا ہے ۔ ورنہ اس کے پاک ہونے کا کیا فائدہ ہے ۔ ایک مسلمان کے لئے اس کے علاوہ کیا فائدہ ہے ۔ اگر یہ پانی [illegible]
سے تو جانور پیا کرتے ہیں ۔ ہر ذی روح جو پانی پینے والا جانور ہے ۔ پیاس بجھاتا ہے ۔ لیکن پانی کی ایک صفت ہے پاک
کرنے والا ۔ یہ جانور پہ ظاہر نہیں ہو سکتا ۔ مسلمان پر ہی ظاہر ہوتی ہے ۔ کبھی کوئی بھینس کسی جوہڑ میں نہائے بھینس کو پانی
سے غسل دیا بھینس پاک ہو گئی ۔ کھڑی کھڑی پیشاب کر دیا گئی ۔ آپ نے کپڑے بھی دئے کہ اس کا بھی
گوبر کر دے ۔ بکری کو غسل دیا اس نے مینگنیاں کر دیں پیشاب کر دیا ۔ جانور کو پاک ہونے سے کیا تعلق ہے —
پانی پاک کرنے والا ہے ۔ اس کا مقصد اتنا ایک وہ جو اللہ والا جسم ہے ۔ جس کے سینے میں کلمہ ہوا جو دل ہے وہ خواہش
کم اور نبی پاک ﷺ کے پیار میں زیادہ ہے —

پانی پاک کرنے والا ہے ۔ لیکن اس کی پاکیزگی سے فائدہ لینے کیلئے کوئی مسلمان چاہئے ۔ یہ ہندو سکھ بت
پرست دنیا کے تمام پانی ساتھ سمندروں میں ان کو کوئی نہلائے وہ پلید ہی رہیں گے — انما المشرکون نجس
ناپاکیزگی کا سلسلہ نہ کام کیلئے نہ جانور کیلئے ۔ نہ حیوانات سے نہ حشرات الارض کے لئے ۔ نہ ہندو کیلئے جو ہندو یا یہودی
نہ مجوسی کیلئے ۔ نہ طیور کیلئے ۔ کسی کے لئے نہیں ۔ تو صرف حضرت الحمد للہ — آپ کو مل گئی ۔ کہ پانی سے غسل
کیا ۔ اور اس کا جسم اتنا پاک ہو گیا ۔ کہ رب کریم اجازت دیتا ہے ۔ کہ تو میرے گھر میں بھی آ سکتا ہے ،
اور میرا کلام پڑھ بھی سکتا ہے ۔ اور میرے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو کر میری بارگاہ میں سجدہ عبودیت بھی ادا کر سکتا ہے ۔
جسم تو پانی کے ساتھ پاک کر لیا لیکن ابھی تک حقیقی طہارت نصیب نہیں ہوئی ۔ کئی حضرات ایسے بھی تھے نبی پاک
کے زمانہ میں انہوں نے کلمہ شریف پڑھا ۔ ایمان کا اعلان بھی کیا ۔ قرآن شریف بھی پڑھا ۔ بلکہ نمازیں بھی پڑھیں ۔ حضور
علیہ السلام کے پیچھے — ایسے بھی تھے ۔ لیکن رب کریم انہیں پاک قرار نہیں دیتا ۔ کب پاک ہوں گے ۔ فرمایا پانی
ظاہر بھی ہے ۔ مطہر بھی ہے ۔ لیکن مزکی نہیں ہے ۔ مزکی اسے کہتے ہیں جو دل کو پاک کرے ۔
زمزم پینے والے کا ظرف تمنا ہے کہ دل پاک ہو جائے ۔ کیونکہ یہ خیر بھی پیدا کرتا ہے ۔ مزید یہ بھی ہے ۔

Date:

یہ وحی نہیں اتاری یا رسول اللہ - آپ کے غلام نے قسم کھائی ہے۔ میں ایسی حمد کروں گا۔ جو آج تک کسی نے نہ کی ہوگی۔ آپ اس سے
بہتر کوئی حمد نہیں —— نا —— محبوب کے غلام نے قسم کھائی۔ سرکار بیٹھے ہیں —— حضور اپنے
آستانہ کرم پر ہیں - غلام اپنے گھر بیٹھا ہے قسم کھا رہا ہے —— سرکار یہ وحی نہیں اتاری ڈائریکٹ اتار دی ہے -
افادہ کا معنی ہے منتقل پہنچانا —— جبریل کی ڈیوٹی لگ گئی کہ سرکار کے غلام کو فیض عطا کر۔ چنانچہ ہم نے یوں کہا کہ
یہ وہ لوگ ہیں جن کا دل بھی پاک ہے جن کی زبان بھی پاک ہے —— جو نگاہ سید عالم ﷺ سے سنور کر نکلے۔ جن
کے قلوب کو میرے مصطفیٰ علیہ السلام نے روشن کر دیا۔ میرے آقا فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم —— آسمان میں ستارے
چمکتے ہیں۔ تو زمین پر میرے مصطفیٰ کے صحابی چمکتے ہیں - ان ستاروں کیلئے آسمان کو دیکھو - اور ان ستاروں کے
لئے مدینہ عالیہ کی سرزمین کو دیکھو ——

ام المومنین عائشہ صدیقہ رض حضور تشریف لائے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ علمنی اسم اللہ الذی
—— یا رسول اللہ علیک السلام مجھے اللہ تعالیٰ کا وہ نام سکھائیں - جب میں وہ نام لے کر دعا کروں۔ تو رب
میری دعا قبول کر لے۔ جو مانگوں وہ مجھے دے دے - کیا ابھی تک ام المومنین کو حضور نے اللہ تعالیٰ کے نام کی تعلیم
نہیں دی - اگر دی ہے تو ابھی بھوک لگی ہوئی ہے —— اقبال نے شاید یہی اشارہ کیا ہوگا ——
ع —— ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں —— ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں -
وہ جو کچھ ایسے جہانوں کا اشارہ کرتا ہے۔ آپ نے حضور کے غلاموں کے پاسبان کی جو کمی ہے کو ...
ام المومنین نے عرض کیا مجھے اللہ کا نام —— پتہ چلا ام المومنین کا عقیدہ ہے۔ کہ جو کچھ عطا ہو چکا ہے مگر کچھ
ہے۔ لیکن ابھی جو کچھ محبوب کے پاس ہے اس کی تو حد ہی نہیں ہے —— ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم بھی پاک
سمجھ نہیں سکتے - علم اللہ تو ہے ہی کوئی نہیں بس یہی تشریف لیتے ہیں - نماز روزہ حج ——
یہی علم شریعت ہے جو محبوب کو عطا فرمایا ہے - ام المومنین کو اسم اللہ سکھا چکے۔ قرآن
پڑھا چکے - قرآن پاک تو ام المومنین نے حضور پہ اترتے دیکھا ہے —— .

یہ میری گفتگو کا —— نہیں ہے اگر سمجھ ہے تو لیٹ سیرۃ کا مطالعہ کریں —— میرے آقا کے ارد
گرد امہات المومنین کا گھیرا ہے —— سرکار کو اپنے گھر میں لئے ہوئے ہیں امہات المومنین ، یوں سمجھو یہ کہ
حوض کوثر کے کنارے آ کے بیٹھے ہیں - یوں سمجھئے عشق کا سرکار کے حسن کی شمع پہ قربان ہونے کے
لئے جمع ہو گئے ہیں - امہات المومنین حضور کی خدمت میں بیٹھی ہیں - اور نبی پاک کی توجہات
التفات کرم ان کی طرف خدمت پیش کر رہی ہیں - کہ حضور جو نظر کرم ہے بھا گیا ہوئی ہے

Date:

- کہ نبی کے جاننے سے کچھ نہیں چھپا — صحابہ کا عقیدہ ہے۔ یہ حضور کے سینے میں علم ہے۔ اگر شاد ہوں تو
رب جسے چاہیں مال لٹا دیتا ہے — جب ہم اس نام سے دعا کرو تو رب مال دے۔ نبی پاک کے غلاموں
کے ہاتھ تو خدا کے خزانوں میں ہیں۔ کوئی ہوں گے جن کے پاس کچھ نہیں ہے — اپنے رسول پاک کے
پاس تو خدا کے سارے ہی خزانے ہیں۔ امام اہلسنت نے پیارے سے بتایا فرمایا
وہ میں تو مالک ہی کا ہوں گا۔ کہ جو مالک کے حبیب، یعنی محبوب میں نہیں میرا تیرا —
اس کا دست کرم ہی کیا کچھ نہیں ہے۔ قرآن شریف۔ تبارک الذی بیدہ — ترجمہ — بابرکت ہے
وہ ذات جس کے ہاتھ میں ساری بادشاہی ہے۔ فسبحن الذی بیدہ ملکوت — ترجمہ —
پس پاک ہے وہ جس کے ہاتھ ملکوت ہر شے کی بادشاہی ہے — شیء کیا ہے — ہر شے کا ملکوت ہے
ملکوت کا معنی بادشاہی — وہ سبحان بھی ہے۔ اور بابرکت بھی ہے — قرآن پاک نے کیسا مقام بتایا —
تمام حدیبیہ کے صحابہ کرام حاضر ہیں۔ سرکار جلوہ گر ہیں یکتا ہوا عثمان الشرار بد بخت رکاوٹ پیدا
کیے ہوئے۔ عمرہ نہیں کر سکے۔ رب بنا زبے جانے کیسا کرکے محبوب کی شان ظاہر کرتا ہے۔
کافر نہ روکتے تو بیعت کیوں ہوتی — کافروں کو کھڑا کر دیا روکو — انہوں نے روکا۔ فرمایا محبوب ذرا
ان کو بیعت تو لے ان سے — کہتے ہیں کلمہ پڑھ کر ہوا، پھر بیعت کا ہے کی [illegible] صحابہ نے
کلمہ نہیں پڑھا۔ تو تم کیا نہ پڑھ سکتا ہے، دیکھ کے پڑھ رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی [illegible] آج بیعت کر لی
دکھانے پاتے — سرکار نے دست کرم رکھا۔ صحابہ کرام کو بیعت کیا۔ جب بیعت کر رہے تھے۔
تو جبریل آ گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین — تحت الشجرہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری
قسم ہے — اللہ راضی ہو گیا — عن المؤمنین — یا اللہ سارا ایمان والوں ہے۔ فرمایا نہیں — جو حاضر بیعت کر رہا
ہیں — ان میں کون ہے صدیق اکبر۔ عمر فاروق۔ حیدر کرار صحابہ کرام فرمایا جو بیعت کر رہے ہیں اللہ
راضی اللہ ہو گیا ہے — رب نے کیسا اعلان کیا — وہ درخت بھی آثار بن گیا جس کے نیچے بیٹھ کر میرے آقا
نے غلاموں کی بیعت لی۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ ہم کئے مٹ گئے — ان کے ذریعوں کو بھی کوئی نہیں جانتا۔
ان کے تخت بھی مٹ گئے۔ قرآن محبوب کے قدموں کی دھول کے۔ محبوب جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا
وہ درخت قرآن میں ہے — اللہ راضی ہو گیا — ہو کوئی ہے رہا نہیں کہتا۔ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے
یہ خطاب کا بیٹا ہے۔ یہ ابو طالب کا بیٹا ہے۔ یہ عوف کا بیٹا ہے — نا — عن المؤمنین — ایمان والوں
سے اللہ راضی ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ پہلی بات ہے کہ صحابہ کرام کو پہلے ایمان والا ماننا پڑے گا۔ پھر قرآن پر ایمان

Date:

ہو گا۔ عن المؤمنین۔ اسم صفت پر حکم لگ رہا ہے۔ اسم صفت پر جب حکم لگے۔ اللہ فرماتا ہے محبوب یہ بڑے ظلم
لوگ ہیں — رب مان گیا؟ کہ یہ کوئی نہیں مانتا؟ — جب ہمارے رب نے مان لیا۔ تو خدا کی قسم ہم بھی مان گئے،
ان کو ماننا ہمارے ایمان میں داخل ہو گیا ہے — یااللہ ان کو کیا مقام مل گیا۔ بڑی غلطی ہے۔ لوگوں نے اپنی رضا
کا ہی اعلان کر دیا — حالانکہ انہوں نے دعا ہی نہیں کی یااللہ راضی ہو جا۔ کہ کسی صحابی نے دعا کی
ہے — اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں رب کی رضا پسند نہیں تھی — وہ سمجھتے تھے کہ جب ان کی بارگاہ
میں آگئے تو رب کی بارگاہ میں آگئے — یہ معمولی نہیں بندے ہیں — ان الذین یبایعونک —
یہ تیرے ہاتھ پر بیعت نہیں کر رہے — یہ اللہ کے ہاتھ — مشین اور بجلی کا تعلق —
کرنٹ نہ ہو مشین نہیں چلتی — حضور کے جسم کا ایک ایک پرزہ ہے اصل میں آپ ہی کام کر رہے ہیں [illegible]
تیری مشین میں کرنٹ کام کرتا ہے — سرکار کے سراپا میں آپ ہی کام کر رہا ہے — اسی لئے
امام اہلسنت لکھ رہے ہیں —
ممکن میں یہ قدرت کہاں؟ — کوئی بندہ کہتا ہے کہ ہر کام اللہ کرتا ہے — بندہ
بندہ ہے اللہ اللہ ہے — یہاں تک بندے کو بنا کر اپنا ہی نام لے لیا ہے — وہ اللہ سے بیعت کر رہے
ہیں — مولانا احمد یار نے فرمایا — انتہا چھپ دی جاتی ہے —
ادھر شل ید اللہ اندر ہے۔ ادھر انما یبایعون اللہ — کلمہ حصر ہے۔ یا اللہ بیعت تو دیکھ رہے ہیں کہ تیرے
محبوب کے ہاتھ پر ہے — فرمایا یہی تو تمہارے دیکھنے میں فرق ہے — تم کہتے ہو بشر کا ہاتھ ہے ید اللہ
فوق — ابوبکر کا ہاتھ نیچے ہے اللہ کا ہاتھ تو اوپر ہے — ان علماء کی غلطی کو کون بیان کرے
جنہوں نے غوث پاک کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ علامہ الدر الجواہر۔ ان کے خلیفہ کا خلیفہ ہے
محی الدین ابن عربی — فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں یہ جب — دنیا میں جب تک رہا ہوں — حقیقت
میں جانشین تھے سب کا علم ہے — جس کے دروازوں کے منگتے کی جھولی میں سب کچھ ہے وہ کرم
کیسا عظیم ہے — اور یہ کریم جس کا شہزادہ ہے اس مالک کو کتنا علم عظیم ہے۔ سیداللہ غوث اعظم
سلطان باہو فرماتے ہیں میں بیٹا بھی مرید اور اسی کا بھی مرید — فرشتے بھی ان کے مرید — گیارھویں والے
کا جھنڈا آسمانوں پر بھی لہراتا ہے۔ جو غوث پاک کا مرید ہے اس کی شان کو کوئی تول سکتا ہے؟ داتا ہجویری
کا مرید — خواجہ اجمیر کا مرید — قطب الدین بختیار کاکی — فریدالدین — غوث پاک سے مرید
بہت ہوئے — وغیرہ — حسن بصری کا مرید — کسی نے حسن بصری سے [illegible] جنید بغدادی

Date: ۲۸-۱-۰۴

۱۴۷۔ حُسنِ جمال کیا ہے۔

ابتداء یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا ۔ یہ قرآن شریف کی آیت ہے۔ اور صاحب قرآن
کا ارشاد ہے۔ جو جسے راضی کرنا چاہے وہ اس کی پسند کی بات کرے۔ اگر ناپسند بات کرو گے تو
محبت کی رسوائی تو ہوگی ۔۔۔ ہر مسلمان چاہتا ہے کہ اللہ کریم راضی ہو جائے۔ کوئی خوشنودی حاصل ہو جائے
کیسے ہو گی ۔ ظاہر ہے کہ اس کو وہ باتیں سنائے جو اس کو پسند ہیں ۔۔۔ اس کی بارگاہ میں وہ کام کرو۔ جو اسے
پسند کرے ۔۔۔ میرے سرکار فرماتے ہیں میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میرے رب کریم کو کیا پسند ہے۔ کیونکہ سرکار جانتے
ہیں کہ رب کریم کو پسند کیا ہے ۔۔۔ سرکار فرماتے ہیں ۔ اللہ جمیل ۔ اللہ باجمال ہے ۔ حسن کا اللہ
اس کے لیے چاہے خرچ نہیں ہے ۔۔۔ یحب الجمال جمال پسند کرتا ہے ۔ اللہ نے پوری کائنات میں محبوب جیسا حسین
رب نے بنایا ہی نہیں ہے ۔۔۔ اگر سرکار نہ ہوتے تو حسن ظاہر ہی نہ ہوتا ۔ حسن کسے کہتے ہیں دیکھیں
محبوب علیہ السلام کو پتہ چلے گا حسن ہے ۔ اسے دیکھو جس کو بنانے والا اپنا کے خود دیکھتا ہے
الذی حیر برات حسن تقوم ۔۔۔ حضرات محترم اللہ جمیل ہے ۔ جمال پسند فرماتا ہے ۔ تو معلوم
ہوا کہ انسان کو باجمال رہنا چاہیے ۔ منہ کالا کرنا جائز نہیں ہے ۔۔۔ وہ جو منہ کالا کر کے پیدائشی فرمایا
ہے ۔ = لوہے کی زنجیریں پہن کر پاؤں سے ننگے ۔ اور لفنگ مشہور یہ جمال ہے ۔ یہ کوئی
جمال نہیں ہے ۔ حضور سے زیادہ تو حسن رب نے پیدا ہی کوئی نہیں کیا ۔ حضور علیہ السلام
جس ادا میں ہوں ۔ جن حالات میں ہوں ۔۔۔ حضور حسین ہیں ۔ اللہ کریم کو حسین لگتے ہیں ۔
جس ادا میں جس لباس میں ہوں ۔ میرے آقا علیہ السلام سراسر وجود حسین ہیں ۔ تو ہر جگہ ہاں
جبہ شریف کیوں پہن کے تشریف لاتے ہیں ۔ حضور کا جب کہ دوسرے بادشاہوں کے سفراء آئے
تو حضور جبہ شریف پہن کے آئے ۔ اللہ تیری شان ۔ یعنی صاحب کیا کرتے میرے آقا کا حسن دیکھتے
ہی رہ جاتے ۔ گویا یہ اشارہ ہوتا تھا ۔ تم نے اپنے بادشاہ بھی دیکھے ہیں ۔ تم نے اپنے ارباب
اقتدار بھی دیکھے ہیں ۔ تم نے قیصر بھی دیکھا ہے ۔ کسریٰ بھی دیکھا ۔ اور تم نے بڑے بڑے دنیا کے
بادشاہ دیکھے ہیں ۔ ذرا اس وجاہت کو بھی دیکھو جس کے سامنے خدا کا عرش بھی
حسین نہیں لگتا ۔ حضور جبہ مبارک پہن کے آتے میرے آقا تشریف لاتے ۔ طبیعت طاہرہ
اکرام الحسین ما شاء اللہ میرے آقا کی زلف عنبریں ۔ کو تیل لگا کر کنگھی کرتے ۔ اور میرے آقا علیہ السلام کی
خرق العادت ۔ مانگ نکالا ۔۔۔ ٹھوڑی پر چلتا ہے ۔۔۔ حرام مسلم کی داڑھی مانگنے والو ۔ شریعت
مذاق نہ کرو ۔ اشارے تو بڑے ہوتے ہیں سمجھانے کو میرے اور آپ کے دل میں اتر جائے ۔ نبی پاک علیہ السلام

Date:

مبارک نکالتے۔ آدھے بال مبارک ادھر آدھے ادھر۔ کیسی حسین وجمیل لگتی۔ احمد رضا فرماتے ہیں دہلی
میں کیسی میں دیکھ رہا ہوں ـــ سرکار کی مانگ کیسی ہے

؟ لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق — حسن کی تعبیر کی جان کھینچی اعلیٰ حضرت نے ۔
سیاہی کو حسن سے تعبیر کریں یہ سیاہی سیاہی ہے ۔ اعلیٰ حضرت نے قرآن کا کمال ... لفظ لے کر حضور
کے رخ انور کی نعت بنا دی ہے ۔ لیلۃ القدر ـــ ہے تو رات لیکن قدر والی ہے ۔ باقی راتیں
چودھویں کی سند آتی ہے ۔ لیلۃ القدر تاریک جاتی ہے ۔ کیونکہ قدر اسی رات کی ہے اسی لئے کہ
آقا علیہ السلام کی زلف مبارک سیاہ تھی سفید نہ تھی ۔ سرکار کی زلف عنبریں میں کوئی سفید
بال نہیں تھا ۔ ایک صحابی معتبر صحابہ فرماتے ہیں بڑی مشکل سے گنے میں بیس بال چٹے نہیں تھے ۔
یار جو بالوں تک گنتے ہیں ۔ یہ عشق محبوب کے حسن کی تلاوت ہی کرتے ہیں ۔
کیسی حسین وجمیل تلاوت ہے کیسی بابرکت تلاوت ہے ۔

سرکار جبہ مبارک پہن کر تشریف لائے ہیں ۔ سرکار کا ایک کام لاکھوں مشکل کشائیاں
ـــ یہ جبہ جو میرے آقا زیب تن فرمائے ہیں ۔ حضرت طیبہ طاہرہ ام سلمیٰ نہ حفصہ یہ جبہ مبارک
ان کے پاس تھا ۔ کہتی ہیں جب سرکار واصل بحق ہو گئے ۔ رفیق اعلیٰ میں تشریف لے گئے ۔ بیمار گھر والے
میں تو شفا کا لنگر کھل گیا ہے ۔ حضور کا جبہ مبارک جو زیب تن فرماتے تھے ۔ میں اس کا ایک
کنارہ پانی کے بھرے پیالے میں ڈبو دیتی ۔ صحابیات اپنے بچوں کو بھیج دیتے کہ جاؤ اس میں اس
تبرک کو لے آؤ ۔ میں ڈال دیتی ۔ پانی جو پی لیتا ـــ شفا ہو جاتی

عیدین کے لئے سفرا کی آمد کیلئے آقا علیہ السلام یہ لباس زیب تن ہوا کرتے ہیں ۔ وہ لوگ
پڑھیے پیرا امیں ہر لباس میں حسین ہیں ۔ یعنی جبہ جمعہ عیدین کے لئے لباس پہن کے تشریف لاتے
ہیں ۔ دھلا ہوا لباس ام المومنین فرماتے ہیں ۔ کہ میں آپ کی فرق اقدس میں خوشبو لگا دیتی

؟ لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق — یہ مطلع الفجر رکھو، مانگ جو ہے ۔ میرے مطلع کی ۔
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام

حضور علیہ السلام جمعہ عیدین کے لئے خوبصورت ہوا کرتے ہیں لباس البلا ۔ پہن کر تشریف لاتے ہیں ۔ وہ صرف اس
لئے ہیں اسی محفلوں میں اچھا لباس پہننے میں سرکار کی سنت ملتی ـــ گریبان کو پھاڑ لینا یہ جمال
نہیں ہے ۔ بال بکھیر کر منہ پہ مٹی باندھ لینا یہ جمال نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ با جمال ہے ۔ یحب الجمال

Date:

وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔ یہ بھی سوچ لو دوست کہ جمال کیا ہوتا ہے۔ ما هو الجمال - جو شخص
ہو گا وہ جمال ہے۔ نہیں —— ٹیڑھی ترچھی مانگ نکالتا ہے کوئی جمال نہیں ہے۔ جن کے سر
پہ بال نہیں ہے وہ جمال کہاں سے لائیں۔ جس محبوب ؐ نے یہ حدیث پاک عطا فرمائی ہے یا رسول
اللہ جمال کسے کہتے ہیں۔ کیونکہ طلب کر رہے تھے محبوب کے سامنے اپنی حکمتوں کے سارے خزانے ہی کھول دیے
ہیں — جو جمال سرکار فرما رہے ہیں وہ کہاں سے ملتا ہے۔ —— کس ملک سے کس دکان۔
وہ حضور کے غلاموں کی نگاہ سے ملتا ہے۔ یہ صرف محمد مصطفیٰ سے ملتا ہے۔ اللہ ہی سے بخشش ملتی -
اور جو ان کے دربار میں آگیا پھر نہ بلال امیر تھے۔ سلمان فارسی امیر تو نہیں ہیں۔ نہ جانے کتنے
دروازے سے پھرتے پھراتے آئے ہیں۔ قتادہ امیر نہیں۔ انس بن مالک اتنے امیر نہیں ہیں۔ یہ تو سارے
غربا و مساکین تھے۔ جب سرکار کے پاس آئیں گے تو پھر شمت کون ادا کرے گا۔ اللہ والو بڑی
عزت کی بات ہے کہ ہمیں اس گھر کا دروازہ مل گیا ہے جو مفت میں خدا کی رحمتیں لٹاتا ہے
وہاں میرے دروازے پہ آ جاؤ سلاطین نفیس مفت میں دونگا۔ مفت میں جمال۔
ان محفلوں میں جیسے ہو گئے اس قسم ہوتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کی گواہی شامل ہو جائے جس جنازے
میں چالیس مسلمان ہوں۔ —— ایک ولی ہوتا ہے۔ اسی لیے فرمایا وارکعوا مع الراکعین -
اکیلے نہ رہو۔ مستر بندوں کے ساتھ مل کر رکوع کرو۔ تیرے پہلو میں کوئی کامل بھی کھڑا ہو ——
معمول گلدستہ جہاں دکھیں ہوں وہ محفل سجتی ہے۔ جہاں کوئی اللہ کے ولی ہوں وہ محفل معطر لگتی ہے
کوشش کیا کرو کہ نماز با جماعت —— جہاں ولی ہوں۔ جو ولیوں کے منکر ہوں وہاں قریب
نہ جایا کرو۔ —— ولی وہاں جائیں گے جہاں اللہ کو سجدہ کرنے والے ہیں۔
جہاں منگتے نہیں وہاں دے گا کون۔ جہاں خرید کے دینے والے بھی آتے ہیں — سرکار جمال مفت
میں دیتے ہیں۔ ہم خریدیں گے نہیں حاصل کر لیں گے —— محبوب کو کوئی خرید سکتا ہے
—— ان اللہ اشتری من المومنین —— ان اللہ اشتری من الرسول تو نہیں فرمایا۔ محبوب
کے ساتھ خریداری کی بات نہیں کی ہے۔ شئے خریدا وہ شئے کسی اور کی ہے۔ محبوب تو
میرا ہے۔ میرا تو کوئی کیسے نہیں اور میں کہاں سے خریدوں۔ بنایا تو میں نے ہے سجایا تو میں نے ہے
یہ تو تم شکر کرو میں نے تم کو اپنا محبوب دکھا دیا ہے۔ ذرا دیکھو تو کتنا حسین و جمیل ہے۔
سرکار فرماتے ہیں الجمال صواب المقال والکمال حسن الفعال۔ جمال یہ ہے کہ بات درست کرو

Date:
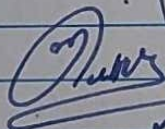
اسعوا اللہ دعی لواحولا سود یداہ سے ارشاد فرمایا - رنگ کالا بھی ہو اور نقش و نگار پر کشش نہ ہوں ۔
جاذب نہ ہوں - کچھ پرواہ نہیں ہے ، رنگ کالا ہو - پر بلال تو ہے - بلال کے منہ سے کبھی کوئی
نامناسب بات نکلی ہو - انسان اس کو تو جیل کی سزا دیتا ہے جو ظلم کرے - اللہ نے پہلے ہی اجازت
دی ہے - لا یحب اللہ الجہر بالسوء الا من ظلم - بات بری اللہ کو نا پسند ہے، مگر جس پر ظلم کیا جائے ۔
اگر ظالم کو سنا دے ۔ رب فرماتا ہے جا اجازت ہے تجھے ۔ بلال کے منہ سے کبھی امیہ کے خلاف
کوئی بری بات نکلی مجھے دکھائے ۔ جس نے پتھر دل پہ لٹایا ۔ انگارا دل پہ رکھا ۔ جس نے ظلم کی
انتہا کر دی وہ بے ایمان ظلم کرتے کرتے تھک جاتا بلال مصطفیٰ کا نام لیتے لیتے نہیں تھکتے - لیکن کوئی جلی کٹی
سنائی ۔ کیونکہ یہ زبان بلال پاک کی ہے ۔ یہ کون سی زبان ہے جس سے پیارا محبوب کا کلمہ
پڑھا ہے ۔ اور جہاں انکا نام لکھا ہوا ہے وہاں بری بات نہیں آتی ۔ رنگ کالا کالا ہے - لیکن خدا کی
قسم حضرت بلال جیل میں ہیں ۔ کبھی سوئے ہیں امیہ کو تو سونے نہیں دیتے ۔ (B)
امیہ کو اچھا نہیں لگتا اس بے ایمان کی ریاست اور ہے ۔ اس کا ملک اور ہے صدیق اکبر
کی ریاست اور ہے فاروق المعظم کا ملک اور ہے ۔ یہ اس ملک کے باسی ہیں ۔ اس
ریاست کی رعایا ہیں جس پر مصطفیٰ کے پیار کی حاکمیت ہے ۔
میرے آقا فرماتے ہیں الجبال ثواب المثقال جبال بات کی درستگی ہے ۔ ابوبکر صدیق صدیق
ہیں - اور صدیق وہ نہیں ہوتا جو سچ بولے تو صدیق ہے ۔ صدیق وہ ہوتا ہے جو بولے وہی سچ ہوتا
ہے - اور حدیث پاک میں ہے نبی پاک نے فرمایا - اللہ کریم جو آسمانوں کا اللہ ہے - وہ پسند نہیں
کرتا - کہ ابوبکر کی بات زمین پر غلط ہو جائے ۔ یہ صدیق ہے - مدارج النبوۃ پڑھ لیں ۔
مدارج النبوۃ ، سیرۃ حلبیہ - سیرۃ نبویہ - تواریخ حبیب الہ پڑھ لیں - نور بخش توکلی ،
سیرۃ پڑھ لیں - حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر نے عشق سے مجبور ہو کر بات
کی ہے - صدیق اکبر نے بھی ایک مرتبہ گالی دی ہے دی کا حضور کے گستاخ کو - خدا کی
قسم ہے ۔ ابوبکر صدیق کو حرم کعبہ میں لٹا کر کافروں نے مارا ۔ لیکن آپ نے کوئی جلی کٹی نہیں سنائی ۔
لیکن اس بے ایمان کو سنا دی ۔ امصص بظر اللات = یہ بات نامعقول نہیں ہے - ابو
بکر کا بولنا یہ ناگوار نہیں ہے، کیونکہ اگر رب ہو کے بعد ذلک زنیم فرما سکتا ہے ۔ تو ابوبکر
بھی امصص بظر اللات کہہ سکتے ہیں ۔ حضور فرماتے ہیں الجبال ثواب المثقال ۔ جبال بات کی

Date:

درستگی ہے۔ آج دنیا میں مذہب سے لیکر اپر تک سب بات کھری کیا کرو —
حسن وجمال کو لا ہے۔ جس کی زبان پر درست بات آئے۔ الجمال صواب المقال والحسن
الفعال۔ جو بات درست کرتے ہو۔ اس کے مطابق عمل بھی اچھے ہونے چاہیئے۔ زبان کا بول
سچا۔ اور جسم کے اعضاء کا کام اچھا۔ جب یہ دونوں مل جائیں گے۔ میرے آقا فرماتے ہیں تم جمیل
بن گئے ہو۔ ایسے باجمال نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر قسم اٹھائی۔ کہ میں ایسی حمد کروں گا۔ جو
کسی نے نہ کی ہوگی۔ یہ کوئی معمولی نہیں ہے کہ ابی بن کعب ہا ہے۔ جس کی زبان سے صحابہ کرام نے
قرآن پڑھا۔ جس کی زبان سے حضور رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف سنا۔ ابی بن کعب۔ علامت
مصطفیٰ کا چیف جسٹس علی شیر خدا ہے۔ اور قسم کھائی کہ ایسی حمد —
للہ الحمد انت علی کل شیء قدیر۔ یا اللہ ساری خوبیاں تیرے لئے ہیں۔ تو ہر شئے پہ قادر
ہے۔ یہاں تک حمد کرلی۔ ان لفظوں میں آپ سے پہلے کسی نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر
حضرت ابی تک ہے زبان سے صادر ہونے والی حمد تک آج تک کوئی پیدا نہیں ہو جس نے
یہ حمد کی ہو — ابی تجھے کیسے آگئی ہے۔ اگر اعتماد نہیں تھا۔ تو اتنی قسم کیوں کھائی —
جب اتنی حمد کرلی تھا تو اس نے کہا کہ مانگ بھی لے۔ تو جی کیا مانگا۔ انت — قدیر
اغفرلی ما قدمت۔ اغفرلی ذنوبی ما قدمت۔ آج تک مجھ سے جو غلطیاں ہوگئی ہیں سب معاف
کردے۔ واعصمنی فیما بقی من عمری۔ اور یا اللہ میری عمر کے جو دن باقی ہیں۔ مجھے ان غلطیوں
میں نہ ہونے دینا مجھے بچا کے رکھنا۔ رب کریم نے بھی تازہ وحی بھیجی کہ بچ کے رہ تو۔ عرض کی مولا
تو ہی بچا۔ یار حد ہوگئی۔ چوکیدار چوکیدار ہو کر وقت کے بادشاہ سے کہے۔ تو میری
حفاظت کر۔ وہ کہے گا پاگل تو چوکیدار ہے۔ تو محلوں کا پہرہ دینے والا ہے۔ تو بادشاہ کو پابند
کرتا ہے۔ عرب کے بدؤں نے شاری کی عزت کو کیسا سمجھ محبوب کے صدقے دماغ اتنا اونچا ہو
گیا ہے۔ عرض کی مولا میری حفاظت کر باقی عمر میں مجھ سے غلطی نہ ہو — اور حفاظت
تو صحیح شئے کی ہوتی ہے۔ ردی شئے کی حفاظت نہیں ہوتی۔ بعد وارزقنی عملا زاکیا وثبت
علی۔ یا اللہ رب مجھ سے جو عمل صادر ہوں وہ پاک ہوں۔ زاکیہ عمل کو ان سے ہوتے ہیں۔ جو نیتوں
کو ملا لو۔ اللہ کی بات ہے میرا محبوب ہمیشہ پاک کرتا ہے (اس کی بات) یا اللہ کاش میرے عمل جس کے
تیرے مصطفیٰ کی مہر لگی ہو — تو جو کا ذکر — مجھ پہ تو جو کر۔ یا اللہ مجھ پہ تو کر۔ جو لب

Date:

یا اللہ مجھے دکھا دے میں تیرے محبوب کے حسن کے سامنے تو پگھلتا ہوں یا نہیں جاتا۔ تیرے محبوب نے کیسا رنگ
دیا ہے دعا پڑھ دی — یہ مجھے بولنے والا کون ہے۔ حضور کی خدمت میں چلتے ہیں وہ بتا دیں گے
یہ کون آیا ہے۔ دیکھنے والے کو جو نظر آئے — وہ سارا آقا بتاتے ہیں کہ کون کیا دیکھتا ہے۔ نگاہ محبوب
وہ نہیں ہے جس کے آگے رب نے پردہ کیا ہے۔ ان کی نگاہ وہ ہے جس کے سامنے پردہ نہیں ہے
دنیا ہی سے اٹھے اب بالکل نہ نبی اکرم کی بارگاہ میں جا کے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ آج اللہ کا ساتھ
کا یہ معاملہ ہوا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ — سب راز معاملہ بیان کیا۔ وضو کے بعد نفل۔ آواز دینے
والا آیا — وہ کون تھا — یہ ہے امیوں۔ نبی پاک نہیں جانتا یہ امیوں نہیں ہے —
جو رسول اللہ کے علم پر اعتراض کرتے ہیں وہ ایمان سے خالی ہیں — یہ غلط ہے کہ نبی نہیں جانتا —
وہ کون تھا — جو مجھے پڑھاتا رہا — وہ بتاتا رہا میں سمجھے چلتا گیا — ذات جبریل — جب
قوت یہ مشاہدہ کا تھا رب نے جبریل کی ڈیوٹی لگا دی۔ جبریل جلدی جا میرے محبوب کا مقام چھوٹا نہ
ہو جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب تک جبریل نہ آئے حضور کو پتہ نہیں چلتا — ان کو معلوم
ہو جائے کہ محبوب کے مقام ایسے پیارے ہیں جن کو جبریل بھی دیتے آتے ہیں۔ پتہ چلتا ہے
استاد ہیں سب کا ہو۔ وہ نگاہ محبوب میں ہے۔

[signature]

باقی ہے

۲۰۲۶ — ۳ — ۲۶
۱۴۴۷ — ۶ — ۲۶
۱۲ — ۶ — ۳۹ PM
۴ — ۵ — ۲

113 445

پروگرام داتا دربار

Date: ۲۰-۱-۰۶

۷۵- شانِ رسالت

ومن احسن دینا ممن اسلم ——— تاریخ کا ناقابلِ تردید یہ باب ہے۔ اور قرآن کا ارشاد میں یہ حقیقت ہمیں چمکتے ہوئے آفتاب کی طرح نظر آتی ہے۔ کہ خالقِ کائنات کے آغاز سے لیکر میرے آقا و مولا کی دنیا میں تشریف آوری بعثت پاک تک ازاں البعد خلافت راشدہ اور جتنے بھی ادوار گزرے ہیں۔ آئمہ اہلبیت اطہار، آئمہ مجتہدین صوفیاء و محدثین۔ اولیاء کرام، شہداء صادین معروفین علماء ربانیین۔ جن کا بھی دور آیا ہے۔ اللہ کریم نے انہیں آزمایا ہے۔ آزمائش ان کی زندگی کا وہ نقش ہے۔ جس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اللہ کریم نے انہیں آزمایا۔ امتحان لیے۔ ایسی ایسی پریشانیاں آئیں کہ اگر پہاڑ ان کے نشانے پر ہوتے تو پہاڑ اپنی جگہ سے سرک جاتے۔ اپنی جگہ چھوڑ دیتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہ مقربین اور مخلصین رب کریم کی توفیق سے استقامت کا کوہ گراں بن کر ان آزمائشوں میں چلتے رہے۔ اور آخر سبحانہ تعالیٰ نے ان کی کامیابی کا خود اعلان فرمایا۔ اس سے کوئی انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ قرآن الکریم کا بین فیصلہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ — بصیرا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا فرمایا اس دستور کے مطابق جو تمہارے سامنے ہے۔ جس طرح انسان اپنے والدین سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس کا دستور ہے۔ لیکن فرمایا نبتلیہ ہم نے جب انسان بنایا تو شعور کے ساتھ پیدا کیا۔ انسانی وجاہت میں پیدا کیا۔ ہم نے اسے آزمایا۔ انا خلقنا الانسان۔ آزمائش کے لئے الانسان کو چنا۔ حالانکہ خلق الانسان۔ اس نے انسان کو پیدا فرمایا۔ اسے کو پیدا کیا۔ اللہ کریم نے ساری کائنات سے جدا کر کے بیان فرمایا۔ حالانکہ انسان اکیلا تو پیدا نہیں ہوا۔ اس کے پیدا ہونے سے پہلے جن پیدا ہو چکے تھے۔ آدم کی تخلیق سے پہلے۔ جنات پیدا کیے۔ اور جنات سے پہلے ملائکہ پیدا فرمائے۔ فرشتے بھی پیدا فرمائے۔ جنات بھی پیدا فرمائے۔ اور بعد میں حضرت انسان کو بھی پیدا فرمایا۔ یہ تین درجے ہو گئے۔ تخلیق کے ملائکہ جنات اور انسان۔ لیکن آپ پورا قرآن شریف پڑھ لیں۔ ہمیں ایک اشارہ نہیں ملتا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آزمانے کے لئے پیدا فرمایا ہو۔ فرشتوں کے لئے کوئی آزمائش نہیں ہے۔ جنات کے لئے کوئی آزمائش نہیں ہے۔ آزمائش لکھ دی حضرت انسان کے نام۔ چنانچہ سورۃ ملک کا ابتدائیہ۔ خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم — تاکہ تمہیں آزمائے۔ کم کا خطاب انسانوں سے ہے۔ بشریت کا مقام ہر

Date:

ارشاد ہوتا ہے۔ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم احسن عملا ۔ ہم نے زمین پر جو
کچھ ہے اسے زمین کا حسن بنایا۔ زمین کی زیبائش بنایا۔ کیوں۔ لنبلوھم ـــ عملا ـــ ہم
ان کو آزمائیں۔ کہ ان میں ـــ عمل کس کے اچھے ہیں۔ زمین پر جو کچھ ہے۔ اسے اس
کو زمین کا حسن بنایا۔ ـــ ان کے عمل کس کے اچھے ہیں ـ سوال یہ ہے۔ کہ زمین
کا محل وقوع کیا ہے۔ زمین کی جغرافیائی حیثیت کیا ہے۔ زمین ہمارے اوپر نہیں ہے ـــ
ہاں بعض مخلوق کے اوپر زمین ہے۔ جیسے حشرات الارض کیڑے مکوڑے ۔ وغیرہ ۔ خزانے
معادن - دفائن ہیں - زمین کے نیچے - زمین ان کے اوپر - اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین کے اندر
پیدا نہیں کیا۔ زمین کے اوپر ـــ ایک وہ ہے جسے اونچا کیا ہے۔ ایک وہ ہے جسے نیچا کیا ہے۔ بنانے
والے نے کیا فیصلہ کیا ہے وہ بتانا چاہتا ہے۔ کہ جو زمین کے اندر میں نے پیدا کیے ہیں۔ وہ اتنے اونچے
نہیں ہیں۔ جتنا اونچا ہے جسے میں نے زمین کے اوپر پیدا کیا ہے۔ انسان زمین کے اوپر پیدا
کیا گیا ـــ اگر کوئی سوچے۔ کہ زمین کے اوپر مویشی بھی ہیں۔ حلال جانور بھی حرام بھی ہیں۔ اور ایسے
بھی ہیں جن کا نام لینا بھی ہم گوارا نہیں کرتے۔ وہ بھی زمین کے اوپر ہیں۔ ان کے لیے کیا ارشاد ہے
اللہ والو ذرا توجہ فرمائیں نا۔ تو ان کو جو رب نے زمین کے اوپر پیدا کیا ہے۔ تو اس لیے پیدا
فرمایا ہے۔ کہ جن کی خدمت کے لیے اسباب ان جانوروں کو پیدا کیا ہے وہ زمین کے اوپر
ہیں۔ کیونکہ نوکر وہیں ہوگا جہاں مالک ہوگا نا ـــ مالک رہتا ہے پہاڑ کے اوپر۔ اور نوکر رہتا
ہے غار کے اندر ـــ اختلاف ہوگیا۔ تفرق۔ کہ جس کا خادم ہے مخدوم بہت اونچا
رہتا ہے ـــ فرمایا میں جانوروں کو زمین کے اوپر پیدا کیا ہے کیوں۔ اس لیے قرآن میں
فرمایا ـــ وذللناها لهم فمنها ركوبهم ـــ ياكلون ـــ انسان کی خدمت میں عاجز
کردیا ـــ آپ اونٹ سے عاجز نہیں ہیں ـــ قربانیوں کی آنکھیں ـــ قربانی کا گوشت
غالب جانور نہیں سوار غالب ہے۔ غالب وہ نہیں جس کے منہ میں نکیل ہے۔ غالب وہ
ہے جس کے ہاتھ میں نکیل ہے۔ فمنها ركوبهم۔ کسی کی سواری نہیں ـــ یاکلون۔ کسی پر سواری کرتے ہیں
کسی کو کھاتے ہیں۔ اگر جانور زمین پر نہ ہوتے تو سواری کس پر کرتے۔ مان لیا آج کار وغیرہ پر
سفر کرتے ہیں۔ وغیرہ۔ ذرا تھوڑا سا پیچھے مڑ کر ابا حضور سے پوچھیں ـــ
ـــ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو ہماری سواری بنایا یا ہمارا لقمہ بنایا۔ والحکم فیہا۔

Date:

منافع — سنری سواری گوشت کھانا نہیں اور اس میں بڑے بڑے نفع ہیں۔ جانوروں میں — اون کی
تجارت۔ بالوں کی تجارت۔ کھالوں کی تجارت۔ ہڈیوں کی تجارت حد ہوگئی جب اس دفعہ انکشاف
ہوا۔ جانوروں کی انتڑیوں کی بھی تجارت ہوتی ہے قربانی کا جانور ذبح ہوا
انتڑیاں بیچ دیا۔ فرمایا اس کو بھی صدقہ کردو — گوبر بھی نفع — ولہم فیہا منافع — لوگ گوبر
جانوروں میں بہت نفع ہے لیے گھاٹ بنا دیا گیا۔ دریائے راوی کا گھاٹ ہے۔ نہیں — دودھ کا
گھاٹ ہے سب سے شاید ہے کہ انفلو... گیا میرے بندے شکر نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا دیکھا
ہے — میں تم سے شکر گو نہیں لیتا۔ البتہ اتنا ضرور کرو۔ کہ میں نے ساری دنیا کے جانور طاقت
ور خطرناک دار جانور — زبردست قوت والے جانور بڑے بڑے شیر جانور تمہارے سامنے
عاجز کر دیئے جھکا دیئے۔ تم اتنا کرو یہ دل میرے سامنے جھکا دو — پھر کیا ہوگا۔ ان پر چڑھی
چلی — ان کو جنت نہیں — الا پر سواری کی ان پر جنت نہیں — ان کے منہ میں لگام — ان کو
جنت نہیں — تو اس دل کو سیدھا دو میرے سامنے جھکا دو — ان کیوں جنتوں کی اونچی بنایا ہے
ہے۔ تلک الجنۃ التی نورث من عبادنا من کان تقیا — فرمایا وہ جنت جو میں نے تیار
فرمائی نورث تلک الجنۃ — ہم وارث بناتے ہیں۔ اسے جو میری نافرمانی سے بچتا
ہے۔ جانوروں کی آزمائش ہے نہیں جنات — جنات میں نیک ہیں — کافر بھی
سب ہیں — لیکن یہ شہرت یافتہ نہیں ہیں اگر ملائکہ کی شہرت ہے۔ تو انسانی وجاہت
کی وجہ سے ہے — اگر داتا ہجویری کی شہرت ہے تو وہ انسانی وجاہت کی وجہ سے ہے اگر
خواجہ اجمیری ہے تو انسانی وجاہت میں ہے۔ بے نیاز ہے ملائکہ ہیں جنات جو نیک ہیں وہ بھی
نوری عبادت کرتے ہیں۔ جنات بھی اس میں جو رسول اللہ کے امتی ہیں۔ ان کو اتنی شہرت
کیوں نہیں۔ فرمایا یہ تو دیکھو میرا محبوب آیا انسان شکل میں ہے۔
اگر میں ان کو اتنی عزت دوں — تو یہ شکل جو ہے، بر فوقیت رہے گی۔ جس شکل
میں میرا محبوب جلوہ گر ہوا ہے — اس لیے نبی رحمت کی نسبت کا صدقہ حضرت انسان کو رب
نے بڑی عزت دی — بڑی بزرگی عطا فرمائی کہ ... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا۔ لنبلوھم — عملا
ہے۔ جلد اسی ان صورت انسان کا ہے — لیکن اسی کا ہوگا جو پڑھا ہوا ہے۔ ان پڑھ
کا تو اتنا حسن ہوتا — وہ من... کرتا ہے۔ وہ گھاس کاٹتے ہیں۔ وہ جو کاٹتے ہیں

Date:

لیکن ہم دیکھتے ہیں ایک اللہ کا بندہ دفتر میں موجود ہے۔ اور اس کی قلم سے نکلنے والے حرف جو ہیں۔
وہ اس ملک میں دستور کے طور پر چلائے جاتے ہیں۔ اس کو اتنا مرتبہ کیوں مل گیا ہے۔ کہتے ہیں اس
لئے ملا ہے کہ یہ علم والا ہے، یہ فراست والا ہے۔ اس نے بڑے بڑے علماء اور دانشوروں پر فوقیت
اور بڑا امتحان دیا ہے۔ اور امتحان دے کر میرٹ پر کامیاب ہوا ہے۔ اب اس کو ہائی کورٹ
کا جج بنا دیا ہے۔ سپریم کورٹ کا جسٹس بنا دیا ہے، پتا چلا کہ جس کا امتحان ہو۔ وہ مرتبے اسی
ان کو ملتے ہیں۔ ان پڑھوں کو منصب نہیں ملتے ___ (بچہ سقا) کا واقعہ۔
یہ قانون میرے آقا کی اعجاز زندگی کے بعد کی بات ہے۔ حضور کے زمانہ کا نہیں۔ ہوا
جب حضور تشریف لائے تو سب کی دنیا پڑھی لکھی تھی۔ ان پڑھ تھی۔ اللہ فرماتا ہے ھو الذی بعث
___ رسولا منہم۔ ان پڑھوں میں رسول بھیج دیا۔ نہ کوئی فلسفہ پڑھا۔ نہ کوئی
تھیوری پڑھی۔ نہ کوئی کتابیں پڑھیں۔ نہ کوئی ٹریننگ سنٹر۔ نہ کوئی سکول۔ نہ کوئی کالج نہ
کوئی مدرسہ۔ بڑے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جو مدینہ عالیہ جاتے ہیں۔ باب جبریل سے داخل ہوتے
ہوئے سے اندر جائیں تو دائیں سمت پہلے ایک چبوترہ نظر آتا ہے۔ اس کو صفہ شریف
کہتے ہیں۔ یہ کائنات میں سب سے پہلے معرض وجود میں آنے والا مدرسہ تھا۔ جس پر بیٹھنے
والے دنیا کے امام بن گئے۔ تیرہ سال مکی زندگی زبردست آزمائشیں۔ صحابہ کرام
کو کلمہ پڑھنے کے جرم میں مارا گیا۔ پتھر برسائے گئے۔ کانٹے بچھائے گئے۔ ان کو معاذ اللہ لٹکایا
گیا۔ اور ان کے آقا و مولا علیہ السلام پر ظلم کی انتہا کر دی گئی۔ اور جب وہاں سے مدینہ عالیہ
آئے۔ تو پھر حالات نے پلٹا کھایا۔ غزوہ بدر ہوا۔ اور نبی پاک کے ہاتھ ان پڑھ غلاموں نے
دنیا کے لوگوں کی بساط الٹ کے رکھ دی ___ پھر کیا ہوا۔ معاذ تو یمن کا گورنر بنا کے
ادھر آ گئے۔ حضور حکم۔ تو شام کا عامل ہے۔ تو فلاں علاقے کا عامل ہے۔ یاد رہے منصب
صغیر چھوٹے منصب کے لئے کچھ پڑھنا ہی پڑتا ہے لیکن کیا اعجاز ہے نگاہ سرکار کا
کہ جو ان پڑھ پہ نظر ڈالی ہے۔ اسے کائنات کی سیادت کی صلاحیتیں عطا فرما دی ہیں
___ اسلام کی ساری خوبیاں جو ہیں۔ وہ آقا علیہ السلام کی نگاہ کرم کی تجلیات کا اثر ہیں۔
حضور علیہ السلام نے چار ملکوں کی طرف اپنے چار سفیر تیار کیے۔ جس ملک کے لئے جس سفیر کو
تیار کیا۔ وہ اس ملک کی بولی زبان جانتا ہی نہیں۔ لیکن جونہی نگاہ دی اس حبیب پاک نے

Date:

جن کے فیصلے کو رب کبھی بھی رد نہیں کرتا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ وما آتاکم الرسول فخذوہ
محبوب جو کچھ عطا کر دیں سر جھکا کے لے لو ۔ انکار نہ کرنا ۔ اعتراض نہ کرنا ۔ مارا جاؤ گا
جو دے دیں وہ لے لو ۔ جب سرکار نے بنایا تھا اس کو سفیر حکم ہو گیا ۔ صبح روانگی جہاں کسی
ایک نے کہا ہے ۔ یا رسول اللہ جب تو وہ بولیاں ہی نہیں آتی ۔ میں کیا کروں گا وہاں ۔ کسی نے انکار نہیں
کیا ۔ انحراف نہیں ۔ کیونکہ عقیدہ پختہ تھا ۔ ہمیں سوچنے کی کیا ضرورت ہے ۔ کہ جب جائیں گے تو
کیا کریں گے ۔ کیونکہ ہم میں تو صلاحیتیں نہیں ہیں ۔ وہ جانتے تھے کہ جس محبوب نے ڈیوٹی لگائی
ہے ۔ صلاحیتیں بھی یہی بانٹتا ہے ۔ چنانچہ اتفاق ہی ایسا ہوا ۔ انسان العیون فی سیرۃ الامین
المامون یہ اندر سیرۃ حلبیہ علامہ سید زینی دحلان ۔ جو میرے امام اہلسنت کے یعنی حدیث پاک
(B) کی اجازت کے شیخ ہیں ۔ کتب سیرۃ میں موجود ہے ۔ کہ جب چاروں کو سرکار علیہ السلام
نے صبح روانہ کیا ۔ حدیث شریف میں آتا ہے ۔ کہ جو صحابی جس سفیر کی ڈیوٹی جس ملک میں لگی
تھی ۔ جب وہ مدینہ عالیہ سے نکل کر اپنے ملکوں کا رخ کرتے ہیں ۔ ادھر منہ پھیرنے کی دیر ہے
کہ بولی اسی علاقے کی آ گئی ۔

پھر انہوں نے وہ ڈیوٹیاں ادا کیں ۔ حضرت معاذ بن جبل کو میرے سرکار نے یمن
کے لئے مقرر کیا ۔ جب چلنے لگے ۔ تو فرمایا معاذ تیرے پاس تو مقدمات آئیں گے ۔ جبل تو نکلو
ہے ۔ فیصلہ کیسے کرے گا ۔ یہ سوال تو معاذ نے کرنا تھا ۔ کہ میرے آقا فیصلے آئیں گے میں کیا کروں
گا ۔ یا ان کا مذہب ہی نہیں ہے ۔ عقیدہ ہی نہیں ہے ۔ کہ حضور کے کسی فعل اور حکم پر
اعتراض کریں ۔ فرمایا تو عامل ہے یمن کا حضور حاضر ۔ چلو جب تیار ہو گئے ۔ جب چلنے لگے
تو فرمایا فیصلے کیسے کرے گا ۔ اور میں قسمتا عرض کرتا ہوں ۔ حضرت معاذ کو سامنے کھڑے
کر کے میرے آقا فرماتے ہیں ۔ تیرے پاس مسائل آئیں گے ۔ تیرے پاس معاملات آئیں
گے کیسے فیصلہ کرے گا ۔ نگاہ سینے پر پڑی سینہ روشن ہو گیا ۔ اقبال نے اسی
لئے کہا ہے نا —

شعر: دین مجو اندر کتب اے بے خبر — علم و حکمت از کتب دین از نظر

علم کتابوں سے ملتا ہے ۔ دین اللہ والوں کی نگاہ سے ملتا ہے ۔ کیسے فیصلہ کرے گا ۔
بظاہر کوئی کتاب پکڑائی نہیں انسٹرکشن شروع ہو گیا ۔ کوئی سلیبس نہیں ۔

Date:

کوئی کتابیں نہیں پڑھائیں ۔ فرمایا کیسے فیصلہ کرے گا ۔ عرض کی یا رسول اللہ ۔ اقضی بینھم بکتاب
اللہ ۔ میرے آقا میں ان کے درمیان اس قرآن پاک کے مطابق فیصلہ کروں گا ۔ جو حضور
نے مجھے پڑھایا ہے ۔ میں کتاب الٰہی سے فیصلہ کروں گا ۔ یہاں کوئی مسئلے آگئے ۔ میرے
نبی پاک کا کوئی صحابی علوم قرآن سے خالی نہیں تھا ۔ میرے آقا جن غلاموں کو دنیا کے اطراف اکناف
میں بھیجتے ہیں ۔ وہ بے خبر نہیں جاتے ان کے قلوب میں نبی پاک کی نگاہ سے قرآن دانست
کے چراغ روشن ہوتے ہیں ۔ جو سفیر اسلامی ریاست کا اسلامی سٹیٹ کا کوئی سفیر
جو دوسرے ملک میں اگر وہ قرآن و سنت کا علم نہیں رکھتا ۔ وہ جاہل ہے ۔ وہ بے وقوف ہے ۔ اسلامی
ریاست کا سفیر نہیں ہو سکتا ۔ یہ دوسری بات ہے کہ بھیجنے والے ہی ـــــ یوں
جیب لگنے کی بات ہے ـــــ بندے کو بندے ہی رہ گئے جھوٹے یاروں کا سفیر بن جاتے ہیں ۔
عرض کی اقضی بینھم بکتاب اللہ ۔ میں کتاب الٰہی سے فیصلہ کروں گا ۔ یہ شمع فیصلہ کریں
جب ابھی قرآن شریف آتا ہے ۔ اور آپ یہ بھی جانتے ہیں ۔ کہ قرآن شریف ایک دم نہیں
آیا ۔ تھوڑا تھوڑا کر کے آیا ہے ۔ اور جب حضرت معاذ جا رہے ہیں نا ۔ ابھی پورا قرآن
اترا نہیں ۔ میں عرض کی آقا اللہ کی کتاب کے ساتھ میں فیصلہ کروں گا ۔ لیکن میرے آقا نے یہ
نہیں فرمایا اے اللہ کے بندے ابھی تو قرآن پورا ہوا نہیں تو فیصلہ کیسے کرے گا ۔ کوئی گوشے
نکلتے ہیں گفتگو کے ، جو عرض کی آقا میں کتاب الٰہی سے فیصلہ کروں گا ۔ اس کا مطلب یہ ہے
کہ نبی پاک علیہ السلام نے جو کچھ پڑھا دیا ہے ۔ ان آیات میں مستقبل کے مسائل کی روشنی
عطا کر دی ہے ۔ ایسے نکتے ہیں بصیرت اس کو ہے جس نے قرآن شریف کی ایک سن لی ۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ ـــــ اللہ فرماتا ہے یا رسول اللہ
فرما دیں ۔ ھذہ سبیلی یہ ہے میرا راستہ ۔ کمال ہے اھدنا الصراط المستقیم کی بات ہے ۔ اھم
فرمایا ۔ فرما دیں یہ ہے میرا راہ ـــــ پتہ چلا ۔ صراط المستقیم اور سبیل مصطفیٰ دونوں ایک ہی ہیں
مصطفیٰ سے جس کو چھوڑی کہ صراط مستقیم کا شعور بھی نہیں ہو سکتا ۔ صراط مستقیم اسی
کو ملتی ہے جس کی نگاہ میں سرکار کے حسن کے نور کے جلوے ہیں ۔ قل ھذہ سبیلی
ـــــ اصل راہ تو یہ ہے کہ صراط مستقیم ۔ یہ بھی سمجھیں قرآن سمجھنے کی بات پر
کرنا پڑے گی نا ۔ فرمایا ۔ الذین انعمت علیھم صراط المستقیم ـــــ یہاں اپنوں کا نام کیوں نہ لو ۔

Date:

جن کا کرم ہے ہمیں حضور کی محبت ملی ہے۔ ہمیں حق ملا ہے۔ اس کا ترجمہ بڑے بڑے
ٹرانسلیٹروں نے کیا ہے ——— میرے اعلیٰ حضرت سے لے کر سب تک۔ لوگوں نے بڑا
ترجمہ کیا ہے۔ قلم دوات دفتر لے کر آ گئے ہم مترجم ہیں۔ سنو کیا ترجمہ ہے۔ سنو جی ———
ان ربی ——— کا ترجمہ۔ میرا رب صراط مستقیم پر ہے ——— میرا رب سیدھی راہ پر
ہے۔ ترجمہ ہو گیا ہے۔ پتا رب پر ہی کا صراط مستقیم پر نہ ہونے کا بھی عقیدہ تھا۔ کیا کوئی
کہتا تھا کہ رب صراط مستقیم پر نہیں ہے۔ رب تو صراط کا محتاج ہی نہیں۔ تو دیا ترجمہ ان ربی
علی صراط مستقیم ——— پر حقیقت بیان کرنے میں ناکام جملہ ہے۔ اس سے حقیقت
واضح نہیں ہوئی۔ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا رب جو ہے
وہ صراط مستقیم پر ہے۔ اس طرح تو ہم پکڑے گئے۔ جو خدا کو نہیں مانتے وہ کہیں گے اچھا
خدا غیر صراط پر بھی ہو سکتا ہے۔ جو تمہیں اطلاع کرنا پڑا تھا کہ خدا صراط مستقیم پر ہے۔
ہوش کرو کوئی ترجمہ ایسا کرو۔ کہ ترجمہ کرتے ہوئے بھی حسن ذات کے جلوے جھلکتے دکھتے نظر
آ سکیں۔ یہ تو صدیوں نہیں کر سکے یہ ادب نہیں کر سکے۔ جنہیں رسول اللہ کی نورانیت
سے شرف نہیں ہے۔ وہ نہیں کر سکے۔ تاجدار بریلی نے ترجمہ کیا ہے۔ حقیقت کی دنیا میں
جھنڈے گاڑ دیئے۔ کیا ترجمہ کیا ہے۔ کنز الایمان پڑھا کرو۔ ان ربی ——— مستقیم
بے شک میرا رب صراط مستقیم پر ملتا ہے ——— یہ ترجمہ بھی تو کتاب الہی کا ہے۔ میرا رب صراط
مستقیم پر ہے۔ مترجم لکھنے والے نے تو کہہ دیا۔ میرا رب صراط مستقیم پر ہے۔ لیکن حقیقت
نہ ملی۔ اس حقیقت اسے ملی جس کی کسی کی نگاہ پڑتی ہے جس پر غوث پاک کا کرم
ہے۔ جس پر مدینے والے محبوب کا کرم ہے۔ حقیقت اسے ملی ہے۔
کیا ترجمہ ان ربی علی ——— مستقیم۔ میرا رب صراط مستقیم پر ملتا ہے۔ جیسے
کوئی آدمی سکے کے گیٹ پر مل گئے۔ وہ تو مجلس میں ہیں۔ ——— رب صراط مستقیم پر
ملتا ہے۔ اب صراط مستقیم ہے کہ جدھر جدھر رب ملے۔ کیونکہ نظر تو وہ آتا نہیں۔ صراط مستقیم
کون سی راہ جس پر رب ملتا ہے۔ اللہ کی بارگاہ ہے یہ بھی میں ہی بتاؤں گا۔ ———
وہ اے میرے کائنات کے سید و سردار۔ حضرت حسان ابن ثابت فرماتے ———
ھو سیدنا۔ ھو مبشرلنا ——— ہم سب ہی عاجز ہیں۔ تم ہر آنکھ کے آقا ہیں۔

Date:

مدینے کے محبوب کی رعایا بنو۔ بڑی قسمت ہوگی۔ اگر میرے آقا نے کہہ دیا یہ میری رعایا ہے۔ آپ کی
ان کی رعایا بنے بغیر کام نہیں چلے گا۔ پاکستان کے مظلوم مسلمان پاکستان کی رعایا ہیں۔
کسی دور میں پاکستان کا کوئی سربراہ دعویٰ نہیں کرتا کہ یہ میری رعایا ہیں۔ کسی بادشاہ
کا جھنڈا نہیں ہے۔ جھنڈا تو پاکستان کا ہی ہے۔ باقی جھنڈے جو سپاہی جھنڈے ہیں ——
قیامت کے دن میرے آقا کے کلمہ کا مطلب ہے۔ ساری خدائی میرے جھنڈے کے
نیچے ہوگی۔ بیدی لواء الحمد یوم القیامۃ۔ قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھوں میں ہوگا۔
لواء الحمد بیدی نہیں فرمایا۔ بیدی خبر ہے۔ خبر کلام عرب ذکر میں بعد ہے۔ مبتداء کلام عرب ذکر
میں پہلے ہے۔ لیکن میرے آقا نے خبر پہلے بتا دی۔ اور مبتداء بعد میں بتایا۔ فرمایا لواء الحمد کا پوچھنا
پہلے یہ دیکھو ہاتھ کس میں ہوگا۔ اگر ہاتھ نظر نہیں آیا۔ تو پھر جھنڈا ابھی نظر نہیں آئے گا۔ یہاں
جھنڈا ہوگا مجھ یا بیدی۔ میرے ہاتھوں میں ہوگا۔ ہوگی مشکل حل کرنی ہیں۔ خدا کی قسم ہے قیامت
میں ماننا ہی پڑے گا۔ اگر مشکل کشا نہیں تو جھنڈا اٹھانے کا مقصد کیا ہے۔

اپنے ماضی کے ایام یاد کرنے سے میرا بھی ایمان تازہ ہوتا ہے۔ حرمین کی حاضری تھی ——
منیٰ سے عرفات جا رہے ہیں جھنڈے اٹھائے۔ پاکستان کے مختلف جھنڈے۔ ہجوم سے زیادہ
اپنے اپنے لوگوں میں وہ اٹھا —— میرا جھنڈا دیکھ کے آ جانا۔ میرے ہاتھ میں ہوگا۔ دیکھ کر
وہیں آ جانا میرے دامان کرم میں آ جاؤ گے۔ جھنڈا اٹھا کر منتظروں کو بلا لے۔ پتہ چلا
جو حضرات پریشان ہو سکتا ہے۔ میرے آقا اس حضرات کو پورا فرمانے والے ہیں۔
حاجت روا ہیں مشکل کشا ہیں ہے
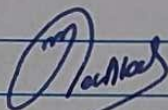
دو جہان کی بہتر یاد نہیں کر امانی دل و جان نہ رہے۔ وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کر رہا ہوں۔
ہم کیا مانتے ہیں کہ سرکار کے دربار میں نا ہیں ہے۔ اللہ فرماتا ہے سن۔ والقرآن الحکیم۔ قسم
حکمتوں بھرے قرآن کی قسم ہے۔ یا اللہ اتنی بڑی قسم کیوں کھائی۔ فرمایا انک لمن المرسلین یا اللہ آپ
شان والے رسول ہیں۔ علی صراط مستقیم۔ وہ فرمایا ان کے رب علی صراط المستقیم۔ علی صراط
المستقیم۔ وہ بھی صراط المستقیم پر چلتا ہے یہ بھی صراط مستقیم پر چلتا ہے۔ وہ تو وحدہ لا شریک
ہے۔ وہ ایک ہے۔ وہ تو صراط المستقیم پر چلتا ہے۔ جو دوسرا کیوں آ گیا۔ فرمایا یہ علی صراط المستقیم
ہمارا یہ بھی علی صراط المستقیم۔ یہ عرض کروں یہ میں ہی ہوں۔ لیکن مجھے کب دیکھو گے اور

Date:

دیکھ لو یہ میرا ہی جلوہ ہے کہ

اتوار
۲۷-۳-۲۰۱۶
۱۸-۶-۱۴۳۷
۷-۵۷-PM

Date: 9-7-93

۷۶- شانِ حسین رضؓ

یہ مبارک آیات۔ قرآن کریم کے الفاظ جو تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ رب تعالیٰ
نے ان مبارک الفاظ میں قرآن کریم کی ان آیتوں میں شہیدوں کی عظمت کو بیان فرمایا ہے۔ اور صبر کرنے والوں
کی شان کو بیان فرمایا۔ رب تعالیٰ نے شہیدوں کے لئے جس بات پر زور دیا ہے۔ پہلے تو انکا جامع تعارف کرایا۔
کہ شہید وہی ہوتا ہے۔ جو راہ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے۔ اور راہ خدا میں جان کا نذرانہ پیش
کرنا۔ یہ اس وقت ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ ایک شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بول بالا کرنے کے لئے۔ اپنی جان
قربان کرتا ہے۔ من قتل لتکون کلمۃ اللہ علیا فھو فی سبیل اللہ۔ نبی پاکؐ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص
لڑتا ہے۔ جنگ کرتا ہے تو وسیع پسندانہ عزائم کے ساتھ نہیں۔ ہوس ملک گیری کی نیت سے
نہیں۔ ابنائے جنس پر بالادستی قائم کرنے کے لئے نہیں۔ اپنی حکومت دبدبہ اور رعب جمانے کے
لئے نہیں۔ بلکہ اس لئے لڑتا ہے۔ کہ لتکون کلمۃ اللہ تاکہ اللہ کا کلمہ اونچا ہو جائے۔ یعنی خدا کا بول
بالا ہو جائے۔ جو اس نیت سے باطل پرستوں سے کفر سے اور کفار سے جنگ کرتا
ہے۔ اور پھر وہ اسی سلسلے میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کو کہتے ہیں شہید فی سبیل اللہ۔
اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والا۔ اور رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کو مردہ نہ کہو۔ یہ زندہ ہے
مشہور آیت کریمہ ہے۔ حضرت امام عالی مقام امام حسینؓ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ
آپ کا وجود جو ہے۔ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا پیکر ہے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے مصدقہ ہے یا یوں کہہ دیجئے کہ حضور علیہ السلام نے امام عالی مقام کی
گزشتہ اور آئندہ ساری زندگی کے ہر لمحہ کے متعلق مہر لگا دی کہ مجھے پسند ہے۔ حدیث پاک
کی روشنی میں۔ قل لا اسئلکم ____ قربیٰ ____ یا رسول اللہؐ آپ فرما دیں۔ کہ میں دین
اسلام کی تبلیغ اور اسلام کے تمام مشغولات و انفعالات جو لے کر آیا ہوں۔ ان کا
عوض میں تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا۔ ماسوائے اس کے کہ تم میرے اہل قرابت سے محبت
کرو۔ اس میں اہلبیت رسول علیہ السلام کی محبت جو ہے۔ علامہ شافعی رح فرماتے ہیں کہ آیۃ
پاک کے ان لفظوں سے فرض ثابت ہوتا ہے۔ کہ فرض ہے اہلبیت سے محبت کرنا ایمان
والوں کا فرض ہے۔ معاشرتی نہیں۔ سیاسی نہیں۔ ملکی نہیں۔ ایمانی فرض ہے
یعنی جن کو اہلبیت سے محبت نہیں ہوگی۔ اس کو مسلمان کہلانے کا حق نہیں ہوگا۔
نبی پاک علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ اعلان فرمایا کہ میری آل سے محبت کرو۔

Date:

اور اب کس میں یہ ہمت ہے۔ کہ وہ یہ سوال کرے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں فرماتے ہیں۔ کہ ان سے
محبت کرو۔ آپ کو بھی ہے یا نہیں ۔ کوئی سوال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپ کا یہ حکم دینا
کہ ان سے محبت کرو۔ یہ کسی لیڈر کا اعلان نہیں۔ یہ کسی دنیوی آفیسر کا اعلان نہیں۔
یہ کسی حرص اور ہوس کے لالچ میں مجسمہ حرص کا اعلان نہیں۔ یہ کسی مصلحت وقت پر فریب
بولنے والے سوداگر کا اعلان نہیں۔ یہ چڑھتے ہوئے سورج کو سلام کرنے والے بے حیا خوشامد
کی بات نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس رسول علیہ السلام کا اعلان ہے۔ کہ جن کے اعلان سے
پہلے ہی اللہ کریم خود اس اعلان کی حقیقت کو پسند فرماتا ہے۔ کیا اعلان ہے۔ کہ میرے اہلبیت
سے محبت کرو۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی عظمت جامعیت ان کی شان اس قدر بلند و
بالا ہے۔ کہ ان سے محبت کرانے کے لیے حضور اپنی امت کا بدلہ فرماتے ہیں۔
کہ جب امت ان سے محبت کرے گی۔ تو یہ نہیں کہ آل رسول کی شان بنے گی۔
بلکہ محبت کرنے والے کو اللہ کریم کی بارگاہ میں نجات کا پروانہ مل جائے گا۔ وہ حقیقتاً اللہ
ایسی نعمت ہیں آل رسول اہلبیت اطہار کہ ان سے محبت کرنے والا یعنی الحقیقت اللہ اور اس
کے رسول کی رضا سے محبت کرتا ہے۔ نبی پاک علیہ السلام کی آل پاک خصوصاً سید الشہداء
امام حسین رضی اللہ عنہ آقا دو عالم علیہ السلام کا خود محبت کا کام کرتے ہیں۔ سرکار خود محبت فرماتے
ہیں۔ خود کرم فرماتے ہیں۔ اور کئی روایات سے بھی اعلان ہوتا ہے۔ کہ تم بھی ان سے محبت کرو
امام رازی کی تفصیلات میں عرض کر رہا تھا۔ کہ پانچ چیزوں میں اللہ رب نے اہل بیت کو اور
رسول پاک کو ساتھ رکھا ہے۔ ایک مقام تو ہے درود شریف جس میں حضور پر بھی صلوٰۃ اور
آل پر بھی۔ اور (۲) مقام ہے سلام حضور نبی پاک پر بھی سلام ہے۔ اور اہل
آل پر بھی ہے۔ (۳) اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ السلام کی ذات پر صدقہ اور زکوٰۃ کو حرام
قرار دیا ہے۔ کیونکہ صدقہ اور زکوٰۃ جو ہے یہ مال کی میل کچیل ہے۔ حضور کے لئے جائز
نہیں ہے۔ چنانچہ یہودی پاس نبی پاک کی سچائی کی ایک یہ بھی دلیل تھی جو یہودی ہمیں
جو بیان نہیں کرتے تھے۔ عبداللہ ابن سلام زمانہ میں کہ میں نے تورات سے پڑھ کر حضور ﷺ
کو آزمایا۔ اور سچ جو نشانیاں بتائی تھیں وہ حضور میں بالکل پوری ہوتی ہیں یہ
کہتے فرماتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ مدینہ عالیہ میں جب رونق افروز ہوئے۔ میں اس وقت

Date:

باغات میں اپنے کھجوروں کے باغ میں کام کر رہا تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ مسلمانوں کے نبی اور رسول ﷺ
مدینہ عالیہ تشریف لے آئے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کی ہجرت کی خبریں اور اس کے متعلق باتیں تو
پہلے پہنچ چکی تھیں۔ انتظار رہتی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ حدیث پاک کے مطابق مدینہ پاک کے مسلمان
دلوں سے ہر روز صبح سے لے کر دوپہر کی زبردست گرم ہونے تک مدینہ پاک سے نکل کر اس
راہ پر انتظار کیا کرتے تھے جو مکے شریف سے آتا تھا۔ اور یہ افواہیں یہ خبریں مدینہ میں پہنچ
چکی تھیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ میں بھی انتظار میں تھا۔ اس لئے کہ پورے شہر مدینے کے
پاس نبی پاک ﷺ کو پہچاننے کا وہ معیار تھا ہی نہیں جو میرے پاس تھا۔ کیونکہ میرے پاس وہ علم تھا۔
جو رب کریم نے تورات میں بیان فرمایا تھا۔ اور دوسروں کو تو پتہ ہی نہیں تھا نا — اور وں کو تو حضور
کے اعلان سے پتہ چلا کہ میں رسول ہوں۔ لیکن میرے پاس وہ آئینہ تھا۔ تورات کا جس میں
رب کریم نے پوری حضور ﷺ کی تصویر بیان فرما دی۔ آپ کا حلیہ مبارک بھی۔ آپ
کا سراپا مبارک بھی۔ آپ کے کمالات وفضائل تمام لکھے ہیں۔ اور حضور ﷺ کو جو رب کریم
نے خصوصی انعامات دیئے ان کا تذکرہ بھی اس میں تھا۔ چنانچہ ایک بات اس میں تورات
میں یہ بھی لکھی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ میرا رسول اللہ نبی علیہ السلام جو آخر زمانہ
میں خاتم النبیین ہوں گے۔ ان کی ایک صفت اور نشانی یہ ہو گی۔ یہ وہ ہدیہ تو قبول
کریں۔ صدقہ قبول نہیں کریں گے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی نشانی بیان کی۔ چنانچہ فرماتے
ہیں کہ میں نے پہلے دن جب مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ تو میں
نے پہلے اپنی ساری کھجوریں باندھ لیں۔ اور میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں آ گیا۔ سرکار تشریف
فرما ہیں۔ تمام حضروں کا جمگھٹ ہے میں بھی بیٹھ گیا۔ قریب ہو گیا۔ اور ابھی [illegible] نہیں۔ ابھی
سرکار سے گفتگو نہیں ہوئی۔ سوال جواب نہیں ہوئے۔ صرف میں نے زیارت کی۔ تو میرے دل
نے دیکھ کر ہی فیصلہ کر لیا۔ کہ یہ وہی ہیں جن کا ذکر تورات میں جلوہ گر ہے
یہ وہی ہیں جو تورات میں لکھے ہوئے ہیں۔ ابھی بات نہیں ہوئی۔ میں نے پہلے کھجوریں
حضور کے آگے پیش کر دیں۔ ایسا نہیں ہوا کہ حضور نے اٹھا لیں۔ پوچھا فرماتے ہیں کہ یہ کیسی
کھجوریں ہیں۔ میں نے کہا جناب — یہ صدقہ ہے۔ بسم اللہ کریں تو حضور نے کھجور منہ
میں نہ رکھی۔ اور اصحاب کو تقسیم فرما دیں۔ پہچان تو میں نے پہلے ہی لیا تھا۔ لیکن دل نے

Date:

کیا کہہ دیا گیا ہے۔ کیوں ایک عادت کو ثابت ہوتے نا۔ قربان حسن کے وہ نقش جو خدا کی آسمانی
کتابوں میں آئے تھے۔ وہ میرے آقا کے جسم میں بطور خصائل شمائل پیوست تھے۔ تو پھر جو
یہ کہنے سے کیا باقی ہے۔ کہ رسول کریم علیہ السلام کا سراپا آپ کا وجود آسمانی کتابوں
سے انبیاء اس پر اترنے والی ساری کتابوں کے مجموعے کا حسن مجسمہ تھا۔ تورات
بھی یہی تھے۔ انجیل بھی یہی تھے۔ زبور بھی یہی ہیں اور قرآن بھی یہی ہیں۔
سب خوبیاں اسی میں آتی ہیں۔ تورات جو مختلف میں بیان کرتی ہے کہ محبوب
آپ بیان فرماتا ہے۔ تورات بطور تاریخ جو بیان کرتی ہے۔ محبوب وہیں وہیں سے گزر کر
تشریف لا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کھا لو گی۔ خود بھی شروع فرمایا۔ ایک مسئلہ تو حل
ہو گیا۔ بیٹھا صبر چلا گیا۔ دوسرے دن پھر آگیا۔ حضور میرے پیارے پیارے۔ میں نے پھر دست دیں
فرماتے ہیں کر کے میں نے کہا جناب یہ صدقہ ہے۔ حضور نے فرمایا اپنے اصحاب سے کہ یہ
کھا لو۔ ہم نہیں کھایا کرتے۔ اب تو رسی سیدھی کی تشریح پوری ہو گئی۔ تسلی ہو گئی۔ یہ وہی
رسول پاک یہ ہیں۔ جن کا ذکر تورات میں آتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے یہودیو۔
تمہیں نبی پاک کی منقبت کا پتہ نہیں۔ یہ تو وہی رسول ہے۔ الذی یجدونہ مکتوبا عندھم
——— الانجیل ——— یہ وہی رسول ہیں۔ جن کو یہ یہودی اور نصاریٰ اپنی کتابوں میں
تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ لکھا ہوا تو صحیفہ ہے۔ لکھنے والا
اور ہے۔ یہودیوں کو تو لکھی ہوئی کتاب ملی تھی۔ یہ نہیں ہے کہ یہ یہودیوں نے لکھ لیا تھا
نصاریٰ نے کتاب لکھ لی۔ نہیں۔ مکتوبا کتاب لکھی ہوئی ملی ہے۔ معلوم ہوا جس نے
بھیجی ہے لکھی بھی اسی نے ہے۔ یجدونہ مکتوبا ——— اللہ فرماتا ہے۔ یہ تمہاری تورات و
انجیل میں لکھے ہوئے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ صدقہ کی حرمت میں آل رسول صلی اللہ
کو رب کریم نے یا رسول کے ساتھ رکھا ہے۔ تو میں عرض کروں۔ جو جس کے ساتھ ہو
وہ اگر کامل ہے۔ اگر مکمل ہے تو اثر ڈالے گا۔ اگر ناقص ہے تو پھر اس کا اثر قبول کرے گا۔
یہ بات ماننا پڑے گی۔ کہ یہ آل رسول علیہ السلام ہو کر رسول کے ساتھ ہیں تو نبوت اور رسالت
ان کے مجموعے میں۔ ان کے وجود میں جلوہ گر ہیں۔ [illegible] ہو۔ یہی وجہ ہے کہ [illegible]
کو یہ کہ ان تمام محاسن کو امام عالی مقام کے جسم مقدس میں بلا تکلف [illegible]

Date:

سرزمین کربلا میں۔ امام عالی مقام بڑے عزم اور صبر سے تشریف فرما ہیں۔ آپ کمزوری و نقائص
سے پاک تھے۔ اسی لیے کامل مکمل آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین کی محبت کا اعلان کیا۔
ورنہ جہاں تک جبلت طبعی فطری محبت کا تعلق ہے بیٹا تو بچہ چاہے کیسا بھی ہو۔ باپ کو دادا
کو نانا کو بچوں کو طبعی جبلی فطری پیار ہوتا ہے۔ اور میرے آقا اعلان فرما رہے ہیں۔ انی احبہ
میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ یہ جبلی محبت کی بات نہیں۔ محبوب کی جبلت میں تو
اپنے سارے غلاموں سے پیار رکھتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بتاؤ۔ رسول پاک نے کس کو
کس سے پیار نہیں۔ کافر جو بدبخت بھاگ گئے ہیں وہ خود بھاگ گئے ہیں۔ ورنہ میرے آقا تو ان
پر بھی نگاہ کرم ڈالنے سے گریز نہیں کرتے۔ اسی لیے خدا فرماتا ہے قرآن کریم میں۔ محبوب کا
لا تسئل عن اصحب الجحیم۔ یہ جہنمی جو جہنم میں جائیں گے میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔
کہ محبوب میں کیا تجھے نہیں پوچھوں گا۔ کہ یہ جہنم میں کیوں گئے۔ کیوں مجھے پتہ ہے کہ تو تو کرم
فرمانے والا تھا۔ یہ بدبخت تیری نگاہ کرم میں آ بیٹھے ہی نہیں —— ان بدبختوں نے تیری
نگاہ کرم میں آنے کی سعادت حاصل نہیں کی۔ تو بلاتا رہا۔ پوری اطلاع دیتا رہا۔ تو
دعوت دیتا رہا۔ تو نے ان کو آواز بھی دی قرآن خود فرماتا ہے۔ یا ایھا النبی انا ارسلنک
شاہدا —— رب کریم ہمارے نبی پاک کی دیگر صفتوں کے ساتھ لوگوں کے علاوہ داعیا الی اللہ
ایک اشارہ کر دوں تو حق ہے —— داعیا الی اللہ۔ بلانے والے اللہ کی طرف۔ الی کا معنی
طرف۔ جہت سمت۔ میں عرض کرتا ہوں میری طرف توجہ فرمائیں۔ تو آپ جو ادھر کو ادھر
دیکھ رہے ہیں یا جو کہیں اور کی طرف دیکھنا شروع کر دیں گے۔ کیونکہ میں سمت میں کھڑا ہوں۔
آپ مجھ سے مشرق کی سمت میں ہیں۔ میں مغرب کی سمت میں ہوں۔ یہ حضرت
شمال کی سمت میں ہیں میں جنوب کی سمت میں ہوں۔ یہ حضرت جنوب کی سمت ——
—— میرا جسم ہے محدود ہے۔ ہم کیونکہ مخلوق ہیں کہ میں سمت کا تقاضا تھا۔ جدھر
اس لیے میں اگر اپنی طرف کہوں۔ تو طرف میری ہے۔ اب سے مغرب کی طرف کہوں۔ ان کے
جنوب کی طرف ہوں۔ شمال کی طرف ہوں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ خدا کے لیے محبوب پاک
اللہ کی طرف بلاتے ہیں مجھے بتاؤ؟ اللہ کس طرف ہے۔ جس طرف رسول اللہ بلا رہے ہیں۔ وہ تو طرفوں
سے پاک ہے۔ پھر داعیا الی اللہ اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ بات تو سمجھ میں آتی ہے۔ بات تو صاف

Date:

ہے۔ میرے آقا و مولا علیہ السلام دنیا کے کفار و اشرار کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے
بشر کی طرف نہیں بلاتے۔ داعیا الی اللہ کیونکہ ان کی بارگاہ میں جو آ جائے گا۔ خدا کی
رحمت کی آغوش میں لے لے گا۔ سرکار ہیں داعی الی اللہ — رسول کریم ہیں۔ اللہ
تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

یہ رسول ہیں کہ اتنا عظیم کرم ہیں کہ دنیا کے ٹھکرائے ہوئے۔ چل جلوا گمراہوں دنیا کے غرق
اور تباہ ہونے والوں کو بھی کرم سے بلا لیا۔ اپنا بنا لیا۔ اپنا کیا بنایا با خدا بنا دیا —
سرزمین کرب و بلا ہے۔ امام عالی مقام رضی میرے آقا اعلان فرماتے ہیں۔ مدینے میں بھی
کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اپنی اجنبہ حسین فعل کو مصطفیٰ ﷺ کو بار بار چومتا ہے۔ حضور
نے اجتہاد نہیں فرمایا۔ کہ میں نے پیار کیا — اے اللہ میں حسین سے پیار کرتا رہتا ہوں۔
حسین سے میرا پیار ہمیشہ کا ہے۔ یعنی حسین ولادت سے لے کر حسین شہادت تک
حسین کی پوری کی پوری زندگی محمد عربی کو پسند ہے۔

جن کی زندگی کا ہر لمحہ حضور کو پسند ہے۔ ان کی زندگی میں کبھی لالچ نہیں ہوگا۔ کوئی لالچ کی
اقتدار — کوئی کرسی کا لالچ ہوگا۔ اب تو ہمارے پاکستان والے بھی کرسیوں کے چکر
میں لگے ہیں۔ یہ چیز ایسی نہیں جس سے پیار کیا جائے۔ میرے آقا فرماتے ہیں حسین
جیسا بھی ہو میرا محبوب ہے۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے آپ کی زندگی کوئی
کوئی ایسی عادت ہے ہی نہیں جو سرکار کو پسند نہ ہو۔

اور یہی وجہ ہے کہ امام عالی مقام نے دشت کرب و بلا میں کھڑے ہو کر اپنا تعارفی خطبہ
ارشاد فرمایا۔ کہ میں بنو ہاشم کی عظیم پاکیزہ شخصیت علی شیر خدا کا شہزادہ ہوں۔
امام عالی مقام نے کی شناخت یا ہاشمی ہیں۔ فرمایا آل ہاشم کی پاکیزہ شخصیت علی شیر خدا کا بیٹا ہوں
پہلے تو حضور کا نام لینا چاہیے تھا۔ کیونکہ نسب کی بات ہو رہی ہے نا۔ اور نسبی اعتبار
سے مقدم بھی۔ سامنے جو ٹولہ تھا سب خارجیوں کا تھا۔ مولا کی ذات کا دشمن
تھے۔ جب بھی کوئی ہو کوئی زبان سے سرکار کا نام تو لیتے تھے۔ لیکن علی کے نام سے جلتے تھے
اس لیے آپ نے فرمایا۔ پہلے میں نام ہی مولا کی ذات کا لیتا ہوں۔ تاکہ وہ تمام تر دشمنی
کے ساتھ۔ جو بھی ظلم کر سکتے ہیں کر دیں۔ میں ابن علی ہوں

(B)

Date:

یہ سبطِ رسول ہیں۔ کہ جَدِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اَکْرَمُ خَلْقِہٖ وَنَحْنُ سِرَاجُ اللّٰہِ فِی الْخَلْقِ یُزْہَرُوْ۔ حضرت امام عالی مقام فرماتے ہیں۔ جدی رسول اللہ۔ میرے جدامجد اللہ کے رسول ہیں۔ اور نسبی اعلان کرنا میدان جنگ میں دشمنان اسلام کے سامنے اپنے نسب کی عظمت کا ذکر کرنا یہ رسول پاک کی سنت ہے۔ فرمایا جدی رسول اللہ میرے جدامجد رسول پاک ہیں۔ ہوش کرو۔ یہ سوچو کربوبلا کے میدان میں گروہ دو ہیں۔ ایک یزیدی گروہ ہے۔ ایک آل رسول کا کاروان ہے۔ ہر کوئی اپنے بڑوں کا وارث ہے۔ تم بدبختو یزید کے وارث بن کے آئے ہو۔ میں محمد کا وارث بن کے آیا ہوں۔ خدا کی خدائی میں میرے جدامجد کے قدموں تک بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ ساری کائنات سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا۔ میرے جدامجد سید عالم نورِ مجسم شفیع معظم علیہ السلام ہیں۔ وہ تو سارے بدبخت عقل سے خالی خرد سے خالی بلکہ عقل و خرد کیا کہوں میری نظر میں حقیقت ایمان سے خالی ٹولہ کھڑا ہے۔ فرمایا جدی رسول اللہ۔ میرے جدامجد رسول ——— ارے اعلان تو سن کیسے ہو۔ الا المودۃ فی القربیٰ ——— رسول پاک نے جن قرابت کے پیار کا حکم دیا تھا وہ میں ہی تو ہوں۔ میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ رسول پاک نے فرمایا۔ الا المودۃ فی القربیٰ — جدی رسول اللہ ———

نالائق شاگرد اونچے استاد کا نام لوگوں کے سامنے لے سکتا ہے۔ ہوجائے فعل تو کہے میں فلاں استاد کا شاگرد ہوں۔ ہو سکتا ہے ——— نالائق بیٹا بھرحال اپنے والد کا نام نہیں لے سکتا۔ خصوصاً جب دشمن سامنے کھڑا ہو نالائق اپنے بزرگوں کا نام نہیں لیتا ایسے پتہ ہے کہ میں تو نالائق ہوں۔ ان کے سامنے اپنے بڑوں کا نام کیوں پریشان کروں امام عالی مقام بائیس ہزار لشکر کے سامنے اکیلے کھڑے ہو کر کبھی علی شیر خدا کا نام لیتے ہیں۔ کبھی رسول پاک کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ تاکہ پتہ چل جائے کہ جس طرح ان کا بڑوں بے مثل بے مثال ہیں۔ ان کے فیوض کا وارث حسین بھی اس میدان میں لاجواب ہے۔ خدا کی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ مکرم کون حضرت سید عالم ﷺ ونحن سراج اللہ۔ اور فرمایا ہم اللہ تعالیٰ کا چراغ ہیں۔ جو کائنات میں روشنی پھیلا رہا ہے۔ طوفان دمشق سے آرہے ہیں۔ طوفان کوفے کی سرزمین سے اٹھ رہا ہے۔ طوفان دشت کربلا میں اٹھ چکا ہے یہ ایسی کا دیا نہیں جو بجھ جائے۔ یہ کسی کا قمقمہ نہیں جو ٹوٹ جائے۔ یہ وہ ایسا اجالا ہے

Date:

پانی بہوب نہیں جو ٹوٹ جائے۔ جو لوڈ شیڈنگ کا شکار ہو جائے۔ فیوز ہو جائے۔
نحن سراج اللہ ـــــ ہم خدا کے چراغ ہیں۔ بدبخت قبیلے بھی طوفان کھڑے کر لیں حسین
کا چراغ جلتا ہی رہے گا۔ یہ چراغ کبھی مدھم نہیں پڑے گا۔ یہ کبھی نہیں بجھ سکتا۔
یریدون لیطفئوا نور اللہ ـــــ کی تفسیر یہی ہو رہی ہے۔ اللہ فرماتا ہے دشمنان
اسلام چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو بجھا دیں۔ خدا کا نور کوئی الیکٹرک تو نہیں تھی جس
کو بجھا دیتے ـــــ کوئی چراغ تو نہیں تھا ـــــ اپنے مونہوں کے ساتھ۔ وہ خدا کا نور تھا
تھا۔ رسول پاک علیہ السلام کی عظمت۔ نبی پاک کی شان رسالت دین اسلام کی صداقت
قرآن کریم کی حقانیت۔ رسول اللہ کے دین کی برتری۔ خدا فرماتا ہے دشمن پورا زور
لگا رہے ہیں میرے محبوب کے دین کو نیچا کرنے کے لئے جھنڈے کو جھکا دینے کے لئے۔ ایک ان ظالموں
کا ارادہ ہے۔ ایک میرا ارادہ ہے۔ ان کا ارادہ ہے محبوب کا چراغ دشمن گل کر دیں
اور میرا ارادہ نہیں منصلح(?) ہے۔ واللہ متم نورہ ـــــ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب علیہ السلام
کے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ امام حسین رضی کا میدان کرب و بلا میں نہ جھکنا یہ بھی رسول
اللہ کا معجزہ ہے۔ یہ بھی واللہ متم نورہ کی عملی تفسیر ہے۔ یہ بھی عملی تفسیر رسول
کریم کی عظمت کی۔ اور خدا بزرگ و برتر کے قرآن پاک کی۔ ورنہ چند مٹھی بھر افراد کو دنیا
کے ذہن و دست(?) ظالموں جابر حکومت(?) چکی میں پیس کر یا ظلم کے شکنجے میں کس کر
کون ایسی تاریخ پیش کرے گا۔ کہ ظالم جو ہیں اپنے عزائم میں ناکام رہا۔ مظلوم دیکھ
درجہ امتیاز میں جھکتا(?) رہا۔ یہ ساری تفسیر اگر ملتی ہے۔ تو رسول اللہ کے غلاموں میں
ملتی ہے۔ صحابہ کرام میں ملتی ہے۔ یا آل رسول میں ملتی ہے۔
سرکار نے فرمایا انا اللہ میں محبت کرتا ہوں۔ اور امام حسین فرماتے ہیں۔ نحن سراج
رسول اللہ ـــــ میرے جد امجد رسول پاک ہیں۔ اور ہم خدا کا چراغ ہیں۔ جو جہاں
بھی ہو گا جلے گا۔ اور سراج منیر فرمایا۔ کوکب نہیں فرمایا۔ سورج نہیں فرمایا۔
ماہتاب نہیں فرمایا۔ نحن سراج اللہ ـــــ علماء فرماتے ہیں اس میں بھی ایک راز ہے
اللہ نے فرمایا سراجا منیرا ـــ محبوب میرا سراج منیر ہے۔ امام عالی مقام
فرماتے ہیں نحن سراج اللہ۔ یعنی ـــــ سراج اللہ کا سراج منیر کی لو دیکھنا ہو تو

Date:

حسینؑ کو دیکھ لو۔ جو روشنی سراجاً منیراً کی ہے۔ دن چڑھا ہوا ہے۔ سرزمین نینوا و کربلا
میں۔ سورج کی کرنیں جو آ رہی ہیں اس زمین پر۔ امام عالی مقام کو محمدؐ کا کہا گیا۔
سراجاً منیراً۔ سراج بمعنی چراغ۔ چراغ روشن کرنے والا۔ اسی کی کرن جہاں جا کے
علاقہ روشن ہو گا۔ فرمایا۔ کربلا کی سرزمین کو ساری دنیا کے ظلم برداشت کر کے
حق کی آواز کے لئے بطور مرکز استعمال کرنے کا امام حسینؑ نے فرمایا۔ کہ وہ چراغ جو مکے
شریف میں روشن ہوا۔ جو مدینۂ عالیہ میں روشن ہوا۔ کربلا کی سرزمین میں اسی
کی کرنیں آ رہی ہیں۔ میں بھی اسی چراغ کی کرن ہوں۔ دیا آپ نے کبھی دیکھا ہے
دیا خود جل کے روشن ہوتا ہے۔ اگر چراغ کی بتی نہ جلے تو مسافر کو رستہ نہیں ملتا۔
دیے کی بتی نہ جلے مسجد میں روشنی نہیں ہوتی۔ دیے کی بتی نہ جلے تو در و دیوار پہ روشنی
نہیں ہوتی۔ چراغ خود جلتا ہے۔ لیکن دوسروں کو جلنے نہیں دیتا۔ روشنی دیتا ہے۔
دوسروں کو آگ کی نذر نہیں کرتا۔ اور خود اپنے آپ کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔ چراغ جل
کے روشنی دیتا ہے۔ امام عالی مقام نے اپنے ساتھیوں رفقاء اہل محبت لشکر کے ساتھ مل کر امتحان
کی آگ میں جل کر خدائی کو منور فرما دیا ہے۔ بقول ڈاکٹر اقبال۔

آں امام عاشقاں پور بتول — سرو آزادے ز بستان رسول۔

اقبال کو تحسین پیش کی ہے کہ وہ جہاں تک کوشش ہو سکتی ہے بڑے چن چن کے لفظ لائے ہیں
امام عالی مقام رسول کریم ﷺ کے باغ کے سرو و صحیح قامت ہیں۔

وفاطمۃ امی صلی اللہ احمدا = عمی ذوالجناحین جعفر۔

فاطمہ میری امی ہیں۔ اور سرکار کے جگر کا ٹکڑا ہیں۔ پتہ چلا کہ سیدہ کی تکلیف حضور
کی تکلیف اور حسینؑ کی تکلیف سیدہ کو تکلیف۔ وہ ان کی امی ہیں۔ اور میرے چچا جعفر
ہیں۔ جن کو نبی پاک ﷺ نے دو پروں والا فرمایا ہے۔ فرمایا میرا جعفر فرشتوں کے جھرمٹ
میں دونوں پروں کے ساتھ اڑ رہا ہے۔ چنانچہ سرکار تشریف فرما ہیں۔ وعلیکم السلام
مرضی کی ... سلام کا جواب دے رہے ہیں۔ عرض کیا حضور کون تھا۔ سلام کرنے والا کون
تھا۔ فرمایا یہ جعفر جا رہے ہیں جو شہید ہو گئے تھے۔ ملائکہ کے جھرمٹ میں پروں کے ساتھ
محو پرواز ہیں۔ وہ میرے پاس سے گزر رہے ہیں سلام کر کے گئے ہیں۔ میں کہتا ہوں

Date:

رب نے سپیشل بھیج دیا۔ کہ جعفر جاؤ تمہیں کچھ نہ ملتا اگر محمد عربی کی نگاہ کرم نہ ہوتی
جاؤ سلام کرو میرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو۔ سرکار کی آل سے محبت اپنا ایمان ہے
ان کا استقامت اسلام کی آبرو ہے۔ ان کا صبر قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے۔
صبر کر کے دکھایا جیسا کہ قرآن شریف کا منشاء ہے

[signature]
۲۸-۳-۲۰۱۷
۱۸-۶-۱۴۳۸
۴-۲۱ PM

(عبد الغفار باشا) اپنے عقائد سے سچی توبہ کر کے ____

میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ کو شاہد جانتے ہوئے کسی جبر و اکراہ کے بغیر اپنی رضا اور رغبت کے ساتھ شیعہ مسلک اور اس کے غلط عقائد سے سچی توبہ کرتا ہوں۔ اور مسلک حق اہلسنت والجماعت کو اس کی تمام شروط و ضوابط کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ منصب نبوت و رسالت صحابیت و امامت قرآن کریم اہل بیت اطہار کے متعلق میں ان تمام عقائد کو ایمان سمجھتا ہوں۔ جو اکابر اور جمہور اہلسنت والجماعت نے کتاب و سنت سے اخذ کر کے بیان کئے ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام ربانی نے اپنے مکتوبات میں حضرت خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ میں اور اسی طرح شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اور اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے رد الرفضہ میں ان کی تفصیلات مذکور ہوئی ہیں۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ ان عقائد کی تفسیر یا تشریحات کے مطابق مسلک اہلسنت والجماعت پر قائم رہوں گا۔ اور مقدور بھر خدمت کروں گا۔ خصوصاً ان ایمانی حقیقتوں کا اعلان کرتا ہوں۔ (۱) کہ خلافت برحق۔ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کے سچے نائب ہیں۔ اور انہوں نے نیابت کا حق ادا کر دیا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام (۲) امام مطلق اور خلیفۃ الرسول بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی۔ پھر مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ پھر چھ ماہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ ہوئے۔ (۳) ان کی فضیلت کی ترتیب بھی ان کی خلافت کی ترتیب پر ہوگی۔ یعنی انبیاء،

١٣٢ 464

Date:

کے بعد مخلوقات الٰہی انس و جن و ملک سے افضل صدیق اکبر ہیں۔ پھر فاروق اعظم۔ پھر عثمان غنی
پھر مولا علی کا ثابت ہے۔ جو شخص مولا علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم سے افضل
بتائے گمراہ و بدمذہب ہے۔ (۳) تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ۔ یہ تمام حضرات
اہل خیر و صلاح اور عادل ہیں۔ کسی بھی صحابی کے متعلق خبر المعشرہ رکھنا بدمذہبی گمراہی اور
استحقاق جہنم کا باعث ہے۔ حضرت امیر معاویہ، حضرت ابو سفیان، عمرو بن العاص، حضرت
مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور تمام صحابہ کے تمام صحابیات رضی اللہ عنہم کی عقیدت
داخل ایمان ہے۔ (۴) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت، خلافت اسی طرح حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار اور ان کی توہین کفر ہے۔ (۵) حضرت امیر المومنین حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہ کی تقدیس اور پاکیزگی پر ایمان رکھتا ہوں اور ان کا انکار کفر ہے۔ تمام امہات
المومنین، حضور کی چاروں شہزادیاں حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت، رقیہ، ام کلثوم، زینب
رضی اللہ عنہن تمام صحابیات پر فضیلت رکھتی ہیں۔ (۷) حضرت امام حسن، حسین رضی اللہ عنہما اعلیٰ
درجہ کے شہزادے کرام ہیں اور ان میں سے کسی کی شہادت کا منکر گمراہ بے دین ہو جاتا
ہے۔ (۸) اہل بیت کرام مشعل راہ امت اور اہل سنت والجماعت کے پیشوا
ہیں۔ ان کی محبت سے خالی ہونا مردود، ملعون و خارجی ہونے کی دلیل ہے۔ (۹) کوئی
ولی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو کسی نبی علیہ السلام کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو
نبی سے افضل یا برابر بتائے کافر ہے۔ (۱۰) قرآن پاک حضور نے امت کو جس طرح عطا فرمایا
من و عن اسی طرح کسی حرف یا نقطے کی کمی بیشی کے بغیر مکمل موجود ہے۔ جو یہ کہے کہ اس
میں سے کچھ پارے یا سورتیں یا آیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم و بیش کر دیا ہے یا بدل
دیا ہے قطعاً کافر ہے۔ کیونکہ اس نے قرآن پاک کی نص قطعی کا انکار کیا ہے
میں نے آج سے ان تمام خرافات سے توبہ کر لی ہے

بذریعہ [illegible] چار یار [illegible] اللہ دہلی۔   دستخط خادم امت احمد سنی

[illegible] حنفیہ دائم [illegible]   پاک [illegible] غوث اعظم [illegible] دہلی۔

کلمہ شریف کا ورد ---- عزیز موصوف کو

بہ پروگرام اوکاڑہ

Date: ۱۲-۳-۰۶

۷۷ - شانِ رسالت I

۸۶ء - وکفیٰ باللہ شہیدًا محمد رسول اللہ - وعلیٰ مرتبت عزیز مکرم صاحب المناقب - وارث سجادہ
عالیہ حضور شیخ القرآن صاحبزادہ مولانا محمد فضل الرحمان صاحب قادری اشرفی - علمائے کرام
ارباب علم و فضیلت اور خطابت کے منفرد اور گل ہائے رنگا رنگ خطبائے اہلسنت -
طلبائے علوم دینیہ - آپ جانتے ہیں جو انعقاد ہے - آپ نے مطالعہ بھی کیا ہے مشاہدہ
بھی کیا ہے اور سنا بھی ہے - اور اس محفل پاک میں اگر یہ بات ذہن نشین نہیں ہوئی
تو یوں سمجھیے کہ حاضری کا مقصد پورا نہیں ہوا - وہ مقصد کیا ہے - کہ حضور صاحب عرس
امام الافاضل صدر العلماء بدر الفقہاء امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو الفضل [illegible]
حضور شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کو رب کریم نے اپنی حکمت کے مطابق نبی رحمت علیہ السلام کی نگاہ
انتخاب کے احترام میں یہاں کھڑا اور حضرت حضور علیہ السلام کے ناموس کا پہرہ دار
کے طور پر یہاں بھیجا ہے - علم کی خدمت قرآن کریم کے دورہ شریف کی خدمت - حدیث پاک
کی خدمت - فقہ حنفی کی خدمت علوم دینیہ کی خدمت - یہ سب ثانوی حیثیت رکھتی
ہیں - حضرت کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ آپ نے نبی پاک ﷺ کے ناموس کا پہرہ صحیح معنوں
میں پہرہ دار ہونے کا عملی ثبوت پیش کیا ہے - اور آپ جانتے ہی ہیں - پہرہ دار کو غرض
نہیں ہوتی - کہ چور کیسا ہے - کہاں سے آیا - وہ چور سے تعلق نہیں رکھتا - وہ اس
دولت سے تعلق رکھتا ہے جس پر وہ پہرہ دینے کے لئے مقرر کیا گیا ہے - آپ نے سنا -
اکابر نے بیان فرمایا - علمائے کرام نے بیان فرمایا - خوب بیان فرمایا - میں اللہ تعالیٰ کے سارے
اسمائے حسنیٰ اور صفات کی قسم کھا کر کہتا ہوں - کہ حضرت کی عظمت کے لئے انہوں نے جو کچھ
بیان کیا ہے - وہ برحق بیان کیا ہے - اور یہ ہو سکتا ہے - کہ ان کی سوچ وہاں تک
نہ پہنچی ہو - جہاں تک حضرت کا مقام عالی پہنچا ہے - یہ ہو سکتا ہے - کہ وہاں تک میری اور
کسی اور کی سوچ نہ پہنچے - لیکن یہ حقیقت ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قرآن شریف میں -
الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ - اے سننے والو - اگر تم میرے محبوب ﷺ کی مدد نہ کرو - تو وہ
تمہاری مدد کے محتاج نہیں ہیں - میں نے ان کو تمہاری مدد کا محتاج رکھا ہی نہیں
مستقبل کی بات نہیں - فقد نصرہ اللہ - اللہ اپنے محبوب کی مدد فرما چکا - تو کتنا
بات سمجھ میں آئی - مجھے تو سمجھ میں آتا ہے - کہ میرے آقا میرے مولا علیہ السلام کی مدد حضرت

Date:

یا رسول اللہ

رب ذوالجلال فرماتا ہے۔ اور قدر کے الفاظ کیا ہیں۔ واللہ یعصمک من الناس۔ اللہ آپ کو لوگوں
سے بچاتا ہے بچائے گا۔ مستقبل بھی اس کے دامن میں۔ حال بھی اس کے دامن میں۔ اللہ
اعلیٰ علیم رسول ہے۔ رسول کریم کی حفاظت فرمانے والا ہے۔ جب کوئی حفاظت کرتا ہے
تو پہرہ اپنے پہرہ دار مقرر فرما دیتا ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ یہ مشرق مغرب شمال
جنوب۔ پورا پاکستان جو ہے۔ یہ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کرے۔ اللہ
ان کو توفیق دے۔ کہ یہ پاکستان کی حفاظت کریں۔ پاکستان کا صدر یا پاکستان کا سربراہ
کہتا ہے۔ کہ میں پاکستان کی مدد کرتا ہوں۔ اس کا مطلب کیا ہوتا ہے ہمیں پورے پاکستان
کی سرحدوں پر جو اپنے غیرت مند سپاہی نظر آ رہے ہیں۔ وہ فخر سے ترجمان ہیں۔ ہم
وہ حکومت پاکستان کے اہلکار ہیں۔ تو علم خدا کی مولا۔ تو تو محافظ ہے۔ تو تو ناصر ہے۔
لیکن یہ تو پتہ چل جائے۔ کہ تو نے اپنے مصطفیٰ علیہ السلام کی مدد فرمائی ہے۔ تو تیرا اہلکار
کون ہے۔ یا اللہ تیرا اہلکار کون ہے۔ تو تو غیب الغیب ہے۔ تیرے جیسوں کی پہنچ
بڑے بڑوں کی نگاہ نہیں پہنچی۔ کہ اسے دیکھ سکیں۔ اس کا مشاہدہ کر سکیں۔ یہاں
سرکار علیہ السلام گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں۔ اور رسل کرام گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں۔ وہ نہیں مشاہدہ
کر سکے۔ محبوب نیاز رسول تیرا مشاہدہ نہ کر سکے۔ یہ صرف ادراک کر سکیں گے۔
تو فرماتا ہے۔ کہ میں مددگار ہوں گا۔ ہمیں نظر تو نہیں آتا۔ کیونکہ تو غیب ہے۔ ہم
تو ظاہر کے عادی ہیں۔ ہم تو مشاہدے کے عادی ہیں۔ ہمیں پتہ چل جائے۔ مدد تو
تیری ہے۔ لیکن اہلکار کون ہے۔ (الا) اذ اخرجه الذين كفروا۔ جب کافروں کی
ریشہ دوانیوں سے میرے مصطفیٰ کو مکہ معظمہ سے باہر جانا ہوا۔ اب دشمن کو اکیلا جا رہا
ہے یا کوئی ساتھ ہے کہ مولا ہم تو آج پیدا ہوئے۔ ہمیں تو نہیں پتا۔ تو فرماتا ہے۔ ثانی
اثنین۔ محبوب اکیلا نہیں ہے۔ دو کا عدد ہے۔ کیا مطلب ہے۔ ایک منصور
ہیں۔ ایک مظہر ناصر ہیں۔ منصور کون۔ الہ ہ کی ضمیر فقد نصرہ اللہ کی ضمیر بتا رہی
ہے۔ کہ منصور مصطفیٰ ہے، تو پھر مظہر ناصر کون ہے۔ وہ ثانی اثنین میں جن کا عدد
دوسرا ہے جن کا جو ایک ہے وہ مظہر ناصر ہے۔ اب ہمیں اس سلسلے میں تو کچھ
کرنا پڑے گا۔ ہم بخاری شریف پڑھیں ہم مسلم شریف پڑھیں۔ ہم تاریخ کی کتابیں

Date:

پڑھیں۔ ہم سیرت کی کتابیں پڑھیں۔ اور نہیں تو حدائق بخشش کی زیارت کر لیں۔ Q
انسان العیون پڑھ لیں۔ اپنی بساط کے مطابق پڑھیں۔ یہ پڑھیں تو پتہ چلے۔ وہ جو مظہر
ناصرت ہے اس کا نام کیا ہے۔ یہ تو محمد ہیں۔ ساتھ جو پہرہ دار ہے وہ کون ہے۔ وہ ابوبکر صدیق
ہے۔

معبود کا مددگار اللہ تعالیٰ ہے کیا ابوبکر اللہ ہے۔ اللہ نہیں تو مظہر اللہ تو ضرور ہیں کہ اس کی
نصرت کا مظہر تو ہے۔ فرمایا مدد میرا کام ہے لیکن چاہوں عیسیٰ علیہ السلام ہو پر ساتھ کے لئے میں اپنا
مظہر نصرت میں جبریل کو بنا دیتا ہوں۔ اور حبیب پاک کی مدد کے لئے چاہوں تو اپنی نصرت
کا مظہر صدیق اکبر کو بنا دیتا ہوں ——

رب تعالیٰ جو فرماتا ہے وایدناہ بروح القدس کا ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی تائید فرمائی۔
پاکیزہ روح کے ساتھ۔ وہ کون ہیں جبریل امین۔ کیسے رب کریم نے عیسیٰؑ کی مدد کیسے
ڈیوٹی کس کی لگائی۔ جو ساتوں آسمانوں کے اوپر کا باشندہ ہے۔ عرش کا دربان
ساتوں آسمانوں سے اوپر رہنے والا جبریل۔ وہ سرکار عیسیٰ علیہ کا محافظ ہے۔ ناصر
ہے۔ موئید ہے پہرہ دار ہے۔ تو جب میرے آقا علیہ السلام کی مدد یا خدمت یا حفاظت
کا وقت آیا۔ تو جبریل موجود ہے یا نہیں ہے۔ تو ان کی ڈیوٹی کیوں نہیں لگائی۔
یہ وہ نقطہ ہے جو علماء بیان کر سکتے ہیں۔ رب کریم نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کے لئے
حفاظت کے لئے جبریل کی ڈیوٹی لگا دی۔ اب یہاں سے کسی کی ڈیوٹی نہیں لگائی۔
لیکن میرے آقا کے لئے۔ حضور کے اس غلام کی ڈیوٹی لگا دی۔ بے نیاز۔ جبرائیل کیوں نہیں کیا
عیسیٰ علیہ السلام ہیں کہ میرے آقا علیہ السلام میرے آقا ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ہیں۔
یہ تو سید المرسل ہیں۔ حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار کے مطابق عیسیٰ علیہ کلمۃ اللہ
ہیں۔ تو مصطفیٰ کلمات اللہ ہیں۔ اگر کلمۃ اللہ کی حفاظت کے لئے جبرائیل آئے۔ تو
کلمات اللہ کے لئے کیوں نہیں۔ جبرائیل امین کے تعلق سے ان کی طاقت سے انکار نہیں
جن کو اللہ تعالیٰ ذی قوۃ کہے۔ وہ طاقت ور ہیں۔ اگر حوصلہ ہے تو تھوڑی سی
بات آگے ہو جائے۔ انہ لقول رسول کریم —— ذی قوۃ عند —— امین —— یہاں مراد جبرائیل
ہے کہ کوئی فرماتے ہیں کہ یہاں بھی مراد مصطفیٰ ہیں مراد ہیں۔ امام اہلسنت نے عرش والوں کی

Date:

پارسا پارسا ہے لکھا علی والے کا نام ۔ اس محمد کی عظمت پہ لاکھوں سلام
روزِ محشر ہے ان کی زیارت کا دن ۔ ایسے روزِ قیامت پہ لاکھوں سلام
جن کی آنکھوں نے دیکھا خدا بے حجاب ۔ ان کی عینی شہادت پہ لاکھوں سلام
ہم یہاں پر ہیں وہ مدینے میں ۔ ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام
عاصیوں کو مقام او دنیٰ مصطفیٰ ۔ عین پرتو رب کی رحمت پہ لاکھوں سلام
کون شبیر وہ جن کا نانا نبی ۔ جن کی فاطمہ اماں بابا علی
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

جبریل کی ڈیوٹی کیوں نہیں لگی ۔ صدیق اکبر کی ڈیوٹی لگ گئی یہاں ۔ عیسیٰ علیہ السلام پہ جبریل کی ڈیوٹی اور یہاں اٹھائی صدیق اکبر کی ڈیوٹی ۔ رب بتانا یہ چاہتا ہے ۔ کہ عیسیٰ کی امت میں کوئی ایسا نہیں تھا ۔ جو کہ پہرہ دے سکتا ۔ تو جبریل بھیجنا ہوا ۔ یہ مصطفیٰ کی امت ہے اور ابوبکر یہاں ہے ۔ اس کے ہوتے ہوئے جبریل کو آنے کی ضرورت نہیں ۔ مصطفیٰ کے ناموس کی حفاظت کے لئے جتنی قوت جبریل میں ہے اتنی قوت ابوبکر میں ہے ۔

پہاڑ اٹھا لیا ۔ صدیق اکبر میں اتنی قوت ہے ۔ جو وزن ابوبکر نے اٹھایا وہ کوئی اٹھا نہیں سکتا کیسے یہ نماز میں کھڑا ہوا ۔ چھوٹی چیونٹی کاٹے تب چار سو رکعت بھول جاؤں ۔ منہ دیکھو اس کا جو اس کو کرتا ہے ۔ محبوب کے منگتے جب قدموں میں آ کر ہیں ہو سکے ۔ محبوب کے ہمارے دل کا عظیم مقام ہے ۔ مجھے چیونٹی کاٹے تو نماز بھول جائے ۔ ابوبکر صدیق کو سانپ کاٹے غار ثور میں ایک سانپ بیٹھا تھا ۔ حضرت محب طبری الریاض النضرہ میں نقل کرتے ابوبکر صدیق کی ایک ایڑھی ادھر ۔ دوسری ادھر ۔ دونوں ایڑیوں میں سانپ تھے مار مار کے تھک گئے پر ابوبکر کا پہرہ نہ توڑ سکے ۔ تھک گئے مارنے والوں کو توڑتے نہیں ۔ یہ پہرہ دل کا ہوتا ہے ۔ اس لئے تو ایک بڑی طاقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دشمنوں ... سوئے ۔ یہ تیرے پہرے کا حصار توڑ سکے ۔ اے صنوبر غلام علی ۔ تیری عزت کرم کے صدقے ۔ دنیا کے بڑے بڑے جبار ۔ گناہ کر کر کے مر گئے ۔ غلام علی کا پہرہ نہ توڑا جا سکا ۔

اندر رکھو ذکر اللہ ۔ جیسے دیکھو تو خدا یاد آ جائے ۔ یاد وہ آتا ہے جسے پہلے کبھی دیکھا ہو

B

470 پروگرام اوکاڑہ

Date: ۱۲-۳-۰۶

۷۸۔ شانِ رسالتؐ II

اللہ یاد آتا ہے۔ یاد وہ آتا ہے جسے پہلے کبھی دیکھا ہو۔ اللہ کبھی پہلے دیکھا ہے۔ تاکہ کبھی حضرت زید البلوی
کی زیارت کرنے سے یاد آتا ہے۔ پہلے کبھی اس کی شکل دیکھی ہے۔ ایسا تو نہیں ہے نا۔ خدا کی اتنی صفات
پاک ہیں۔ رب نے رسول اللہ کا صدقہ اپنی امت اس کے ولیوں میں تقسیم کیا ہے۔ جب کسی ولی کو دیکھو
تو اس کی کوئی نہ کوئی صفت نظر آہی جاتی ہے۔ اور بریلویوں کے علماء کی یہ صفت ہے کہ رب کا
محبوب کا محافظ ہے۔ یہ بھی اسی کے پہرے دار ہیں۔

ہم نے قرآن صرف اس لئے نہیں پڑھا۔ کہ نماز میں فرض کتنے ہیں۔ ہم نے قرآن صرف اس لئے نہیں
پڑھا۔ کہ نماز میں واجبات کتنے ہیں۔ حج کے فرائض کتنے ہیں۔ کیوں پڑھا ہے۔ جان جائے خدا کا
خدا کون ہے۔ ہم نے اس لئے پڑھا ہے کہ خدا کی معرفت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ انا ارسلنک
شاہدا و مبشرا و نذیرا لتومنوا باللہ و رسولہ و تعزروہ ——— واصیلا۔ ہم نے آپ کو شاہد
بنا کے بھیجا ہے۔ تین ترجمے کو دیکھیں مفتی صاحب نے شاہد کے اور چوتھا ترجمہ کیا امام اہلسنت نے احمد سعید
کاظمی نے اور ساری ہی آفتاب و ماہتاب۔ تین ترجمے شاہد کے حکیم الامت نے کیے ہیں۔ حکیم وہ ہے
جس کے دروازے سے حکمت ملتی ہے۔ حکمت کے آنے سے بیماریاں جاتی ہیں۔ ہمارے اکابر یہ وہ ہیں
یہ اسی حکمت تقسیم کرتے ہیں دلوں کے غبار دھل جاتے ہیں۔ رسول اللہ کے حسن کے آئینے جلوے
نظر آنے لگتے ہیں۔ تجلیاں نظر آتی ہیں۔ یہ وہ حکیم الامت ہیں۔ شاہد معنی حاضر و ناظر۔
گواہ — محبوب — چوتھا ترجمہ غزالی زماں نے کیا۔ شاہد بمعنی مشاہد۔ پیارے محبوب ہم نے
آپ کو اپنا مشاہدہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے — آج تک میں نے جتنے رسل بھیجے وہ میری خبر
دینے والے ہیں۔ سن کر تو میرا اعلان کرنے والا ہے۔ میرا مشاہدہ کرتا ہے۔ مشاہدہ ہی تو نے کیا یار
تیری آنکھ وہ ہے جو میرا مشاہدہ کرتی ہے۔ بریلوی کا انداز کتنے پیارے بولتے ہیں۔

؎ اور کوئی غیب کیا تجھ سے نہاں ہو بھلا۔
جب نہ ہی خدا چھپا تم پہ کروڑوں درود

میرے آقا فرماتے ہیں رایت ربی میں نے اپنے رب کو دیکھا ——— شہہ رسول اللہ کی نگاہ کہاں تک جاتی ہے
کہ میں نے رب کو دیکھا۔ اگر رب بے حد ہے۔ تو مصطفیٰ کی نگاہ کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔
اگر ان کو کوئی اللہ ملا مل جایا۔ فسئلوا اهل الذکر ——— اللہ فرماتا ہے ذکر والوں سے پوچھ
لو۔ ان کنتم لا تعلمون ——— اگر تمہیں علم نہ ہو۔ ذکر کون ہے قرآن سے پوچھو۔ ذکر قرآن سے مراد

۸ Date:

ہے۔ ٹھیک ہے۔ لیکن ذکر اور بھی ہے۔ قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً — اللہ نے تمہاری طرف ذکر اتارا۔
اگر اس سے محض قرآن شریف مراد لیا جائے۔ تو قرآن شریف اکا دکا والوں کی طرف آیا ہے۔ جس پر
اتارا۔ علیٰ قلبک۔ آپ محبوب پر آپ کے قلب پاک پر آیا ہے۔ پہلا ذکر سے مراد قرآن تو ہے۔ لیکن
وہ قرآن جو رسول اللہ کے قلب پر آیا۔ اسی بیان فرماتا ہے قد انزل ہے — جو قلب جب پر آیا وہ
ذکر اللہ ہے۔ اللہ تمہاری طرف آیا۔ وہ ذکر اور ہے کہ وہ ذکر کون سا ہے — فرمایا رسولاً — ذکر
سے مراد رسول۔ فسئلوا اهل الذکر — اس کا معنیٰ یہی بنتا ہے۔ جو محمد کو مانتے ہیں۔
جو بولیں قرآن کا نام بولیں۔ جو دیکھیں قرآن کا حسن دیکھیں۔ واہ بریلوی کا بدار سے
وہی آنکھ جو ان کا منہ تکے وہی لب جو ہوں نعت کے ؟
کچھ اندھے وہ ہیں جن کو قرآن کے آئینے میں بھی قرآن والا نظر نہیں آیا — یہ قیامت میں اللہ کو کیا دیکھیں گے

منگل

۲۹ — ۳ — ۲۰۱۶

۱۹ — ۶ — ۱۴۳۷

۸ — ۵۲ — ۳۹ AM

Date: ۸-۱۱-۹۹

۹۷ - شانِ رسالت ﷺ

خطبہ = واللہ یعلم انک لرسولہ ـــــ الکذبون ـــــ ارضِ پاکستان میں تاریکی ہے۔ ہر طرف
افراط و تفریط ہے۔ اتنے عرصے پاکستان میں امن و چین کی شمع روشن کیوں نہیں ہوتی۔ بار
بار تاریکیوں کی آزمائش۔ یہ جواب قرآن پاک دیتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایک روشنی تو
سورج کی بیان فرمائی۔ وجعلنا سراجا وھاجا۔ اور ہم نے عظیم چراغ پیدا کیا جو روشن
ہے روشنی دے رہا ہے۔ علماء فرماتے ہیں یہ سورج ہے۔ دوسرے مقام پر رب تعالیٰ فرماتا ہے والقمر
منیرا۔ چاند ہے جو روشنی دے رہا ہے۔ سورج دن کو روشنی دیتا ہے۔ چاند رات کو روشنی دیتا
ہے۔ ولقد زینا السماء الدنیا ـــــ الشیطین۔ ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں کے چراغوں
سے مزین فرما دیا۔ یہ ستارے بھی چراغ ہیں۔ چاند بھی روشنی دیتا ہے۔ سورج بھی روشنی دیتا
ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں سورج چمکے تو دن چڑھتا ہے۔ چاند چمکے تو روشنی ہوتی ہے
ستارے جگمگائیں تو آسمان دنیا تو زینت ملتی ہے۔ یہ جگمگانا چھوڑ دیں۔ چاند روشنی
دینا چھوڑ دے۔ سورج چمکنا چھوڑ دے۔ نہ دن کے پلے کچھ ہے نہ رات کے پلے کچھ ہے۔ نہ حسن ہے نہ
زینت نہ ڈیکوریشن ہے۔ لیکن یہ تسلسل ہے۔ اللہ والو۔ سینوں میں پتھر نہیں ہیں دل
ہیں۔ اللہ کریم جہانِ انوار میں سورج پیدا فرما چکا۔ چاند ـــــ ستارے آویزاں
فرما چکا۔ لیکن اس کے باوجود ایک اور نور کا ذکر قرآن میں فرمایا۔ کیا یہ اس بات
کی دلیل نہیں کہ سورج چاند اور ستاروں نے مل کر جتن کیے لیکن تاریکی نہ چھٹ
سکی۔ اس لئے تاریکی کو دور کرنے کے لئے ایک اور نور رب نے پیدا فرمایا۔ ایک اور نور اتارا!
نازل فرمایا۔ عطا فرمایا۔ اگر سورج چاند ستاروں سے تاریکی ہٹ جاتی۔ تو کسی اور
نور کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن انہوں نے جتن لگائے تاریکیاں دور نہ ہو سکیں۔ اللہ کریم نے ایک اور
نور کا اعلان فرمایا۔ قد جاءکم من اللہ نور ـــــ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف
سے ایک نور آیا۔ وہ تینوں نور آسمان پہ رہ گئے۔ وہاں سے چمکا کیے۔ زمین تک نہ آئے۔
کرنیں آئیں وہ نہ آئے۔ سورج آسمانوں میں رہا۔ چاند آسمانوں پہ رہا۔ ستارے آسمانوں
میں رہے وہیں سے چمکتے رہے۔ لائٹ بھیجتے رہے۔ لائٹ مارتے رہے۔ بالآخر زمین کا سینہ چمکا
تو سہی۔ لیکن عارضی اور عنبر عشقی ـــــ میں پوچھتا ہوں۔ جس سرزمین پہ یہ جہالت
ہو۔ وہ روشن ہے کہ تاریک ہے۔ جو زمین پر ظلم کی انتہا ہو۔ اور اتنا ظلم کر والا کہ عزت
اپنے بیٹے کے ہاتھوں لٹ جائے۔ بتائیے اس زمین پر تو کیا روشنی ہے۔ چاند چمکا۔ روشنی نہ ہوئی

تاریکی ہاں سورج چمکا تاریکی رہی۔ ستارے چمکے تاریکی رہی۔ بیت اللہ موجود ہے تاریکی رہی۔ بیت المقدس
موجود ہے تاریکی رہی۔ بولا یہ تاریکی تو نہیں چھٹی۔ فرمایا صبر کرو۔ وہ نور آ رہا ہے۔ جس کے جلووں سے
ساری تاریکیاں ختم ہو کر نور علیٰ نور زمین ہو جائے گی — وہ کونسا نور ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور —
عشق تھا ساری کائنات اللہ کی طرف سے چاند تھا ہمارے پاس نہیں آیا۔ سورج تھا ہمارے پاس نہیں آیا۔ ستارے
تھے ہمارے پاس نہیں آئے۔ سورج اگر زمین پر آتا۔ تو شاید چمک کھو بیٹھتا۔ چاند اگر زمین پر آتا
تو شاید چمک کھو بیٹھتا۔ ستارے آتے تو چمکنا چھوڑ دیتے۔ لیکن یہاں تو وہ نور آیا جو جہاں رہے
تو چمکے اگر عرش سے وراء جائے تو چمکے — یہ تو اس نور کی بات ہے۔ جو ذرا عالم انوار میں نہیں
چمکا۔ عالم تجلیات میں نہیں چمکا۔ جو عالم ازل میں ہی نہیں چمکا۔ جو جبرائیل سے پہلے نہیں چمکا
خدا کی قسم ہے مکے کی گلیوں میں بھی آ کے چمکا —
چمکا ہے تو آ لے مدینہ عالیہ کے بازار میں چلیں — لائلپور کے بازاروں میں دل بہلانا اچھا
نہیں ہے۔ لیکن مدینہ پاک کے بازاروں میں دل بہلانا عبادت ہے — کیونکہ جنگل کو جے وہ میں
جہاں سرکار بھی محو ناز رہے — کیونکہ بریلی کے تاجدار نے یہیں کہی ڈٹ پایا ہے —

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں۔
جس راہ پہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں۔

میرے آقا مدینہ عالیہ کے بازار سے چلتے چلتے مدینہ شریف سے باہر ایک میدان میں پہنچے۔
باہر میدان میں پہنچ گئے — شفا شریف میں حدیث پاک موجود ہے — وہاں ایک قافلہ آیا ہوا تھا۔ آقا
کا یہ دستور کریمانہ تھا۔ جب قافلے والے مدینہ عالیہ کے قرب و جوار میں ڈیرہ جاتے۔ تو سرکار ان
کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لے جاتے۔ تو تمہاری کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ ہم تمہاری ضرورت پوری
کر دیں گے۔ یہ بھی کوئی شرط ہی نہیں کہ قافلے والا مسلمان ہو یا — کافر بھی ہوتے تو یہ معاملہ فرمایا
پرسی کرتے — میرے آقا تشریف لے گئے۔ قافلے والے اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے کہ نہیں
پتہ کہ ہمارے پاس کون آگیا ہے — واہ رے بناوٹ۔ کہاں دنیا ٹھوکریں ہے آنکھ کھول کر دنیا میں جاگ خواب
میں ہی سہی — اور کہاں وہ ہیں کہ ان کے اندر میرے آقا چل پھر رہے ہیں۔ ان کو پتہ نہیں کہ آنے والا
کون ہے۔ یہ میرے رب کی بے نیازی ہے کہ پیار رکھ دے تو لوگ تڑپا کریں۔ حجاب کھڑا کر دے۔
تو پاس جلوہ گر ہو کسی کو نظر نہ آئے — سید عالم تشریف لائے۔ اور فرمایا قوم اب
آپ کو ایک اونٹ پسند آگیا۔ سرخ رنگ کا اونٹ بہت بڑی حد اللہ۔ اب تو معاملہ کو

Date:

تبدیل ہو گیا تھا کہ پہلے اونٹ ہی ملا کرتا تھا ۔ اسی لیے رب کریم نے قرآن پاک میں اونٹوں کا ذکر کیا ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ واذا العشار عطلت — یعنی حاملہ اونٹنیوں کا ذکر نہیں ۔ ہاتھی کا وہاں ذکر کیا جہاں ابرہہ کا بڑا لشکر تھا ۔ لیکن اپنی قدرت کے دستور کی وضاحت کے لیے افلا ینظرون — اونٹ کا ذکر اپنی تخلیق کی کامل ہونے کے بیان کے لیے ۔ یہاں گھوڑا کہہ کر دیکھو اونٹ کو ہاتھی کو نہیں ۔ لیکن ڈیل ڈول میں منفرد ہے ۔ اونٹ کا اس لیے ذکر کیا کہ جنوب کے وہ عادی تھے ۔ ان کو اونٹ کا ہی پتہ تھا ۔ وہ ہاتھی کسی کو جانتے ہی نہ تھے —

لہٰذا رب نے دعا حبیب کی قسم ہے ان کو مثال بھی وہی دو جو یہ دیکھتے ہیں آنکھوں والے سرکار کو اونٹ پسند آگیا وہ بھی سرخ رنگ کا ۔ آپ نے پوچھا ۔ پوچھا گیا کہ انہوں نے کہا ہم آگے ہی تجارت کے لیے گئے ہیں ۔ بولو کیا لو گے ۔ کتاب میں یہ کہ نہیں لکھا ۔ جب سرکار خرید و فروخت کرنے لگے تو وہ شخص جانے کو بھاگ کر دیکھنے لگے کہ آقا کریم آپ نے منظر میں ۔ کریم شخص جو بہت مفلس کی دھول کو ترستا رہ گیا ۔ لیکن جب کرم پر آتے ہیں ۔ تو مدینے عالیہ کے گلی کوچوں میں خرید و فروخت کرتے نظر آتے ہیں ۔ بولو کتنے پیسے — انہوں نے کہا کہ اتنے من کھجوریں ۔ کھجوروں کے عوض مال خریدتے تھے ۔ کیونکہ وہ دوسرا فائدہ دیتی تھیں ۔ اور کھجوریں لے جا کر اپنے ملک میں بیچیں گے ۔ جہاں بھی فائدہ لیا وہاں بھی فائدہ لیا ۔ نبی پاک نے سودا طے کر لیا ۔ فرمایا اب تو میں چلتا پھرتا نکل آیا ادھر ۔ میں صبح قیمت کی کھجوریں آ جائیں گی — وہ بھی عجیب بازار تھا ۔ اس نے یہ نہیں کہا ۔ چلو جناب کھجوریں صبح آئیں گی تو اونٹ بھی جائے گا —

نا خدا بانتا ہے ۔ اس کو توفیق ہی نہیں ہوئی کہ یہ بات کرے ۔ کہنے لگا بہت اچھا سرکار اور میں کہتا ہوں ۔ وہ نہیں جانتا کہ خریدار سامنے خریدار کون ہے ۔ اسے یہ نہیں پتا کہ جب سامنے خریدار کی شکل میں کھڑا ہے ۔ خدا اس کا خریدار ہے ۔ فرمایا صبح کھجوریں آ جائیں گی ۔ بہتر جناب ۔ ترگ اونٹ لے کر میرے آقا تشریف لے گئے مدینے عالیہ — جب رات کو سامنے سے ڈاکے ہوئے ۔ ایک سا کیا بھی طرح اونٹ کدھر گیا ۔ اب تو بڑا نقصان ہو گیا ۔ تو جوان تھے یار وہ سہارا تھا ہمارا سب سے بڑی متاع بے بہا وہی تھی ۔ اور وہ اونٹ اس نوجوان نے کہا ۔ میں نے بیچ دیا ہے ۔ کتنے کا بیچا ہے ۔ اتنے من کھجوریں ۔ چلو ٹھیک ہے کھجوریں ۔ کدھر ہیں ۔ کہتا ہے وہ صبح آ جائیں گی ۔ اور اونٹ کدھر ہے ۔ اونٹ لے گیا ۔ کھجوریں کا وعدہ کر گیا ۔ اللہ والو ۔ ابھی وہ جانتا تو نہیں پر محبوب کے وعدے پر اعتبار کر لیا کر گیا ۔

Date:

اب آگ کو کہنے — ابراہیم کو گم نہ ہو — آگ سرد ہو جانا — جبرائیل نے کہے۔

؟ شان خدا نہ ساتھ دے ان کے خرام کا غبار
سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اک اڑان ہے -

اگر تیری کوئی حاجت ہے تو بتاؤ — جبرائیل کا عقیدہ — وہ عقیدہ یہاں بتا دیا —
جبرائیل نے یہ نہیں کہا - کہ سرکار آپ نے [illegible] سے آتے ہیں میں عرش کے نیچے رہتا ہوں -
(مثال) قریب والا جانتا ہے۔ یا دور والا جانتا ہے ——— جتنا خدا کو آپ جانتے
ہیں جبرائیل نہیں جانتا ———
(B)
- وہ جانتے ہیں کہ جو محبوب کی اس سے بات ہے وہ میری نہیں ——— سر کا انبار رہا ہیں جیسے [illegible]
پر چلتا نہ دیکھو عمل نہ بانا ہے جو ادنیٰ ہے ہیں ان کی مرضیاں کہاں میرے مقرر جاتی ہیں ——

؟ لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ

جبرائیل نے یہ نہیں کہا میں خود کر لوں گا جو ... سجدہ کرتا ہوں - نہیں کیا. جو قدسی ہے وہ
بلیغ ہے جو کہتا ہے میں کر لوں گا - بے حیا پیرو کے - تیرا تو اصلاً ہی گندا ہے ——
وہ قدسیوں کا امام ہے ——— پیشوا ہے - شہباز سدرہ ہے - معلم الملکوت بیت المعمور کا
خطیب محترم ہے ——— امین اللہ کا رسول ہے ، حضور کی خدمت میں [illegible] ——— السلام
نہیں کہا کہ یا اللہ ان کے صدقے ——— پھر یہ اپنی زبانی درمیان میں آ جاتی ——— خوش آگئے جبرائیل
تیری قسمت عمل - اب آپ نے یہ تیری طرف سے محبوب ہی کہیں گے کہ عرض کی میرا ارادہ
ہے کہ بیٹھنا [illegible] میں آپ کی امت پل صراط سے گزرے - تو رب کریم مجھے اجازت دے - تا کہ میں
پل صراط پر اپنا پر بچھا دوں ——— یا رسول اللہ آپ کے نوکر میرے پروں پر پاؤں رکھ کے گزر جائیں ——
وان منکم الا واردها - مقضیا - ہر کسی کو گزرنا ہے ——— جبرائیل کی عظمت [illegible] پاتی
امتیوں کا [illegible] نہیں لیا ——— اس طرح نے کہا - کہ جو بھی گزر رہا ہے ——— فرمایا تھا جب تیرے
امتی گزریں گے - قیامت میں مجھے اجازت پل صراط پر بچھا دو محبوب کی امت آ رہی ہے کہ
محمد حسین نے فرمایا - یہ کوشش انتخاب ہے یہ دعا کیوں لگی - اللہ تعالیٰ کی [illegible] - قرب کا درجہ
اور دے دے - عرفان ——— یہ تو بڑی نعمت تھی - مجھے پر بچھانے کی ——— مزاج مبارک کو جانتے ہیں
حضور کی امت کی جو فکر ہے - آقا مسکرائے خوش ہو جاتے ہیں ——— کملی والے پیارے حضور کی

Date:

جب واپس ہو گئے - امت سے تعلق تو کبھی ٹوٹا ہی نہیں - السلام علیک ایہا النبی ـــ حضور نے فرمایا
السلام علینا ـــ یہاں مومنوں نے جو بات کی ہے حقیقت کی دنیا میں جھنڈے گاڑ دیئے
ہیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ن والقلم وما یسطرون ـــ بمجنون - آپ مجنون نہیں ہیں - آپ جنون
سے پاک ہیں - صوفیا فرماتے ہیں - روح البیان - نجم الدین فرماتے ہیں - یا رسول اللہ جو ازل سے لکھا
ہوا ابد تک رہے گا - آپ پر چھپا ہوا نہیں ہے آپ سب کچھ دیکھ رہے ہیں - ما انت بنعمۃ ربک بمجنون
کما انت بنعمۃ ربک بمستور عما کان فی الازل وما یکون الی الابد ـــ مجنون جیسے کسی
عقل پر پردہ ہو ـــ

سلام سرکار نے پڑھا ـــ اللہ نے فرمایا پیارے محبوب میں نے تو جبرائیل کو بھی یہاں نہیں آنے دیا - اور تو اپنے
غلاموں کو بھی ساتھ لیے ہوئے ہے - یہ اعتراض نہیں ہے - محبوب کا رہنا امت سے پیار بتاتا ہے ـــ
اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جبرائیل کی درخواست قبول نہ تھی ـــ توجہ جبرئیل کی طرف نہ ہی تجلیات میں گم -
لیکن توجہ غلاموں کی طرف رہی ہے ـــ

؎ ان پر درود جن کو حجر دیں سلام ـــ ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے -
ان پر درود جن کو کسِ بے کساں کہیں ـــ ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے -

جب واپس ہونے لگے تو اللہ نے فرمایا پیارے اگر کوئی پیغام دے تو بھیجا جاتا ہے - یہ نقش نہیں ہے یہ کس لیے
تو بھی جانتا ہی ہے ـــ فرمایا جبرئیل کہتا تھا کہ درخواست قبول ہو گی یا رب - جبرئیل سے پوچھے -
کہ وہ کیا فرماتے ہیں - وہ نہیں سمجھ سکا تو ان کے مرتبے مان لی ـــ جبرائیل پہلے سمجھا نہیں
رب نے فرمایا میں تو آزمائش کے لیے بناتی ہے پل صراط - تو کیوں پیر رکھتا ہے ـــ فرمایا میں خود
نہیں گیا ان سے ہوتا ہوں جن کو خدا نہیں موڑتا ہے ـــ

؎ پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو ـــ جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو -
میرے لیے نہ ہو - بہتر ہے اس تجلیات کو حاصل کرے -
ڈاکٹر اقبال نے کہا ـــ
خواجہ من نگاہ دار آبروئے گدائے خویش ـــ

گیدڑ کے بچے کو شیر بنا دیا ـــ ! ـــ صورت کو بدل دیا - حضور کے غلام پیاسے ابو جہل کو ملی
تھی ـــ لوگ کہتے تھے - نبی کریم نے ـــ لوگوں کو بلا کر دیوانہ کر دیا - بتاؤ مقام کس کا ہے

Date: 10-10-99

عظمتِ مصطفیٰ (۱) — ۱۵

ہمارے پیشوا امیرالمومنین ہاں لعم ___ آج کے مبارک ہاں لیکن اللہ کی عز و علا و عنایت جانتے ہیں۔ اور میری دانست
کے مطابق یہ عنوان جو ہے۔ ایک حوالے سے بہت مشہور ہے۔ اور وہ حوالہ ___ عظمت مصطفیٰ
دین اسلام میں ایسی مرکزیت رکھنے والا موضوع ہے۔ کہ جب سے ہم کلمہ شریف پڑھنے سے مشرف
ہوئے ہیں۔ جب سے اب تک نبی پاک علیہ السلام کی عظمتیں بیش از بیش انداز میں ہمارے سامنے نکھر کر
آ رہی ہیں۔ بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ کلمہ طیبہ کا مضمون ہی عظمت رسول ہے۔ اور حق یہ ہے کہ یہی مرکزی
موضوع ہی ہے۔ حضرت مولائے کائنات علیہ السلام۔ امیرالمومنین مولی المسلمین سے کسی نے پوچھا۔
کہ اللہ نے نبی پاک کے خلق کو صفت عظیم سے متصف بیان فرمایا۔ ___ انک لعلی
___ یہ بیان اس طرح نے فرمایا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ خلق کتنا عظیم ہے جس کو وہ عظیم فرما رہا ہے۔
حضرت علی شیر خدا سے کسی مسترشد نے تلمیذ رشید نے کسی خادم مرید نے کسی طالب نے
حضور کی شانوں کو تلاش کرنا۔ یہ خاندان اہلبیت کو شرف بخشتا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت فرمائیں۔ کچھ تو
حضور کا خلق عظیم بیان ہو جائے۔ آپ نے فرمایا میں نقل کرتا ہوں۔ حضور کی عظمت کو بیان کرنا ہمارا
امتحان ہے۔ لیکن ایک بات پہلے تم بتاؤ۔ اس نے کہا جناب پوچھیں۔ فرمایا جلدی کا کرو۔ اللہ کریم کی
تم پر نعمتیں کتنی ہیں۔ اس نے کہا میں۔ تو فرمایا ذرا جلدی سے گن کر بتاؤ۔ کتنی نعمتیں عطا
فرمائی ہیں۔ حضرت مولائے کائنات نے یہ سوال کر دیا۔ وہ تو ڈر گیا کہنے لگا حضرت۔ رب نے فرمایا وان تعدوا
نعمت اللہ ___ گنتے گنتے ہمارا تو اپنی گنتی تو ختم ہو جائے گی۔ حضور کے رب کی نعمتوں کی گنتی ختم
نہیں ہو سکتی۔ فرمایا تو نہیں کر سکتا۔ تو میں تمہیں بتا دوں۔ اللہ تعالی قل متاع الدنیا قلیل۔
ایک وہ ہے جو تو نے پڑھی ہے۔ ایک یہ ہے جو میں نے پڑھی ہے قرآن کی آیات ہیں ___ وان تعدوا نعمت
اللہ لا تحصوھا ___ اللہ فرماتا ہے قل متاع الدنیا قلیل ___ رب کریم نے کائنات کو جتنی نعمتیں
عطا فرمائی ہیں۔ اے محبوب آپ فرما دیں۔ دنیا کا سامان تھوڑا سا ہے ___ ادھر فرماتا ہے میری
نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے۔ یہ نہیں ہے کہ میری نعمتوں کا شمار نہیں۔ کیونکہ اللہ تو کو شمار
ہے۔ لیکن ہماری نسبت فرمایا تعدوا ___ اور تعدوا میں سارے انسان داخل نہیں ہیں۔ اس
میں جن بھی مخاطب ہیں۔ ملائکہ بھی مخاطب ہیں۔ فرمایا تم نہیں گن سکتے۔ ادھر اپنی قدرت
کے حوالے سے فرماتا ہے دنیا کا سامان ___ تو فرمایا ارے بندۂ خدا جس کے قلیل کو تو گن نہیں
سکتا۔ میرے مصطفیٰ کے خلق کو وہ عظیم کہہ رہا ہے جس کا قلیل شمار نہیں ہو سکتا۔ اس کا عظیم کون بیان
کر سکتا ہے۔ وانک لعلی خلق ___ رب کریم نے محبوب کے خلق کو عظیم کہہ دیا۔ اور ساری کائنات

خلقِ عظیم

Date:

نعمتیں قلیل ہیں خدا تعالیٰ کا بیان۔ اور رسول اللہ کا خلق عظیم ہے — جن کے قلیل کی کوئی حد نہیں۔
اس کے عظیم کی بھی کوئی حد نہیں — نبی پاک ؐ کی عظمت کی کوئی حد نہیں۔ بقول بعض
اہل محبت ؎

عقل جن و بشر کا یہاں ذکر کیا عقل روح الامین دنگ ہے حیران ہے۔
عظمت مصطفیٰ کی ملے حد کسے یہ وہ دریا ہے جس کا کنارہ نہیں۔

عزیزانِ گرامی قدر — رب تعالیٰ نے فرمایا۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم — یہ گلاس جو میرے پاس ہے۔ اگر
اس کو پانی سے بھر دیا جائے۔ تو ایک چیونٹی کے لئے تو عظیم ہے۔ بلکہ الحمد سے —
سنت کے پیچھے تین سانس لینے پڑیں گے — چیونٹی اسے عظیم سمجھتی ہے۔
اور ہم کہتے ہیں چیونٹی اس چیونٹی جب قدر سی چیونٹی — تیرے واسطے عظیم ہے۔ لیکن ہمارے سامنے تو
حقیر ہے — اللہ والو۔ نبی پاک کے خلق کو تو نے عظیم نہیں کہا۔ اس عظیم نے عظیم کہا ہے
جو خود عظیم ہے۔ جسے وہ عظیم کہتا ہے۔ خدا کی عظمت کی کوئی حد نہیں۔ اسی طرح اس
کی عطا سے مصطفیٰ کی بھی کوئی حد نہیں ہے —

(مثال) سلیمان نے لشکر کا جائزہ لیا۔ جن بھی حاضر انسان بھی حاضر۔ اور لاکھوں پرندے
آپ کے تخت پر پر پھیلا کر سایہ کرتے تھے — حضرت سلیمان ؑ کو ٹھنڈک و تازہ ہوا لگانے
والوں — پاکر ایسا دیے فیلوں کی ضرورت نہ تھی — آپ جہاں تشریف لے جاتے پرندے
پر پھیلائے سایہ کو ہوتے۔ اور یوں سارا لشکر پر پر پھیلا کر سایہ کرتے۔ گویا ایک آدھا
جانور ہوگا — لاکھوں پرندے ہیں۔ لیکن قرآن شریف فرماتا ہے۔ حضرت سلیمان ؑ نے نگاہ
کرم اٹھائی۔ وقال مالی لا اری الھدھد — غائبین — آپ نے فرمایا ہے ہدہد
نظر نہیں آتا — دیکھو خدا کے کرم جہاں ہوتا ہے وہاں کیا ہوتا ہے۔ جہاں محرومی ہوتی
ہے وہاں کیسی نحوست ہوتی ہے — لوگ ہیں نبی کو پتہ ہوتا تو پوچھتے کیوں۔ بالکل دس
ہزار کی محفل میں ہیکا تجھے تو نہیں آتا۔ اس نبی کی نگاہ کتنی عظیم ہے۔ جو لاکھوں میں چھوٹی سی
چڑیا کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ یہ تو ان کے علم کی دلیل ہے — یہ تو ان کی وسعت نگاہ
کی دلیل ہے۔ وہ ہدہد حاضر نہیں ہے۔ اگر حوصلہ ہے تو ایک بات عرض کروں —
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کی غیر حاضری کو برداشت نہیں کیا —
کہ سلیمان علیہ السلام۔ ہدہد کے محتاج تھے۔ اگر ایک ہدہد نہیں تو اور بھی تھا۔ یا حضرت سلیمان

Date:

کی قلمرو میں صرف ایک ہدہد تھا۔ اور بھی تھے — لیکن ایک کی غیر حاضری
یا رو ایک ہدہد کی غیر حاضری اللہ کا رسول برداشت نہیں کرتا۔ اگر تو یا میں کوئی خدا
کے گھر سے غیر حاضر رہے گا تو یہ خدا کی نگاہ دیکھ رہی ہے یا نہیں — وہ نہیں پوچھے گا۔
کہ میرا بندہ کدھر گیا — کیونکہ اس کے نام میں نے رزق جاری کر دیا ہے۔ ان کے نام صحت
میں نے جاری کر دی ہے۔ عزت جاری کر دی ہے۔ جوانی کا فیصلہ کر دیا ہے۔ وہ میری نعمتیں لینے
کے ہر میدان میں نظر آتا ہے لیکن میرے گھر کی حاضری میں نظر نہیں آتا — وہ پوچھ سکتا
ہے یا نہیں — اللہ جیسے اللہ نے کہ غیر حاضری کا پتہ بھی لگے — حاضری کا شوق بخشے۔
سلیمانؑ نے فرمایا — میں ہدہد کو — نہیں دیکھتا حضور میں جو حاضر — وہ جانتے
تھے کہ جس ہدہد کو آپ دیکھ رہے ہیں۔ وہ موجود نہیں ہیں — اتنے میں وہ آ گیا۔
کہنے لگا جناب میں ملک سبا کو چلا گیا تھا۔ دو باتیں میں نے عجیب دیکھیں — سورج
کو پوجتے — دوسری ایک عورت کی حکمرانی — جانور نے رسول کو بڑی شے کو برا
کہتا ہے — کاش ہمیں بری شے کو برا کہنے کا حوصلہ ہو جائے۔
انی وجدت امرأۃ — تذکرہ کرتا کرتا۔ ولھا عرش عظیم — اس کا تخت عظیم ہے۔
کیا ہدہد جس تخت کو عظیم کہے — خدا نے عظیم بنا دیا — ہدہد کتنا چھوٹا سا پرندہ تھا
جب اس نے عظیم کہا۔ تو سلیمانؑ نے جو عرش عظمت رسالت سے فرمایا ایکم یاتینی
— جس تخت کو عظیم کہتا ہے۔ کون ہے میرا خادم جو اسے لے آئے۔ اس کو پوچھنا
چاہئے ہدہد کو — کہ بلقیس کا عرش عظیم ہے یا اس تخت کو لانے والا میرا خادم عظیم ہے۔ کون
لائے گا۔ ایک جن کھڑا ہو گیا۔ قال عفریت — فرمایا کتنی دیر لگائے گا دورانیہ — جیسے
کھڑے ہونے سے پہلے — فرمایا بہت جلدی شوق نہیں کا — اتنی دیر لگے گی۔ رسول پاک کے حضور میں ہوتا
تھا جیسے کہ نزدیک ہو اس کے منگتے بھی تو طاقتور ہوتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے ایک ولی کھڑا ہو گیا۔ وہ قال
الذی عندہ علم من الکتاب — وہ کھڑا ہو گیا جس کو کتاب کا تھوڑا علم تھا۔ من تبعیضیہ ہے میرے
نزدیک یہاں کتاب کا سارا علم نہیں۔ بعض علم رکھتا تھا۔ آصف بن برخیا کھڑا عرض کرنے لگا
حضور پلک جھپکنے سے پہلے لا دوں گا۔ اس ولی نے یہ نہیں کہا۔ کہ آپ نے کہا تو میں لے آؤں یا ان شاء اللہ حکم
ہے۔ یہ حکم ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں۔ حقیقت بیان نہیں کیا۔ یہ چلا گیا کسی کام کو اللہ کے
ولی کے حوالے سے کر دیں۔ یہ کام اس ولی نے اللہ کے حکم سے کیا۔ پھر بھی ٹھیک ہے اور اگر کا

اگر الٰہی مشن ختم ہو جائے تو۔ لمحے بھر میں سب کچھ ختم کر دیتی ہے ہوا۔ ایک وہ بادشاہ جس
نے ہیرو گراموں کو ہوا زیر و زبر کر دے۔ ایک یہ بادشاہ ہے۔ ہوا چلتی ادھر ہے۔ جدھر سلیمان ؑ
فرماتے تھے۔ وسخرنا لہ الریح۔ عاصفۃ۔ زبردست طوفانی ہوائیں میں نے جناب سلیمان
علیہ السلام کے تابع کر دیں --- ادھر چلتی تھیں جدھر آپ چاہتے تھے ---

حضرت کو تخت بلقیس کی ضرورت نہ تھی --- صرف منگوایا۔ اس ہدہد کو کیا ان
کے لشکر و شوکت و نبوت کے ساتھ سبا کی عظمت کی بات نہ کرتے۔ بلقیس کا تخت عظیم
ہے۔ میرا تخت دیکھو۔ پھر اس کا عظیم بتاتا ہے۔ نبی کے سامنے کون عظیم ہے۔ نبی کے
حضور اس کو عظمت ملے گی۔ جو نبوت کے قدموں کی دھول میں آ کر بیٹھے گا ---

آپ ذرا چاہو جانور ہے منہ مار بیٹھا ہے ذرا اس کو دکھا دیں۔ اور بتا دیا تخت بلقیس کا عظیم
نہیں ہے۔ میرا دل عظیم ہے جس کی ٹھوکر میں تخت ہے ---

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانک لعلی خلق عظیم۔ مولا کریم تو کیا ہے۔ تیری صفت کیا ہے۔ آیت
الکرسی --- ولا یؤدہ --- العظیم --- وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ واللہ ذوالفضل
العظیم۔ خدا کا فضل عظیم اور خدا بھی عظیم۔ اور مصطفیٰ کا خلق بھی عظیم۔ اللہ نے اپنی صفات
کا بھی ذکر فرمایا۔ اور اسی طرح خود رب نے ہی فرمایا خلق عظیم۔ تاویل ایک ہے کہ اس کی
ذات بھی عظیم ہے۔ اس کی صفات بھی عظیم ہیں۔ اور مصطفیٰ کا خلق بھی عظیم ہے ---
رب نے حضور کے خلق کو عظیم کہا۔ جس کو قلیل نہیں گنا جا سکتا۔ عظیم کیا گنا جائے گا۔
وان تعدوا نعمت اللہ۔ اگر اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو۔ میں تو کہتا ہوں اس ترجمے کے خلاف
ہوں۔ نعمت اللہ تو مفرد کا صیغہ ہے جمع کا ہے نہیں --- ترجمہ تو بنایا ہے نعمتوں کو گننا
چاہو۔ اور یہ تو نعمت ہے لفظ مفرد کا ہے --- اگر اللہ کی نعمت کو گننا چاہو۔ تو نہیں گن سکتے۔
یہ تو کوئی ایک نعمت ہے۔ جس کے لئے خدا فرماتا ہے۔ ہے تو ایک لیکن گننا چاہو۔ مر جاؤ گے۔
لیکن گن نہ سکو گے --- ختم ہو جاؤ گے نہیں گن سکتے۔ ہم نے تو دہائی ڈالی۔ صدیق اکبر۔ فاروق اعظم
علی کی نہیں۔ حیدر کرار مولا کی تو آئی ابن عباس کا جیسے لفظ کیا ہے۔ سب نے کہا ابن عباس سے پوچھو۔
یہ مفسر قرآن ہیں۔ ایسی بات بتا دیں گے کہ سب حیران ہوا ہے --- ہم ابن عباس کی بارگاہ میں آ گئے۔
حضرت عبداللہ ابن عباس نے ارشاد فرمایا نہیں اللہ کی نعمت بتا دی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے تو محمد رسول اللہ
فرمایا اللہ کی نعمت سے مراد نبی پاک کی ذات ہے۔ اور رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ محبوب کی حقیقت

کی گہرائیوں تک جانے کی کوشش کرے تو برباد نہ ہوتا۔ یہ میری ایسی منطق ہے۔ ساری کائنات اگر
مل کر بھی اس کی عظمت کی گہرائی تک جائے تو سوچ کھو جائے۔ سرکار کی شان بے حد ہے
۔ عظمتِ مصطفیٰ کی ملے حد کیسے ——

میں ایک بات اور بھی —— دریا سے مراد لڑاوی نہیں۔ نیلی دریا نہیں۔ عربی ادب
جاننے والے جانتے ہیں۔ ایک ہے مثلاً بحر کا لفظ۔ بحر دریا کو بھی کہتے ہیں۔ اور عربی ادب
میں دریا اس دریا کو نہیں کہتے۔ سمندر کو کہتے ہیں۔ ہماری اصطلاح میں دریا ہے
پر قرآنی اصطلاح میں بحر سے مراد سمندر ہے۔ (یہ وہ دریا ہے جس کا
محبوب کی شان دریا نہیں سمندر ہے۔ اور بڑے ساتوں سمندروں کے کنارے ملتے تھوڑے
ہیں۔ محبوب کی شان کا عرض بہت زیادہ ہے جس کے لیے خدا فرماتا ہے سکھو جا
اس کی حد کون بیان کرے۔

جبرائیل علیہ السلام کو وقت پہ پتا چلتا تھا کہ سرکار کی عظمت کیا ہے۔ درنی ہے
کوئی پتہ نہیں ہے۔ کہ محبوب کا مقام کتنا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ ——
معراج پاک کے واقعہ میں حدیث پاک میں آتا ہے۔ جب نبی پاک ﷺ کو سوار کر کے۔
براق پہ بٹھا کے —— براق کے منہ میں لگام بھی ہے۔ اور براق کی زین کے ساتھ رکاب
بھی ہے۔ نہ وہ کوئی ہوا والا کا گھوڑا ہے۔ جس کو لگام چاہیے۔ گھوڑے کے منہ میں لگام ہوتی
ہے۔ تاکہ سرکشی نہ کرے۔ مالک جدھر چاہے اس کو کھینچ کر موڑ لے۔ اور کوئی سوار بغیر
لگام کے گھوڑے پر نہیں بیٹھ سکتا۔ کیونکہ گھوڑا سرکشی کرے گا۔ فوراً اس کو زمین پہ گرا دے
گا۔ اور رکاب اس لیے ہوتی ہے تاکہ توازن برقرار رہے ——

لیکن میری جان۔ یہ دنیا کا براق نہیں ہے۔ یہ نور کا براق ہے۔ وہ نوری دنیا اس کو
بولنے والا کی ٹانگوں کے اوپر گھاس ڈال کے نہیں پالا —— اس جنت میں نور کی خوراک
سے کر پالا ہے —— اور یہ براق جو نور کا ہے۔ میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ اس کی لگام بھی نور کی ہے
اس کی رکاب بھی نور کی ہے۔ لیکن لگام کی ضرورت کیا ہے۔ رکاب —— یار وہ براق
بھی نور کا۔ اور سوار بھی نور۔ علی نور ہے۔ اور لانے والے بھی ہیں سب۔ آج خاک کا سارا ہی
سو گئے پڑے ہیں۔ کسی کو اٹھنے نہیں دیا۔ میرے رب کریم نے اپنے بھی بٹھائے ملی سو
بھی سو گئے پڑے ہیں۔ خاک والا سارا ہی سو گئے پڑے ہیں اور نور والے جہان میں جشن منایا جا

Date:

جذبِ حسنِ طلب ہر قدم ساتھ ہے دامنِ باغباں و شستہ کلی بار است ہے
سرِ پر نورانی سہرا سا کی کیا بات ہے۔ شاہ دولہا بنا آج کی رات ہے۔
یہاں لگام کی کیا ضرورت ہے۔ رکاب سے سیدھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ محبوب
علیہ السلام کی شان میں بیان فرمانا چاہتا ہے۔ محبوب کی عظمت دکھانا چاہتا ہے۔
نبوت مل گئی اور کیا چاہیے۔ رسالت مل گئی۔ مسجد اقصیٰ میں محبوب کے پیچھے
کھڑے ہو کر انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات نے رب نے بتا دیا۔ کہ نبی ہیں رسول ہیں بڑی
عظمتوں کے مالک ہیں۔ لیکن آج ان کی عظمت کو چار چاند لگ گئے جب میرے محبوب کے
مقتدی بن گئے۔ ورنہ ان کو دوگانہ پڑھنے کی یہاں ضرورت کیا ہے۔ وہ تو اپنے جہان میں
ہیں جہاں ان پر نماز ہے ہی کہاں۔ نبی برزخ میں نماز فرض۔ لیکن حضور کے پیچھے سے
تو برزخ میں ہیں ان پر نماز کی پابندی نہیں ہے۔ وہ تو مکلف نہیں ہیں۔ وہ تو تکلیف کی زندگی
سے گزر چکے۔ وہ تو برزخ میں ہیں۔ ان کو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ انبیاء کے لئے ایک مقام
باقی تھا۔ ساری کائنات کے امام ہونے کا شرف پا چکے تھے۔ اب مصطفیٰ کا مقتدی ہونے کا
شرف باقی تھا۔ اگر کوئی پوچھنا چاہے مجھ سے کہ سرکار کی عظمت کتنی ہے۔ نبی پاک کا
کا علم کتنا ہے، تو میں کہوں گا مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ میں تو اس کی بلندیوں کو کیا بیان کر سکوں گا۔ مجھ
میں طاقت ہے کہ سرکار کے علم کی بات کر سکے۔ اگر پوچھنا چاہتے ہو تو پھر خلیل کو پوچھو
سے جو محبوب کے پیچھے ہاتھ باندھ کے کھڑے ہیں۔ کلیم کو پوچھو۔ اگر تو کتاب کے رسول
کی کتنی طاقت ہے۔ تو ملک الموت کے تھپڑ مارنے والا کلیم السلام سے پوچھ لو۔ کہ
محبوب کتنا عظیم ہے۔

ایک اشارہ اور بھی پر جائے۔ لِیَؤُمَّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ۔ میرے آقا نے فرمایا
ہیں قوم کا امام وہ ہوگا۔ جو علم میں سب کا قوم سے زیادہ عظیم ہے۔ قوم کی امامت کرائے
گا۔ جو کتاب اللہ کا علم سب سے زیادہ ہے۔ اب مجھے بتاؤ۔ سرکار مصطفیٰ پڑھا رہیں
سب وہی نبوت پیچھے ہے۔ ساری رسالت۔ اور میرے آقا مصطفیٰ پڑھا رہیں۔ اور سرکار
فرماتے ہیں۔ کہ امام وہ ہوگا۔ جو قوم میں علم میں سب سے بڑا عالم ہوگا۔ تو پتا چلا لاکھوں
انبیاء کا علم ایک طرف۔ اور مصطفیٰ کی ادا ایک طرف ہے۔
خدا جانے ہے کتنا بڑا مرتبہ ہے کتنا بڑا مقام ہے۔ جبرائیل آ گئے۔ براق کی لگام سی ہے

Date:

اس کی رکاب بھی ہے۔ اور جب سرکار چلنے لگے۔ سو دائیں بائیں فرشتوں کی بارات ہے کہ (B) انتظام کی حد ہے ہو رہا — پہلے آسمان کے قریب پہنچے تو دروازہ بند ہو — جب معزز مہمان کو بلایا جائے۔ جب پہنچے تو دروازہ بند — عجیب مہمان بلائے جاتے ہیں تو دروازے پہلے کھولے جاتے ہیں — جب مسجد میں آتے ہیں کنڈی بھی بند ہے — ادھر دھماکے ہو رہے ہیں عرش سجایا جا رہا ہے۔ فلک سجایا جا رہا ہے۔ فلک پیر سیوں سجایا جا رہا ہے — کوئی مہمان بلایا جا رہا ہے — ماہ و انجم تصدق ہو رہے ہیں۔ انسان دولہا بنایا جا رہا ہے —

ادھر یہ انتظامات ہیں فرش و عرش سجائے گئے ہیں۔ لیکن جب آسمان کے قریب پہنچے تو گیٹ بند — پہلے سرکار کے ذکر خیر کو ہم کرو ڑوں مرتبہ سلام عرض کرتے ہیں میں یہاں جبریل امین کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ جبرائیل کا گھر آسمان سے نیچے یا اوپر ہے۔ پہلے آسمان سے نہیں بلکہ ساتوں آسمانوں سے بھی اوپر اور جس کا گھر اوپر ہے اس کو گیٹ بند ہو گیا۔ اس پہ گیٹ تو بند نہیں ہونا چاہئے۔ وہ کہتا ہے میرا تو گھر ہے — (مثال) کالونی کا دروازہ — جو غیر متعلقہ آتا ہے — لیکن یہ تو نہیں ہو سکتا جس کا گھر کالونی میں ہے گیٹ بند — وہ تو یہاں کا معزز رہائشی ہے۔ جبرائیل کی عظمت ہے کہ بعض سے ساتوں آسمانوں سے اوپر رہتا ہے — اور دروازہ بند ہے۔ یہ تدبر ہے غور کریں — اس سے پہلے کوئی جبرائیل ایک بار آئے زمین پر۔ پتہ نہیں کتنے ہزار بار آئے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سے لیکر کسر اب تک جبرائیل کی آمد و رفت ہے۔ دروازہ کبھی بند نہیں ہوا — کیونکہ گھر اس کا اوپر ہے۔ آتے بھی ہیں جاتے بھی ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کو وحی عطا کرنے کے لئے بھی آتے ہیں۔ رب ذو الجلال کے فیصلے نافذ کرنے کے لئے بھی آتے ہیں۔ لوط علیہ السلام کی قوم کو برباد کرنے کیلئے بھی آتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سچے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی بشارت دینے کے لئے آتے ہیں — خلیل علیہ السلام جو اللہ کے رسول ہیں۔ جن کو بشارت دینے کے لئے فرشتوں کا امام آیا ہے ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبرائیل آئے — معراج کی رات اب واپسی تھی نا۔ جبرائیل کی زمین سے اوپر۔ ابھی گزرے ہیں نا زمین کی طرف جب گیٹ کھلا تھا۔ لیکن واپس آئے تو بند ہے۔ حیران ہو۔ مانگے ہیں۔ سب جان لو جانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب جب سرکار کو لے کر آئے —

Date:

یہ وہ گیٹ ہیں جو جبرائیل کی گزرگاہ ہے — اور نوکر و غلام کے آنے جانے کا گیٹ الگ ہوتے ہیں۔ بادشاہوں کی گزرگاہ الگ ہوتی ہے۔ یہ سپیشل گیٹ صرف آقا کے لیے بنایا ہے۔ یہ جبرائیل علیہ السلام ہمارے آقا کے ساتھ ان کی گزرگاہ تھی — جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

پہلے آسمان کا — پہلے آسمان کا دروازہ اوپر کی طرف ہے۔ اب دیکھو شوق میں — جبرائیل علیہ السلام اور دربان کے درمیان پانچ سو سال کی راہ ہے۔ حدیث شریف میں موجود ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ پہلے آسمان کا حجم پانچ سو سال کی راہ ہے جبرائیل نے دستک دی دربان نے سن لی۔ قربان اس فرشتے کی سماعت کے جو پانچ سو سال کی راہ پہ کھڑا سن رہا ہے — جب نوکروں کا یہ حال ہے تو آقا کی سماعت کا کیا کہنا جی — یہ شان ہے خدمت گاروں کی —

دربان نے کہا من ذا؟ Who are you من بالباب۔ دروازے پر کون۔ جبرائیل کہنے لگے ہیں۔ ملائکہ ان کی رعایا ہیں۔ عجیب سے دلوں کے۔ رعایا کا ایک فرد پوچھ رہا ہے۔ تم کون ہو۔ جبرائیل کیا تم نہیں جانتے — جانتے ہیں آج ساری عرش والے انہیں کا صدقہ ہیں۔ فرمایا جبرائیل — من معک؟ اصل سوال یہ ہے کہ آپ کے ساتھ کون ہے۔ جبرائیل نے میرے آقا کا نام لیا — اور دروازے کھل گئے — آج دروازے جبرائیل پر بھی میرے مصطفیٰ کے صدقے میں کھلے ہیں۔ اگر آج سرکار کا نام نہ ہوتا — تو جبرائیل کا داخلہ بھی بند تھا — No admission (نو ایڈمیشن) سمجھو آج قدرت کا فیصلہ ہے۔ پیارے جبرائیل تو میرا بہت بڑا ملائکہ کا سردار ہے۔ لیکن آج تیرا داخلہ بھی اسی کے صدقے میں ہے۔

اگر ان کا نام لئے بغیر آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا۔ تو یاد رکھو۔ جنت کے دروازے بھی انہی کا نام لیں گے تو دروازے کھلیں گے —

صرف حضور کے نام کا صدقہ ہے — دروازے پہ نام — حکم ہوا فرشتے نے بتایا کہ جبرائیل سے میرے رب نے فرمایا تھا محبوب کے بغیر دروازہ نہیں کھولنا — (لولاک لما خلقت الافلاک)

یہودی مٹ گئے کیونکہ کتابیں مٹ گئیں — نصاریٰ مٹ گئے — ان کی کتابیں مٹ گئیں — مسلمان زندہ ہیں کیونکہ ان کی کتاب زندہ ہے۔ کتاب والا رسول پاک بھی زندہ ہے۔ جلوہ گر ہے۔ نہ کتاب ختم ہوگی۔ نہ رسول پاک کہیں گئے —

معراج کی رات قدسیوں کو زیارت کرانے کے لیے رب کریم نے محبوب کو بلایا۔ کو زمین

Date:

پیارے حیا کی بات ہے اور بے حیائی مٹانے کے لئے نبی پاک ﷺ تشریف لائے۔ اور ان کا فرمان آیا
ہے۔ اور ہمیں نماز عطا فرمائی ہے۔ نمازی نماز پڑھے۔ بے حیا ہو تو نمازی نہیں ہوگا۔
نمازی بے حیائی سے صلح نہیں کر سکتا۔ جب نمازی نماز کیلئے آتا ہے۔ باپ کے پاس نہیں
آتا بھائی کے پاس نہیں آتا۔ خدا کے حضور آتا ہے۔ آقا کے پاس ـــــ
نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔ جو مسجد میں آتا ہے وہ یقین کرے کہ وہ خدا کی زیارت کرنے آیا ہے
اور جو آئے اس کا فرض ہے کہ آنے والے کی عزت کرے پتا چلا کہ سرکار نے وضو کا
معنی دیا ہے۔ اس کے گھر میں آ جاؤ۔ خدا تمہیں عزت عطا فرمائے گا۔ رب تعالیٰ برائی
کرنے والوں کو تو عزت نہیں دیتا ـــــ
باقی نیکیوں کے متعلق فرمایا ہو جائیں گی تو بخشش ہو جائے گی۔ لیکن رمضان شریف کے
روزوں کے لئے۔ جنت کا دروازہ ریان ہے۔ سب سے بڑا تقویٰ ہے۔
لعلکم تتقون ـــ اور بچنے سے تو گناہگار بھی جاتے ہیں۔ لیکن تقویٰ کا خدا کا قرب ہے۔ خدا
کا قرب اسی کو ملتا ہے۔ جن کی ذات خدا کی رضا میں ڈھل جائے۔
اللہ فرماتا ہے میرا محبوب ویزکیھم انہیں پاک کرتا ہے۔ بہت بڑا ڈاکٹر ہے۔ طبیب
فلاں بیماری کے لئے۔ کس سے علاج کرتا ہے۔ دیسی ہے۔ یا ایلوپیتھی ہے۔ کون سا نسخہ
ہے۔ یا کوئی مفرد شے ہے۔ یا کوئی مرکب ہے۔ یا کوئی سفوف ہے۔ یا کوئی معجون ہے کیا عرض
مرض کی مولا۔ تیرا کرم کے صدقے تیرا نبی پاک ﷺ پاک کرنے کے لئے آیا ہے۔ اور پاک
کرنے کے لئے آنے میں تو نسخہ بھی عطا فرمایا ہے۔ یہ نسخہ استعمال کرنے سے ظاہر
بھی پاک ہمارا باطن ـــ میں نے حدیث میں پڑھا ہے ـــ جس نے قرآن کریم کو
پڑھا۔ ادب کیا۔ تعظیم کی ـــ اور قرآن کو سمجھ کر عقیدہ اس کے مطابق بنایا ـــ
پڑھایا۔ جب حافظ قرآن۔ قبر میں جاتا ہے۔ تو سرکار فرماتے ہیں قبر بھی اس کی عزت
کرتی ہے۔ کیسے۔ جب وہ قبر میں اتارا جاتا ہے۔ لحد میں رکھا جاتا ہے۔ احباب دعا دیں
کر کے واپس آ جاتے ہیں۔ رب ذوالجلال فرماتا ہے قبر سے یہ تیرا لقمہ نہیں ہے۔ اس کے جسم
پہ حملہ نہیں کرنا۔ مٹی کے ذرے یہ نہیں کھاتے۔ یا اللہ کیوں۔ بلکہ قبر عرض کرتی ہے مولا۔ اس
پہ میں کیسے اثر کروں۔ اس کے سینے میں تو مصطفیٰ ﷺ کا قرآن جلوہ گر ہے۔ باپ کی یاری
سمجھی۔ بھائی کی دوست ـــ قرآن کی یاری پکی ـــ محبوب کی غلامی بن گئی۔ کیونکہ قرآن

Date:

بھی قبر میں ساتھ ہے اور قرآن والا بھی ساتھ ہے۔ سارے واپس آ گئے۔ سب بھول کر ریورٹ کر منہ موڑ گئے۔ اور جب قبر والا آنکھ کھولتا ہے تو محمد ﷺ کا سامنے جلوہ گر ہوتا ہے۔ یہ عندلیب کس قدر بخشتا ہے۔ کہ سارا تو کس قدر بخشتا ہے۔ سارے چھوڑ کے چلے گئے۔ لیکن مدینے والے تاجدار نے فرمایا۔ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔

میں قبر کے خوف سے گھبرایا سب چھوڑ چلے۔

کوئی نہ رہا آئے وہ تسلی دینے کو دیدار کرائے جاتے ہیں۔
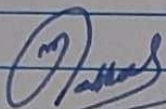
بنی رحمت ﷺ سرکار مدینہ کے در پر انوار لٹائے جاتے ہیں۔

بدکار یہاں جو آتے ہیں ابرار بنائے جاتے ہیں۔

روزہ رکھنے سے انسان متقی بنتا ہے۔ ہمارے جسم میں اخلاقی کمزوری بیماریاں ہیں۔ نگاہ میں بھی بیماری ہے۔ سوچ میں بھی۔ قلب بیمار ہے۔ ہمارا ادراک بھی بیمار ہو جاتا۔ انسان میں کئی اخلاقی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا رسول اللہ۔ ان کو روزہ رکھاؤ۔ روزہ رکھنے سے ساری بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ لعلکم تتقون۔ مسلمانوں رمضان پاک کا مہینہ۔ خدا جانتا ہے ہر ایک کا ہا ہنہ بنتی ہے۔ قرآن پاک منہ میں حلق کرتا ہے تو ہمارے دشمن کو کرتا ہے۔ نفس امارہ کو جو غلط کام کرتا ہے۔ رمضان پاک آ کر اس کا سر اکھاڑ دیتا ہے۔ اور محبوب کے غلام ایک طرف ہو جاتا۔ گویا محبوب کے قدموں سے غلام کا رابطہ ڈائریکٹ ہو جاتا ہے۔ جب کوئی نماز پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہے ۱۸ منٹ محال ہوتا ہے۔ وہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ کھڑا ہو کر قرآن سنتے ہیں۔ جدھر کان لگاؤ قرآن شریف کی آواز ہے۔ میں اپنی کیفیت بیان کرتا ہوں۔ خدا جانتا ہے۔ رمضان پاک گزار کر جب باہر نکلتا ہوں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی سایہ اٹھ گیا ہے۔ اب دھوپ بڑی تیز ہو گئی ہے۔ پہلے کوئی نخلستان تھا ہر طرف رحمت ہی رحمت ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی ذہنی کشمکش نہ تھی۔ کوئی ذہنی کرب نہ تھا۔ کوئی اضطراب نہ تھا۔ اس لئے مسلمان کی زندگی میں لمحہ بلمحہ بڑا اس کا قانون دستور بن جاتا ہے اٹھنا بیٹھنا چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا اسا مضا بطے کے ساتھ ہوتا ہے رابطہ حضور کے قدموں کے ساتھ ڈائریکٹ ہو جاتا ہے قرآن سن کر سونا۔ تو اس بوجھ کر بھی سوتے ہیں۔ سننے والے کا بھی بیڑا پار۔ پڑھنے والے کا بھی۔

Date:

اور پھر رمضان شریف کا روزے شروع ہو گئے۔ انسان مسلمان کا مشق شروع ہو گئی لیکن
کوتاہی تقصیر رہ گئی تو سلسلہ للعذر سے دور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معفور کا صدقہ حضور
کی غلامی میں رکھے۔ اور ہمیں رمضان پاک کی برکات کو حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے

۶ — ۴ — ۲۰۱۶ بدھ
۲۷ — ۶ — ۱۴۳۷
۱۰ — ۵۶ AM

Date: ۲-۴-۹۳

۸۱- شانِ رسالتؐ

آیت: یا ایہا الذین امنوا کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم = یا ایہا الرسل کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاً۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایمان عطا فرمایا۔ اور اس کی برکت سے انہیں پاک بنایا۔ اور
پاک ہونے والوں اور رہنے والوں کے لیے نفیس انعام تیار ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو پاک رہنے والے بہت پسند ہیں
رب تعالیٰ نے حضورؐ سے فرمایا۔ کہ اے محبوب کہ جو آپ مسجد قبا میں تشریف فرما ہوں وہاں
جلوہ گر ہوں۔ اس مسجد کا حق بنتا ہے کہ آپ وہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ فیہ رجال یحبون ان
یتطہروا۔ کیونکہ وہاں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جن کو پاک رہنا بڑا پسند ہے۔ ذکر مسجد کا ہے۔ تو
بنتا ہے تو یہ چاہیے تھا۔ کہ بیان ہوتا۔ فیہ رجال یحبون ان یصلوا فیہا۔ ان یسجدوا فیہا۔
ان یقیموا الصلوٰۃ فیہا ان یرکعوا فیہا۔ کہ وہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنہیں اس مسجد میں نماز
پڑھنا، سجدہ کرنا، رکوع کرنا۔ بڑا پسند ہے۔ مسجد جو حوالہ ہے۔ لیکن نماز رکوع سجدہ کا
حوالہ نہیں ہے۔ پاک رہنے کا حوالہ ہے۔ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا۔ وہاں لوگ رہتے
ہیں جنہیں پاک رہنے سے محبت ہے۔ ان دونوں باتوں کو ملائیں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ نماز بھی
اسی لیے اہم ہے۔ کہ یہ نماز پڑھنے والے کو پاک کرتی ہے۔ نماز پڑھے۔ لیکن پاک رہنے کا اہتمام
نہ کرے۔ اصل میں وہ نمازی ہے ہی نہیں۔ نماز پڑھنے کے لیے پاک ہونا ضروری ہے۔ جو لباس پہنا
ہوا ہے وہ لباس پاک ہو۔ انسان کا اپنا جسم بھی آلائشوں سے پاک ہو۔ اور جہاں سجدہ
کرے گا۔ وہ جگہ بھی پاک ہو۔ اور پھر اس سے آگے انسان جب پاک ہو کر پاک لباس پہن کر
حاضر آیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ اس کے گناہوں
کی میل کچیل دھو دیتا ہے۔ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا۔ وہاں وہ لوگ رہتے ہیں جنہیں پاک
رہنے سے محبت ہے۔ اور واللہ یحب المطہرین۔ اور اللہ کریم کو پاک رہنے والے پسند
ہیں۔ کہ درجہ وار بات ہو گئی۔ وہ لوگ پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو پاک رہنے
والے پسند ہیں۔ بات کیونکہ پاک ہونے پر آ گئی۔ اور سنیئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم
سے خطاب فرماتا ہے۔ اور ان کے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ سے کہ طہرا بیتی کہ اے
جلیل القدر رسول کہ طہرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود۔ اے میرے جلیل القدر پیغمبر
ابراہیم علیہ السلام اور اے اسماعیل علیہ السلام دونوں مل کر میرے گھر کو پاک کر دینا۔ طواف کرنے
والوں کے لیے۔ اعتکاف کرنے والوں کے لیے۔ رکوع و سجدہ کرنے والوں کے لیے۔ اللہ کریم اپنے گھر
کو بھی پاک فرماتا ہے۔ اور نبی کریمؐ کے گھر والوں کے متعلق فرماتا ہے۔ انما یرید اللہ ——

Date:

ترجمہ — اے اہلبیت رسول علیہ السلام اللہ کریم کا یہی ارادہ ہے کہ وہ ہر نجاست تم سے دور کردے اور تمہیں خوب خوب پاک رکھے — یہ آیات جو آپ نے سماعت فرمائیں ان میں کہ خدا تعالیٰ کو گھر بھی پاک پسند ہے۔ بندے بھی پاک پسند ہیں۔ کعبہ بھی پاک چاہئے۔ آل رسول بھی تو سارا انتظام پاک کرنے کا ہی ہوا نا — اب آیئے میرے آقا و مولا علیہ السلام کی بارگاہ میں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے هو الذي بعث — بس — اس آیت کریمہ میں رب کریم نے اپنی معرفت کا درس دیا ہے۔ لیکن وسیلہ مصطفیٰ علیہ السلام کا استعمال فرمایا ہے۔ ترجمہ حرف ایک پاک لفظ کا ہوگا۔ ویزکیہم — اللہ فرماتا ہے وہ وہ ہے۔ یعنی تمہارا معبود تمہارا رب تمہارا خالق وہ ہے جس نے دنیا کی آلودگی دنیا کی میل کچیل اور جبلی کمزوریوں سے ملوث ان پڑھوں کو سنوارنے سجانے اور پاک کرنے کیلئے شان والا رسول بھیج دیا ہے اور وہ رسول کیا فرماتے ہیں ویزکیہم انہیں پاک فرماتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سرکار کی جلوہ گری کا فیض اسے پہنچا جو پاک ہوگیا — کیونکہ حضور پاک کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ویزکیہم حضور پاک فرماتے ہیں۔ پانی تو ہے۔ پاک بھی ہے۔ لیکن اس پانی کے موجود ہونے کا فائدہ تو اسی کو ہوگا جس نے وضو کیا ہے۔ اب جس نے پانی ہوتے ہوئے استعمال ہی نہیں کیا۔ اس کے لئے تشنگی کا کیا فائدہ۔ محبوب دل کا کیا فائدہ — اس دائرے مستقیم کا کیا فائدہ۔ اسے فائدہ ہوگا جو وضو کرے گا۔ وضو کر لیا تو مسجد میں حاضری کا قابل ہوگیا۔ غسل کر لیا تو سنت ادا ہوگئی۔ لباس دھو لیا تو لباس پاک ہوگیا۔ اب جس نے پانی استعمال نہیں کیا اس کو پانی کا کیا فائدہ۔ وضو نہیں کیا۔ وہ مسجد میں نہیں آسکتا۔ تو بتایئے اس کو پانی کے موجود ہونے سے کیا فائدہ — حضور تو خدا کی رحمتوں کا خزانہ لے کر نہیں آئے بلکہ بن کر آگئے۔ لیکن جو ان کے صدقے سے پاک نہیں ہوا اسے مصطفیٰ سے کیا فائدہ ملا ہے۔ جو پاک نہیں ہوا۔ کیونکہ حضور پاک فرماتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جو ناپاک رہے۔ وہ بہت بڑے بدبخت ہیں۔ اور جو پاک ہوگئے ان کی عظمت کو فرشتے جھک کر سلام کرتے ہیں۔

جو ناپاک رہ گئے — جن پر اس پاک پانی کا چھینٹا بھی نہیں پڑا۔ وہ اگرچہ [illegible] کار نہیں ہے۔ لیکن ابو جہل ہے۔ اور جس پر چھینٹا پڑ گیا — وہ حبشی ہونے کے باوجود بھی کعبہ کی چھت پر کھڑا ہے۔ کعبہ شریف اس کے قدموں کے نیچے ہے۔ اور جب حضرت فاروق

Date:

اعظم یہ بات کرتے تو یہ نہیں کہتے تھے۔ کہ ہمارا آقا بلال ہے۔ وہ کہتے تھے سیدنا بلالؓ۔ جاء سیدنا بلال
عرب کا وہ سردار جس کی سرداری کو اپنے بیگانے مانتے تھے۔ وہ بلال کو اپنا سردار
کہہ کے بلاتا ہے۔ کیوں بلاتا ہے۔ بلال پر محبوب کے رشتوں کے سمندر کا قطرہ پڑ گیا
ہے۔ وہ پاک ہو گئے ہیں۔ کیونکہ حضور آئے ہیں کائنات کو پاک فرمانے کے لئے ـــ
اب قرآن شریف کا ایک اور فیصلہ سنئیے۔ رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قد افلح
من تزکی ـــ فیصلہ ـــ مجھے قسم ہے۔ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے میرے محبوبؐ
کا دامانِ کرم پکڑ کر اپنے آپ کو پاک کر لیا ـــ یہاں قد افلح ـــ قد تحقیقیہ مفید
قسم۔ رب فرماتا ہے مجھے میری قسم ہے۔ وہ کامیاب ہو گیا۔ جو محبوب کی نگاہِ کرم میں آ کر
پاک ہو گیا۔ جنہیں نبی پاکؐ نے پاک فرمایا۔ ان کی شکل بھی پاک ہو گئی۔ ان کی عقل بھی
پاک ہو گئی۔ ان کا لباس بھی پاک ہو گیا۔ ان کا جسم بھی پاک ہو گیا۔ ان کا من بھی
پاک ہو گیا۔ ان کی نگاہ بھی پاک ہو گئی۔ ان کے جذبات بھی پاک ہو گئے۔ ان کی سوچ
بھی پاک ہو گئی۔ اور اس قدر پاک ہوئی۔ کہ وہ لوگ پہلے بات کرتے تھے تو شعر نکلتا
بھی ان کی زبان سے ـــ اب جب وہ محبوب کی نگاہِ کرم سے ڈھل کر پاک ہو کر نکھرے اور
سنورے تو پھر ان کی زبان سے کبھی یوں بھی ہوتا۔ کہ لفظ انہوں نے اپنی سوچ پر کہا۔
لیکن خدا نے قرآن انہی لفظوں میں نازل فرما دیا۔ یہ کوئی ایک مقام نہیں ہے۔ علامہ جلال
الدین السیوطیؒ نے موافقاتِ عمر کا باب باندھا ہے۔ الحاوی للفتاوی میں۔ بیان نہیں
کروں گا کبھی اس موضوع پر خصوصی طور پر گفتگو جاری ہوئی تو ان شاء اللہ وہ بھی آپ کے
سامنے رکھوں گا۔ لیکن سرِدست یہ عرض کر دیتا ہوں۔ کہ فاروقِ اعظم کو بڑی فضیلت
ملی کہ کئی بھی ایسا ہوا۔ کہ حضرت فاروقِ اعظم نے نبی پاک کی بارگاہ میں بطور درخواست
بطور مشورہ کوئی بات کہہ دی۔ رب کریم نے من و عن انہی لفظوں کو قرآن کی صورت
میں حضور پر بطور وحی نازل فرما دیا۔ کیونکہ جی زبان پاک ہو گئی ـــ کہاں نرے یاسی
کانٹے۔ نرے عقارب نرے زنابیر۔ نرے حیات۔ نرے بچھو۔ نرے عقرب نری نجاست
اور جب رسول اللہ نے پاک کر دیا۔ تو اب کی بولی میں قرآن آتا۔ کہاں قرآن کریم۔ کہاں
عمر سے تکرار گفتگو۔ یہ کس کی برکت ہے؟ ابن خطاب کا نہیں، محمد پاک کی برکت ہے۔
کیونکہ حضور نے ان کو اپنے قدموں کی ٹھوکر میں رکھ کے پاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

Date:

فیہ رجال ___ المطہرین ___ کہ نبی پاک کے غلاموں کی شان رب تعالیٰ نے بیان کی ہے۔
کہ فیہ رجال ___ کہ مسجد قبا میں اس محلے میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جو پاک رہنے کو ___
اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اصل میں یہ لفظ جن معنوں میں بڑے جاندار لفظ
ہیں۔ وہ اس طرح پاکیزگی کا مفہوم اب گہرائی میں اترے۔ پاکیزگی کا اپنا کوئی وجود نہیں۔
جس کو آپ پکڑ کر اپنا لیں۔ یہ کہنا الحمد للہ پاک ہے۔ آسمان جو کہ اللہ پاک کی نشانیاں
رکھیں میں وہ پاک ہیں۔ تو یہاں ہیں کہ پاک ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پاکیزگی
کا تعارف اس کے محل سے ہوتا ہے۔ اصل میں مہک ایک مہک ہے لیکن اس میں جاذبیت
کم ہوتی ہے۔ جب اس کا محل دیکھیں۔ یہ پھول مہکے تو پسند ہے۔ اگر اس کا کوئی محل
نہ ہو۔ تو یہ مہک کا تعارف کیسے ہوگا۔ مہک ایک عطر ہے پھول اس کا جوہر ہے پاکیزگی
عرض ہے۔ آپ کے کہنے اس کا جوہر ہیں۔ جوہر ہو تو عرض کا پتہ چلتا ہے۔ اگر پاک ہو تو
پاکیزگی کا پتہ چلتا ہے۔ خدا فرماتا ہے واللہ یحب المطہرین۔ محبوب تیرے غلاموں کو پاک رہنا پسند
اور مجھے پاک رہنے والے پسند ہیں۔ مقصد کیا۔ کہ یہ نہایت عظیم لوگ ہیں۔ کہ تیری نگاہ کرم
میں آکر ان کا مزاج اور میرا فیصلہ ایک ہو گیا ہے۔

عرب کے شاہسواروں۔ تمہاری قدموں کی دھول کے صدقے۔ جن کو حضور پاک
نے خدائی مزاج عطا فرمایا ہے۔ انہیں پاک رہنا پسند ہے۔ اصل میں پسند خدا
کو پاکیزگی ہے۔ اب یہ جلوہ جہاں بھی آئے گا خدا کو وہی پسند ہوگا۔ کیونکہ خدا سبحانہ ہے
سبحان الذی اسریٰ ___ سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علوا کبیرا ___
سبحان ربک ___ یصفون ___ تسبح لہ السماوات السبع والارض وما
فیھن ___ بحمدہ ___ تفقہون۔ ہر طرف تسبیح تسبیح ہے۔
اللہ پاک ہے۔ سبحان اللہ کا معنیٰ ہے ___ فیہ رجال ___ دونوں کو ملاؤ۔ سبحانہ
___ اللہ پاک ہے۔ فیہ رجال ___ کمال والے محبوب تیرے غلام پاک رہنا پسند کرتے ہیں
محبوب آپ نے عرب کے بدوؤں کو اپنی نگاہ میں رکھ کر خدائی مزاج دے دیا ہے۔ جسے پاک
رہنا پسند آتا ہو وہ معصیت کی لذت سے بالکل محروم ہے۔

اللہ پاک ہے اللہ کا گھر ___ خود خود پاک ہے۔ کسی نے پاک نہیں کیا۔ خانہ کعبہ پاک ہے مستقل
پاک ہے۔ وہ پاک ہونے میں کسی پاک کرنے والے کا محتاج نہیں ہے۔ لیکن جب انسان کو

Date:

کی بالائی آئی تو توڑ دیا محبوب نے اسے تو پاک کر دیا۔ چنانچہ میں تشبیہ نہیں دیتا۔ مسئلہ سمجھانے کے لیے۔ اسم کا رکھ دست کرم میں چھڑی ہے چھڑی پکڑنا رسول پاک علیہ السلام کی سنت ہے۔ اتخذ العصا سنت الانبیاء۔ ما تلک بیمینک یا موسیٰ۔ ہاتھ میں چھڑی پکڑنا رسل علیہم السلام کی سنت ہے۔ اور میرے آقا علیہ السلام کے دست کرم میں چھڑی ہے اور بیت اللہ شریف کا صحن ہے۔ خانہ کعبہ کا مسجد ہے۔ میرے آقا تشریف فرما ہیں۔ بت کھڑے ہوئے ہیں کعبۃ اللہ کی دیواروں پر۔ کعبۃ اللہ کے صحن میں۔ چھت پر۔ رسول اعظم کو رب کا حکم ہے۔ محبوب گھر میرا ہے۔ لیکن منتظر تیرا ہے۔ انتظاری تیری ہے۔ خدا کو محبوب کی شان کیسی پسند ہیں۔ فرماتا ہے گھر میرا ہے۔ لیکن میں چاہوں تو قدرت کے ساتھ پاک رکھتا ہوں۔ کون ہے جو میرے گھر بت کی نجاست کرے۔ محبوب کی شان دکھانی کو رب کریم تین سالوں تک بتوں کی نجاست کو اپنے گھر میں دیکھا۔ باہر نہیں پھینکی۔ تو ہم یہ بھی معاذ اللہ نہیں کہتے کہ خدا کو بت پسند تھے۔ یہ بھی بات غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بت پسند نہیں ہیں۔ لیکن اس کے گھر میں تھے یا نا — اگر کوئی بے حیا یہ دلیل نکالے کہ پتہ چلا چونکہ چنانچہ وہاں جو ہو وہ خدا کو پیارا ہے — لوگ یہ بھی دلیل لیتے ہیں۔ کہ اگر فلاں وہاں نہ ہوتا۔ اگر وہاں اچھا نہیں تھا۔ وہاں کیوں ہے۔ تو پتہ چلا کہ خدا کو پسند ہے — وہاں تو بت رہے صدیوں رہے۔ وہ بت خدا کو پسند تھے۔ بے نیاز ہے۔ چاہے تو ذرہ ذرہ مائل کر دے۔ چاہے تو اپنے گھر میں تین سو ساٹھ بتوں کی نجاست پڑی رہے پرواہ ہی نہیں کرتا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ کمزور ہے۔ میں عرض کرتا ہوں۔ وہ حکم مطلق ہے۔ اس نے کہا محبوب سب کچھ میں آپ کا سنوار لوں۔ تو مجھے دیکھنے کا کیا فائدہ میں نے تو اس لیے کائنات سجائی ہے۔ اب یہ گھر جائے تو تو ٹھوکر مار کر آئے میری مخلوق کو پاک کر دے — حتیٰ کہ خدا کا گھر بھی محبوب کے بغیر پاک نہیں ہوتا۔ تو جب ان کے بغیر خانہ کعبہ پاک نہیں ہوتا۔ تو تو کیا ہے بندہ کہ تو نہیں سکتا۔ اس کے بغیر۔ تو کیسے پاک ہو جائے گا —

جو پاک ہوئے ہیں وہ محبوب کی نگاہ سے پاک ہوتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے دست کرم میں چھڑی ہے۔ حضور اپنے عصا کے مبارک کا اشارہ کرتے ہیں۔ بتوں کی طرف اور پڑھتے ہیں۔ قل جاء الحق — حق آگیا۔ باطل چلا گیا۔ باطل میں کوئی دم

ہم نہیں کہ کہ آخر اس کو جانا ہی جاتا ہے۔ گھر پاک کر دیا میرے آقا علیہ السلام نے۔ خدا بھی
پاک اس کا گھر بھی پاک نبی علیہ السلام بھی پاک قرآن شریف بھی پاک یہ سب پاک ہیں اور
خدا کو پاک رہنے والے پسند ہیں۔

جب اللہ کہہ رہے ہو اس کا استعمال ہم پاک زبان کے لئے کیا ہے۔ تو اب خدا کا حکم سنیے
یاایھاالذین امنوا اے ایمان والو۔ کیسا پیارا خطاب ہے۔ کیسا پیارا نام ہے۔ جس نام کو
سنتے ہی الحمد للہ رب العالمین۔ یقین ہو جاتا ہے۔ کہ خدا راضی ہے۔ (B) ۔
۔ جب باپ اپنے بیٹے کو بلائے۔ پیارے بیٹے بچے ادھر آؤ۔ یہ راضی ہونے کی دلیل ہے کہ ناراضی۔
—— بشرطیکہ بلانے والا جب بلا رہا ہے اس سے راضی ہے —— اور اگر کہے کم بخت ادھر آ۔
او بدبخت (ادھر آؤ) ہے تو پھر بھی بیٹا۔ یہ ناراضگی کی دلیل ہے۔ یہ انداز اور ہے۔ میرے پیارے
بچے۔ یہ انداز رضا کا ہے۔

باقی کائنات کو خدا یاایھاالناس فرماتا ہے۔ یابنی آدم۔ یااھل الکتب فرماتا
ہے۔ لیکن محبوب کی امت کو یاایھاالذین امنوا فرماتا ہے۔ اے ایمان والو۔ جب پیارے والے
نام سے بلائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا حضور کے غلاموں سے راضی ہے۔ بڑے پیارے نام سے
یاد کیا۔ کیونکہ بخشش اسی پر ہوگی۔ بخشش ایمان پر ہوگی۔ اہل کتاب ہونے پر بخشش
نہیں۔ آدم کی اولاد ہونے پر بخشش نہیں۔ ابن آدم ہونے پر بخشش نہیں۔ لوگوں میں
ہونے پر بخشش نہیں۔ یاایھاالذین امنوا ہونے میں بخشش ہے۔ اے ایمان والو۔
ایسے میرے وہ بندو جن کو میں بخشش کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ معنوی مرادی ہے ہے
لیکن لگ امنوا۔ دیکھنا ایمان کے مزاج پر خلل نہ پڑے۔ ایمان کی نزاکت مخمل نہ ہو
ایمان کا مزاج نہ بگڑنے پائے۔ ایمان کا رخ نور داغ دار نہ کرنا۔

ماں اجلا لباس پہنا کے بیٹے کو بھیجتی ہے بیٹے جاؤ عید کی نماز پڑھو۔ جاؤ عید
الملک پڑھو۔ لیکن ماں کے شفقت جذبات یہ ہوتے ہیں۔ بیٹے خیال کرنا کیچڑ نہ پڑ جائے۔
بیٹے دیکھنا گند کا نہ پڑ جائے۔ لباس نیا۔ لباس اجلا۔ ماں نے بھوک کے باوجود مزدوری
کر کے بچے کو لباس اجلا پہنایا۔ اور ماں کی تمنا یہ ہے۔ کہ میرے بچے کا لباس داغدار نہ ہو۔
خدا فرماتا ہے رسول اللہ کے غلاموں۔ کہ وہ دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ میں نے ان کو ایمان بخش دیا۔
تمہیں ایمان کا لباس پہنا دیا ہے یہ شرم کرنا داغ نہ لگ جائے۔

Date:

یا بنی آدم میں نے تمہارا نام نہیں رکھا۔ یا ایہا الذین امنوا۔ اے ایمان والو۔ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت ——— عملًا۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں نے ایمان کے مزاج کے مطابق عمل کیے۔ تم کوئی کوشش نہ کرنا کہ ہمیں کوئی اونچا درجہ ملے۔ جب میں نے تمہیں ایمان خود دیا ہے تو تمہارے درجے بھی میں خود بلند کروں گا۔ جو اللہ کی بارگاہ میں حاضر آئیں۔ ایمان لے کر اور ایمان کے تقاضوں پر عمل کر کے آئیں ان کے درجے بلند کروں گا۔ چیونٹی کیلئے یہ کرسی بہت بلند ہے لیکن میرے لئے بھی بلند ہے۔ کیونکہ میرے قد سے تو چھوٹی ہے۔ ایک کی نسبت سے کدر (؟) ہے کسی نسبت سے نہیں۔ ایک آدمی کہتا ہے فلک بوس پہاڑ۔ ٹھیک کہتا ہے کیونکہ وہ نیچے کھڑا ہے۔ اور ایک ہوائی جہاز پر بیٹھا ہے۔ محو پرواز ہے۔ وہ لوگ زمین پر کھڑے ہو کر پہاڑوں کو ایسے دیکھتے ہیں۔ اور ہوائی جہاز والے پہاڑوں کو ایسے دیکھتے ہیں۔ اب اس کے لئے کوہ ہمالیہ فلک بوس نہیں ہے ——— وہ بہت اونچا جا رہا ہے۔ ہم یہی دیکھیں گے کہ اونچا کیا ہے وہ یہ دیکھیں گے کہ کس کی نسبت سے اونچا ہے۔ سبح اسم ربک الاعلی ——— اللہ کہتا ہے میرا بندہ۔ اے اعلیٰ رب کی تسبیح پڑھ۔ اعلیٰ بمعنی بہت اونچا۔ جو رب بہت اونچا ہے۔ جس کے سامنے عرش بھی نیچے ہے۔ وہ اتنا اونچا ہے کہ لا امکان بھی نیچے ہے۔ جب وہ فرمائے۔ جو ایمان اور عمل صالح لے کر آئے۔ ان کے درجے بلند ہیں ——— کتنے بلند ہیں بتاؤ ——— کوئی پیمانہ بتاؤ

کہ مدینے کا شہنشاہ تو وہ ہے جو وہ تو سید الرسل ہیں۔ وہ تو ہادی سبل ہیں۔ وہ تو امام کمل ہیں۔ وہ تو رحمت عالم ہیں۔ وہ تو نور مجسم ہیں۔ وہ تو شفیع محشر ہیں۔ وہ تو امام ہر رسول ہیں۔ اس مرد مومن جس کے درجے خدا بلند کرے۔ اس کی کسی تعالیٰ کی کوئی حد نہیں۔ فاولئک لہم الدرجت العلی۔ یہاں درجہ نہیں ہے۔ جس کا ایک درجہ اونچا ہے اس کی کوئی حد نہیں۔ اللہ فرماتا ہے درجت العلی جس کو خدا بلند کرے۔ اس کی کوئی حد نہیں۔ یہاں جب درجت العلی کی علو کی حد نہیں یہاں درجات کی گنتی کی بھی کوئی حد نہیں ہے۔ بلکہ جمع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے جمع قلت۔ اور ایک ہے جمع کثرت۔ یہ درجت جمع کثرت کا وزن ہے قلت کا نہیں۔ اردو فارسی انگلش ان میں دو کو جمع کہتے ہیں۔ لیکن عربی میں ایک اور دو جمع نہیں ہے عربی میں۔

Date:

دو کو تثنیہ - تین کو جمع کہتے ہیں۔ ایک اور تین کے درمیان جو درجہ ہے نا دو کا -
باقی زبان والے اس کو جمع کہتے ہیں۔ لیکن عربی والے اسے تثنیہ کہتے ہیں۔ پھر تین سے جمع کا
مرتبہ شروع ہوتا ہے۔ اب جو جمع قلت ہے - وہ تین سے شروع ہو کر ۹ نو تک
ہے - اور جمع کثرت تین سے شروع ہو گئی۔ تین بھی جمع - تین سو بھی جمع - تین ہزار
بھی جمع ——— وغیرہ ۔ اور خدا فرماتا ہے لکل درجت پر سوال یہ ہے کہ اللہ
کے ولی کے درجات کتنے ہیں - یہ تو درجات ہیں ان کی گنتی نہیں - میں کہتا ہوں کہ خدا نے
جو ولی کو ایک درجہ دیا ہے - اس ایک درجے کی پیمائش کیا ہے - ایک درجے کی پیمائش
نہیں ہو سکتی - اور درجات کی گنتی نہیں بیان کر سکتا - مجھے تو نہیں پتا کہ حاجی [illegible]
حسن اور کس شان کا مالک ہے - مجھے تو پتہ نہیں کہ فرید پاک کس بلندی پر جلوہ گر ہے
اور جن کے منگتوں کی دھول تک تو نہیں پہنچ سکتا - مدینے کے شہنشاہ کو تو کیا سمجھے
کہ کس مرتبے کا ہے -

بلغ العلی بکمالہ ——— دنیا کے اسلام کا نامور شیخ صوفی - عالم ربانی -
امام الواصلین - شیخ الکاملین - بدر العرفا - صدر الازکیا - فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ
منطق الطیر میں فرماتے ہیں - حضور کے دربار کی عظمت کو تو کون بیان کر سکا - البتہ
لوگ ایک بات کہا کرتے ہیں - کہ بیٹے کی نشست و برخاست سے پتہ چلتا تھا کہ باپ
کیسا ہے - نیکوں کی اولاد نیک ہی ہوتی ہے - اللہ کرے ہمارے بچے نیک ہوں ———
سنا ہے دست سے پتہ چلے گا کہ بہشتی کتنا ہے - کرم سے پتہ چلے گا کہ کریم کیسا ہے - اور
شیخ عطار فرماتے ہیں - کہ میں نے نبی کریم کے جلوے کی ایک جھلک دیکھا تو جبریل سے میں
نے حضور کا رنگ ملکتا دیکھا ہے - فرمایا ——

جبرائیل از دشت او شد خرقہ دار
در لباس دحیہ خواستہ آشکار

ہمیں آقا کے کرم کی یہ ایک جھلک ہے - کہ مدینے پاک کی گلیوں میں جبرائیل دحیہ کلبی کی شکل
میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے - دستار دیکھ کر - ٹوپی دیکھ کر داڑھی مبارک شریعت کی
حد کے مطابق دیکھ کر - لوگ کہتے ہیں ہم یہ فلاں سلسلے کا مرید ہے - پتہ چل جاتا ہے
اس سلسلے سے وابستہ لوگوں کی داڑھیاں ——— جیسے کہ اپنے شیخ کی ہے

Date:

فرشتہ ملا ہو۔ اور اس فرشتے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کس کا غلام ہے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مدینہ پاک کی گلی میں دحیہ کلبی کو دیکھا گیا۔ عرض کی آقا یہ دحیہ تو نہ تھا یہ دحیہ نہیں تھے۔ یہ جبرئیل تھے۔ در لباس دحیہ

جبرائیل امین علیہ السلام سید الملائکہ ہو کر بیت المعمور کا خطیب ہو کر شب باز سدرۃ ہو کر۔ انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ میں مربی ہو کر۔ عظیم المرتبت ہو کر شہ اور جود صحابہ کرام نے میں شکل اختیار کرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے دیکھا۔ کہ جس لباس میں دحیہ کلبی پھر رہے ہیں۔ وہی شکل والا لباس جبرائیل کا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرے آقا شیخ بن میں نہ شیدا ہیں۔ اور نہ ہی حاجت روا ہیں۔ ٹھیک ہیں محتاج ہیں۔ آقا رسول اللہ ہیں۔ یہاں صدیق اکبر کا رنگ یہاں جبرائیل بن میں رنگ ڈھنگ سب کچھ کا اپنا

ایک ہے بیت المعمور۔ دوسرا بیت اللہ۔ بیت المعمور آسمانوں پر ہے۔ اور بیت المعمور فرشتے کا کعبہ ہے۔ اور مکے شریف میں جو کعبہ ہے۔ وہ حضور کے غلاموں کا کعبہ زمین پر۔ دوسرا کعبہ آسمانوں پر۔ یہ کعبہ زمین کے اوپر۔ وہ کعبہ ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے وہاں منہ کرتا فرشتہ نماز۔ ادھر منہ کرتے حضور کے غلام علاوہ نماز پڑھتے ہیں۔ میلوں کے اعتبار سے پیمائش کے اعتبار سے بیت المعمور عرش پاک کے قریب ہے۔ کیونکہ سب ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے۔ جبرئیل کا سدرہ بھی نیچے ہے بیت المعمور اس سے بھی وراء ہے۔ ملائکہ منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ وہ فرشتوں کا کعبہ یہ میرے آقا کے غلاموں زمین والوں کا کعبہ۔ ان لوگوں کو کیا ایمان ملا جو میرے آقا کی نگاہ پہ پابندیاں بٹھاتے ہیں۔ بیت المعمور کی معلومات اس طرح ہے اگر آسمانوں کو درمیان سے نکال دیں۔ اور بیت المعمور نیچے آئے تو ٹھیک خانہ کعبہ کے اوپر آئے۔ یہ اب بھی نگاہ اس کرتا ہے کہ نبی کو نظر نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے یہ فضا کعبہ ہے۔ کہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش العلیٰ تک کعبہ ہے۔ اور یہاں سے یہ مسئلہ بھی نکلتا ہے۔ کہ جہاں ایک مرتبہ مسجد بنا لو اس کو تو الشہر نہیں کر سکتے۔ اس کو وہاں سے منتقل نہیں کر سکتے۔ جہاں مسجد بن جائے۔ وہ تحت الثریٰ سے لے کر عرش معلیٰ تک مسجد ہی مسجد ہے۔ اس کو وہاں سے بدلا نہیں جا سکتا۔ مسئلہ پوچھتے ہیں۔ آسمانی ملک سے نکل کر مالک حقیقی کی بارگاہ تک

Date:

وہاں سے کسی کی طاقت ہے۔ اور یہ صدقہ سارا کعبے شریف کا ہے۔ کیونکہ کعبے کی فضا عرش
سے لے کر تحت الثریٰ تک ہے۔ لیکن جو آسمانوں سے اوپر ہے وہ بیت المعمور ہے۔ اور
جو زمین پر ہے وہ بیت اللہ ہے۔ حالانکہ عقل خیال کرتی ہے کہ پھر بیت المعمور وہ ہونا چاہیے
تھا جو عرش کے قریب ہے۔ یہ بیت المعمور ہو جاتا۔ یہ خاکدان عالم میں تھا۔ لیکن محبوب
نے فرمایا بھئی یہ بیت المعمور نہیں کہ یہ میرا کعبہ ہے۔ وہ بیت المعمور ہے۔ یہ میرا کعبہ ہے۔ وہ عرش
اللہ کے قریب۔ عرش کے قریب اگرچہ وہ گھر ہے۔ اسے معمور کہنے دو۔ یہ اس لئے میرا گھر ہے۔
اس لئے یہ محمد عربی کی جلوہ گاہ ہے۔

جو مکے شریف میں ہے جو میرے محبوب کا میلاد خانہ ہے۔ محبوب کا میلاد یہاں ہوا ہے۔
جہاں محبوب ہوگا محب کا گھر بھی وہیں ہوگا۔ سمجھ میں آتی۔ جہاں مصطفیٰ کی جلوہ
گری ہے خدا کا گھر بھی وہیں ہے۔ اسی لئے اسے بیت اللہ قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے۔ اور ایمان والوں کو بڑی عظمتیں
عطا کی ہیں۔ یہ ساری برکتیں ایمان کی ہیں۔ یا ایہا الذین امنو کلو من طیبت ———
تعبدون ۔ ایمان والو۔ ہم نے جو کچھ تمہیں دنیا میں دیا ہے۔ سب کچھ نہ کھایا کرو پاک پاک کھایا
کرو۔ میں نے تمہیں ایمان دے کر تمہارا دل پاک کیا ہے۔ کلمہ دے کر تمہارا جسم پاک کیا۔ محبوب
بھیج کر تمہارے سراپا کو منور فرمایا۔ تمہیں قرآن دیا۔ تمہیں قرآن والا محبوب علیہ السلام دیا۔
اب کیا کرو۔ کلو من ——— تعبدون ——— پہلا نتیجہ یہ نکلا۔ پاک رزق کھانا مسلمان ہونے
کی دلیل ہے۔ اگر یہ نتیجہ غلط ہے۔ تو ہمیں مجرم کی طرح پٹہ اپنے گلے میں ڈالے ہوئے ہوں۔ کوئی طاقت
والا آئے۔ اور کھینچ کر گھسیٹے۔ کہ غلط لکھا ہے۔ لیکن دنیا میں کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا جو کھینچ
سکے۔ اس لئے کہ بندہ ناچیز نے اپنے ٹوٹے پھوٹے لفظ نہیں عرض کئے۔ میں نے قرآن شریف پڑھا
ہے۔ اور قرآن پاک نے فرمایا یا ایہا الذین امنو ——— ایمان والو۔ پیدا تو سبھی کچھ ہمیں کیا
ہے۔ پر سب کچھ میں نے تمہارے کھانے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ پاک پاک چیزیں پیدا کی ہیں۔
معلوم ہوا ایک طرف ایمان دوسری طرف پاک شے۔ مثال لوہا صحیح ہے تو مقناطیس کشش کرے
یا نہیں۔ اگر مقناطیس اس کو نہیں کھینچتا۔ کیا کہیں گے کہ یا تو مقناطیس غلط ہے یا یہ
لوہا نہیں ہے۔ اللہ فرماتا ہے ایمان والو پاک کھاؤ۔ اگر مسلمان مسلمان ہو کر پاک نہیں کھاتا۔
یا تو سمجھو یہ مسلمان نہیں یا سمجھو خدا نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا۔ حالانکہ جو یہ کہے کہ مسلمان نہیں

Date:

وہ بھی ہوا - جو ہوتا ہے کہ خدا نے پاک پیدا ہی نہیں کیا وہ بھی ہوا -

— ٥ —

جمعرات

۷ — ۴ — ۲۰۱۶

۲۸ — ۶ — ۱۴۳۷

۱ — ۰۲ — ۰۴ PM

۳۴ 503

Date: ۲۳-۱۲-۰۵

۸۲۔ حضرت سیدنا بلال رضی

۸۹؎ اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَ اللّٰہِ اَتقٰکُم — حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معمول شریف کے مطابق سیدنا
بلال رضی اللہ عنہ کعبۃ اللہ کی چھت مقدس پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے نام
پاک کو اذان کی شکل میں بلند فرما رہے ہیں۔ اور یہ آپ کے نام کا ایسا خصوصی انعام ہے کہ
چار دانگ عالم میں ہزاروں سالوں سے صدیوں سے مشہور رہا ہے۔ اب بھی ہے رہے گی۔
قیامت تک رہے گا۔ کہ اذان بلال حالانکہ نبی رحمت علیہ السلام کے زمانہ پاک میں قاری
ہیں اور غلام بھی اذان دیتے تھے۔ کبھی سفر میں ضرورت ہوتی تو ان کو بھی حکم مل جاتا۔ اور
اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کی تحقیق کے مطابق ایک سفر میں خود حضور نے بھی اذان فرمائی۔
لیکن معاذن ہے۔ مخصوص ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے نام پر (اذان بلال) حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ زندگی بھر آرزو میں رہے۔ اپنے دور خلافت میں کہ مجھے اذان کا موقع ملے۔ لیکن
کاروبار خلافت اتنا مسلسل کے سا تھا تھا — کیونکہ ہزاروں سیکڑوں مربع میل پر پھیلی ہوئی
مملکت اسلام اس کا ظاہری اور باطنی نظام جو تھا وہ آپ ہی کے دست کرم میں تھا۔
شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ خلفاء راشدین ظاہر کے بھی خلیفہ تھے۔ اور باطنی نظام بھی
حضور کے صدقے کی انہی کے تصرف میں بھی تھا۔ موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ اس لیے آپ فرماتے
لولا الخلافۃ لاذنت — اگر خلافت کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوتی تو میں مسجد نبوی شریف میں
اذان دیا کرتا۔ لیکن میرے کندھوں پر خلافت کا بوجھ ہے۔ مجھے وہاں سے فرصت نہیں ملتی۔ اس
واسطے مجبوری ہے۔ ورنہ دل چاہتا ہے۔ کہ میں اذان دوں۔ وہاں سے آپ اندازہ کریں
کہ یہ کلمہ اذان کتنی عظیم ہے۔ جب فتح مکہ کے دن اذان آپ نے دی اور کافروں نے مذاق اڑایا
آپ نے اذان دی۔ اور اذان آپ کے لیے اب کریمی آپ کی عظمت کا نشان بن گئی۔ ادھر کافروں
نے الفاظ بولے کہ یہ ایسا ہے ایسا ہے — حدیث پاک کے مطابق کفار نے مذاق کیا۔ رب
کریم نے حضرت بلال کی شان میں آیت شریفہ نازل فرمایا — قرآن پاک کے یہ الفاظ اس
وقت اترے ہیں۔ ان اکرمکم — اللہ کریم نے فرمایا۔ تم میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں وہ مکرم ہے۔ جو زیادہ خوف خدا رکھتا ہے۔ اتقٰی۔ تقیٌّ بھی نہیں فرمایا متقی
بھی نہیں فرمایا۔ چونکہ اکرم افعل تفضیل ہے۔ اس کے جواب میں رب نے اتقٰی۔ افعل
تفضیل استعمال فرمایا۔ کہ سب سے زیادہ مکرم۔ سب سے متقی جو وہ ہو کا لمحہ اگر پوچھو کہ کون
ہے تو فرمایا دیکھو کعبے پر کون کھڑا ہے — اپنے کوٹھے کی چھت پر کون چڑھ کے دیتا ہے

Date:

— یہی بڑی بات ہے۔ کہ کسی آکے مہمان کیلئے یہاں چبوترے پر چارپائی بچھی ہے کہ وہ بھی بیٹھ جا۔ ابھی آتے ہیں ملتے ہیں۔ یہی بڑی بات ہے۔ کوٹھے کی چھت پر چڑھے گا۔ جو اندر داخل ہوگا۔ اندر نہ داخل ہوا جو بندہ ایسا ہو۔ جس میں اجنبیت نہ ہو۔ غیریت نہ ہو۔ جس میں قطعاً کوئی غیر شناسائی کا رنگ انداز بھی نہ ہو۔ تو وہ داخل ہوگا۔ اور پھر وہاں سے چلتے چلتے کعبۃ اللہ کی چھت پر۔ ان اکرمکم عند اللہ —— اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ مبارک الفاظ نازل فرمائے۔ چنانچہ ہدایت —— سرکار بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دے کر اللہ رسول کا نام اونچا کر دیا۔ وہ جب فارغ ہوئے تو میرے آقا علیہ السلام نے خدا کی آیت پڑھ کر بلال کا نام اونچا کیا۔ ان اکرمکم ——

اللہ والو۔ دور کی منزلوں کے لئے۔ سفر بھی بڑا لمبا ہوتا ہے۔ مشکلات بھی بڑی ہوتی ہیں۔ یہاں پہنچنے تک پتہ نہیں حضرت بلال پاک کو کتنے پہاڑ جو تھے آزمائش کے وہ سر کرنا پڑے۔ کتنی الجھنوں مشکلوں کو ویلکم کیا۔ خوش آمدید کہا۔ اور شرح صدر سے برداشت کیا۔ منہ بحال ہو کر نہیں۔ جوان مرد ہو کر برداشت کیا۔ چنانچہ رب کریم نے بلال کی لاج کے ان لفظوں کو ان کے لئے آج کے لمحے کی انتظار رکھی —— اکرمکم عند اللہ —— تم میں سب سے معزز وہ ہے۔ جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔ صبح کی نماز کا وقت ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم —— مسجد نبوی شریف میں تشریف فرما ہیں۔ نماز فجر ادا ہو گئی۔ اور نماز فجر کی اذان حضرت بلال پاک دیا کرتے تھے۔ ایک صحابیہ انصاریہ تھیں ان کا مکان متصل تھا مسجد نبوی کے۔ مشرق کی طرف۔ اس وقت کوئی مینار تو تھا نہیں۔ اس لئے آپ اس خاتون کے مکان کی چھت پر بیٹھ جاتے۔ میں عرض کروں۔ خاتون اجنبی تھی۔ رات پچھلی اور اس کے گھر کی چھت پر۔ کون داخل ہو سکتا ہے۔ جو خاتون کے گھر میں پچھلی رات اور پھر اس کے چھت پر جائے۔ اور آج اگر ایسا ہوگا تو لوگ کسی کی تو پھر جائیں گا۔ اور پچھلی سمت سے باہر سے چڑھے تو غیر مناسب سا ہے۔ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ یہ تو بحث نہیں ہو سکتی کہ سرکار بلال کیسے آتے۔ لیکن آیا کرتے تھے۔ ہر روز کا معمول یہ تھا۔ لیکن اس خاتون نے بھی محسوس نہ کیا جانتی تھی یہ بے موذن بڑا عظیم ہے۔ اس کو تو رب نے اپنے گھر کی چھت سے نہیں روکا میں کیوں روکوں اس کو —— چنانچہ چھت پر بیٹھ جاتے۔ اور بیٹھتے سورج کے طلوع کی سمت کو منہ کر کے۔ مشرق کی طرف۔ پوہ پھوٹتی۔ تو اذان کی تیاری کرتے۔ کہنا یہ ہے۔ اذان ہوتی پھر مسجد شریف میں آتے۔ پھر ایک اور دو نوافل بھی دیا کرتے تھے۔ جب جماعت کا وقت ہو جاتا۔ پھر حضور

Date:

کے دروازہ پاک پر کھڑے ہو کر ندا دیا کرتے تھے۔ یہ خبر تو نہیں ہے نا۔ لیکن غلامی کرتے ہیں۔ کہ
جو حضور کے دروازے پر روز صبح کھڑے ہو کر آقا کریم کو یہ عرض کرنے کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے کہ
حضور نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ باقی کائنات کیلئے اذان دے دی۔ حضور کے لیے یہاں اعلان کرتے۔
دروازہ پاک پر کھڑے ہو جاتے۔ اور نبی پاک ﷺ حضور کے دروازے پر آ کر عرض کرتے حضور نماز کا
وقت ہو گیا ہے۔ عرض کرتے ہیں سرکار باہر تشریف لے آتے ہیں۔ آگے آگے حضور ہوتے پیچھے پیچھے بلال
ہوتے۔ یہاں سے ایک مسئلہ اور بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ جو شخص حضور کی بارگاہ میں آ کر پیغام دیتا ہے۔
کہ جناب یہ وقت ایسا ہے۔ اب یہ ٹائم ہو گیا ہے۔ تو اس کے متعلق مت کوئی سوچے کہ حضور کو علم
نہیں ہے۔ کہ اب در مصطفیٰ علیہ السلام پر تو اذان ہو گئی ہے۔ کائنات کا آقا مولیٰ مصطفیٰ پر جلوہ گر ہے۔
ام المومنین طیبہ عائشہ صدیقہ آپ فرماتی ہیں۔ کہ جب نبی پاک ﷺ قیام لیل سے فارغ ہوتے اور ادھر
نماز کا وقت بھی قریب ہوتا۔ اگر میں اس وقت جاگتی ہوتی تو میرا آقا میرے پاس بیٹھ کر میرے ساتھ گفتگو
فرمایا کرتے۔ یہ بھی پاک ساتھ شوہر کی گفتگو کے معیار پر نہیں ہے۔ گھٹیا سوچ ہے اگر کوئی سوچے
تمہاری گزارش میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اسے تولے۔ نبی پاک علیہ السلام۔ اگر میں جاگتی ——
اور اگر میں آرام کر رہی ہوتی۔ تو حضور علیہ السلام اپنے پہلو پر ذرا لیٹ جاتے۔ اور کچھ سستا کر پھر بلال
بھی آ جاتے۔ عرض کرتے حضور جاتے۔ کیونکہ رات رات بھر حضور اللہ کو نماز نفل پڑھتے۔ یہ حضور
ہی کر سکتے ہیں اور کوئی نہیں کر سکتا۔ یہاں شیخ محقق نے بھی بحث کی ہے۔ ملا علی قاری بھی بحث
کرتے ہیں۔ اس بات میں راز بھی کیا ہے۔ اگر میں جاگتی ہوتی تو حضور علیہ السلام ——
اگر میں آرام —— اس کی کیا وجہ ہے۔ فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے جو لمحے
صلوٰۃ لیل میں گزرتے تھے۔ اس وقت خصوصیت کے ساتھ۔ آپ پر مسلسل تجلیات کا ورود ہوتا
ہے۔ تجلیات نورانی روحانی عرفانی القائی۔ رحمانی وہ مسلسل بارش ہوتی حضور پر۔ سرکار کلیم
کی عظمت پہ کہ دیکھو سلام انہیں ایک جلوہ ملا بے ہوش سر زمین پر تشریف لے آئے اور یہ
آقا کا سینہ ان جلووں میں لبریز ہوتی تھی۔ مسلسل بارش ہوتی ہے۔ اور جس وقت باہر تشریف
لانے کا وقت ہوتا ہے۔ فرماتے اسی طرح باہر آ جاتے تو کون دیکھتا۔ کیونکہ جناب موسیٰ علیہ السلام سے
رب کریم نے فرما دیا تھا۔ اے میرے کلیم۔ چہرہ پاک پر پردہ ڈال لو۔ کوئی آپ کو دیکھ نہیں سکتا۔ جو
دیکھے گا اندھا ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ تجلی جو طور پہ پڑی۔ جس نے طور کو جلا دیا۔ جناب موسیٰ
علیہ السلام بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لائے۔ وہ تجلی کو کی معلوم نہ تھا خدا جانتا ہے کہ کلیم

Date:

پاک کا جسم جو ہے یہ طور پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط تھا۔ وہ تو جل کر خاک ہو گیا یہ سلامت تو ہے
نا۔ اب خدا جانتا ہے اس کا اپنا یعنی جو ہے وہ کس شے کا بنا ہوتا ہے۔ وہ دیکھنے میں تو انسانی شکل
کا ہے۔ لیکن حقیقت کیا ہے۔ یہاں تو پتھر نہیں برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے لیے زیادہ
وخر موسیٰ صعقا۔ کہ جناب موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آ گئے۔ یہ تو ایک جلوہ
کی بات ہے۔ اور ان کی رات ہی جلووں میں بسر ہوتی ہے مسلسل بارش ہوتی ہے تو کون دیکھتا۔
لما انکم ___ آنکھیں دیکھ نہ سکیں حضور علیہ السلام نے جلووں کو لپیٹا آپ کرم کر کے اللہ تعالیٰ (تشریف لاکر)
کے پاس سے ہو کر ان اونچے مقامات کے درجات علیا سے جو کہ علو کی انتہائی مرتبت ہے۔ نزول ہوتا
کہ لیے عائشہ صدیقہ کے ساتھ باتیں کیا کرتے تھے۔ وہ عروج تھا یہ نزول ہے۔ اور یہاں سے ام المومنین
کی شان کا بھی پتہ چل گیا۔ کہ جن کے حسن کو کوئی اس وقت نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر دیکھا ہے
تو ابوبکر صدیق کی شہزادی نے دیکھا ہے۔ یہ انہیں کا مرتبہ ہے۔ یہ انہی کا مقام ہے ___

بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی ___ ایک ایک نقطہ میں حقیقتیں ہیں۔

آپ گفتگو کرتے۔ اور اس عروج سے نزول ہو جاتا۔ طبیعت پاک کو رب کریم معتدل کر کے گویا
دیتا تھا یا رسول اللہ۔ رات بھر آپ نے میرا حسن دیکھا ہے۔ اب یہ حسن ذرا اپنے غلاموں کو بھی عطا کر دیں۔
چنانچہ اگر میں آرام کر رہی ہوتی۔ تو پھر زمین پر آرام فرماتے۔ سونا نہیں ہے ذرا آرام فرماتے۔ پھر اس
لیے۔ کہ زمین کے ذروں میں وہ تجلیات کے نور کی جو جلالت تھی نا۔ وہ ان ذروں میں جذب ہو جاتی۔
تو پھر ان جلووں کی جلالت میں ٹھہراؤ آ جاتا۔ پھر معتدل ہو جاتے۔ تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ ام المومنین
تو ام المومنین ہیں۔ قربان جائے کہ ان ذروں کے جن پر میرے آقا جلوہ گر ہوتے ہیں۔ وہ ذرے کتنے معظم
ہیں۔ جن پر میرے آقا محو استراحت ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے نور مصطفیٰ کے جلووں کو اپنے اندر سمویا
ہوا ہے۔ یارو ان کے تو پیروں کے تلووں کے نیچے ذرے بھی بڑے عظیم ہیں۔ ان کے قدم کتنے معظم ہوں گے۔ اور
جن کے قدم یہ ہیں۔ ان کا سراپا کتنا عظیم ہوگا۔

بلال پاک عرض کرتے یا رسول اللہ تشریف لے آئیں نماز کا ٹائم ہو گیا ہے۔ پتہ چلا حضور جانتے
ہیں۔ لیکن بلال پھر بھی آتے ہیں۔ یہ بتانے کے لیے نہیں کہ حضور کو علم نہیں ٹائم کا بلکہ بلال کی قسمت پر قدسی
ناز کرتے تھے۔ حضور کے دروازے پر سب سے پہلے آنے والا یہی منگتا ہے۔ وہ تو غلامی کر کے۔ خدا کی رحمتوں کے
خزانے لوٹتا ہے اور لوٹے کیوں نہ رب نے کھولے جو ہیں۔ اگر خزانے لوٹانے ہی نہیں تو کھولے کیوں ہیں
اور لٹایا ان کو جو در مصطفیٰ پہ آتے ہیں۔ یہاں ایک نقطہ نکلا ہے۔ امام یوسف نبہانی نے بات تو

Date:

ایمان افروز تھی۔ ایمان کو روحانیت کو جلا بخشتی تھی۔ بُرا ہو نحوست کا، بُرا ہو شقاوت کا۔ لوگ الجھ گئے
کس میں الجھے دیکھو جی کہ [illegible] نے فرمایا۔ کہ میری امت مجھ پر درود شریف پڑھتی ہے۔ جہاں بھی پڑھتی ہے۔ وہاں
فرشتے نور کے پیپروں میں سجا کر تحفے کر میرے پاس مدینے شریف آتے ہیں۔ یا رسول اللہ فلاں نے آپ کو
درود شریف بھیجا ہے۔ ہم لے کر آئے ہیں۔ تو وہ مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ یہ تو بڑی عظمت کی
بات ہے۔ یہ تو حضور کا رحمت اور انعام ہے۔ لیکن لوگوں کو بڑا مشکل ہو گا۔ معلوم ہوا جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا
ہے نہ جانتا ہے

اگر سنتے ہیں تو پھر ان کو لانے کی کیا ضرورت ہے اگر جانتے تھے تو فرشتے کیوں لے کے آتے ہیں۔
حضرت یوسف نبہانی فرماتے ہیں بے حیا نہ بن۔ اصل حقیقت اور ہے۔ یہ بے حیا ہے کہ جانتے نہیں ہے۔
سنتے بھی ہیں جانتے بھی ہیں۔ کیونکہ رب نے حضور کو انہ ھو السمیع البصیر۔ قرآن شریف ہے۔ سبحان
الذی [illegible] البصیر ۔ امام جلال الدین سیوطی۔ شیخ احمد صاوی۔ ہمارے پیر جو ہے ہمارا ایمان
تازہ ہو جاتا ہے۔ اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں۔ انہ کی ضمیر جو ہے نا۔ اس کا مرجع ہے عبدہ۔ اللہ
فرماتا ہے کہ جس عبد مقرب کو میں نے راتوں رات سیر کرائی ہے۔ وہ معاذ اللہ بے بصیرت بے بصر یا آنکھوں
کی سماعت سے بہرہ نہیں ہے۔ انہ ھو البصیر۔ قسم ہے تو میرا محبوب سنتا بھی ہے دیکھتا بھی ہے۔
- حضور دیکھتے بھی ہیں سنتے بھی ہیں جو ہو گیا۔ جس کو اللہ سمیع بصیر کہتا۔ کیا وہ سن نہیں سکتا۔
کیا وہ دیکھتا نہیں۔ سنتے بھی ہیں دیکھتے بھی ہیں۔ میں قسم کھا کے کہتا ہوں۔ کہ امتی جہاں بھی درود شریف
پڑھتا ہے۔ میرے آقا علیہ السلام خود سنتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے نا۔ لاؤڈ سپیکر پہ آواز آ رہی ہے۔ سنا تو ہے
میں نے سنا ہے اذان ہو گئی ہے۔ من ھو الذی اذان۔ اذان کس نے دی۔ کہتا ہے پتہ نہیں پتہ چلا کس
نے دی ہے۔ بہر حال میں نے سنی ہے۔ میں نے مؤذن کو دیکھا نہیں۔ کیونکہ میں دیکھتا نہیں ہوں۔ مگر
سنتو لیکن سننے والا سنتا ہے۔ لیکن دیکھ نہیں رہا۔ لیکن اللہ فرماتا ہے میرا محبوب سنتا بھی ہے دیکھتا بھی
ہے۔ اچھا پھر فرشتے کیوں لے کر جاتے ہو گئے۔ امام نبہانی فرماتے ہیں وہ اس لئے فرشتے اس درود شریف
کو صبح و شام درود شریف لے کر حضور کے آستانہ کریم پہ جاتے ہیں۔ تاکہ دنیا والوں کو بتا دیں ہم کہاں نوکری
کرتے۔ ہم بھی ان کے دروازے کی گدائی کر کے رب کو راضی کر رہے ہیں۔ (B)
رب نے جب فرمایا کہ درود بھیجو نبی محبوب علیہ السلام کا۔ کہ درود غلامی ہے میرے محبوب علیہ السلام۔ کہ درود حاضری کا میرا
- فرشتے جہاں بھی ہوں۔ وہ درود شریف لے کر — میں اپنے ذوق کی بات کرتا ہوں وہ فرشتے جب درود
شریف لے کے جاتے ہیں۔ موجود ہو کر سنتے ہیں تو لے کر جاتے ہیں۔ درود شریف پڑھنے سے دشمنوں کو تکلیف ہوتی

Date:

نہیں۔ پتہ نہیں ان کو کیوں ہو جاتی ہے۔ نہیں لوگ کہتے یا اللہ ہم نہیں جاتے۔ ڈیوٹی تو سینیوں والی ہے۔
یہاں تو درود شریف سننا پڑتا ہے۔ فرشتو جاؤ۔ ڈیوٹی دو۔ مفتیان فرماتے ہیں کہ ۷۰۰۰۰ اس طرح کے آتے
ہیں۔ کہ حضور کے دروازے پر۔ حاضری دے کر حضور کی خدمت کرتے ہیں۔ اور جو حضور کی خدمت کو سعادت سمجھا
پھر راضی ہوتا ہے۔

مکرم نماز ہو گئی۔ سرکار نے نماز پڑھائی حضرت بلال میرے آقا کے قریب کھڑے ہیں۔ مصلے پاک کے
جب فارغ ہو کے دعا ہو گئی۔ اور مقدم اپنی ذات کے کوائف سناتے۔ دعائیں لیتے۔ حضور علیہ السلام نے بلال
کو بلایا۔ فرمایا یا بلال بما سبقتنی فی الجنۃ۔ بلال تو جنت میں میرے آگے آگے کیسے پہنچ گیا۔ کیوں فانی
سمعت ـــ یدی فی الجنۃ؟ ـــ مشکوٰۃ ـــ باب التروحنا۔ اے بلال میں نے سنا ہے تیرے
پاؤں کی جوتے کی آہٹ میں جنت میں نے اپنے آگے سنی۔ کہاں مدینہ شریف۔ کہاں جنت۔ بلال بڑی
عظمت پر صدقے۔ جو قول سمعت ہی جنت میں سیر کرتا ہے۔ یہ بلال کے جوتے ہیں یہ معمولی تو نہیں ہیں نا۔
بلال پاک کے جوتے ہیں۔ جوتے کی کیا منزلت ہے یہ خواجہ محبوب الٰہی۔ یہ امیر خسرو سے پوچھو۔ کہ پیر
کے جوتے کا کیا مقام ہے۔

اے بلال میں نے سنی ـــ تو آگے کیسے نکل گیا۔ آج تک آسمان پہ سنا۔ ایک حدیث شریف اور بھی
ہے۔ وہ بھی لگے ہاتھوں ہو جائے ـــ سرکار نے فرمایا یہ آج ہی کی بات نہیں۔ کلما دخلت الجنۃ سمعت
خشخشتک بین یدی آتا ہے۔ الا ما دخلت الجنۃ سمعت۔ بلال میں جب بھی جنت میں داخل ہوا۔ تیرے
پاؤں کی آواز میرے آگے ہی رہی ہے۔ معلوم ہوا یہ ایک رات کا واقعہ نہیں ہے جی ـــ کلما جب بھی ـــ
وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی بارات ـــ وہ جنت جس میں اولیاء و صلحاء و انبیاء ـــ

ادنیٰ نچھاور اس پر سے دولہا کے سر کی ہے۔ دولہا کے سر پر جو نچھاور ہو جاتا ہے، دولہا اس
کا محتاج ہوتا ہے۔ سرائیکی والے گھوڑے۔ پنجابی والے لاڑا۔ اردو والے دولہا۔ عروس بھی کہا نوشہ ـــ
کیا کبھی دولہا للچایا۔ کہ گھوڑے سے اتر کر ذرا میں بھی نوٹ چن لوں۔ کیا کبھی دولہا نے کہا اپنی کار کا گیٹ کھول ـــ
پیسے چنے ہوں جو اس کے ابا نے اپنے بیٹے کے سر سے وار وار کے پھینکے ہیں۔ کیوں۔ یہی دولہا کل پرسوں
اپنی نوٹوں کے ساتھ سودا خرید رہا تھا۔ اب کیوں نہیں اٹھاتا۔ اس کا اور مقام ہے۔ یہاں اور مقام ہے۔ وہ
اس کی دولت تھی تو اس نے اس کے ساتھ خرید لیا۔ اب جو ہے نا۔ اس کے سر کی نچھاور ہے۔ اس کو منگتے
لوٹ سکتے ہیں یہ نہیں لوٹ سکتا۔ کیونکہ یہ ان کا محتاج نہیں ہے۔ اس کا صدقہ تقسیم ہو رہا ہے۔ احمد رضا
بریلوی کہتے ہیں۔ میرے آقا جنت کے محتاج نہیں ہیں۔ جنت تو مصطفیٰ کے سر کا اتارا ہے۔

Date:

ادنی۔ سمجھا دیا اس نے دولہا کے سر کی ہے۔ حضرت اعلیٰ حضرت کو کسی نے پوچھ لیا۔ کہ جناب یہ فرمائیں جنت کا
محل وقوع۔ جنت کہاں واقع ہے۔ فرمایا قرآن شریف فرماتا ہے۔ کہ ساتوں آسمانوں سے اوپر ہے سدرۃ
المنتہیٰ عندھا جنۃ المأویٰ۔ ساتوں آسمانوں سے اوپر گیا ہے سدرۃ۔ سدرۃ کے ساتھ جنت۔ اتنی
اونچی ہے۔ ملے گی کس کو فرمایا زمین پر چلنے والے حضور کے غلاموں کو۔ جن کو ملے گی وہ زمین پر پھرتے ہیں۔ اور جو ملے
گی وہ اتنی اونچی ہے۔ یہ کیا مسئلہ ہو گیا۔ یہ کیا دستور ہو گیا۔ یہ کیا ہے۔ زمین پر چلنے والوں کو اتنی اونچی جنت کس لیے۔
حضرت اعلیٰ بریلوی فرماتے ہیں۔ ے

اتنا عجب بلندی جنت پر کس لیے۔ ارے دیکھا نہیں کہ بھیک یہ کس اونچے در کی ہے۔

یہ کتنے اونچے گھر کی خیرات ہے۔ بلال۔ جب بھی میں جنت میں داخل ہوا۔ میں نے تیرے پاؤں کی آہٹ اپنے آگے
سنی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکثر ہی جنت میں جاتے تھے۔ یہ کیسے ہوا۔ اس کا جواب شیخ محقق نے
دیا ہے۔ فرماتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ السلام جنت میں جاتے رہتے ہیں۔ آپ جب بھی گئے ہیں۔ بلال آگے
آگے ہیں۔ جب بھی گئے کتنی بار گئے۔ فرماتے ہیں بے شمار بار گئے۔ ایک تو حضور علیہ السلام شب معراج گئے۔
اور اس کے علاوہ نبی پاکؐ کو رب کریم نے بے شمار روحانی معراجیں بھی کرائی ہیں۔ جسمانی طور پر بھی گئے۔ روحانی
طور پر بھی گئے۔ اور جب جب گئے۔ بلال آگے آگے۔ فرمایا بلال تو میرے آگے ہی ہوتا ہے۔ آگے کیوں۔ حضور
فرماتے ہیں تو کیسے آگے نکل گیا۔ وہاں لوگوں نے پہرے پر بٹھا رکھے ہیں۔ چونکہ دنیا نے مسلم ہوا کہ نبی کو
پتہ ہی نہیں بلال کیا کرتا ہے۔ جنت میں ساتھ لیے جا رہے ہیں۔ اور پتہ نہیں ہے بلال کیا کرتا ہے کہ تو کیسے
آگے نکل گیا۔ واللہ۔ سرکار جانتے ہیں کیسے نکل گیا۔ پھر پوچھا کیوں پوچھا تاکہ قیامت تک میرے غلاموں کو بلال کی
زبانی سے مسئلہ سنوا دیں۔ عرض کی یا رسول اللہؐ میرا یہ معمول ہے۔ مَا اَذَّنْتُ اِلَّا صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ۔
میں نے جب بھی اذان دی ہے۔ میں معمول بنا چکا ہوں۔ کہ جب بھی اذان دے دوں تو دو رکعت نفل پڑھ لیتا ہوں
فقط۔ نماز جو میں لوگ آتے ہیں۔ سلام کے بعد چلے جاتے۔ دعا کا تو نام نہیں تھا۔ نفل پڑھ سکتا نہ
کہنا۔ یہاں وضو میں بھی کمی ہے۔ اور دوسری بات یہ تھی۔ کہ جب بھی میرا وضو ٹوٹ جائے میں پھر سے
تازہ کر لیتا ہوں۔ یعنی میں بے وضو کبھی نہیں رہتا۔ یہ نہیں ہے کہ میں نماز کے لیے وضو کرتا ہوں۔ تو سرکار نے
فرمایا۔ پھر ٹھیک ہے۔ یہ ساری رحمتیں صرف اسی کی وجہ سے لوٹ رہے ہیں۔ یہ تیرا معمول جو ہے نا
رب کو بڑا پسند ہے۔ یہ دو رکعت ہی تجھے اتنے مرتبے پہ لے گئیں۔ سوال ہے کہ بلال ہر وقت با
وضو کیوں رہتے تھے۔ کوئی مجھے حدیث پاک میں دکھا دو کہ سرکار نے فرمایا ہو کہ بلال ہر وقت وضو سے رہا کرو
ثواب کے لیے ہے کہ جب نماز پڑھنا ہو تب وضو کرو۔ آپ آگے ہیں تو وضو کر کے آگے ہیں۔ وضو تو

Date:

نماز کا لطف ہوتا ہے۔ اللہ ہمارا آپ کا ہم سب کی حاضری قبول فرمائے۔

سوال یہ ہے کہ بلال پاک کو ہر وقت تو نماز نہیں ہوتی تھی۔ جب وضو ٹوٹا وضو کر لیا۔ کیوں کرتے تھے۔ یہاں
محبت کی زبان یہ جواب دیتی ہے۔ کہ بلال پاک ہر وقت حضور کی بارگاہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے معمول بنا لیا
تھا۔ کہ بے وضو نہ دیکھوں۔ ہمیشہ مصطفیٰ کو وضو کر کے دیکھا ہے ——

یہاں سے صوفیاء کا مسلک نکلتا ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں۔ کہ سالک کو چاہیے۔ مرید رشید کو چاہیے
کہ اپنے شیخ کی زیارت باوضو کرے۔ بلال پاک کا یہی معمول تھا۔ اور اس کے علاوہ ایک اور حدیث
شریف ہے ابو ہریرہ سے ان کی حدیث شریف ہے فرماتے ہیں۔ میں وضو کر کے گھر سے نبی پاک ﷺ کی
بارگاہ میں نماز کا وقت نہیں ہے۔ دیکھا کہ سرکار کی زیارت کروں۔ بے وضو نگاہیں اور ہوتی ہیں۔ باوضو
نگاہیں اور ہوتی ہیں۔ جانتے ہیں —— تو بلال کہتے یا حضور میں باوضو رہتا ہوں گا۔ اور جب بھی وضو کرتا ہوں دو
نفل پڑھتا ہوں۔ جب بھی اذان دیتا ہوں تو دو نفل پڑھتا ہوں۔ تو میرے آقا نے فرمایا۔ کہ یہ عمل تھا اپنی دو رکعتوں
کی بنا پر ملا ہے۔

[signature]

۲۰۱۶ — ۴ — ۸

۱۴۳۷

۷ — ۵۲ — PM
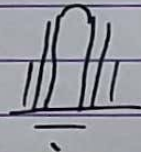
(۱) کافر بھی وسیلہ سے فتح مانگتے تھے۔ جب سرکار تشریف لے آئے تو وہ کافر ہو گئے۔
اگر کوئی شرک ہے تو کافروں کو فتح کیوں دی۔ اس لیے اگر رب کو پتہ ہوتا۔ کئی لوگ کافر ہو کر کہیں گے
کہ رب محبوب کا وسیلہ مانتا نہیں ——

(۲) خدا اور مصطفیٰ کی مثال۔ آگ میں لوہا —— لوہا کی تاثیر آگ جیسی
مگر لوہا ہے تو آگ کو لوہا نہیں کہتا ——

Date: ۲۱-۵-۰۰۴

۸۴- شانِ رسالت ؐ I

۸۴۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم ___ کے خدائی انتظامات وقت کے محتاج نہیں ہوتے۔ کہ ہر وقت ان کا
احترام ہو۔ یا ہر وقت میں انتظامات جو ہیں وہ سامنے لائے جائیں۔ رب تعالیٰ بے نیاز ہے۔ سارے انبیاء علیہم السلام
کو بھیجنے والا۔ وما ارسلنا من قبلک ___ الا رجالا۔ یا رسول اللہ علیہ السلام ہم نے آپ سے پہلے
نہیں بھیجا مگر مردوں کو نوحی الیھم من اھل القریٰ ان میں سے ہم ان پر وحی کا نزول فرماتے ہیں۔ یعنی نبی
جو ہیں۔ رسول علیہم السلام۔ جنات میں سے نہیں ہیں۔ اور فرشتوں میں سے کسی کو رسول نہیں بنایا گیا۔
جبکہ رب تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا۔ یا رسول اللہ علیہ السلام ہم نے آپ سے پہلے بستی والوں
میں رسل کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور ہم ان کی طرف وحی فرماتے رہے۔ نبی اس کے بنانے سے بنتا
ہے۔ رسول اس کے بھیجنے سے رسول ہوتا ہے۔ اور وحی خداوندی وہ ہی کلیم خداوندی ہے۔ جس پر چاہے نازل فرمائے۔ لیکن
اس سے کوئی انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ صاحب میلاد ؐ کی تشریف آوری کیلئے جو انتظامات رب کریم نے فرمائے ان کا
ظہور صرف حضور کی وجہ سے ہوا۔ پہلے نہیں ہوا بلکہ یہ عجیب اتفاق ہے۔ اور عظیم اتفاق ہے۔ کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کی ولادت ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ حضرت یحییٰ
کی ولادت ہوئی۔ تو کانوں کان خبر نہیں ہے۔ ایسا انداز ہے قدرت کا۔ چھپانے کا کہ موسیٰ علیہ السلام کی
ولادت کا محلے میں کسی کو پتہ نہیں۔ حالانکہ فرعون کا انٹیلیجنس کا محکمہ متحرک ہے۔ اور ان کا بنی اسرائیل کے
گھر گھر پر زبردست لگا ہوا پہرہ ہے۔ بنی اسرائیلیوں کے گھروں میں عورتیں مقرر تھیں۔ جو کہ رپورٹ رکھتی تھیں
کہ کس کے ہاں کب بچہ پیدا ہوگا۔ اور جب پیدا ہوتا۔ تو پھر وہ اسے ظلم کا نشانہ بناتے۔ اسی طرح حضرت جناب
ابراہیم علیہ السلام تو تہہ خانہ میں تشریف لائے۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اس وقت پیدا
ہوئے۔ جبکہ عمر کے اس سٹیج پر بچے پیدا نہیں ہوتے۔ کیونکہ خود حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا وقد بلغت
الی الکبر ___ کہ میں بڑھاپے کی آخری حد کو پہنچ چکا ہوں۔ اور بیوی بے اولاد ہی ہوئی۔ اس وقت
اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد ہوئی۔ جبکہ پہرے زبردست
ہیں۔ اور رب کریم نے ایسا چھپایا کہ حضرت کا میلاد دکھا دیا کہ کسی کو پتہ نہیں چلا۔ معمولا دشمن جو ہوتا ہے
لیکن جاننا تو دشمنوں کے باوجود بالکل کٹا پڑا۔ یعنی المطلقا ان عورتوں کے علم میں ہوتا۔ اور آپ پیدا ہوئے لیکن
ایسا نہیں ولادیا پردے میں رکھا۔ اور یہی انداز ہے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا۔ کیونکہ ایک تو والدہ کی نسبت کے
لحاظ سے آپ پاک ہیں۔ اور دوسرا قرآن شریف پڑھیے۔ کہ آپ پوری قوم سے الگ تھلگ تشریف لائے۔
جیسا کہ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قرآن پاک میں۔ وجاء مخاض ___ نخلۃ۔ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو
ان کی طبعی ضرورت نے کھینچا۔ اور وہ نخلستان میں آپ چلی گئیں۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

Date:

ولادت ہوگی۔ تو یہاں بھی پردہ۔ ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا وقت بھی کسی کو پتہ نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے تشریف
لانے کے وقت بھی کسی کو پتہ نہیں۔ یحییٰ کی ولادت کے وقت اسی اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔ کہ زکریا علیہ السلام کو پوچھنا
پڑا کہ یا اللہ میرا بچہ بطور امانت اپنی ماں کے پاس آئے گا تو کوئی علامت تو دے۔ فرمایا آیتک ہے بتایا
نشانی یہ ہے کہ آپ تین رات تک کسی سے بات نہیں کر سکیں گے۔ یعنی میرا ذکر کر سکیں گے۔ بندوں کو
سے بات چیت نہیں کر سکیں گے۔ اس قدر صیغہ خفا میں رکھا۔ لیکن میرے آقا آپ کے آنے کا دشمنوں کی کمی
نہیں۔ مخالفین کی کمی نہیں ہے کیونکہ یہودی ایسے بیٹھے ہوئے تھے۔ جو کہ وقت اسی تلاش میں تھے۔ نبی
آخر الزمان آئیں گے تو ضرور لیکن ان کا دماغ یہ تھا کہ یہودیوں میں سے آئیں گے۔ بنو اسرائیل میں سے آئیں گے
لیکن رب کریم کا فیصلہ تھا کہ نہیں بنو اسماعیل میں سے تشریف لائیں گے۔ اب ان بدبختوں کو خدائی
فیصلے سے اختلاف تھا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اگر بنی اسرائیل سے نہیں آتے تو ہم نہیں مانتے۔ بلکہ
اگر بنو اسماعیل میں سے نہیں آتے تو ہم نہیں مانتے۔ لہٰذا وہ بھی نبی رحمت علیہ السلام کو بد نصیب دشمنان
ذرا اصطلاحی لفظ ہو جائے۔ وہ بھی حضور کے میلاد کے دشمن تھے۔ یہودی ــــــــ لیکن یہودی میلاد
رسول علیہ السلام کے دشمن تھے۔ اور رب کریم کو میلاد مصطفیٰ پسند تھا۔ اور ہوتا وہی ہے جو رب کریم کو منظور
ہوتا ہے۔ چنانچہ دشمن اگرچہ بے شمار رہیں لیکن رب کریم نے نبی پاک علیہ السلام کی آمد کو چھپایا نہیں۔
بلکہ آدم علیہ السلام سے شہرت ہوئی۔ ہر دور میں اعلان ہوا۔ ہر زمانے میں اعلان ہوا۔ ہر قوم کے سامنے
اعلان ہوا۔ حتیٰ کہ نبی پاک علیہ السلام کے جد امجد عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے قریب ہیں۔ اس
دور میں آپ جمعے کے دن وعظ میں میلاد حضور کا سناتے۔ چنانچہ سیرت حلبیہ میں لکھا ہے۔ سیوطی
دحلان رحمۃ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ نبی پاک علیہ السلام کے اس دور کے جد امجد جن کا نام ہے حضرت کعب
ابن لوئی ابن غالب۔ جو کہ نبی پاک علیہ السلام کے میلاد پاک سے چھ سو سال پہلے کے آپ کے جد
امجد ہیں۔ اور کیا دور ہے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا کیونکہ پونے چھ سو سال پہلے ان کا رفع الی السماء
ہوا ہے۔ اس دور میں حدیث پاک میں آتا ہے۔ کہ آپ اپنے بچوں کو اکٹھے کرتے۔ اپنی اولاد کو اکٹھا کرتے۔
جمعے کے دن۔ یعنی ہم اصطلاحی لفظ بولوں تو جمعہ پڑھاتے ــــــــ اور جمعے کے دن آپ اپنی اولاد کو
وعظ کرتے۔ اور نصیحت کرتے تو حضور کا میلاد پڑھتے۔ اور وہ کچھ ہیں جن کے الفاظ موجود ہیں سارے
نہیں تو بعض ہیں۔ جو کہ آپ اپنے بچوں کو سناتے۔ ان میں سے ایک شعر کا مجھے الحمد للہ یاد آ گیا۔
آپ اپنے بچوں کو حمد و ثنا کے بعد آپ یہ فرماتے کہ بیٹوں بچو۔ میری اولاد میں سے اللہ تعالیٰ کا آخر الزمان
نبی تشریف لانے والا ہے۔ ــــــ

Date:

سو علی غفلۃ یاتی النبی محمدؐ و یخبر اخبار صدق و حق جبرھا ۔

حضرت جناب کعب فرماتے ہیں ۔ پوری دنیا غافل ہوگی ۔ یا تو اس غفلت کا تعلق حضور علیہ السلام کی آمد سے ہے ۔ یعنی سرزمین عرب قریش وہ جو نسل ہے ۔ ابراہیمؑ کی نسل ہے ۔ وہ غافل ہوں گے ۔ انہیں کوئی پتہ نہ ہوگا ۔ وہ اپنی غلطیوں میں اپنی خطاؤں میں اپنے معمولات میں ایسے مصروف ہوں گے ۔ انہیں اپنی حقیقی عزت کا شعور ہی نہیں ہوگا ۔ علی غفلۃ جب وہ اتنی بڑی عزت سے غافل ہوں گے ۔ یاتی النبی محمدؐ ۔ محمد عربی علیہ السلام نبوت کا تاج پہنے ہوئے تشریف لے آئیں گے ۔ تو وہ بھی احترام کریں ۔ جو بہت زور باندھے ہیں ۔ کہ نبی پاک علیہ السلام کو پہلے پتہ نہیں تھا کہ میں نبی ہوں ۔ چالیس سال کے بعد پتہ چلا کہ اللہ حضرت کعب فرماتے ہیں ۔ یاتی النبی محمدؐ ! نبی رحمت ۔ حضرت محمدؐ تشریف لائیں گے ۔ جب عرب والے غفلت میں ہوں گے انہیں پتہ نہیں ہے ۔ یاد نہیں ہے ۔ خیال نہیں ہے ۔ اس غفلت کے دور میں آئیں گے ۔ یا غفلت کا معنی یہ ہے ۔ کہ نبوت و رسالت کی تعلیمات سے دنیا غافل ہوگی ۔ کہ نئے سرے سے پیغامِ رسالت کو تازہ کرنے کے لئے محمد عربیؐ تشریف لے آئیں گے ۔

لوگ سب تو یہ سوچ رہے ہوں گے نبی رحمت جن کا نام ہے محمدؐ وہ تشریف لائیں گے ۔ جو نبی ہوں گے حضرت محمد ہوں گے ۔ اور یہ معاشرہ ان پڑھوں کا ۔ بڑے جھوٹے لوگ ۔ جھوٹ بولنے لگے ۔ بات بات پہ جھوٹی بات کرنے والے ۔ جن کے معاشرہ میں سچائی کا کوئی تصور نہیں ہوگا ۔ لیکن وہ نبی پاک علیہ السلام و یخبر جبرھا ۔ وہ ایسی خبریں عطا فرمائیں گے ۔ کہ ان کی ہر خبر سچی ہوگی ۔ چاہے حالات کچھ ہوں ۔ واقعات کچھ ہوں ۔ ماحول کسی اور بات کا تقاضا کرے ۔ لیکن ہوگا وہی جو حضور محمد عربیؐ فرما دیں گے ۔ اس کی مثال آپ کے سامنے ۔ عرض کئے دیتا ہوں ۔

نبی رحمت تشریف فرما ہیں ۔ سرزمین بدر ہے ۔ اور کفار سارا لاؤ لشکر لے کر لفیسہ شتان ۔ سرکارؐ کے دشمنوں پہ وار کرنے کے لئے آئے کھڑے ہیں ۔ نبی پاکؐ کی عظمت کو معاذ اللہ تکلیف دینے کے لئے آئے ہوئے ہیں ۔ سرکار نے دیا جاؤ پتہ کرو ۔ ان کا جائزہ لو کتنے ہیں ۔ جاسوس گئے پتہ لگا آئے کہ ۔ جگر لگا کے آ گئے ۔ عرض کا کہ تر آتا ۔ اس سے زیادہ اہتمام اور انتظام کے ساتھ آج تک دشمن لشکر کو لے کر باہر نہیں نکلے ۔ نوجوان جاتے ہیں ۔ یہاں بوڑھے بھی آئے ہوئے ہیں ۔ تجربہ کار بھی آئے ہوئے ہیں ۔ مالدار بھی آئے ہوئے ہیں ۔ اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان ظالموں کو اپنے وطن اور مال سے پیار نہیں ہے ۔ سب آتا وہ آپ کی دشمنی میں اکٹھے ہو کے آ گئے ۔ بتایئے ہم کا وقت نہیں ۔ سیر تعداد ایک ہزار کے قریب ہے سامان بھی بے شمار اور سپاہ کی بڑی زبردست سواری اور دنیا کو سالار سامان اور

اسلحہ لے کر لگ گئے ہیں۔ عرب کی حضور سب آ گئے ہیں۔ آپ کے خلاف۔ اور حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ میرے
آقا مسکرا دیئے۔ دشمن کو دیکھ کر مسکرانا یہ میرے آقا کا کام ہے ——— ورنہ ایک دشمن کا بھی ذکر ہو
آدمی کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ لیکن یہاں ہزاروں دشمن آ گئے۔ سارا اسلحہ سامان ہزیمت شمشیر تلوار نیزہ و بھالا
لے کر آ گئے۔ اور دنیا کا سارا ساز و سامان لے کر آ گئے۔ نبی پاک علیہ السلام کو رپورٹ پہنچ گئی۔ یا رسول اللہ
کفار بہت زبردست لشکر لے کر آئے ہیں۔ بادشاہ سلمان اسلحہ لے کر آئے ہیں۔ سرکار مسکرا کے فرماتے ہیں
کل کو یہ سارا مال غنیمت تمہارا ہی ہے۔ تو بابا جی کا یہ قول کتنا سچا ہے ——— دیکھیں ذرا
——— حالات کچھ ہوں واقعات کچھ ہوں۔ چاہے کچھ ہو۔ وہی سچ ہوگا جو محبوب کبریا کی زبان پہ بطور خبر
آئے گا۔ اور میرے آقا نے فرمایا میرے غلاموں سے شریف نے اپنے جگر کے ٹکڑے فرما سب نے نکال دیئے۔ اور بھی
بے شمار واقعات ہیں۔ کہ میرے آقا دو عالم علیہ السلام نے خبر دی اگرچہ حالات کچھ ہو سکیں ہوا وہی جو نبی پاک علیہ
السلام نے فرمایا ——— سید عالم نے جو فرمایا وہی ہو کے رہا ——— صدوقا خبرھا۔ حضرت کعب نے دو
لفظ بول کے رسول اللہ کا سارا حسن بیان کر دیا ہے۔ ورنہ جو بھی خبر کسی کو پہنچے۔ وہ کتنا ہی پکے ذریعہ سے ہو گئی
ہے۔ یا کوئی پتہ ہی ہو۔ آخر کوئی موضوع ہی تو ہو۔ یہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن جب نبی پاک علیہ السلام
بیان فرما دیتے۔ تو صحابہ کرام حالات اور واقعات کو نہیں دیکھا کرتے تھے حضور کی زبان کو دیکھتے تھے ———
کہ سرکار سچے ہیں۔ واقعات اگر تصدیق نہیں کرتے تو جھوٹے ہیں۔ سچے وہی ہیں۔ لفظ وہی جو حضور کی
زبان پاک سے نکلے ہیں۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ نبی پاک علیہ السلام عمرہ کرنے کے لیے آئے تو کفار نے روک
دیا۔ اور حضور واپس ہو گئے۔ معاہدہ کر کے۔ جب حدیبیہ سے واپس ہوئے ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اور
نبی پاک نے قرآن شریف پڑھ کے سنایا۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا ——— قسم ہے ہم نے آپ کی
خاطر مکے شریف کو کھول دیا ہے۔ مکہ معظمہ کو فتح کر دیا ہے ——— ڈیڑھ ہزار کے قریب حضور کے غلام ہیں
کیا ان میں کوئی تھا۔ کوئی ایک ایسا نہیں ہے۔ جو کہتا (بادشاہو) ہمیں تو داخلہ نہیں کسی نے دیا۔ ہمیں تو عمرہ
بھی کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ہمیں تو وہیں احرام کھولنے پڑے۔ قربانیاں بھیجنی پڑیں۔ اور یہ فرماتے ہیں۔ کہ مکہ فتح
ہو گیا۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب سرکار نے یہ آیت پڑھی۔ صحابہ کرام نعرہ تکبیر بلند فرما رہے تھے۔
جو کچھ حضور کی زبان پاک سے نکلتا ہے۔ وہی حق ہے۔ عزیزان گرامی قدر۔ بخاری شریف میں ہے
کہ حضرت نعمان ابن صحابی میرے آقا کی بارگاہ میں آ گئے۔ دشمن بے شمار لیکن رب اکبر نے سارے پردے
اٹھا کر محبوب کو جلوہ گر کیا ——— اور اس قدر نکھارا۔ اور محبوب کے لیے فرما دیا۔ یا رسول اللہ تجھے میں نے چھپانے
کو نہیں چھپایا۔ میں نے ظاہر کرنے کے لیے چھپایا ہے۔ میں نے تیرا حسن ظاہر کرنے کے لیے تجھے ظاہر کیا ہے۔ چھپا کر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

نہیں — یہی وجہ ہے کہ سرکار فرماتے ہیں میں جا رہا ہوں۔ شہاب مکہ میں۔ مکہ کی پہاڑیوں کے دامن میں میں گھاٹی کے قریب سے گزر رہا ہوں۔ کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ السلام علیک یا رسول اللہ — میں دیکھتا ہوں تو کوئی نظر نہیں آتا۔

(B)

السلام علیک یا رسول اللہ۔ یا محمد نہیں۔ پھر پتہ چلا کہ پہاڑیاں مجھے سلام کہہ رہی ہیں۔ شہرت اتنی کہ لقمان صنوائی۔ بارگاہ سید عالم۔ میں حاضر آئے۔ اور خدمت میں بیٹھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ابھی کلمہ نہیں پڑھا۔ اس لئے سوال شروع کر دیئے۔ فرماتے ہیں میں سوال کرتا رہا۔ سرکار جواب دیتے رہے۔ حتی کہ میرے سوال ختم ہو گئے۔ اور میرے آقا کا لگتا ہے منتظر ہیں کہ اور کوئی سوال ہے تو کرے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بنی کہہ دیا۔ یہ سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ بالعداء نے سوال کئے میں نے لیکن سب کا حضور نے جواب دیا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری زندگی کا ایک واقعہ ہے میں سنانا چاہتا ہوں۔ فرمایا سناؤ۔ بتاؤ۔ حسن میرے سرکار کا ہے۔ اور تذکرہ عزیزوں کے گھروں میں ہے۔ شان حضور کی ہے۔ مگر یہودیوں کا ہے۔ اور یہ لقمان سبائی یمن کا یہودی ہے۔ یمن کا بھی یمن میں ایک فاصلے پر ہے۔ کہتا ہے جناب میں چھوٹا تھا۔ کہ میرے باپ نے ایک کتاب کو بند کر کے مہر لگا دی۔ اور مجھے میرا باپ کہنے لگا۔ کہ بیٹے بات سن۔ یہ تقریر [illegible] یہود حتی مسمع [illegible] — مجھے یہ کہا بیٹے یہ کتاب سنبھال کے رکھنا۔ اس کو کھول کر یہودیوں کے سامنے نہ پڑھنا۔ اس کو سنبھال کے رکھو — کب تک فرمایا حتی کہ تجھے یہ خبر پہنچے۔ کہ مدینہ عالیہ میں اللہ کا نبی تشریف لا رہا ہے۔

ولادت مکہ معظمہ میں ہے۔ اور ہجرت کے بعد تشریف آوری مدینہ عالیہ میں ہے۔ ولادت کے اعلانات آئے ہیں۔ کہ صدیوں پہلے اعلان ہو رہے ہیں۔ اور ہجرت کے مقام کا ذکر بھی سینکڑوں برس پہلے ہو رہا ہے۔ میرے دوستو۔ کتاب کے لئے یہ تعزادہ ملی یہودا — کسی یہودی کو یہ کتاب دکھانی بھی نہیں پڑھنی بھی نہیں۔ تجھے اطلاع مل جانے کہ مدینے شریف میں۔ یثرب مدینے کا پہلا نام ہے۔ اور یہ یہودی تھا اس لئے یثرب ہی کہتا تھا۔ کہ کوئی نبی اللہ کا آیا ہے۔ فاذا سمعت به فافتحه۔ تو یہ کتاب ذرا کھول کے دیکھ لینا — یہ کتاب بتائے گی کہ وہ کون ہے — اس کو کھول کر پڑھ لینا — کہتے ہیں میں جب مجھے حضور کی آمد کا پتہ چل گیا۔ تو پھر کیا یہ بات واضح ہو رہی ہے۔ کہ دنیا کے کان حرمین شریفین کی طرف لگے ہوئے تھے۔ کہ ان کی آنے کی خبر پہنچے — کہ رسید ہو نہ کیل قبر کی۔ مکمل فون [illegible] کوئی نشانی نہیں۔ کان لگے ہوئے ہیں۔ کہ نبی پاک کی آمد کا پتہ چلے۔ اللہ نے سرمایہ انتظامات کر رکھے ہیں کہ [illegible] محبوب آئے تو دنیا میں شہرت ہو جائے۔ تو جیسے ہی پتہ چل گیا کہ ایک نبی آیا ہے مدینے شریف میں ہجرت کر کے پہنچ گیا ہے۔ جب مجھے یہ اطلاع مل گئی۔ تو میں نے وہ کتاب کھولی۔ پڑھا۔ فاذا فيه صفتك كما أراك۔ [illegible] یا رسول اللہ جب میں نے وہ کتاب کھول کر دیکھا

Date:

تو سرکار آپ کے سراپا کو رب کریم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے اور میرے آقا میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ جیسے میری آنکھیں اب آپ کو دیکھ رہی ہیں۔ بالکل یہی سراپا اس کتاب پاک میں لکھا ہوا ہے — اور یہ لکھا ہوا نہ ہو۔ قرآن گواہ ہے۔ الذی یجدونہ مکتوبا عندھم — والانجیل — بندہ پکا سیاہی سے لکھ دے تو مٹ سکتا — ہم لالہ موسیٰ کی سیاہی سے کالے کی قلم سے لکھتے تھے — اب تو پن سے لکھتے ہیں — — تیری سیاہی اپنی بنی ہوئی ہے وہ نہیں مٹتی — تو جن کا ذکر تورات میں رب نے لکھا ہے وہ کیسے مٹ جاتا دیکھو میرے رب کریم کی قدرت اور مصطفیٰ کے حسن کا اعجاز — اور یہودیوں کا قبضہ — علاقہ یہودیوں کا۔ ماحول یہودیوں کا — کتاب یہودیوں کی — لیکن مٹا نہیں سکے سرکار کا ذکر — جب کھولا۔ تو کہتا ہے حضور اللہ کی قسم تورات میں یہی لکھا ہے۔ جیسے میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔

آپ کی ذات ہی نہیں صرف آپ ہی لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ کریم نے آپ کے حوالے سے آپ کی شریعت بھی اس میں لکھی ہوئی ہے۔ واذا نبہ ما تحل لکم وما تحرم — میرے آقا میں نے اس تورات میں یہ بھی پڑھا۔ جہاں آپ کا حلیہ لکھا ہے۔ وہاں آپ کی شریعت بھی ساری لکھی ہے۔ آپ جو حلال قرار دیتے ہیں وہ بھی لکھا ہے جو حرام قرار دیتے ہیں وہ بھی لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میرا محبوب علیہ السلام اپنی امت کے لئے کیا حلال قرار دے گا اور کیا حرام قرار دے گا — سب لکھا ہوا ہے — صرف چلتے چلتے اپنے دوستوں کے لئے بطور وارننگ — اور پہلے اپنے لئے۔ کہ اللہ والو — جو شے رب کریم نے تورات میں نام لے کر حرام قرار دی ہے۔ نبی پاک علیہ السلام کے حوالے سے۔ کہ میرا محبوب اپنی امت پر یہ چیز حرام کرے گا — اگر اجازت ہو تو بیان کر دوں —

اللہ کریم نے یہ بھی لکھا کہ میرا محبوب علیہ السلام اپنی امت پر سود حرام فرمائے گا — جوا — جھوٹی گواہیاں — شراب — کم تولنا — لوٹنا لوگوں کو — دھوکہ دینا — کون؟ نبی پاک — کن پر؟ اپنی امت پر — صرف میری اتنی درخواست ہے۔ کہ اگر آج ان جرموں کا کوئی ارتکاب کر رہا ہے تو ذرا وہ ادھر سوچ لے — کہ یہ چیزیں نبی پاک نے اپنی امت پر حرام کی ہیں — تو لئے آپ کے لئے۔ اپنے متعلق بتا۔ کہ کیا حضور کی امت سے ہیں یا نہیں؟ اللہ والو۔ باپ کا بیٹا۔ وہیں تک جا سکتا ہے جہاں تک باپ کی جائیداد کی حد ہے۔ آگے قدم نہیں بڑھا سکتا۔ اگر بڑھاتا ہے تو وہ باپ کا بیٹا نہیں ہے یا پھر وہ گستاخ ہے — چور ہے۔ اگر دشمن کے ہتھے لگا تو پھر خیر نہیں — میرے آقا علیہ السلام نے جن کے لئے رب کریم ساری کائنات پیدا فرمائی ہے جو چیزیں ہماری امت پر حرام کی ہیں — ان کی طرف آگے نہ بڑھو۔ تاکہ نبی پاک سے ڈس کنکشن نہ ہو جائے — سرکار سے انقطاع نہ ہو جائے۔ قیامت میں باپ کہے گا یہ میرا بیٹا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے جب آواز ہو گی نا — جب آواز دی جائے گی کہ فلاں آئے — حدیث پاک میں آتا ہے کہ ماں کا نام لیا جائے

Date: ماں کے نام سے

نام لیا جائے گا۔ باپ کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم ندعوا کل اناس ـــــ ایک تو یہ ہے کہ ہم لوگوں
کو ان کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے۔ اللہ کریم اقول یہ ہے۔ بابا صاحب۔ آگے بابا صاحب۔ اے فلاں خاتون
کے بیٹوں ادھر آؤ۔ باپ کا نام کیوں نہیں۔ فرمایا اللہ پردہ رکھتا ہے۔ کیونکہ بعض ایسے بھی ہوں گے جن کے باپ صحیح
نہیں ہوں گے۔ اصلی نہیں ہوں گے۔ رب ان کو ذلیل نہیں کرے گا۔ قیامت کے میدان میں۔ کیونکہ وہ کسی باپ کا بیٹا
کا نہیں ہے۔ لہٰذا یہ نہیں کہے گا۔ اے فلاں کے بیٹے۔ کیونکہ وہ باپ سے اس کا نہیں ہے۔ لہٰذا رب ذلیل نہیں کرے گا۔
بلکہ چھپا کے فرمائے گا۔ کہ اے فلاں عورت کے بیٹے۔ باپ کہہ سکتا ہے کہ یہ میرا نہیں۔ لیکن کام چل سکتا ہے۔
جرم تو باپ کا ہے ـــــ لیکن میں قسم کھا کے کہتا ہوں۔ بے شمار ایسے اللہ تعالیٰ کو ملیں گے۔ ایسے اللہ کے بندے
ہوں گے۔ جن کے باپ کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ لیکن وہ بے قصور ہیں۔ وہ نیک ہو سکتے ہیں۔ وہ متقی ہو سکتے
ہیں۔ وہ پرہیزگار ہو سکتے ہیں۔ سارے اچھائیاں رکھ سکتے ہیں لیکن جس کو حضور نے فرمایا یہ میرا نہیں ہے
اس کے پلے کچھ نہیں ہے ـــــ حرام کھانے والے۔ اگر قیامت میں تیرا دفتر پیش ہو۔ کہ یہ حرام کھانے والا
یہ سور کھانے والا۔ یہ سود ـــ شراب۔ یہ دھوکے کی کمائی ـــ کم تولنے۔ جھوٹ بولنے والا۔ جھوٹی گواہی
دے کر ـــ یہ اس کی روزی حرام ہے۔ مرد ہو۔ اس کو میرے آگے نہیں لانا ہیں گے۔ کیونکہ میں نے تو اپنی امت کے لئے حرام
قرار دیا لہٰذا یہ میرا امتی نہیں۔ سود کھانے والا بدتر ہے۔ سور کھاتا ہے۔ میں قسم کھا کے کہتا ہوں۔ سور
اتنا پلید نہیں ہے۔ جتنا سود پلید ہے۔

سور پلید ہے جو بھی ہے ـــ اس کا تو نام کوئی نہیں لیتا۔ لیکن سود کو کاروبار کے نام پہ لوگ ہضم کئے
ہوئے ہیں۔ یہ تجارت ہے۔ معاذ اللہ۔ یہ لین دین کی بات ہے۔ حضرت لقمان نے حکایت میں بیان کیا
میں نے تو بات ـــــ حرام اور حلال کہتا ہوں ـــــ سرکار کا بیان۔ غلط ہو سکتا ہے۔
میرے آقا نے فرمایا۔ من غشنا فلیس منا۔ جو ہمیں دھوکہ دے جنس دیتے کرتا ہے دھوکے سے
ٹھیک ہے اس کا کاروبار چلتا ہے۔ وہ پیسے دولت کما لیتا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا رخ تھوڑا سا
رخ ادھر آ رہا ہے تو لوگ کہتے پھر دیں بہت زیادہ۔ چلو ٹھیک ہے کرے۔ میرا فرض تو ہے بتانا۔ بدقسمتی سود
قسمت سے وہ ہی ہے۔ یہ قسمت کا سودا ہے ـــــ تھوڑا سا میں کہتا ہوں ـــــ اگر وہ استعمال
کرتا ہے۔ تو بتاؤ کہ وہ رسول اللہ کا امتی ہو سکتا ہے۔ بچو ـــ اس بدبختی سے کہ قیامت کے دن اس کو
زیادہ میں کہ یہ میرا نہیں ہے۔ کسی بزرگ کا پنجابی کا شعر مجھے یاد ہے ـــ حوالہ مجھے یاد نہیں اس کا
نام مبارک۔ لیکن بڑی وزنی بات ہے کہ فرمایا۔
اس دن آکر فقط منظر دیکھنا جا کے ـــــ جس دن پاک نبی فرمایا۔ امت نہیں امت میری۔

Date:

موسیٰ ہے تو تمہیں اپنی امت میں نہیں گنتا ہیں۔ کیونکہ تمہارا ایمان نہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ موسیٰ کلیم اللہ نہیں کہیا۔ عیسیٰ
علیہ السلام تمہیں اپنا امتی نہیں مانیں گے۔ کیونکہ لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ نہیں کہا۔ حضرت ابراہیم ——
—— نوح —— آدم —— اگر کہتا ہے تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے —— لیکن سرکار نے جو
چیزیں حرام قرار دی ہیں۔ وہ لکھی ہوئی ہیں رکھ کر کیا ملا ہے؟ وہ اپنا بناتے نہیں۔ انہوں نے بنایا کھانو ہم نے
بکواس کر دی۔ اب بتاؤ جب یہ دھکا دیں گے تو جاؤ گے کدھر۔ یہ سودا نفع والا ہے یا نقصان والا
ہے۔ جب قیامت میں میرے آقا فرمادیں کہ یہ میرے نہیں ہیں۔

ہم نے پہلے انبیاء کا کلمہ ہم نے نہیں پڑھا۔ کہ وہ ہمارے اللہ کے رسول ہیں۔ کہ ان کی رسالت ہمارے لئے واجب العمل
نہیں ہے۔ تو سرکار ہمارے رسول ہیں۔ اور انہوں نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے اسے حرام کہو۔ اور جسے
حلال قرار دیا ہے اسے حلال کرو۔ اور یہ بھی جان لو۔ کہ نبی پاک کی شریعت جو ہے۔ یہ وزنی نہیں ہے
یہ بڑی ہلکی شریعت ہے۔ سرکار نے اپنے غلاموں پر کوئی وزن نہیں ڈالا۔ کوئی بوجھ نہیں رکھا۔
بلکہ سرکار نے پہلی شریعتوں میں جو بوجھ تھے وہ بھی اٹھا دیئے ہیں۔ خدا گواہ ہے۔ اس لئے خدارا
میں بھی اس میں شامل ہوں۔ ہم جھوٹی گواہی سے بچیں۔ ہم ترازو کے غلط استعمال سے بچیں
ہم سود —— رشوت کی منحوس گندی ناپاک کمائی سے بچیں۔ ہم جھوٹ بول کر خرید و
فروخت سے بچیں۔ اپنے بچوں کو حلال لقمہ کھلاؤ۔ حرام نہ کھلاؤ ——

بنیادی سچ بول کر تجارت کرنا خدا کی قسم یہ ولیوں کی سنت ہے۔ یہ اصفیاء کی سنت
ہے۔ امام ابو حنیفہ کی سنت ہے۔ کپڑے کا کاروبار —— ظہر سے عصر تک دکان پر بیٹھتے تھے۔ بازار
کی اصلاح کے لئے۔ باقی وقت قرآن و سنت کی خدمت کے لئے —— ریشم کا کپڑا آپ کی دکان میں تھا۔
اپنے کارکن سے کہ رکھا تھا۔ کہ اس کا ریٹ یہ لگانا ہے۔ خدا کی قدرت سے یاد نہ رہا۔ اگلے دن
آپ آئے دیکھا تو وہ تھان نہیں ہے۔ فرمایا یہ تھان کدھر گیا۔ کہنے لگا جی بیچ دیا ہے۔ فرمایا کتنے میں
بیچا۔ وضاحت طلب کی۔ اس نے جو ریٹ بتایا۔ وہ زیادہ تھا۔ کیونکہ جی مارکیٹ سے کوئی کی
بات ہے —— پیسے تو بہت بن گئے اتنا اچھا تو بک گیا نا —— میں نے کہا تھا کہ اتنی قیمت
میں بیچنا تم نے زیادہ کیوں بیچا۔ کہنے لگا جی غلطی ہو گئی —— ڈھونڈو خریدار کدھر ہے۔ حضرت نے بغداد
کا راؤنڈ لگایا۔ لوگوں کو حکم دیا کہ پتہ کرو وہ کس نے خریدا ہے۔ کئی ماہ تک اس مصیبت
میں رہے۔ آپ کو یہ ملال رہا کہ ریشم کا ایک کپڑا۔ مدینہ عالیہ میں کسی نے نہ دیکھا گیا ہے۔ ساری دنیا کی
پاک سرکار کے مزار کی زیارت کے لئے جاتی ہے۔ امام اعظم اگر زیارت سے با مراد رہتی۔ لیکن فرمایا۔ میں نے نیت اسکا

Date: 11-6-004

۸۴ شانِ رسالت ﷺ II

۱۲۸ لقد جاءکم رسول من انفسکم ـــــ رحیم ○ - اس شخص کی زبانی سے ہو رہا ہے۔ جو کہ آپ کے اوصاف جلیلہ کو دیکھ کر مسلمان ہوا ہے۔ کیونکہ ابھی تک اس نے آپ سے تعلیمات حاصل نہیں کی ہیں۔ حضرت نعمان سبائی رضی۔ نے ابھی سرکار ﷺ کے دہنِ اقدس سے تفصیلات اسلام نہیں سنی یا عمل نہیں سیکھے صرف دیکھا ہی ہے۔ اور دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ تو اس کا معنی یہ ہوا۔ کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ کا حسن مبارک وہ اسی کتاب ہے۔ جس کی زیارت کرنے سے اسلام سامنے آ جاتا ہے۔ اور اس اللہ کے بندے نے ایمان قبول کیا۔ اور ابھی حضور علیہ السلام کے اوصاف جلیلہ کا ذکر تورات کے حوالے کر رہا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ علیک السلام۔ تورات کے اس جزو میں جو میرے باپ نے میرے لیے سنبھال کے رکھا تھا۔ میں نے جب اسے کھولا ہے۔ تو دیگر اوصاف کے علاوہ آپ کی شان میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ محمد فینا اشتمل احمد وامتک الحمادون یحمدون اللہ فی السراء والضراء۔ یا رسول اللہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تورات میں آپ کا نام تو احمد رکھا۔ اور آپ کی امت کا نام حمادون۔ زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔ بہت زیادہ تعریف کرنے والے۔ یعنی جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ حمد باری تعالیٰ میں بسر ہوتا ہے۔ جو کہ زندگی میں دو ہی حالات ہوتے ہیں۔ باقی جتنے بھی حالات ہوں۔ وہ ان دونوں کی شاخیں ہیں۔ یا تو انسان تنگی ہو، پریشانی مصیبت میں ہے۔ یا کشائش میں اور خوشحالی میں صحت تندرستی میں ہے اور اللہ کریم کا فرمانا ہے کہ میرے اس محبوب ﷺ کی امت اگر خوشی میں کشائش میں وسعت میں ہوگی تو بھی میری حمد کرے گی اور اگر انہیں کوئی بھی پریشانی کا سامنا ہوگا تو پھر بھی وہ میری حمد کریں گے۔ اس میں دراصل عرفانِ خداوندی کا کے ان کے قلوب کی گہرائی میں اتر جانے کی بات ہو رہی ہے۔ کیونکہ اگر کسی کی طرف سے کسی کو تکلیف آئے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ کہے کہ تو اچھا ہے کہ کسی نے ستایا ہے کسی نے مارا ہے۔ یا جلی کٹی سنائی ہیں تو سننے والا کبھی نہیں کہے گا کہ تو اچھا ہے۔ لیکن مسلمان کا تعلق ذات حق سے اتنا ہے۔ کہ اگر اسے دکھ تکلیف بھی آئے تو پھر بھی یہی کہتا ہے۔ کہ یہ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ مسلمان کبھی شکوہ نہیں کرتا اور اللہ کریم جل مجدہ نے قرآن شریف میں بھی یہ شان حضور کے غلاموں کی بیان فرمائی ہے ـــــ

وبشر الصبرین الذین اذا اصابتھم مصیبۃ ـــــ راجعون ـــــ اللہ کریم فرماتا ہے۔ یا رسول اللہ آپ ﷺ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں ـــ اللہ کریم صبر کرنے والوں کو محبوب کریم ﷺ کی زبان پاک سے بشارت عطا فرمائی ہے۔ آپ خوشخبری سنا دیں کون صبر والے ـــ ابھی بشارت کا ذکر نہیں۔ صبر والوں کا ذکر پہلے آ گیا ہے کہ تاکہ پتہ چلے۔ کہ بشارت سے پہلے یہ دیکھو کہ صبر والے ہیں کون۔ ان کی کیا شان ہے۔ کیوں صابر جو ہے اس کے ساتھ یہ تو نہیں لکھا ہوا کہ یہ صابر ہے۔ بلکہ اس کی گفتگو

Date:

پتہ چلتا ہے کہ وہ صبر کرنے والا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ الذین اذا ——— مصیبۃ صبر کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ اگر ان
کو کوئی مصیبت پہنچے۔ قالوا انا للہ ——— راجعون ——— آپ نے الفاظ پر غور کر لیا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے
کہ صبر کرنے والے وہ ہیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کی ملک ہیں۔ تو مصیبت کا اس کے ساتھ کیا جوڑ ہے۔
ادھر تو مصیبت آگئی۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کا اس کے ساتھ تو معنوی رابطہ کیا ہے
میں عرض کروں بخدا ——— بندگان خدا سالکین واصلین سلوک کی جو منزلیں طے کر کے قرب کے جس
مرتبے پر پہنچے ہیں۔ رب کریم نے حضور کے علوم میں صبر کرنے والوں کے لئے یہ مرتبہ یہاں پہلے ہی عطا فرما دیا ہے ——— کہ جب
انہیں کوئی مصیبت آئے۔ تو وہ اپنے ذہن کو فوراً اس طرف لے آتے ہیں۔ اور جب ذہن اس طرف آتا ہے تو زبان بھی
وہی گنگناتی ہے۔ کیونکہ زبان دل کی ترجمان ہے۔ دل میں جو کچھ ہے۔ یہ وہی بیان کرتی ہے۔ اور اگر دل اور زبان میں
اختلاف ہو تو منافقت ہے۔ مسلمان کو یہ عزت حاصل ہے کہ یہ زبان سے وہی کچھ کہتا ہے جو اس کے دل میں
ہوتا ہے۔ جب یہ کلمہ شریف پڑھتا ہے تو واللہ اس کا دل اس کے ساتھ اللہ کریم کی الوہیت اور رسول پاک کی رسالت
کو ٹھیک کر کے تسلیم کر رہا ہوتا ہے ورنہ منافقت ہو جائے گی۔ اگر دل اور ہو زبان اور تو یہ تو بات غلط ہو جاتی ہے
اقبال نے بھی اسی لئے کہا ہے۔ کہ دل اور زبان کا باہم متفق ہونا۔ یہ معمولی لوگوں کا کام نہیں ہے۔ یہ اللہ کے مقربین
کا کام ہے ———

اللہ کریم نے فرمایا جب میرے بندوں کو تکلیف آئے تو یہ کہتے ہیں انا للہ ——— ہم اللہ کی ملک ہیں۔ اللہ ہمارا مالک ہے
تو یہ اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے کہ مجھے جو مصیبت آئی ہے۔ یہ کس کی طرف سے ہے۔ یہ بھی قرآن شریف
فیصلہ کرتا ہے۔ ما اصاب من مصیبۃ الا باذن ——— کوئی مصیبت نہیں آتی مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت سے آتی ہے
اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ جب تک وہ اجازت نہ دیں۔ جب تک وہ حکم نہ دے کوئی مصیبت آ نہیں سکتی۔
— ما اصاب من مصیبۃ ——— لیکن مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ پس شکوہ نہ ہو جائے۔ اللہ کریم فرماتا
ہے۔ جن کو میں ایمان عطا فرماتا ہوں۔ ان کے دل بھی تو درست کر دیتا ہوں ——— جو آپ کے دکھے ہیں آپ
کے رعایا ہیں۔ آپ کے نان نفقہ کے محتاج ہیں۔ آپ ان کا زیادہ سے زیادہ لباس ٹھیک کر سکتے ہیں۔
زیادہ سے زیادہ ان کی نوک پلک سنوار کے ان کے جسم کو صحیح کر سکتے ہیں۔ لیکن دل کو صحیح نہیں کر سکتے۔
دل کو صحیح کرتا ہے تو رب کریم ہی صحیح کرتا ہے ——— جیسا کہ فرمایا ومن یومن باللہ یھد قلبہ۔ ہمارے پاس
بیٹھ کر اونگھا نہ کریں ——— ہمیں تو مسکراتے چہروں پر پڑتا رہے تو ہمیں بھی تازگی نصیب ہوتی رہے گی ———
——— واللہ بکل شیء علیم ——— اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ جو اللہ پر ایمان لے آئے۔ اللہ کریم خود اس کے دل کو
درست فرما دیتا ہے۔ دونوں آیتوں کو ملاؤ۔ تو نتیجہ یہ نکلتا ہے ——— کہ مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ

Date:

کہ مصیبت دکھ تکلیف ہماری اللہ کے حکم سے آتی ہے، اور اللہ کون ہے۔ جو ہمارا مالک ہے۔ کبھی مالک بھی اپنی
عمارت کو آگ لگاتا ہے۔ کبھی مالک بھی اپنی شئے کو ضائع کرتا ہے۔ تو پھر اللہ ہمارا مالک ہے۔ اگر تکلیف آگئی
ہے۔ تو زیادہ پریشان نہ ہو۔ میں نے تمہیں ضائع کرنے کے لئے تکلیف نہیں دی ہے۔ اپنا بنانے کے لئے تکلیف دی ہے۔ کیوں
پوری تشبیہ نہیں ہوتی۔ اور وجہ مناسبت سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ آپ جس کپڑے کو بغرض
دستار پہننے کے لئے جمع الموارد کی تیاری کرتے ہیں۔ اور آپ کو شکوہ آتا ہے کہ یہ میلا ہے۔ تو آپ اس کو دھوتے
ہیں نا۔ پرانا دستور اور تھا۔ دھونے کا نیا دستور اور ہے۔ پرانے زمانے میں ڈنڈے برستے تھے۔ اور آج کا دور
میں اس کو واشنگ مشین میں ڈال کے اتنا جھنجھوڑتے ہیں۔ اور اتنا اس کو جناب نکال کھینچتے ہیں۔ کہ اگر کچھ
کپڑا ہو تو اس کے پرخچے اڑ جائیں۔ مشین اس قدر کھینچتی ہے اسے ---- تو کپڑا اگر کہے میرے مالک
نے تباہ کر دیا ---- آپ کہو گے نہیں ضائع کرنے کے لئے نہیں تیری میل اتارنے کے لئے اس مشین کے اندر ڈالا ہے
تو رب بھی فرماتا ہے۔ کہ دکھ رب اللہ کے ہیں۔ اور یہ ہوگا تو دل کو سنوار کو۔ کیونکہ جس کو میں ایمان دیتا ہوں
اس کا دل بھی درست کر دیتا ہے۔ تو پھر کیا ہوگا۔ اگر تکلیف آئے۔ تو پھر پریشان کرو۔ تم میرے ہو۔ میں انہوں
کو بھی ضائع کر دیا۔ بلکہ آپ کو سنوارنے کے لئے تکلیف عطا کرتا ہے ---- انا للہ وانا الیہ راجعون ---- ترجمہ۔
اور مالک جو ہے۔ جو مال اکٹھا کرتا ہے۔ ردی ---- ٹکڑا ٹکڑا مال اکٹھا کرتا ہے۔ ہم اسی کی ملک میں ----
اور اگر دنیا میں تکلیف آجائے تو وہ تمہیں دنیا میں کھرا کرکے اپنی بارگاہ میں جمع کرنے والا ہے۔
درست کرنے پاک کرنے میل اتارنے۔ اور آلودگی سے پاک کرنے۔ اپنی بارگاہ میں جمع ----
جب تمہارا دل زبان کا ترجمان ہو جائے۔ تو تازہ انعام رب کریم تمہیں عطا فرماتا ہے۔ اولٰئک علیہم صلوات
---- المھتدون ---- سب سبحان اللہ کہتے ہیں۔ جو نیند میں ہے وہ مجبور ہیں۔ نیند بڑی ظالم ہے۔
اللہ اس کے ظلم سے بچائے۔
اللہ کریم نے فرمایا اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ---- وہ لوگ جو میری طرف سے میری بارگاہ
سے آنے والی مصیبت پر کہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کی ملک ہیں۔ ہمیں اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے۔ فرمایا جب
وہ دل کو زبان سے ملا لیں تو میں اپنی طرف سے ان پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہوں۔ اور
الطیبہ علیہم صلوات ---- ان پر اللہ کی طرف سے برکات ہیں۔ اور اس کی رحمت ہے۔ اے لوگو اگر
تم ہدایت والے لوگ بننے ہو تو دیکھو۔ کیونکہ رب میرے فیصلے پر راضی ہیں۔ یہ دکھ کا فیصلہ پریشانی کا
فیصلہ۔ بیماری کا فیصلہ۔ مسلسل اضطرابات کا فیصلہ۔ لیکن یہ میرا نام لے کر اپنا لو جو سلکا کر لیا
نہیں۔ کیونکہ اللہ وہ ہے جو بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔ جو زیادتی نہیں کرتا۔ اللہ وہ ہے جو ان کے اچھے اعمال کو

Date:

اچھے اعمال کو ضائع نہیں کرتا۔ اسے کیا ضرورت ہے کیا اعمال ضائع کرنے کی۔ وہ ہمیں محنت ضائع نہیں کرتا۔ میں ظلم
نہیں کرتا۔ بے نیاز کو کیا ضرورت پڑی ہے بندوں کو یہ کہہ کر اپنی حمایت میں لے لیکن پھر بھی اعلان فرما دیا۔ تاکہ مسلمانوں
کے دل صحیح رہیں۔ ان کے دل کا قبلہ صحیح رہے۔ اللہ والو۔ جسم کا قبلہ درست ہو تو نماز صحیح ہوتی ہے۔ لہذا اگر دل
کا قبلہ صحیح ہو تو ایمان صحیح ہوتا ہے۔ اگر دل کا قبلہ صحیح نہ ہو تو ایمان صحیح نہیں ہوتا۔ اعمال تب صحیح ہوتے ہیں۔
جب دل کا قبلہ صحیح ہو۔ فاولئک هم المهتدون۔ نماز پڑھنے والا روزہ رکھنے والا۔ حج کرنے والا۔ زکوۃ دینے والے
نیکیاں کرنے والے۔ اس کے لیے اولئک هم المهتدون فرمایا۔ اس کے لیے کہا جو خدائی فیصلے کو دل سے قبول کرتا ہے
کیونکہ یہ اعمال ہیں جسم کے۔ اور خدا کے حکم کو قبول کرنا۔ فیصلے پر راضی ہونا۔ یہ عمل ہے دل کا۔ جب دل صحیح ہو جاتا
ہے۔ تو ہدایت کے راستے کھل جاتے ہیں ——
شیخ سعدی کی حکایت۔ حضرت نے تیس سال عالم اسلام کی سیاحت کی ہے۔ بہت کچھ سیکھا ہے گلستان
بوستان لکھی ہیں —— سفر پر —— قحط پڑا تھا —— ایک لڑکے کو دیکھا —— واقعہ جو پہلے سنایا۔
اللہ والو جب میں آپ کو کہتا ہوں تو اپنے آپ کو علیحدہ کر کے نہیں کہتا۔ یہ فقیر بھی آپ میں شامل ہے۔ ہمارا فرض
ہے کہ ہم شکر ادا کر سکیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔ محمود کر رہا ہے —— لوگوں کو بڑی دولت ملے تو شکر
کرتے ہیں۔ اس کا سارا جسم زخمی ہے پھر بھی شکر کر رہا ہے —— یہ ساری کائنات کے عقل کے فلسفے کا خلاصہ
کوئی عارف باللہ ہے جو پاؤں پر پردہ کیے ہوئے پڑا ہے —— میں سمجھ گیا اے بندہ خدا ایک شکر تھا ——
(B) میں شکر اس لیے کر رہا ہوں مصیبت میں گرفتار ضرور ہوں لیکن رب کی نافرمانی تو نہیں کر رہا ہوں۔
سب سے بڑی مصیبت یہ ہے رب کی نافرمانی کی جائے اور یہ ایسی مصیبت ہے جو ایمان کو بہا لے جاتی ہے۔ لیکن
میں اس لیے شکر کرتا ہوں کہ بار الہ تیرا شکر ہے۔ تو نے مجھ کو مصیبت کے لیے چن لیا ہے لیکن مجھے معصیت سے بچا
لیا ہے۔ اگر میرا جسم تندرست تازہ ہوتا۔ اگر میرے ہاتھوں میں توانائی ہوتی۔ اور میرے چہرے پر حسن ہوتا۔ اگر میں امیر کبیر
ہوتا۔ اگر میں فرمانروائی کرتا۔ تو نجانے آج تک میں نے کتنے لوگوں پہ ظلم کیا ہوتا۔ لیکن مولا تیرا شکر ادا
کروں۔ تو نے مجھے ہاتھ دیئے ہیں۔ لیکن ظلم کرنے والے نہیں۔ میں ان ہاتھوں سے ظلم کر ہی نہیں سکتا۔ میں ان
پاؤں سے چل کر غلط مقام پر جا ہی نہیں سکتا۔ میں ایسے جسم کے ساتھ کسی معاشرے میں بیٹھ ہی نہیں سکتا۔
جو کسی کی غیبت کروں۔ لوگ مجھے دور سے دیکھ کے چلے جاتے ہیں۔ جب پاس نہیں آتے تو غیبت سے تو بچ
گیا۔ کیونکہ اللہ کا ذکر نہیں ہے —— صبح اٹھا میں نے رب کریم کی تعریفات شمار کیں۔ اولہم الحمادون یحمدون
—— تنگی میں بھی اس کی حمد کرتے ہیں۔ اور راحت میں بھی اس کی حمد کرتے ہیں۔ یہ نسبتاً آسان ہے۔
کہ تکلیف ہو۔ لیکن اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔ معمولی مسئلہ نہیں ہے بہت اونچا۔

۵۵ 524

Date:

لیکن نسبتاً آسان ہے۔ اور اس سے زیادہ، وزنی مسئلہ یہ ہے۔ کہ انسان کو راحت نصیب ہو۔ انسان کو صحت
نصیب ہو۔ انسان کو دولت نصیب ہو۔ انسان کو اولاد نصیب ہو۔ انسان کو منصب نصیب ہو۔ انسان
معاشرے میں قدآور ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا بڑا مشکل ہے۔ کیونکہ ایسے فرعون بن جاتے
ہیں۔ ایسے زیادہ بگڑ جاتے ہیں۔ ایسے ماحول میں بگڑ جانے کے زور سے زیادہ ہیں۔
اے کاش ہمیں وہ دولت نہ ملتی ہم ایک وقت کی بھوک برداشت کر لیتے۔ ہمارے ہاں کا لاکھوں کا
بینک بیلنس نہ ہوتا۔ ہم بھوک برداشت کر لیتے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ دولت اپنے کرم سے عطا فرماتا ہے
ہمارے گھر میں دولت نہ ہوتی۔ سونا چاندی نہ ہوتا۔ ہم مفرح الحال ہوتے۔ ہم کمزور ہوتے۔ تنگ ہوتے
غریب ہوتے تو پھر بڑی مشکل سے ایک ٹائم کی روٹی کھا سکتے۔ تو اللہ کا شکر ادا کرتے۔ لیکن ہمیں
اتنی دولت مل گئی ہے کہ ہمیں کیلی ریس کی چل رہی ہے۔ ہمیں دماسی آر۔ ہمیں مینٹ ورکس کا کام
چل رہا ہے۔ اور ہمیں منی لانڈرنگ کا اسکا ہو رہے ہیں۔ اور مسلمان جو ہے وہ کلمہ پڑھ کر قرآن پڑھ
کے درود شریف پڑھ کے اللہ رسول کا کلمہ پڑھ کے۔ اس گندگی میں گرفتار ہے۔ جو کیونکہ سود لوگوں کی درآمد
لگی ہوئی ہے — پیسے اس میں حمد کا کوئی شعور رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حبیب کی امت
کا مددگار ہے۔ جو تنگ ہو تب بھی حمد کرتے ہیں۔ اعلان کے لحاظ وسعت ہو تو پھر حمد کرتے ہیں —
ہمارا فرض ہے قرآن تقاضا کرتا ہے۔ تو رات تقاضا کرتی ہے۔ رب ذوالجلال چاہتا ہے۔ کہ ہمیں
ہمیں جو دولت عطا کی ہے اس دولت کی وجہ سے فرعون نہ ہو۔ صدیق اکبر کے غلام ہو —
حضرت عبدالرحمن بن عوف کے — انس ابن مالک — والی الفواد کے غلام ہو خواجہ خواجگان —
عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ۔ نجم الدین کبریٰ — یہ وہ اکابر تھیں)۔ جن کے پاس دولت کی ریل پیل ہے۔ بر اکثر
فخر الدین بلخی جب محمود کے معشر ہو ہونے کے لیے آئے ہیں۔ لیکن جب قریب آیا۔ یہ دولت کس کی ہے۔
یہ جائیداد کس کی ہے۔ یہ خواجہ احرار کی ہے — یہ باغات یہ خواجہ احرار کے۔ یہ زمین خواجہ احرار کی
یہ بلڈنگیں حضرت خواجہ کی — جو دیکھا خواجہ کا۔ اس نے کہا بھول گیا۔ تو کوئی دنیا دار کے پاس آ گیا۔
کس لیے آگیا وقت ضائع کیا — مرشد لگا تھا۔ کہ دل نے آواز دی آ ہی گیا ہے ملاقات تو کر لے۔ آخر
ملنے میں کیا حرج ہے۔ چلو دیکھو تو لے۔ پہنچے — مسجد میں شریف ادا کر باہر نکلی۔ اس میں شام ہو گئی۔ یہ ادھر
بن میں لگے ہوئے ہیں جاؤں کہ نہ جاؤں۔ شام ہو گئی چلو صبح دیکھیں گے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد بیٹھے
گئے۔ جب رات ہوئی تو قیامت کا میدان ہے۔ اور پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی۔ اس کو بھی پکڑو —
— باری ان کی بھی آ گئی۔ ملائکہ پکڑنے کے لیے آئے۔ کہ اس کو لے چلو اس کے ذمہ لاکھ حق ہے۔ اس کا نام

فلاں کا حق ہے۔ پکڑ لو اس کو لے چلو۔ جب پکڑنے کے لئے ملائکہ آئے تو خواجہ احرار سامنے آگئے۔ کیوں کیے مولوی
صاحب کو کیوں پکڑتے ہو۔ انہوں نے کہا جناب ان پر قرض ہے۔ فلاں کا اس نے حصہ دینا ہے فلاں کا اس نے
یعنی حق دینا ہے ہم اس کو لے چلے ہیں۔ فرمایا اسی بات پر اتنے معزز آدمی کو پکڑ لیا ہے۔ جی حق ہے اس پر۔ فرمایا بتاؤ
کتنا حق بنتا ہے بولو۔ انہوں نے کہا جی اتنے ہزار ۔۔۔ لاکھوں۔ فرمایا ہم ادا کرتے ہیں۔ حضرت نے خواب میں
ہی سارا کچھ ادا کر دیا ۔۔۔ سب فارغ ہو گئے۔ قیامت کا میدان جب حضرت کو خلاصی نصیب ہو گئی۔ اور اسی
سفر میں رات بسر ہو گئی۔ دل بھی رو رہا ہے۔ آنکھیں بھی تر ہو رہی ہیں۔ اللہ کے بندے تو نے کیا سمجھا تھا وہ کیا ہیں۔
بڑی دولت ۔۔ سر جھکائے صبح حضرت کی بارگاہ میں آئے۔ جیسے ہی آپ نے دیکھا۔ تو دیکھ کر فرمایا۔ مولوی
صاحب ہم نے جو کچھ یہاں جمع کیا ہے۔ یہ اللہ کے بندوں کے قرضے چکانے کے لئے جمع کیا ہے ۔۔۔ آپ خوا مخواہ ہی
ناراض ہو گئے۔ یہ ہم نے اپنے لئے تو تھوڑا کچھ نہیں ۔۔۔ اب بتاؤ میرے پاس یہ دولت نہ ہوتی تو آپ کے گلے میں جو
پھندا تھا وہ کیسے اترتا ۔۔۔

دولت مند ہونے کے باوجود۔ دولت کی جوتی پر قدم رکھنا یہ فقراء مسلک کا کام ہے۔ اور یہی میرے
آقا علیہ السلام کی سنت ہے۔ حدیث شریف میں موجود ہے۔ کہ میرے آقا کی بارگاہ میں نوے ہزار درہم لائے گئے۔
مال غنیمت ہوگا۔ میرے آقا علیہ السلام نے بلال پاک سے فرمایا اعلان کر دو۔ جتنے بھی منگتے ہیں آجائیں۔
ہم خیرات تقسیم کر رہے ہیں۔ ؟

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا ۔۔۔ دریا بہا دیے ہیں

میرے آقا سید عالم نے اعلان کروایا کہ جتنے بھی منگتے ہیں آجاؤ ۔۔۔ اور کون کہتا تھا کہ میری سرکار کا منگتا
نہیں ہو گا۔ یوں سمجھو کہ سارا مدینہ شریف ہی آگیا ۔۔۔ جھولیاں پھیلا کے سارے ہی آگئے۔ اور
میرے آقا علیہ السلام نے شام تک تقسیم شروع رکھی۔ حتی کہ شام کا وقت ہو گیا تو وہ جتنی بھی رقم تھی
ساری تقسیم ہو گئی۔ اس تقسیم کے بعد خدا کی قدرت ایک منگتا اور آگیا۔ حضرت جی عجیب ہی
عمدہ ان بیان فرمایا سرکار نے خدا صبح سے تقسیم ہو رہی ہے اب تو آگیا ہے پہلے آیا ہوتا۔ لیکن آقا اسکو کب
برداشت کرتے کہ جھولیاں خالی جائیں۔ منگتوں کو چھوڑ دینا ان کی عادت ہی نہیں ہے۔ لیکن آقا
وہ لیٹ تھا۔ اور میں عرض کرتا ہوں کہ وہ لیٹ جو آیا ہے۔ در اصل یہی پر ہی لب سر ہے۔ سرکار کی
حکمت کا اظہار کرتا تھا۔ کہ جب آگئے بلاؤ تو کچھ بھی نہیں تھا۔ سرکار نے بلایا۔ فرمایا عمر کو
بلاؤ۔ آقا جی حاضر ۔۔۔ وغیرہ ۔۔۔ فرمایا مدینہ پاک کی مارکیٹ میں چلے جاؤ کہ
فلاں دکاندار کو اپنی ضمانت دے دو۔ اور سارا سودا لے کر گھر چلے جاؤ۔ اور اس منگتے کو بھی ساتھ

Date:

نام لکھا دو قرض جانے لگا میں بانوں گا ۔۔ دیں طائفوں کا شکار جائے ۔ کوئی ہے ایسا سخی جو منگتوں سے یہ کہتا
کہ جو ضرورت کی بات ہو لے لو ۔ قرض میں ادا کروں گا ۔۔ یہ سخی نہیں کر سکتا ۔ ایسا کرم ہی کہ سکتا ہے
نبی پاک ؐ کریم ہیں ۔ صوفیا فرماتے ہیں سخی مت کہو ۔ سخی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ۔
کریم کے کرم کی حد ہی کوئی نہیں ہے ۔ جاؤ لے لو ۔ اس کی تو چاندی ہو گئی جناب ۔ وہ بھاگ گیا
عاشق اعظم بیٹھے تھے مجھے تو ان لوگوں کی حالت پر افسوس آتا ہے ۔ جو اس صدی میں پیدا ہو کر دعوی
کریں کہ ہم نے نبی رحمت ؐ کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے ۔ خدا کی قسم ہے ۔ ان کی حقیقت کو تو عاشق
اعظم بھی نہ سمجھ سکے ۔ عاشق اعظم بیٹھے تھے ۔ آپ نے فرمایا جاؤ قرض لے لو ۔ یعنی سودا لے لو ۔
اور میرا نام یہ لکھا دو ۔ قرض میں ادا کر دوں گا ۔ عرض کی یا رسول اللہ ؐ ۔ رب کریم نے آپ کو اتنی تو تکلیف
نہیں دی ہے ۔ کہ آپ خیرات کرتے کرتے مقروض ہو جائیں ۔ کہا یہ الفاظ عاشق اعظم نے اعتراض کے
طور پر کہے تھے ۔ یا نبی پاک ؐ کی محبت میں کہے تھے ۔ یا رسول اللہ یہ تو لے جائے گا ۔ قرض آپ کے سر رہ گیا
ہم کس کے رجسٹر میں یہ لکھا دیکھیں ۔ کہ مسلمانوں کا نبی مقروض ہے ۔ ہم کیسے برداشت کریں گے ۔
محبت برداشت نہیں کرتی ۔ کہ آپ کا نام مقروضوں کی فہرست میں لکھا ہوا ہو ۔ اللہ کریم نے آپ کو
اتنی تکلیف نہیں دی ۔ تو بتائیے یہ بات سن کر سرکار کو خوش ہونا تھا یا ناراض ۔ یہ خوشی کا وقت ہے
کہ عاشق اعظم نے میری خیر خواہی کی ہے یا ناراضگی کا وقت ہے ۔ انسانی وجدان یہ کہتا ہے ۔ اگر کسی کو کسی
کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو وہ خوش ہو ۔ کہ یہ میرا خیر خواہ ہے ۔ لیکن راوی فرماتے ہیں ۔ کہ واللہ العظیم ۔
حضور کے چہرے پر جلال کی سرخی آگئی ۔ عمر تو نے مجھے یہ بات کیوں کہی ہے ۔ اور قریب ہی حضور کے اور
غلام بیٹھے ہیں ۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ؐ آپ دل کھول کر انداز میں جو چاہیں خرچ کریں ۔ اور عرش کے
رب کی طرف سے کسی تنگی کا کوئی خطرہ محسوس نہ کریں ۔ عرش والا کبھی آپ کو تنگ نہیں ہونے
دے گا ۔ جب یہ بات کہی ۔ حضور کا چہرہ مسکرا اٹھا ۔ فرمایا ہاں یہ بات ہے جو اس نے
کی ہے ۔ عمر کی محبت ہے ۔۔۔۔ آ۔ 2: عاشق اعظم فرط محبت کے باوجود اس مرتبے تک نہ پہنچ
سکے ۔ جہاں حضور کا یہ غلام پہنچا ہے ۔

حضرت صفوان ابن امیہ ؓ ۔ پیارو صفوان نے حسن سرکار اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو ۔
غزوہ حنین اس کا مال غنیمت تقسیم ہو رہا ہے ۔ جعرانہ ۔۔ یہ میرا آقا مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں
اور جعرانہ کے مقام پر صفوان بن امیہ بھی حاضر ہے ۔ جس نے کلمہ ابھی تک نہیں پڑھا تھا ۔ دل
سے نہیں پڑھا تھا ۔ اس کو کہتے ہیں تالیف قلب ۔۔ صفوان بن امیہ نے دیکھا ۔ دو پہاڑوں کے درمیان

Date:

نام لکھا ہو قرض جانے اللہ میں بانٹو لا ۔۔۔ دیں طالوں کا نگار جانے ۔ کوئی ہے ایسا سخی جو منگتوں سے یہ کہتا ہو
کہ جو ضرورت کی بات ہو لے لو ۔ قرض میں ادا کر دوں گا ۔۔۔ یہ سخی نہیں کر سکتا ۔ ایسا کرم یہی کر سکتا ہے
نبی پاک ﷺ اس لئے کریم ہیں ۔ صوفیا فرماتے ہیں سخی مت کہو ۔ سخی کی پھر بھی کوئی حد ہوتی ہے ۔
کریم کے کرم کی حد ہی کوئی نہیں ہے ۔ جاؤ لے لو ۔ اسلام کی تو چاندی ہو گئی جناب ۔ وہ گھبرا گیا
فاروق اعظم بیٹھے تھے مجھے تو ان لوگوں کی حالت پہ افسوس آتا ہے ۔ جو اس صدی میں پیدا ہو کر دعوی
کریں کہ ہم نے نبی رحمت ﷺ کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے ۔ خدا کی قسم ہے ۔ ان کی حقیقت کو تو فاروق
اعظم بھی نہ سمجھ سکے ۔ فاروق اعظم بیٹھے تھے ۔ آپ نے فرمایا جاؤ قرض لے لو ۔ یعنی سودا لے لو ۔
اور میرا نام یہ لکھا دو ۔ قرض میں ادا کر دوں گا ۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ۔ رب کریم نے آپ کو اتنی تو تکلیف
نہیں دی ہے ۔ کہ آپ خیرات کرتے کرتے مقروض ہو جائیں ۔ کیا یہ الفاظ فاروق اعظم نے اعتراض کے
طور پہ کہے تھے ۔ یا نبی پاک ﷺ کی محبت میں کہے تھے ۔ یا رسول اللہ یہ تو لے جائے گا ۔ قرض آپ کے سر رہ گیا
ہم کس کے رجسٹر میں یہ لکھا دیکھیں ۔ کہ مسلمانوں کا نبی مقروض ہے ۔ ہم کیسے برداشت کریں گے ۔
محبت برداشت نہیں کرتی ۔ کہ آپ کا نام مقروضوں کی فہرست میں لکھا ہو ۔ اللہ کریم نے آپ کو
اتنی تکلیف نہیں دی ۔ بتائیے یہ بات سن کر سرکار کو خوش ہونا تھا یا ناراض ۔ یہ خوشی کا وقت ہے
کہ فاروق اعظم نے میری خیر خواہی کی ہے یا ناراضگی کا وقت ہے ۔ انسانی وجدان یہ کہتا ہے ۔ اگر کسی کو کسی
کے ساتھ یہ معاملہ ہو تو وہ خوش ہو ۔ کہ یہ میرا خیر خواہ ہے ۔ لیکن راوی فرماتے ہیں ۔ کہ واللہ اعلم ۔
حضور کے چہرے پہ جلال کی سرخی آ گئی ۔ عمر تو نے مجھے یہ بات کیوں کہی ہے ۔ اور قریب ہی حضور کے اور
غلام بیٹھے ہیں ۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ دل کھول کے انداز میں جو چاہیں خرچ کریں ۔ اور عرش کے
رب کی طرف سے کسی تنگی کا کوئی خطرہ نہ محسوس کریں ۔ عرش کا مالک کبھی آپ کو تنگ نہیں ہونے
دے گا ۔ جب یہ بات کہی ۔ حضور کا چہرہ مسکرا اٹھا ۔ فرمایا ہاں یہ بات ہے جو اس نے
کی ہے ۔ عمر کی بات ہے ۔۔۔ آج فاروق اعظم فرط محبت کے باوجود اس مرتبہ تک نہیں پہنچ
سکے ۔ جہاں حضور کا یہ غلام پہنچا ہے

حضرت صفوان ابن امیہ ؓ ۔ یارو صفوان نے حسن سرکار اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو ۔
غزوہ حنین اس کا مال غنیمت تقسیم ہو رہا ہے ۔ جعرانہ ۔۔۔ یہ جو سارا مال غنیمت تقسیم فرما رہے ہیں
اور جعرانہ کے مقام پر صفوان بن امیہ بھی حاضر ہے ۔ جس نے کلمہ ابھی تک نہیں پڑھا تھا ۔ دل
سے نہیں پڑھا تھا ۔ اس کو کہتے ہیں مؤلفۃ القلوب ۔۔۔ صفوان بن امیہ نے دیکھا ۔ دو پہاڑوں کے درمیان

Date:

جتنی وادی ہے کہ اس وادی میں نرا ریوڑ ہی ریوڑ ہے گا۔ اونٹ بھیڑ بکریاں ہیں۔ میرے آقا تقسیم کر رہے ہیں۔ صفوان نے کہا دل میں۔ اگر یہ دو پہاڑوں کے درمیان جتنے جانوروں کا ریوڑ ہے یہ اگر مجھے مل جائے تو بڑی بات ہے۔ سرکار نے کہا نہیں ہے سوچا ہے ——

حضور ﷺ جو نرا ان منگتوں میں مصروف ہیں۔ اب ایسے کے کہتے ہیں تو کہہ نہیں سکتی۔ صرف دل میں سوچے۔ لیکن سرکار نے صفوان بن امیہ کو بلایا قریب آ گئے۔ ابھی تک دل کو ہمت نہیں کر کہا اعلان ہونے والا ہے، کیونکہ دل سے تو کلمہ پڑھا نہیں ہے۔ اس لیے فرمایا قریب آ جاؤ آ گئے۔ تو فرمایا یہ دو پہاڑوں کے درمیان جتنے جانور ہیں دیکھ رہا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا جا سرکار

شیر سے ؟ دریا دیا دیتے ہیں —— صفوان دیکھتا ہے زمین پر ہوں آسمان پر ہو کہا تیری کائنات میں کوئی اور نہیں نظر آیا۔ جو اتنی جرأت کرے۔ اور مانگنے پر ایک آدھ اونٹ دے دے تو بڑی بات ہے۔ یہ سارے کی ساری وادی مجھے دے رہے ہیں۔ دل نے کہا اب بدبخت نہ رہ۔ یہ دنیا دار نہیں ہے یہ اللہ کا رسول ہے۔ وہیں کھڑے کھڑے کلمہ شریف پڑھا۔ یا رب حبیب ﷺ کی اداؤں نے تو شکار کر کے تو کافروں کو مسلمان بنا دیا ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی ادائے کرم ہے کہ

واہ کیا ~~جود~~ جود و کرم ہے شاہ بطحا تیرا ؟

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا۔
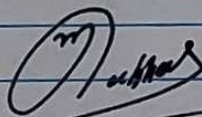
یہ قصہ کیا ہے جو مانگنے کا لیے نہیں دیتے۔ بغیر مانگے ہی عطا فرما دیتے ہیں۔ کیوں —

کیوں ایسی گلی میں ہر دا داتا و صدا ہو۔ جو بھیک لیے راہ گدا دیکھ رہا ہو —

حضرت صفوان نے سارا ریوڑ اور بکریاں اونٹ لیے لے چلے اور اپنے گاؤں میں پہنچے۔ صفوان بڑا کاروباری تھا۔ تیرا پاس تو رقم اتنی نہ تھی۔ جو تو خرید سکے۔ یہ کہاں سے سودا مارا ہے کہا۔ سودا نہیں مارا۔ محمد ﷺ سے بھیک مانگی ہے۔ او میری قوم اسلام لے آؤ۔ بتاؤ میں کیسا ہوں۔ کہا تو اچھا ہے، تیری عقل پر ہمیں اعتبار ہے تیری تجارت پر ہمیں اعتبار ہے۔ میری بات مانتے ہو۔ کہنے لگا خدا کی قسم پہلے میں اس شخصیت کے ہاں سے آیا ہوں۔ کہ جب وہ خیرات کرتا ہے، اسے فقر ہونے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا ہے۔ تو کیا مطلب تیرا — یہ جو کچھ نظر آ رہا ہے یہ سب کچھ حضور نے مجھے خیرات دیا ہے۔ اور لوگو میری مان لو۔ وہ بادشاہ نہیں ہے۔ وہ دنیادار نہیں ہے، وہ ملک کا سربراہ نہیں ہے وہ کوئی لالچی انسان نہیں ہے۔ وہ اللہ کا رسول ہے۔ کیونکہ رسولوں کے بغیر اتنی خیرات ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ سارا قبیلہ ہی مصطفیٰ کی اسی ادا سے مسلمان ہو گیا۔ —— دیکھو میں تو آدمی کبھی کہیں ملتا ہے —— یا اللہ رحم کر جب

Date:

غفلت بھی ہو۔ سہو اداسی بھی ہو۔ سکون نہ ملا ہو۔ دماغ میں فتور بھی ہو۔ اس وقت خدا کو یاد کرنا مشکل ہے۔ اللہ فرماتا ہے میرے مصطفیٰ کی امت وہ ہے۔ وہ بے ماحول میں بھی میری حمد کرتی ہے۔ اگر رب کریم نے آپ کو وسعت دی ہے۔ تو اس کے گھر نیکی و برکت موجود ہیں۔ کیونکہ اس وقت سے اللہ کی حمد کر رہا ہے — تو بہترین بھی ہے کہ امتی بن سکتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب کا امتی تو وہ ہے جس کا گھر میں جب وسعت عطا کرتا ہوں کو خوشیاں ملتی ہیں۔ تو وہ دولت مند ہونے کی بجائے میری بارگاہ میں سر جھکا کے حمد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ امتی بنائے۔

۱۴—۴—۲۰۱۶   جمعرات
۶—۷—۱۴۳۷
۹—۰۳—۲۰ AM

#529

لاشاہ ۳۵۳

Date: 11-3-10

۸۵ شانِ رسالت ۲ — محمود الحق شاہ بورے والہ

۸۶ — خطبہ — یا ایہا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا ——— اصیلا ۰ درود شریف کا بار بار ہی
کر ایمان والوں کی پہچان — اللہ نے ہر کسی کو درود کا حکم نہیں دیا۔ یہی پڑھے گا جس کا دل ایمان کے نور
سے جگمگا رہا ہے (۱) جسم کا جسم میں جان ہے — (۲) منہ میں زبان ہے (۳) دل میں ایمان ہے ——— دیکھو اس
دیکھنا کہیں مردہ لاش ——— (نعت)

ہم کو اپنی طلب سے سوا چاہیے — آپ جیسے ہیں ویسی عطا چاہیے —
کیوں کہوں یہ عطا وہ عطا چاہیے — آپ کو علم ہے ہم کو کیا چاہیے —
حشر کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں — سایۂ دامنِ مصطفیٰ چاہیے —
آپ اپنی غلامی کی دے دیں سند — بس یہی عزت و مرتبہ چاہیے —
دردِ جامی ملے نعت خالد لکھے — اور اندازِ احمد رضا چاہیے —

جتنی دیر بیٹھیں گے محبت اور پیار سے ——— سرکار کی محبت سے ہماری قبریں بھی جگمگا جائیں گی —
افضلیت دو طرح کی — (۱) پہلے کی عقیدت — سو کہے ہوئے۔ عقل والوں سے پوچھا — جہاں
جلوہ ریز زمین و آسمان کی رونق ہے تو مدینے کا سلطان زندہ ہے ——— دنیا کے باغ کا مالک موجود ہے۔
عبادتیں جو ہیں دنیا میں سورج چاند ستارے ——— (تم خالص درود پڑھتے رہو جس کو کچھ نہیں ملتا ہے)
(۱) ایمان کیا ہے ——— ایمان والا کون ہے۔ ہر کلمہ پڑھنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا — امنا باللہ والیوم الآخر —
جس محبوب کے ذریعے میں مانا جاتا ہوں — اور اس کو نہیں مانتے ——— جو مصطفیٰ کو مانتا ہے
کیا اللہ کو کسی نے دیکھا ہے۔ موسیٰ ہوئے رب کو دیکھنے کی ——— پہلے مصطفیٰ کو مانیں جس نے بھی
ہیں اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے ——— لوگ کہتے ہیں حضور کو کل کی خبر نہیں میرے نبی نے تو معراج کا جلوہ
— کائنات کی کوئی شے رب کو نہیں دیکھ سکتی ——— نگاہِ مصطفیٰ ——— وانت ترانی ———
و سلم اس سے جس نے انکو اس سب کو دیکھا — بس نے جس نے رب کو دیکھا ہے کہ
قرآن پاک کی پہچان۔ فرعون نے موسیٰ کو دیکھا۔ فرعون کا ایمان ——— جبرائیل کا آنا اور مٹی لینا —
مالک یوم مقدم — کی سزا — پانی اس کی واقعات تک جب گھوڑے کو گام ہوتی ہے، انا امنت
— من المسلمین — فرعون نے موسیٰ کا نام نہیں لیا۔ وہی جادوگروں کا ایمان ———
انہوں نے موسیٰ کا نام لیا ——— فرعون نے ایک مہکار ——— جادوگروں نے سب نے موسیٰ کا نام —
ایک کو جرات دنیا آسے نہ پہ — نوے ہزار ——— امنا برب ھارون و موسیٰ ———
کہا شبلی والوں کے مقابلے — لوگوں کو کلمہ نہیں سکھاتے ہیں — کار آمد ان کا کلمہ ہے جو پیار ہیں

530

Date:

— ایمان محبت کا نام ہے — الماری پر تالا۔ یہ الماری کی چیزوں کا محافظ ہے۔ اسی طرح اللہ
بھی ایمان کا محافظ ہے — ایمان والے وہ ہیں جو اللہ کو بھی اس طرح رسول کو بھی مانتے — جو لوگ
مانتے تو تو بتا تو کیا ہے۔ دنیا ہی رہا کس سے پاک ہے۔ آغاز — دیکھو کہ مانا جاتا ہے — جسم
سے پاک — کیسے مانیں — شے کی تعریف بنانے والے کی تعریف۔ مثلاً کسی —
عمارت کی تعریف۔ مسجد کی تعریف — مصلے کی تعریف اصل میں خدا کی تعریف ہے — جس
نبی پاک کی تعریف ختم کر دیا ہو۔ اس کو میں نے — ایمان کسی جگہ سے نہیں ملتا —
اگر ملتا ہے۔ نبی پاک سے — جو محبت سے کلمہ پڑھتا ہے سب سے ہی ایمان کا تاج پہنا دیا ہے
اللہ نے ہمیں محبوب کی محبت عطا فرمائی ہے۔ اس سے ہمارا دارین میں عزت ہے —

جن کے آنے سے روشن زمانہ ہوا — اس نبی کی ولادت پہ لاکھوں سلام۔
یا الٰہی صدقہ میلادِ رسول — ہو سب ہم سب دعائیں ہوں قبول۔

۱۴ — ۴ — ۲۰۱۶ جمعرات
۶ — ۷ — ۱۴۳۷
۴ — ۳۸ — PM

۸۶ غیروں کو تو عادت ہے کہ جب ہم سرکار کا نام لیتے ہیں تو بدبخت سوچنے لگ جاتے ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے اس نے رسول اللہ کا نام کیسے لے لیا۔ تنقید کرتے ہو۔ خدا کا شکر ہے۔ اس نے فرمایا تم مصطفیٰ کا ذکر کرتے رہو گے۔ انہیں بھونکنے دو۔ ان سے ہم ان جنم میں پوچھیں گے — ذرھم یاکلو و یتمتعوا و یلھھم الامل — اللہ کریم فرماتا ہے یا رسول اللہ ان کو دفع کریں۔ ذرھم کا ترجمہ ہے تو یہی کرونگا۔ جیسے کوئی برا آدمی ہو بے غیرت بے حیا ہو۔ استاد کہتا ہے چل دفع کر اس کو۔ اللہ فرماتا یا رسول اللہ ابوجہل کو دفع کرو ابولہب کو دفع کرو۔ اور آج کے ابوجہلوں کو بھی دفع کرو۔ دفع کرو ان بے ایمانوں کو۔ آپ ان کی طرف توجہ نہ دیں — آپ نے جو فرمایا حق فرمایا ہے قیامت اسی وقت آئے گی۔ جبکہ کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ ہوگا۔ اب یہ بات یہاں آ کے رک گئی۔ اللہ اللہ کرنے والے کب سے کرنے لگے۔ ہم قسم کھا کے کہتے ہیں۔ ہمیں کعبہ نے اللہ کا پتہ نہیں دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ بیت اللہ شریف پر بے ایمان حملہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چڑیوں کی ٹکڑیاں بھیج کر جو اپنے گھر کی حفاظت کرا لیتا ہے۔ وہ اپنے گھر پر خدائے عالم نے کیوں نہیں فرمایا۔ کہ اپنے گھر کی دیوار سے یہ آواز دلا دیتا۔ کہ میں اللہ ہوں جس کا یہ گھر ہے۔ دلائی ہے آواز — بیت اللہ کی دیواروں نے میرے آقا کی آمد کی دہائی تو دی ہے۔ رب کی دہائی نہیں دی ہے۔ میرا چیلنج ہے اگر کسی کو علم کا دعویٰ ہے۔ پیدا ہی نہیں ہوا خدا کی قسم — جو اس چیلنج کو قبول کرے۔ رب کریم نے زبان دی ہے کس کو بیت اللہ شریف کی دیواروں کو لیکن اپنا ذکر نہیں کرایا۔ رسول اللہ کا ذکر کرایا ہے۔ ابھی سجادہ نشین محترم نے اشارہ فرمایا۔ یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا مسئلہ آیا۔ تو چھوٹا سا بچہ شیرخوار اس سے اپنا ذکر نہیں کروایا اپنے رسول کا ذکر کرایا ہے۔ اب یہ تو خدا کی عادت ہے بدبختوں ہم سے ٹکر لیا لیتے ہو۔ خدا سے ٹکر لو۔ جو بے زبانوں کو بھی زبان دیتا ہے۔ اپنا ذکر نہیں کراتا مصطفیٰ کا ذکر کراتا ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے جلال الملت و الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ تین دن تک بیت اللہ شریف کی دیواریں جھومتی رہیں اور رقص کرتی رہیں۔ کیا الآ انا — مطہر حق الجاس میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ بیت اللہ شریف تین دن جھومتا رہا۔ اس نے کہا۔ گویا الصور لیث کی دنیا میں زمین والوں نے دیکھا۔ یار زمین تو ہل نہیں رہی۔ خانہ کعبہ ہل رہا ہے۔ ہلے تو کچا مکان ہلے پکا کیوں ہلے۔ اور پکا بھی خدا کا گھر۔ بندوں کے گھر نہیں ہلتے۔ خدا کا گھر ہلتا ہے۔ میں پوچھتا جا رہا ہوں گا۔ جب سرکار کا نام آتا ہے۔ غیر نہیں ہلتے۔ یہ کیوں جھومتے ہیں۔ اس لئے جھومتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ کو پہچان لیا ہے۔ اور خدا کی قسم کعبہ بھی اس لئے جھوم رہا ہے۔ کہ

Date:

وہ محمد مصطفیٰ کی آمد کو پہچان گیا ہے ۔ شرم ہو تو ۔ ویسے جو بے ادب ہوتا ہے بے شرم پہلے ہوتا ہے ۔
شرم تو اس قوم میں نہیں ہے ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے ۔ بیت اللہ شریف کیا کہتا ہے
اَلْاٰنَ اَنَا مطہر من الانجاس ۔ او من الارجاس ۔ اب وقت آ گیا ہے ۔ کہ مجھے نجاستوں سے
پاک کیا جائے گا ۔ اللہ کا گھر مگر نجاست ہے ۔ ذرا زبان کھولو اہل محبت کی ۔ بدبختو تم
کتنے ہو ۔ ہم چند گھر مکہ کے ساتھ پاک ہو جائیں گے ۔ ان کے صدقے کے بغیر تو خدا کا گھر پاک
نہیں ہوتا ۔ گھر خدا کا ہے ۔ برکت مصطفیٰ کی ہے ۔ اَلْاٰنَ ۔۔۔ اب میں نجاستوں سے
۔۔۔ قربان مجھے ایک بات تو بتا دو ۔ میرے کپڑے کو نجاست لگ گئی ۔ فقیر نماز کے لئے آیا ۔
اور ابا جی قبلہ عالم رح کی عظیم تمناؤں کا صدقہ تھا جیسے کہ گا ہوں سجادہ کو امامت کا مصلیٰ
مل گیا ۔ اب میں مصلے پر کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہنے لگا ۔ ایک پیچھے سے کہتا ہے رک جاؤ مولوی صاحب
کیوں بھئی ۔ تیرے کپڑے کو نجاست لگی ہوئی ہے ۔ تو مصلے پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہے ۔ ذرا رک
جاؤ ۔ میں دھو دیتا ہوں ۔ خدا کی قسم جو میرے گندے کپڑے کو دھو دے ۔ وہ میرا محسن ہے یا نہیں
ہے ۔ جو میرے گندے دلوں کو دھو دے ۔ میری حاجت روا ہے یا نہیں ۔۔۔ بے تمیزو ۔ جس نے خدا
کے گھر کو پاک کیا ۔ وہ خانہ کعبہ کا حاجت روا ہے یا نہیں ہے ۔
اس کے ساتھ قرآن شریف کی ایک آیت ملا لیں ۔۔۔ فیہ رجال یحبون ۔۔۔ متطہرین
اللہ فرماتا ہے ۔ اللہ کو پاک ہونے والے بڑے پسند ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں خدا کا گھر پاک
ہوا تو نہیں ہے ۔ پاک کیا ہے ۔ مطہر جو کہا گیا ۔۔۔ کس نے پاک کیا ہے ۔ رسول اللہ کے
میلاد نے پاک کیا ہے ۔ خدا کی قسم ہے ۔ ان کے میلاد نے تو خدا کا گھر پاک کر دیا ۔
اب ہمارے من کیسے پاک نہیں ہوں گے ۔۔۔ اور خدا کی قسم ہے ۔ کہ جو میلاد رسول
سے اختلاف کرتے ہیں ۔ وہ سب اصولوں گندے ہیں ۔ ان کا رواں رواں گندا ہے ۔ ان کی
اصل گندی ہے ۔ ان کی نسل گندی ہے ۔ اور دنیا سے بھی گندے ہو کے جائیں گے ۔ ابا
مجھے پاک کیا جائے گا ۔ اب میری زیارت کرنے والے آئیں گے ۔ کیوں ۔ پہلے کیوں نہیں آتے ۔
اب اس لیے آئیں گے ۔ اب اس لئے آئیں گے ۔ کہ اب وہ آ گیا ہے جن کو دیکھنے خدا کی ساری
آئے گی ۔
یہ بھی حکمت خداوندی ہے کہ سرکار کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی ۔ خانہ کعبہ کے اندر نہیں
ہوئی ۔ ایک روایت میں مولا علی شیر خدا کی ولادت کعبۃ اللہ میں ہے ۔ ایک روایت میں

Date:

حرام کی ـــــ یہ تو میرے آقا کے منگتے ہیں ۔ منگتوں کی ولادت کعبہ میں ہو ۔ سرکار کی کیوں نہیں ۔ اس کو تھوڑا سا گہرائی میں ہو کر سوچو ۔ یہ کانسیپٹ ہے ۔ کہ جو غلط لگ رہی تو وہ ہوتی بالکل ٹھیک ہے ۔ جس میں مقصد کا حسن جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے ـــــ مولا علی کو شان بیت اللہ میں پیدا ہوا ہوں ۔ حیران حرام ہے ۔ میرے آقا کی ولادت بیت اللہ شریف میں کیوں نہیں ۔ اس لیے نہیں ہے ۔ کہ اگر آقا بیت اللہ میں آتے ۔ تو کہتے والا کہہ دیتا تھا ۔ ساری برکت تو کعبے نے دی ہے ان کو ۔ فرمایا محبوب تو کعبے کا محتاج نہیں ہے ۔ کعبہ تیرا محتاج ہے ۔

اگر تو کعبے میں پیدا ہو ۔ لوگ کہیں گے ۔ کہ بیت اللہ میں پیدا ہوئے ۔ تبھی عزت مل گئی ۔ امیر ابن الحاج مکی ۔ صاحب مقدمہ بڑی مشہور کتاب میں رحمتیں نازل ہوا ـــ فرمایا میرے آقا جمعے کے دن پیدا نہیں ہوئے ۔ ہفتے کے دن پیدا ـــــ اتوار کے دن ـــــ اور طائف کی سبز وادی میں میرے آقا کی ولادت نہیں ہو ۔ بلکہ مکۃ اللہ کی سنگلاخ زمین ۔ اس کے لیے جدِ امجد حضرت ابراہیمؑ کہہ چکے ہیں ۔ کہ وادی غیر ذی زرع ـــ بے نیاز نے محبوب کے لیے شہر کون سا منتخب کیا ہے ۔ جہاں کوئی سبزہ ـــ نہ کوئی درخت ۔ نہ کوئی باغ ۔ نہ کوئی پھل ۔ نہ کوئی بلڈنگ ـــ ہر طرف ریت ـــ ادھر دیکھو پہاڑیاں ـــ ادھر ـــ فرمایا محبوب یہیں آجا ۔ اور دن بھی جمعہ بھی نہیں ـــ ہفتہ بھی نہیں ۔ اتوار ـــــ اور ولادت باسعادت کے لیے رمضان پاک بھی نہیں ـــ آخر کیا بات ہے ۔ اگر رمضان میں آتے ـــ تو منکر کہہ سکتے تھے ۔ کہ رمضان میں آئے اس لیے بڑی شان والے ہیں ۔ اگر جمعۃ المبارک میں آتے ۔ تو لوگ کہتے بڑی عزت مل گا ۔ جمعہ پاکیزہ دن ہے ۔ اگر ہفتے میں آتے ۔ یہودی کہتے یہ ہمارا متبرک دن ہے ۔ اتوار ـــــ ـــــ کہ مسیحی لوگ کہتے کو ہمارے دن سے عزت دی ہے ـــ فرمایا جمعہ شریف تو آدم کا یوم ولادت تو ہے ، تو لگو مرے معلی کا نہیں ہے ۔ اگر کوئی کہتا ہے ۔ کہ آدم علیہ السلام جمعے کے دن پیدا ہوئے ۔ تو عزت مل گئی ـــ ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ لیکن یہ تو حبیب خدا ہیں ۔ یہ برکتیں لینے تو نہیں آئے ۔ یہ تو برکتیں دینے کے لیے آئے ہیں ۔

جمعہ ایک طرف ہفتہ ایک طرف ۔ اتوار ـــــ پیر ـــ فرمایا میں عزت کا تاج دا س سر پر رکھوں گا ـــ میرے آقا نے پیر کے دن کو عزت بخشی ـــ اور مکے شریف کے شہر کو عزت بخشی ـــ جہاں درخت نہ باغ ۔ نہ پھول ۔ نہ کلیاں ۔ ایسا پھول کھلا ـــ اس کی مہک نے ـــــ تو ساری کائنات کو ۔ ان کی مہک نے دل کے

Date:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ——— عرصے تک قبر شریف مہکتی رہی ——— کیوں۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس لیے۔ سرکار نے پھیرا جو کیا ہے۔ ان کے مزار میں ——— اور ان کی قبر کی مٹی کے ذرے ذرے کو مہکا دیا ہے۔
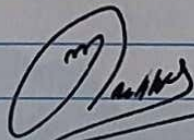
اپنا تو وجدان ہے رب نے حضور کے لیے مدینہ عالیہ منتخب نہیں کیا۔ بلکہ مکہ شریف ——— اصل وجہ کیا ہے۔ اگر سرکار کا مولد شریف مدینہ عالیہ ہوتا۔ تو پھر منہ والے کعبہ شریف کو کوئی نہ پوچھتا ——— میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ کو مکہ معظمہ میں جلوہ گر کرنا رب نے اپنے گھر کا بھرم رکھا ہے۔ سرکار آ گئے بیت اللہ آباد ہو گیا۔ پاک ہو گیا۔ بیت اللہ کا طواف شروع ہو گیا ———

قسم بخدا ——— ہمیں دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ گنبد شریف بنانا جائز ہے یا نہیں ——— ایسا سوال کرنے والے کے منہ میں خاک ——— حیا کرو۔ مدینہ عالیہ کو دیکھتے ہو یا نہیں ——— جب روضہ انور پہ گنبد نہیں تھا فرشتے پھر بھی آتے تھے۔ جب بن گیا ہے تو پھر بھی آتے ہیں ——— کوئی ایک روایت دکھاؤ۔ کوئی ایک حدیث شریف دکھاؤ۔ کہ جب تک گنبد شریف نہیں بنا ——— فرشتے آتے رہے۔ اب جب بن گیا ہے۔ فرشتوں نے آنا چھوڑ دیا ہے۔ اس لیے بدعت ہو گئی ہے ——— جہاں کتا ہو فرشتہ وہاں نہیں آتا ——— کتا رکھنا۔ فیشن جائز نہیں ہے۔ اگر یہ گنبد پاک نہیں تھا ——— رب فرماتا فرشتو نہیں جانا۔ نور الدین زنگی نے بھی تعلیق کر دی ——— ابھی مغلیہ خاندان والوں نے سرکار کا گنبد شریف بنا دیا۔ کبھی خواجہ اجمیر کا بنا دیا۔ کبھی شکر گنج فرید پاک کا بنا دیا۔ کہیں حاجی شیر کا بنا دیا۔ یہ سب مغلیہ خاندان کے بادشاہوں نے بنایا ہے۔ تو پھر کیا فرشتے رک گئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ گنبد ان بے ہودوں کو برا لگے تو لگے خدا کی قسم خدا کو برا نہیں لگتا ——— اگر لگتا تو روک دیتا۔ نہیں مسلسل آ رہے ہیں۔ ستر ہزار صبح میں ستر ہزار شام۔ ستر ہزار فرشتہ دن میں ——— احمد رضا بعد میں پیدا ہوئے ——— کہ فرشتوں کو کہتا کہ سارے بریلوی تھے۔ پھر بریلی شریف میں پڑھ کے آئے۔ یا مگو احمد رضا کو صدیوں بعد آیا ہے۔ فرشتے چکر لگا رہے ہیں۔ آ کے کہتے ہیں ——— رکتے ہی نہیں ——— ہمارے عمل لکھنے والے دو۔ اور حفظہ۔ تین سو ساٹھ۔ فتاوی حدیثیہ میں نقل ہے کہ ربی پاک کے ہر غلام کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتوں کا پہرہ ہے۔ جن کے منگتے اتنے قیمتی ہیں۔ ان کا آقا کتنا قیمتی ہو گا

Date:

حالانکہ قیمتی نہیں ہیں تو تین سو سال کو مشہور کیوں کیا۔ پا گنگو گنبد گا کے ڈھیر پر گارڈ کو کیوں نہیں کر ملا کرتا۔
گنتی میں نہیں کر مل ہو گے۔ وہاں کوئی ہوتے ہیں جہاں ہیرا جواہرات ہوں۔ سونا چاندی ہو۔ رسول اللہ کے
منگتے بڑے مہنگے ہیں ان کے تین سو سال تو دستوں کی ڈیوٹی لگا دی ہے۔ بڑے مہنگے ہو۔ سستے نہ بنو۔
کتے یہودیوں کی اداؤں پر مت جاؤ۔ مہنگے بنو تاکہ ملائکہ تمہاری زیارت کریں۔ کیا کروں نہ سمجھ
آتا تم۔ عرض کر رہا ہے۔ بعض اکابر نے ایک سوال کیا ہے۔ شیخ محقق نے فرمایا۔ ہر روز فرشتے
آتے ہیں۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں۔ کیونکہ تابعی ہیں۔ کسی نے بیان کیا تو سیلی نے۔ حدیث شریف
کا حوالہ نہیں دیتے۔ تورات شریف تو پہلے بنی۔ کعب احبار کو کیسے پتہ چل گیا حالانکہ مزار تو
بعد میں بنا۔ میں نے فرشتوں کو آتے دیکھا۔ جاتے دیکھا گن لیا کہ ستر ہزار آ رہے ہیں۔
پتہ چلا میرے آقا کے مزار پرانوار پر سبز گنبد ڈیوٹی دے رہا ہے۔ سبز گنبد حضور کا پرانوار
پر پہرہ دے رہا ہے۔ قسم بخدا۔ میرے آقا کے قدموں کی دھول بھی گنبد کا ذکر۔ تو
جو گنبد کے سائے کے نیچے میرے آقا جلوہ گر ہیں۔ اس گنبد کو کیا کہو گے۔ ہمارا یہ عکس سب سے بڑی
دلیل ہے سچائی کی۔ اگر گنبد شریف بنانا صحیح نہیں تھا۔ تو میرے آقا کے مزار شریف پر گنبد نہ بنتا
اگر ترک بادشاہ نے دھکے سے بنا کر لی تو لاکھوں ولی بیٹھے تھے۔ کسی نے اختلاف کیوں نہیں کیا۔
اختلاف نہیں کیا دعا دی۔ حضور کا گنبد بنانے والے تیرے سر پر خدا کی رحمتوں کا سایہ ہو۔
اور جتنے بھی اولیاء کے مزارات پر گنبد ہیں۔ یہ سبز گنبد کی تجلیاں ہیں۔
میرے آقا کا در اتنا سوہنا ہے کہ خدا کا عرش بھی اس کے پاسنگ نہیں ہے۔ اگر کوئی
نہیں ہے تو قریب ہے اگر وہاں تک رسائی آنا جانا رکھتے ہیں۔ پیر و مرشد کے مزار پر آنا جانا
رکھا کرو تاکہ فرشتوں کی سنت پر عمل ہو جائے۔

[signature]

۱۵-۴-۲۰۱۶ جمعہ
۷-۷-۱۴۳۷
۶-۱۱-۰۸ PM

٨٦- خلقِ عظیم (عارف والا)

Date: ٢٠١٢

۱۸۶ نہ فوج سے کام آتی ہے، نہ اسلحہ کام آتا ہے نہ جدید ٹیکنیک کام آتی ہے۔ مسلمانوں کے پاس
سب کچھ ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کے باوجود پھر بھی کافی جوتے ہیں ـ بولی بول رہے ہیں۔ اس کا مطلب
یہ ہے۔ کہ ان ظالموں نے ——— شیطان اسی لئے مردود ہوا کہ اس نے ادب نہیں
کیا۔ (۲) نماز یاد نہیں کرنا مصطفیٰ کو پیار پیار کرنا ہے ———
جس نماز میں محبوب نہیں ہے۔ وہ نماز نہیں ہے ——— سرکار کی زیارت کے بغیر نماز
——— ن والقلم ——— سارے صحابہ اللہ کتنے ٹک ٹک کے۔ ابو ہریرہ کا ہے۔
ایک علم تو میں نے تمہیں دے دیا ہے ——— صحابہ کرام کے ہر شخص کی حقیقت نہیں بتا سکتے۔
ثوسر کا (دوسرا) کی مثال دیا ہے ——— یہ یاد کے دن تمہیں یاد آئیں۔ کان لکھتے ہیں
آنکھیں جس نے سرکار کو دیکھ کر چکھی تھی ——— ایک حدیث ——— جب سرکار کا ذکر
آیا تو میری زبان پاک ہو گئی جب آپ کا سنا تو کان پاک ہو گئے۔ دل پاک ہو گیا ———
——— کسی نے ولیوں کے دروازے پر حاضری ہوتی۔ اگر بایزید کی شکر گذاری ہوتی تو پتہ چلتا ———
ہے بس بایزید کہتے ہیں جب ملی ہے تو ہیں۔ اللہ ڈھونڈتا ہے بیاز فریاد کو۔
کہتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں نے کہا مجھے ملی ہے مجھے تو نہیں ملی۔ تم کو ملی ہے وہ تو دکھائی دے گا ———
تیری دو رخ سے تو کچھ چھپتا نہیں ——— خلد میں پنہاں رہنا ہے تجھ کو کیا۔
{ سبحان مجھے سمجھا کیا نہیں دیتا۔ قدرت کے انوار جو لکھے ہیں وہ سمجھ رہے ہیں۔ جو منہ سے نکلتا ہے
وہ لکھا جاتا ہے ——— امام المحدثین علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ کا فتاویٰ حدیثیہ۔ وہ فرماتے ہیں ہر آدمی
کے ساتھ رب نے تین سو ساٹھ فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی ہے ——— ڈیوٹی اچھے حال کی ہوتی ہے ہر ساعت
انکے خزانے بھی بکے ہیں۔ ان للہ ملائکۃ ——— سیاحین فی الارض۔ فرشتے ڈھونڈتے پھرتے
ذکر کی محافل ——— یہ فرشتے کون ہیں اتجعل فیہا یا اللہ تو زمین میں اس کو پیدا کرتا ———
فرشتے بہت بڑے عالم تھے مگر ولیوں تک نہ پہنچ سکے۔ اگر ان کی نظر میں فرید ہوتا تو ہوتے
عبرت ہوتی۔ معنی یہ کیسا ہوتا ——— (انہوں نے جنوں پر قیاس کیا ہے)
رب کریم نے فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون ——— اللہ والوں کی شان کو جاننا ہو خدا کی سفیر
اگر آپ ایک ہزار دفعہ ٹر ریکارڈ ہزار دفعہ ——— خدا جانتا ہے ان کے خلق سے پایا بھی
کتنا نہیں ہوتی ——— فرشتوں کا کام بھی ختم نہیں ہوتا۔ فرشتوں کو نیند نہیں۔ نہ بلڈ پریشر
ہے نہ شوگر ہے۔ نہ تکلیف نہ شکایت ہے ——— جو ان کو عمل دیا ہے قیامت تک نہیں تھکیں گے

Date:

یہ دیا تو ہیں اتجعل فیھا ۔ توجہ میری طرف ہے کیونکہ مجھے پیچھے پڑ کر سنانے کی
عادت نہیں ۔ منگتے بنا کر سنانے کی عادت ہے ۔ محمد بنا ہاک نے اپنے صحابہ
کو سما نے بٹھا کر ذکر سنایا ہے ۔ یہ عظیم گلستان ہے ۔ فرشتوں کو ہمیشہ کا حکم ہے
بار بار حکم ہے جتنی بار سبحان کہیں اتنی بار سجنے کا حکم ہے ۔ یہ کون ہیں جو کہتے
تھے یا اللہ یہ فساد کریں گے ۔ اللہ نے ڈیوٹی ان کی لگا دی ۔ کہ لکھو یہ فساد کر رہے ہیں
یا ذکر کر رہے ہیں ۔ یہاں موت کا ذکر ہے
کہ ہم موت سے نہیں ڈرتے ۔ موت بھی خدا کی مخلوق ۔ حیات بھی ۔ اس کی مخلوق ہے
خلق میں نہ یہاں عیب ہے نہ وہاں عیب ہے ۔ ہماری زندگی بھی اللہ کے کرم سے حسین ہے
ہماری موت بھی حسین ہے ۔ پھر جب مر کر قبر میں گئے فرشتے ۔ مولا حکم ۔ فرمایا جا کر قبر
میں حساب لو ۔ من ربک ۔ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک کسی رسول کی امت
کو قبروں کا حساب نہیں ۔ کسی میں ہمت ہے تو ہاتھ ملائے ۔ آدم علیہ السلام کی امت جو
فوت ہوئی ۔ قبروں میں گئے ۔ بس پڑے ہیں ۔ کسی نے سوال نہیں کیا ۔ نوح ۔ ابراہیم ۔ موسیٰ ۔
عیسیٰ ۔ داؤد ۔ سلیمان ۔ یعقوب ۔ یوسف ۔ ایوب ۔ اسماعیل ۔ اسحق ۔ ان کی امتوں کو قبروں میں
کوئی حساب نہیں ۔ محبوب آئے سرکار کا غلام علما ن ابن مظعون ۔ مدینہ منورہ میں پہلے فوت ہونے
والا غلام ہے ۔ انہیں مزار شریف میں رکھا گیا ۔ تو حضور کی امت سے حساب شروع ہو گیا ۔
اس لیے سب کا اس کی آواز بھی ہے ۔ یہ اس لیے دہشت ڈر گئے کہ امتحان کے لیے ہم ہی رہ گئے ۔
ان کا کچھ نہیں ہوا ۔ ڈر کے کہتا ہوں ۔ اللہ کے بندے ۔ پڑھے ہوئے لوگوں کا امتحان ہوتا ہے ۔ مگر لوں
کے چرواہوں کا امتحان نہیں ہوتا ۔ حضرت موسیٰ کے امتیوں نے کہا ۔ لن نؤمن لک حتیٰ نری
ہم نہیں مانتے رب کو جب تک تیرا اللہ ہمارے سامنے آ گیا ہے ۔ ایسے مقرر ہو بچیوں کا امتحان
قبر میں ۔ ڈر کے ایسا مگر سچ کہتا ہوں ۔ جب موسیٰ کی امت قبر میں گئی تو حساب نہیں کیا ۔ عیسیٰ
کے مرنے والے والے ۔ سارے نبیوں کی امتیں گئیں تو کوئی حساب نہیں لیا ۔ کیونکہ
ان کے معیار کا کوئی ہے ہی ۔ محبوب کا ایک امتی قبر میں گیا ۔ اللہ نے فرمایا فرشتو یہاں تو جن
کو چنتے ہیں ۔ یہ دو چن لیے ۔ فرمایا جاؤ قبر والے سے پوچھو ۔ من ربک ۔ وہاں کھڑے ہو کر دیکھنا کہ
فساد کیا ہوا ہے یا عبادت کرنے والا ۔ تم نے تو کہا تھا اتجعل فیھا ۔ من
ربک پوچھو ۔ یہ حضرت ایک منگتے کا جواب ہے ۔ شیخ شبلی ۔ ابوبکر ۔ اصغر

Date:

نماز کے بعد حضور کے نام کا ورد کرنے والا یا محمدؐ یا رسول کہنے والا ــــ قبر میں آ گئے فرشتے اور اللہ
والوں کا باہر والوں سے بھی رابطہ رہتا ہے۔ جو باہر ہیں ان کا قبر والوں سے ــ اور جو یہاں
چلتے پھرتے ہیں مزار میں ان کا کیا رابطہ ہے ــــ انک لا تسمع الموتیٰ۔ یہ چلتے پھرتے بھی
مردار ہیں۔ اور غریب پاک مزار میں بھی زندہ ہے۔ احمد رضا ــ فقیہ المظہر ــ ہمارے اکابر
کیسے کیسے عظیم ہیں۔ وہ مزارات میں جا کر بھی ہماری جھولیوں میں خیرات ڈالتے ہیں ــ
من ربک۔ کسی نے پوچھ لیا خواب میں۔ حضور فرشتوں سے قبر میں کیسے بچاؤ ــ فرمایا
اگر تو وہاں ہوتا تو تجھے پتہ چلتا فرشتے مجھ سے کیسے بچ کے گئے ــــ تو دیکھتا کہ ملائکہ
میری قبر سے نکلے کیسے ــ حضور آپ نے کیا جواب دیا ــ
کیا پڑھا ہے تم نے ـ جب تم حضور کے حسن کی جھلک نہ دیکھیں تو علم کدھر سے آ گیا ــ
علم تو میرے آقا کے آستانے کا لنگر ہے ــ حضور کیسے فرمایا جب وہ میری قبر میں آئے پڑھا ــ
من ربک۔ میں نے فرمایا مجھے پوچھتے ہو۔ یہ میرا انداز تکلم ہے۔ یہ تصنیف کلام ہے یلفتن
ربی منی آنکہ شمال لمیس ملائکہ راز در کہ پیشین پدر منی اسجدہ انداز اگر
پڑھ سکتے تو اخبار الاخیار پڑھو۔ فرمایا میرا رب وہ ہے جس نے میرے باپ آدم علیہ السلام تم سب کو
سجدے میں گرایا۔ سبق پڑھاؤ تو جواب بھی تو معیار کا ہوتا ہے۔ وہ کیا جواب دیں گے جو
حضور کے علم اور اعلیٰ ــ جواب تو وہ دیں گے جو میرے آقا کے منگتے ہیں ــ
یہ تو ایک سوال دوسرا سوال پوچھنے لگے۔ تو کہاں تھا وقت آدم علیہ السلام پر۔ فرمایا تم دونوں
کو خصوصیت سے دیکھ رہا تھا ــ میں اپنے ابا حضور کی پشت میں تھا۔ اور تم دونوں سجدے میں
گرے ہوئے تھے۔ میں تمہیں دیکھ رہا تھا۔ فرمایا واہ بھئی واہ کمال تک ہمیں سجدے کیے آج عزرائیل بھی
کے آگے نکل رہے ہیں ــ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا آؤ چلیں ایک سوال سے مشکل ہو گئی ہے
کیوں ہم نے تو سوال کیا تھا اس سے اور اس نے جواب ایسے دیا کہ اگر باقیوں نے سن لیا تو
ساری امت نے یاد کر لیا۔ تو سارے جواب یہی دیں گے۔ کیونکہ شیخ شبلی کا جواب
یہاں دیکھ گیا کہ پہنچا۔ اور میں نے پوچھا کہ آپ تک پہنچا دیا ــ
فرشتے ـ ان للہ ملائکۃ ایسے بھی فرشتے ہیں۔ سیاحین فی الارض ـ جو زمین میں سیر کرتے
ہیں ــ وہ مجالس ذکر ڈھونڈتے ہیں ــ اللہ ان کو نہیں بتاتا۔ فرمایا جاؤ ڈھونڈ کے
فرشتے ڈھونڈ کر پہنچتے ہیں ــ سنیوں کو پہلے ہی پتہ ہوتا ہے کہ ذکر کی محفل کہاں ہے ــ

Date:

اللہ فرماتا ہے ن والقلم ــــ وما یسطرون - جیسے اس کی قسم جو وہ لکھتے ہیں فرشتوں کے
لکھنے کی قسم - اللہ فرماتا ہے جیسے اس قلم کی قسم ہے جس سے میرے محبوب کی شان لکھنے والے لکھتے
ہیں - ہمارے پاس بڑے خزانے ہیں اکابر نے لکھ کر ہمیں عطا فرمائے ہیں - آج ہیں کہتے ہوئے
کوئی جیب میں سے کچھ بتاتا ہے ــــ
فقیہ اعظم نے ایک مضمون لکھا ہے حدیث حجیت - یہ قرآن بھی سرکار کی زبان سے نکلا -
لا حدیث بھی سرکار کا فرمان ہے - اگر حدیث نہ ہو تو قرآن کی آیت بھی ثابت نہ ہو سکی -
ــ للہ لو ہر ای آن ہو ــــ تو کیا انگلی کے قلم کی قسم نہیں - ہمارے اکابر اہلسنت
کی ہر کتاب کا ہر لفظ عشق رسول کا چمکتا دمکتا آفتاب ہے ـ کسی ملک کا کاف
سب سب کی بولی ایک ہی ہے - کوے کا رنگ وہی ہو گا ـــ
بیشک اللہ کا ملوک ہو رہا ہے فتح مرہون ہے اس انسان العیون کے حوالے سے عرض کر رہا ہوں.
تاریخ عاشقی نے یہاں لکھا ہے ــ کافر جیسے آ رہا ہے، فضالہ ابن عمر دیکھ ہے - اس کافر نے سوچا اس
وقت حملہ کر دوں گا جب یہ نبی بے خبر ہوں گے - اس نے جب یہ ارادہ کیا - مجھے آتا نہ دیکھے مڑ کے
دیکھا - فضالہ ادھر آؤ - وہ کافر تھا - یہ مسلمانوں کا معجزہ ہے نبی آگے کا بھی پیچھے کا بھی دیکھتا ہے
میرے آقا تو دل کی بات جانتے ہیں کہتا ہے کچھ بات نہیں - جیسے حضور مسکرا دیئے - میں تو اللہ ہی
اللہ کر رہا ہوں - اس کو یہ تشویش کیوں نہ ہوئی - کہنے لگا السلام و علیک - میرے آقا میں آپ
پہ سلام پیش کر رہا تھا - جو سلام پڑھے گا وہ منافق نہیں ہو سکتا - الصلوۃ والسلام بڑی عظیم
نعمت ہے - حضور نے قریب بلا لیا - سرکار نے فضالہ کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا - تو فضالہ
کہتے ہیں خدا کی قسم ہے ما خلق اللہ شیئا احب الی منہ - حضور کا اتنا پیار میرے دل میں
پیدا ہوا کہ کائنات میں محبوب مجھے اس کے سوا نظر نہیں آتا - ہاتھ رکھنا تھا دستگیری
نہیں ہے - یوں بھی تو ہو سکتا تھا مولا اس کا دل صاف کر دے - تاکہ پتہ چلے امت کی تقدیر سنوارنے
کا ہاتھ میں ہے - وانک لعلی خلق عظیم - آپ خلق عظیم کے مالک ہیں - خلق کہتے ہیں عادت
ہوتی صفت - خدا کا عظیم کتنا ہے ــ قل متاع الدنیا قلیل ــ مکان کا سرا
کتنی سمٹ ہے - جس کا قلیل عظیم ہو - اس کا عظیم کتنا ہے
فاق النبیین فی خلق وفی خلق -

۱۶-۴-۲۰۱۶
۹-۷-۱۴۳۷
۸-۲۰-۴۵ PM

Date: ۱۲ میلاد شریف

۸۸- صابر کون ہے۔

۷۸۶

واللہ یحب الصابرین ــــ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمارے آپ کے سب کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے شمار اسمائے گرامی کا ذکر فرمایا ہے۔ یوں تو آپ جانتے ہیں کہ آپ کا نام پاک جو ہے وہ سب سے افضل۔ اور مشہور وہ ہے حضرت محمدؐ اور دوسرا اسی کے ساتھ وابستہ سرکار کا دوسرا نام نامی پاک وہ ہے احمدؐ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ساتھ بیان فرمایا ومبشراً ا ــــ اس کے علاوہ آپ کا ایک نام پاک ہے مبشر۔ وما ارسلناک الا مبشراً ونذیراً۔ اس لحاظ سے ہے کہ آپ کو جنہیں بھیجا مگر بشارت دینے والا بنا کے۔ اور منکروں کو برے عذاب سے ڈرانے والا بنا کے ــ دل سے آپ یاد رکھیں آپ کو علم ہو گا۔ کہ اصل میں مبشر جو ہے۔ اس کی دو حیثیتیں ہیں۔ مبشِّر یہ جو ہے اس لحاظ سے اس کی حیثیت متعین ہوتی ہے۔ یوں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مبشر ہیں۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے میرے اور آقا علیہ السلام کے تشریف لانے کی۔ حضور کی جلوہ گری کی۔ کم از کم جو رسول پہلے۔ اپنی قوم کے سامنے بیان فرمایا۔ کہ میں تمہیں بشارت سنانے والا ہوں۔ ایک عظیم المرتبت رسول علیہ السلام کی۔ جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں۔ جن کا نام حضرت احمدؐ ہو گا۔

اس معنے سے حضور علیہ السلام مبشر نہیں ہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد ایک رسول علیہ السلام کے تشریف لانے کی بشارت دی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد اور رسول تشریف لانے ہیں۔ لیکن نبی رحمت علیہ السلام اس سے مبشر نہیں ہیں۔ آپ نے اپنے بعد کسی رسول علیہ السلام کے آنے کی بشارت نہیں دی۔ کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ ختم نبوت کا تاج آپ کے سر پر ہے۔ لہٰذا آپ کے بعد کوئی رسول دنیا میں پیدا نہیں ہو گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ نبی بن کر اور رسول بن کر پیدا نہیں ہوں گے بلکہ آسمانوں سے آئیں گے۔ وہ پہلے ہی جلوہ گر ہیں۔

اور اس حوالے سے نبی پاک کا نام پاک ہے مُصَدِّق۔ تصدیق فرمانے والا۔ کہ آپ نے آدم علیہ السلام سے لیکر سارے نبی اور رسل علیہم السلام کی نبوت و رسالت کی تصدیق فرمائی اور یہ آپ کا کائنات ہستی پر احسان ہے۔ کہ انہوں نے مانا ہے۔ نہ مانا جہنم میں جائیں۔ میرے آقا علیہ السلام نے بشارت دی کہ ہر رسول نبی علیہ السلام جب اپنی امت میں رسالت کا دعویٰ کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ وہ سارے سچے ہیں۔ یہ میرے آقا علیہ السلام کا کائنات ہستی

42: 0541

Date:

احسان ہے کہ اس حوالے سے تو نبی پاک مبشر نہیں ہیں۔ مبشر ہیں تو اور حوالے سے ہیں۔
وہ کیا ہے۔ وبشر المومنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا۔ اے محبوب آپ ایمان والوں کو خوش
خبری عطا فرمائیں۔ مگر ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ یعنی حضور اللہ تعالیٰ کے فضل
اور اس کی رحمت کی بشارت دینے والے ہیں۔ اور وہاں صیغہ رب تعالیٰ یہاں مطلقاً آیا۔ وبشر الصابرین
اے محبوب۔ آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنائیں۔ پتہ چلا۔ کہ صبر والوں کو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے بشارت ہے۔ اور بشارت اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ السلام کی زبان مبارک سے ہے
صبر کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک صبر علی الشئی ہوتا ہے۔ ایک صبر فی الشئی ہوتا
ہے ایک صبر عن الشئی ہوتا ہے =
صبر علی الشئی۔ جو بھی حالات پیش آئیں۔ ان پر رضائے مولا سمجھتے ہوئے اپنے
دل کو آمادہ کریں کہ مضطرب ہونے نہیں۔ بلکہ خدائی فیصلے پر سر جھکا کر سکون اختیار
کرے۔ کیونکہ یہ فیصلہ اس ذات کا ہے۔ جس کا کوئی فیصلہ غلط نہیں ہے۔ عزیز مرحوم اس
کی جواں سال موت اس میں تو کوئی شک نہیں اہل خانہ کے لئے۔ اعزہ اقرباء کیلئے۔ حلقہ
احباب کے لئے۔ بہت بڑا صدمہ ہے۔ اور کمل جنازے میں میں نے بھی آپ نے بھی دیکھا۔
کہ پوری جنازگاہ میں اس کے ساتھ محبت کرنے والے موجود تھے۔ یہ اس کی خلوص اور محبت کی دلیل ہے
کہ اگرچہ وہ یہاں سے نہیں تھا باہر سے آیا تھا۔ اگرچہ کچھ وقت گزر چکا تھا اسے۔ لیکن اس
نے بورے والا کے مسلمانوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ اس کے ساتھ لوگ شفقت کرتے تھے۔ اور اس
کا چلے جانا ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ لیکن رب کریم نے علی الفور دستگیری فرمائی۔ اور فرمایا کہ
اللہ میرے بندوں سے فرماتا ہے۔ کہ میرے فیصلے پر جو شخص صبر کرے گا۔ میں اس کے لئے عظیم اجر
کا فیصلہ فرماتا ہے۔ ہم عزیز مغفور کے متعلقین کے ساتھ دلی طور پر اظہار تعزیت
کرتے ہیں۔ لیکن انہیں صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ اور ایک ایسا نقطہ ہے۔ کہ جس کو کسی
سے کوئی اختلاف نہیں کرتا۔ صدمہ چاہے جتنا بھی ہو۔ مسلمان ہو کر یہی کہنا۔ الحمدللہ ہم
نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم مان لیا۔ کیونکہ اللہ کریم کا ہر حکم صحیح ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر آپ کے اہل خانہ آپ کی آل پاک پر۔ ایسے ایسے
حالات ظاہر فرمائے۔ جن میں یوں لگتا ہے کہ اہل بیت نبوت نے صبر کر کے بتا دیا کہ بڑے سے بڑے
صدمے پر صبر یوں کیا جاتا ہے۔ اور صبر کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی
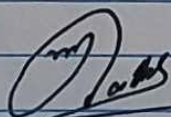
Date:

دیتا۔ اور قرآن پاک کی ایک حقیقت عرض کر کے اجازت چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان
والوں کو مختلف نوازشات سے بہرہ ور فرمایا۔ ان عزیز بچے نے قرآن پاک کی تلاوت کی
جس کی پہلی آیت کے الفاظ ہیں۔ هو الذی یصلی علیکم وملائکته ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو تم
پر رحمت فرماتا ہے۔ اور اس کے فرشتے۔ رحمت بھیجتا ہے کے معنی شفا بھی دیتا ہے، اولاد بھی دیتا ہے
وغیرہ وغیرہ ذالک ۔ لیکن یہاں علی التخصیص فرمایا۔ وہ ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے
اور عزیزان محترم۔ یہاں جو والوں کے لئے میں عرض کروں۔ اللہ کریم نے ایمان والوں کو نبی رحمت ﷺ
کی نسبت کے حوالے سے اتنی رحمتیں عطا کی ہیں۔ یہ ذمہ داری کی بات ہے۔ نہ پہلی امتوں
کو اس قدر رحمتیں نصیب نہیں ہوئیں۔ کیوں کہ اللہ کریم نے یہ دروازے کھولے ہیں حضور کا صدقہ میں
انا فتحنا لک ۔ اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کی خاطر رحمت کے دروازے اس طرح
کھول دیئے ہیں کہ کھلے ہوئے سب کو نظر آتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بعض نے فتح مکہ
کا قول بھی کیا ہے۔ بعض نے فتح خیبر کا قول کیا ہے۔ لیکن فقیر نے یہاں اس معنوں میں عرض
کیا ہے۔ کیونکہ فتحنا جو ہے اس کا معنیٰ ہے کھولنا۔ اور اس کے ضمن میں جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی
رحمت کے سلسلے نظر آئیں گے ہم بیان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ فتح مکہ بھی اسی کا کرم
ہے۔ فتح خیبر بھی اسی کا کرم ہے۔ اور گنہگاروں پر رحمت کرنا یہ بھی اسی کا کرم ہے۔ بلکہ ایسا کہا
جا سکتا ہے۔ اللہ کہتا ہے۔ ہم نے اے حبیب وہ دروازے کھول دیئے ہیں جو پہلے کبھی نہیں کھلے
اس لئے کہ یہ اس لائق نہیں۔ بلکہ اس لئے کھولے ہیں کہ آپ ان کے رسول ہیں۔ آپ کی
خاطر ہم نے کھولے ہیں۔ فرمایا من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ جو ایک نیکی کرتا
ہے اسے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ یہ بھی قرآن پاک ہے۔ اس سے آگے بڑھ فرمایا
مثل الذین ینفقون ۔ ان کی مثال جو کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ایک
دانے کی مثال ہے۔ جس سے سات خوشے نکلتے ہیں اور ہر خوشے میں سو دانہ ہے۔ یعنی
ایک کا سات سو بن گیا۔ فرمایا اسی پر بس نہ سمجھنا۔ واللہ یضاعف لمن یشاء
اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو رحمتیں عطا کرنے میں سات سو کی حد کو توڑ دیتا ہے۔ لیکن صبر کرنے
والوں کے لئے، رب تعالیٰ نے فرمایا۔ انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب
صبر کرنے والوں کو رب اتنا اجر بے حساب عطا کرے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے۔ کہ
کہ اسے کتنی ہے۔ مقدار، کیفیت۔ اس کی حالت۔ اس کی تعداد۔ اس کی گنتی

Date:

کتنی ہے ۔ وہ تو جانتا ہے لیکن بظاہر جو دکھایا تو مفسرین فرماتے ہیں اس کا معنی ہے کہ اللہ کو ہر
صبر کرنے والوں کو اتنا اجر دیتا ہے کہ ابر رحمت لیکن ولیاں اشعرون کے ظہیر میں [illegible] ناہیں ۔
کیونکہ صبر میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر اعتماد ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتماد اور اس کے فیصلے پر اپنے آپ
کو راضی رکھنا ۔ یہ ایک مسلمان کے لئے اس کے ایمان کی بھی معراج ہے ۔ اگرچہ ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے ۔
اللہ کریم مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس عطا فرمائے ۔ جو آپ جانتے ہیں ۔ جیسے کہ بڑی تکلیف میں اٹھائی
بیماری نے طول کھینچا ۔ آخر الامر جب اس کا وقت آیا ۔ ایک حدیث ہے سرکار نبی کریم ﷺ نے فرمایا ۔ اللہ
تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے ۔ ہر امر میں حکمت ہے حتیٰ کہ اگر کسی کو بیماری دیتا ہے ۔ تو اس
میں بھی حکمت ہے ۔ مانگو نہیں ۔ بیماری طلب کر کے تکلیف مت مانگو ۔ دعا کرنی ہے عافیت
مانگو ۔ لیکن اگر بیماری آئے تو صبر کرے ۔ اس کی حکمت یہ بیان ہو سکتی ہے ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کے دربار میں فیصلہ ہوتا ہے ۔ کہ میرے اس بندہ کو میرے قرب کے اس مرتبے پر پہنچانے کا فیصلہ
ہو چکا ہے ۔ لیکن وہ اتنے اعمال میں ۔ ایسے عمل نہیں کر پایا کہ وہ اس مرتبے پر پہنچ جائے ۔ وہ اپنے اعمال
میں وہاں تک نہیں پہنچا کہ اسے وہاں تک پہنچایا جائے ۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اسے تکلیف دیتا
ہے ۔ جس میں وہ صبر کرتا ہے تو رب کریم اسے وہی مرتبہ عطا فرماتا ہے ۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا عجبت
لامر المومن ۔ مسلمان کا کام بھی عجیب ہے ۔ اگر اسے راحت پہنچے ۔ شکر کرے ۔
تو اس کے لئے بہتر ہے اور اگر تکلیف پہنچے ۔ تو صبر کرے ۔ اس کے لئے بہتر ہے ۔ اللہ تعالیٰ
عزیز برخوردار کے اعزہ اقرباء اہل خانہ متعلقین و متعلقات سب کو صبر جمیل عطا فرمائے
اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنائے ۔

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ

۱۲ - ۴ - ۲۰۱۶ اتوار
۹ - ۷ - ۱۴۳۷
۱ — ۵۴ — ۴۷ PM

جشن میلاد النبی

1 Date: ۵-۹-۰۵

۷۸۶ ۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ۔ میلاد النبی جشن کا پروگرام عالمگیر جہانگیر بن آتا ہے ۔ جو
زمانے کی گردش سے بھی بالا ہے ۔ اور علاقے کی گردش سے بھی بالا ہے ۔ ہر دور میں ہر زمانے میں ۔ ہر نبی علیہ السلام
نے اپنی امت کے سامنے ہمارے آقا و مولا علیہ السلام کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا ہے ۔ یہ عام رسم و رواج
نہیں ۔ بلکہ پوری کائنات نبوت کے دربار کا وہ فیض ہے جو رب کریم نے ہمیں عطا فرمایا ہے ۔ اور قرآن
کریم قرآن مجید کی تلاوت و زیارت کرنے سے یہ مسئلہ الحمد للہ اظہر من الشمس مسلمانوں کے سامنے روز روشن
کی طرح واضح ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں نبی پاک علیہ السلام کی تشریف آوری کو خود کئی
مقامات پر اسماء مختلف کئی اسماء و صفات کے ساتھ بیان فرمایا ہے ۔ ان میں سے ایک آیت پاک کا
حصہ آپ کے سامنے تلاوت کیا ہے اور یہ مشہور حصہ ہے کہ جو کہ اکثر و بیشتر محافل میلاد کے
اندر الحمد للہ یہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں ۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے یا اس کی حکمت ہے ۔ کہ اکثر و بیشتر
یہ زیادہ پڑھتے بھی وہ ہیں ۔ جو میلاد مصطفیٰ کی محافل کو مناتے ہیں ۔ ویسے تو قرآن پاک ہر
مسلمان کا حق ہے کہ پڑھے ۔ لیکن الحمد للہ جشن میلاد کے واسطے عموماً یہ مبارک الفاظ
تلاوت کیے جاتے ہیں ۔ قد جاءکم من اللہ نور ——— نور کا معنی ہوتا ہے روشنی ۔ یا نور اس شے
کو کہتے ہیں ۔ جو خود روشن ہے ۔ اور جس پر اس کی تجلی پڑ جائے اس کو چمکا دیتا ہے ۔ سورج روشن
ہے ۔ اور جو سورج کی کرنوں کے سامنے آ جائے اور وہ بھی چمک جاتا ہے ۔ در و دیوار چمکتے ہیں ۔
کوچہ و بازار چمکتے ہیں ۔ پوری کائنات میں اجالا ہوتا ہے ۔ اور سورج کی کرنیں کائنات میں چمک
دیتی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ۔ قد جاءکم من اللہ نور ۔ آج اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ ارادہ ہے
کہ اس مبارک جملے پر گفتگو کا ایک دوسرا رخ تمہارے سامنے پیش کیا جائے ۔ ایک تو اس
کا بنیادی مسئلہ یہ ہے ۔ کہ اللہ کریم نے اس آیت پاک میں ہمارے نبی پاک علیہ السلام کو نور فرمایا ہے
تو ہم بلا خوف اعلان کرتے ہیں کہ ساری کائنات میں پوری کائنات انسانیت پر ان کے احسان
اور ہیں ۔ لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک جو ہے وہ اور ہے ۔ ہمیں رب کریم نے اور انسانیت
کی شکل میں خاک میں سے پیدا کیا ہے ۔ لیکن نبی پاک ؐ کی حقیقت نور ہے ۔ یہ مشہور
مسئلہ ہے ۔ اور آپ کی نورانیت پر رب کریم نے انسانی وجاہت کا لباس پہنا کر جلوہ گر
فرمایا ہے ۔ تا کہ انسانوں کو نبی پاک ؐ سے فیض حاصل کرنے کے لئے کوئی رکاوٹ محسوس نہ ہو ۔
لیکن اس کا ایک اور بھی مقصد ہے کہ آپ دیکھ رہے ہیں بجلی کی بنا پر یہ ماحول بڑا حسین لگ رہا ہے
کیونکہ نور اپنے وجود کے حوالے سے ۔ یہ اپنے اندر روشنی بھی رکھتا ہے اور پوشیدہ بھی رکھتا ہے ۔ جیسا کہ نور ہو

Date:

وہاں علاقہ اور خوبصورت لگتا ہے اور روشنی زیبائش سے در و دیوار جو ہیں وہ سج جاتے
ہیں۔ رونق لگ جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی خوشی کا سماں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ ولقد زینا السماء ۔۔۔ سبحان اللہ میرے نزدیک والوں کے لیے عربی
نہیں ہے ہم سب کے لیے ضروری ہے۔ میں خود بھی سبحان اللہ ہوں لیکن میری کوشش ہوگی کہ قرآن شریف
پڑھنے کی ۔۔۔ انشاءاللہ میں نے تو قرآن شریف پڑھنا ہے۔ اور آپ سبحان اللہ کہیں تو دونوں گھر کے ساتھ
رہیں ۔۔۔ ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ زیبائش عطا کی ہے۔ یعنی اس کو ڈیکوریشن
عطا کی۔ یہ پہلا آسمان ڈیکوریٹڈ ہے۔ اور اس میں اتنے ستارے اور سیارے ہیں کہ آج تک کوئی آیا نہیں
ہے۔ جو ستاروں کی تعداد کو گن سکے ۔۔۔ اگرچہ سائنس نے بڑی ترقی کی ہے۔ لیکن ستاروں کی گنتی
کوئی نہیں بیان کر سکتا۔ یہ ستاروں کی گنتی اہل اللہ کو رب کریم نے ان میں سے بعض کو عطا فرمائی ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پہلے آسمان کو ستاروں کے ساتھ زینت بخشی ۔۔۔ ایک تو ہے آسمان۔ اور دوسرا
زمین ہے۔ اس کے متعلق کیا فرمایا ۔۔۔ اللہ کریم نے فرمایا۔ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لھا لنبلوھم ایھم
احسن عملا ۔۔۔ بے شک ہم نے زمین کو سجا دیا ہے۔ زمین کے اوپر جو کچھ موجود ہے اس کو زمین کی آرائش
زیبائش اور زینت بنا دیا ہے۔ پہاڑ زمین کی زینت ہیں۔ سمندر۔ دریا۔ پل کھائی نہریں۔ آبشاریں۔
اور سبزہ زار۔ سبز درخت اور پھل اور پھول فصلیں پکی ہوئی یہ کائنات اور جدید دور کی بلڈنگز۔
اور جتنے بھی یہ ہر جگہ اس زمین کے اوپر ہیں۔ اللہ فرماتا ہے ہم نے تمام چیزوں کو زمین کا حسن بنا دیا ہے۔ زمین بھی
سجائی۔ اور آسمان بھی سجا لیا۔ اس سے یہ تو کم از کم معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کبھی ہم اپنے در و دیوار سجا لیں تو بری
بات نہیں۔ سجانا رب کریم کا دستور ہے۔ (نہ کہو سبحان اللہ اتنے بھی کھڑے ہونے کی ضرورت نہیں)
سارا دن جو باتیں کرتے رہتے ہیں۔ جب سبحان اللہ کہنے کا کہا جائے تو کہتے ہیں کہ پتہ نہیں ہمیں کیا کہتے ہیں
سبحان کہنے سے ایک تو ذکر ہو جاتا ہے اور دوسرا اپنی زبان سے تو اعلان ہوتا ہے۔ جو کلام آپ نے ہم سے
سنا ہے۔ قرآن پاک کے حوالے کے ساتھ۔ اس سے حسین کلام خدا کی کائنات میں نہیں ہے ۔۔۔
نعت شریف آپ نے سن لی ہے۔ شعر سن لیے۔ آپ نے اپنا ذوق بھی پورا کر لیا ہے۔ اب قرآن
شریف پڑھنا ہے۔ کہ اگر میں اس ماحول کے ساتھ پڑھوں۔ کون آدمی ہے جو کہے کہ مجھے قرآن سننا نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے زمین کو بھی سجایا۔ آسمان کو بھی سجایا۔ اور اگر معزز مہمانوں کے لیے در
و دیوار سجائیں۔ مکان سجائیں۔ پنڈال کو چھت کو بھی۔ اس میں ایک معلوم کی ہوگی تاکہ
یہ بھی مہمان محترم ہیں۔ یہ ماحول سجایا ہے۔ چھت سجائی۔ فرش سجایا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آج

والے مہمان بھی محترم ہیں۔ یعنی بکریوں کی کون گلیاں سجاتا ہے۔ جانوروں کے لئے کون سجاتا ہے۔ بے گانوں کی
کون سجاتا ہے۔ یہ زمین آسمان رب نے سجائی ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی معزز آنے والا ہے جس کے لئے
سارے انتظام ہو رہے ہیں ـــــ

ویسے ایک اور بھی وضاحت کر دیں ـــــ جب نعرہ لگے آگے سے تو پیچھے والوں تک مسلسل جواب آنا
چاہیے۔ اور اگر پیچھے لوگوں میں سے نعرہ لگے تو آگے تک جواب آنا چاہیے ـــــ تمہارا بھی حق بنتا ہے کہ تم ان
بھی جواب دینا ہے۔ یہ نہ ہو کہ ونڈو پاس کر دیجیے ـــــ نعرہ آئے تو تم بولو ہم تو گھالی ہیں۔ اس طرح
نہیں ہوگا۔ سارے مل کر الحمدللہ۔ کیونکہ منبر جو کچھ عرض کرتا ہے، جو پاس بیٹھے ہیں۔ ان کے لئے بھی ہے
جو پیچھے ہیں ان کے لئے بھی ہے۔ جو میدان میں ہیں ان کے لئے بھی ہے۔ یار رو یہ کیا بات ہے۔ جو کچھ (ا) الملک
عرض کیا جائے۔ یہ ساری حکائی کے لئے ہے۔ کیونکہ حسن اس مصطفیٰ کا ہے۔ جس کو رب کریم نے سلسلہ
اثبات کی راہنمائی کیلئے پیدا فرمایا ہے۔

اگر ماحول سجایا ہو۔ اگر فرش سجایا ہے۔ دریاں بچھی ہیں۔ جیسے صفائی کی ہے سائبان لگا
سجائے ہیں۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ مہمان بھی محترم ہیں ـــــ رب نے زمین سجائی۔ آسمان سجائے۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کے لئے ہیں ـــــ کیونکہ ساری مخلوق ان رذیل تو نہیں ہے۔ کافروں
ہندوؤں سکھوں کی کیا فکر کی ہے۔ وہ تو ہمارے نزدیک پلید ہیں۔ انما المشرکون نجس ـــــ
یہ میرے گھر کے نزدیک نہ آئیں۔ کیونکہ پلیدوں کا کوئی کام نہیں اللہ کے گھر کے قریب آنا۔

زمین آسمانوں کو رب کریم نے سجایا۔ اور سجانے والا جتنی اس کی ہمت ہو اتنا ہی کام
کرتا ہے۔ زمین آسمان کو سجانے والا رب کریم ہے، اس کو کسی چیز کی کمی نہیں۔ ولقد زینا السماء
ـــــ جب سجایا جاتا ہے۔ تو ایک اور بھی انتظام ہوتا ہے کہ گھر دیکھنا۔ کوئی کتا نہ آ جائے۔ جالا نہ
کے لئے برتن نہ ہوں ـــــ اللہ فرماتا ہے میں نے ہی اتنے انتظامات کیے ہیں کہ کوئی شیطان
نزدیک نہ آسکے۔ ولقد زینا السماء ـــــ جعلنا رجوما ـــــ ستاروں کے ساتھ
آسمانوں کو سجایا۔ اور شیاطین کو دفع کرنے کے لیے۔ جب کوئی شیطان آسمان کے قریب آئے
تو اس ستارے میں سے ایک نور کا شعلہ نکلتا ہے۔ جو شیطان کو لگتا ہے، کبھی اس کو پاگل کر دیتا
ہے۔ کبھی اس کو جلا دیتا ہے۔ رب کریم نے زمین سجائی، مکان سجا لیا۔ زمین سجا لیا آسمان سجا لیا۔
اور پہرے لگا دیئے ـــــ اے مولا اب بتا دے کہ وہ مہمان کون ہے۔ جس کے لیے سب کچھ سجایا جا رہا
ـــــ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک یہ سارے انبیاء و رسل علیہم السلام

Date:

اس عظیم مہمان کے تشریف لانے کی دہائی دے رہے ہیں۔ (جس کو ایسے آنے وہ خیال کر رہے ہیں) پاک
کی بارگاہ میں ـــ یہ ـــ انبیاء کی پیشی آئی تھی ـــ حضرت آدم علیہ السلام سے عیسیٰ تک ابن عساکر
کی حدیث پاک ہے۔ کہ حدیث پاک ہے قال اللہ لم یزل اللہ تعالیٰ یتقدم الی الانبیاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ
انبیاء علیہم السلام کو رسول اکرم کی تشریف آوری کی پیشگوئی دیتا رہا ہے۔ ہر نبی اے انبیاء میرے محبوب پاک
نے تشریف لانا ہے۔ انتظار رکھنا۔ لوگوں امتوں کو میرے مصطفیٰ علیہ السلام کی آمد کا پیغام سناتے رہو۔
یہ مہمان معظم کیلئے اعلان ہوتے رہے ہیں اور آخری اعلان کرنے والا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ پوری
دنیا کے اسلام کے اندر محافل سجی ہیں۔ نعت خوانی بھی ہو رہی ہے۔ مسائل بھی بیان ہو رہے ہیں علاوہ
بھی ہو رہی ہے۔ اعلانات بھی ہو رہے ہیں کہ میلاد مصطفیٰ علیہ السلام ہے۔ اُن اعلانات میں اور ان
اعلانات میں فرق یہ ہے۔ سارے انبیاء اعلان کرتے رہے۔ کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ تو ہم اعلان کرتے
ہیں کہ حضور تشریف لے آئے ہیں ـــ اللہ کریم نے لفظ وہ استعمال فرمائے ہیں۔ جو بتاتے ہیں رب تعالیٰ
کائنات کو اعلان فرماتا ہے۔ لقد جاءکم پر جو جاء کا لفظ ہے۔ یہ ہے ماضی کا۔ فعل کی تین اقسام
ہیں۔ زمانے کے حوالے سے۔ ایک ہوتا ہے ماضی۔ ایک ہوتا ہے حال۔ اور تیسرا مستقبل ـــ
سارے انبیاء علیہم السلام نے اعلان فرمایا حضور تشریف لائیں گے۔ آ رہے ہیں اور جو آئے ہیں اعلان پہلے
ہو رہے ہیں۔ جب سنا کر آ رہے ہیں انتظار ہو رہی ہے پاس ـــ

اللہ رب کریم کی شان ہے۔ مولا کریم کا فیصلہ ہے۔ کہ محبوب پاک کو بھیجنا اس وقت ہے جب
ساری دنیا انتظار کر کر کے تھک جائے۔ کہاں آدم علیہ السلام اور کہاں عیسیٰ علیہ السلام۔ چھ ہزار
ہزار سال۔ نبیاں رسولاں کی محفل پاک میں میرے مصطفیٰ کی آمد کا ذکر ہو رہا ہے۔ لیکن سرکار
کی تشریف آوری نہ ہوئی۔ یہ قرآن پاک کے حقائق ہیں جو ہمیں معلوم ہوتے ہیں۔ اس واسطے
ان پر دھیان کرنا ضروری ہے۔ اور ان پر توجہ کرنی ضروری ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے حضور کی آمد کا
اعلان کیا۔ کہ حضور تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وإذ قال عیسیٰ ابن مریم یبنی ـــ
ـــ احمد ـــ سبحان اللہ اس لئے میں کہہ رہا تھا۔ سبحان اللہ اس لئے ہے
کہ حضور کی آمد کا اعلان کرنے والا عام رسول نہیں ہے۔ اللہ کا جلیل القدر رسول ہے۔ اب بھی سبحان
اللہ نہ کہیں تو اور کون سے موقع ہوگا ـــ میرے شان والے رسول ہیں رسول اللہ بھی ہیں۔ روح اللہ
بھی ہیں۔ یہ کلمۃ اللہ بھی ہیں۔ اتنا عظیم جلیل القدر رسول ہے۔ وہ اپنی امت کو خطاب فرما رہے ہیں۔
وہ امت سارے بنی اسرائیل اور سارے یہودی ہیں۔ فرمایا مبشرا برسول ـــ من بعدی

Date:

خوشخبری سنانے لگا ہوں سب سے بڑے رسول کی خوشخبری - فرمایا شان والے رسول کی - رسول ہوتے ہی شان
والے ہیں - جو نیچا ہو وہ رسول نہیں ہوتا - جس میں عیب ہو وہ رسول نہیں ہوتا - جس میں کمی ہو وہ
رسول نہیں ہوتا - جس میں اخلاقی حوالے سے کوئی کمی بیشی ہو وہ رسول نہیں ہوتا - ہو سکتا ہے کہ کسی
ملک کا سربراہ عیبی ہو - وزیر اعظم - آفیسر ـــ لیکن اللہ کی قسم ہے - کسی امت کا کوئی
نبی عیبی نہیں ہو سکتا - نبی سے بڑھ کر رسول ہے - رسول کبھی عیبی نہیں ہوتا - میں ایسا رسول میرے
آقا رسولوں کے رسول ہیں - جن کے حسن کا کتنا عظیم مقام ہو گا

آپ نے فرمایا ومبشرا برسول - میں تمہیں عظیم الشان رسول کی تشریف آوری کی بشارت دینے والا
ہوں - رسول ہوتا ہی شان والا - اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ کیوں فرمایا کہ میں بڑی شان والے
رسول کی خوشخبری سنانے والا ہوں - تو ماننا پڑے گا - کہ سارے رسول شان والے ہیں ـــ

(B) ہر رسول عظیم ہوتا ہے اپنی امت میں ـــ جیسے استاد شاگردوں میں اونچے ہیں ـــ
اور اپنے مریدین میں شیخ اونچے ہیں ـــ اور لڑکوں کے ہجوم میں گداگر کا مرتبہ اونچا ہے - ہر امت میں
اس کے رسول کا مرتبہ اونچا ہے - لیکن رسول فرماتے ہیں مبشرا ـــ میں شان والے رسول کی
خوشخبری سناتا ہوں - پتہ چلا سارے نبی امتوں میں اونچے ہیں - اور میرے مصطفیٰ رسولوں میں اونچے
ہیں ـــ اس لئے امام اہلسنت نے فرمایا ہے ؟

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ   سب سے بالا و والا ہمارا نبی ﷺ

رسول علیہ السلام اپنی امت میں ہو - تو امت کہتی ہے یہ ہمارے رسول پاک ہیں - میرے آقا ابھی
آئے نہیں - رسول کہتے ہیں - ہمارا رسول آرہا ہے ـــ جو اونچا ہو وہ اپنے جیسے کا اتنے زور سے اعلان
نہیں کرتا - اور جس کا مرتبہ بلند ہو - وہ نچلے درجے والے کا اعلان نہیں کرتا - پھر ذرا سوچو
آپ باصلاحیت ہو - وہ اعلان کیوں کرتا ہے - یہ یاد رکھنا - نبی پاک علیہ السلام کا اعلان حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کر رہے ہیں - مبشرا برسول - اعلان کرنے والا کون ہے - فرما رہے ہیں - انی رسول
اللہ الیکم ـــ میں اللہ کا رسول ہوں - میں خوشخبری رسول کی دے رہا ہوں - میں وہ رسول ہوں
جس کو رب نے اعلان کرنے کے لئے بھیجا ہے - اور مصطفیٰ وہ رسول ہے جس کا اعلان میں کرنے
کے لئے آیا ہوں - جس کا اعلان میں کرنے کیلئے آیا ہوں - اللہ کریم نے نبیوں رسولوں کی ڈیوٹی لگائی ہے
میرے مصطفیٰ کی آمد کا اعلان کرو -

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں   حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر کو بیان فرمایا ہے

Date:

کیا جو خوشخبری سنائے وہ اُدنا ہے بلکہ نہ بیان شرح حدیث۔ نہ تفاسیر بلکہ صرف کی ضرورت
ہے نہ بیان علم کلام کی ضرورت ہے۔ جو خوشخبری سناتا ہے وہ آپ بھی خوش ہوتا ہے۔ تو فرمایا
بدرجہ کا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے جلیل القدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں خوشخبری سنانے والا
معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محبوب ﷺ کی آمد کا بتا کر خود بھی خوش ہو رہے ہیں۔ تاکہ پتہ چلے۔ نبی
پاک کی آمد پہ خوش ہونا پیغمبروں کا دستور ہے۔ یا پھر سنیوں کا کام ہے ـــــ
اللہ کا بڑا کرم ہے ہم سنیوں کی ڈیوٹی وہ لگائی ہے جو رب کریم نے رسولوں کی ڈیوٹی لگائی ہے ـــــ
سب سے اعلیٰ و اولیٰ پیارا آپ ـــــ اللہ نے زمین سجائی آسمان سجائے۔ اور اعلان شروع
ہو گئے۔ آخر ملائکہ بھی تو حیران ہو گئے۔ ادھر آسمان نور سے بھی سجایا۔ اندر زمین کو بھی سجایا
سب کو سجایا گیا۔ یا اللہ کیوں۔ فرمایا کان لگا کر سنو اعلان کیا ہو رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام
اعلان فرما رہے ہیں ـــــ حضرت شیث علیہ السلام۔ حضرت آدم علیہ السلام نے وصیت فرمایا
فرمایا بیٹے میں آپ کو ایک بات سناتا ہوں۔ عرض کی حضور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا جو نور رب کریم نے
میری طرف سے تجھے ملا ہے۔ اس نور کی قدر کریں ـــ کیوں تیرے باپ کو جتنی عزتیں ملی ہیں۔ اسی
کا صدقہ ملی ہیں۔ اور میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ جب آپ رب کریم کا ذکر کریں۔
صرف اللہ کا ذکر نہ کرنا۔ وہاں محمد ﷺ کا بھی ذکر کریں ـــ ابھی حضرت نبی اکرم کی تشریف
لانے میں تقریباً چھ ہزار سال پڑے ہیں۔ لیکن آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم تو رسول کے ذکر کے
ساتھ سرکار کا ذکر کرتے ہیں۔ اپنے والد سے پوچھو۔ وہ اکیلے کا ذکر کرتے نہیں دیکھا ـــــ
آدم علیہ السلام نے فرمایا لا تذکر اللہ الا تذکر و محمد ـــــ اس لیے ہم اللہ کے نام کے ساتھ سرکار
رسول کو بھی لکھتے ہیں۔ جب کافر کو مسلمان کرتے ہیں تو کلمہ پڑھاتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ
پڑھا دیا تو کلمہ نہیں بنتا جب تک سرکار کا ذکر ساتھ نہ کریں ـــ یہ کلمہ ایمان کے اظہار کا
بنیادی ذکر ہے۔ کوئی بندہ کلمہ پڑھنے کے بغیر اعلان ایمان نہیں کر سکتا۔ کلمے کے الفاظ انسان
کو ایمان کی سند عطا کرتے ہیں۔ تو کلمہ شریف کیا ہے۔ تصور کریں مسجد کے فیس پر تو
لکھا ہوتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لا الہ الا آخر میں کیا رسول اللہ ـــ درمیان میں اللہ محمد
پہلے لا الہ الا ہے ایک طرف ہے بعد آخر میں کیا ہے رسول اللہ۔ الا کے بعد کیا ہے اللہ۔ رسول
سے پہلے کیا ہے محمد ﷺ یعنی کلمے کا مغز اللہ محمد ہے۔ دو حصے ہوتے ہیں بادام کے۔
ایک ایک طرف پردہ ہے۔ دوسرا دوسری طرف پردہ ہے۔ اور اس کے درمیان ہوتا ہے مغز ـــــ
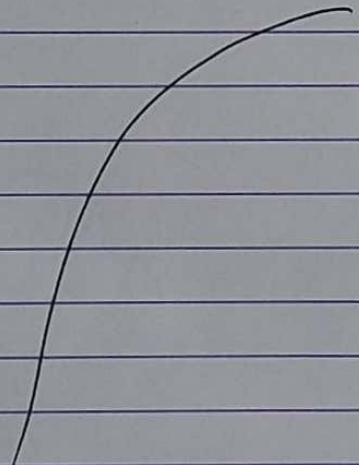
Date:

اگر معجزہ نہ ہوتی تو دو دیواروں کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی - میرے دوستو لا الہ الا اللہ اور رسول اللہ —
ان میں اس وقت جسم پیدا ہوا حبیب اللہ محمد کا نام آیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا -
بیٹے اللہ کے ذکر سے تک محمد کا ذکر ضرور کرنا۔ کیونکہ میں ساری عرش پہ اسی کا صدقہ ہے۔ اعلان شروع
ہو گئے - آگے نوح علیہ السلام - حضرت نوح علیہ کا ورد میرے حضور علیہ السلام کا نام نا کافی ہے.
حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگلی مبارک میں جو انگوٹھی ہے آپ اس کو اپنی انگلی میں پہن کر
کر تشریف فرما ہیں = اس پر نام میری سرکار مدینہ کا لکھا ہوا — امام جلال الدین نے نقل فرمایا
ہے - حضرت ابراہیم اور اسماعیل نے کعبہ کی تعمیر — دعا مانگنے کا — مستری کی بیلے مانگنا
ہے - ہم تو مسجد کے خادم ہیں - مسجد اپنی تو معلوم کر سکتے ہیں - میرے دوستو - دنیا کی کامیابی کا
راز ہے مسجد سے دل لگاؤ خیر ہی خیر ہے —
حضرت ابراہیم اسماعیل دونوں کی بنیاد تو اٹھا رہے ہیں — تو انہوں نے پوچھا —
تو اس نے فرمایا - اس نے حکم دیا - انہوں نے عرض کیا مولا حاضر ہیں - دعا مانگنے کا ذکر
مستری کا نام مسجد پر — رب نے دونوں کا نام قرآن میں بیان فرمایا — تو قرآن ختم ہو -
نہ کوئی ان مستریوں کے ناموں سے ناواقف رہے — واذ یرفع ابراہیم —
جبرائیل کو حکم — دیا میرے محبوب سے جدا محمد کے علاوہ کسی کو کوئی ہاتھ نہ لگائے - اور ان
دونوں میں حضور کا نور جلوہ گر رہا ہے - سارے مسلمان قیامت تک کعبہ سے پیار کریں گے -
رب تعالیٰ ہمیں کوئی انعام عطا فرما - پیارے خلیل نے انعام مانگا — انعام کا حسن کہ وابعث فیہم
ربنا وابعث فیہم — رسولا — اللہ جانتا ہے ابھی حضور علیہ السلام کے تشریف لانے میں
چار ہزار سال کا عرصہ پڑا ہے - لیکن کیسے کی دعا کی میں ابراہیم مصطفیٰ کی آمد کا اعلان کر رہا ہے
آدم علیہ السلام اعلان کرتے ہیں - نوح - ابراہیم - میری گرامی کے اعلان ہو رہے ہیں - موسیٰ
علیہ السلام کو اللہ نے اپنا رسول پاک بنایا - وادی ایمن میں بلا کے سر پر نبوت کا تاج رکھ
فرمایا پیارے کلیم - تم میرے رسول ہو - فرعون کے پاس جاؤ بڑا ظالم ہے اس کو سیدھا
کرو - اسے طغیان - اس کی گردن پر کیا ڈنڈا مارا — ڈاکٹر ان امراض کا علاج کر
جو امراض ہیں — بنی ہے جس کو نہیں ہوتا - اللہ کا نبی اکیلا ہے پھر تو لاکھوں کی فوج بنی کے
استاد رہا کا جواب نہیں دے سکتی — عصا کی معلوم کیسے کتاب پڑھ جاتے - فرمایا طور پہ آجاؤ
معصوم دوستو - اس کتاب میں ذکر محمد رہا ہے — تورات پڑھی جاتی ہے - حضرت داؤد کے

~~۸۹~~ جشن میلاد النبی ۴

۲ Date: ~~۵-۹--۵~~

۵۵۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط ۶ (C) حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک کے خزانے میں اور نبی موجود تھے — مگر حضور کے بعد فرمایا نہیں اب میں نہیں بھیجوں گا۔ یہ مسئلہ نہیں۔ اللہ کی قسم محبوب کے بھیجنے کے بعد اللہ کے خزانے میں اور کوئی نبی نہیں ہے — فرمایا ایک ہی نبی در یتیم تھے جو ہم نے تمہیں عطا فرما دیا ہے — ہم خوشیاں اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں سب کائنات سے اونچا اعلیٰ نبی محبوب عطا فرما دیا ہے — اللہ نے یہ اعلانات کروائے اللہ نے انبیاء سے — اب یہی تھا کہ سرکار خود اعلان فرما دیتے کہ میں اب آگیا ہوں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں گا — اب حضور فرما دیتے کہ میں رسول ہوں — میرے سرکار کو رب نے جلوہ گر فرمایا — اللہ جان کی گود میں تشریف لائے۔ کعبہ شریف کے قریب ہاشم کے بیت میں تشریف لائے ہیں بنو سعد میں جلوہ گر ہو کے۔ محبوب کی ڈیوٹی نہیں لگائی — فرمایا آ رہے ہیں۔ یہ اعلانات نبیوں اور رسولوں نے کئے — جب تشریف لے آئے اب کون اعلان کر رہے ہیں — اب اللہ فرماتا ہے یہ اعلان میں خود کروں گا — اب کسی نبی کی ڈیوٹی نہیں ہے۔ رسول کی ڈیوٹی نہیں — آئیں گے۔ آ رہے ہیں۔ جب آ گئے — فرمایا کے اعلان میں خود کرتا ہوں —

۱ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قد جاءکم من اللہ نور — اللہ فرماتا ہے بے شک تحقیق مضبوط باشعور شخص تشریف لے آیا۔ یا اللہ کون۔ فرمایا من اللہ نور — دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قد جاءکم برهان من ربکم — تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آیا۔ تیسری آیت میں۔ لقد جاءکم رسول۔ اللہ فرماتا ہے قسم لے لو۔ تمہارے پاس شان والا رسول تشریف لایا — اللہ شہر مکہ کے محبوب کی شان بیان فرماتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے بشرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا دیا۔ مبشرا برسول یاتی — کہ رسول تشریف لا رہے ہیں۔ اور جناب خلیل نے عرض کی مولا وابعث فیہم — یہاں رسول بھیج دے یہ فرماتے ہیں کہ رسول تشریف لا رہے ہیں — اللہ فرماتا ہے لقد جاءکم رسول۔ قسم لے لو۔ جو رسول خلیل نے طلب کیا۔ جن رسول کی آمد کا اعلان رسول عیسیٰ نے کیا ہے یہ وہی رسول آگیا ہے — رب نے حضور علیہ السلام کی آمد کے اعلانات قرآن کریم میں فرمائے ہیں۔ دنیا والوں کے اعلانات کے بعد سرکار دو عالم تو بارش سے اتر جاتے ہیں —

ہم اہلسنت بھی تو خدا کی سنت پر عمل کر رہے ہیں —

فرشتوں کی قطاریں بنی ہوئی ہیں زمین کی طرف۔ حضور کیا تشریف لائے۔ ملاء اعلیٰ کی ساری مخلوق تشریف لا رہی ہے — تنزل الملائکۃ۔ لیلۃ القدر اور کو فرشتو
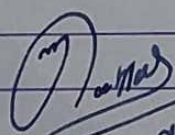
کی جانب زمین کی طرف آ رہی ہے ۔ والروح ۔ روح الامین بھی آ رہے ہیں ۔ سرکار
کے تشریف لانے سے ساری کائنات کو حسن عطا ہو گیا۔
جس مسجد پر یا رسول اللہ لکھا ہوا ہو وہ مسجد زندہ دل لوگوں کی مسجد ہے ۔ جب سرکار
تشریف لائے ۔ تو نبی پاک علیہ السلام نے جب عرب کے بدوؤں کو بٹھا دیا تھا ۔ اللہ کی قسم ہے فرشتوں
نے زمین کی طرف رخ کر لیا ہے ۔ راجہ کے گھر و تیلی کا کال نہیں ہے ۔ اللہ کی قسم ہے
قرآن مجید میں محمد ہیں یا پیکر حسن کا کال نہیں ہے ۔ یہاں سے ہر بعض حضور کا حسن نظر آتا ہے
ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا ۔ جنہوں نے تسلیم کیا ۔ پکے مضبوط
ہو گئے ۔ اتنے حسین ہو گئے ۔ ان کی زیارت کے لئے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے ۔ یہاں
علماء کی ایک بحث ہے گرامر کے حوالے سے ۔ اللہ نے یہ کہا کہ ۔ یہ ماضی ہے ۔ تتنزل
یہ مضارع ہے ۔ ماضی کا اطلاق ایک بار فعل ہو جائے تو بس ایک بار بات ہو گئی یہ کام
ہوا ۔ بس بات ختم ۔ اور اگر فعل مضارع کا صیغہ ہو تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ کام بار بار
ہوتا ہے ۔ اللہ فرماتا ہے جنہوں نے ایک بار کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے ۔ تو پھر ڈٹ گئے ۔ اتنے
حسین ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تتنزل ہے تنزل نہیں ہے ۔ اللہ فرماتا ہے ان کو دیکھنے کے
فرشتے آسمانوں سے اترتے ہی رہتے ہیں ۔ میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں کہ [illegible]
آستانے پر فرشتے اترتے ہی رہتے ہیں ۔ داتا ہجویری ۔ دوسرے لوگوں
کے مذہب کا بڑا ٹکراؤ ہے کہ داتا صاحب ہجویری کا مزار ہے جہاں فرشتوں کی قطاریں
ہیں ۔ فرشتوں کا نزول ہوا وہاں سے یہاں بھی نہیں ہے ۔ [illegible]
۔ نہ کوئی لڑائی جھگڑا ۔ ہر طرف جہاں انوار ۔ یہ جہاں غبار ۔ سرکار نے کتنا حسن
دیا ہے کائنات کو ۔ فرشتے جہاں انوار جھومتے ہیں دربار شریف کے رتیلے میدان میں چل رہے
ہیں ۔ یہ زیارت کرنے کے لئے آئے ہیں ۔ کبھی ہزار کبھی دو ہزار ۔ لوگ
اخبار پڑھ رہے ہیں مجھ سے پوچھو ۔ فرمایا نبی پاک کے مزار پاک پر ہر وقت ستر ہزار فرشتوں کا
اجتماع رہتا ہے ۔ اسی لئے [illegible] سلسلے والا کہتا ہے مدینہ شریف چلو ۔ مدینہ شریف
ہر کوئی جاتا ہے ۔ اگر کسی کے پاس سے ایک وقت کی روٹی مل جائے تو وہ آتا ہے ۔ اگر
کچھ ملتا نہیں تو یہ کیوں آئے کھڑے ہیں ۔ یہ وہ شہنشاہ ہے جس کے دروازے کا کوئی منگتا
خالی نہیں جاتا ہے ۔ [illegible] اگر قطرہ

Date:

فرشتے زمین کی طرف رخ کر کے آتے ہیں ۔ یہودی لوگوں کو پوچھیے کہاں جا رہے ہو ۔ جی ہم تو چاند پر جا رہے ہیں ۔ ——— سرکار نے فرمایا جب نماز پڑھا کرو تو اوپر دیکھا کرو ۔ سارا جہان کرم تو تمہارے آگے ہے ——— قدسیوں کو یہاں آ رہے ہیں ۔ ؟

؟ منزل ملی مراد ملی مدعا ملا ۔ جس کو حضور مل گئے سمجھو خدا ملا ۔

ملتا ہی اسے ہے جو سرکار کے قدموں میں آ گیا ہے ——— سرکار کے تشریف لانے سے اللہ تعالیٰ کی معرفت بھی آسان ہو گئی ۔ رحمت کے خزانے بھی تمام سمیٹ لائے ۔ ہمیں اوپر جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اللہ بے نیاز ہے یا نہ رہے محبوب کی شان بھی دکھائی ——— سر اٹھا کر عرش کے انوار تک ——— سید احمد سعید کاظمی ؒ فرمایا کرتے کہ معاف لوگ ہیں لکھوا کر لیں کہ جب تک ضائع کیا ۔ کہاں سے آ گیا ۔ ملی جہان کے آگے ——— فرمایا میرے محبوب کے دروازے پہ آ گیا ۔ خدا ملتا ہے ———

——— اور جن کو یہاں خدا ملتا ہے انہوں نے آسمانوں کی طرف کیا جا کر کرنا ہے ۔ ہمیں کیا ضرورت ہے ۔ آسمانوں نے بھی ٹوٹ جانا ۔ چاند نے بھی بے نور ہو جانا ہے ۔ سورج ستارے ——— میرے آقا جلوہ گر ہیں ۔ تھے ۔ ہیں اور رہیں گے ۔ اور ساری کائنات ختم ہو جائے گی میرے مصطفیٰ کی ذات ختم نہ ہو گی ——— اتنی عظیم نعمت مل گئی ہے تو خوشیاں نہ کریں تو کیا کریں ۔

———

۵۲
PM
۲-۱۶
۲۰-۴-۱۴۳۷
۵۵
۱۳-۷-۵۷-۷

Date:

۹۱۔ ایصال ثواب

ہے۔ الذی خلق الموت والحیاۃ ــــ قرآن کریم کے چند بابرکت الفاظ کی تلاوت کا شرف
حاصل کیا ہے۔ ان الفاظ کے متعلق توفیق الٰہی سے چند ایک معروضات پیش کرنے کا ارادہ ہے۔
ــــ ایک ہوتا ہے شئے کا وجود۔ ایک ہوتا ہے شئے کا حسن ـــ ضروری نہیں کہ جو شئے موجود
ہے۔ اسے کوئی پسند کرے۔ بے شمار ایسی چیزیں دیکھتے بھی ہیں۔ بلکہ آپ کی اپنی زندگی کا بھی
موضوع ہے بلکہ معمول ہے کہ آپ شئے کو دیکھ تو رہے ہیں۔ لیکن آپ اسے پسند نہیں کرتے۔
اس لئے کہ وہ موجود تو ہے۔ لیکن موضوع نہیں ہے۔ لہٰذا آپ اسے رد کر دیتے ہیں۔ کسی
اور کی تلاش میں۔ یہ تو پسندیدہ نہیں ہے۔ اچھی نہیں ہے۔ کوئی اندیشہ لگ جائے۔ سڑک
تو ہے۔ آنے جانے والے آ جا رہے ہیں۔ لیکن کھڈے ہیں۔ آلودگی ہے۔ گندگی ہے۔ بکھری
ہے۔ آپ طویل کی بجائے اَدْوَل سفر کر لیتے ہیں۔ لیکن اس سڑک سے نہیں گزرتے۔ یہ چھنے
والا کہتا ہے آگے دیوار حائل ہے کہتا ہے نہیں۔ سڑک اچھی نہیں ہے۔ اس میں کھڈے ہیں
ہو سکتا ہے کہ پاؤں پھسل جائے۔ ہو سکتا ہے کہ جھٹکے لگے اور گاڑی کا کمانی پٹہ ٹوٹ جائے
دیر ہو جائے۔ پھر میں آگے نہ چل سکیں تو کیا ہوگا۔ لہٰذا لانڈر کارخانہ اچھی سڑک پر جائیں گی
دعا کر ان تمام بن پچیس بعد سفر بن سلامتی کے ساتھ۔ اسی طرح اگر آپ اپنے کلاس کے لئے کپڑا لینے جاتے ہیں
تو بحیثیت کپڑا ایک شئے موجود تو ہے آپ کے سامنے لیکن ڈیمیج ہے۔ اس میں خرابی ہے کہ
فنی اعتبار سے۔ آپ اسے نظر انداز کر دیں۔ محترم۔ اشیاء کو پسند کرتا ہے۔ انسان۔
اور انسان کو پسند کرتا ہے رب کریم ـــ یہ فرق ہے۔ تو اور یہ فقیر ــــ ہر مسلمان
اللہ تعالیٰ کے ہمارا خالق ہونے کے حوالے سے ایک ایسی قیمتی جنس ہے۔ کہ جس کو رب کریم
پسند فرماتا ہے۔ یہ مرکزی مسئلہ جو ہے۔ ہمیں قرآن کریم کے ہر مقام پر جھلکتا دکھائی
نظر آتا ہے۔ ــ سڑک بنی تھی۔ تو صحیح تھی۔ بعد میں ٹوٹ گئی۔ بعد میں مرمت ہو گئی۔ بنانے والا
شئی صحیح بنا چکا ہے ـــ زمانہ گزرنے کی وجہ سے ٹوٹ گئی ـــ کمی آ گئی خرابی آ گئی۔ ایمان والو۔ بحیثیت
مسلمان ـــ رب کریم ہمیں ایسا کر کے پیدا نہیں کیا۔ اچھا کر کے پیدا کیا ـــ یہ دو کی بات
ہے۔ یہ مسئلہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے ـــ اللہ کریم نے انسان کو پیدا فرمایا اور خوبصورت پیدا
کیا ـــ بہتر بنا کر کے پیدا فرمایا۔ قرآن مجید کا مطالعہ کریں۔ آپ کو اکثر جگہ تخلیق میں حسن کا
قول نظر آئے گا۔ اگر سے کلام انسان کے بارے میں ـــ فطرت اللہ التی فطر ـــ علیہا
اللہ کریم کی مقرر کردہ فطرت ہے۔ جس پہ رب کریم نے انسان کو پیدا فرمایا۔ جیسا انسان

Date:

پیدا ہوتا ہے کہ میں مخلوق پر جالاتی پیش مطمئن نہ ہو۔ جیسے کا رنگ کالا ہے۔ اس کے نقش و نگار
جاذب نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے عضو میں ہی معاذ اللہ کوئی کمی ہو۔ لیکن یہ یاد رکھئے۔
جس حسن کی میں بات کر رہا ہوں۔ رب کبریا کسی شئے کا گورا کالا۔ یا شئے کے ذائقے۔ یا شکل
کے حوالے سے پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی شئے کو اس کے باطن کے رنگ کے حوالے سے
پسند کرتا ہے۔ اس کا مقبول کیا۔ کیونکہ ظہور میں تو سب شئیں آتے ہیں۔ ایک طرف معاذ
ذکر ہے دوسری طرف ابو جہل بھی ہے۔ انسان کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے۔ لیکن صدیق اکبر رب العزت
کی بارگاہ میں پسند ہیں۔ اور ابو جہل نہیں جبکہ وہ گورا تھا۔ مستند روایت ہے کہ حضور گندم گوں
تھے۔ اس لئے کہ کفار میں وہ گورا چٹا ہوگا۔ ابو جہل ہو ابو لہب ہو۔ لیکن اس کا باطن
بڑا سیاہ تھا۔ اور صدیق اکبر کا ظاہر بھی حسین ہے باطن بھی حسین ہے کہ عند اللہ اتقکم اللہ کا
پیمانہ یہی ہے۔ یہ اس کی نگاہ ہوتی ہے۔ کہ یہ بندوں کے حوالے سے باطن کے حوالے سے
حدیث پاک میں ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہر آلودگی سے اور گناہ سے
پاک پیدا کرتا ہے۔ کوئی بچہ آلودہ نہیں ہے۔ باطنی آلودگی سے کوئی بچہ گناہ گار نہیں ہے۔ کوئی بچہ خطا
کار نہیں ہے۔ کوئی بچہ چوری کرتا نہیں ہے۔ کسی بچے میں کوئی برائی نہیں ہے۔ اللہ کا عطا کردہ حکمت
خداوندی ہے۔ اگر مسلمانوں کا کوئی بچہ دودھ پینے کی عمر میں فوت ہو جاتا ہے۔ اس پر حساب
ہے یا کتاب ہے۔ نہ اس کو کوئی عذاب ہے۔ اس پر کوئی وزن نہیں۔ کوئی گرفت نہیں ہے۔
حالانکہ عمل اس نے کوئی نہیں کیا۔ لیکن اس کو اس قدر پاکیزہ کیوں قرار دیا گیا ہے۔
رب نے اسے پاکیزگی باطن کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور آپ اس پر توجہ کریں تو یہ مسئلہ آسانی
سے سمجھ آتا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ جس وقت آپ شیر خوار نابالغ بچے کا جنازہ پڑھتے ہیں۔
تو آپ اس کے لئے بخشش کی دعا تو کرتے ہی نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کہتے ہیں اللھم اجعلہ لنا۔
——— صغیر اور بڑوں کا ہے نابالغ اور بڑا ہے ——— یہ نہیں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہم بچے کے لئے نابالغ کے لئے
بخشش کی دعا نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے ذریعے اپنی بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ کیوں اللھم اجعل
لہ ——— مشفعا۔ یہی دعا ہم مانگتے ہیں۔ اور اللہ کریم نے ہمارا پردہ رکھا ہے کہ دعا
اونچی مانگنے کا حکم نہیں دیا۔ ہم پردہ رہ گیا۔ کہ دعا پڑھ بھی سکتے ہیں ——— جب امام کے پیچھے کھڑے
ہو جائے تو اور تمام سہولت ہو گئی۔ جب امام نے پڑھا۔ ہو سکتا ہے میں غلط بولوں مگر
طفیل ہمارا دعا کو قبول فرما۔ یا اللہ ہم ہمارے لئے فرطا بنایا۔ فرطا کا مطلب کیا ہے

Date:

ذمہ دار ہوتا ہے جو قافلے کا اس کی منزل تک پہنچنے سے پہلے پہلے جا کر اس کے سارے انتظامات کر دیتا
قافلہ رہے گا کہاں پہنچے گا کہاں۔ اس کے کھانے کا انتظام کیا ہے، اس کی ضروریات کا انتظام کیا ہے
مثال - آج کی حکومت عازمین حرمین کی روانگی سے پہلے۔ وہاں انتظامات کرنے کے لئے منی میں
عرفات میں، مزدلفہ میں، حرم کعبہ میں، مدینہ عالیہ میں۔ ان کی ضروریات کا انتظام کرو۔ ان کے لئے
بلڈنگوں کا انتظام کرو۔ تو محترم حجاج کرام عازمین مطمئن کہ آپ کے پہنچنے سے پہلے وہ جو
حضرات جا کر انتظام کرتے ہیں۔ وہ ہوتا ہیں فرط — یعنی مسافر کے پہنچنے سے پہلے پہلے
اس کے انتظام مکمل ہوا - نہ اسے رہائش کی فکر نہ اسے روٹی کے انتظام کی فکر - نہ اسے کسی
میڈیکل ٹریٹمنٹ کی فکر یہ سارے انتظامات مکمل ہوتے ہیں - کیونکہ فرط پہنچ چکا ہوتا ہے -
اور ہم عرض کرتے ہیں مولا — اللھم اجعل لہ لنا —— B ——
اس بچے کو ہمارا پیشگی انتظام کرنے والا بنا دے - اگر اس میں صلاحیت نہیں ہے تو دعا
کی جاتی ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں اگر وہ بچہ صحیح و سالم ہے۔ اس کے دودھ کا انتظام اس کی
ماں کرے۔ اس کا جسم ناپاک ہو صاف کرنے کا انتظام اس کی ماں کرے - اس کے جسم کے
کپڑوں کا انتظام اس کا باپ کرے - اس کو ضرورت ہے دوا کی تو ضرورت کا انتظام اس کا باپ
کرے - وہ بچہ جو آپ کے انتظامات کا محتاج ہے۔ باطنی طور پر اتنا عظیم ہے - کہ ہم عرض
کرتے ہیں مولا - یہ فوت ہو گیا ہے اس کو ہمارے لئے پیشگی انتظام کرنے والا بنا دے - جب ہم
آئیں تو ہماری ساری ضروریات پوری کر دے - بتا کے جن کا رکھ اتنا مہتمم اور محترم ہے
وہ والدین کتنے اہم ہیں — آپ کو رب نے بیکار پیدا نہیں کیا ہے۔ اجر او ذخیرہ
اس بچے کو ہمارے لئے اجر بھی بنا دے۔ اور ذخیرہ بھی بنا دے۔ تیری بارگاہ میں ذخیرہ زندگی میں ہے
وہاں کی ذخیرہ اندوزی کی ہم دعا کرتے ہیں - یہ ظاہر ہے وہ باطن ہے -
ایک تو ہم اس بچے کے لئے کہتے ہیں - فرط بنا - دوسرا کہتے ہیں اجر بنا - تیسرا کہتے ہیں ذخیرہ
بنا - تینوں کے معنی ہو گئے - —— میرے اندر اتنی وسعت کہاں کہ دعا کرے کہ اس کو
یہ کیسے بنا دے - یہ بھی بنا —— وہ تو رب کا رکھا ہے۔ بعد فوت ہی بچپن میں ہو گیا - اب یہ انتظام
کیسے کرے گا۔ اس محبوب نے حقیقت سے پردہ اٹھایا - اور فرمایا یہ دعا کر دیا کرو میں جلد
ہوں اللہ نے اس میں ساری خوبیاں رکھی ہیں - کیونکہ حقائق تک نگاہ آپ کی نہیں جاتی - کسی
سائنسدان کی نہیں جاتی - کسی انجینئر کی نہیں جاتی - کسی ڈاکٹر کی نہیں جاتی - کسی محقق

Date:

کو نہیں جاتی۔ کسی متقی کی نہیں۔ حقائق کائنات تک نگاہ جائے تو مصطفیٰ کی بات
بانداز مصطفیٰ کی جائے ـــ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ پہنچتی ہے اس لیے کہا ہے۔ جو نقطہ خلق کی
خلق کیا ہے۔ جس نگاہ کو اتنا شرف ہے۔ وہ خالق تک پہنچ جائے۔ وہ خلق کو نہیں جاتی۔
میرے آقا تو حضرت خالق کی بھی زیارت کرتے ہیں۔ (تین) فوط بنا۔ اجر بنا۔ زخر بنا۔
آپ کے سکول میں آپ کے کالج میں۔ آپ کے اداروں میں۔ یا معلم بن کے یا کارکنوں کے تشریف
لاتے ہیں۔ بھیجنے والا محکمہ ذمہ داری لیتا ہے۔ اگر محکمہ تعلیم ہے تو وہ ذمہ داری لیتا ہے۔ کہ یہ کلاس کو
پڑھا سکتا ہے۔ اگر ڈاکٹر ہے۔ تو محکمہ صحت یہ ذمہ داری لیتا ہے۔ کہ یہ علاج کر سکتا ہے۔ اور میرے آقا دودھ
پیتے بچے کے لیے فرماتے ہیں۔ کہ یہ دعا کرو۔ اجر بنے زخر بنے۔ اور فوط بنے ـــ تو معلوم ہوتا ہے میرے آقا ﷺ
نے اس کی حقیقت کو پڑھ لیا ہے۔ اور رب کریم نے انہیں بتا دیا ہے۔ آج جب میں نے ایک دودھ پیتے
بچے میں اتنی خوبیاں پیدا کر کے بھیجا ہے۔

اور یہ نوٹ کریں اس حقیقت کو ذہن میں رکھیں۔ خدا کی قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ نبی پاک کو
علوم کے ساتھ اس کے روحانی کو مشرف کر کے بعد بھیجتا ہے۔ نبی اسے نہیں کہتے جو علم نہیں
رکھتا۔ نبی اسے کہتے ہیں کہ جو اس کو آتا نہیں۔ وہ علم ہے لاتا نہیں۔ اور ہر علم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی
کو عطا فرمایا ہے ـــ صحابہ کرام یہی فرماتے ہیں۔ اسے دوسرا موضوع ہے۔ جو تھا۔ واجعلہ لنا
شافعا ـــ یا اللہ اس بچے کو ہمارے لیے ہماری سفارش کرنے والا بنا لے۔ کبھی آپ نے دیکھا۔ کبھی آپ
نے پایا۔ ایک ملک کا سربراہ۔ اور دس سال کا بچہ۔ اس کی سفارش کرے۔ اور اتنی منصف
الغافل کی کورٹ وہ دس سالہ بچے کی سفارش پر ملک کے سربراہ کی غلطیاں معاف کر دیتا ہے۔
اور کہاں ملک کا سربراہ کہاں دس سال کا بچہ۔ کوئی اس کا موازنہ ہے۔ کوئی تو وزن ہے کو بولیں
ہے۔ تو دس سالہ بچہ کیا کر سکتا ہے۔ وہ تو خود بے صلاحیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی نسبت کا صدقہ
ایک مسلمان کا بچہ اتنا عظیم بن کے پیدا ہوتا ہے۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے عرض کرو اے مولا
اس بچے کی میرے حق میں سفارش قبول فرما لے۔

میں قسم اٹھا کے کہتا ہوں۔ کہ اگر ولی بھی دعا کرے۔ تو یہی کرتا ہے۔ اگر غوث بھی دعا کرے تو یہی کرتا
ہے۔ اگر صحابی بھی دعا کرے تو یہی کرتا ہے۔ میں کروں ـــــــ اتنے اونچے حضرات شفاعت کے
لیے شافع ہیں۔ تو تسلیم کرو۔ کہ ہمارے رب کریم نے بے کار پیدا نہیں کیا۔ جن کے بچے اتنے
عظیم ہیں۔ ان کے باپ کتنے عظیم ہوں گے۔ دنیا میں قدرت نے کتنی خوبیاں رکھی ہیں ـــ

Date:

شافعا ومشفعا۔ یہ ہماری شفاعت بھی کرے۔ اور جب شفاعت کریں گے تو یا اللہ تو قبول بھی فرمالینا۔
اب یہ قدر جو ہے اس پر آپ غور فرمائیں۔ بے نیاز ہو گیا یا بندہ کا ہے۔ آپ محکمے کو درخواست
دیتے ہیں۔ آپ معزز ہیں محترم ہیں۔ آپ کو دنیا جانتی ہے۔ بڑے سرمایہ دار ہیں۔ یہ بہت بڑا عالم
ہے۔ یہ بہت بڑا پڑھا لکھا ہے۔ ایک چھوٹے چھوٹے محکمے کو درخواست دیتے ہیں۔ وہ درخواست
کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں۔ ان کو کوئی پوچھتا ہی نہیں ہے۔ میرے آقا ﷺ کے کلمہ کا صدقہ
جو بچہ پیدا ہوا ہے نا۔ فرمایا اس کے لئے عرض کر دو۔ یا اللہ یہ عرض کرے تو تو مان لے۔ اور بے نیاز نے
ہی نہیں وحی اتاری۔ یا رسول اللہ یہ آپ نے کیا کہہ دیا۔ میں تو کسی کی نہیں مانتا۔ آپ کہتے ہیں
اس بچے کی مان لے۔ مانا ــــ واللہ اگر نہیں مانتا۔ تو حضور تلقین نہ کرتے۔ میرے آقا کا یہ دعا
بتاتا ہے کہ بچہ مسلمان کا اتنا عظیم ہے۔ وہ کہے تو رب مان لیتا ہے۔

مسلمان ہونا کوئی معمولی بات نہیں۔ بہت عظیم بات ہے۔ چلو۔ یہ بات
تو میں نے یہ وضاحت مسلمان عرض کی ہے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسے پسند
کرتا ہے۔ اب یہ آپ کی پسند آپ جانیں ــــ [illegible] جس کے پاس اتنا پیسہ ہو۔
اس کا پتہ ہوتا ہے۔ کہ اسے کیا پسند ہے اور کیا نہیں ہے۔ اب رب کریم نے فرمایا۔ میں نے
موت و حیات کو پیدا کیا ہے۔ میں جانچنا چاہتا ہوں کہ تم میں سے کون اچھا ہے۔ اب
کرو تحقیق۔ اللہ تعالیٰ کو کیا پسند ہے۔ کیا عمل پسند ہے۔ کیا کیا اس کو پسند ہے۔ کیا بول
پسند ہے وہ تو فرماتا ہے وقولوا قولا کریما ــــ ایمان والو۔ درست بات کرو۔ درست
کسے کہتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مثال ہے تو گھٹیا۔ لیکن چونکہ ہمارے معاشرے میں ایسی باتیں ہیں
ایک شخص کو آپ نے رنگے ہاتھوں چوری کرتے ہوئے پکڑ لیا۔ اس سے مال بھی برآمد ہو گیا۔
اس نے چوری سے توبہ کر لی۔ آپ نے اسے معاف بھی کر دیا۔ اور جب ملے گا تو آپ اسے
کہیں گے او چور ــــ اسے تو اگر چور کہو گے تو یہ قول تو ہے۔ لیکن قول سدید نہیں
نہیں ہے۔ کیونکہ اگر وہ چوری کرتا رہتا۔ تو پھر تو ٹھیک تھا۔ اس نے توبہ کر لی ہے۔ اور آپ
نے معافی دے دی ہے۔ اس کے بعد اسے آپ چور نہیں کہیں گے۔ اگر کہیں گے تو قول سدید
نہیں ہوگا۔ یہ تو ہماری عقل اور [illegible] کی بات ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قول
سدید حضور ﷺ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسن کو قول سدید فرماتا ہے۔ حسن عمل کیا ہے۔ اللہ
تعالیٰ کس عمل کو حسن فرماتا ہے۔ ہم سے حسن عمل کا تقاضا کیوں کیا ہے۔ اگر تو یہ

Date:

نے ہمیں بیس پیدا کیا ہے۔ تو پھر کو الزام ہو سکتا ہے۔ کہ بے نیاز ہمیں تو نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اور تقاضا
کرتا ہے کہ اچھے عمل کرے۔ ہمیں اچھا کام کیسے کر سکتا ہے۔ اندھا اسے کہو۔ ذرا خیال سے چلنا
گر نہ پڑنا۔ اندھا کیا بچے گا اب چارہ۔ کو بتاؤ اسے ہاں۔ نہیں تو ضرور ٹوٹ کر ٹکرائے گا۔ یہ اندھا
کہے سے منکر لگے گا۔ کہو وہ مانے گا جی تو نہیں تھا۔ لنگڑا اب دونوں ٹانگوں سے معذور
ہے کہے۔ آپ اسے کہتے ہیں جلدی پہنچو۔ وہ پانچ منٹ میں کیسے پہنچے گا۔ سواری کا اس
کے پاس نہیں ہے۔ اور دونوں پاؤں سے معذور ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ جب کسی سے حسن
عمل کا تقاضا کریں۔ تو پہلے یہ دیکھیں گے۔ اس میں صلاحیتیں ہیں یا نہیں۔ رب فرماتا ہے
ایکم احسن عملا — تو میں یہ جانچوں گا۔ کہ تم میں اچھے عمل کس کے ہیں۔ اور جب ہمیں
اچھے بنایا ہے تو حسن عمل کا تقاضا ہوگا۔ اس لیے قرآن پاک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والتین
والزیتون ——— تقویم — رب کہتا انجیر کی قسم۔ زیتون کی قسم۔ اور برکت
والے طور کی قسم۔ اور اس امن والے شہر کی قسم۔ چار قسمیں اٹھائیں۔ اور بے نیاز
بے نیاز ہو کر قسمیں کھاتا ہے۔ بتائیے اگر دل سے فرما دیتا تو یقین ہوتا کہ نہیں۔ یقین کر لیا جاتا۔
— کون سا طالب علم ہے۔ جو استاد محترم اسے کہے بات سنے۔ پاکستان
14 اگست 1947 کو معرض وجود میں آیا۔ اور شاگرد لائق کہتا ہے۔ استاد جی قسم کھاؤ
کیا کبھی شاگرد نے استاد محترم سے قسم لی۔ نہیں لی۔ ابا کہتا ہے بیٹے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ
نے ہمیں کس رسول پاک علیہ السلام کی امت میں پیدا کیا۔ وہ محمد عربی ہیں۔ وہ رحمت
عالم ہیں۔ وہ نور مجسم ہیں وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ بیٹا کہتا ہے ابا جی قسم کھاؤ۔ اللہ والو
بعض ایسے مناصب ہوتے ہیں۔ ان منصبوں پہ بیٹھنے والوں سے قسم نہیں لی جاتی —
استاد سے شاگرد قسم نہیں لے سکتا۔ باپ سے بیٹا قسم نہیں لے سکتا۔ اور
چھوٹا بڑے سے قسم نہیں لے سکتا۔ رب سے بندہ قسم لے سکتا ہے۔ نہیں لے سکتا
تو پھر کیوں قسم فرمائی — ایک نہیں دو نہیں تین نہیں چار — والتین والزیتون
وطور سینین۔ ھذا البلد الامین۔ ابھی بات ختم نہیں ہوئی۔ لقد — لام تاکید
تحقیق قد — چار اور دو چھ۔ چھ تاکیدیں کر کے کہا یہ نا لائق تو وہ بھی
اٹھا دے۔ ہم جانتے ہیں کہ تو ہمارا خالق ہے مالک ہے رب ہے۔ ہم تو سارا عاجز بندہ
ہیں۔ بندہ عاجز کے سامنے رب العالمین کو کیا ضرورت ہے کہ قسم کھائے۔ اگر قسم

Date:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قسم کے فرمانا کو ہم جانتے۔ اتنی لوگوں قسمیں فرمائی ہیں یہاں دیکھو
اس لیے نہیں فرمائی۔ کہ پورے والد کے دیگر حضرات نہیں مانیں گے۔ یا غلط اللہ کی کے اُدھر
مانیں گے۔ یا گجر برادری نہیں مانے گا — یا فلاں پارٹی نہیں مانے گی۔ یا فلاں بندہ نہیں مانے گا
واللہ — اس نے اس لیے قسم نہیں فرمائی۔ کہ لوگ نہیں مانیں گے۔ وہ جانتا ہے جب کہہ دوں وہ
مان لیں گے۔ لیکن قسم اس لیے فرمائی ہے کہ جو مسئلہ بیان ہو رہا ہے وہ جان لو کہ بہت عظیم
مسئلہ ہے۔ کیا مسئلہ ہے۔ انجیر کی قسم — زیتون کی قسم۔ طور سینین کی قسم
کے تو آپ کا ہے۔ ہمالیہ آپ کا ہے۔ کوہ سندھ آپ کا ہے۔ بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔ رب نے
کسی کی قسم نہیں کھائی — ہاں طور سینین جیسے مبارک طور کی قسم۔ میں نے طور کی پ
نماز ادا کی — برکت — واللہ میں کیوں کہتا۔ کیا طور میں خوبانی کے درخت زیادہ ہیں۔ یا دراصل میں
انگور یا وہ سونے کا پہاڑ ہے۔ یا اس میں کچھ اور ذخائر ہوں گے — نہیں بالکل
ایک پہاڑ ہے۔ خشک بلوچستان کا چٹیل پہاڑ ہے + نہ اس میں آلو بخارا ہے، نہ
اس میں سونا۔ نہ اس میں معدنیات — سوائے اس کے کہ اللہ نے اسے مبارک کر دیا۔
علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں۔ لَا تَقْفُ مَحَلَّ أَقْدَامِ الْأَحْبَابِ حَسَنٌ لِلْخُلُقِ — فرماتے ہیں
اس لیے کو فرمایا۔ کہ رب نے جب اپنے دوست کو خطاب فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کے قدم یہاں
لگے ہوئے ہیں۔ اگر شریعت کہتی ہے کسی ٹیکری کی مٹی لگی ہوئی ہو۔ یہ بہترین مینار کا ہے اسے خرید لو
وہاں کلیم کے قدموں کے نشان لگ گئے۔ واللہ وہ وادی بھی خدا کو پسند ہے، وہ مقام بھی خدا کو
پسند ہے۔ کیونکہ اہل اللہ کے قدم لگے ہیں۔ اور فرمایا وَهٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اس امن والے شہر کی قسم۔ کہ پورے والد و ولدہ — اللہ کرے اس میں بھی امن ہو
اللہ نے تو امن والے شہر کی قسم اٹھائی ہے — ہم میں بھی کر دو آپ بھی کریں
یہ دار الامن ہے۔ یہاں امن ہے۔ یا کسی ملک میں امن ہے۔ پوری دنیا عناد کی افراط تفریط
کی شکار ہے۔ امن کا تو تصور نہیں۔ سونا چاندی، وسائل حیات، اسباب روزی
روزینہ، فوجیں۔ اسلحہ جیسے فورسز سب کچھ موجود ہے۔ ہائے افسوس مگر امن موجود
نہیں۔ اللہ فرماتا ہے مجھے اس شہر کی قسم ہے جس میں امن ہے۔ شہر کا امن تلاش
کرنے والو یہاں امن کرو۔ خدا کا امن مانگنے والو۔ یہاں حاصل کرو۔ اگر تم یہاں امن
قائم نہیں کر سکے۔ تو تمہیں شہر کی امن کا کوئی حق نہیں بنتا۔ دیکھو محمد مصطفیٰ الحق کے

Date:

انتشار میں کیا ہے ۔ اگر یہاں لکھا ہے تو یہاں امن قائم کر ۔ ہر بندہ اپنے منہ میں گریبان میں نظر ڈالے ۔ شب
حلقے میں ذاکر ہے میں جو کچھ ہے ۔ یہاں تو امن کرو ۔ تو دعا کی مانگو یا اللہ میں تو امن کرتا ہوں ۔ پھر تو بات
ہے ۔ اگر تیرے حلقہ اثر میں عناد ہے ، قتل و غارت ہے ، گشت و خون ہے ، گالی گلوچ ہے ، انتشار و
تفرقہ ہوتا ہے ۔ پھر کس منہ سے کہتا ہے یا اللہ مجھے امن عطا فرما ۔ اصل بات کیا کرنا چاہتا ہوں کہ امن والا
شہر کون سا ہے ۔ وھذا البلد الامین ۔ اس امن والے شہر کی قسم ۔ یہ ہے شہر مکہ ۔ لیکن
یہ کیوں فرمایا ھذا البلد ۔ اگر ولیشن ہے یہاں ھذا امین ۔ والتین والزیتون نہیں ھذا التین ۔ وطور سینین یہاں ھذا
نہیں ۔ جب چوتھے مقام کی بات آئی تو فرمایا ۔ ھذا البلد ۔ مجھے اس امن والے شہر کی قسم ۔ اس میں
ایک راز ہے ۔ اے کاش ہمیں سمجھ آیا ہوتا ۔ اس میں راز کیا تھا ، زیتونوں کی قسم جس کا ہوں ۔ انجیر
کی قسم جہاں کا ہو ۔ برکت والے طور کی قسم طور ایک ہے اور اس امن والے شہر کی قسم ۔ کہ یہ ھذا
کون سا ہے ۔ یہ امن والا شہر ۔ محبوب مجھے اس شہر کی قسم جہاں تو خود بھی وہیں جلوہ گر ہے ۔
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ۔ وہ تو مکان میں مکین نہیں ۔ وہ تو صاحب زماں نہیں ہے ۔ نہ وہ ظرف مکان میں
نہ وہ ظرف زمان میں ۔ نہ تعینات میں ۔ مولا ھذا ۔ یہاں تو جلوہ گر ہے ۔ یہ کس کی طرف اشارہ ہے ۔
ہمیں سمجھ آ گئی ہے یہاں پر اگر جو ہے ۔ جہاں کسی کا گھر ہو وہ کہہ سکتا ہے یہ شہر فرمایا بلند کر دیا ۔
یہ تو وہ جو زمان کا محتاج ہے ۔ یا مکان کا مکین ہے ۔ میرا اگر اس لئے یہ میری طرف منسوب ہے ۔ ٹھیک
ہے ۔ لیکن میں اس میں پابند تو نہیں ۔ میں تو مجبوریوں سے پاک ہوں ۔ پھر تو فرمانا تھا اس شہر کی قسم
کھاتا نہیں ۔ فرمایا انت حل بھذا البلد ۔ اس لئے قسم فرماتا ہوں کہ میرا محبوب یہاں جلوہ گر ہے ۔
صاف کر دوں ۔ خانہ کعبہ حسن کائنات نہیں ہے ۔ ہوتا تو خدا اس کے حوالے قسم فرماتا خانہ
کعبہ حسن کائنات نہیں ہے ۔ خانہ کعبہ حسن زمین نہیں ہے ۔ کون ہے انت حل بھذا ۔ مصطفیٰ کے قدم
جہاں لگ جائیں حسن ہوتا ہے ۔ حضور حسن کائنات ہیں ۔ میرا آقا زینت کائنات ہیں ۔ میرے آقا کے قدم
کے تلووں کی دھول کا صدقہ زمین کو عزت مل گئی ۔ وقار مل گیا ۔ حسن مل گیا ۔ زیبائش مل گئی ۔ کیونکہ میرے
آقا حسن کائنات ہیں ۔ اعلیٰ حضرت کی طرح خدا کی رحمتیں ہوں ۔ بڑی اونچی بات کہی ہے

وہ سمجھا نہیں ہوں ہنوز میرا عشق بے ثبات ۔ تو کائنات حسن ہے یا حسن کائنات ۔

واللہ فرش سجا ۔ میرے آقا کا صدقہ ۔ عرش سجا ۔ آسمان سجے ۔ سیدھی کیوں ابھی پیدا نہیں
ہوا جو مجھ کا گریبان پکڑے ۔ ~~فرش سجا ۔ آسمان سجا~~ خود کمزور ہوں میرے آقا تو بڑے معظم ہیں ۔
زمین اور آسمان کو چھوڑو ۔ خدا کا گھر نہیں سجا جب تک کہ محمد مصطفیٰ کے قدم نہیں لگے ۔ تو جب خدا کا گھر

Date:

ان کے بغیر نہیں سمجھتا۔ تو پھر اُن کے بغیر کیسے سمجھے گا۔ اللہ والو خدا کے لئے سوچو۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور
آپ کو بھی توفیق دے۔ اقبال بڑے وزن والی بات کہہ گئے ہیں۔ گلاب کا پھول جو گملوں میں رکھنے کے قابل
ہوتا ہے۔ نہ اس کے لئے ایسی شان ہے۔ یہ کسی ڈیکوریشن پیس میں ہوتا ہے یا کسی مرد مومن کے گلے میں ڈالا جاتا ہے
یا کسی ولی کے مزار پہ ڈالا جاتا ہے۔ یا زائر حرم کی آمد پر اس کو پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ گلاب کا پھول
اس کو جوتے میں نہیں ڈالتے۔ اس کو گدھے گھوڑے کے گلے میں نہیں ڈالتے۔ یہ مہذب ہے یہ محترم ہے۔ تو پھر
اقبال کہتے ہیں کہ محبت دل میں ہوتی ہے جب ہم انہیں محبوب مانتے ہو تو پھر محبوب کو دکھانا ہوتا ہے کہ
محبوب کا حسن کہیں نظر نہیں آتا۔ نہ تمہارے لباس میں نہ تمہارے کردار میں نہ تمہاری شکل میں۔ نہ تمہارے
فیصلے میں۔ نہ تمہاری پالیسی میں۔ نہ تمہاری نشست و برخاست میں۔ اقبال کہتے ہیں۔ اگر تم محبوب کو
مانتے ہو تو وہاں بٹھاؤ جہاں اس کا حق ہے۔ مرضی کی کتاب۔ فرمایا

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است۔ رسول اللہ کو اپنے دل میں جلوہ گر کرو
سرکار کا مقام کیا ہے ہمارا دل۔ جب ڈیم میں پانی اچھا ہوگا۔ تو دریا کا پانی بھی اچھا ہوگا۔ اور دریا کا پانی
اچھا ہے تو پھر نہروں کا بھی اچھا ہوگا۔ نہروں کا پانی اچھا ہے تو پھر راجباہ بھی اچھے ہوں گے۔ کھالے بھی اچھے ہوں گے
آپ کی فصلیں بھی اچھی ہوں گی۔ جب یہاں سرکار جلوہ گر ہیں۔ خدا کی قسم یہ معاملے کے عمل کی ہر ادا
اچھی ہے۔ اللہ کو پتا ہے لیبلوکم ایکم احسن عملا۔ اللہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے۔ کہ تم میں سے عمل کس کے اچھے
ہیں۔ کون سا عمل۔ جس عمل میں حضور نظر آجائیں۔ سرکار کا حسن نظر آجائے۔ نبی پاک کی سنت
نظر آجائے۔ بہت بہتر ہوگا میں یہاں دنیائے عرفان کی ایک شخصیت کا ایک قول بھی پیش کر دوں۔
امام ربانی اپنے مکاتیب جلد میں فرماتے ہیں۔ ہر عمل کہ بر طریق شریعت کردہ آید داخل
ذکر است۔ وہ کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ کیا جائے۔ فرمایا وہ کام جو بھی ہو
وہ خدا کا ذکر ہے۔ فروٹ بیچنے والے دوست۔ لیکن جب تو ترازو تولے۔ تو اس ترازو پر
رسول اللہ کی سنت کا رنگ غالب ہو۔ تیرے ہاتھ میں جھکاؤ نہیں ہو۔ جب تو زبان کھولے
سچ بولے۔ جب تولے تو پورا تولے۔ جب ہل چلائے۔ تو صحیح کرے۔ نہ کسی کا حق کھائے۔ نہ کسی پر وار کرے نہ
کسی کو ستائے۔ جب رسول اللہ دستخط کر دیں گے خدا کی قسم تیرا یہ ترازو جو ہے۔ یہ خدا کے ذکر میں داخل
ہو جائے گا۔ تیرا ترازو خدا کا ذکر ہے۔ ہل چلانا خدا کا ذکر ہے۔ تیرا مزدوری کرنا خدا کا ذکر ہے۔ کیونکہ
پھر سرکار کی مہر لگی ہوئی ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہم کہتا رب کعبہ کی سنت ہے
آپ جا رہے ہیں مدینہ شریف سے باہر گئے۔ اور ایک مجمع دیکھا۔ قریب سے آدھا گزرا ہوا

Date:

تو آپ نے جب گزرتے گزرتے کانوں میں آواز آئی سنا۔ کہ ایک گویا ہے۔ مُغَنّی۔ عربی کا صیغہ ہے۔ گاتے
گا رہا ہے۔ غیر پاکیزہ گفتگو کر رہا ہے۔ اور چھوکرے اس کو گھیرے میں لیے کھڑے ہیں۔ جب اس کی آواز کانوں
سے ٹکرائی تو چیخ نکل گئی۔ فرمانے لگے۔ ما احسن هذا الصوت لو كان فيها القرآن۔ فرمایا اے بیٹے شیریں
آواز کس قدر حسین و جمیل ہے۔ اے کاش کہ تو اس زبان پر قرآن شریف پڑھتا۔ میرے عزیز تو بہت محترم ہے۔
تو بہت عظیم ہے۔ دنیا میں مجھے بڑی عزتیں ملی ہیں۔ لیکن وہ پلڑا بڑا عظیم ہے۔ جو مسجد کا مینار اپنے جس پر
مسجد کی چھت ہو۔ اور جوان کی جوانی بڑی عظیم ہے جس پر رسول اللہ کی شریعت کا پہرہ ہو۔ فرمایا شیریں آواز بڑی
سریلی ہے اے کاش ______ یہ کہا اور چلے گئے۔ اور آپ کی آواز اس کے کانوں میں پڑ گئی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے ______

وہ پوچھتا ہے یہ کون ہے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا چھوڑ فلاں ہی ہوگا کوئی۔ یہ مولوی لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔
سوچ رہا ہوگا ______ کوئی مسئلہ ہوگا۔ تو اپنا کام کر۔ پاگلو میں بات کرنے کی مجھ میں ہمت ہی نہیں
وہ شرمسار ہو گیا۔ وہ حملہ کر گیا۔ اس نے پہلے مجھ کو نہیں بتایا؟ یہ کون ہے اس نے کہا۔ تو نہیں جانتا۔
یہ صحابیٔ رسول اللہ عبداللہ ابن مسعود

B C (C)

دو سوالوں نے بتا کر یہ کر دیا ہے۔ اس نے جو گانے بجانے کا سامان تھا زمین پر پھینکا۔ بھاگ نکلا۔ قدموں پہ آ کے
گر پڑا۔ کہنے لگا حضور خدا کے لئے۔ کرم کیجئے۔ میں اپنی غلطی سے توبہ کرتا ہوں۔ میری توبہ قبول کیجئے۔ آپ نے
اسے گلے لگایا۔ سینے سے لگایا۔ وہ بھی رو رہے ہیں وہ بھی رو رہا ہے۔ اور دعا کی مولا اس عزیز کی دعا کو قبول فرما۔
اور دعا کرنے کے بعد توبہ کرانے کے بعد۔ چلنے لگے تو کہنے لگا حضور۔ آپ نے فرمایا تو کچھ اور تھا۔ فرمایا کیا۔ آپ
نے کہا تھا اے کاش تیری زبان پہ قرآن شریف ہوتا۔ تو میں آ گیا۔ اب تو میری زبان پر ہے۔ تو دنیا میں میں نے توبہ
کر لی۔ اب انشاءاللہ آپ ہی پڑھائیں گے۔ چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں۔ اپنے ساتھ ہی رکھیں۔ آپ نے فرمایا بسم اللہ
عزیز من ساتھ چلو۔ بزرگو رکو۔ بخاری شریف پڑھو۔ ترمذی کا پڑھو۔ مسلم۔ مشکوٰۃ کا مطالعہ۔ نسائی اور ابو داؤد
ابن ماجہ۔ صحاح ستہ کی کتابیں اٹھاؤ۔ بے شمار احادیث مروی ہیں۔ اور بعض احادیث میں یوں آتا ہے۔
عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ ______ زاذان کہتے ہیں میں نے ابن مسعود سے سنا۔ یہ زاذان
کوئی راوی ہے جو ابن مسعود سے روایت کرتا ہے۔ میزان الاعتدال میں امام ذہبی لکھتا ہے اور دیگر
اسماء الرجال کے علماء کہتے ہیں۔ یہ زاذان وہی نوجوان ہے جس کی زبان کو گلے مگر گانوں سے پاک کر
دیا تھا۔ اور صحابہ نے قرآن کی بالیاں پہنا دیا تھا۔ آج محدثین اس کے معترف ہیں۔ عرفاء ابن عربی
جیسے صوفیاء۔ جیسا حدیث پاک کی شرح کرتے ہیں۔ تو وہ احادیث لاتے ہیں جو زاذان نے بیان

Date:

یکیں۔ کہاں وہ گویا چھوکرا۔ جس کی آواز ۲۴ گھنٹے سبانگ پر چھو کر سنے۔ کہاں وہ عظیم محدث کہ جن کے سامنے.
بڑے بڑے محدثین جھولیاں پھیلائے طلب کر رہے ہیں۔ اللہ کرے ہمیں بھی ہماری زندگی میں یہ خوبیاں نصیب
ہو جائیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہماری زندگی اچھی فرمائے۔ ظاہر بھی باطن بھی۔ الحمد حسن عطا فرمائے جو اللہ کریم
کی بارگاہ میں پسندیدہ ہے۔ الحمد حسن مصطفیٰ صلى الله عليه وسلم ہے۔

اتوار
۲۰۱۶ - ۴ - ۲۴
۱۴۳۷ - ۷ - ۱۷
PM ۴۰ - ۴۳ - ۷

Date: ______

بقیہ نمبر ——— رب نے ڈیوٹی لگائی ہے کہ جس کسی نے بکواس کی منہ توڑ دو۔ تم کیا ہو۔ مجددی ہو۔ نقشبندی
ہو۔ تم سہروردی ہو۔ تم رضوی ہو۔ وہ لنگر حضور کا کھاتے۔ جو پہرہ اس حضور کی عظمت پر پہرہ دیتے ہیں۔
اب رب کریم نے ایک اعلان فرمایا۔ یہ تو بکواس کرتا ہے۔ مولا حقیقت حال کیا ہے۔ فرمایا واللہ العزۃ ولرسولہ
——— یعلمون ——— خدا کی قسم ہے۔ مسجد نبوی شریف کا نمازی ہے۔ عبداللہ ابن ابی السلول ———
حضور علیہ السلام کے پیچھے پڑھ رہا ہے۔ اس سے تو انکو شک بات نہیں ہے۔ یہ تو اللہ فرماتا ہے منافق
نماز پڑھتا ——— سجدہ کرتا ہے ——— رکوع کرتا ہے اللہ اللہ کرتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے
یہ منافق ہے کہ نہ خدا ہے۔ اگر منکر ہوتا تو نماز کیوں پڑھتا۔ سجدہ کیوں کرتا۔ معلوم ہوتا ہے خدا کا منکر
نہیں ہے۔ منکر حضور کی شان کا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بدبخت ہیں کہ عزت کا مالک میں ہوں اللہ
اور میں نے ساری عزت اپنے رسول پاک کو عطا فرما دی ہے۔ اور میرے رسول پاک نے ان کو قابو کر کے بندوں کو
قید کر کے نہیں رکھا۔ وللمومنین۔ محبوب نے قیامت تک کے غلاموں کو عزت تقسیم فرما دی ہے۔ ہمیشہ
اولیاء کی عزت کی بات کرنا۔ قرآن کریم کا مزاج عالی ہے۔ ان کی عزت کی بات کرو۔ عرب
شریف کی سرزمین ہے۔ اور خدا کی قسم ہے عالم عرب کے مفتی۔ محدث مفسر علماء ارباب فضیلت
بھرا پڑا ہوا حرم کعبہ اور لوگ مسائل کا استفادہ کرتے ہیں۔ کہ ایک مسئلہ پیش ہو گیا۔ میرے آقا علیہ السلام
کی عظمت کا۔ وہ کیا۔ کہ نبی پاک کو اللہ کریم نے علم غیب عطا فرمایا ہے یا نہیں۔ قسم کھا کے
کہتا ہوں۔ کسی عالم ربانی سے یہ مسئلہ پیش نہیں کیا گیا وہاں۔ حرم کعبہ میں۔ کسی حنفی شافعی مالکی
حنبلی تمام بزرگوار ہیں۔ لیکن کسی کے سامنے سوال نہیں آیا۔ پھر وہ سوال کیا دنیا نے عرب میں مگر مسئلہ
میں علم غیب شریف نبی علیہ السلام کے متعلق سوال ہو تو جس کے سامنے ہوا اس کو احمد رضا بریلوی
کہتے ہیں۔ مولانا ظہیر احمد جہلمی لد عبدالعزیز صاحب درست ہے۔ کیونکہ دعوت کا مزاج ایک تھا۔
محکمہ جو ایک تھا۔ مزاج بھی ایک تھا ——— امام ربانی ہو یا امام احمد رضا ہو۔ مزاج بھی ایک ہے وہ
سرہندی شریف میں ہیں۔ یہ سرہند شریف میں ہیں۔ ابوبکر صدیق مدینہ عالیہ میں ہیں محکمہ جو
ایک ہے۔ مجال ہے کہ کسی نے ابوبکر صدیق کے سامنے کسی نے بکواس کی ہو اور آپ نے اس کو چھوڑ
دیا ہو۔ مجال ہے فاروق اعظم کے سامنے کسی نے آپ کے سامنے سر اونچا کیا ہو اور آپ نے اس
کو نیست و نابود نہ کیا ہو ——— مجال ہے کہ امام ربانی کے سامنے بدبخت مغلیہ خاندان کے بادشاہوں
نے بکواس کی ہو۔ اور امام ربانی نے جڑ سے پکڑ کے لتاڑا نہ ہو۔ مجال ہے کہ کوئی کانگریسی کھڑا

Date:

پوری دنیا کے سلطان سلیمان سے ڈرتے ہیں ۔ لیکن سلیمان سدرے اولیاء سے ڈرتے ہیں —
۔ روشنی لیکر لالٹین روشنی کی مثال اندھیرے — اندھیری کوٹھری شیشے کو اس زاویہ پر
اس طرح اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں کو صاف کیا ۔ جیسے کہ بشریت کا پردہ ۔ — اولیاء مظہر خدا ہیں
اولئک الذین امتحن اللہ قلوب — الایمان — کافر کا دل پلید ہے ۔ اندھیرے —
وہ سورج کو نہیں مانتا ۔ اس لئے وہاں اندھیرا ہے ۔ ابوجہل کا دل نہیں کھلتا ۔ اس نے کہا اس کو نہیں
مانتا — نبی کے دل کو چھپا دیا ۔ اسی لئے اس نے مان لیا — علی ابن عثمان ولی ۔ اجمیری —
ہجویری کا محلہ — جو موتی آیا اس کی شان — ۱۳ جگہ پر داتا علی — اپنا نام کہا ہے
امام شعرانی کی کتاب ہے ۔ الیواقیت والجواہر میں اولیاء کے اوصاف بیان ہوئے ہیں — دیکھئے
میں انسان ہیں ۔ ان کے چہرے پر اللہ کا نور ہے — ق — داتا علی ہجویری کے قدموں کا صدقہ
ہر طرف سے دنیا چلی آ رہی ہے — خواجہ اجمیری نے داتا صاحب کے دربار پر حاضری ۔
کافی تو ہیں — لیکن اصل تو میرے بندے ولی ہیں — حضرت داتا علی ہجویری کا دین کے
علمبردار بن کے آئے — اسلام ہماری دولت ہے ۔ اپنے گھر والوں کو — مسلمان بناؤ ۔
کامیابیاں سعادت ہیں ۔ ابو حنیفہ کا نقصان ہوئے گا — ہم نے لڈو دریا کو خیرات
کر دیا — ہماری نشست و برخاست بھی مسلمان ہو —

۲۹ — ۴ — ۲۰۱۹ منگل
۱۹ — ۷ — ۱۴۳۷
۸ — ۱۳ — ۲۱ pm

Date:

حفاظت ہوتی ہے۔ افسوس ہے۔ کہ آج تک یہ شعور نہیں آسکا۔ کہ اس حقیقت کو دل کی
لوح پر نقل کریں۔ واللہ باللہ ثم تاللہ — حضور علیہ السلام کے ذکر سے شیطان
میں کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ان کے ذکر سے خطرے ٹل جاتے ہیں۔ ایک حدیث
شریف کا اشارہ کتابوں کے حوالوں کی ضرورت علماء جانتے ہیں۔ سبق سنانے
کے لئے میں عرض کر دیتا ہوں۔ میرے عالم سید محترم حضور کے صحابہ تشریف فرما ہیں۔ جناب
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آپ کا پاؤں سن ہو گیا۔ امام بخاری — بہت پریشان ہوئے۔ فرمایا
پاؤں یا سن ہو گیا ہے۔ اذکر احب الناس الیک۔ اس کا مفہوم ہے اپنے ذوق کے مطابق
ہے۔ ابن عمر اپنے دل کی طرف دھیان کریں۔ اس دل پر جس کے پیار کی حکمرانی ہے اسی کو
یاد کریں۔ یہ ابن عمر ٹھیک ہو جائے گا۔ اذکر محمداً نہیں کہا۔ اذکر رسولک نہیں
کہا ہے — جس سے سب سے زیادہ محبت ہے اس کا ذکر کریں۔ فقال یا محمداہ۔
ابن عمر کی زبان پر فوراً ہی آقا و مولا علیہ السلام کا نام آیا۔ لیکن صرف نام نہیں بلکہ —
حکیم کے نسخے کے مطابق فائدہ ہوتا ہے۔ اگر مریض مقدار میں غلطی کرتا — معلوم ہوا
بہترین ذکر یا رسول اللہ کا ہے۔ اگر مسافر کی گٹھڑی میں چھپا ہوا سوئی ہو سکتا ہے۔ جو
محبوب کے قدم کتنے جواہر اگتے ہوں گے۔ جو خدا نے فرمائے محمد مصطفیٰ نے فرمائے۔
علاج تجویز کرنے والے نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف خدا سے یاد کریں — فرمایا
انہوں نے کہا نہیں کہ جناب میں نے تو صرف یاد کرنے کو کہا تھا۔ آپ نے یا محمداہ کیوں کہا۔
صرف محمد نہیں۔ معلوم ہوتا ہے ان کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ تب ہی شفا ہو گی جب
صرف خدا کے ساتھ پکارا جائے گا۔ یا محمداہ۔ اور خدا جانتا ہے۔ ادھر حضور کا
ذکر آیا۔ ادھر پاؤں ٹھیک ہو گیا — یہ آبادی اور بربادی کا ہے، یہ صحت اور
بیماری کا ہے — ان کو سوچنا چاہیے۔ یہ مہمان کا ذکر رسول ہو رہا ہے، برکت ہے
یہاں حصول کیلئے بسم اللہ کی رحمتوں کی تقسیم ہو رہی ہے — کیونکہ یہ کائنات کو
آباد کرنے کے لئے آئے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم — اخوانا
— میں نے سبحان اللہ کہنے کی پابندی نہیں رکھی — لیکن اگر مجبور کرے۔ تو پھر سبحان اللہ
اس ذوق سے لکھ کر میرا بھی ذوق آپ کے ذوق کے صدقے بیدار ہو جائے۔
اگر آپ سبحان اللہ کہتے ہیں۔ تو پھر سن لیں۔ معراج کا سفر اتنا عظیم سفر

Date:

کہ کیا کہتے ہیں ۔ اگر صبح ہو تو سبحان اللہ کہنا ۔ چنانچہ ہم کھڑے رہتے ہیں ۔ ہم سنتے رہتے ہیں ۔ اچھی بات
ہو تو ہم سبحان اللہ کہہ دیتے ہیں ۔ لیکن رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ کہتے ہیں سبحان کہنے کی کیا ضرورت ہے ۔ کیونکہ
میں تو پہلے ہی کہوں گا اس لئے میں تو پہلے ہی کہوں گا ۔ مصطفیٰ کی شان کا بیان کروں گا ۔ میں تو جب
کہوں گا ذکر مصطفیٰ ہوگا ۔ بتاؤ ؟ رب نے محبوب کا عیب کہاں بیان کیا ہے ۔ جب خدا عیب بیان نہیں
کرتا ۔ آج کا کون بکواس کرے ۔ خالق حبیب محبوب کی صفت کرتا ہے ۔ تو ہم کو بھی ذکر محبوب
کرنا پڑے گا ۔ اللہ کو جب ہم کرنا ہے محبوب محبوب کی تعریف ہی فرماتا ہے ۔ اس نقطہ میں کتنا
سی بحث کریں سبحان الذی ۔ ___ پاک ہے وہ ذات جس نے نوجوان لے بزرگوار ہے
توجہ فرمائیں گے ۔ یہی تو ہماری متاع بے بہا ہے ۔ یہی تو ہمارا ایمان ہے ۔ یہ ہی ہمارا عرفان ہے ۔ خدا
جانتا ہے ۔ دنیا کی کتابیں تو چھن سکتی ہیں ۔ لیکن خدا کا قرآن کوئی نہیں چھین سکتا ۔ قرآن
میں ذکر مصطفیٰ پائندہ و سلامت ہے ___ فرماتا ہے سبحان الذی ___ سواری کا
تقاضا ۔ مہم کا تقاضا عرف کا تقاضا ہے ۔ کہ جس کا حسن ہو ۔ ذکر اس کا ہوتا ہے ۔
دولہا کیسا حسین ہے ۔ اس کو سہرا کیسے سجتا ہے ۔ اس کا لباس کیسا عظیم ہے ۔ اس
کی سواری کس قدر عظیم ہے ۔ اس کی ہیئت کس قدر جاذب ہے ۔ بارات سرکار کی
جا رہی ہے ۔ رب فرماتا ہے سبحان الذی ___ میں پاک ہوں ۔ محبوب کو براق پر رونق افروز کر
کے عزت و سعادت سیادت رسالت و محبوبیت سجا کے جب محبوب کی سواری
چلی ۔ سبحان الذی ___ جس نے یہ محبوب بنایا ۔ میں نے اس لئے محبوب بنایا ہے ۔
اس لئے حسین بنایا ۔ ہے جمیل ___ وہ خدا بڑا حسین ہے ۔ ہر عیب سے پاک ہے ۔
شہر اقبال میں رہنے والو ۔ جب ہم آپ بات کرتے ہیں ۔ تو آپ کہتے ہیں کہ ہم شہر
اقبال کے باسی ہیں ۔ اقبال کو دنیا جانتی ہے ۔ اقبال کے کہنے کو اپنے بیگانے تسلیم
کرتے ہیں ۔ اقبال مفکر تھے ۔ مفکر آپ بھی ہوں گے ۔ اقبال تو پروفیسر تھے ۔ پروفیسر آپ بھی
ہوں گے ۔ اقبال ڈاکٹر تھے ۔ ڈاکٹر آپ بھی ہوں گے ۔ وہ سیاست دان تھے ۔ سیاست دان
آپ بھی ہوں گے ۔ وہ ماہر تعلیم تھے ۔ ماہر تعلیم آپ بھی ہوں گے ۔ وہ مبصر تھے ۔ مبصر آپ بھی ہوں گے ۔
لیکن اقبال کے قدموں کی دھول کو نہیں پہنچتے ۔ اس لئے اقبال مبصر ہے ۔ جو عنبروں کو اسم
کے رنگ میں سما دیتے ہیں ۔ اس نے کبھی عنبر کا لوہا نہیں مانا ۔ ___ قرآن سے دین نہیں

22 576

Date:

سمجھ آتا تھا۔ وہی محمد مصطفیٰ کی اداؤں سے سمجھ آتا ہے۔

بچے کو گولڈ میڈلسٹ ملا۔ کہنے والے کہتے ہیں استاد بڑا عظیم تھا کہ بچے نے گولڈ میڈلسٹ حاصل کیا۔ اور وہی تو استاد ہیں جن کا شاگرد اتنا اعلیٰ ہے۔ استاد کی عظمت شاگرد کی سعادت سے معلوم ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ استاد کی برکت سے شاگرد کو عظمت ملتی ہے لیکن شاگرد بہت لائق ہو۔ تو اس کا نام لے کر لوگ اس کے استاد محترم کی عظمت تک سعادت کو بیان کرتے ہیں۔ خواہ جو بھی ہو۔ ناقص تعمیر لائق معمار کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ناقص عمارت معمار کے حسنِ تعمیر کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ نالائق طالب علم اپنے استاد کی برتری کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ اور جس مریض کی بیماری کلینک سے نکلے۔ وہ اس طبیب ڈاکٹر کی اس کے فن اور پیشے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ دلیل وہ بنے گا۔ جو آخری سانس لینے والا ہو گیا۔ اللہ کے حکم سے ڈاکٹر اور طبیب نے علاج کیا۔ وہ وہاں سے صحت یاب ہو کر جا رہا ہے۔ لوگ کہیں گے یہ بڑا عظیم ڈاکٹر ہے۔ اس نے مریض کا علاج کیا۔ وہ بچ گیا۔ یہ بڑا عظیم استاد ہے یہ شاگرد بڑا عظیم ہے۔ رب تو رب ہے۔ میں عیب سے بے عیب ہوں۔ دنیا میں عیوب موازنے کی بات سمجھ نہیں آتا ہے۔ جس کا محبوب ... کرنے والا اتنا عظیم ہے وہ خدا کے سبحان ہونے کی دلیل ہے جو رب کی سبحانیت کی دلیل ہو گا بھلا اس میں کوئی عیب ہو سکتا ہے

عیب والا بے عیب کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ بے خدائی کبریائی کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ الحمد آقا کی قدموں کی دھول انبیاء کے سر کا تاج ہے۔

(B)

میرا کالم ختم کرنا ... بعد اب میں اس نقطے پر پہنچ گیا ہوں کہ آپ سے کچھ بات کروں۔ آپ بڑے سعادت مند ہیں۔ آپ اپنی باتوں کو چھوڑ کر میرے کارِ حسن کی باتوں کو سماعت فرمائیں۔ سننے والا بڑی محبت سے ... ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم ـــــ یہ رسل علیہم السلام ہیں ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ـــ (۱) دوسری آیت کریمہ۔ ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض۔ زبور ا ـــ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے مشہور ہے۔ ہم نے انبیاء علیہم السلام کو بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ـــ یہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔ مسئلہ یہ ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت بخشی ہے۔ محترم یہ تو تھا اس کا معنی۔ اب اس کا جو بالواسطہ مطلب نکلتا ہے۔ وہ ... ہے۔ ... جو یہ فرمایا کہ بعض کو بعض پر فضیلت

Date:

بخشی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب ہارون علیہ السلام پر، یوشع نون پر فضیلت ——
جناب عیسیٰ علیہ السلام کو بعض انبیاء پر فضیلت بخشی ہے۔ اب اہم سوال یہ ہے کہ اللہ جس نبی کو
کہتا ہے۔ وہ اہم اس کا مقابلے میں علم میں کم ہی ہے۔ یا پھر یہ سمجھ کہ اہم ہے۔ یا اس سے افضل ہے۔
یا جو اس سے کم ہے یہ بھی ٹھیک ہے۔ لیکن خدا نبیوں کے متعلق یہ نہیں سننا چاہتا۔
ہم نہ کہیں کہ فلاں نبی فلاں سے کم ہے۔ یا یوں کہیں۔ فلاں نبی فلاں نبی سے افضل ہے۔ یعنی
نبی کی فضیلت کی بات کرو۔ یہ مت کہو کہ فلاں کا درجہ کم ہے۔ بلکہ یہ کہو کہ فلاں کا درجہ بہت
اونچا ہے۔ مثلاً ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ جناب داؤد علیہ السلام کا مرتبہ سلیمان علیہ السلام سے
افضل ہے۔ جناب زکریا علیہ السلام کا درجہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے افضل ہے۔ ہم یوں کہہ سکتے
ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا درجہ یوسف علیہ السلام سے مرتبہ اونچا ہے۔
تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام سے فلاں فلاں کم ہے۔ کیونکہ معنی اگرچہ لغوی اعتبار
سے ایک ہی ہے۔ لیکن فلاں نبی کا درجہ کم ہے یہ کہنا خدا برداشت نہیں کرتا۔
ایک حکایت پڑھی ہے۔ ایک بادشاہ کو خواب آیا۔ کہ اس کی بتیسی نکل کر گر پڑی ہے۔ اس نے اپنے
ملک کے نجومی سب بلا لیے کہ مجھے خواب آیا ہے۔ اس کی تعبیر کرو۔ ایک نے تعبیر بتائی۔ کہتا ہے بادشاہ
تیری زندگی میں تیرا سارا قبیلہ ہی مر جائے گا۔ تیرا گھر خالی ہو جائے گا۔ اس نے کہا اس کو پھانسی
دو بخشش کو۔ میرے گھر کو برباد کر رہا ہے۔ کہتا ہے اور کوئی —— اس نے کہا بادشاہ کو
مبارک ہو۔ کہ آپ کی عمر شریف سارے قبیلے کی عمروں سے زیادہ ہے۔ اس نے کہا اس کو انعام
دے دو۔ فرق ہے کہ نہیں۔ فرق صرف اتنا تھا۔ پہلے نے جو بات کہی اس میں گستاخی نظر
میں آ گئی۔ دوسرے نے بات میں گستاخی ہونے نہیں دی۔
اللہ تعالیٰ یہ نہیں سننا چاہتا کہ فلاں نبی فلاں سے کم ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ یوں کہو۔
کہ فلاں کا مرتبہ افضل ہے۔ برتر ہے۔ اعلیٰ ہے۔ اور جب باقیوں کی فضیلت کے بغیر
بات نہیں سنتا۔ تو نبی جب کی بات فضیلت کے بغیر کیسے سنے گا۔
فضیلت۔ یعنی جب بھی بات کرو۔ فضیلت کی بات کرو۔ اہلبیت کے بغیر باقی لوگ ان کا نام
عقل کی ترازو سے تولتے ہیں انبیاء کی شان۔ یہ حوالہ —— اور کہتے ہیں یہ اتنا ہے ——
جو نہ مانیں۔ لیکن —— معلوم ہوا کہ نبی جس کا ہے۔ پاگل نہیں ہے۔ اس ترازو میں ان کا علم
نہیں کی جا سکتی۔ فضیلت کی بات کرتا ہے تو قرآن پاک کے حوالے سے۔ نبی کی بات کرتا ہے تو

Date:

قرآن پاک سے پوچھو۔ رسول کی شان بولنا چاہتا ہے تو متکلم وہ انتشار کریں جو قرآن کریم نے بیان فرمایا
ہے کہ اور بعض رسل بعض سے افضل ہیں۔ اب ہم تجسس میں آ گئے۔ کچھ وضاحت ہو جائے۔
دنیا میں کام کرنے کی مختلف چیزیں ہیں مولا تیری بارگاہ میں کیا مقام ہے جب تو فرماتا ہے کہ بعض کو بعض
پر فضیلت دی ہے۔ منہم من کلم اللہ۔ ان میں سے وہ رسول پاک بنا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ
نے جبرائیل علیہ السلام کے واسطے کے بغیر کلام فرمائی ہے۔ اللہ نے براہ راست ان کے ساتھ کلام فرمائی۔ وہ
کون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام۔ نص قطعی ہے — وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ میں نے یہ بات اس لئے عرض کی ہے
کلام کرنے کے کچھ تقاضے ہیں۔ میری محفل میں ایک شخص آتا ہے۔ محفل کچہری لگاتا ہے
افسر ہو۔ کسی علاقے کا سربراہ ہو۔ وہ بات کرتا ہے۔ بڑے بڑے عمائدین بیٹھے ہیں سرمایہ دار وڈیرے
تاجر۔ لیکن وہ کسی سے بات نہیں کرتا۔ اور ایک پیچھے بیٹھا آدمی پرانے کپڑوں والا بے شک میلا ہو جب
اس کو دیکھا تو اس کو بلا لیا۔ اس سے سلام بھی کیا۔ مزاج بھی پوچھا۔ آپ کیا جائزہ لیں گے کہ اس
نے صرف اس سے بات کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کوئی ساتھی ہے۔ وہ کہیں گے کہ اس نے
ہماری طرف تو اس نے آنکھ بھر کے نہیں دیکھا۔ اس نے اس آدمی کو بلا لیا ہے۔ محبت سے بات بھی کی ہے۔
معلوم ہوتا ہے اس کی آپس کی انڈرسٹینڈنگ ہے۔ آپس میں تعلق ہے۔ وہ تعلق محبت کی بنا پر ہے۔
— یہ میرا اور آپ کا تعلق ہے باتیں بھی ہو رہی قرآن کریم کے حوالے سے ہے — اگر ایک آدمی کے
— اللہ تعالیٰ نے جس کے ساتھ کلام فرمائی — موسیٰ علیہ السلام نے جو کہا رب نے مان لیا۔
عجیب بات ہے۔ رابطہ بھی ہو۔ تعلق بھی ہو۔ پھر کہے کہ نہیں مانتا — بات اس وقت کی مانی ہے
جب محبت ہو۔ شناسائی ہو۔ جب وہ عرض کرے تو مان لے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جو عرض کی رب
نے مان لی۔ یہ قرآن کریم نے کہا ہے۔ اذھب الی فرعون انہ طغی — آپ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس
جائیے۔ اس نے سرکشی کی ہے۔ جو آپ کا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر میں ڈی ای او اور تحصیل لیول
میں۔ محکمہ ہیلتھ کے افسرات — وہ بیماریوں کا علاج کریں گے۔ محکمہ تعلیم ایک شخص کو بھیجا
ہے جو کہ یہ تعلیم دے سکتا ہے — جاہل جاہل ہے۔ پڑھا لکھا عالم ہے۔ جو بیمار ہے علاقے کا علم
صحت مند ہے۔ خدا کے لئے فرعون کے پاس جائیے۔ وہ سرکش ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ فرعون کے پاس جو طاقت
تھی وہ سرکشی کی — رب نے موسیٰ علیہ السلام کو اس کی گردن توڑنے کی طاقت دے کر بھیجا ہے۔ اگر دوسرا
لوگوں کس طرح ہے۔ کہاں موسیٰ علیہ السلام کہاں فرعون کی حکومت۔ معلوم ہوتا ہے رب نے موسیٰ علیہ السلام
کو نوازا — اور موسیٰ علیہ السلام فوراً پیش چلے گئے۔ عرض کی مولا میں اکیلا جاتا ہوں ہارون پہلے ہی

Date:

بیٹھے ہیں ۔ کوئی جیا بھی کا ایک ایک رشتہ اتنا عظیم ہے ۔ ہر ایک سے بڑا جھک جھک کر سلام کرتا ہے ۔
مولا یہ نہیں ہو سکتا ہے پر یہ حل ہے بات ۔ نہیں [illegible] وہ ہر جیبی میرے گھر والوں میں سے ہو ۔ اور میرا قبیلہ بھی بیک
ہے ۔ ہمارے ۔ ہمارا ہو ۔ میرے قبیلے کے لوگ بھی کئی ہوں گے ۔ ابھی میرا بھائی ۔ سیالکوٹ والوں کا [illegible]
بھائیوں سے زیادہ نہیں کیا کرے ۔ جناب کلیم نے تو اپنے ماں جائے بھائی کے لئے ثبوت مانگا ہے
اور آج کل کیا ہے حقیقی بھائی دست و گریباں ہو رہے ہیں ۔ یہ نفس ثبوت کا نہیں ہے کہ اپنے کو اپنی
کو اپنے ماں جائے بھائی کے لئے مانگ کر ثبوت لیتا ہے کہ میرا کام کو مضبوط کر دے ۔ اور میری مشکل میں شریک
فی امری ۔ کاروبار نبوت میں میرا ساتھی بنا دے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ اے موسیٰ جو تو نے مانگا ہم نے عطا کر دیا
ہے کہ نو مطالبے ۔ ورنہ کسی نے نہیں دیا ۔ ہمارے کلیم میں نے تو ایک آدھ کر دیا تھا ۔ تو نے ۹ مطالبے کر دیئے ۔ یہ کیا
دستور ہوا ۔ چلو ایک سے بڑا ایک سہی ۔ تو نے ایک کے بجائے ۹ پیش کر دیئے ۔ میں بے نیاز نہیں مانتا ۔
کہ ۔ جو مانگا وہی عطا کر دیا ۔ یہاں علمائے کرام کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ آٹھ [illegible] میں
جو بھی تو مانگے میں وہ عطا کر دوں گا ۔ (مانا یا نہیں مانا) لاکھوں کو اللہ [illegible] کسی سے بات نہیں کرتا ۔
کلیم علیہ السلام کو وادی ایمن میں مکرم کرتا ہے

بیٹھ جلد ان لوگوں کا قول بدتر ہے ۔ [illegible] یہ کہ جو کہتے ہیں نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا ۔ اصل بات یہ ہے
کہ ہوتا وہی ہے جو نبی چاہتا ہے ۔ اسی لئے تو موسیٰ کی مولا ہر ایک درخواست ہے ۔ قبول ہوتی ہے ___
تو یہ ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ورفع بعضہم درجٰت ___ زیادہ بڑے بلندوں صرف تکلیم تک نہ
رہ جانا ۔ ایک وہ بھی ہے ۔ جس کو میں نے سارے رسولوں سے بے شمار درجات عطا فرمائے ۔ جس کو بے
شمار درجوں بلند کر دیا ۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے ۔

بعضہم درجٰت ۔ جس کو رب درجہ دے ۔ کوئی چھین نہیں سکتا ۔ یہ دنیا والے ہیں جو بت ابھی کر دیتا
___ زیادہ جب میں کسی کو نعمت دیتا ہوں تو چھینتا نہیں ہوں حتیٰ کہ وہ کچھ غلطی کر لے ۔
اور ایک وہ ہے جس کو اللہ نے ___ اونچا کیا ۔ کتنے درجے اونچا کیا ہے اس پر بحث ہے ۔ درجٰت
یہ جمع ۔ اس کا مفرد ہے درجہ ۔ فارسی ، اردو ۔ انگریزی ، پنجابی ۔ ان چار زبانوں میں دو ہی
درجے ہیں واحد ۔ جمع ۔ ان کے واحد و جمع کے درمیان کوئی مرتبہ نہیں ہے ۔ لیکن عربی والوں
نے کمال کیا ہے ۔ فرماتے ہیں ۔ ایک واحد ہے ۔ دو تثنیہ ہے ۔ تین جمع ہے ۔ عربی کی جمع شروع
سے شروع ہو کر [illegible] ہے اور تو [illegible] زبان میں ہے ۔ اور جنتیوں کی زبان عربی ___
اشارہ کر دوں ۔ اس کو پڑھنے سے کیا ملے گا ۔ انا انزلناہ قرآنا عربیا ___ لعلکم

27 581

Date: سیکھو

آپ کے ذہن میں ذرا نہیں آیا۔ ذرا نیند میں اضافہ ہو گیا ہے ——
محفل میں بیٹھ کر سونا حق ہے تو آپ یہ حق ہمیں کیوں نہیں دیتے —— اللہ کی بارگاہ کا
اس کا احترام آتا ہے۔ دوستو۔ مصطفے پہ آنا سیکھو۔ اہل اللہ کی غلامی میں بیٹھنا سیکھو —— قرآن کو عربی
میں اتارا۔ کہیں سے بھی عربی کی آواز آتی ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ وہ ملفوظ بنا سنائی۔ اور لفظ کی
درستگی بھی کروں۔ اگر اردو بولنا چاہتے ہو تو قرآن پڑھو۔ قرآن پڑھنے سے جو قرآن پاک کی زبان
جانتا ہے۔ وہ کبھی غلطی نہیں کر سکتا۔ اللہ فرماتا ہے۔ قرآن کو عربی اتارا۔ لعلکم تعقلون۔ اس کا
ترجمہ میں اپنے ذوق کا کروں گا۔ تاکہ تمہیں عقل آ جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عقل قرآن سے ملتی ہے۔
(C) جس نے قرآن شریف نہیں پڑھا۔ وہ بے عقل ہے بے شعور ہے
قرآن کو عربی میں کیوں اتارا ہے۔ اس لیے کہ یہ عربی کی زبان سے نکلتا ہے۔ ہمارا کام جو ہے آقا کی اداؤں
سے ہے وہ افضل آتا ہے۔ جمع کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہے جمع قلت۔ جمع کثرت۔ جمع قلت تین
سے شروع ہوتی ہے۔ ۹ پہ ختم۔ اور جمع کثرت تین سے شروع ہوتی ہے ۹ سے آگے دس۔
بیس۔ سو بھی جمع۔ ہزار بھی —— آخر تک کثرت بھی جمع۔ مطلب یہ ہے کہ کثرت
کی کوئی حد نہیں ہے۔ ورفعنا بعضهم درجت —— میں نے محبوب کو اتنا اونچا کیا۔ کہ جہاں مقام
مصطفیٰ کی گنتی ہی نہیں ہے۔ جمع کثرت میں درجات ہیں وہ بے شمار —— درجات کی کوئی
حد نہیں تو محبوب کے فضائل کی کیا حد ہو گی۔ محبوب کو بڑا اونچا کیا۔ یہ جمع کثرت ہے اس
کی کوئی حد نہیں۔ جب رب یہ صیغہ بولتا ہے تو لوگ ان کے
جو وہ کمال ~~جس میں~~ حسن حضور ہے۔ —— یہاں یہ شمع ہے کہ دعوان نہیں۔
میں اگر یہ عرض کروں۔ کہ جامع مسجد —— کے صحن میں غلاظت نہیں ہے۔ بات تو سچی
ہے لیکن معیاری نہیں ہے۔ کیونکہ مسجدوں کے صحن میں غلاظت ہو سکتی ہے۔ میں یہ کہوں کہ گلاب
کے پھول میں بدبو نہیں ہے۔ بات تو سچی ہے لیکن معیاری نہیں۔ کیونکہ گلاب کے پھول میں بدبو
ہو سکتی ہے۔ کہ سورج میں جو دھوپ ہے چاند میں تاریکی نہیں۔ بات تو سچی ہے۔ چودھویں کے چاند
میں اندھیرا ہو سکتا ہے۔ حضرت اعلیٰ نے یہاں فرمایا ہے۔ کہ حضور کے کمال میں نقص نہیں بلکہ بنوں
میں نقص ہو سکتا ہے۔ مسجد کے صحن میں غلاظت ہو سکتی ہے اور گلاب کے پھول میں بدبو ہو سکتی
ہے۔ چودھویں کے چاند میں تاریکی ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ کے کمالات میں عیب ہو سکتا ہے ——
سونا۔ کہ کرامت ہے کہ عیب —— جیسا محبوب کو اللہ پاک محبوب ہوئے ہوتے۔ جبرائیل کو

Date:

اسرافیل تو بھی آجا۔ عزرائیل تو بھی آجا۔ جنت سجا دو۔ جہنم بند کر دو۔ سب آسمانوں کو سجا دو عرش سجا
دو۔ قدسی ساتھ لے لو۔ اور جاؤ میرے مصطفیٰ کی بارگاہ میں۔ اور ان کو براق محبت کے انداز میں سوار کر کے لے
آؤ۔ اور قدسی جب وہاں پہنچے تو محبوب کا دروازہ بھی بند تھا۔ اور محبوب بھی محو استراحت ہیں۔ میرے سرکار آرام
فرما رہے ہیں۔ معاذ اللہ یہ جبرائیل پر اعتراض نہیں ہے مثال ہے کہ کوئی کھڑکا دیتا۔ کہ فرشتے اتنے ڈیوٹیوں والے آگئے ہیں
جن کو لے جانا ہے وہ آرام کر رہے ہیں۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی فرشتے نے اعتراض کیا ہو تو میرے علم میں اضافہ کرو
فرشتوں نے کہا۔ یا اللہ ہم بھی تیرے محبوب کا پیار رکھتے ہیں۔ مولا ہم بھی تیرے محبوب کا حسن دیکھنے
کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ ؟ کمال حسن حضور ہے کہ ورفع بعضهم درجت — حضور کو رب
نے درجات عطا فرمائے۔
کوشش کرو کشف الاسرار نکالو۔ کوشش کرو روح المعانی نکالو۔ جلال الدین والملت کی
کوشش تفسیر اٹھاؤ۔ درجوں کی حد نہیں ہے۔ تو درجوں والوں کی بھی کوئی حد نہیں ہے
اس کی دلیل میں ایک اور بات عرض کر دوں۔ کئی لوگ معراج شریف پہ بڑی نکتہ چینی کرتے
اگر خود اٹھائی تھی قدس پاس ہوئے ہو۔ رسول اللہ کے علم کو تولنا۔ یہ غلط بات ہے —
یہ بے حیاؤں کا کام ہے۔ لوگ بد بخت بد بخت بول کر بے حیا ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ کا علم۔
اللہ فرماتا ہے قل رب زدنی علما — یا اللہ آپ میری بارگاہ میں دعا مانگیں۔ کہ رب بھی دعا کے
لفظ بھی خود عطا فرماتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام خود لفظ پیش کرتے ہیں۔ محبوب بولتا نہیں رب
سکھاتا ہے دعا کر کے — کچھ تو فرق ہے۔ وہ کلیم ہیں ان پہ کروڑوں سلام۔ یہ حبیب ہیں ان
پہ کروڑوں سلام۔ کلیم وہ ہے جو اپنے لفظوں میں دعا کرے۔ حبیب وہ ہے جس کو لفظ خود رب عطا
کرے۔ قل رب زدنی علما۔ یا رسول اللہ آپ یوں عرض کریں میری بارگاہ میں۔ میرا علم زیادہ
فرما۔ مثال جگ اور پانی ڈالنے کا کھڑا ہے تو پھر اور ڈالنا پڑے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے
کہ پہلے حضور کو کوئی علم ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ پہلے حضور کا علم کتنا ہے۔ جس پر رب نے فرمایا محبوب کہو۔
مثال۔ اگر کوئی بی اے ہے تو وہ کہے گا کہ میں ایم اے ہو جاؤں میرا علم زیادہ ہو جائے — تو اللہ
محبوب کو فرماتا ہے کہ محبوب تو فرما دے اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما۔ ایک دو دن گھوم گئے
باقی مر جائیں گے — کوئی نہیں بتا سکتا کہ محبوب کا علم کہاں تک ہے — جس کے علم کی ابتداء
کا کوئی پتہ نہیں۔ اس کے علم کی انتہا کا کوئی علم نہیں۔ کیا سرکار نے دعا مانگی — جب
سرکار نے دعا مانگی تو رب نے مان لی یا نا مانی — کیونکہ اگر مانگا نہیں ہے تو دیتا کیوں ہے

Date:

معلوم ہوتا ہے اس نے مانا ہے ۔ حضور نے دعا کی رب نے قبول فرمالی ۔ اور علم زیادہ کر دیا۔ کتنا زیادہ
ہو گیا بتاؤ ـــ نہ ابتداء بتاتے ہیں نا رب زدنی کے بعد اضافہ بتاتے ہیں ۔ بتاؤ سرکار نے ساری
زندگی میں کتنی مرتبہ دعا مانگی ہے (۱) یہ بتاؤ کہ سرکار کو علم کتنا تھا ـــ اضافہ کتنا ہے۔ کتنی مرتبہ
دعا مانگی ۔ پاگلو نہ ادھر جانتے ہو نہ ادھر جانتے ہو ـــ علم مصطفیٰ کو مصطفیٰ جانے یا مصطفیٰ کا خدا
جانے۔ نہ ان کے درجوں کی حد ہے نہ ان کے علم کی حد ہے۔ وہ خدا ہے اور یا مصطفیٰ ہیں کہ
وہ جانے اور یہ جانے ـــ ورفع بعضهم درجٰت ـــ ایک وہ محبوب پاک ہے۔ جن کو رب نے درجوں
اونچا فرما دیا ۔ معراج شریف کی رات ہے ۔ میرے آقا و مولا در دولت پہ جلوہ گر ہیں ۔ محو استراحت
ہیں ۔ ان کی استراحت بھی میری نیند نہیں ۔ حدیث پاک عرض کرتا ہوں ۔ صدیق اکبر نے
فرماتے ہیں ۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں اگر نماز کا وقت ہو جائے ۔ آدمی سویا ہوا ہو ـــ
میں بزرگوں سے عرض کرتا ہوں کہ بچوں کو جگایا کریں نماز کے لیے سوئے نہیں جاگیں ان کی قسمت بھی
جاگ اٹھے گی ۔ ـــ لیکن صحابہ کرام فرماتے ہیں ۔ اگر سرکار محو استراحت ہوتے تو خدا کی قسم
ہم نے کبھی جگانے کی جرأت نہیں کی۔ کیوں کہ نذیری کا تفوق فیہ ۔ ہمیں نہیں معلوم محبوب اپنے
استراحت میں کہاں تشریف فرما ہیں۔

میرے آقا علیہ السلام محو استراحت ہیں ۔ ملائکہ تشریف فرما ہیں ۔ ـــ دستک دی ـــ
آواز نہ دی ۔ کنڈا انہیں کھٹکھٹایا ۔ آئے لینے کے لیے ۔ اور میں یہی سمجھ پایا ہوں ۔ کہ انہیں حکم
دیا تھا ۔ دروازے پہ جا کے کھڑے ہو جاؤ ۔ کیوں ۔ آرام فرمانے والا آرام فرما رہا ہے، وہ بے خبر
نہیں ہے ، وہ تمہاری اور عام لوگوں کی طرح غافل نہیں ہے ۔ تم جا کے دروازے پہ کھڑے ہو جاؤ ۔
میں عرض کرتا ہوں اس سرکار کی معراج کیا ہے بس ساری کائنات کو معراج ہو رہی ہے ۔ ورفع بعضهم
رب کریم محبوب کو بہت درجوں اونچا کر دیا ہے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ موسیٰ
علیہ السلام سے جو کلام کی تھی ۔ اور حضور کو درجوں اونچا کر دیا ۔ تو سرکار سے بھی کلام فرمایا گا
تو درجہ بلند کیسے ہوا ـــ وہ بھی کلیم ہیں ۔ یہ بھی کلیم ہیں تو فوقیت کیسے ۔ اس کی کیا وجہ ہے
اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ جب موسیٰ ؑ سے کلام فرمایا ۔ تو درمیان میں پردہ حائل تھا ۔ موسیٰ کلام سنتے
ہیں ۔ کلام والا نظر نہیں آتا ۔ لیکن جب میرے محبوب علیہ السلام سے کلام فرمائی ۔ تو درمیان میں
حجاب نہیں رہے ۔ دیکھ بھی رہے ہیں سن بھی رہے ہیں ـــ
انہیں جو حبیب خدا ملا ۔ ان کا مرتبہ بہ بڑا ملا ۔ انہیں کیا دیا انہیں کیا ملا ـــ

Date:

بفضل اللہ تعالیٰ ——— ورفع بعضہم درجٰت ——— حضرت موسیٰ علیہ السلام مشرف معراج ہوئے۔
لیکن امت کا کوئی حصہ نہیں درمیان میں۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام بھی مشرف معراج میں لیکن ان کی امتوں کا
کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان رسل پر کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن میرے آقا کو معراج ہوئی۔ سرکار نے امت
کو ساتھ رکھا۔ حصہ شمولیت ہے ——— ہر حکم زمین پر اتارا ہے۔ لیکن نماز کے سجدے حضور
کو بالائے عرش بلا کے عطا فرمائے۔ پتہ چلا نماز شب معراج کا تحفہ ہے۔ (سبحان اللہ)
نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے عظیم تحفہ ہے۔ سرکار جب آسمانوں پر تشریف لے گئے
تھا۔ پہلے آسمان سے لیکر ساتویں آسمان تک سرکار نے تمام آسمانوں کا مشاہدہ فرمایا۔
انبیاء علیہم السلام کی ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ اور ملائکہ کی بھی ملاقاتیں ہوئی۔ فرمایا میں نے ایک جماعت
دیکھی۔ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہیں۔ تسبیحیں پڑھ رہے ہیں مجھے ان کا کھڑے ہونا بڑا پسند آیا۔ اللہ
والو مجھے ایک بات بتا دو۔ باپ کے سامنے بیٹا کھڑا ہوا اچھا لگتا ہے یا پڑا۔ استاد کے سامنے ——— اسی
بچے کی اچھائی کا کیا کہنا جو رب کے دربار میں کھڑا ہے۔ باپ کے سامنے بیٹا ادب سے کھڑا ہو تو چھا جائے
گا۔ اگر استاد کے سامنے شاگرد ادب سے کھڑا ہو۔ تو علم کی دولت لے کے جائے گا۔ اگر حضور کا امتی
خدا کے دربار میں کھڑا ہو گا۔ تو رحمت کے خزانے لوٹ کے جائے گا۔ ملائکہ ہاتھ باندھ کے کھڑے میں نے
آقا فرماتے ہیں مجھے بڑے اچھے معلوم ہوئے۔ دل میں خیال آیا۔ اگر اللہ تعالیٰ میری امت کو بھی اسی طرح کھڑے ہونے
کا موقعہ دے تو بڑی بات ہے کیونکہ بلایا تو اسی کو جاتا ہے اپنے گھر جس کے ساتھ پیار ہوتا ہو۔ دشمنوں
کو تو نہیں بلاتے۔ ملائکہ کی ایک جماعت دیکھی جو رکوع میں کھڑے ہیں۔ جبرائیل نے عرض کیا یا رسول
اللہ جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں۔ وہ قیام میں ہیں۔ یہ رکوع میں ہیں۔ ان کا قیام ختم نہیں ہوگا قیامت
تک ان کا رکوع ختم نہیں ہوگا۔ فرمایا مجھے ان کا جھکنا بھی پسند آیا۔ پھر میں نے فرشتوں کی جماعت دیکھی
تو سجدے میں ہیں مجھے ان کا سجدہ بھی پسند آیا۔ تشہد میں بیٹھنا بھی ——— دل میں بات آتی
رہی۔ جب بھی کوئی مقام دیکھتے ہیں۔ تو یاد امت آتی ہے۔ اور جب ہیں اللہ کے حضور پہنچے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا محبوب پاک آپ نے ہر مقام پر پہنچ کر میرے دربار میں میری بارگاہ میں التجا کی۔ جس طرح ملائکہ میرے
دربار میں کھڑے ہیں۔ امت بھی آپ کی کھڑی ہو۔ میں نے آپ کو امت کے لئے۔ نماز کا انعام عطا
فرما دیا۔ ان کی ایک رکعت میں فرشتوں کی ساری عبادتیں آجائیں گی۔ کیونکہ جو فرشتے قیام
میں کھڑے ہیں وہ رکوع سجدہ تشہد نہیں کرتے۔ جو رکوع میں ہیں وہ قیام سجدہ تشہد نہیں کرتے
جو سجدہ میں ہیں۔ وہ قیام رکوع تشہد میں نہیں ہیں۔ فرمایا محبوب جو ایک رکعت پڑھے گا۔

32 586

۹۶
۹۵ - فقیہ اعظم رح

Date:

ہمارے ونزلنا علیک الکتاب تبیانا ـــــ للمسلمین ؁ حضرت صاحب عرس فقیر رح کے منفرد فیوض و برکات تو لا تعد و لا تحصیٰ ہیں ـ لیکن جس کمال کو دیکھئے ـ نظر آتا ہے کہ حضرت ہی میں موجود ہے ـ پورے برصغیر میں لوگوں کو پریشانی لاحق رہی ہے اور رہے گی ـ کہ اذان کے ساتھ درود شریف کیوں ہوتا ہے ـ یہ حضرت کا ایک منفرد کمال ہے ـ کہ آپ نے حدیث شریف سے ثابت کر دکھایا کہ بلال پاک اذان سے پہلے درود شریف پڑھا کرتے تھے ـ اور یہ آپکا کمال ہے ـ اور جنہوں نے اس کمال کے نیچے بیٹھ کر گھنڈا سا یہ لیا ہو اور جھولیاں بھری ہوں ـ ان کا تو فرض بنتا ہے کہ وہ بازو لہرا کر دنیا کو للکار کر کہے کہ آؤ اگر تمہیں نہیں معلوم تو بصیرت والوں کے پاس بصیر لور میں آجاؤ وہ تمہیں بتائیں گے کہ الحمد للہ ـ ورنہ یہ بھی تو زمانہ کے حوادث میں سے ایک حادثہ ہے ـ کہ مسلمان کہلا کر پوچھا جائے ـ کہ اذان کے ساتھ درود شریف پڑھا جا سکے یا کہ نہیں ـ یہ بھی ایک حادثہ ہے ـ چلئے ہمارا اکابر دین نے کرمسدد سلسلہ جنہوں نے ایسے حوادث کو بھی چوٹی سے پکڑا ہے ـ اور الحمد للہ رب العالمین ـ اور ہمارے لئے اس قدر ایمانی مواد جمع کر دیا ہے ـ کہ جنہیں کچھ نہیں آتا تھا ـ اب وہ بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتے ہیں ـ آؤ تمہیں بتائیں ـ کہ درود شریف پڑھنا کس قدر عظیم ؐ نعمت ہے یہ مسئلہ اس لئے فقیر نے عرض کیا ہے ـ کہ کم از کم آپ کے سامنے مادر علمی میں بیٹھ کر تو یہ کہنا مجھے اچھا سا لگتا ہے ـ کہ محبت سے بلند آواز سے درود شریف پڑھو ـ درود شریف کو تو دنیا ہمیں طعنے دیتی ہے ـ اگر آپ چپ رہیں گے ـ تو یہاں کچھ اور ہی ہو جائے گا ـــــ درود شریف ـ

آفتاب علم و فضیلت جانشین فقیہ اعظم ـ محسن اہلسنت استاذ العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ مولانا محمد محب اللہ نوری قادری دامت برکاتہم العالیہ ـ ارباب فضیلت میرے لئے سعادت ہے ـ آجائے کہ بہر حال شفقت سے بلایا جاتا ہوں ـ اور رحمتاں برکتوں سے جھولیاں بھر کے لے جاتا ہوں ـــــ اور خدائے بزرگ و برتر کا احسان ہے ـ کہ ہمیں ان عظیم بندوں کی محبت عطا فرمائی ہے ـ کہ جنہیں فرش والے بھی عرش والے بھی عظیم کہتے ہیں ـ میرا فتویٰ ہو تو دیوار پہ دے مارو ـ اگر کسی مفتی صاحب کا فتویٰ ہو تو ممکن ہے کہ اختلاف ہو جائے ـ یہ تو فتویٰ اللہ کے رسول پاک کا ہے ـ اور رسول بھی وہ ہیں جن نے اپنی قوم

Date:

کے سامنے کھڑا ہو کر بھی میلاد مصطفیٰ کا خطبہ پڑھا ہے (رسول رسول ہیں سبحان اللہ)
اور ہم سارے رسل انبیاء علیہم السلام کو عقیدت کی جس سے سلام کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کا
سلام پڑھتے ہیں۔ لا نفرق بین احد — حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ۔
کلمۃ اللہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ مجھ سے پہلے فاضل دوست نے عزیز مکرم نے۔
منقبت سرکار علی سیدالاولیاء رشیدہ مجددہ — بڑے تسلسل اور روانی سے مسائل
تحقیق بیان فرمائے با حوالہ۔ جب حوالے آتے بھی کم ہیں۔ اور جو آپ نے کہیں نہیں دور کا
علماء کو ضرورت ہے نہیں۔ طلباء کی تجسس ہوگا۔ تو میں یہی چاہتا ہوں گا کہ تجسس میں
چھوڑ کر طلبا جائیں گے — تو سوال سے کم از کم اس تجسس میں وقت گزرے۔ جو
وقت گزرے گا معراج کا وقت ہوگا — ۲۸-۹
اس تجسس میں کہ کتنے حوالے کیا لکھا گیا۔ کہ کہاں لکھا ہے — یہ سب چھوڑ دو۔ پر دیکھو
کہ کس کی زبان سے نکل رہا ہے — یہ کوئی خوش قسمت ہی ہے جو یہ بات بیان کر رہا ہے۔
تو یہ سند مجھے مل گئی تو میری بخشش کا ذریعہ ہو گیا — مَنْ عَلِمَ وَعَمِلَ وَعَلَّمَ تینوں لفظوں
کا ترجمہ ذہن میں رکھیں۔ قسم کھا کے کہتا ہوں کہ مفتی اعظم کا رخ انور سامنے آ رہا ہے
فَذٰلِكَ يُدْعٰى عَظِيْمًا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمَاءِ، جو علم حاصل کرے علم حاصل کرنا آسان
نہیں ہے۔ یہ حضرت سے پوچھیں حضرت کے شہزادوں سے پوچھیے۔ کہ آپ نے کس
جفاکشی کے ساتھ کتنے زبردست صبر آزما لمحات کا چیلنج کو قبول کر کے علم پڑھا۔
کس نے علم حاصل کیا۔ اور حاصل کر کے صرف دستار باندھ کے عالم کہلا کے نہیں گزرے۔
بلکہ علم کا جو لفظ کتاب میں لکھا ہوا پڑھا۔ وہ عملی طور پر ان کی قامت میں نظر آیا۔ ان
کے قد زیبا پر نظر آیا۔ عمل کیا۔ اور ایسا علم کیا کہ جو ساتھ بیٹھا وہ بھی عامل ہو گیا۔
جس نے علم حاصل کیا اور عمل کیا اور علم پڑھایا۔ یہ سارے علماء اہلسنت و جماعت۔
خدا کی قسم ہے قدسیوں کی عقیدت ان کے سامنے جھکتی ہے۔ کوئی یہ مبالغہ نہیں
ہے۔ کہ ہمارے اکابرین میں ایسے بھی احباب ہیں۔ کہ جن کے حضور گھٹنے ٹیک کر بیان
پڑھنے والوں میں انسان نظر آتے ہیں۔ وہ ملائکہ بھی نظر آتے ہیں۔ بات وہی آ گئی کہ کہاں
لکھا ہے یہ ڈھونڈتے رہو —
عرض یہ کر رہا ہوں کہ سارے علماء آفتاب ہیں ماہتاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو

Date:

پوری غلطیوں کے ساتھ رہے ۔ لیکن حضرت کا ایک منفرد کمال ہے ۔ آپ نے برادریوں کے جھگڑے نہیں سنے ۔ بھائی بھائی جھگڑتے ہیں ۔ چچا بھتیجے جھگڑتے ہیں ۔ باہم دست و گریباں ہوتے ہیں ۔ بھانجے ماموں سے جھگڑتے ہیں ۔ کیا پوچھتے ہو ۔ لڑائیوں نے گھروں کو امن و سکون برباد کر رکھا ہے ۔ یہ فقیہ اعظم کا کمال ہے ۔ کہ آپ کی جتنی بھی برادری ہے جھگڑے کی کیا مجال سارے ہی حضور کے شاگرد ہیں ۔ میں نے تو جہاں دیکھا ہے ۔ وہ آپ کے شاگرد ہیں مرید ہیں ۔ اور جنہوں نے ان کے قدموں میں بیٹھ کر قیمتی وقت کو بیکار کیا تو جھگڑا کیا ہوگا ۔ آنکھ بھی اٹھا کے بات نہیں کر سکتے ۔ قسم کھا کے کہتا ہوں جیسی عالم ربانی کا فیض اولی القربیٰ میں اتنا نہیں پایا جاتا جتنا یہاں دیکھا ہے ۔

اور یہ اقربین ایسے ہیں ۔ ان کو رب کریم نے پہلے چنا ہے ۔ وانذر عشیرتک الاقربین ۔ اللہ فرماتا ہے یا رسول اللہ اپنے قریبی لوگوں قبیلے والوں کو ڈرائیں ۔ لفظوں پر بحث کرنا میرے بس میں نہیں ۔ چھوڑ کے جانا میرے ضمیر کو گوارہ نہیں ہے ۔ کہ نبی پاک علیہ السلام کے لئے ۔ جہاں بھی آیا ہے حضور کو پہلے بشیر فرمایا ہے ۔ وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا ۔ وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ۔ وبشر المتقین ۔ بشارت پہلے انذار بعد میں ہیں ۔ یہاں کیا وجہ ہے ۔ یہاں بشارت کا نام ہی نہیں ۔ وانذر عشیرتک ۔ اللہ فرماتا قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں ۔ خوشخبری کا ذکر کیوں نہیں ۔ یار خوشخبری دیں کس کو ابھی تک تو کسی نے کلمہ ہی نہیں پڑھا ہے تو ۔ اس لئے فرمایا ان کو ڈرائیں یہ ڈرانے کے قابل ہیں ۔ آگ بھڑک رہی ہے ۔ ان کو ڈرائے جاتے رہیں اور جب کوئی ایمان لے آئے تو پھر اس کے لئے بشارت کا لفظ مسئلہ شروع ہوتا ہے ۔ جب آپ علیہ السلام کو کوئی مانتے نہ تھا ۔ تو فرمایا انذر ۔ ڈرائیں ۔ اور جب ماننے والے پیدا ہو گئے ۔ اللہ فرمایا وبشر المومنین ۔ یہ فقیر کی دلیل ہے ۔ اس وقت اہل مومن نہ تھے ۔ اس لئے فرمایا انذر ۔ جب ایمان والے آتے گئے ۔ اب رب نے فرمایا محبوب آپ پہلے بشارت کا دروازہ کھولیں ۔ ڈرانے کا مسئلہ بعد میں کریں گے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح کا حق قریبیوں کا پہلے ہے ۔ زیادہ ہے ۔ اور قسم کھا کے کہتا ہوں ۔ کہ حضرت فقیہ اعظم نے ۔ اس حق کو خوب نبھایا ہے ۔ بھائی بھتیجے ۔ بھانجے اصہار ۔ اولوالارحام ۔ جتنے بھی اعزہ و اقرباء ہیں ۔ جس کو پوچھو ۔ یہ نہیں بتاتا کہ

35

589

Date:

میں حضرت کا رشتے میں کون ہوں ۔ یہی بتاتا ہے کہ میں حضرت کا مرید بھی ہوں شاگرد بھی ہوں ۔ کیوں بھی جھگڑے مٹ گئے کہ نہیں ۔ اختلاف مٹے یا نہ مٹے ۔ وہ مستثنیٰ یار ہوا ہی کرتے ہیں ۔ اور استثنا کی کیفیت میں جو مقصود وار ہوگا ۔ اس کو دنیا جانتی جو دنیا کے غیروں کو کھینچ کر اپنا بناتی ہے ۔ وہ اپنوں سے بے رخی کیسے کر سکتا ہے جس کے دروازے پر شہر قائم تھا شما الاجنوتا ۔ آنے والے جھولیاں بھر کے لے گئے تو پسلنے والا کوئی خالی رہ جائے گا ۔ کیوں اس پلو دامن دامن نہیں چھلنی ہے ۔ وہ کسی فیض کو روک سکتا ہی نہیں ہے ۔ کیونکہ خیرات چھلنی میں نہیں جاتی ۔ خیرات پیالے میں لی جاتی ہے چاہے کچی مٹی کا ہی ہو ۔ حضرت نے خوب نوازا ۔ کرم فرمایا ۔
من علم و عمل ۔ و علم ۔ روح البیان میں ہے ۔ اور علم ان سے لکھا ۔ جنہوں نے ہر لفظ کے پیچھے رسول کے حسن کا جلوہ دکھا دیا ہے ۔ ورنہ علم کے مدعی تو اور بھی بڑے ہیں ۔ پانی آیا ہے آگ بجھانے کے لئے ۔ لیکن بعض ایسے بھی بد بخت ہوتے ہیں ۔ جن کو پانی ڈالیں تو اور آگ بھڑکتی ہے ۔ ایسے بھی ہوا کرتے ہیں ۔ وہ بد نصیب ہیں ۔ کہ بارش کا پانی برسے انہیں آگ لگتی ہے ۔ وہ بد بخت نہیں تو اور کیا ہے ۔ ذکر مصطفیٰ کی برسات ہو وہ جلنے لگیں پتہ چلے غیر ہیں ۔ جو رسول اللہ کا نام سن کر رحمت برسے ان کے چہرے پھولوں کی طرح کھل جائیں پتہ چلے ایمان والے یہی ہیں ۔ ایمان رسول اللہ کے پیار کا نام ہے ۔
ایمان حضور کی محبت کا نام ہے ۔ ایمان میرے آقا کی عقیدت کا نام ہے ۔
فذلک یدعی عظیما ۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ایمان والے عظیم کہتے ہیں ۔ جس نے علم حاصل کیا اور عمل کیا ۔ اس دار العلوم کی خصوصیت ہے ۔ کہ مدارس میں چھٹی ہوتی طلباء منتشر کوئی کہاں جائے کوئی کہاں ہے ۔ الا ماشاء اللہ ۔ لیکن یہ انوکھا دار العلوم ہے ۔ کہ رات کا نصف گزر جاتا ہے ۔ ایک کمزور جسم مگر ایمان کا قوی جسم اپنے طلباء کے دروازوں کے گرد چکر لگا رہا ہے ۔ دروازوں پہ دستک دیتا ہے ۔ اور دیکھتا ہے کہ میرے منگتوں میں تہجد کی نماز کون پڑھ رہا ہے ۔
کیا یہ رنگ یہاں نظر نہیں آیا ۔ یہی تو تکمیل ہے اور کیا ہے ۔ کہ جو خود عمل نہیں کرتے ۔ کہ جو کتاب پڑھ جائے اسے عامل بنا دیتے ہیں ۔ و علم اور عمل سکھایا ۔ اللہ تعالیٰ کا جلیل القدر رسول فرماتا ہے ۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں آسمان والے عظیم کہتے ہیں ۔ تب حضرت

Date:

نے جب یہ خطبہ پڑھا ۔ ۲۲-۲۱ ۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کے امتیوں نے ایک سوال کیا۔ حضرت جی
مَنْ نُجَالِسُ ہم کس کی خدمت میں بیٹھیں گے ۔ حضرت ان کو دلوچ لیتے ۔ اللہ کے بندوں میں
جو بیٹھا ہوں ۔ میرے پاس بیٹھو ۔ یہی حکم ہے جس نے ہیں ۔ نبی پاک اکیلا نہیں ہوتا ۔ نبی کے
قدموں کے پیچھے اور کائنات بھی ہوتی ہے ۔ جو اس کا دامن پکڑتی ہے ۔ گلاب کا عطر شیشی
میں تو نہیں ہوتا نا ۔ جو اس کو لگا لے وہ بھی تو مہکتا ہے ۔ اللہ والے خود تو معطر معنبر میں
مستور میں جو ان کے نشانے پہ آ جاتے ہیں ۔ انہیں بھی معطر کر دیتے ہیں ۔ عرض کی مَنْ نُجَالِسُ
جس میں تین نشانیاں پائی جائیں ۔ اب ذرا توجہ رہے گی کہ کون سامنے آ رہا ہے ۔
فرمایا مَنْ یَزِیْدُ فِیْ عِلْمِکُمْ مَنْطِقُہٗ ۔ جس کا بولنا تمہارا علم بڑھائے ۔ علم پڑھے
سے ۔ فقیر نے حضرت کی ظاہری [مَنْطِقُہٗ] حیات میں بھی حاضری دی یہیں تشریف
فرما ہو کر درس حدیث پاک کیا کرتے تھے ۔ فقیر نے یہیں حاضر ہو کر سلام بھی کیا ۔
میرے دوستو ۔ احادیث شریفہ کا درس ہو رہا ہے ۔ احادیث شریفہ پڑھائی
جا رہی ہیں ۔ فقہ مقدس کے بڑے بڑے پر پیچ مسائل کو اشاروں سے حل کیا
جا رہا ہے ۔ کوئی ہے بازو لہرا کے کہے ۔ کہ کسی محفل میں میں بیٹھا تھا فقیہ اعظم نے فلاں
کی غیبت کی ۔ ایک اللہ کے بندے ۔ فلاں کو برا بھلا کہا ۔ ارے جس کو حسن محبوب کے
دیکھنے سے ہی فرصت نہیں ہے ۔ وہ کسی کی بات کیا کرے گا ۔ جو پڑھتا پڑھاتا ہی اسی
لیے ہے ۔ کہ ہر لفظ کے پیچھے رسول اللہ نظر آتے ہیں ۔ مَنْ یَزِیْدُ
جس کا بولنا تمہارے علم میں اضافہ کرتا ہے ۔ قسم کھا کے کہتا ہوں علماء صلحاء جتنے
بھی تشریف فرما ہیں فقیر کے پاس ۔ ان کی دعائیں مجھ کے شامل حال ہیں ۔ کتنے
حضرات ہیں انہوں نے کتب مطالعہ کر کے علم بعد میں پڑھا ہے ۔ حضرت فقیہ اعظم کے
بول سے علم پہلے حاصل کیا ہے ۔ وہ بولتے جاتے ہیں علم کی گتھیاں سلجھاتے
جاتے ہیں ۔ اور قلوب کی تختی پر وہ علوم لکھے جا رہے ہیں ۔ ۲۵-۵ ۔
(۲) دوسری نشانی وَمَنْ یُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ رُؤْیَتُہٗ اس کے پاس بیٹھو کہ جس کے پاس بیٹھنے
سے دیکھو تو تمہیں خدا یاد کرا دے ۔ یہ نہیں فرمایا کہ یاد آ جائے ۔ یُذَکِّرُ تذکیر ہے
باب تفعیل ہے ۔ یہ تعدی کا معنیٰ دیتا ہے ۔ جسے دیکھنا ہی تمہیں خدا کا یاد کرا دے
وہ کون ہے ۔ خدا وہی تو ہے جس نے اسے بنایا ہے ۔ نقاش کا حسن نقش

میں نظر آتا ہے۔ معمار کا حسن تعمیر میں نظر آتا ہے۔ مرشد کریم کا حسن تلمیذ رشید
اور مرید رشید میں نظر آتا ہے۔ کہنے میں کیا حرج ہے۔ حضرت مولانا محمد نور اللہ نقشی کی زیارت
کرنے والوں کو بجا طور پر پتہ چلا۔ کہ جس کا بندہ پر انوار دیتا ہے وہ رب کس قدر [illegible]
ہے۔ —— جس کی زیارت تمہیں خدا یاد کرا دے۔

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ   یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری
کیونکہ سب حسینوں میں پسند آئی   صورت تیری ——

یہی اہل اللہ کا کمال ہے۔ یہ بیٹھے ہوں لاکھوں کروڑوں دنیا دار۔ اقتدار کے بھرے
بھرے اور دنیا دار اپنے تمام تر فتنہ سامانیوں کے ساتھ موجود ہوں۔ خدا کی قسم
رسول اللہ کا ایک منگتا سادہ لباس میں بیٹھا ہو تو اس کا رعب ساری محفلوں میں
قائم ہوتا ہے۔ کیونکہ صورت ہی ایسی ہے۔

گھر گھر مصلے بچھے ہیں تہجد کا وقت ہے۔ بڑے بوڑھے بزرگوار مائی مصلے پر نماز
پڑھا ہی کرتے ہیں۔ یہ ان کا تربیت کا انداز ہے۔ کہ نوجوان بھی دیکھیں رات مصلے پر
کھڑے نظر آتے ہیں۔ انہیں کیا ہو گیا۔ (۴ — ۳۰) کہتے ہیں جوانی دیوانی ہے ——
نیند نہیں جاتی نیند ختم نہیں ہوتی۔ پریشان کرتی ہے۔ یہ جو کھڑے ہیں ان کو نیند
کیوں نہیں پریشان کرتی۔ اس لئے کہ کسی کی صورت کو دیکھ کر انہیں خدا یاد آ گیا ہے۔
اس کی یاد انہیں سونے نہیں دیتی۔ اس لئے وہ [illegible] ہے۔

اور تیسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ و تیر کتبکم فی الآخرۃ عمل خدا
جانتا ہے۔ مدینہ شریف حاضری میں زیادہ علماء نوری نظر آئے۔ آخر کسی نے عمل
نے یہ رنگ چڑھایا ہے۔ چڑھایا تو ہے علماء بیان کرتے ہیں۔ کہ امام مالک ریاض الجنۃ
میں بیٹھ کر حدیث شریف پڑھاتے۔ مسجد نبوی شریف میں۔ مولانا صوفی نصر اللہ
مسجد نبوی میں بخاری شریف پڑھاتے ہوئے فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ——
یہ کیا تڑپ ہے کیا طلب ہے۔ یہ کیا شوق ہے۔ یہ سب اشواق جو ہیں وہ سب لطف
کہ حضرت فقیہ اعظم کی بارگاہ میں آتے ہیں۔ یہ آیت پاک فقیر نے بارہا پڑھی اندلسی
ہے۔ ونزلنا علیک الکتاب —— یا رسول اللہ ہم نے الکتاب آپ پر اتاری ہے
جو ہر شے کا روشن بیان ہے۔ یہ ترجمہ حضرت فقیہ اعظم کا ہے۔ کیا تفسیر ہو والوں پر

Date:

کیا ہو پوچھنے والوں پر ــــ نہ پاکستان نہ ہندوستان ۔ نہ مشرق نہ مغرب ـــــ
روئے زمین پر اللہ نے قرآن الکتاب کسی پر نہیں اتارا ۔ یا اللہ کس پر اتارا فرمایا علیک
یا رسول اللہ ہم نے صرف آپ پر اتارا ہے ۔
فرماتے ہیں ۔ جہاں بارش برستی ہے ۔ ایک کھیتی وہ ہے جس کا بیج آپ نے ڈالا ہے
اور ایک جڑی بوٹیاں گھاس بھی ہوتی ہے جس کا بیج آپ نے نہیں ڈالا ۔ لیکن بارش کے بعد
وہ بھی اگتی ہے ۔ معلوم ہوا بارش میں کوئی اثر ہے جو بیج ڈالا ہے ۔ اللہ جو زمین کے خفیہ
خزانے وہ بھی نکال لیتے ہیں ۔ جو بارش کے قطروں کا مقام ہے ۔ جس قلب پہ ۳۰ پاروں
کا قرآن برسا وہاں علوم مصطفیٰ کا کیا مقام ہے ۔ قلب رسول ۔ اسی لیے بریلوی
تاجدار معظم خدا کی نذر گیا ــــ سلام پڑھا ۔ قلم چھوٹ گیا ــــ پہلے مصرعہ میں لفظ
قدس میں سلام ــــ اور یہ سلام ایسا سرکار کا اعجاز ہے ۔ خدا کے لوگوں نے سارا
سلام نقل کیا ہے ۔ اردو زبان میں کسی نے سلام نہیں لکھا ــــ لکھے کون کسی کو صلاحیت
ہی نہیں ہے ــــ وہ تو تب ہو ۔ جب دل پہ سلام والے کا قبضہ ہو ۔ امام تاجدار بریلی
کی ہچکی بندھ گئی ۔ لرزہ براندام ۔ اور کے عرض کی ـــ

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں

امام اہلسنت فرماتے ہیں ۔ آقا میں کہاں اللہ آپ کا قلب اقدس ۔ سلطان باہو تو سرکار کے
منگتوں کی بات کرتے ہیں ــــ دل دریا سمندروں ــــ رب جب اپنے حبیب
کی شان ظاہر کرنا چاہے ــــ پھر چاہے نبوت کا دعویٰ نہ بھی ہوا ہو ــــ میرے آقا جہاں
آکر بیٹھ جائیں ۔ اللہ فرماتا ہے درختو جھک جاؤ ۔ میرے مصطفیٰ اپنی بارگاہ میں ۔ عیسائی
راہب کہتا ہے میں نے دیکھا ہے ۔ جب حضور درخت کے نیچے آکر بیٹھے مجھے تسلیم کرنا
پڑا کہ نبی کا یہی انداز ہے ۔ عارف کا دل چودہ طبق کے تسبیح سے بڑا ہے ۔ جن کے
منگتوں کا یہ عالم ہے ۔ اندازہ مصطفیٰ کا کیا مقام ہے ــــ

دل سمجھ سے وراء ہے ــــ مفسر ہوں محدث کوئی بھی ہو جتنی
میرے آقا کی عظمت بیان کرنے طریقہ ڈھب نہیں ہے ۔ گلی کی گفتگو اس سے اچھی
ہے ۔ (۶-۲۱) کیونکہ وہ بھی تمہارا فضل کو فائدہ دیتی ہے ۔ یہ تو اعلان غارت
کرنے والی ہے ۔ حضرت اعلیٰ حضرت بریلوی عرض کرتے ہیں ـــ

39 593

Date:

دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام۔

وحدت حق اللہ کی صفت ہے۔ یہ قلب پاک غنچہ ہے وحدت کا سارا راز چھپا ہوا ہے اگر کھل جائے تو پتہ نہیں کیا ہو ـــ یہ تو بند ہے۔ رازِ وحدت اس کے اندر ہے کیسی غلطیوں کو تم لامکانوں میں ڈھونڈتے ہو وہ قلب مصطفیٰ کے غنچے کے اندر ہے۔ یہ غنچہ تھا رب نے غنچے کی طرح رکھا۔ اگر کھول دیتا تو کیا ہوتا۔ یہ عارفین جانیں۔ یہ انا الحق کہنے والے جانیں ـــ یا ابوبکر صدیق جانیں آپ تھا سمجھا میں گر جاتا مگر مصطفیٰ نے سنبھالا کر دیا ـــ اور حضرت املا نے فرمایا۔

میرے آقا تشریف لائے۔ صدیق اکبر بیٹھے ہیں۔ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں۔ کنا عند النبی ہم حضور کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ میرے آقا شب معراج عرش سے آگے گزرے تو عرش نے پیچھے پلہ پکڑ لیا۔ یا تو پلہ پکڑتا قرض خواہ۔ یا پلہ پکڑتا منگتا بھکاری گا۔ میرے آقا وہ ہیں عرش فقیر ہو کر رسول اللہ کا پلہ پکڑ رہا ہے۔ میرے احمد رضا نے خوب اشارہ کیا ہے۔

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے۔

کیا تو یہ جاتا ہے کہ زمین گھومتی ہے۔ آسمان نہیں گھومتا۔ احمد رضا نے جو تا استعمال کیا ہے۔ فرمایا یہ کیا فلسفہ لئے بیٹھے ہو۔ تمہیں پتہ نہیں ہے

عرش کی عقل دنگ ہے عرش کا دماغ چرا گیا۔ مسئلہ بیان کر دیا فلکیات والوں کو پکڑ کر گھسیٹ کر دیا ہے

جانِ مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے۔

رب نے افلاک والوں کو پیچھے دھکیل دیا۔ آگے نہیں جاؤ۔ چاہے جبریل بھی ہو پیچھے ہٹ جاؤ۔ فرشتوں کے نام ـــ وہ جائے گا جس کے حسن کو تم نہیں جانتے ـــ سرکار آگئے۔ صدیق اکبر کھڑے ہیں۔ پہلے سے ابوبکر صدیق تھے ہم حضور کے پاس تھے۔ کہ حضور نے ارشاد فرمایا۔ ~~[illegible]~~ ابھی چند لمحوں میں کوئی اللہ کا بندہ آ رہا ہے۔ فرمایا لم یخلق افضل منی الا [illegible]

Date:

میرے اللہ رب نے اس سے افضل کوئی رب نے پیدا کیا ہی نہیں۔ بے نیاز ہے اس
نے نبیوں کو انتظار میں لگا دیا۔ کہ میرا محبوب آرہا ہے — جب آجائے تو اپنا
کاروبار چھوڑ کر اس کا خادم بن جانا — لتؤمنن بہ — فرمایا محبوب جو انوکھا
ہے سارے انبیاء کو انتظار کی لائن میں نہ لگا دوں تو مسئلہ کیا ہے — ۱۴-۵۰
سنی ربیع الاول کی انتظار میں رہتے ہیں نبی میرے آقا کی آمد کے انتظار میں رہتے ہیں۔
محبوب وہ ہے۔ جس کی انتظار میں سارے انبیاء علیہم السلام۔ اور غلام وہ ہے جس کی انتظار
میں سارے صحابہ ہیں — رجل — مرد بھی ایک ہے۔ جس کی آنکھوں نے حسن سرکار دیکھا
ہے — میرے اللہ رب نے اس سے کوئی افضل پیدا نہیں فرمایا — لکل شفاعۃ گستاعۃ
ابتی — قیامت کے دن والے شفاعت کرے گا۔ جب انبیاء شفاعت کریں گے۔
فرمایا آرہا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اب — میرا وجدان ہے کہ جب میرا آقا
فرمایا آرہا ہے — کہ صحابہ نے اس طرف دیکھنا شروع کر دیا ہو۔ میرا وجدان
ہے۔ میرے دل کی کتاب ہے۔ کسی نے نہیں دیکھا۔ کیوں نہیں دیکھا۔ آقا جو بھی آئے گا
میرا ہی غلام آئے گا۔ سامنے تو آ سکتا ہی ہے۔ جب آئے گا تو دیکھ لیں گے۔
یہ ہمیں عادت ہے۔ قسم بخدا۔ کہ جو آیت پڑھتے ہیں ہمیں عادت ہے ہم سرکار
کو دیکھتے ہیں۔ جو حدیث پاک پڑھیں ہم حضور کو دیکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے اکابرین
نے سبق ہی یہ دیا ہے۔ جابر ابن عبداللہ فرماتے ہیں۔ چند لمحے گزرے۔ اذ جاء البکر
صدیق — ابوبکر صدیق آگئے۔ پھر کیا ہوا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ میں معاذ اللہ
تشبیہ نہیں دیتا — فقام الیہ رسول اللہ۔ ان کو دیکھ کر سرکار کھڑے ہو گئے۔
ہوتا تو یہ ہے۔ بڑے آئیں تو چھوٹے تعظیماً کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ تو آپ نے
دیکھا ہے۔ جب صاحبزادہ صاحب — لیکن وہ پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم جن کی
ساری خدائی تعظیم کرے۔ وہ صدیق اکبر کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور کھڑے ہونے تک نہیں
بلکہ حدیث پاک میں یہ آتا ہے۔ کہ رسول کریم نے صدیق اکبر کو گلے لگایا ہے۔
یہ کیا وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس قلب میں حضور کے پیار کا خزانہ سجا ہے۔
سامنے آئے الفاظ ان کو بانٹتے ہیں۔ جیسے ہی میرے آقا سامنے آگئے۔ دروازہ کھلا دو
بکریاں باہر — ایک بکری نکال لو سیدھی حضور کے سامنے۔ حضور کے قدموں پہ سر رکھ

Date:

ایک چھوٹے کمرے میں بیٹھ کر رسول اللہ کی ساری امت کی رہنمائی فرما رہا ہے۔ اس جگہ
ہو کمپیوٹر سسٹم۔ یہ بھی آرمی ہے دستی بم پھینکیں۔ یا ہوائی جہاز سے عام بم
ہو۔ یا ایٹم بم۔ یا ہائیڈروجن۔ یا اس سے بڑا کوئی ہو تاکہ ہم سب آرمی میں داخل
ہیں۔ اگر کوئی سائنسدان اور بم بنائے قرآن کے دامن میں ہے۔ کیونکہ آرمی کا
صحیفہ میرے آقا نے بیان کر دیا۔ الا ان القوۃ الرمی۔ ارے جو بھی زمانہ
کے سائنسدان بم بنائے گا۔ میرے آقا اس کا علم رکھتے ہیں۔ اور فرمایا منزلوں
سے آرمی ہو۔ یا وبائی امراض کے جراثیم پھینکیں جائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ جو عجیب
امریکہ کے سپاہی جو مسلمانوں کا خون بہانے کے لئے آئے تھے۔ جب ان پر بم جراثیم پھینکے
گئے تو ان کو کوئی اندھا ہو گیا۔ کوئی لنگڑا ہو گیا۔ فرمایا سب یہ لفظ رمی
بلاشبہ دل سچا آ رہا ہے۔ یہ ہے ہمارے حبیب کی ہمہ دانی — آپ کو سچ
ہے۔ کہ جب آپ محبوب کا نام لیتے تو ڈاڑھے پیار سے۔ محبوب خدا کی قسم یہ لفظوں
کی بناوٹ نہیں ہے۔ یہ دل کی سچی [illegible] ہے۔ دل سے نکلی یہ بات ہے۔
کہ یہ ہے ہمارے پیارے حبیب کی ہمہ دانی لیے جامع البیانی۔ کہ ایک ہی لفظ رمی
میں وہ سب کچھ جمع فرما دیا۔ جو ہر زمانے میں اس زمانے کے اوزاروں پر سچا آ رہا
ہے۔ کوئی ایسا سائنسدان لاؤ۔ کوئی ایسا فلسفی لاؤ گے۔ جو اپنے زمانے کے اوزار
گن سکے۔ مگر یہ صرف نبی پاک کی ذات پاک ہے۔ جن کے ایک لفظ نے کائنات سب
کو سمیٹ دیا۔ اور حضرت فرماتے ہیں۔ قربان جائیں۔ اس پیارے کے ساتھ زمین
و زمان کی وسعتیں اور مکین و مکان کی سمتیں سب سمٹی ہوئی ہیں۔
ماضی و حال و استقبال مختلف ممالک بحر و بر عرش و فرش سب آپ کی
نظر میں ہیں۔ اقوام عالم کیا سب عالمین کے حاضر و ناظر ہیں۔ کیونکہ سوچ
کر رہے ہیں کہ وہ ہے۔ دیکھ کر رہے ہیں (۳۴-۱۱-۱) کیونکہ آپ ہیں وما ارسلنک
الا رحمۃ للعالمین۔ وہ دیکھ رہے ہیں۔ یا ایھا النبی انا ارسلنک شاھدا — نذیرا
ہر جگہ میں آ کر کہتے ہیں ہاں۔ اللہ کی قسم وہ یہیں ہیں۔ جن کی رسالت میں آیا ہے لیکون
للعالمین نذیرا — رب نے محبوب کو کہ علیہ السلام کی [illegible] ذکر میں زمان و مکان کی
قید میں ہی قید میں ہی ختم کر دکھا ہیں۔ محبوب ہمہ گیر ہیں۔ آپ کا علم ہی آپ کا ان

44 598

Date:

ہمیں آپ کی شفقتیں ہیں آپ کے احساسات ہیں۔ آپ کا شعور بیدار ہمیں حضور کا دیت کہ ہم ہیں آپ کی نسبت سے نہ کوئی ہارا ہے۔ نہ ہمیں آقا کے دست کرم سے کوئی شکوہ ہے۔۔۔ ہ ۔

یا اللہ اپنے محبوب کی عظمتوں کا صدقہ یہ جہانِ محبت آباد رکھ۔ یہ گلشنِ انوار سلامت رہے۔ مہکتا رہے دمکتا رہے۔ تا قیامت ملت اسلامیہ کے افراد یہاں سے ایمان کی پیاس بجھاتے رہیں۔ یا اللہ جب تک اسلام کے صدقے یہ کشاکش افراط و تفریط کا دور رکھ۔ اپنے محبوب کے غلاموں۔ اس ملک کی حفاظت فرما۔

۔ ہ ۔

۱۸—۱۰—۲۰۱۶

۱۲—۱—۱۴۳۸

۴—۳۳—۳۹—PM

منگل

نقشِ نعلین مبارک
سُلطانِ دو جہاں
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نعل پاک حضور ﷺ کی فضیلت!
نقش نعل پاک کو اپنے پاس رکھنے والے کو مندرجہ ذیل برکات حاصل ہوں گی۔
۱۔ سرکار مدینہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔
۲۔ اس کو اپنے پاس رکھنے سے شیطان کے شر سے حفاظت ہوگی۔
۳۔ اس کو آنکھوں پر رکھنے سے امراض چشم سے نجات حاصل ہوگی۔
۴۔ گنبد خضراء کی حاضری نصیب ہوگی۔
۵۔ ہر قسم کے جادو ٹونے سے حفاظت ہوگی۔
۶۔ اس کے واسطے سے دعا مانگی جائے تو پوری ہوگی۔
۷۔ اسکو اپنے پاس رکھنے سے ہر حاسد کے حسد و نظر بد سے حفاظت ہوگی۔
۸۔ اس کو اپنے پاس رکھنے سے ظالموں کے ظلم سے نجات حاصل ہوگی۔
۹۔ جس کشتی میں ہو نہ ڈوبے اور جس گھر میں ہو چوری سے محفوظ رہے۔
نوٹ: یہ فضائل اس صورت میں حاصل ہوں گے
جب نیت درست ہو اور یقین کامل ہو!

خطباتِ صابریہ
سید محمد محفوظ الحق شاہ صابری